لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام سعادت التیام کتاب مستطاب

مسمی بہ

تذکرہ بہادران اسلام

حصہ اول الملقب بہ

اصلاح امت

مصنفہ

حقیقت آگاہی صوفی کرم الٰہی صاحب ڈنگوی

مصنف حصہ اول تذکرہ بہادران اسلام سوانح عمری خالدبن الولید

حسب فرمائش

عبدالرحیم و عبدالرحمن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم

تاجران کتب مالکان کتب خانہ اسلامیہ لاہور

دار اسلامیہ پریس لاہور زیور انطباع پوشید

قیمت ... دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

فہرست مضامین تذکرہ بہادران اسلام حصہ اول

جامع العلوم وحدائق الانوار الملقب بہ ستینی

یعنی ساٹھ علوم والی کتاب بزبان اردو

مصنفہ حضرت امام ابو عبداللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر وغیرہ

معہ رسالہ

اقسام العلوم العقلیہ

مترجم اردو

مصنفہ حضرت شیخ الرئیس ابو علی حسین بن سینا

یہ بے نظیر کتاب جس کا جناب نے نام اوپر ملاحظہ کیا ہے اس فاضل علامہ کی تصنیف ہے جنکے ہم رتبہ اسلام کے دور عروج میں چند ہی علما نظر آتے ہیں امام موصوف نے اس کتاب میں یہ ساٹھ علوم ذکر فرمائے ہیں:۔

علم کلام - اصول فقہ - جدل (مناظرہ) خلافیات - فقہ - فرائض - وصایا - تفسیر - دلائل الاعجاز (قرآن شریف کس لحاظ سے معجزہ ہے) قرأت - احادیث - اسماء الرجال - (راویان احادیث کے حالات) تواریخ - مغازی (رسول اللہ صلعم کے غزوات) نحو - صرف - اشتقاق امثال (ضرب المثل) عروض - قوافی - بدیع الشعر والنثر - منطق طبیعیات - تعبیر خواب - فراست - (قیافہ) طب - تشریح - صیدنیہ (بوٹیوں کی خواص) علم اکسیر (کیمیا) معرفۃ الاحجار (جواہرات کی حالات) طلسمات - فلاحت (کاشتکاری) قلع الآثار - بیطرہ (فن بیطاری) بزاۃ - ہندسہ - مساحت - جر اثقال - آلات حروب (سامان جنگ) حساب الہند - حساب الهوائی (زبانی حساب کے طریقے) جبر و مقابلہ - ارثماطیقی (اعداد کی خواص) اعداد وفق - مناظرہ (دید بانی) موسیقی - ہیئت - احکام نجوم - رمل - عزائم - الٰہیات مقالات اہل العالم - اخلاق - سیاست - تدبیر منزل - آخرت - تصوف - دعوات - آداب الملوک۔

اور ہر علم کے حالات میں پہلے تین فصلوں میں ابتدائی مسائل کا ذکر فرما کر اصول شکلہ کے عنوان سے تین فصلوں میں اس علم کے انتہائی مسائل کو واضح کیا ہے پھر بطور سوال و جواب ہر علم کے تین ادق مسائل کو حل کیا ہے اور جو علوم کسی سبب سے اس تقسیم کے تحت میں نہ آسکتے تھے انکو مسلسل نو فصلوں میں بیان کر دیا ہے اور باوجود اختصار کو ملحوظ رکھنے کے ہر علم کو خواہ عقلی ہو یا نقلی اول سے آخر تک ناظرین کو پورے طور سے سمجھانے کی کوشش کی ہے علاوہ ازیں انہیں علوم کے دوران میں بعض نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی مفید و کار آمد باتیں تعمیم فوائد کی غرض سے پیش کی ہیں جیسا کہ فہرست مضامین سے ظاہر ہو گا در حقیقت یہ کتاب ایک علمی مظاہرہ (نمائش یا اگزیبیشن) ہے جسمیں امام موصوف نے ہر مذاق و طبیعت کے شائقین علوم کیلئے قسم قسم کے پھول پھل کے ذخائر جمع کر دیئے ہیں تاکہ ہر شائق اپنے حسب مذاق مستفید ہو سکے اور اس کتاب کے ساتھ حضرت شیخ الرئیس بو علی سینا کی تصنیف کردہ رسالہ اقسام العلوم العقلیہ کے منضم ہونے سے جس میں امام موصوف نے ترپن علوم عقلیہ کی نہایت وضاحت سے تعریفیں و حالات بیان کئے ہیں، سونے پر سہاگہ کا کام دیا ہے ہر چند ان کتب نادرہ کو اردو لباس پہنانا آسان نہ تھا مگر بفضلہ تعالیٰ سعی و کوشش سے ہم انکو حل کرانے میں اور آجکل کی مروجہ با محاورہ اردو میں توضیح و تشریح پیش کر سکنے میں کامیاب ہوئے نیز امام فخر الدین رازی مصنف کتاب ہذا کی مفصل و جامع سوانح عمری بھی ابتدائے کتاب میں درج کر دی گئی ہے امید ہے کہ علمی خدمات کے قدر دان احباب اس کتاب کی جلد جلد خریداری سے ہماری حوصلہ افزائی کرینگے - تعداد صفحات ۵۶۳ تقطیع ۲۰×۲۶ کلاں قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱؍۸) محصولڈاک ۳؍ علاوہ خرچ ہو گا:-

عبدالرحیم و عبدالرحمن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم تاجران کتب لاہور مسجد چینیانوالی

طب جسمانی و طب روحانی

مصنفہ امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی

جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے امام موصوف نے اس کتاب میں جس طرح تشریح اجسام و جمیع علل جسمانی کا بمعہ ادویہ علاج لکھا ہے اسی طرح بدن انسانی کی روحانی تشریح فرما کر کل قسم روحانی امراض کے اسباب و معالجات ایسے نازک انداز سے ارقام فرمائے ہیں کہ دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتے ساتھ ہی طبی ادویہ کی طرح روحانی ادویہ مفردہ و مرکبہ کو بھی نہایت دلچسپ پیرایہ سے ادا فرمایا ہے روح و جسم کی طب سے فارغ ہو کر علم الہیات پر اس زور اور خوبی سے قلم اٹھایا ہے کہ معقولات کو محسوسات کا جامہ پہنا کر علم فہم کر کے ان کل اعتراضوں اور رخنوں کو پیس ڈالا ہے جو فلسفہ قدیم یا جدید کے سبب کسی طالب علم کے دماغ میں پیدا ہو سکتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب احیاء العلوم کی روح رواں اور کیمیائے سعادت کی اکسیر ہے اور ایسے درد بھرے طریق سے لکھی گئی ہے کہ امام موصوف کی آخری تصنیف معلوم ہوتی ہے لیکن خدا کی شان ہے کہ ابھی تک عربی میں بھی طبع نہ ہوئی تھی حسن اتفاق اور مسلمانوں کی خوش قسمتی سے ہمارے ہاتھ اسکا ایک قلمی نسخہ آ لگا جسے فوراً اردو زبان میں ترجمہ کرا کر شائقین کے پیش کیا جاتا ہے خوش نصیب ہیں وہ ہاتھ جن تک یہ کتاب پہنچے اور از لی حمید ہیں وہ نفوس جو اسکی قیمتی نصائح پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین حاصل کریں قیمت - - - - ۸؎

زبدۃ المرام (فی ترجمہ) عمدۃ الاحکام

یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مجموعہ کل ائمہ محدثین کا اتفاق ہے کہ جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم متفق ہو کر اپنی اپنی صحیح میں بیان کریں قرآن شریف کے بعد وہ حدیث شریف جملہ احادیث پر مقدم اور سب سے بڑھ کر معتبر ہے اور بلا چون و چرا تسلیم کر لینے کے زیادہ تر لائق ہے لہذا امام مرحوم مولینا حافظ عبد الغنی صاحب نے دونوں صحیحوں کی احادیث متفق علیہ کو جو کہ احکام (یعنے طہارت - نماز - روزہ زکوۃ - حج - بیع - شری - نکاح - طلاق - رضا - قصاص - حدود - قسموں - نذروں اور فیصلوں کے بیان کھانے کے احکام پینے کے بیانات قربانی - لباس - جہاد اور غلام آزاد کرنے کے احکام کے متعلق ہیں ایک جا جمع کیا اور جناب حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی نے بسر پرستی خود اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کرایا اور ہم نے بصرف زر کثیر بین السطور حسب قلم السطری تقطیع درمیانہ بمعہ حواشی جدیدہ بصحت تامہ سطور رحنا شدہ کاغذ اعلے پر طبع کرایا ہے -

قیمت - - - - - ۸؎

تمدن ہند (ترجمہ اردو) کتاب الہند

المعروف البیرونی

مصنفہ علامہ ابو ریحان بیرونی معاصر و مقرب سلطان محمود غزنوی

جس زمانہ میں سلطان محمود غزنوی اپنے زور بازو سے ہندوستان کو فتح کر رہے تھے اسی زمانہ میں علامہ ابو ریحان بیرونی مشہور فلاسفر اسلام ہیں ہندوؤں کے مارل و سوشل غرض ہر قسم کے تمدن کی جستجو کرتے ہوئے ہندوؤں کی پرانی تہذیب و جملہ علوم و متبرک کتب اور کمالات روحانی و احوال جسمانی کا مطالعہ فرما رہے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندو مسلمانوں میں عداوت و نفرت زوروں پر تھی - اور ہندو بزرگ اپنے علوم کو اپنی ہی قوم کے شودروں تک سے بھی محفوظ رکھتے تھے اور کسی کو بتاتے نہ تھے لیکن اپنی اعجاز نما اولوالعزمی اور استقلال اور کمالات کے لئے نہایت شوق کے سبب علامہ ابو ریحان ہندوانہ فنون میں ہندو علماء سے بھی بڑھ گئے خاص کمال جسکا آپ نے اس بے نظیر تصنیف میں اظہار کیا ہے یہ ہے کہ ہندوؤں کے فلسفہ اور مذہب کو یونانی فلسفہ اور اسلامی مذہب سے مقابلہ کر کے مابہ الامتیاز کو بین کر دیا ہے علاوہ ازیں بعض اہم تاریخی واقعات پر بھی نظر ڈالی ہے بہر کیف قدیم ہند کے تمدن کے متعلق اس سے بہتر کتاب آجتک نہ کسی نے لکھی نہ کوئی لکھ سکا اور نہ کوئی ابو ریحان جیسا عالم اس ملک میں آیا کہ لکھتا لہذا ہم نے اسکا اردو میں ترجمہ کرا کر چھاپنا شروع کر دیا عنقریب خدا نے چاہا ہدیہ ناظرین ہوگی :-

سیرۃ ابن ہشام (بزبان اردو)

یہ وہ سوانح نبوی ہے جو مغازی ابن اسحق کے بعد سب سے اول اور مکمل و تحقیق سے لکھی گئی ہے باقی سب نے اسی کی خوشہ چینی کی ہے اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں ظہور سے لیکر وصال ایزدی تک کے کل حالات نہایت سادگی سے ایسے ترتیب وار لکھے ہیں جیسے آجکل کی ڈائریاں لکھی جاتی ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ان جملہ مشکلات مصائب کا بخوبی علم ہو جاتا ہے جو ابتدا میں اشاعت اسلام کے متعلق حضور انور اور صحابہ کو پیش آئیں اور ان مسائل اور اس نورانی مقناطیسی کشش کا بھی پورا پتہ چل جاتا ہے جو خون کے پیاسے دشمنوں کو بھی خود بخود دائرہ اسلام میں کھینچ لاتی اور ترقی مذہب کا موجب ہوتی ہے غرض کہ یہ ہر ایک کلمہ گو کے گھر میں اس کتاب کا ہونا لابدی اور ضروری ہے عنقریب خدا تعالے نے چاہا ہدیہ ناظرین ہوگی :-

قیمت .. - - ۸؎

الحقیقۃ الباہرہ فی اسرار الشریعۃ الطاہرہ

مصنفہ امام سید محمد ابو الہدیٰ رفاعی حسنی صیادی خالدی استنبولی استاد و مرشد۔

سابق خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی غازی اس جلیل القدر کتاب میں فاضل مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اسلام ترقی کا ہرگز مانع نہیں بلکہ ایمان کی ستر شاخوں میں سے ہر ایک شاخ جیسا کہ دینی امور میں قوت قلب کی زیادتی بخش کر سیر الی اللہ میں رہبری کا کام دیتی ہے ویسی ہی دنیوی ترقی اور فوائد سے بھی مالامال کرتی ہے نیز ہر شاخ کے متعلق وضاحت کرنے کے دوران میں بعض ایسے اسرار و نقاط سے علامہ موصوف نے آگاہی دی ہے جو بڑی بڑی کتب میں بھی نہیں ملتے خاصکر نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ ہجرت غیرت۔ زہد۔ ایثار۔ استقامت۔ خیر خواہی۔ اخوت۔ دیانت۔ مروت۔ عدل۔ امر معروف۔ نہی عن المنکر۔ صدق۔ وعدہ وفائی۔ ماں باپ اور اولاد و بیوی کے حقوق علم تقویٰ۔ ورع۔ قناعت۔ اخلاص۔ صبر۔ علم۔ خوف و رجا۔ حیا۔ حسن خلق و کلمہ توحید کے متعلق نہایت ہی عجیب حقائق بیان کر کے انکی خوبی ذہن نشین کر دی ہے علاوہ ازیں کل ممنوع اشیاء کے عقلی طور پر عیوب ثابت کر کے دونکہ اُنسے متنفر کر دیا ہے نیز مسلمانوں کے موجودہ امراض کے دیگر معالجات بھی لکھے گئے ہیں جنکی اس پر آشوب زمانہ میں از حد ضرورت تھی اور جا بجا ترقی کے وسائل ذکر کردئے ہیں :-

کاش میری قلم میں اتنی طاقت ہوتی جسکے ذریعہ میں ہر مسلمان خصوصاً تعلیم یافتہ گروہ کے دل میں نقش کر دیتا کہ اس کتاب کو ضرور پڑھو عدم گنجائش کی باعث ہم اسکی مفصل فہرست مضامین نہیں دے سکتے عربی بھی ساتھ رکھی گئی ہے

صفحات ۱۴۴ کلاں قیمت صرف نو آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۹ر

الکشف والتبیین فی غرور الخلق اجمعین بزبان اردو

مصنفہ امام ابو حامد محمد غزالی

اس کتاب میں امام غزالیؒ نے علماء عباد و امراء و صوفیا کے کل ان مقامات کی تشریح کی ہے جس میں یہ گروہ دھوکا کھا کر راہ راست سے بہک جاتے ہیں قلم میں طاقت نہیں کہ اس رسالہ کی لطافت اور خوبی کا کما ینبغی اظہار کر سکے ان اصناف اربعہ میں سے ہر ایک کے لئے اس کا دیکھنا اور اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہونا لازمی ہے عربی بھی ساتھ دی گئی ہے :-

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۰۳ر

عزیز القلوب ترجمہ مکاشفۃ القلوب

المقرب الی حضرت علام الغیوب

مصنفہ امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی

امام غزالی کے جنکے نام نامی سے شاید ہی کوئی تعلیم یافتہ بے خبر ہو اس کتاب میں شریعت اسلامی کو تصوف کا رنگ دیکر ایسی خوبی اسلوبی سے انجام دیا ہے کہ اس مضمون کی باقی کتب سے بدرجہا فائق ہو گئی ہے چنانچہ آپ نے خوف الٰہی ریاضت توبہ محبت عشق الٰہی۔ توکل۔ رضا بالقضا اللہ کی اطاعت خاصکر شکر و علم و زہد تقویٰ۔ اخلاص۔ امر معروف۔ کسب حلال۔ محاسبہ۔ مراقبہ کی کیفیات بیان کرتے ہوئے رغبت دیکر اتباع نفس و ہوی و شیطان فسق و فجور نفاق قطع رحم قساوت قلبی۔ تمرد۔ تکبر۔ غیبت نمیمت حسد کذب بغض۔ زنا۔ شراب۔ لغویات۔ ریا۔ شرک وغیرہ وغیرہ کے عیوب واضح کرتے ہوئے انسے روک کر اتباع رسول کریم صلعم اور آپ پر درود پڑھنے اور ذکر الٰہی کے فضائل حسن خلق خصوصاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ صلہ رحمی۔ حقوق اللہ حقوق والدین اولاد و دیگر خویش و اقارب۔ اکل حلال۔ ترک حرام طہارت حق کی باطل کیساتھ ملاوٹ کے حقائق و اسرار کا اظہار فرما کر اوراد و وظائف و نفلی عبادات و قرآن شریف اور ماہ رجب شعبان ماہ رمضان المبارک نماز تہجد و تراویح و عیدین و ایام عاشورہ و لیلۃ القدر و محرم وغیرہ کے فضائل کو بوجہ اکمل و اتم درج کرتے ہوئے بہشت و دوزخ حساب۔ عذاب قبر۔ سکرات موت۔ ذکر موت اقسام عذاب جنازہ کے آداب رضاء الٰہی کے اسباب کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرتے اور مخالفین کو دندان شکن جواب دیتے ہوئے اس کتاب کو رسول اللہ صلعم کی وفات پر ایک سو گیارہ بابوں میں ختم کیا ہے اور ہر ایک بحث میں قرآن شریف کی آیات و احادیث نبویہ و بزرگوں کے کلمات طیبہ صحابہؓ کے آثار عجیب و غریب حکایات جاد و اثر اشعار سے ایسا مزین کیا ہے کہ سوائے کل کتاب ختم کیے دل کو چین نہیں آتا ہم نے اسکو ایک لائق مترجم سے مروجہ فصیح و بلیغ اردو میں ترجمہ کرا کر نیز آیات و احادیث و اشعار کو عربی میں بھی درج کیا گیا ہے جلی قلم سے لکھوا کر اعلے سفید کاغذ پر طبع کرایا ہے تعداد صفحات ۵۲۴ تقطیع کلاں ۲۰×۲۶ قیمت عہ

در النظیم فی خواص القرآن العظیم

(بزبان اردو)

اس نادر کتاب میں علامہ ابو محمد عبد اللہ یمنی شافعی نے امام محمد غزالی کے رسالہ خواص القرآن والسور اور قاضی ابو بکر غسانی کی کتاب برق اللامع والغیث الہامع کو جمع کر دیا ہے خواص و اسرار قرآن شریف میں بے نظیر رسالہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ھُوَ الْقَادِرُ الْمُتَعَالُ لَا یَزُوْلُ وَلَا یَزَالُ وَلَا یَتَغَیَّرُہُ الشُّئُوْنُ وَالْاَحْوَالُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ خُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ وَاٰلِہِ الْمُطَھَّرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُجَاھِدِیْنَ رِضْوَانَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ

امابعد نیاز مند درگاہ الٰہی فقیر کرم الٰہی صوفی ڈنگوی گذارش پرداز ہے کہ آج کل مسلمانوں میں عام طور سے یہ سوال درپیش ہے کہ زمانۂ حال کے اہل اسلام کی مالی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ کمزور حالت کس طرح درست ہو سکتی ہے؟ اس سوال کی بابت اسلامی حلقوں میں مختلف اسباب اور تجاویز خیال کی گئی ہیں۔ اور بزرگان قوم نے بڑھ بڑھ کر موشگافیاں کی ہیں۔ لیکن جو رائیں دیجاتی ہیں اُن میں اس قدر اختلاف اور تضاد ہوتا ہے کہ ایک متلاشی کے لیئے صراط مستقیم اور مفید تدبیر کا انتخاب نہایت مشکل ہو جاتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی رائے کو ہی درست اور مصیب جانتا ہے۔ بلکہ بعض تو ہما الہمنی ربی کی ڈینگ مار اُٹھتے ہیں اسی اختلاف آرا کی وجہ سے قوم کسی مفید اور جامع نتیجہ پر نہیں پہونچ سکتی اور بہبودی اور فلاح کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ انحطاط اور زوال کے چاہ عمیق میں گری جاتی ہے۔

ہم اس بارہ میں اپنی کوئی رائے پیش نہیں کرتے بلکہ تیرہ سو سال کے تاریخی تجربہ قوم کو سناتے ہیں جس سے صاف طور پر کھل جائیگا۔ کہ پہلے وقتوں میں زمانۂ حال سے بڑھ کر مسلمانوں پر مشکلات آچکی ہیں اور ملکی ادبار کی کالی گھٹا چھا چکی ہے ان حادثات عظیمہ کا جو علاج مفید پڑا وہ چند کھلے نظائر ہیں۔ جنکے مطالعہ کے بعد کسی مزید رائے لگانیکی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ زمانہ کے ترازو پر تل چکے ہیں اور مرض ادبار کا صحیح علاج ثابت ہو چکے ہیں۔ آن صحیح تاریخی واقعات سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب اہل اسلام میں اہلیت اسلام نہ رہی اور صداقت اسلامی کو چھوڑ کر ہوا حسی نفسانی کے پیرو ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اُن کے مقدس اصحاب

حبل المتین میں جکڑ دیا اور غیر اقوام کے اضعاف مضاعف مجموعی طاقت کو بارہا پاش پاش کر کے مقدس خطاب خلافت وامارت کے قومی حقوق کو ادا کیا۔ اور اسلام کی اکمل ومکمل قواعد کی پابندی بے مثل زمانہ حضرات صحابہ عظام صداقت قرآنی "کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً" کا جلوہ دکھا دیا اور قوم کی پراگندہ حالت اور متفرق طاقت کو اجتماعی صورت میں لاکر کوہ آہنی بنا دیا اور آیندہ نسلوں کیلیے نہایت جلی اور موٹے موٹے حروف میں[1] "لَنْ يُصْلِحَ آخِرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلُحَ الْأَوَّلُونَ" کا مجرب نسخہ لکھ دیا۔ اس کتاب میں یہ ثابت کیا جائیگا کہ اسلامی اہلیت کے عدم وجود پر قومی ترقی وتنزل کا مدار ہے۔ اس کتاب میں عروج وزوال کے دونوں تاریخی پہلو دکھائے گئے ہیں معزز ناظرین خود فیصلہ کرلین گے کہ اسلامی اہلیت یعنی تقلید صحابہ کرام موجودہ قومی زوال کیلیئے کیا عمدہ اور مفید مجرب نسخہ ہے شرائع محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کو مکمل نہ جاننا اور اجماع امت میں اختلاف اور تفرقہ ڈالنا اس واحد قومی جوش کو مٹانا اور مذہبی عظمت کو کھونا ہے جو غیر اقوام میں اسلامی جلال ووقار پیدا کرتا رہا ہے اس ہیچمدان نے تذکرہ خالد بن ولید میں وعدہ کیا تھا کہ بہادران اسلام کے تذکرے علیحدہ علیحدہ ہدیہ ناظرین کیے جائینگے لیکن اس سے تیرہ سو سال کے حادثات عظیمہ کا ایک جامع بیان اور کار آمد اور مفید نتیجہ "ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام" ایک کتاب میں نہ نکل سکتا تھا اور شائقین کو دیگر تالیف کا منتظر رہنا پڑتا۔

جن اصحاب نے یورپین مورخین کی تالیفات دیکھی ہیں اگر اُن کو اس کتاب کے طرز بیان اور طریقہ استدلال اور انتخاب واقعات میں مغائرت معلوم ہو تو براے مہربانی معذور رکھیں۔ کیونکہ انکی اور ہماری اغراض تالیف ایک نہیں وہ خواہ کسی قدر صداقت کا اظہار کریں مگر قومی فوائد کو ہاتھ سے نہیں دیتے جن واقعات کو وہ کسی طرح چھپا نہیں سکتے ان کو بھی اس طرح بیان کر جاتے ہیں کہ اسلامی جلال فرنگستانی اقبال کے سامنے ایک بھونڈی صورت دکھائی دیتا ہے۔ اور کوئی مفید محرک جوش پیدا نہیں کرسکتا بخلاف اس کے ہماری تحریر کی علت غائی ان صحیح اور صریح واقعات کی حقیقی تصویر قوم کو دکھا کر عملی جوش پیدا کرنا ہے انہیں وجوہات سے عربی ضخیم تاریخی کتابوں کو چھوڑ کر یورپین تاریخوں کو سند قرار دینا فعل عبث ہے۔

اس کتاب میں عادات واطوار صحابہ رضی اللہ عنہم۔ اور بنی امیہ۔ عباسیہ کے عروج وز[وال] شمالی افریقہ کی ابتدائی فتوحات سیلسلی واقعہ روم بحیرہ روم میں اسلامی جلال کا بیان ...

[1] یہ قول امام مالکؒ خلیفہ رسول اللہ صدیق اکبرؓ کا ہے ترجمہ امت محمدی کے اخلاف اور پچھلی نسلوں کی اصلاح وہ ہی ہے کہ وہ متقدمین یعنی صحابہ کرام کی تقلید کریں اور ان کا ہی اتباع کریں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتباع صادقہ اور تقلید حقہ کو چھوڑ دیا۔ اس وقت مشکلات اور تکالیف کے دروازے کھل گئے اور جب کسی قوم یا گروہ نے بہ تقلید صحابہ کرام قوائے نفسانی کو کمال انسانی وجلالی روحانی کا ذریعہ بنایا تو مخالفوں کی صدیوں کی چالوں کو توڑ تاڑ کر قوم کے ڈگمگاتے جہاز کو سلامت ساحل مراد پر پہنچا دیا۔ اور قوم کے مردہ اجسام میں اسلامی جوش کی تازہ روحیں پھونک کر خیر القرون کا نقشہ دکھا دیا۔ جب زمانہ کئی بار ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام کا عینی مشاہدہ کرا چکا ہے تو پھر کسی اور جدید راستہ کا ٹٹولنا اور مغویانہ قطع برید سے اسلام کے خوبصورت چہرہ کو بگاڑنا در اصل صراط مستقیم سے ہٹانا ہے۔ ملکی۔ قومی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ ترقی کے وجوہات میں سے کوئی ایسا امر باقی نہیں رہتا جو صحابہ کرام کے افعال و اعمال عادات و اطوار میں پایا نہ جاتا ہو۔ تہذیب نفوس اور قومی ہمدردی۔ ملکی ترقی۔ اعلےٰ درجہ کی پاکیزگی کے صحیح اور کامل نمونے اُن سے بڑھکر تاریخ پیش نہیں کر سکتی مگر یہ تقلید صحابہ بغیر سچے جوش کے ممکن نہیں اور جس جوش کی کمی بیشی پر قوموں کی موت و حیات کا انحصار ہے اسی حقیقی جوش کے نہ ہونے سے مسلمان کسی کام میں کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے اور استقلال کے ساتھ کوئی قومی مرحلہ طے نہیں کر سکتے۔ وہی قرآن وہی اسلام وہی زمین و آسمان ہے مگر مسلمانوں میں وہ عملی جوش نہیں جو اخلاص و ایثار کے مفید نتائج دکھا سکے اور قوم کے متفرق اور پراگندہ اجزا کو جمعیت کی صورت میں لا سکے اس جوش کے پیدا کرنے کے لیے قوم کے جان نثار خادموں کے کارناموں سے بہتر اور کوئی مجرب اور مفید نسخہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ اقوام اس تاریخی سلسلہ کو کمال عزت و وقعت سے قائم رکھتی ہیں اور اس سے صرف اپنی موجودہ اور آیندہ نسل کی جرأت اور ثبات مردانہ کو ہی نہیں بڑھاتیں بلکہ غیروں پر بھی اپنی شجاعت کا رعب سکہ بٹھا کر صرف کاغذی گھوڑوں سے ہی غیر ممالک میں قومی فوائد اور منافع کا میدان وسیع کر لیتی ہیں۔

راقم احقر العباد نے بھی یہ کتاب جو تمام اسلامی تاریخ کا لب لباب ہے اسی مردہ جوش کے زندہ کرنیکے لئے لکھی ہے چونکہ تمام واقعات کا سنانا اور فاسق و فاجر ظالم و عیاش یا اُن خونخوار سلاطین و امرا کا بتانا جو عموماً اہل اسلام ہی کا گلا کاٹتے رہے ہیں۔ اور محض جابرانہ سطوت و جبروت دکھلانیکے لئے امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوسط گھٹاتے رہے ہیں۔ مفید نہیں بلکہ اس سے اور زیادہ وہن قومی کے بڑھنے کا احتمال ہے۔ اس لئے فقیر نے صرف ان چند جانبازاور قوم کے سچے خادم سلاطین اور امراء کو منتخب کیا ہے۔ کہ جنھوں نے اپنے ذاتی اعمال اور اسلام کے نورانی اطوار کا مخلصانہ نمونہ دکھا کر قوم کو ایثار نفس کا بھولا ہوا سبق یاد کرا کر اتفاق اور اتحاد کی

تذکرہ بہادران اسلام

حصہ اول

اقبال کا پہلا دور

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پرملال کے بعد سب سے پہلا حادثہ اسلام کو تب پیش آیا جبکہ عاشق رسول خلیفہ مقبول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ پر تمام عرب کھڑا ہو گیا۔ اور مہاجر وانصار کے ساتھ قریش و بنی ثقیف کے سوا اور کوئی نہ رہا اکثروں کو تو قریش کی اطاعت ناگوار تھی اور بعض زکوۃ دینا پسند نہ کرتے تھے اور چند دنیا طلب ادعائے نبوت کے بہانہ سے مسلمانوں کے مقابلہ پر آ کھڑے ہوئے تھے یہانتک کہ بنی اسد۔ غطفان۔ کنانہ وغیرہ نے ایک لاکھ کی جمعیت سے خاص مدینۃ النبی کو گھیر لیا وہاں اہل اسلام کی جمعیت صرف (۷۔۸) ہزار تھی مگر یہ وہ قلیل جماعت تھی جو عزم بالجزم۔ اتفاق وایثار صداقت و اطاعت۔ ہمت وشجاعت۔ تقوی۔ ورع۔ صبر وقناعت۔ زہد وعبادت میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ قوم وملت کی ترقی وبہبودی کی سچی دھن ہر وقت انکو لگی رہتی امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے عروج کی آرزو ہمیشہ انکے دلوں میں گدگداتی۔ ہر ایک حالت حضر وسفر۔ رنج وراحت۔ خواب وبیداری۔ تندرستی وبیماری میں قوم کے مفاد ومضار کو سوچتے اور جو کہتے کر دکھاتے اور "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ"(۱) کے عتاب باعقاب سے پہلو بچاتے وہ جانتے تھے کہ اسلام کی غرض تہذیب نفوس ہے جو بغیر اعمال صالحہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ قول بے عمل اور قال بلا حال ذات ذوالجلال اور رسول فرخندہ مآل کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتا اور زبانی جمع خرچ اور تکلف وتصنع اسلام میں ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا۔ ان کی گفتار وکردار اطوار وآثار یکساں تھے۔ علی ہمدردی اور اتفاق کے رنگ میں ادنے سے اعلے تک تمام رنگے ہوئے تھے۔ اور مستقل ارادوں پر جمے ہوئے تھے۔

قوم کا زور ہر فرد میں بھرا ہوا تھا اور جانبازی کا جوش بڑھا ہوا تھا۔ خیرات کے میدانیں ہر ایک بڑھ بڑھ کر قدم مارتا اور فلاح امت میں مسارعت دکھاتا امر معروف اور نہی عن المنکر کو اپنا فرض جانتا جسکو وہ بادشاہوں کے درباروں اور تیز تلواروں کی دھاروں کے سامنے نہایت دلیری اور ثابت قدمی سے ادا کرتے اور لوم لائم سے کبھی نہ ڈرتے۔ انہیں اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ کی صداقت پر آیۃ کریمہ "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ

(۱) وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ سورہ صف پارہ ۲۸

کے پولیٹکل تغیرات مذاہب صاحب الزنج۔ خرمیہ۔ زنادقہ۔ معتزلہ۔ قرامطہ کا اختلال امن آغاز و زوال۔ رومیوں کے اسلامی ممالک پر حملات اور مجاہدین اسلام کی پر جوش خدمات۔ سلاطین سلاجقہ کے غازیانہ تردوات۔ فرقہ اسماعیلیہ اور ملاحدہ کی کامیابی۔ اہل یورپ کا پہلا صلیبی جنگ اور مسلمانوں سے ظالمانہ ڈھنگ۔ بیت المقدس کی خرابی اور شام کی بربادی عماد الدین زنگی اور سلطان نور الدین کا قوم میں جوشیلی روحین پھونکنا۔ اور یورپ کی متفقہ افواج کو تہ تیغ کرنا۔ بہادر سلطان صلاح الدین کا اسلام کے حقیقی جوش اور اتباع شریعت حقہ سے بہادران یورپ کو سہ

شام و سلم لازم و ملزوم شد　　　این فراق از دست ما معدوم شد

کا مقولہ ہرقل ہمیشہ کے لئے یاد دلاتا۔ درج کیا گیا ہے۔

اس کے بعد خاندان صلاحیہ یا ایوبیہ کا مختصر بیان اور فتنہ تاتار اور تاتاریوں کا خودبخود صداقت اسلام سے مسلمان ہونا سپین کی اسلامی سلطنت کا یورپ پر شہنشاہی جلال اور تذکرہ زوال۔ مراکو کے سلاطین مرابطین۔ موحدین۔ بنی مرین کی سپین میں بہادرانہ کارروائی۔ موروں کی بربھوٹ سے ہیبت ناک تباہی۔ آل عثمان کی سرپرستی اور یورپ کی ذلت و پستی کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔

فقیر نے اس کتاب کی تالیف میں ابن اثیر۔ ابن خلدون۔ مسعودی۔ تاریخ امرائے بیت الحرام۔ فتوحات اسلامیہ۔ تاریخ الخلفاء وغیرہ سے مدد لی ہے۔ بخیال اختصار سوائے بڑے بڑے واقعات کے عموماً حوالہ کتب نہیں دیا گیا اور اس کتاب کا نام تذکرہ بہادران اسلام موسوم بہ صلاح امت رکھا گیا ہے اور اپنے قدیم محسن و مربی جناب آنریبل لفٹننٹ ملک عمر حیات خانصاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ٹوانہ چیف آف کالرہ ضلع شاہپور پنجاب کے نام نامی سے معنون کیا۔ اہل قلم سے امید ہے کہ نقص و خطا کو بنظر عفو دیکھیں اور ارادہ تالیف کو مدنظر رکھکر دعائے خیر سے یاد کریں۔ واللہ الموفق المعین۔ وصلے اللہ علی رسول رحمۃ للعلمین۔

الراقم

فقیر کرم الٰہی صوفی مصنف خالد بن ولید

دکھلانیکے لئے اور زیادہ دہن قومی کے سچے خادم سلاطین اور اطوار کا مخلصانہ نمونہ دکھاکر

روحانی خواص و معارف کے حصول کا راز "وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا" میں بتا دیا ہے اور ان کی ریاضت و عبادت شوق معاد و رشاد کا بیان واقعی جتا دیا۔ اصحاب تقدس مآب عجب و تفاخر سے دور تکبر و غرور سے نفور فرمان شاہی "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ" کی تعمیل میں مشہور تھے ان کا یقین تھا کہ اللہ تعالی سے بہتر کوئی انسانی مصالح کو نہیں جانتا اور محدود و غیر محدود پر حاوی نہیں ہو سکتا اس حکیم مطلق نے جو علاج و دوا ہمارے لیے مقرر کر دی ہے اسی میں ہماری شفا ہے۔ فلاح و بہبودی کا مدار صرف انہیں قواعد و ضوابط الٰہی پر ہے۔ جو بذریعہ وحی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہو چکے ہیں وہ صریح تدابیر قرآنی "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خَاشِعُوْنَ - وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَ الَّذِیْنَ ہُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ - وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حَافِظُوْنَ وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِاَمٰنٰتِہِمْ وَ عَہْدِہِمْ رٰعُوْنَ - وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ" کو چھوڑ کر ناقص عقول انسانی کی پیروی نہ کرتے اور ایسے قوانین کے ہوتے ہوئے کہ جن پر عمل کرنے سے جسمانی و روحانی صوری و معنوی فوائد اور دینی و دنیوی عوائد حاصل ہو سکتے ہیں پھر کاوش جاہلانہ و تلاش سفیہانہ سے بطور کورانہ کسی جدید تدبیر و علاج کے لیے بھٹکتے نہ پھرتے وہ ہر ایک امر میں قرآن سے مدد لیتے اور حکم بناتے اور اسی کی پیروی سے عروج پاتے اور اسی پاک مجموعہ ہدایت کو اپنے لیے بفحوائے "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ" روحانی امراض و جسمانی عوارض کیلئے شفا و رحمت جانتے اور اکمل و مکمل مانتے نور قرآن سے ان کی چشم بصیرت روشن ہو چکی تھی جس سے وہ نیک و بد کی بخوبی تمیز کر سکتے تھے جس امر میں قوم و ملت میں رخنہ اندازی یا فتنہ پردازی کا امکان متصور ہوتا اس سے گریز کرتے اور مختلف عقاید کی اشاعت سے قوم میں تفرقہ نہ ڈالتے اور پھوٹ کی مہلک اور لاعلاج مرض سے مسلمانوں کا نشان نہ مٹاتے دین کی اصلی ضروریات اور غیر ضروریات میں بخوبی امتیاز کرتے اور بیجا تاویلوں کی بھرمار سے عام مسلمانوں کے خیالات پراگندہ نہ کرتے اور بہ تعمیل "ہُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ اٰیٰتٌ

سلہ وہ لوگ راتوں کو اپنے خدا کے آگے سجدہ کرتے اور دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ سلہ پارہ ۱۸۔ سورہ المومنین۔ ترجمہ وہ ایمان والے ضرور ہی دینی و دنیوی مشکلات سے نجات پا گئے جو نماز میں خشوع و خضوع پڑھتے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے کنارہ کرتے ہیں اور جو زکوۃ دیتے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی حرامکاری (زنا) نہیں کرتے اور جو لوگ اپنی امانتوں اور قول اقرار کا پاس کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی نمازوں کو پابندی سے وقت پر ادا کرتے ہیں۔ سلہ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸۔ ترجمہ ہم قرآن میں ایسی

دلالت کرتی ہے جو انکی صداقت روحانی کی سند آلہی اور کمال انسانی کی معیار خدائی تھی جس کی تعمیل میں شب و روز حامل اور بس اس فرمان شاہی کی بجاآوری میں پختہ سرگرم و شامل رہتے تھے سوائے رضاء آلہی و محبت رسالت پناہی کے اور کوئی چیز مدنظر نہ تھی۔ قومی خدمات اور اسلامی جذبات میں ناداری کا فضول عذر کبھی اُن کی اولوالعزمی کا سدّراہ نہو سکتا اور مخالفونکی نمایشی شان و شوکت و تکلف ان کی تہورانہ ہمت کو نہ کہو سکتا اسی عسرتؔ و افلاس میں دنیا کی بڑی سے بڑی دولت مند اور صدیونکی منتظم سلطنتوں سے مقابلہ کرکے دکھلادیا کہ سچے اور پکے مسلمانوں پر دنیوی اسباب و تعلقات کی کمی بیشی کا اثر ہرگز نہیں پڑتا۔ ان کی اولوالعزم نگاہوں میں زر دولت کی قلت و کثرت قوم کے لیے ضروری نہیں تہی بلکہ اتفاق و اخوت بکار تہی جو سچے جوش کے ہوتے اس کمی کا پورا بدل ہوسکتی تہی۔ ایثار انکا شعار تھا جس سے بوقت ضرورت متفرق زر و دولت اجتماعی حالت سے خزانوں کی صورت اختیار کرلیتی تھی۔ اور تمام ضروریات رفع کردیتی تھی۔ دنیا و مافیہا اُن کی نگاہ حق پرست میں ہیچ بلکہ کمتراز ہیچ تھی۔ لاکھوں کروڑوں کا مال ان کے ہاتھ سے نکلتا لیکن اُن کے پاک دلوں کو آلودہ نہ کرسکتا ۔ اور ذکر آلہی سے ہٹا کر حظوظ فانیہ میں نہ پہنسا سکتا اور "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ" کا وعید شدید ہر وقت اُن کے مدنظر رہتا۔ وقت گدایانہ میں وہ سطوت و جبروت شاہانہ موجود تہی جو قیصر و کسریٰ کے لباس فاخرانہ میں مفقود تہی۔ عدل و احسان جو انتظام جہان کی مضبوط بنیاد ہے وہ ان کا مسلک عام تہا یگانوں بیگانوں کے ساتھ یکساں عادلانہ برتاؤ کرتے۔ "اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ" اُن کا ایک معمولی عملی وظیفہ تھا۔ وہ مخلوق آلہی کو امانت خدائی جانتے حقوق العباد کو عمدگی سے نباہتے سیاست اخلاق و منزل کے علاوہ اصول تمدن کو اُن سے بڑھکر کوئی نہ نبہا سکتا۔ حکمت علمی کی پابندی سے کمال انسانی کو اُن سے زیادہ کوئی نہ پاسکتا اسی حسن معاشرت اور روحانی مظاہرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی پاک کلام۔ "وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا" میں اون کے تمدنی مسلک کا فوٹو کھینچدیا ہے۔ اور بنی آدم سے برتاؤ کا عام قاعدہ بتادیا ہے اور اُن کے اخلاق حسنہ کا جلوہ۔ "اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا" میں دکھلادیا ہے ۔ اور

[1] پارہ (۲۸) سورۂ منافقین ترجمہ اے ایمان والو تم کو اولاد اور مال کی محبت اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے [2] پارہ (۱۴) سورۂ نحل ترجمہ اللہ تم کو عدل و احسان کا حکم دیتا ہے [3] پارہ ۱۹ سورۂ فرقان ترجمہ خدا ۔ کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں وہ [4] نرمی سے سلام کہتے ہیں [5] اور جب لغو سے گذرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے چلے جاتے ہیں۔

جن کٹھن مشکلات سے اوروں کی ہمت گھٹتی ہے اُن سے ان اصحاب تقدس مآب کی قوت و
پردلی بڑھتی تھی۔ موت جس سے اور لوگ گھبراتے ہیں ان کو خوف زدہ نہ کر سکتی تھی اور۔ "اَیْنَ مَا[1]
تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ" کی عقیدت واثقہ انکی ہمت و استقلال کو
اور بڑھاتی۔ اور مخالفوں کی کثرت ان کے بہادر دلوں کو نہ ہلا سکتی تھی۔ وہ موت فی سبیل اللہ کو حیات
ابدی اور نجات سرمدی یقین کرتے۔" اور[2] "لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ" کے
فرمان واجب الاذعان پر اعتقاد رکھتے تاج سعادت شہادت پہنتے۔ جانبازی اور سرفروشی
کو اپنا شعار بناتے اور اپنی عبادت مخلصانہ اور اعمال صالحانہ کا عوضانہ رضائے الٰہی کے سوا اور
کچھ نہ چاہتے۔ انہیں اعمال و افعال کا خاکہ "اَشِدَّآءُ[3] عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا
یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا" میں کھینچا گیا ہے۔ انہیں اوصاف ستودہ و اخلاق حمیدہ
کا نتیجہ تھا کہ باوجودیک عام مخالفت کے انکے ہمت و استقلال میں ذرہ فرق نہ آیا اور اتفاق
و اخلاص کی برکت سے اقوام باغی کو نواح مدینہ سے مار کر بھگا دیا اور اسلام کے سچے خادم اور
مآل اندیش خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے رائے مبارک پر عمل کر کے امت کے ڈگمگاتے جہاز کو تباہی
سے بچا لیا طلیحہ بن خویلد اسدی اور مسمات سجاح اور مسیلمہ کذاب وغیرہ کی لاکھوں کی جمعیت
کو ان اصحاب جلیلہ کی جماعت قلیلہ نے بماتحتی شیر دل بہادر سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی
اللہ عنہ جا نو پر کھیل کر تتر بتر کر دیا اور نئے سر سے جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کو رواج
دیا۔ عرب سے فارغ ہو کر جو کارہائے نمایاں ایرانیوں۔ رومیوں کی افواج کثیرہ کے مقابلہ میں
یہ مٹھی بھر جماعت دکھاتی رہی ہے۔ اس کی نظیر دنیا کی کسی قومی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان
واقعات کی تفصیل کتاب خالد بن ولید مصنفہ فقیر راقم سے دیکھنی چاہیئے۔ اسلام کے اس
جاں نثار گروہ صحابہ نے چند سال میں۔ عراق، شام، مصر، طرابلس۔ ایران۔ افغانستان۔ بربر
ترکستان۔ بلوچستان۔ ہندوستان میں توحید کا بیج بو دیا۔ اور تبلیغ کا فرض پورا کیا۔ عہد
بنی امیہ میں خلافت راشدہ کے بعد جمہوری انتظام کی جگہ موروثی سلطنت کی بنیاد پڑی
مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں اکثر صحابہ موجود تھے۔ تمام معرکوں میں یہ بزرگوار شامل ہوتے
رہے۔ اور فتوحات کثیرہ کرتے رہے سلاطین مروانیہ کے عہد میں بھی تابعین اور تبع تابعین کی

---

[1] سورۂ نساء پارۂ اول۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو گے موت نہیں چھوڑے گی ۱۲ [2] ترجمہ جو شخص دین و ملت کی حمایت
میں لڑ کر مرے اسکو مردہ نہ گنو بلکہ وہ زندہ ہے ۱۲ [3] رسول صلعم اور ان کے اصحابوں کا خاصہ ہے کہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں

مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَيۡغٌ فَيَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِيۡلِهٖ ۚ وَمَا يَعۡلَمُ تَاۡوِيۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ آیات محکمات کو اصل دین جانتے اور متشابہات کی غیر ضروری تاویلوں سے پہلو بچاتے ان کو جو احکام مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پہونچتے انپر صدق دل سے ایمان لاتے اس عقل سلیم اور صراط مستقیم کی تقلید سے انکو بارگاہ ایزدی سے وَالرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ يَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖۙ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ" کا معزز و مقدس خطاب مل چکا تھا اور کئی سخت مشکل امتحانات میں پورے اتر کر رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ کا آلہی ڈپلوما عطا ہو چکا تھا

اللہ اور رسول کے سوا کسی کے رعب میں نہ آتے اور کسی بھاری سے بھاری طمع اور لالچ میں آکر بھی قوم کے ادنی نقصان کے درپے نہ ہوتے گو وہ زمانہ حال کے ڈگری یافتہ نہ تھے۔ لیکن بڑے سے بڑا چالباز پالیٹیشن بھی ان کو قومی دھوکہ نہ دے سکتا تھا اور نہ اُنکے درمیان تفرقہ ڈال سکتا تھا اور نہ کوئی اُن کو اپنے زیر رسوخ لا سکتا تھا وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر اقوام کو غائدخواہاں نہ ہوتے اور کفار کی محبت پر اعتماد نہ کرتے اور " الَّذِيۡنَ يَتَّخِذُوۡنَ الۡكٰفِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؕ اَيَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَهُمُ الۡعِزَّةَ فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا ؕ‏ کے آلہی فیصلہ کی دل و جان سے تعمیل کرتے جسکے باعث غیر اقوام کو ان کے درمیان دخل دینے کا حوصلہ ہی پیدا نہ ہوتا۔ بلکہ غیروں کا حوصلہ ٹوٹ جاتا چند روزہ زندگی اور فانی اور غیر مستقل فوائد کے لئے کفار کی دوستی کو مسلمانوں پر ترجیح دیکر قومی گناہ کے مرتکب نہ ہوتے بلکہ ایسے کمینے خیال کو بموجب " يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡكٰفِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؕ اَتُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ عَلَيۡكُمۡ سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا" صریح الزام اور گناہ جانتے اور قومی نکبت اور ادبار کا باعث مانتے۔ وہ موت کو زیست۔ رزم کو بزم۔ سنان کو جنان۔ تلوار کو گلزار۔ فاقہ کو روزہ۔ زندہ کو غازی مردہ کو شہید۔ دنیا کو فانی عقبے کو باقی جانتے اور جملہ مصائب دنیوی کو ہنسی خوشی سے گذارتے

---

[۱] یعنی صاف وصریح ہیں کہ وہی اصل کتاب ہیں اور بعض دوسری مبہم کہ اُن کے معنوں میں کئی پہلو نکل سکتے تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو قرآن کی اُن ہی مبہم آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں کہ فساد پیدا کریں اور اُن کا اصل مطلب معلوم کریں حالانکہ اسکے سوا ان کا اصل مطلب کوئی نہیں جانتا ہے [۲] اور جو لوگ علم میں بہت لیاقت رکھتے ہیں وہ تو اتنا ہی کہہ کر رہ جاتے ہیں کہ اسپر ہمارا ایمان ہے یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور اسکو وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے [۳] پارہ ۵ سورہ نسا ترجمہ جو لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں کیا کافروں کے ہاں اپنی عزت بنانی چاہتے ہیں سو عزت اللہ ہاتھ ہے کافروں سے فائدہ نہیں پہنچیگا [۴] پارہ ۵ سورہ نسا ترجمہ اے ایماندار مسلمانو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کا صریح الزام اپنے اوپر قائم کرلو اور اپنی بہبودی و ترقی کو روک لو

تلمسان وغیرہ امصار واقع الجزائر داخل ہیں (۳) المغرب الاقصیٰ جسمیں فاس۔ مراکش۔ سوس وغیرہ
کا علاقہ شامل ہے۔ سب سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے
افریقہ میں فتوحات شروع کیں پھر عقبہ بن نافع فہری نے ۴۱ھ ہجری میں ودّان اور فزانہ ۴۲ھ
ہجری میں کوار من کو فتح کیا یہ عقبہ قرشی الاصل تابعی اور بقول بعض صحابی تھا ۵۰ھ ہجری میں امیر
معاویہ رضہ نے گورنر افریقہ مقرر کیا۔ اور فتح افریقہ کے لئے دس ہزار فوج اور بھیجدی۔ عقبہ فوراً
طرابلس (ٹریپولی) کے وسط کو ٹرا اور اقوام بربری کی جمعیت کثیر پر پڑا۔ مخالف اگرچہ دیر تک بہادرانہ
طور سے لڑا مگر آخر گرا۔ ان لوگوں کا دستور تھا کہ مقہور ہوتے ہی اطاعت بلکہ اسلام قبول کر لیتے
لشکر اسلام کے ہٹتے ہی بغاوت وارتداد اختیار کرتے اس لیے اب کی دفعہ عقبہ نے اس علاقہ
میں لشکر اسلام کی مستقل اقامت و تجویز اور ایک جدید شہر بنانے کی تدبیر کی۔ اور شہر قیروان
کا بنیادی پتھر رکھا۔ یہاں ایک بڑا گھنا جنگل تھا۔ ہر ایک قسم کے موذی زندہ شیر چیتے بھیڑیے
وغیرہ چارپائے اور سانپ اژدہا ایسی جگہ بکثرت رہا کرتے اور انسان بخوف جان وہاں سے
نہ گذر سکتے۔ عقبہ زاہد مرتاض خدایاد مشہور مستجاب الدعوات تھا درگاہ الٰہی میں حضور قلب اور
خشوع وخضوع سے سباع وغیرہ کے دور ہونے کی دعا کی اور باآواز بلند ندا دی۔ ؎ یا ایتہا الحیات و
السباع انا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارحلوا عنا فانا نازلون ومن وجدناہ بعد
ذلک قتلناہ۔" لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چارپائے وغیرہ اپنے بچوں کو خود بخود اٹھائے لیے
جارہے ہیں۔ اور مکان خالی کررہے ہیں۔ اور سانپ نظروں سے غائب ہوگئے ہیں۔ اجابت دعا کا یہ
عالم دیکھکر اکثر بربری بطوع و رغبت خود بخود اسلام لاکر "الاسلام حق والکفر باطل"۔ پکارنے لگے
اور جنگل کاٹنے اور تعمیر شہر میں مدد دینے لگے جامع مسجد اور ہزاروں مسکنی مکان بن گئے۔ اثنائے
تعمیر شہر میں ہی عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادہر ادہر برابر فوجیں بھیجتا رہا اور دشمن کا زور توڑتا رہا
قیروان کی تعمیر سے افریقہ میں مسلمانوں کی مستقل چھاؤنی قائم ہوگئی۔

۶۲ھ ہجری میں عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور حق وصیت
ادا کرکے کہا کہ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں وقف کر دیا ہے۔ منکران توحید سے غزا کرونگا
اور اسی راستہ میں جان دونگا پھر قیرواں کی حفاظت پر زہیر بن قیس البلوی کو مختصر فوج

؎ پرندو درندو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ہم سے ہٹ جاؤ۔ یہاں سے چلے جاؤ پھر ہم یہاں اترنے والے
ہیں اور اس کے بعد جو تم میں سے یہاں پایا جائیگا وہ قتل کیا جائیگا۔

کی مقدس جماعت موجود تھی اور خود ابتدائی مروانی سلاطین عقل وہمت میں کم نہ تھے۔ عرب کی سادگی اور اسلامی جوش اُن میں تروتازہ تھا۔ اسلیے ابھی پوری ایک صدی بھی ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ نے اُنکے شاہی تسلط کے سامنے سر تسلیم واطاعت خم کردیا اور دیوار چین سے کوہ بحر اوقیانوس تک دائرہ توحید وسیع کردیا۔ فتوحات کا مدار کسی واحد شخص پر نہ تھا عربوں کا بچہ بچہ رستم واسفندیار کو خیال میں نہ لاتا تھا۔ اور دشمن کی کثرت وشوکت سے جی نہ چراتا تھا۔ ایک چھوڑ بیسیوں جنرل اس لیاقت کے موجود تھے جو چند ہزار مجاہدین کیساتھ ایک براعظم کی فتح کا بیڑہ اٹھاتے اور قومی خدمات پر نجات کا مدار جانتے تھے چنانچہ صرف امیر معاویہ رضؓ کے عہد بیس سالہ میں تیس سے زیادہ ظفر جنگ بہادر جنرل اشاعت اسلام کر رہے تھے اور ایک ہی وقت میں یورپ کے عیسائیوں اور ایشیا و افریقہ کے باطل پرستوں کی زبردست فوجی رکاوٹوں کو اپنی حقانی شمشیر سے دور کر کے توحید باریتعالی کے لیے میدان صاف کر رہے۔ اور صرف خشکی ہی میں نہیں۔ بلکہ بحری لڑائیوں میں بھی چند سالہ مشق سے رومیوں کے مشہور قدیمی جہازی بیڑہ کو تہ و بالا کر کے جنادہ بن امیہ ازدی نے دشوار گذار ابنائے ڈارڈنیلز سے گذار کر قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ ارواد پر علم محمدی گاڑ دیا چونکہ اس زمانہ اقبال کا مفصل حال اس کتاب میں بیان کرنا مطلوب نہیں اور نہ ہوسکتا ہے اسلیئے ان مظفر ومنصور جرنیلوں میں سے خدادوست عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بدیں خیالات حوالہ قلم کئے جاتے ہیں (۱) عقبہ بن نافع فہری رضؓ کے حالات زہد و ورع۔ شوق غزا۔ اجابت دعا۔ قومی جوش مردہ قوم کو دکھایا جائے (۲) خلوت پسند حضرات صوفیائے ومشائخ کو بھی عقبہ جیسے ولی اللہ کے حالات پڑھ کر قومی خدمات کے سٹیج پر آنے کا شوق پیدا ہو جس کی کہ آجکل سخت ضرورت ہے (۳) افریقہ جس پر یورپ نے دندان طمع تیز کئے ہوئے ہیں اس کے ابتدائی حالات معلوم ہوں۔

فتح افریقہ

عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ

اسلامی تاریخوں میں افریقہ سے مراد شمالی افریقہ ہے جس کے تین حصے قرار دیتے ہیں (۱) المغرب الادنی جسمیں قیروان۔ ٹیونس۔ طرابلس (ٹریپولی) واقع ہیں (۲) المغرب الاوسط جس میں

فی قولہٖ "یستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" پر صدق دل سے اعتقاد رکھنے والوں کا تہور و شجاعت دیگر اقوام کے بہادروں کی ہمت و بسالت سے ممتاز ہے اور ان کا حوصلہ کثرت اعداء کے خوف سے بے نیاز ہے اہل بربر کو شکست فاش ہوئی اور بیشمار قتل و قید ہوئے کروڑوں کا مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا اور تمام علاقوں کو فتح کرتا ہوا بحر اوقیانوس کے کنارہ مقام بالیان پر پہنچ کر اور سمندر کو اپنی مجاہدانہ اولوالعزمی کی سد راہ دیکھکر نہایت حسرت سے کہا "یا رب لولا ھذا البحر لمضیت فی البلاد مجاھدا فی سبیلک"

ابیات

الٰہی چرا بحر پیشم بدہ	عنان نگاہ درکشیدہ شدہ
نبودے اگر بحر اندر میان	بگردیدمے بہر تو در جہان
کہان و جہان راندادمے	بمعبودی تو ہمے خواندمے
یکے را بدوئی نیامیختہ	دوئی را زوہم و گماں ریختہ
براہ صداقت در آوردمے	زتشبیہ صوری برآوردمے
مرا بود اندر نہاں آرزو	کہ نام تو روشن شود چارسو
بجز ذات تو جملہ باطل شود	بجز نام تو جملہ عاطل شود
رود کفر از عالمے دور تر	شود پیش تو جملہ افگندسر
ز عالم زدودہ شود تیرگی	ز دنیا ربودہ شود خیرگی
جہالت نماند بدنیائے دوں	نشان ضلالت بود سرنگوں
ولیکن چگونہ روم بیشتر	بحسرت روم بازپس زین سفر

سمندر کے حائل ہونے کے سبب مجبوراً واپس ہوا۔ بربری اور رومی اقوام نے مارے خوف کے واپسی کے وقت کچھ مزاحمت نہ کی راستہ سے ہٹ کر محفوظ مقامات کو چلے گئے۔ عقبہ رضی اللہ عنہ چلتا چلتا ایک ایسی جگہ پہنچا جسکو آجکل مارالفرس کہتے ہیں۔ وہاں پانی کمیاب تھا۔ لوگ وہاں مارے پیاس کے جاں بلب ہوگئے عقبہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی یہ مصیبت دیکھکر دو رکعت نفل ادا کیے اور خشوع و خضوع سے پانی کے لئے دعا مانگی اور مستجاب ہوئی ان کا گھوڑا پاؤں سے زمین کھودنے لگا نیچے سے نمدار زمین نظر آئی اور پانی پھوٹ کر بہ نکلا عقبہ رضی اللہ عنہ نے گڑھا کھودوایا انسان و حیوان نے پانی سیر ہو کر پیا۔ اور اس چشمہ کا نام مارالفرس پڑ گیا۔ واضح ہو کہ اس وقت کی فتوحات

کے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور "فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا"[1] کا اعلان دیدیا۔ اور غز مجاہدین کا جان باز لشکر لیکر مغرب کو روانہ ہوا۔ اور شہر باغانہ پر رومیوں کی فوج کثیر کو خونریز معرکہ کے بعد بھگا دیا۔ میدان جنگ اور تعاقب میں ہزاروں کو تہ تیغ کیا یہاں سے شکست پاکر رومیوں نے شہر اربہ پر پاؤں جمائے اور کئی ایک بہادرانہ مقابلوں سے پیش آئے لیکن نقصان کثیر اٹھا کر پسپا ہوئے۔ جب رومیوں نے دیکھا کہ عیسائی آبادی مسلمانوں سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی اہل بربر کو جو عیسائی نہ تھے اپنے ساتھ ملالیا۔ اور لاکھوں کی جمعیت سے چند ہزار مسلمانوں پر آپڑے۔ مسلمانوں کی تباہی میں کچھ شک نہ رہا تھا۔ لیکن بہادر عقبہ کے استقلال میں ذرہ فرق نہ آیا۔ کئی دن کے مغلوبانہ جنگ کے بعد عقبہ نے اس جوش وخروش سے حملہ کیا۔ کہ دشمن تاب مقابلہ نہ لاسکا۔ مسلمانوں نے ہزاروں کو مار کر بے شمار مال غنیمت لوٹ لیا اور شہر طنجہ میں ڈیرہ کیا۔ رومی گورنر نے اپنے آپ کو حوالہ عقبہ کردیا۔ عقبہ نے فیاضانہ سلوک کیا اور طنجہ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ اولو العزم عقبہ بہ تعمیل "یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ"[2] یورپ میں منادی قرآن مجید اور اعلان توحید کرنی چاہتا تھا۔ گورنر مذکور سے سپین کا حال دریافت کیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اسلامی سیلاب کا صدمہ سپین نہیں اٹھا سکتا اور نہ جنوبی غربی یورپ پر جوش بہادران اسلام سے لگا کھا سکتا ہے۔ اس گورنر نے سپین کی طرف سے عقبہ کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی اور بربری سلطنت واقعہ الجزائر و مراکو کی فتح کا شوق دلایا اور کہا کہ وہاں کے باشندے کافر ہیں اب تک انہوں نے عیسائی دین کو بھی قبول نہیں کیا۔ اس تحریک کے ساتھ ہی ان کی کثرت تعداد سے ڈرایا کیونکہ وہ عقبہ کا آگے بڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ عقبہ جس نے منکران توحید سے غزا کرنے کا عہد کیا ہوا تھا اہل بربر کی شدت کفر کو سن کر الجزائر کو بڑھا اور بے شمار کفار کو تہ تیغ کرتا ہوا السوس الاقصیٰ (مراکو) میں داخل ہوا۔ یہاں اس قدر بربری اقوام کا اجماع تھا کہ مسلمان ان کا عشر عشیر بھی نہ تھے۔ مگر مقابلہ کے وقت عقبہ اور دیگر غازیوں کی تلوار نے فیصلہ کردیا کہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ

---

[1] پارہ ۵۔ سورۂ نساء ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کے رو سے جہاد کرنے والوں کو نہ جہاد کرنے والوں پر فضیلت دی ہے۔
[2] سورہ مائدہ پارہ ۶) ترجمہ اے پیغمبر جو احکام تیرے پروردگار نے تیری طرف نازل کئے ہیں وہ بلا کم وکاست لوگوں کو پہنچادے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائیگا کہ تم نے حق رسالت ادا نہیں کیا ۱۲

لیا۔ اور کسیلہ کا قیروان پر قبضہ ہو گیا اور کچھ عرصہ کے لیے افریقہ شمالی سے اسلامی تسلط اٹھ گیا۔
یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یزید کے ظالمانہ واقعہ کربلا سے بنی امیہ کی مخالفت کا بیج دلوں میں بویا جا
چکا تھا۔ حجاز، عراق۔ اور عرب میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم علیحدہ اپنا سکہ جما چکے تھے خلافت
کی ایسی حالت مشتبہ میں جہادی جوش کم ہو گیا اور شام اور عرب سے ملکی فوج کا آنا رک گیا عبدالملک
بن مروان شام کا سلطان جس کو وراثتاً افریقہ پر شاہانہ حقوق حاصل تھے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی لڑائیوں میں مبتلا تھا۔ جوں ہی عبدالملک کو کچھ فرصت ملی زہیر بن قیس کو والی افریقہ مقرر کیا
اور مدد روانہ کی۔ زہیر ۶۹ھ ہجری میں افریقہ کی طرف بڑھا کسیلہ مذکور تمام رومیوں بربریوں کو
لیکر نہایت ٹھاٹھ سے مقابل ہوا کئی دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر مسلمان فتح یاب ہوئے۔ کسیلہ اور
اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے شاہ قسطنطنیہ نے عبدالملک کو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے جھگڑوں میں اور زہیر کو کسیلہ کی لڑائی میں مبتلا دیکھ کر برقہ پر فوج
کثیر بذریعہ جہاز بھیجدی۔ سسلی کے عیسائی بھی آملے۔ شہر لوٹ لیا۔ مسلمان زن
و بچے قید کر لیے۔ زہیر۔ کسیلہ کا فیصلہ کر ہی چکا تھا۔ کہ برقہ کی تباہی
سنکر ادھر کو روانہ ہوا۔ لیکن دیکھا کہ عیسائی فوج مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ ہے
امداد کے لیے رومی وسیع سلطنت موجود ہے۔ ادہر عبدالملک اپنی مصیبتوں
میں مبتلا تھا۔ لڑائی کا نتیجہ یقینی ہلاکت تھا۔ وہاں سے لوٹنا مناسب خیال کیا۔
لیکن عیسائیوں نے گھیر لیا لڑائی کرنی پڑی۔ اگرچہ زہیر اور اس کی نہایت ہی قلیل فوج
نے عیسائیوں کا بہت کچھ نقصان کیا۔ لیکن سب کے سب تاج شہادت پہن کر پھولے۔ "ان السیف
محا للخطایا وادخل من ای ابواب الجنۃ شاء" (مشکوۃ) داخل فردوس بریں ہوئے عبدالملک
زہیر کی شہادت کی خبر سنکر سخت غمناک ہوا۔ لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے جھگڑے کی سبب
سے کچھ نہ کر سکتا تھا۔ جب ابن زبیر کا حجاج ظالم نے زور توڑ دیا اور عبدالملک کل اسلامی ممالک
کا واحد خلیفہ تسلیم کیا گیا تو اس نے حسان بن نعمان غسانی کو والی افریقہ مقرر کیا۔

حسّان بن نعمان غسّانی

حسان چالیس ہزار سوار جرار لے کر افریقہ میں داخل ہوا۔ اس سے پہلے کبھی اس قدر

کا بڑا باعث یہی تھا کہ انتخاب صدارت کا مدار عموماً الکرم للتقوی پر تھا سردار لشکر اکثر متورع پابند شریعت ہوتا جب ایسے عاشق آلہی و محب رسالت پناہی قوم کے لیڈر ہوں تو عام مسلمانوں کے صادقانہ جوش کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اکثر بعد میں بھی اسی قسم کے بزرگان دین اور مشائخ راہ یقین نے قومی خدمات میں حصہ لیکر قوم کے ڈوبتے جہاز کو بچایا ہے۔ اور ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام کی پر جوش تحریک سے خیر القرون کا نقشہ دکھایا ہے جسکی کہ آج کل اشد ضرورت ہے اور اسلامی دنیا کے بعض حصص میں یہ ضرورت محسوس بھی ہونے لگی ہے خدا کرے کہ یہ پاک گروہ قوم کا ناخدا بنے اور اپنی قوی تاثیر سے اسلامی ارادت کو کسی مفید کام میں لگائے۔

جب عقبہ رض قیروان سے آٹھہ روز کے فاصلہ پر شہر طنجہ میں پہنچا۔ تو اسلامی جاہ و جلال کے اظہار کے لیے حکم دیا کہ لشکر اسلام فوج فوج ہو کر معہ مال غنیمت قیروان میں داخل ہو۔ لشکر اسلام اسی طرح شکر آلہی بجا لاتا اور تسبیحیں پڑھتا ہوا قیروان کو روانہ ہوا۔ اور خود عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ ایک مختصر رسالہ لیکر پیچھے رہا۔ اور تہوذ کو چلا گیا۔ رومیوں نے قلت جمعیت کو دیکھکر علم بغاوت بلند کیا اور بعد لڑائی بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے اور گالیاں دینے لگے۔ مگر عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ "وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا" کا ہی نمونہ دکھاتا اور توحید کی طرف بلاتا رہا۔ رومیوں نے ایک بربری سردار مسمے کسیلہ کو جو عقبہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ابی مہاجر کے عہد میں مسلمان ہوا تھا۔ اور دنیوی لالچ کے باعث دل سے عقبہ کا مخالف تھا۔ اسکو عقبہ کی نازک حالت سے مطلع کیا۔ کسیلہ جو موقع کی تاک میں تھا فوج جمع کرنے لگا عقبہ نے سے "سرچشمہ شاید گرفتن بمیل"۔ کے خیال سے کسیلہ جو جمع آوری قوم کے لئے لڑائی ٹالتا تھا شکست دی لیکن کسیلہ پھر دیگر باغی بربری اقوام کے آنے سے عقبہ رضی اللہ عنہ کی قلیل جماعت پر آپڑا۔ اور نرغہ میں لے لیا۔ عقبہ نے جب رہائی کی کوئی شکل نہ دیکھی تو اُس نے اور اس کے ہمراہیوں نے تلواروں کے میان توڑ دیے اور اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے بربری فوج میں گھس گئے۔ اور بیشمار بربری قتل کئے۔ لیکن چند آدمی لاکھوں کا مقابلہ کب تک کر سکتے تھے آخر عقبہ اور اس کے ہمراہی تمام میدانِ جنگ مین شہید ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ عقبہ رضی اللہ تعالے عنہ نے قیروان سے چلتی دفعہ جو آرزو شہادت کی تھی وہ پوری ہوئی

محمد بن اوس انصاری قید ہوئے تھے جن کو حاکم قفصہ نے رہائی دلا کر قیروان بھیجدیا جب اس ہولناک واقعہ کی خبر قیروان پہنچی تو عقبہ رضی اللہ عنہ کے نائب زہیر بن قیس نے انتقام لینے کے لئے لڑائی کی تیاری کی۔ مگر حنش صنعانی کی مخالفت کی وجہ سے قیروان چھوڑ کر برقہ کو چلا

مسلمانون نے شکست کھائی۔ کہ تعداد کثیر مسلمان قتل اور قید ہوئے حسان بھی بھاگ گیا۔ کاہنہ نے مسلمانوں کے
خالد بن یزید قیسی کے سب قیدی چھوڑ دیے۔ اس حسین اور بہادر کو بیٹا بنا لیا جس سے قیروان پر قبضہ
برقہ میں جا دم لیا اور وہان پانچ سال پڑا رہا اور افریقہ سے اسلامی تسلط اٹھ گیا۔ اور کفر و شرک پھیل گیا
عبدالملک نے حسان کے پاس تازہ جرار فوج روانہ کی اور حسان نے ایک جاسوس خالد بن یزید
کے پاس روانہ کیا جسنے کاہنہ کی ظلم و سفاکی سے اہل افریقہ کے پھوٹ کا حال لکھا اور جوابی خط روٹی میں
رکھ کر قاصد کے حوالہ کیا۔ کاہنہ بال بکھرے ہوئے اور جلاتی ہوئی نکلی اور کہتی تھی کہ لوگو جو چیز کھاتے ہو اسمیں
تمہارا ملک جاتا رہا۔ بربری قاصد کے پکڑنے کو دوڑے۔ لیکن نہ ملا۔ اور صحیح سلامت حسان کے پاس پہنچ گیا
اور اہل بربر کی بدانتظامی کا حال بیان کیا۔ اور حسان نے پھر وہی قاصد خالد کے پاس روانہ کیا جو تسلی بخش
جواب لیکر واپس ہوا۔ کاہنہ نے عربون کی لڑائی کا حال سنکر اپنی قوم کو کہا کہ عرب افریقہ کے سرسبز او
اور آباد شہرون کے لینے اور سونا چاندی کے طمع سے آتے ہیں اگر تمام شہر ویران کیے جائیں تو عرب
مایوس ہو جائینگے اس کینہ اور ظالم خیال سے چارون طرف بربرین فوج بھیجکر شہر گرائے جلائے لوٹے
گئے مزارعت اور باغات کٹوائے گئے اور صدیون کے آباد ملک کو اس ظالم نے برباد اور ویران کر دیا
اور یہ افریقہ کی پہلی بربادی شمار ہوتی ہے۔

جون ہی حسان نے افریقہ میں قدم رکھا لوگ جوق جوق اسکے پاس آنے لگے اور کاہنہ کے ہاتھ سے فریاد
کرنے لگے کاہنہ افریقہ والون کا میلان خاطر دیکھ کر تاڑ گئی۔ کہ اب خیر نہیں اپنے دو بیٹون اور خالد بن یزید
تینون کو بلا کر کہا کہ میں قتل ہو جاؤنگی۔ تم حسان کے پاس چلے جاؤ اور اپنے لیے امان مانگ لو۔ وہ
فوراً حسان کے پاس پہنچ گئے۔ حسان جنگ کے لیے بڑھا۔ کاہنہ کا لشکر قومی اور مذہبی جوش سے خوب
لڑا خود کاہنہ نے بھی اپنے بہادرانہ افعال سے ہر طرح سے تحریک کی اور بہادری کی داد دی۔ بہادر
کامیابی کی منزل تک پہنچ گئی تھی۔ کہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ پر (جنت الفردوس
سایہ شمشیر ست) پر دل سے ایمان رکھنے والے اور اسلام پر جان قربان کرنیوالے غازیون نے اللہ
اکبر کے دل ہلا دینے والے نعرون سے ایسا حملہ کیا کہ کاہنہ کی فوج کے پاؤن اکھڑ گئے۔ بیشمار قتل
ہوئے خود کاہنہ بھی بھاگی جا رہی تھی کہ قتل کی گئی۔ اہل بربر نے جان سے معافی اور امان کی درخواست
کی اور انکی دو دفعہ کی سابقہ بغاوت اور مسلمانون کو قتل و غارت سے فیاضانہ اغماض کیا گیا۔ اور
نہ لیا گیا۔ بلکہ تمام ممکن سے تسکین ہو گئی تو بیٹون کو بالائے طاق رکھکر بارہ ہزار فوج اہل بربر کی تیار کی
اور اس جرار فوج کے کمان کاہنہ کے دونون بیٹون کو دی گئی جس شریفانہ سلوک کی نظیر

فوج کثیر مسلمانوں کی افریقیہ میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ سب سے پہلے عہد خلافت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے ۲۷ھ ہجری میں افریقیہ مذکور میں فتوحات کیں پھر عقبہ بن نافع فہری نے جن کا ذکر اوپر کیا گیا۔ بحر اوقیانوس کے کنارہ تک قرآن مجید کی منادی کی اب تیسرا فاتح حسان ہے۔ حسان قرطاجنہ کو بڑھا جو ایک عظیم الشان شہر تھا اور دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا۔ اور وقعت اور عظمت اور شاندار اور خوبصورت عمارات میں شہر روما کے لگ بھگ تھا۔ یورپ کی مختلف قومیں اسمیں بہ تعداد کثیر آباد تھیں بڑے بڑے خاندانی شاہزادوں اور امرائے یورپ کا موسمی اور دوامی مسکن تھا۔ رومیوں نے قرطاجنہ کے بچانے کے لیے جان توڑ کوششیں کیں مگر سخت کشت و خون اور طویل محاصرہ کے بعد شہر فتح ہوگیا اور شہر کے استحکامات اور مضبوط جنگی مقامات کو بدستور رہنے دیا۔ جب حسان واپس ہوا۔ تو آس پاس کے دیہاتی لوگ قرطاجنہ میں داخل ہو کر باغی ہو گئے حسان کو مکرر لڑائی کرنی پڑی اور کئی بہادروں کی جانیں ضائع کر کے دوبارہ شہر فتح کیا اور آیندہ کے مشکلات پر خیال کر کے شہر قرطاجنہ کو گرا دیا۔ صرف وہ آثار و عمارات باقی رکھے جو اپنی اعلے درجہ کی صنعت اور کاریگری کے لئے ممتاز تھے اور قرطاجنہ کے نزدیک ہی شہر ٹیونس کا بنیادی پتھر رکھا اور عالی شان شہر بسا کر عرب کی اولالعزمی کا ثبوت دیا۔ اس کے بعد رومی اور بربری بمقام صطفورہ اور تبرت صف آرا ہوئے اور نقصان کثیر اٹھا کر پسپا ہوئے اس کے بعد رومی شہر باجہ میں اور بربری شہر بونہ میں قلعہ بند ہوئے چونکہ مسلمان ان لڑائیوں میں مجروح بہت ہو گئے تھے اسلیے حسان قیروان کو واپس چلا آیا۔ اور فوج کے علاج اور آرام اور درستی انتظام کے بعد ملکہ کاہنہ سے لڑنے کو نکلا

کاہنہ

یہ عورت کوہ اوراس واقعہ بربر کے رہنے والی نہایت مدبر اور عقلمند تھی عزم بالجزم اور شجاعت میں فرد تھی۔ کئی غیب کی باتیں بتلاتی۔ اور اہل بربر کو ارادت صادقہ کے ساتھ مرید بناتی۔ اور ساتھ ہی ملکی خدمات اور قومی جذبات کا جوش دلاتی اور بہادرانہ حرکات سے قوم کو جان بازی کا سبق سکھاتی۔ اور اپنی پرجوش تقریروں سے دلوں کو گرماتی۔ غرضیکہ قوم کے ابھارنے کی کافی لیاقت اور معقول بیانات رکھتی کسیلہ کی قتل کے بعد تمام اقوام بربر کی یہی ملکہ تھی۔ شہر نینی پر مقابلہ ہوا سخت لڑائی ہوئی

اس مرد خدا نے جواب دیا کہ ایسے مقام مین اور کسی فانی مخلوق کا ذکر جائز نہین ہے۔

اسی دیندار کا غلام آزاد طارق بن زیاد شہر طنجہ در قع مراکو کا حاکم تہا۔ یہ شخص بہی اپنے آقا کی طرح صحابہ کا زندہ نمونہ تہا اور اشاعت توحید مین نہایت سرگرم تہا۔ در اصل وہ مبارک زمانہ ہی اس قسم کا تہا کہ ہر ایک مسلمان یہی چاہتا تہا کہ قومی خدمات مین چوٹی پر رہون اور یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ کا مصداق بنون ہر ایک ادنی اور اعلی غلام و آزاد ایکسہی قومی رنگ مین رنگی ہوئی تہے اور امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کی ترقی اور اعلائے کلمتہ اللہ کے سوا اور کوئی امر انکے پیش نہاد نہ تہا۔ خود غرضی یا اور ذاتی لالچ و تفاخر کا نام و نشان نہ تہا۔ تقوی و ورع ہی ذریعہ امتیاز بین الاقران تہا اسی پر انتخاب کا مدار اور شرافت کا انحصار تہا اور ایک چہوڑ بیسون جنرل فتح ممالک کا بیڑا اٹہانے کی لیاقت رکہتے تہے بہادر طارق بارہ ہزار مجاہدین کے ساتہہ اس آبنائی سے عبور کر گیا جو بعد مین اسکی یادگار مین جبل طارق (آبنائی جبرالٹر) کے نام سے موسوم کی گئی راذرک شاہ سپین نے ایک لاکہہ فوج کے ساتہہ علاقہ شندونہ مین (وادی بیکا) مقابلہ کیا۔ اور آٹہہ یوم تک گہمسان کی لڑائی ہوتی رہی اور طرفین کے بہادر قومی جنگ کا خوب حق ادا کرتے رہے۔ لیکن آٹہوین روز بہادر اور جانباز طارق نے اس تندی اور تیزی سے حملہ کیا کہ شاہ سپین خود طارق کے ہاتہہ سے مقتول ہوا اور عیسائی بہاگ گئے۔ طارق نے تعاقب سے ہاتہ نہ اٹہایا شکست یافتہ اور دیگر باشندگان ہسپانیہ نے پہر فوج کثیر سے مقابلہ کیا اور سخت دست بدست لڑائی ہوئی۔ مسلمان اگرچہ قلیل تہے دشمن کی تعداد لاکہون تک تہی مگر آیت کریمہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ o فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" سورہ آل عمران۔ پارہ ۴۔ پر دل سے یقین رکہنے والے بازی لے گئے عیسائی بہاگ گئے یہ فتح ۲۷-۲۸ رمضان ۹۲ھ ہجری مین ہوئی تہی اس کے بعد طارق کو کوئی مقابلہ پیش نہ آیا اور تمام سپین مین ان چند ہزار غازیون نے اپنے رعب و شجاعت کی دہاک باندہ دی اور کئی قلعہ اور شہر متواتر طارق کے قبضہ تصرف مین خود بخود آنے لگے اور جنوبی سپین پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا جسکی تفصیل کتب تواریخ مین موجود ہے اور اس کتاب مین اسکی گنجایش نہین ہے مال غنیمت مین شاہانہ تلوارین ایک ہزار اور تاج ملوکانہ سترہ سونے کے لگے سونے چاندی جواہرات کا شمار نہ تہا جو سپین کی قدامت سلطنت پر شاہد ہے رمضان ۹۳ھ ہجری مین طارق کا آقا موسی بن نصیر گورنر افریقیہ ۱۸ ہزار سوار لیکر سپین مین طارق سے جا ملا یہ اولوالعزم مجاہد چاہتا تہا کہ فرانس جرمن آسٹریا وغیرہ ممالک یورپ کو فتح اور اعلان توحید باریتعالی کرتا ہوا براہ قسطنطنیہ دمشق دار الخلافہ اسلام مین اپنے خلیفہ ولید کا نیاز حاصل

یورپ پیش نہین کر سکتا۔

انہین اسلامی احسانات سے خود بخود افریقہ مین اسلام پھیلنے لگا اور حسان قیروان مین قیام پذیر ہو کر امن وامان کے ساتھ عبدالملک کے وقت ۸۵ھ تک افریقہ پر حکومت کرتا رہا۔ اسکے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اولاً اپنے چچا عبداللہ بن مروان کو اور پھر ۸۹ھ ہجری مین موسیٰ بن نصیر کو گورنر افریقہ مقرر کیا جسکا مختصر حال ذیل مین آویگا۔

عبدالملک کے عہد مین خاندان خلافت مین سے محمد بن مروان فاتح آرمینیہ مسلمہ بن عبدالملک فاتح شرقی روم عبداللہ بن عبدالملک عبدالعزیز بن مروان عبداللہ بن مروان فتح کے نشان اڑا رہے تھے۔ مہلب فاتح سندھ وکابل اور اُسکے بیٹے یزید اور فضل وغیرہ مسلمان جنرل اُنکے علاوہ تھے۔

جب شاہی خاندان کے ممبر اسطرح سے گھوڑے کی پشت کو تخت اور رزم کو بزم آرام کو حرام جانکر جنگی خدمات مین بڑھ کر حصہ لیتے ہون تو اوروں کے بہادرانہ جوش کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے اور اس قوم کا کون مقابلہ کر سکتا ہے

موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ
اور
طارق بن زیاد فاتح ہسپانیہ

خلیفہ ولید بن عبدالملک کا عہد نہایت ترقی کا زمانہ تھا۔ بنی اُمیہ کا مشہور جوانمرد سپہ سالار قتیبہ بن مسلم الباہلی فاتح سمرقند۔ بخارا۔ خوارزم۔ طخارستان۔ فرغانہ۔ کاشغر۔ واقعہ وسط ایشیا۔ اور محمد بن قاسم بن الحکم ابن ابی عقیل ثقفی ابن عم حجاج بن یوسف بن الحکم ثقفی فاتح ہند وسندھ اور موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ شاہی خاندان کے علاوہ مظفر ومنصور سرداران فوج تھے چونکہ اس کتاب مین صرف اُن بہادرون کا ذکر کرنا منظور ہے جو مغرور یورپ کے دانت کھٹے کرتے اور اپنا لوہا منواتے رہے ہین اسلیے بطرز اختصار موسیٰ بن نصیر اور اس کے بہادر نائب طارق بن زیاد کا حال لکھا جاتا ہے۔

موسیٰ کا باپ نصیر عبدالعزیز بن مروان کا غلام آزاد تھا اور ابھی خورد سال ہی تھا کہ فتح عراق مین حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پڑا اور اُسکا بیٹا موسیٰ اسلامی احسان و تربیت سے قریشی اور عربی شرفا کا ہمسر بنا اور ۸۹ھ ہجری مین خلیفہ ولید نے اُسکو گورنر افریقہ مقرر کیا جسنے افریقہ مین فتوحات نمایان اور انتظام وضبط شایان کیا۔ یہ شخص اس قسم کا خدا پرست و موحد دیندار تھا کہ ایک دفعہ افریقہ مین قحط پڑا اور مہینہ نہ برسا۔ نماز استسقا پڑھی گئی موسیٰ نے خطبہ مین ولید کا نام نہ لیا لوگون نے اعتراض کیا

يُصَيّبُ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ الْجَبَلَيْنِ ۔ عیسائیون کی یہ کوشش کارگر نہ ہوئی ایک مسلمان نہر مین نہانے گیا
پاؤن مین کوئی شے اُلجھی نکالی تو وہ چاندی کا پیالہ تہا ۔ پس مسلمانون نے تمام برتن نہر سے نکال لیے
اور گرجا والے مال کا یہ حشر ہوا کہ ایک مسلمان گرجا دیکہنے گیا چہت کے نیچے کبوتر اوڑتا دیکہا پتہر جوڑ کر مارا کبوتر
کو نہ لگا چہت کو لگتے ہی سوراخ ہو گیا جسمین سے کچہ مہرین گر پڑین اور تمام مال مسلمانون نے نکال لیا
مگر ایسی کیمیوقیمت اور مال غنیمت سمندر مین تلف ہو گئے ۔ خلیفہ ولید ۹۶ھ ہجری مین ۵۰ سال کی عمر مین
فوت ہوا ۔ ولید کے عہد مین ۔ بخارا ۔ بیکند ۔ تیرابیہ ۔ مطمورہ ۔ تمیقم ۔ جرشومہ ۔ طوانہ ۔ جزیرہ ۔ منورقہ ۔
میورقہ ۔ نسف ۔ کش ۔ شعریان ۔ مدائن ۔ آذربائیجان ۔ دبیل ۔ سرخ ۔ بیضا ۔ خوارزم ۔ سمرقند ۔ شود
کابل ۔ فرغانہ ۔ شاش ۔ سندہ ۔ سپین ۔ طوس ۔ توقان ۔ مدینۃ الباب وغیرہ فتح ہوئے اُسکے جانشین
سلیمان بن عبد الملک نے ولید کے بہادر ظفر جنگ سردارون کو معزول و مقتول کرا دیا وجہ اسکی یہ تہی کہ عبد الملک نے اپنا ولیعہد ولید
کو اور ولید کے بعد سلیمان کو مقرر کیا ہوا تہا ولید چاہتا کہ سلیمان خلع اور اسکا بیٹا عبد العزیز اسکے بعد خلیفہ ہو قتیبہ اور حجاج
نے ولید کی تائید کی مگر ولید اپنی آرزو مین کامیاب نہ ہو سکا اور ۹۶ھ مین مر گیا اور سلیمان سندھ تخت پر بیٹہا حجاج پہلے ہی ۹۵ھ ہجری
مین مر گیا تہا قتیبہ وکیع بن حسان کی لڑائی مین قتل ہوا اور اسکا سر سلیمان کے پاس بہیجا گیا اور اسکی قیمتی فتوحات خراسان ترکستان چینی تاتار کا قدر
نہ کیا گیا ۔ اور اس کے گیارہ بہائی اور بیٹے جو بجائے خود ہر ایک رستم و اسفندیار تہے قتل کیے گئے اور بہادر محمد بن قاسم
جس نے مغربی ہندوستان مین اسلام کا ڈنکا بجا دیا تہا ۔ اور مشرقی ہندوستان کی طرف بڑہنے والا
تہا واپس بلا لیا ۔ اور حجاج کی مخالفت کی وجہ سے محمد واسط مین قید اور پہر صالح بن عبد الرحمن کے ہاتہ
سے قتل ہوا ۔ قتیبہ اور محمد کے قتل اور موسیٰ کی علیحدگی سے ہی بنی اُمیہ کی سلطنت کا زوال شروع ہوا ۔ خلیفہ
سلیمان ۹۹ھ ہجری مین فوت ہوا ۔ اس کے عہد مین داخلی اور خارجی سرکشیون کا ہی تدارک ہوتا رہا سلیمان
کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز بن مروان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین ہوئے جنہون نے اپنی ساری
ہمت عدل و انصاف کے رواج دینے اور امن کے قائم کرنے اور اس اختلاف اور نفاق کے مٹانے
تخم کی جسکی ابتدا واقعہ شہادت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انتہا ظالمانہ واقعہ کربلا تہی اور جسکے
سبب سے بنی ہاشم اور بنی امیہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی
ہاشم کو دلجوئی اور مدارات اور رفع کدورت مین کوئی دقیقہ اُٹہا نہ رکہا اور بہت کچہ کامیاب بہی ہوئے اُن کے
عہد مین چند فتوحات بہی ہوئین ۔ یہ بنی امیہ کا مزاج اور نیک نہاد عاشق الٰہی محب رسالت پہلی مقلد
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۰۱ھ ہجری المقدس مین بعمر ۳۹ سال راہی فردوس برین ہوئے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرت عمر کے بعد یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا ۔ اسکے پہلے ہی یزید بن مہلب

کرے۔ بادی النظر مین پچیس ۲۵ تیس ہزار فوج کے ساتہہ تمام یورپ کی فتح کا یقین کلی رکہنا تعجب خیز ہے حالانکہ یورپ اسوقت بہی نہایت آباد اور لاکہون سورمے جان باز رکہتا تہا۔ اور آج کل کی نسبت اسوقت زیادہ مبلا غرضانہ اتحاد تہا تمام یورپ ایک پوپ روم کے اشارے پر جانین دینے کو تیار تہا زیادہ تر زور ایک ہی فرقہ رومن کیتہلک کا تہا۔ پروٹسٹنٹ وغیرہ کا کچہ زور نہ تہا۔ مگر موسیٰ وغیرہ مسلمان مجاہدین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید کی حبل المتین کو مضبوط طور پکڑے ہوئے تہے حمایت اسلام مین جان و مال کا قربان کرنا اُن کے نزدیک کوئی بات نہ تہی کفار کو پیٹھ دکہانا تو بقول آیت کریمہ[1] وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ گناہ کبیرہ جانتے اور بہشت مول لیتے ایسی جان نثار جماعت کے سینکڑون ہزارون پر اور ہزارون لاکہون پر بہاری تہے۔ موت جس سے اور لوگ ڈرتے ہین یہ اسکو فوز و فلاح کا دروازہ دخول بہشت اور دار المحن سے دار السرور جانے کا رستہ جانتے بہلا ایسے پاکباز جوانمردونکو کون روک سکتا تہا۔ اور انکی اولو العزمی مین کیا سد راہ ہو سکتی تہی۔ ایک ہی وقت مین یورپ ایشیا آفریقہ کو اعلان جنگ دینا اور تمام دنیا کے مخالف ہتہیار اُٹہانے عظیم الشان سلاطین کی مملکت سے ممکن طاقت سے بہت ہی بالاتر ہے یہہ جوش کا نتیجہ تہا جو کلام اللہ کے مخلصانہ اعتقاد اور صادقانہ انقیاد کے سبب سے مسلمانون کے شامل حال اور ایسی کلام الٰہی کے راہ اشاعت کو موانع کے دور کرنے لیئے تلوار اٹہاتے تہے اور محض منادی توحید کے لیے جان جوکون مین پڑتے تہے۔

موسیٰ بن نصیر اور طارق فتح کا نشان اُوڑاتے ہسپانیہ کے شمالی حد تک پہونچ گئی کہ خلیفہ ولید نے کسی مصلحت سے واپسی کا حکم بہیجدیا اور موسیٰ سنہ ۹۵ ہجری کو افریقہ واپس چلا گیا۔ اور یورپ بچ گیا۔ یہہ خیال درست نہین کہ ولید نے براہ حسد یا بدگمانی واپس کیا تہا اگر ایسا ہوتا تو موسیٰ افریقہ اور سپین کے علاقہ اپنے تین بیٹون مین تقسیم نہ کرسکتا چنانچہ موسیٰ نے سپین مین عبد العزیز کو اور مراکو مین عبد الملک اور بربری علاقہ قیروان مین عبد اللہ کو مقرر کیا اور وہ خود اور طارق دار الخلافہ دمشق کو چلے آئے جبکہ ولید سنہ ۹۶ ہجری مین بیمار یا فوت ہو چکا تہا۔

جبکہ موسیٰ نے سپین کو فتح کیا تو ایک جنگی بیڑا سارڈینا کو بہیجدیا تہا۔ عیسائیو نے سونے چاندی کے برتن نہر مین ڈالدیئے اور نقدی اور جواہرات بڑے گرجا کی چہت مین چہپا دیئے تہے مگر بقول الحصیب

[1] سورۂ انفال پ۹۔ ترجمہ جو مسلمان جنگ کیوقت مقابلہ کفار سے پیٹھ دکہائیگا سوا اس کے کہ دشمن کو جنگی چکمہ دینے کی غرض سے ہو یا کوئی جنگی ترکیب کہیلنا منظور ہو یا اسکی غرض کسی اسلامی جماعت مین شامل ہونے کی ہو ان دو صورتون کے سوا بہاگنے والا غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا اور اسکی جگہہ دوزخ ہوگی جو نہایت بُری جگہہ ہے

کی تعمیل اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید چہوڑنے کی سزا بہگتنا لی اور بنی عباس نے سلطنت چہین لی۔

اس خاندان کا بانی بہی ایک آزاد غلام تہا جسکا نام عبد الرحمن المشہور ابو مسلم صاحب الدعوۃ تہا پابندی
شریعت اور تقلید صحابہ کرام کا سچا جوش رکہتا تہا فسق و فجور کا دشمن اور اتقاء ورع کا حامی تہا خراسان
مین بنی عباس کا ڈنکا بجا دیا اور چند معرکون کے بعد سفاح اول خلیفہ بنی عباس ہو گیا اُس نے اپنے عہد مین
صرف بنی امیہ اور اُنکے رفقاء کا خاتمہ کیا سنہ ۱۳۶ ہجری مین مر گیا ہشام کی وفات سنہ ۱۲۵ ہجری سے لیکر سفاح کی
سن وفات سنہ ۱۳۶ ہجری تک مسلمان خانگی جہگڑون مین مبتلا رہے اور فتح کشی بند ہو گئی۔ تاتار۔ آرمینا۔
سندھ۔ کابل۔ باغی ہو گئے اس عرصہ اختلال مین تاتاریون اور رومیون نے لوٹ مار اور اسلامی حصار
کی فتح شروع کر دی۔ سفاح کے بعد اُسکا بہائی منصور خلیفہ ہوا۔ بنی امیہ کا فیصلہ ہو چکا تہا اور تمام
مسلمانون کا ایک خلیفہ منصور بن چکا تہا تمام مسلمانون کا وہی جوش وہی اعتقاد موجود تہا صرف اسی
جوش سے کام لینے والے کی ضرورت تہی جو قومی نفاق باہمی جدال چند سال کے بعد منصور نکلا وسط ایشیا مین
ابو مسلم صاحب الدعوۃ پہر ابو داؤد نے اور رومی ممالک مین منصور کے بہائی عباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور منصور کے ہر دو عم بزرگوار صالح بن علی اور عیسیٰ بن علی نے شاہ قسطنطنیہ کی فوجون
کو شکست دی اور سندھ مین عمرو بن ابی حفص نے سکہ بٹہا دیا یہ دُہن و خلل صرف مہمل کا تہا اس مین فرق
بہی پڑا کہ بنی اُمیہ کی جگہہ بنی عباس اسلام کے سرپرست ہوئے مسلمانون کے حوصلے اور ہمتین بدستور وہی تہین
جس سے بنی عباس نے کام لیا اور ایسا لیا کہ اسلام کے اقبال کا آفتاب نصف النہار تک پہونچا دیا جسطرح
کہ ابتدا مین بنی امیہ کے شاہی خاندان کے جملہ افراد غزا مین سب سے بڑہ کر حصہ لیتے تہے۔ اسیطرح منصور کے
عہد مین عباسی شہزادے فوجون کی کمان خود کرتے اور بڑے معرکے مارتے اور ہر ایک خاندان کی ترقی
اقبال کا یہی بڑا سبب ہوتا ہے منصور سنہ ۱۵۸ ہجری مین فوت ہوا۔ اور محمد مہدی اُسکا بیٹا خلیفہ ہوا منصور
کی یادگار بغداد ہے جسکی تعمیر سنہ ۱۴۵ ہجری مین شروع ہوئی اور سنہ ۱۴۶ ہجری مین وہان منصور نے بیت السلطنت
کہولے گیا اور دار الخلافہ بنا لیا۔ مروان بن محمد اخیر خلیفہ بنی امیہ اور سفاح کے لڑائی کے دنون مین رومی
فتوحات کر چکے تہے اور کئی ہزار بے یار و مددگار مسلمان زن و بچہ کو قید اور قتل کا نشانہ بنا چکے تہے اُن کے
حوصلے بڑہ گئے تہے اسلیئے مہدی کو تمام زور رومیون کے مقابلہ مین ہی لگانا پڑا رومی سلطنت یورپ
مین نہایت طاقتور تہی رومی دار السلطنت ناقابل فتح تہی مسلمان چند دفعہ ناکامی کے ساتہہ حملہ کر چکے
تہے رستہ مین سمندر حائل تہا۔ یہہ تمام بواعث رومیون کی جرأت بڑہاتے تہے۔ مہدی نے بدستور
عہد سابق گرمیون مین لگاتار رومیون کے مقابلہ پر فوجین بہیجنی شروع کین خود بہی غزا کرتا رہا اور اسکا

کی سخت بغاوت فرو کرنی پڑی اور پہر دیگر ممالک مین یہی حال رہا یزید ۱۰۵ھ سنہ مین مرگیا۔ اور ہشام بن عبدالملک جانشین ہوا۔ اس کے وقت مین ان ممالک متعدد اقوام سے لڑائیان ہوئین جو باغی ہوگئی تہین ترکستان۔ اور ارمینا۔ اور روم۔ چین مین فتوحات ہوئین اور ہشام کی لیاقت سے بنی امیہ کی حالت سنبل گئی ہشام ۱۲۵ھ سنہ مین فوت ہوا۔ اور فاسق فاجر ولید بن یزید بن عبدالملک ایکسال کی خلافت کے بعد ۱۲۶ سنہ ہجری مین بجرم مے نوشی قتل ہوا۔ اور بنی امیہ مین فساد پڑگیا۔ پابندی شریعت کا خیال جاتا رہا۔ ذاتی حرص و لالچ بڑہ گیا قوم کی ترقی کی جگہہ شہنشاہ پرستی کا زور ہوگیا۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ کی تعمیل چہوڑ دی اور اپنے آپ کی حبل المتین توڑدی جو تلوارین غیر اقوام کے دل بادل افواج کے دہو ئین اوڑاتی تہین اب بعض ہی خلفا کی گردنین اوڑانے لگین اور جس خاندان کا یہ دستور تہا کہ خلیفہ جسکے لئے جانشین کی وصیت کرجاتا گو وہ درجہ مین دور ہوتا لیکن کوئی چون وچرا نہ کرسکتا اب اُس خاندان کا ہر ایک فرد تاجدار خود مختار ہونا چاہتا تہا۔ ولید کے قتل کے بعد یزید بن ولید بن عبدالملک ۵ ماہ کے بعد مرگیا اور اُسکا بہائی ابراہیم ۷۰ یوم کے بعد خلع ہوا۔ اور ۱۲۷ سنہ ہجری مین مروان بن محمد بن مروان تخت خلافت پر متمکن ہوا اور بنی عباس سے لڑکر ۱۳۲ سنہ ہجری مین بعمر ۶۲ سال قتل ہوا۔ اور سلطنت بنی اُمیہ کا خاتمہ ہوا جسکی تفصیل کتب تاریخ مین موجود ہے۔

خاندان عباسیہ زمانہ عروج

اسلام کی کان حجاز اور عراق تہی حسین واقعہ کربلا کی ظالمانہ اور حجاج بن یوسف کی بیجا نہ حرکات سے بنی امیہ کی ہر دل عزیزی دن بدن کم ہورہی تہی۔ اور مادہ مخالفت اندر ہی اندر پک رہا تہا خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زور اقبال۔ اور عمرو بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے عدل وانصاف سے یہ آگ دبی رہی مگر بنی ہاشم برابر اپنا رسوخ بڑہاتے اور مذہبی اعتبار جماتے۔ اور موقعہ تاڑتے رہے ہشام کے اخیر عہد مین حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالی عنہم نے کوفیون کی شرکت سے علم مخالفت بلند کیا۔ اور شہید ہوے۔ اُنکے فرزند ارجمند یحیی رضی اللہ تعالی عنہ ولید بن یزید بن عبدالملک کے عہد مین شہید کیے گئے اگرچہ یہ دونون شہزادے کوفیون کی ترک رفاقت سے سلطنت بنی امیہ کو بظاہر کوئی نقصان نہ پہونچا سکے مگر اسی وقت سے بنی ہاشم اور اُنکے رفقا کا حوصلہ بڑہ گیا۔ قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کا قتل اور یزید بن مہلب کی بغاوت افتراق سلطنت کے بہی کافی سامان تہے۔ لیکن قریشی خصوصًا خاندان نبوت کا مقابل ہو ہاشمیون کے کہلے اور کمزور متفرق خاندان کے زوال کے لیے سخت خطرناک تہا۔ بنی امیہ نے احکام الہی

انتظام کو ہارون الرشید کے فوج نظام کے ساتھ کوئی نسبت نہ تھی آج کل ایک چھوٹی سی مہم کے لیے بہی مہینوں انتظام کرنا پڑتا ہے اور بہی کمسریٹ وغیرہ کے مشکلات کا سامنا رہتا ہے باوجود ریل جہازات وغیرہ کے آسانیون کے بہی فراہمی فوج وغیرہ کے لیے وقت لگانے کے لیے بہانہ کیے جاتے ہین۔ اگر مخالف موقعہ نہ دے اور جلدی میدان مین نکل آئے تو اُسپر دغابازی بیجا الزام لگایا جاتا ہے۔

یورپ کے مقابلہ مین ہارون الرشید کی یہ ایک ذرہ تیاری عباسی جاہ وجلال اور شوکت اور نظم ونسق اور فوج کی کثرت پر کافی دلیل ہے۔ واقعی جو خدا تعالی نے عروج اس خاندان کو دیا ہے آج تک دنیا مین کسی خاندان کو حاصل نہین ہوا۔ ایرانیون رومیون۔ یونانیون مین سے کسی کی بہی اسقدر سلطنت وسیع نہین ہوئی جنکے مفصل حالات کتب تاریخ مین موجود ہین یہان انکی گنجائش نہین ہے۔

ہارون الرشید نے رومیون کے عظیم الشان شہر ہرقلہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی مگر نقفور مغرور کو ہاشمی شمشیر نے ایسا خوف زدہ ومجبور کردیا کہ اپنے آپ کو ہارون الرشید کے رحم پر چھوڑ دیا اور جسقدر واپس مانگتا تھا اُس سے زیادہ خراج دینا قبول کیا۔ اگرچہ زمانہ حال کی پالٹیکس کے مطابق نقفور عہد شکن بلکہ باغی تھا اور کسی رعایت کا مستحق نہ تھا۔ لیکن خدا پرست ہارون رشید نے اسلام کی عام فیاضی کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور نقفور کے درخواست صلح کو مان لیا مگر جونہی خلیفۃ المسلمین واپس ہوا۔ عہد نامہ کو بالائے طاق رکھا۔ اور کوئی شرط پوری نہ کی اُسکا خیال تھا۔ جاڑے کا موسم آگیا ہے۔ برف باری سے راستے مسدود اور ہاتھ پاؤن بند ہوگئے ہین۔ ہارون الرشید موسم گرما سے پیشتر ادہر نہین آسکتا اور تب تک مین پر پُرزے نکال لونگا۔ مگر ہارون رشید جیسے اولوالعزم غیور امیر المومنین کو یہ موانع کب روک سکتے تھے فوراً لوٹ کر رومی ممالک پر بجلی کی طرح گرا۔ نقفور مقابل نہ ہوا اور جاڑے کی شدت کے باعث ہارون الرشید فیصلہ نہ کرسکا ۱۸۸ھ ہجری مین ہارون الرشید کے جنرل ابراہیم بن جبرئیل کا نقفور سے مقابلہ ہوا اور چالیس ہزار سات سو رومی قتل ہوا۔ اور تمام مسلمان سابقہ قیدی چھوڑائے گئے سنہ ۱۹۰ ہجری مین امیر المومنین ہارون الرشید نے روم پر مختلف دستون سے حملہ کیا خود ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج لیکر ہرقلہ فتح کیا۔ اور داؤد بن عیسی عباسی نے ستر ہزار کی جمعیت سے روم مین ترایم مچادی۔ شراحیل بن معن بن زائدہ نے عظیم الشان قلعہ صقالبہ اور یزید بن مخلد نے صفصاف اور قونیہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ حمید نے قبرس کو فتح کیا۔ رومیون نے گو یورپ کے عیسائی اقوام سے مدد لی اور لڑائی مین کوتاہی نہ کی لیکن ہاشمی شمشیر کے سامنے ایسی ہمت ہاردی کہ معمولی بلکہ اپنے مقررہ خراج سے دگنا دینے کے علاوہ اپنی ذات اور اہل وعیال کا جزیہ بہی ادا کرنا منظور کیا چنانچہ نقفور کا جزیہ چار دینار

بیٹا ہارون الرشید ۱۷ سال کی عمر مین رومی ممالک مین فتوحات کثیرہ کا باعث ہوا۔ یہہ نوعمر شاہزادہ جو دار حقیقی رشید سعید تہا ۱۶۵ھ ہجری مین ۱۹ سال کی عمر مین ۹۵۷۹۳ کی جمعیت سے روم پر چڑہا۔ اور رومیون کو کئی شکستین دیکر آبنائے قسطنطنیہ تک جا پہونچا۔ اور چونکہ شاہ قسطنطنیہ خورد سال تہا اور اسکی مان منتظم ملکہ سلطنت تہی فوج شکست پا چکی تہی۔ ایشیا کوچک کا رومی وائسرائے کئی لاکہہ کا نذرانہ دیکر جان بچا چکا تہا قسطنطنیہ کو ہاشمی شمشیر سے کوئی بچانیوالا نہ تہا ملکہ نے ستر ہزار دینار سالانہ خراج پر صلح کی درخواست کی چونکہ اسلامی قانون مین صلح کا رد کرنا گناہ ہے اور عورتون پر ہتہیار اٹہانا نامردانگی سے بعید ہے اسلیے ہارون رشید تین سال کی میعادی صلح کرکے بیشمار مال غنیمت لیکر واپس ہوا۔ ان لڑائیون مین ۵۴ ہزار رومی قتل ہوئے مہدی کے عہد مین عبد الملک بن شہاب المسمعی کے ماتحت جنگی جہازات ہندوستان بہیجے گئے جنہون نے باربد کی فتح سے اسلام کا رعب تازہ کر دیا۔

مہدی ۱۶۹ھ ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بڑا بیٹا ہادی خلیفہ ہوا۔ اور ۱۷۰ھ ہجری مین اسکا انتقال ہوا۔ اور ہارون الرشید بن مہدی خلیفہ ہوا جو ۱۹۳ھ ہجری تک ۲۳ سال خلافت کرتا رہا۔ یہ نیکبخت اور قوم کا سچا خادم ایک سال مین حج کرتا تہا اور ایک سال رومیون سے جہاد کرتا تہا۔ اور رومی طاقت کو توڑتا تہا ۱۸۱ھ ہجری سے ۱۹۰ھ ہجری تک خود ہارون رشید اور اسکے بہادر جنرل عبد الملک بن صالح عباسی اور عبد الرحمن بن عبد الملک شہزادہ قاسم بن ہارون الرشید نے کئی ایک عظیم الشان فتح حاصل کین۔ بلکہ قسطنطنیہ خراج گذار تہا جب نقفور کو اختیارات حاصل ہوئے تو اس نے ہارون الرشید کو لکہا کہ جو ملکہ مجھسے پہلی تہی اس نے تمکو سلطنت کی بساط مین رُخ بنا دیا اور خود پیادہ بن گئی یعنی تمہاری طاقت بڑہا دی اور اپنی گہٹا لی اور جو خراج کہ تمکو دینا چاہیے تہا وہ خود ادا کرتی رہی۔ لیکن یہہ زنانہ کمزوری اور نادانی تہی۔ پہر اگر تم بہلا چاہتے ہو تو خط پڑہتے ہی جسقدر خراج کا روپیہ ملکہ مذکورہ سے وصول کر چکے ہو فوراً میرے پاس بہیجدو۔ ورنہ تلوار سے فیصلہ کرونگا۔ نقفور کی یہ جرأت یورپ اور پوپ روم کے حوصلہ پر تہی۔ لیکن ہاشمی جوانمرد خلیفہ ہارون الرشید پر اسکا کیا اثر پڑ سکتا تہا۔ خط پڑہتے ہی منہ لال ہو گیا جوش غصہ کو دیکہکر تمام مصاحب ادہر ادہر سرک گئے۔ اور کسی کو یارائے گفتگو نہ ہوئی ہارون الرشید نے قلم دوات منگوا کر اسی خط کی پشت پر لکہہ دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من ہارون امیر المؤمنین الی نقفور کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرۃ والجواب ما تراہ دون ما تسمعہ۔ یعنے جواب یہ ہے کہ جو کچہہ تمہارے کانون نے بہی نہین سنا وہ تمکو مشاہدہ کرایا جائیگا۔ اور اسی دن کوچ کر دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آج کل کے سلاطین عالم کے فوجی

طاقت موجود تھی۔ سو دو سو سال سے ترکتازان عرب کے حملات کے صدمات اُٹھا کر بھی وہی دم خم رکھتے تھی اسلیے مامون
رشید نے بھی اپنے باپ کی طرح رومی طاقت کو متفرق کرنے مین توجہ کی۔ اسکا بہادر جنرل زیادۃ اللہ بن ابراہیم
بن اغلب تمیمی گورنر افریقہ نے بیڑا جہازات تیار کیا اور سنہ ۲۱۳ ہجری مین سسلی پر بھیجدیا اور رومیون کو تری اور
خشکی مین شکست دیکر بعض امصار و جزائر پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا جسکا حال فتح سسلی مین بیان ہوگا۔ سسلی
پر حملہ کرنے سے یورپ اور اٹلی والون کو مشرقی روم مین امداد دینے کی ہوش نرہی اور مامون رشید کا بھی یہی مطلب تھا
سنہ ۲۱۵ ہجری مین مامون رشید نے روم پر حملہ کیا۔ اور طرسوس اور ملطیہ اور حصن قرہ اور حصن ماجدہ اور حصن
سندس فتح کر کے مامون رشید واپس ہوا اور سنہ ۲۱۶ ہجری مین رومیون نے خلاف عہد نامہ سولہ سو مسلمان
کو قتل کیا اور اعلان جنگ دیدیا مامون رشید فوراً ایلغار کرتا ہوا ہرقلہ مین پہونچ گیا لیکن رومیون نے امان
طلب کی اور فیاض اور رحمدل مامون رشید نے دیدی خلیفہ کے بھائی معتصم باللہ نے تیس قلعہ فتح کیئے اور
اور بہادر جنرل یحییٰ بن اکثم نے بھی کئی شہر لیے۔ رومی شاہنشاہ نے کوئی بہادرانہ مدافعت نکی۔ مامون رشید
کیسوم کو چلا گیا۔ اور وہان سے دمشق اور دمشق سے مصر کو گیا۔ اور پھر ممالک کا دورہ کرتا ہوا سنہ ۲۱۷ ہجری کو
پھر رومیون کی سرکوبی کے لیے آموجود ہوا۔ قلعہ لولو پر تھوڑی فوج دیکھ کر شاہ روم چڑھ آیا مگر جونہی مددی
فوج پہونچ گئی۔ ہٹ گیا اور مامون رشید کی مستعدی اور اولوالعزمی دیکھ کر ڈر گیا۔ اور میعادی صلح کا پیغام
دیا ابھی فیصلہ نہین ہوا تھا۔ کہ مامون رشید سنہ ۲۱۸ ہجری مین نہر بدندون کے قریب ملک روم مین فوت ہوا اور
طرطوس مین دفن کیا گیا۔ اور حسب وصیت مامون رشید اسکا بھائی معتصم باللہ خلیفہ ہوا۔

معتصم باللہ کو خلیفہ ہوتے ہی ایک داخلی فساد کا سامنا ہوا۔ ایران کے شمالی اضلاع۔ ہمدان
اصفہان وغیرہ ایران اکثر باشندگان دین خرمی مین داخل ہوئے اور فوج کثیر سے مقابلہ کی تیاریان
کرنے لگے معتصم باللہ کے بہادر جنرل اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اُن مین سے ساٹھہ ہزار کو سخت
جنگ کے بعد قتل کیا۔

معتصم باللہ کو مقلدین مذہب خرمی کے فسادون مین دیکھ کر سنہ ۲۲۳ھ مین شاہ روم نے ایک لاکھہ سے زیادہ
فوج لیکر اسلامی ممالک پر حملہ کیا مسلمان باشندگان زبطرہ۔ ملطیہ زن و بچہ تک قید کر لیا۔ مردون کے
آنکھین نکالدین اور ناک کان کاٹ دیے یہہ حالت دیکھ کر جزیرہ اور شام کے اہل اسلام کو جوش آگیا۔
اور عام اور خاص نے ہتھیار اُٹھا لیے اور رومی شاہنشاہ ان مجاہدین کے پرزور جوشیلے حملہ کی تاب نہ لاسکا۔
اور ہٹ گیا۔

معتصم باللہ کے بہادرانہ کارنامون مین سے یہان صرف فتح اموریہ کا حال لکھا جاتا ہے شیخ محی الدین

اور اس کے ہر ایک بیٹے اور سردار ملکی اور فوجی کا جزیہ دو دینار ادا کرنا قبول کیا۔ امیر المومنین ہارون الرشید
کو اگرچہ رومی سلطنت کی تباہی اپنی کامیابی کا کامل یقین تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاک حکم "قَاتِلُوا الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ
مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ" کی تعمیل فتح
ممالک سے مقدم تھی اور ادائی جزیہ کی صورت مین تلوار نکالنی یا سلطنت چھیننی احکام اسلام کے خلاف
تھا اور پھر جزیہ بھی ایسا کہ شاہنشاہ تک بھی نہ بچا اور (وَهُمْ صَاغِرُونَ) کا منشا پوری طرز سے حاصل ہوا۔
باوجود اس فرق کے زیادہ تعرض اغراض جہاد کے منافی بلکہ (وَلَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ) کے وعید شدید کا
باعث تھا۔ اسلیے رومیون نے اسلام کے عام فیاضانہ احکام سے فائدہ اٹھالیا۔ اور اپنی سلطنت کو بچا
لیا۔ اور ہارون رشید سالمانہ غانمانہ واپس ہوا۔

سنہ ۱۹۱ ہجری مین یزید بن مخلد شہید ہوا۔ اور چونکہ ذمیون اور مسلمانون کے لباس وغیرہ کی یکسانیت
سے اہل اسلام کو اکثر نقصان پہنچتا رہا اور مخالف اس سے فائدہ اٹھاتے رہے اس لیے ہارون رشید کو
امتیاز اور شناخت کے لیے مسلمانون اور ذمیون کے لباس و سواری مین فرق کرنا پڑا ۱۹۲ سنہ ہجری مین
نواح آذربائیجان مین مقلدین مذہب خرمیہ نے خروج کیا اور عبداللہ بن مالک کے ہاتھ سے تباہ ہوئے ۱۹۳ سنہ
ہجری مین یہ جلیل القدر خلیفہ طوس مین راہی فردوس بریں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اس کے عہد
مین علمی۔ ملکی۔ مذہبی۔ ترقی کمال تک پہونچ گئی تھی جسکی تفصیل کا یہ موقعہ نہین مفصل کتب تاریخ مین دیکھنی
چاہیے خلفائے اسلام سے ہارون الرشید کا عہد زیادہ شاندار رہا ہے۔

مامون رشید

خلیفہ ہارون رشید کی وفات کے بعد اسکا بیٹا امین خلیفہ ہوا۔ اور ۱۹۸ سنہ ہجری مین قتل ہوا اور مامون رشید
جانشین ہوا۔ اس کے عہد مین مسلمانون کی عام توجہ علم کی طرف مبذول ہوئی۔ خود عالم فاضل تھا خلق قرآن
کا معتقد تھا۔ اور اکثر علمائے اسلام کو اسی وجہ سے تنگ کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے برابر انکار کیا۔
یونانی وغیرہ قدیم علوم کا عربی مین ترجمہ کیا گیا۔ غیر مذاہب کے فضلاء کی کمال قدر دانی کی گئی ایشیا اور افریقہ کے
ممالک محروسہ مین بنی عباس کا خوب سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کے مفتوحہ حدود سے آگے
عباسی جنرل ایک قدم نہین بڑھ سکے تھے۔ صرف چین اور ہندوستان اسلامی جولان سے آزاد تھا
مگر ان دونون ممالک کی طرف سے کسی حملہ کا اندیشہ نہ تھا۔ صرف ایک رومی سلطنت تھی جسمین ہر ایک قسم کا

وماده پرستی کی رذائل سے بنی آدم کو بچانا اپنا فرض جانتے تھے اور اس فرض کو نہایت صداقت سے گورنروں کی طرح نباہتے۔ کوئی حکمت و پالیسی نہ برتتے۔ صاف کہدیتے کہ ان ردی عادات کو انسانی کمال میں سخت مانع ہیں چھوڑدو اگر تم نہیں چھوڑتے اور اسلام نہیں لاتے تو تمہاری عادت و مذہب قول و عمل عقیدہ و مذہب کے جانچنے اور پرکھنے کے لیے مہلت لے لو اور دیگر مخدوش فوجی طاقتوں سے علیحدہ ہو تمہاری حفاظت اور خبر گیری کے ہم ذمہ وار ہیں اور اس سخت خدمت کے عوض میں بطور نشان اطاعت جزیہ دو اگر دونو باتیں منظور نہیں یعنے نہ سچائی کو قبول کرتے ہو۔ اور نہ سچائی کی تلاش کرتے ہو تو بس فیصلہ شدہ امر ہے کہ تم خود اور آیندہ نسلوں کو بھی گمراہ اور تباہ کرنا چاہتے ہو جس عام ضلالت کو ہم کبھی گوارہ نہیں کرتے اور اسکا فیصلہ تلوار سے کرتے ہیں اور ان تینوں امور کے برابر اور کوئی چوتھا امر نہیں مخالفوں نے عموما تلوار کو پسند کیا جس میں یہی خدا پرست پورے نکلے۔ اور ایسے نکلے کہ چند ہزار کی قلیل جمعیت لیکر بر اعظموں میں جا گھسے اور کبھی یہ خیال بھی نہ آیا کہ ہم اپنے وطن و قوم سے ہزاروں میل دور پڑے ہیں امداد کا راستہ مسدود ہے دشمن کے گھر میں لاکھوں کا مقابلہ ہے۔

انہیں مجاہدین نے چند سال میں کوہ پرینیز سے دیوار چین تک اسلامی فتوحات کا نشان گاڑ دیا اور توحید باری تعالی کا بخوبی اعلان کردیا۔

بنی عباس نے بھی اپنی سلطنت کی بنیاد مذہبی تحریک پر رکھی۔ اور کامیابی حاصل کی مگر انکے عہد میں بنی امیہ کی طرح نہ تو بالعموم آثار خیر القرون پائے جاتے تھے اور نہ عرب کی ابتدائی سادگی رہی تھی عجمی تکلفات کا رواج عالمگیر ہوگیا تھا۔ اسلیے ایشیا اور افریقہ میں تو اموی فتوحات سے ذرہ آگے قدم نہ بڑھا۔ مشرقی یورپ میں بھی سوا تاخت و تاراج کوئی مفید یہ فائدہ نہ نکلا۔ ہاں سسلی کی فتوحات سے رومی سلطنت کا زور گھٹا یا گیا جسکا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے اسمیں شک نہیں کہ عہد عباسیہ میں ملکی نظم و نسق اور ترقی علوم و فنون میں کمال حد جسکی ترقی ہوگئی تھی اور جاہ و جلال و شوکت و اقبال انتہا تک پہنچ گئی۔

فتح سسلی و واقعہ بحیرہ روم

ہارون رشید نے ۱۸۴ھ ہجری میں ابراہیم بن اغلب التمیمی کو گورنر افریقہ مقرر کیا جسکی اولاد خاندان عبیدیہ کے ظہور تک خلفاء عباسیہ کی طرف سے ۲۹۶ھ ہجری تک مصر میں حکومت کرتی رہی اور قومی خدمات بجالاتے رہے ابراہیم کا بیٹا زیادۃ اللہ بہادرانہ عزم اور مدبر خلیفہ مامون رشید کی عنایت کا فخر رکھتا تھا ۲۱۲ھ ہجری جنگی بیڑا جہازات تیار کیا۔ اور جزیرہ سارڈینیا واقع یورپ کو فتح کرلیا اور

ابن العربی اپنی کتاب مسامرہ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک شخص نے معتصم باللہ عباسی کی خدمتین بیان کیا کہ مین عموریہ
مین تہا مینے دیکہا کہ ایک نہایت خوب صورت لونڈی کو ایک لنگڑا منہ پر دہپڑ مارتا ہے اور وہ روتی چلاتی کہتی
تہی "وا معتصما" شریر لنگڑا کہتا تہا دیکہو وہ ابلق گہوڑے پر سوار معتصم تمہاری مدد کو آرہا ہے اور پہر
مارنے لگتا تہا۔ لونڈی مسلمان تہی۔ اور اپنے پاک مذہب سے انکار نہین کرتی تہی۔ اور رو رو کو سب کی
مصیبت اُٹہاتی تہی۔ یہہ دردناک واقعہ سُنکر معتصم باللہ نے حمیت اسلامی اور غیرت سلطانی سے عموریہ
کی طرف منہ پہیر کر کہا "لبیک لبیک ایتہا الجاریۃ لبیک ہذا المعتصم باللہ اجابک" یہ کہکر بارہ ہزار ابلق
گہوڑون کا دستہ ساتہ لیکر چلا اور ایلغار کرتا ہوا عموریہ پہونچا۔ اور طویل محاصرہ کے بعد شہر بزور شمشیر
فتح کیا۔ اور شہر مین داخل ہوتے ہی سیدہا اُس مکان کو گیا جہان وہ لونڈی قید تہی اوسکو قید
سے نکال کر کہا یا جاریۃ ہل اجابک المعتصم وہ شریر لنگڑا غلام اور اسکا آقا عیسائی اور انکا تمام مال
و اسباب اس عہدی عورت کو دیا گیا اور ایک مسلمان عورت کے انتقام مین ہزار ہا عیسائی قید کیے گئے۔
اس واقعہ سے ترقی اقبال اور جاہ وجلال کا راز کہل جاتا ہے کہ قومی ہمدردی اور اخوت کا سچا جوش اوس وقت
کے مسلمانون مین موجود تہا۔ ایک غریب سے غریب مسلمان کی مصیبت و تکلیف کا حال سنکر اور اسلامی عہدہ دارون
کے دلون پر اسقدر ہولناک اثر ہوتا تہا جسقدر کہ خاص اپنی ذات کے صدمہ سے غم واندوہ ہوتا تہا۔ اور جو
پر جوش صفات آج ہم اقوام یورپ مین دیکہتے ہین اور جنکے اثر سے یورپ کا ہر ایک فرد دنیا کے مختلف
حصص مین بے سلاح بے خوف وخطر اکڑتا چلتا ہے جیسا کہ خاص اپنی ولایت و مسکن مین اور کوئی اُسکو نظر
اُٹہا کر نہین دیکہتا یہی حال کبہی مسلمانون کا تہا۔ معتصم باللہ کا کارنامہ چین کے واقعہ ۱۹۰۰ء کے
بالکل مشابہ ہے۔ جب یورپ نے چند عیسائی منادون کے انتقام کے لیے چین کی سب آباد اور وسیع
سلطنت کو نیچا دکہلا دیا۔ اسی غیرت اور عصبیت کے نہ ہونے سے آج ہر گوشہ مین مسلمان مخالفون کا
شکار ہورہے ہین۔ اور غیرت و عصبیت کا عدم ووجود پابندی شریعت پر موقوف ہے جو آجکل مفقود ہے
عباسی عہد مین جسقدر شان وشوکت اور کثرت دولت تہی وہ کبہی کسی قوم کو حاصل نہین ہوئی
اور واقعی ہارون الرشید۔ مامون رشید۔ معتصم باللہ کا عہد اسلام مین بے نظیر تہا۔ لیکن زوال
کے اسباب اس سے پہلے ہی ظہور مین آنے لگے تہے۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ کی مخالفت ہی ایک ہمن تہا
لیکن بنی اُمیہ کے زمانہ مین خیر القرون کا اثر موجود تہا۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین (یُسَارِعُونَ
فِی الخَیرَاتِ) کے زندہ نمونہ موجود تہے اسلیے ہاشمی اور اموی مخالفت کا اثر قوم وملت پر نہ پڑا۔
اور بیسون ایسے جان فروش اولوالعزم خادم اسلام موجود تہے جو فسق وفجور۔ عصیان۔ و شرور کے سیلاب

ہتھیار ڈال بیٹھے۔ جو کئی ماہ تک قتل و غارت۔ حرق و غرق۔ و قحط و وبا کے مصائب شدیدہ
اٹھا کر بھی ان رومیون کے مقابلہ پر بہادرانہ استقبال سے ڈٹے رہے تھے۔ گورنر بلرم (پلرمو) نے خود
غرض اشخاص کی طرح اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سلامتی کی شرط پر شہر حوالہ غازیان اسلام کر دیا اور شہر
عیسائی ہمدری کو خیر باد کہہ کر عیسائی بھائیون کو مسلمانون کے سپرد کر دیا اور خود جان بچا کر اٹلی کو چلا گیا۔
مسلمان ماہ رجب ۲۱۶ ہجری کو شہر مین داخل ہوئے اور صرف تین ہزار عیسائی موجود پائے حالانکہ محاصرہ
کیوقت ستر ہزار رومی شہر مین موجود تھے گویا ۶۷۰۰۰ ہزار رومی بہادران اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے
جس سے محاصری کی لیاقت حملہ آوری قلعہ شکنی۔ فنون جنگی بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ عام طور سے
زیادہ نقصان حملہ آورون کا ہی ہوا کرتا ہے محصورین محفوظ مقامات کے سبب سے اپنا بچاؤ اچھی طرح سے
کر سکتے ہین اور یہان مقابل پر یہی وہ قوم تھی کہ جسکی قابلیت کے راگ یورپ مین ابتک گا رہے ہین۔ یہہ
واقعہ عہد مامون رشید کا ہے اور ۲۱۸ ہجری مین معتصم خلیفہ ہوا۔ شہر بلرم مین مسلمان ۲۱۹ تک
پڑے رہے اور پھر مشہور شہر قصریانہ پر چڑھائی کی رومیون نے کسی میدان مین نکل کر سخت مقابلہ کیا
اور شکست پائی۔ اور محصور ہو بیٹھے مسلمان ربیع کو چلے گئے۔ اور وہان سے رومیون کو بھگا دیا اور ۲۲۰
ہجری مین پھر قصریانہ پڑے۔ اٹلی والے جانتے تھے کہ سسلی کے بعد اٹلی کا نمبر ہے اسی لیے سسلی
کے بچانے کے لیے یورپ نے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی۔ مگر اسوقت مسلمانون نے یورپ کا سر طرف سے
دم ناک مین کیا ہوا تھا ہسپانیہ مین عبدالرحمن اوسط فتح کے نشان اڑا رہا تھا۔ اور ایشیائے کوچک
اور ابنائے قسطنطنیہ کے نواح مین پہلے جو المرد مامون رشید اور پھر غیور مشہور معتصم باللہ اور انکے بہادر
جنرل رومیون کو شکست پر شکست دے رہے تھے اور گرمیون کے لگاتار حملون نے شرقی یورپ کے
عیسائیون کو جو اس یاختہ کر رہے تھے پوپ روم اور عیسائیون کی مذہبی کان اٹلی کی افریقہ کے مجاہدین
گھیرے رہے تھے۔ مسلمانون کا یہ زمان اقبال بالکل آج کل کی ترقی یورپ کے مشابہ ہے فرق اتنا ہے
کہ اہل یورپ دوستی کے لباس مین غیر اقوام کا استیصال کرتے ہین اور مسلمان ڈنکے کی چوٹ اسلامی
مطالب کو پیش کرتے تھے۔ قصریانہ پر خونریز معرکہ ہوئے۔ اور رومیون نے خوب داد مردانگی دی
لیکن شائقین شہادت سے عہدہ برآ نہ ہو سکے اور بھاگ نکلے۔ والی قصریانہ کی بیوی اور بیٹا
قید ہو گئے تمام رومی کیمپ لٹ گیا۔ اور شکست یافتہ رومی قلعہ بند ہو گئے اور مسلمان بلرم کو چلے گئے
اور طبر مین فتح کیا۔ اسکے بعد بعض مسلمان سپاہی بگڑ گئے اور اپنے امیر محمد بن سالم کو قتل کر دیا۔ زیادہ اللہ
والی افریقہ نے فضل بن یعقوب کو امیر سسلی مقرر کر کے بھیجدیا۔ بہادر فضل نے آتے ہی نواح سرقوسہ کو تاخت

سنہ ۲۱۰ ہجری مین سسلی پر حملہ آور ہوا۔ رومی بیڑہ کو شکست دیکر چند مفید اور مضبوط بندرگاہون کو لے لیا سنہ ۲۱۲ ہجری مین پھر سسلی پر چڑہا اور بہت سا علاقہ تسخیر کر لیا۔ اُسوقت عیسائیون کی وہی حالت تھی جو آج کل مسلمانون کی ہے۔ مسلمانون کی یاوری اقبال سے خود بخود فتح کے اسباب پیدا ہوجاتے تھے اُسوقت سسلی کے شاہی خاندان مین نفاق پڑا۔ اور بعض نے زیادۃ اللہ سے مدد کی درخواست کی اور بصورت فتح علاقہ مفتوحہ دینے کا وعدہ کیا لڑائی سخت ہوئی۔ زیادۃ اللہ نے فتح پائی بے شمار رومی قتل اور قید ہوئے مال کثیر غنیمت مین ملا۔ کئی ایک قلعون مضبوط پر اہل اسلام کا تصرف ہو گیا۔ اور شہر قصرانہ کو گھیر لیا سنہ ۲۱۳ ہجری مین شاہ قسطنطنیہ نے فوج کثیر سسلی کے عیسائیون کی مدد کو بھیجدی مسلمانون مین وبا پھیل گئی۔ محاصرہ چھوڑ کر جہازات پر سوار ہونے لگے مگر عیسائیون نے روک لیا۔ اہل اسلام نے جہاز جلا دیے اور لوٹ کر شہر مینا کو تین دن کے محاصرہ کے فتح کر لیا۔ اور شہر جرجنت پر بھی قبضہ ہو گیا۔

اور پھر قصریانہ پر جا پڑے اور ایک دو جگہہ قسطنطنیہ کی فوج سے شکست کھائی اور نرغہ مین آ گئے۔ قحط پڑ گیا۔ رسد وغیرہ نہ ہی چارپائے اور کتے بلی تک کھانے لگے اور نہایت تکلیف اُٹھاتے رہے لیکن اس قلیل اور جفاکش جماعت نے مقابلہ مین کوتاہی نہ کی اور رومیون نے گو دانت پیس پیس کر حملے کیے لیکن ان بہادرون نے زخمی شیر کی طرح دشمن کو اپنے مورچون کے اندر آنے نہ دیا یہان تک کہ سنہ ۲۱۴ ہجری کے آغاز مین محصورین کی ہلاکت و تباہی مین کچہ کسر باقی نہ رہی تہی کہ ہسپانیہ کا اسلامی بیڑہ جہازات آ پہونچا اُسوقت سپین کا تاجدار عبد الرحمٰن اوسط تھا۔ جو اخوت اور جوش اسلامی مین صحابہ کرام کا نمونہ تھا عبد الرحمٰن اوسط نے محض اسلامی ہمدردی سے محصورین کی مدد کو بیڑا اور کو بھیجا ورنہ اُس کی اور کوئی غرض نہ تھی اس مدد کے علاوہ خود افریقہ سے بھی کمکی فوج آ پہونچی اسوقت مین سو ۳۰۰ اسلامی جہازات سسلی کے قرب و جوار مین نشان محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُڑا رہے تھی جسطرح کہ اسوقت مسلمان بری فوج اور بحری بادہ کثیر رکھتے تھے اسیطرح انکی جہازی طاقت بھی یورپ سے بڑہی ہوئی تھی اور بحیرہ روم کے ممالک صرف مسلمان ہی تھے کسی یورپین نے سر اٹھایا نہین کہ مسلمانون نے جہازرانی نے کمال سے اُسکو دبایا نہین افسوس آج مسلمان اس طاقت مین صرف صفر کے برابر ہین جس سے ملکی اور قومی طاقت کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس امدادی فوج کے سسلی مین اترتے ہی رومیون نے محاصرہ اٹھا لیا۔ اور محفوظ مقامات کا رستہ لیا۔ مسلمانون نے شہر بلرم (پلرمو) کو گھیر لیا۔ رومیون نے بہت کچہ مقابلہ کیا۔ لیکن آخر مسلمانون کے حملون کے صدمات اور محاصرہ کی تکالیف اور تشددات کو برداشت نہ کر سکے اور ہمت ہار کر اُن لوگون کے سامنے

قصریانہ کے فتح کا رستہ بتاتا ہون۔ عباس نے منظور کیا۔ رومی عیسائی نے کہا کہ قصریانہ والے خیال
کرتے ہین کہ موسم جاڑے اور کثرت برف کے سبب تم قصریانہ پر حملہ نہین کر سکتے اور نہ وہان ٹہیر سکتے ہو
اس لیے وہ حراست و حفاظت کی طرف سے بے فکر ہین میرے ساتھہ کچھ فوج بہیجدو شہر مین داخل کرا دونگا
عباس نے ایک ہزار چیدہ مشہور بہادر منتخب کرکے اور اس سخت مہم کا افسر اپنا چچا رباح مقرر کیا۔ رات
کو پوشیدہ چلے۔ اور رومی مذکور مقید رباح آگے آگے تہا ایک غیر محفوظ اور مناسب جگہہ سیڑہیان لگا کر
چہڑگئے اور پہونچتے ہی فصیل قلعہ تک پہونچ گئے محافظ سوئے پڑے تہے ایک نا روکے رہستہ یہ ہزار
جوان اندر چلے گئے۔ مسلمانون نے اندر جاتے ہی دروازہ کے محافظین کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور دروازہ کہول
دیے عباس مع باقی فوج باہر تیار کہڑا تہا فوراً داخل ہو کر شہر پر قابض ہو گیا۔ اور اُسیوقت مسجد کی تعمیر
شروع کر دی جمعرات کو داخل ہوا اور جمعہ کی نماز اسی مسجد مین ادا کی گئی خلیفہ بغداد کا خطبہ پڑہا گیا۔
قصریانہ جیسے مضبوط اور ناممکن الفتح شہر کا اس قسم کی بہادری اور جان بازی سے فتح کرنا صرف غازیان
اسلام کا ہی حصہ ہے۔ اور سب سے پہلے مسجد کا بنانا انکی خدا پرستی کا اعلی ثبوت ہے۔ اس فتح سے رومی طاقت
سلسلی مین بہت کمزور ہو گئی۔ قصریانہ دار السلطنة سلسلی کی فتح کی خبر سنکر شاہ قسطنطنیہ نے تین سو جہاز
کا بیڑہ ایک بہادر جنرل کے ماتحت سلسلی کو روانہ کیا۔ چونکہ عباس خشکی پر بہادران اسلام کے ہمراہ کہڑا
جا ہتا تہا اسلیے سمندر مین کوئی مزاحمت نہ کی۔ یہ فوج بخیریت سرقوسہ مین اتر گئی۔ اب عباس سے مقابلہ
ہونکا جنگ ہوا۔ رومی بہاگ کر جہازون پر سوار ہو گئے اور ایک سو جہاز قوم فاتح کے نذر کر گئے۔ اس
لڑائی مین مسلمانون کی تلوارون کا مشہور رعب کام کر گیا۔ اور رومیون پر کچہ ایسی دہشت چہا گئی کہ اتنی
بڑی لڑائی مین مسلمان صرف تین شہید ہوے اور عیسائی بہ تعداد کثیر مارے گئے ۲۴۶ھ ہجری مین سلسلی کے
اکثر قلعے جو ماتحت باجگذار رومی رؤسا کے تصرف مین تہے۔ باغی ہو گئے اور رومیون نے جمعیت کثیر سے
مقابلہ کیا۔ عباس نے باغیون کو شکست دی اور باغی قلعون کے سر کرنے کو جا رہا تہا۔ کہ یورپ سے بیشمار فوج کے
پہنچنے کی خبر لگا فوراً اودہر کوچ کر گیا۔ دونون فوجون مین کئی سخت معرکے ہوے لیکن آخر شائقین شہادت
مسلمان بازی لے گئے اور رومی بہاگ نکلے۔ عباس یہ عظیم الشان فتح پا کر قصریانہ کو واپس ہوا۔
...رچ و بارہ کو مضبوط کیا۔ اور ۲۴۷ھ ہجری مین سرقوسہ پر کامیابی سے دہاوا کیا اور اسی سال مین ...
ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عباس مرحوم گیارہ سال والی سلسلی رہا۔ اس عرصہ مین ہر سال جاڑے
...ردگری مین جہاد کرتا رہا۔ اور علاقہ قلوریہ اور انکبردہ مین مسلمانون کو آباد کیا عباس کی جگہہ مسلمانان
سلسلی نے اس کے بیٹے عبداللہ کو امیر بنا لیا جسنے اپنے باپ کی طرح لگاتار حملات سے کئی قلعے فتح کیے۔ پانچ

گیا اور پھر ایک عظیم الشان معرکہ مین خود شاہ سسلی کو شکست دی۔ شاہ مذکور ایک غازی کے نیزہ سے زخمی ہوکر
گھوڑے سے گرا۔ لیکن ہمراہی اُٹھا کر ہٹا لے گئے۔ جملہ مال متاع گھوڑا ٹٹو وغیرہ مسلمانون نے چھین
لیے اس سال کے ماہ رمضان مین افریقہ سے تازہ امداد ملیکر انوال غلب پہونچگیا۔ رومیون سے بحری لڑائی
ہوئی فتح پاکر رومی جہازات وغیرہ جملہ اسباب لوٹ لیا اور اسلامی جہازات نے قوصرہ تباہ کردیا آتش
فشان کوہ اتنا کے اردگرد کے قلعون کی فوجی طاقت کو پائمال کردیا پھر سنہ ۲۲۱ ہجری مین اسطرف حملہ ہوا
اور بے شمار رومی قید ہوئے قسطلیانہ کی لڑائی مین رومی فتحیاب ہوئے اسی سال سسلی کے آس پاس
کے جزائر واقعہ بحیرۂ روم پر پوشیدہ حملے ہوئے اور رومی طاقت توڑ دی گئی اور بڑے بڑے مضبوط جنگی
مقامات تباہ کیے گئے۔ ان اثنا مین سلطانون نے اسوقت پھر قصریانہ پر حملہ کیا اور شکست کھائی مگر جلدی ہی
انتقام لیا گیا خشکی کی فتح کے علاوہ بحری جنگ مین بھی رومیون کے نو بڑے جنگی جہاز معہ فوج اسلامی
بیڑہ نے پکڑ لیے اور کئی ایک غرق کردیے سنہ ۲۲۳ ہجری مین رومیون کا عظیم الشان جنگی بیڑہ یورپ
سے تازہ امداد لیکر آپہونچا۔ فریقین قومی جوش سے لڑتے اور شجاعت ادا کرتے رہے۔ لیکن
فیصلہ نہوا۔ کہ اتنے مین زیادۃ اللہ امیر افریقہ راہی فردوس برین ہوا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ یہ جوانمرد
اور مدبر بہادر ان عہد عباسیہ کا سرتاج تھا۔ اور مامون رشید اور معتصم باللہ کا مختار اور نامور گورنر تھا
المعتصم بھی سنہ ۲۲۷ ہجری مین مر گیا۔ ان کی وفات سے مجاہدین سسلی کے کچھ حوصلہ پست ہوگئے۔ زیادۃ اللہ
کے جانشین محمد بن اغلب نے سنہ ۲۳۶ ہجری مین عباس بن فضل بن یعقوب کو اہل سسلی کی کثرت رائے
کے مطابق امیر سسلی تسلیم کیا۔ جس نے متواتر حملات سے رومیون کو تنگ کردیا۔ اور قصریانہ پر حملہ آور ہوا
جو نہایت مضبوط قلعہ تھا اور سسلی کا دار السلطنۃ تھا۔ رومی مقابل نہ ہوئے مگر بہادر عباس نے شہر
قطانیہ۔ سرقوسہ۔ نوطس۔ رغوس۔ کو تہ بالا کیا۔

فتح قصریانہ

عباس نے سنہ ۲۴۴ ہجری مین شہر قصریانہ اور سرقوسہ پر چڑھائی کی اور ساتھ ہی سمندر مین رومی چالیس
جہازون سے مقابلہ کیا سخت جنگ کے بعد فتح پائی مخالف کے دس جہاز گرفتار ہوئے۔ اب عباس اول حمی
نے قصریانہ کو بڑھا نواح قصریانہ مین چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہی مگر برف باری اور سردی کی
شدت سے عباس کو لوٹنا پڑا۔ ایک رومی جنگی مجرم کے قتل کا حکم دیا گیا۔ رومی مذکور نے قومی امید
ملی ہمدردی کو بالائے طاق رکھکر جان بچانے کے لیے عباس سے کہا کہ اگر میری جان بخش کیجائے تو میں

ساتھہ رومی ممالک پر غیر مفید حملہ ہوا کیا۔ اور عمر بن عبد اللہ الاقطع خود شاہ روم سے جا پڑا مگر دربار بغداد
کی بے انتظامی سے سوائے شہادت عمر بن عبد اللہ اور مجاہدین کثیر کے کچھ فائدہ نہ نکلا اس واقعہ کے
انتقام لینے مین بہادر علی بن یحیی گورنر آرمینا شہید ہوگیا۔ اور رومیون کا زور بڑھ گیا مسلمان بتعداد
کثیر قتل اور قید ہونے لگے۔ اس سے چھہ سال پہلے ۲۳۹ھ ہجری مین رومی بیڑہ نے دمیاط مین سخت
کشت وخون کا بازار گرم کیا۔ یہہ دیکھہ کر تکلیف اور آرائش پسند جنرل عنبسہ بن اسحاق الضبی دمیاط
کی افواج کو مصر مین بلا کر عید کے رونق جلوس بڑھا رہا تھا۔ اور سادگی اسلام کو چھوڑ کر غیر اقوام کی بعض اخلاق
رسوم کو عمل مین لا رہا تھا ایسے وقت مین خلیفہ بغداد کی طرف سے تو سسلی والون کو کوئی امداد نہ پہونچ سکتی تھی
بلکہ عراق مین تو اتحاد قومی کا شیرازہ کھلا ہوا تھا۔ غیر قومون سے مقابلہ کا جوش نہ رہا تھا۔ صرف خلفاء
بغداد کے نائب (وایسرای) بنی تمیم حکام افریقہ کا ذاتی انتظام اور جوش بحیرۂ روم مین کام کر رہا تھا
۲۷۰ھ ہجری مین رومیون کے علاقہ کو تاراج کیا۔ کہ اتنے مین قسطنطنیہ سے ایک بہادر جنرل فوج کثیر
لیکر آ پہونچا اور ایک دو جگہہ کو لے لیا ۲۸۰ھ ہجری مین ابو العباس احمد بن اغلب نے (پلرم) کو خشکی اور تری
کی طرف سے محاصرہ کیا اور سخت لڑائی کے بعد فتح کیا۔ اسیطرح ۲۸۸ھ مین اسلامی بیڑہ نے قطانیہ کو گھیرا
مگر فتح نہ کر سکا۔ اور مسینا کو چلا گیا۔ اور رومی فوج کو شہر ریو کے دروازہ پر سخت شکست دی بے شمار غنیمت
ملا واپس ہونے کے وقت قسطنطنیہ کے جہازون سے مٹ بھیڑ ہو گئی جسمین بعد شکست تیرہ جہاز گرفتار کر لیے مگر رومی
اسوقت ہر طرف زور دکھا رہے تھے۔ ایشیا مین اسلامی فوجین کئی بار زک اٹھا چکی تھین خلافت بغداد
کا اثر بہت کم ہو چکا تھا افریقہ مین ایک صدی سے اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد
فرمیسن کے طور پر خفیہ خفیہ نہایت مضبوط اپنی پولیٹیکل طاقت کا استحکام کر رہی تھی اُنکے دعاۃ اور مذ
ہبی تقدس کے لباس مین ایک انقلاب کی ضرورت کو عوام کے دماغون مین بھر رہی تھی جب ہر طرح
پختہ ہو چکی تو علانیہ مخالفت کا اعلان کیا گیا۔ اور ۲۹۶ھ ہجری مین عبد اللہ مہدی اول خلیفہ اسمعیلیہ
نے افریقہ کو خلیفہ بغداد سے آزاد کرا لیا۔ اور عبید اللہ جو مہدی کہلاتا تھا محمد بن اسمعیل کی پانچوین پشت
مین ملتا تھا۔ یا بقول بعض یہودی باشندہ خورستان تھا۔ بہر حال کچھ ہو۔ بہادر۔ مدبر۔ اولو العزم
جسنے اُن تمام مفید اصول سے کام لیا۔ جو قوم مین جوش پیدا کر سکتے ہین۔ اور جان باز سرفروش بنا سکتے
ہین۔ اسوقت کی خلفاء عباسی آج کل کے گدی نشین پیرزادون سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ ڈیڑھ
سو سال تک قوم انتظار کرتی رہی کہ تقدس مآب عباسیون مین سے کوئی قومی ناخدا پیدا نہ ہوا۔ اور
اس انتظار مین صدمات شدیدہ اٹھاتے رہے مگر بغدادیون کی حالت دن بدن بگڑتی گئی اس لیے اسمعیلیہ

ماہ بعد افریقیہ سے معاویہ بن سفیان امیر سسلی مقرر ہو کر آیا جس نے سنہ ۲۵۵ ہجری تک اپنے عہد حکومت مین کئی ایک
فتح حاصل کین۔ اس کی وفات کے بعد اسکا بیٹا محمد گورنر سسلی مقرر ہوا۔ جس نے رومیون کے زبردست
جہازی بیڑے سے مالٹا کو بچا لیا اور رومیون کو بہگا دیا۔

سرقوسہ

سرقوسہ سسلی کا عظیم الشان شہر تہا سنہ ۲۶۴ ہجری جعفر بن محمد نے اسکا محاصرہ کیا۔ خشکی اور تری
دو نو طرف سے حملہ کیا گیا۔ رومیون نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔ مسلمانون نے یہانتک استقلال دکہایا۔ کہ
سرقوسہ کے نواح مین زراعت اور کہیتی باڑی شروع کر دی اور دوامی اقامت کے آثار دکہلائے۔ آخر نو
ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد بزور شمشیر شہر فتح کیا گیا۔ اور بے شمار مال غنیمت لیا گیا۔ اور قلعہ ملکی مصلحت
سے گرایا گیا۔ دو ماہ کے بعد قسطنطنیہ کے جہازات آپہونچے۔ بحری لڑائی مین بہی مسلمان کامیاب ہوئے
چار جہاز گرفتار کر لیے۔ سنہ ۲۶۶ ہجری پہر عیسائی اور اسلامی جہازون کا سخت جنگ ہوا۔ مسلمانون
نے فتح پائی۔ سنہ ۲۶۶ ہجری مین چہوٹے سے اسلامی دستہ کا رومیون کی فوج کثیر سے مقابلہ ہوا۔ اون
کے سب کہیت رہے صرف سات بچے اور محمد۔ گورنر سسلی معزول اور محمد بن فضل مقرر ہوا۔
جس نے چند ایک بڑے عیسائی شہرون کو تاخت و تاراج سے حواس باختہ کر دیا۔ اور رومیون کے لشکر جرار
کو بہگا کر تین ہزار قتل کیے اور رومی شہر مدینۃ الملک کو بزور تلوار فتح کیا۔ سنہ ۲۶۹ ہجری مین محمد بن فضل
نے قطانیہ کے نواح مین رومیون کو بہاری شکست دی۔ سنہ ۲۷۱ ہجری مین رمطہ پر چڑہائی کی اور نواح قطانیہ
کو تہ تیغ کیا گیا۔ اور طبرمین پر سخت جنگ ہوا۔ رومیون نے محمد بن فضل کی اسقدر مستعدی اور جہادی کوشش
دیکہ کر صلح کی درخواست کی تین ماہ کی میعادی صلح قرار پائی اور تین سو مسلمان قیدی رہا کرائے گئے۔
سنہ ۲۷۲ مین محمد نے مالٹا کے چہڑانے کے لیے فوج روانہ کی جسکی خبر سنکر رومی محاصرہ چہوڑ گئے۔ پہر
محمد...... سنہ ۹۵ ہجری مین خواجہ سرا غلامون کے ہاتہ سے مارا گیا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ ترک غلام خلفاء
بغداد کا ہاتہ صاف کر رہے تہے اور عام مسلمانون کے دلون سے امیر المومنین کی وقعت اٹہ رہی تہی۔ متوکل
سنہ ۲۴۷ ہجری مین قتل اور مستعین سنہ ۲۵۱ ہجری مین معزول اور سنہ ۲۵۲ ہجری قتل معتز باللہ بعد سنہ ۲۵۵ ہجری میں
اور مہتدی بن واثق بہی قتل ہو چکا تہا۔ پس دربار خلافت مین تو صرف خلفائی کا عزل و نصب
اور کشت و خون ہی ایک قومی کام سمجہا گیا تہا۔ داخلی فساد بہی بڑہ رہے تہے۔ جنکا ذکر آگے آئیگا۔ اس عہد
مین یوسف ترکی نے سنہ ۲۴۷ ہجری مین اور جعفر بن دینار نے سنہ ۲۴۹ ہجری مین سرحدی پر جوش مسلمانون کے

آیہ کریمہ "وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ" سورہ انفال پارہ ۹ پڑھکر کہا کہ کفار کو پیٹھ دکہانا سچے مسلمانون کا کام نہین کیا عربی خون تم مین نہین رہا جو آج ہاشمی شمشیر کے جوہر نہین دکہلاتے ہہ نہین وہی خون اور وہی تلوار تمہارے ہاتھ مین ہین ہمت مردان مدد خدا ۔ فوج اپنے بہادر سردار کی پرجوش تقریر سنکر جانفروشی پر مستعد ہوگئی ۔ اور رومیون پر ٹوٹ پڑی ۔ دوسری طرف رومی سرداران نے بہی مذہبی ترغیب اور قومی جوش کے ابہارنے اور اپنے بہادرانہ افعال کے نمونے دکہانے مین کچہ کسر باقی نہ رکہی بہادر سپہ سالار منذیل اپنے خاص چیدہ دستہ کیساتہہ اسلامی صفوف مین گہس گیا اور جو سامنے آیا اسکو مار کر گرادیا مسلمان بہادران نے مقابل ہوکر کئی وار کیئے مگر ذرہ بکتر نے کارگر نہ ہونے دیا آخر اسکا گہوڑا ہلاک کیا گیا ۔ اور پیادہ دیکہکر مسلمان ہر طرف سے ٹوٹ پڑے مگر پہر بہی یہ بہادر کئی ایک کو مار کر مرا جسکے ساتہہ ہی کئی ایک اور حملہ آور رومی سردار کہیت رہے منذیل کے مرنے سے رومی بہاگ نکلے اور خوف کے مارے خندق مین گر کر ہزارہا ہلاک ہوئے انکی لاشون سے خندق بہر گئی ۔ یہ لڑائی صبح سے عصر تک ہوتی رہی مگر مسلمان رات بہر قتل و غارت کرتے رہے مال غنیمت مین ایک تلوار تہی جسپر لکہا تہا "هذا سيف هندي وزنه مائة و سبعون مثقالا طالما ضرب به بين يدي رسول الله" تلوار اور جملہ مال غنیمت خلیفہ عبیدی المعز کے پاس افریقہ بہیجدیا گیا شکست یافتہ رومی ۔ آیود کو چلے گئے ۔ اب رمطہ پر زور ڈالا گیا ۔ اور طرفین نے خوب داد مردانگی دی آخر غازیان اسلام سیڑہیان لگا کر قلعہ پر چڑہ گئے جنکے نعرہ تکبیر سے قلعہ والون کے ہاتہہ پاؤن پہول گئے ۔ قلعہ فتح ہوگیا سسلی ۔ اور جزیرہ آیود کے اکثر عیسائی بہگیل رومیون کے ساتہہ جہازون پر سوار ہو نکلے جنکا تعاقب امیر البحر احمد نے کیا ۔ اسوقت کے مسلمان جنگی بہادرانہ مشق کے سامنے خشکی اور تری بحر و بر یکسان تہے اور فن شناوری مین کمال رکہتے تہے اُن مین سے چند غوطہ زن بہادر دریا پانی کے اندر ہی اندر رومی جہازون کو چیر پہاڑ کر غرق کر دیا ۔ اور معدودے چند کے سوا کوئی آدمی بہی زندہ نکلنے دیا ۔ یہ وہ فن تہا جس سے آج کل یورپ تارپیڈو کشتیون کے ذریعہ کام لے رہی ہے مقام عبرت ہے کہ وہی مسلمان آج سمندر چہوڑ خشکی پر بہی قدم ٹکانا نہین جانتے ۔ اسی جہالت اور ناواقفی نے اسلامی طاقت کو ہر طرف سے محدود اور کمزور کردیا ہے اور یورپ کو اس فن جہازرانی کی بدولت عزت و عظمت کے معراج پر پہونچا دیا ہے اس فتح عظیم کے بعد تمام امصار سسلی معہ دیگر جزائر واقعہ بحیرہ روم مطیع ہوگئے اور رومیون نے مدت تک سر نہ اٹھایا ۔ مگر خلیفہ الظاہر عبیدی کے زمانہ مین عیسائیون نے پہر پر پرزے نکالنے شروع کیئے ۔ یہہ وہ زمانہ تہا کہ خلفائے عبیدیہ کی حکومت مین بہی زوال آنا شروع ہوگیا تہا ۔ الحاکم ظالمانہ

کے زبردست قانون اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ[۱] کے شکنجہ مین آ پڑا۔
اور زمانہ نے حسب ضرورت دو اوسکام کرنے والے بعض شناش سرپرست بنائے۔ ایک تو اسمعیل سامانی ایشیا
مین اور دوسرا یہی عبید اللہ افریقہ مین کہ حافظ نکل آیا۔ اس شخص نے حکومت خواہ کسیطرح حاصل کی اور کئی
سال تک ہوا خواہان عباسیہ سے شمشیر بکف ہونا پڑا اور جب تک گہر کا انتظام نہ کرلیتا۔ اور مصر اور شمالی
افریقہ پر تسلط نہ جمالیتا سسلی وغیرہ کی کسی طرح خبر نہ لے سکتا تہا۔ اس لیے مدت تک سسلی وغیرہ
جزائر کو اپنی حفاظت آپ کرنی پڑی اور عیسائیون سے زیر و زبر ہوتے رہے اور جبکہ فاطمین کا مصر اور
شمالی افریقہ پر خوب تسلط بیٹھ گیا۔ اور سسلی بہی اُنکے زیر اقتدار آگئی تو ۳۳۶ھ مین حسن بن علی کلبی
گورنر فاطمین نے روم کے لشکر جرار کو شکست دی اور بیشمار مال غنیمت ملا۔ اور ۳۵۱ھ ہجری مین احمد بن حسن مذکور نے
طبرمین پر چڑہائی کی۔ یہ قلعہ ابتک عیسائیون کے ہاتہ مین تہا اور بکمال مضبوطی کے سبب سے فتح نہ ہو سکتا
تہا مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ اور نہر جسکے رستہ پانی آتا تہا وہ بند کردی محصورین تنگ آگئے۔
اور امان طلب کی ندی گئی۔ جب محاصرہ کی تکلیف بہت بڑہگئی تو محصورین نے جان بخشی بشرط غلامی
حاصل کی ساڑہے سات ماہ کے بعد شہر پر اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا۔ اور شہر کا نام خلیفہ معز کے نام پر
معزیہ رکہا گیا۔ اس فتح کے بعد حسن بن عمار نے شہر رمطہ کو جا گہیرا۔ شاہ قسطنطنیہ نے چار ہزار بہادر رمطہ
بچانے کے لیے جہازون مین روانہ کیے ساتہ احمد گورنر سسلی نے خلیفہ معز کو اطلاع دی۔ اور خود جنگی بیڑے اور
جمعیت آوری فوج مین مستعد ہوگیا خلیفہ المعز نے بہی زبردست اور جان باز مجاہدین بسر کردگی حسن
والد احمد گورنر مذکور روانہ کیے جو رمضان مین رمطہ پہونچ گئے۔ قسطنطنیہ کا جہازی بیڑہ ماہ شوال
مین سسلی پہونچا۔ اور شہر مسینا کو گہیر لیا۔

جنگ عظیم سسلی

بہادر حسن جو اسلامی لشکر کا مقدمۃ الجیش تہا کچہ فوج محاصرہ رمطہ پر چہوڑ کر رومیون کے مقابلہ پر روانہ
ہوا۔ رمطہ والون نے محاصرین کی باقی ماندہ جمعیت قلیل پر حملہ کردیا۔ مگر سخت نقصان اُٹہا کر پسپا
ہوگئے جونہی قسطنطنیہ کی فوج نے سسلی مین قدم رکہا عیسائی باشندے اطاعت کے تمام عہود
کو بالائے طاق رکہکر قسطنطنیہ کی فوج سے جاملے فوج اور سامان کی کثرت سے رومیون کو فتح کا پورا یقین
تہا۔ ابتدائے جنگ مین رومیون نے ایسی شدت سے حملہ کیا کہ اسلامی فوجون کو پراگندہ کردیا اور مسلمانون
دبائے اسلامی کیمپ تک پہونچ گئے۔ اب فتح مین کوئی کسر باقی نہ رہی تہی کہ جوانمرد حسن نے جوشیلے آواز سے آ

[۱] اللہ تعالی کسی قوم سے عطا کردہ نعمتین نہیں چہینتا یہانتک کہ وہ اپنی حالت کو خود خراب کرلیتے ہین ۱۲

جہنا مشکل تہا اسلیے مصلحتاً مسلمانون کو ضمانت لیکر حاکم بنا دیا۔ اسی پالیسی کا نتیجہ تہا کہ قابس کا مسلمان حاکم عیسائیون
کا بڑہتا اقبال دیکہ کر اپنے مسلمان والی امیر حسن بن علی سے مُنہ موڑ کر شاہ سلسلی کا مطیع ہو گیا
مگر جلد ہی امیر حسن بن علی کے ہاتہ سے تباہ ہوا۔ اور جس منہ سے اُس نے اسلامی ممبر پہ کہڑا ہو کر ایک عیسائی
بادشاہ کی اطاعت کا اظہار کیا تہا اور مسلمانون کو امیر اسلام کے اطاعت سے منحرف ہونے کی ترغیب دی
تہی اسی منہ مین عوام نے اُسکا ذکر کاٹ کر دیا۔ بیشک ایک ناپسندیدہ حرکت تہی۔ لیکن قومی مجرمون اور
وطن کے دشمنون کے ساتہ عوام کی ایسی حرکات قابل گرفت نہین۔ عوام نے یہ سزا خود تجویز کی۔ اور
عبرتاً دی کہ آیندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے۔ شاہ سلسلی ۵۰ ۲ جہاز لیکر مہدیہ دار السلطنت امیر حسن بن علی
پر چڑہ کر آیا۔ یہان قحط نے ملک کو تنگ کر رکہا تہا۔ اس لیے امیر حسن بن علی نے مقابلہ بے سود خیال کیا۔ اور
عیسائیون نے مہدیہ کو بلا مزاحمت تاخت و تاراج کیا۔ اس کے بعد متواتر دو سال کے عرصہ مین سفاقس۔ سوسہ۔ قابس۔
قلیبیہ۔ الجزایر۔ مالٹا۔ جربہ۔ قطاون کو کئی ایک لڑائیون کے بعد فتح کر لیا۔ اور ۵۴۳ھ ہجری تک یہی حال رہا
جب تک عبد المومن والی مراکو نے امیر حسن بن علی کو مدد کے لیے مہدیہ کو فتح نہ کیا جسکا ذکر عبد المومن کے حالات
مین بیان کیا جائے گا۔

مہدیہ اور دیگر امصار افریقہ کے فتح کے بعد شاہ قسطنطنیہ اور شاہ سلسلی مین بگاڑ ہو گیا۔ اس لیے کئی سال
تک عیسائی آپس مین لڑتے بہڑتے رہے نہ افریقہ کی طرف توجہ کر سکے اور نہ تمام افریقہ کا فتح ہو جانا بالکل یقینی
تہا۔ ان تمام فتوحات کا باعث سلسلی کا وزیر اعظم جرجی بہادر تہا جسکے مرنے کے بعد ویسا شجاع کوئی قائم
مقام نہ ہوا اور رجار بہی ۲۴ سال کی حکومت کے بعد ۵۴۸ھ ہجری مین مر گیا۔ اُسکا بیٹا غلیالم آرام طلب
اور مسلمان بادشاہون کی طرح عیاش اور ساتہ ہی دور اندیش نہ تہا جس کے سبب سے کئی شہر قبضہ سے نکل گئے
یہان ایک محب وطن کا قصہ لکہا جاتا ہے۔ جب جارج شاہ سلسلی نے سفاقس فتح کیا تو مصلحتاً ایک بزرگ
عالم فاضل ابو الحسین کو وہان کا حاکم بنانا چاہا۔ ابو الحسین نے ضعف پیری کا عذر کیا۔ اُس کے بیٹے عمر
کو مقرر کیا گیا۔ اور خود ابو الحسین کو بطور ضمانت ساتہ لے لیا۔ مگر اس محب وطن نے چلتی دفعہ بیٹے سے
کہدیا کہ دیکہو مین بوڑہا قریب المرگ ہون موقعہ ملے تو ملک کو غیرون کے پنجہ سے نکالنے مین دیر نہ کرنا اور میری
موت و حیات کو خیال مین نہ لانا۔ چنانچہ جب غلیالم شاہ سلسلی کی سوء تدبیر اور نرمی سے اکثر شہر سرکش ہوئے
تو عمر نے بہی عیسائیون کو مار کر نکال دیا۔ غلیالم نے ایلچی سمجہانے اور ڈرانے کے لیے عمر کے پاس روانہ کیا
تو ایک مصنوعی جنازہ ایلچی کو دکہا کر کہدیا کہ یہہ میرے باپ کا جنازہ ہے جس کے قتل کا تم خوف دلاتے ہو
مین باپ کو مردہ تصور کر چکا ہون اور ملک کی آزادی پر باپ کی زندگی کو ترجیح نہین دے سکتا۔ ایسا ہی

اعمال اور ظالمانہ افعال نے مسلمانون کو اس سے سخت متنفر کر دیا تہا بلکہ خاندان عبیدیہ کا دشمن بنا دیا تہا۔ الظاہر
کے سترہ سالہ حکومت مین اندر ہی اندر کہچڑی پکتی رہی مگر اُس کے بعد المستنصر کے زمانہ مین تو حلب وغیرہ پر
تسلط نہ رہا اور [illegible] معز بن بادیس نے ۴۴۳ ہجری مین عبیدیون کی جگہہ عباسیون کا خطبہ پڑہا جب
خلیفہ مصر کا یہ حال تہا تو عیسائیون مین جہادی جوش بہت بڑہ گیا۔ اور مجاہدین بہ تعداد کثیر ترغیب شاہ روم
جزیرہ قلوریہ پر قابض ہوگئے اور شاہ روم کے بہانجے کے جہازی بیڑے کا انتظار کرنے لگے یہ خبر سنکر
تمیم بن بادیس والی الجزائر و مصر کو نے چارسو جہازون کا بیڑہ تیار کیا۔ مگر اس بیڑے کو ساحل افریقہ پر جزیرہ
قوصرہ کے قریب ہی ایک سخت طوفان نے برباد کر دیا۔ اور صرف چند مسلمان زندہ کنارے لگے اور سسلی
کے مسلمان عیسائیون کے شکار ہونے لگے مصر کی اسمٰعیلی طاقت کی کمزوری نے سسلی مین بہی طوائف الملوکی
پہیلا دیا تہا عیسائی جو موقعہ کی تاک مین تہے کبہی نہین چوکتے فوراً سسلی پر ٹوٹ پڑے مسلمان اگرچہ بہت لڑے
اور ایک معرکون مین عیسائیون کو چنے چبوائے مگر کسی واحد طاقت کے نہ ہونے اور بیرونی امداد کے نہ پہونچنے
سے عاجز ہوگئے۔ اور عیسائی فاتحانہ رسوخ کو تسلیم کر لیا اس کے بعد فرنگی چالین چلی جانے لگین۔ ایک ایک کرکے
سب کو لے لیا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ ہسپانیہ کی امویہ سلطنت کی چارسو سالہ عظیم الشان عمارت گر چکی تہی اور ایسی
طوائف الملوکی سے عیسائی ہسپانیہ مین فائدہ اُٹہاکر فاتحانہ تسلط جما چکے تہے۔ اور سپین جسکے تاجدارون
کے سامنے یورپ ہمیشہ ناک رگڑتا رہا تہا۔ آج ایسا درماندہ اور مغلوب الحال ہوگیا کہ ذاتی حفاظت کے لیے اہل
مراکو کے آگے ہاتہہ پہیلانے پڑے۔ اور علما کا وفد بہیجکر یوسف بن تاشفین والی مراکو کو بلانا پڑا۔ ایشیا کے
سلاطین کی پہوٹ اور خانہ جنگی کو دیکہہ کر یورپ بیت المقدس کے لینے کے لیے پرجوش تیاریان کر رہا تہا
نتیجہ یہ کہ عیسائی جوش کا سمندر کمال موجزن تہا اور اسلامی اخوت کی جگہہ خودغرضی۔ لالچ نفاق موجود تہا۔
ایسے وقت مین فرنگستان بے یارومددگار سسلی پر ٹوٹ پڑا اور کئی ایک خونخوار معرکون کے بعد سسلی کو
مسلمانون سے لے لیا اور اٹلی کا ایک شاہزادہ رجار نامی شاہ سسلی مقرر ہوا۔ یہ شخص بہادر اولوالعزم تہا۔ اور
افریقیہ کی کمزوریون سے واقف تہا فوراً ایک زبردست بیڑہ تیار کرکے شہر جربہ واقعہ افریقہ کو جا گہیرا۔ شہر والے
لڑائی کے بعد تہ تیغ کیے گئے۔ عورتون بچون کو قید کر لیا۔ اس کے بعد پہر طرابلس المغرب پر حملہ ہوا۔
گو بربرون کی مجاہدانہ کوشش سے عیسائیون کو بہگا کر جملہ مال اسباب لوٹ لیا۔ مگر عیسائی جانتے تہے کہ یہ جوش
محض تہوڑی دیر کا ہے ان کے پیچہے کوئی مددگار نہین تیسری دفعہ پہر حملہ کیا اور جبل کو جلا کر راکہہ کر دیا اور پہر طرابلس
المغرب کو گہیر لیا تین دن کی سخت لڑائی کے بعد مسلمان آپس مین ہی سرپہٹول ہونے لگے۔ اور عیسائی قلعہ
پر قابض ہوگئے مردون کو قتل اور عورتون بچون کو لونڈی غلام بنا لیا چونکہ عام رعایا مسلمان تہے اور انتظام

خاصہ کو اور زیادہ روشن اور مجلا کر دیا تہا بنی امیہ کی سلطنت کو ایسے عربی خواص نے برباد کیا تہا۔ عباسیون کو
بہی عہد مامون رشید تک حجازہ مین ایسے ہی واقعات پیش آتے رہے جسکا ذکر عہد اسماعیلیہ مین کیا جائیگا
اور وہ مادہ اب بہی بدستور موجود تہا جبکہ بغداد مین خلافت کی جگہہ سلطنت کے عالی شان نشان
پائے جاتے اور بجائے عرب کی سادگی کے عجمی تکلفات اور خوشامد کے خوفناک آثار نمودار تہے ان حالات
کو دیکھہ کر المعتصم باللہ نے ان انقلاب پسند عربون کا زور گہٹانے اور آیندہ کے مشکلات سے بچنے کیلیے ترکون
کو بڑہایا یہ لوگ وسط ایشیا کے خوب صورت اور قوی ہیکل جوان تہے جو بچپن مین خریدے جاتے اور بجائے
والدین کے خلیفہ کو ہی اپنا مربی و ہوا خواہ پاتے انکو نہ قرشی جوش تہا نہ علوی فخر اور نہ دعوی امامت نہ استحقاق
خلافت نہ قومی نعرہ نہ ملکی شورہ۔ اور انکو الائمۃ من القریش سے کوئی تعلق نہ تہا واقعی معتصم کے خیال کے مطابق اس
حدیث شریف کے سامنے ہمیشہ ترکون اور دیالمہ۔ سلاجقہ۔ آتابکون۔ کردون خوارزم شاہون۔ غزنویون۔ سامانیون
کے زبردست سلاطین کو سر تسلیم خم ہی کرنا پڑا اور ہمیشہ سلطانی خطاب بغداد کے برائے نام خلیفہ
سے حاصل کرتے اور تعلق خلافت بغداد کو ہی باعث رسوخ سمجہتے رہے اور پانچسو سال سے زیادہ
بغداد مین اور ۲۴۴ سال مصر مین اس خاندان عباسی کا چراغ ٹمٹماتا رہا۔ اور اسقدر عجمی خاندان کے حکمرانون
مین سے کسی نے بہی منصب خلافت کی تمنا نہ کی۔ لیکن اگر کوئی اور عرب خاندان ہوتا تو عباسی خاندان کا
اُس طرح صفایا ہوتا جسطرح خاندان امیہ کے ساتہہ کیا تہا۔

اس خیال کے سوا ایک اور بات بہی تہی عرب صدیون کی فاتحانہ حالت سے آرام طلب ہو چلے تہے
اور قدرتًا انکا مذہبی جوش کم ہو رہا تہا۔ ترک غلام جو نو مسلم اور تربیت یافتہ خلیفہ اور تابع فرمان تہے اور بسبب
جدت ارادت کے پر جوش تہے عربون کو جو تقلید صحابہ کرام سے ہٹتے جاتے تہے اور قومی فوائد پر ذاتی
اغراض کو مقدم رکہنے لگے تہے اسلیے انکو "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ"
کے زبردست اور اٹل قانون کا خمیازہ بہگتنا پڑا۔ اگرچہ ابتدا مین ان نو مسلمون سے کچہ کام نہ نکلا اور عربون اور ترکون
کی معاشرت مین رکاوٹین پیدا ہوئین۔ لیکن آخر کبہی بہی ترک اسلام کے ناخدا نکلے۔

معتصم باللہ ۲۲۷ھ ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بیٹا واثق باللہ خلیفہ ہوا۔ رومیون کے ساتہ کئی معرکے کیے اور ۲۳۱ھ
ہجری مین ایک شہر جلیقیہ اور آلیون کو فتح کیا اسی سال تبادلہ مین ۴۴۶۰ مرد اور ۸۰۰ عورت بچے مسلمان عیسائیون کے
قید سے رہائی کیے گئے۔

واثق باللہ ۲۳۲ھ ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بہائی المتوکل علی اللہ خلیفہ ہوا اب عربون اور ترکون کا
اختلاف بغداد مین موجود تہا رومی موقعہ کے انتظار مین تہے ۲۳۹ھ ہجری مین تین سو جہاز اسکے ساتہہ دمیاط واقع مصر

پہانسی دیا گیا۔ اسیطرح سے طرابلس۔ قابس۔ زویلہ۔ عیسائیون کے قبضہ سے نکل گئے۔ صرف مہدیہ اور سوسہ رہ گئے جبکو کہ عبدالمومن والی مراکو نے فتح کیا۔ اور عیسائی افریقہ سے نکالے گئے۔

زوال کا پہلا دور

عہد عباسیہ مین اموی عہد کی طرح مذہبی جوش نہ تہا۔ ہارون رشید کو بعد کو خلفائے علوم عقلیہ کے فاضل ہونے لگے۔ لیکن یونانی فلسفہ نے جو خاص اپنے پیارے وطن مین اثر کیا تہا وہی عرب مین بے ثمر درخت نکالنے لگا۔ مامون رشید جیسی عظیم القدر خلیفہ کو فلسفیانہ مذاق نے خلق قرآن کا معتقد صادقانہ کرادیا اور سے مضبوط قلعہ کے نیچے بہک سے اوڑنے والا بارود بچہا دیا تہا کہ جس نے چوتہائی صدی مین ایشیا، افریقہ یورپ کی صدیون کی مقتدر سلطنتون کو برباد اور متزلزل کر دیا تہا۔ اور بحر و بر کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی ... گونج سے بہر دیا تہا۔ ایسے عقیدہ کے ہوتے علمار کی علیحدگی اور رنجیدگی واجبی تہی اور طرہ یہ کہ اس عقیدہ کی تسلیم پر مجبور کیا جاتا تہا۔ اور امام احمد حنبلؒ جیسے مقدس مجتہد بہی اس تکلیف سے نہ بچ سکے اس حالت مین جنگی خدمات ملکی اور پولیٹیکل شمار ہوئین۔ اور جہادی جوش کم ہوگیا جس قدر فتوحات اور شان اور شوکت کم دکہائی دیتی تہی اس مین اسلامی خلافت اور مذہبی و دامی امامت کی جگہہ شہنشاہی جلال و سلطانی اقبال کا جابرانہ نظارہ نظر آتا تہا یہی وجہ ہے کہ عباسیہ عہد مین امویہ عہد کی طرح فتوحات کا دائرہ وسیع نہ ہوا۔ اور بہادران امویہ سے ایک قدم بہی آگے عباسی جنرل نہ بڑہ سکے۔ مامون کے بعد معتصم گو جاہل تہا لیکن خلق قرآن کے عقیدہ کے سبب علمائے اسلام کے لیے وبال جان رہا۔ یہ خلیفہ بہی اقبال و دولت اور رعب و سطوت مین بہائی اور باپ سے کم نہ تہا۔ عام مورخین کا اعتراض ہے کہ اس نے عربون کی بجگہہ ترکون کو فوجی اور ملکی کاروبار مین دخل کیا جس سے عرب بے دل ہوکر کاروبار خلافت کو اجنبیون کی تہہ چہوڑکر علیحدہ ہوگئے اور اکثر بدویانہ زندگی پر بسر کرنے لگے اور اس غلط اور مہلک پالیسی نے آخر خلافت عباسیہ کو پست و پامال کر دیا۔ اور المعتصم ان غلام ترکون پر اسقدر شیفتہ ہوا۔ کہ عربون مین رہنا ہی پسند نہ تہا۔ اور بغداد کے نواح مین ایک جدید بستی سامرہ آباد کرکے معہ ترکون کے وہان جا رہا واقعی عباسی خلفا ... تہے جو قومی اور ملکی تعلق عربون کو تہا وہ ترکون کو کبہی نہین ہوسکتا تہا۔ اور کوئی بہی محب وطن معتصم کی ترک نوازی کو بنظر استحسان نہین دیکہہ سکتا۔ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کے صریح مثالین اپنی قومی ہستی کو ابہارنے اور ترقی دینے کی موجود مین مگر میرے خیال مین معتصم کچہ معذور بہی تہا عرب طبائع ہر ایک زمانہ جاہلیت اور اسلام مین حریت اور آزادی کی سچی عاشق تہین۔ اسلام نے انکی اس سچی

بڑھ گئی تھی غزا و جہاد کا شوق کم ہو گیا تھا۔ ابتدائے اسلام سے اب تک ہمیشہ گرمیوں کے موسم میں اسلامی مجاہدین فرنگستانی علاقوں پر حملہ آور ہوا کرتے تھے اور عیسائیوں کی قوت و جمعیت ٹوٹتے رہتے گویا یورپ انکی جنگی مشق کا ہر دم میدان تھا اب باہمی نفاق اور لالچ اور ترک شریعت اور خلفاء کے عقیدہ معتزلہ مذہبی جوش کا ولولہ کم ہو گیا۔ اور یہ لشکر کشی جاتی رہی قوم کو جو فوجی مشق جنگی مہارت تازگی جوش کا فائدہ حاصل ہوا کرتا تھا جاتا رہا اس لیے بفحوائے حدیث شریف مَا تَرَكَ الْقَوْمُ الْجِهَادَ اِلَّا عَمَّهُمُ الْعَذَابُ[1] تختہ مصائب بننا پڑا اور جو لوگ پہلے مسلمانوں کے تختہ مشق تھے اب سو او دو سو سال بعد انپر حملات کرنے لگے ان حملوں کو ایک سو بارہ سال تک گاہے ماہے نوجہ سلطانی اور عموماً پرجوش مجاہدین روکتے رہے دربار خلافت کی بے انتظامی اور عیسائیوں کی تاخت و تاراج کے علاوہ مذہبی فساد کھڑے ہو گئے اور قومی جتھے کو پریشان کیا جنکا حال اختصاراً اس خیال سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ کہ آج کل کے مدعیان اصلاح مذہب کے حالات کو اُن سے مقابلہ اور دونوں کی کامیابی کا موازنہ کریں اور نتائج پر غور کر کے قوم و ملت میں نفاق و اتفاق کے اسباب پر خیال رکھیں۔

زوال کا دور اوّل ظہور زنادقہ

سلطنت عباسیہ کو اگرچہ ۲۳۲ھ ہجری تک کمال عروج رہا۔ لیکن اسلام میں چند ایسے فرقہ اس سے پہلے ہی نکل آئے تھے کہ جنکو در اصل اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا اور ناموس اسلام کو مٹانا چاہتے تھے۔ اور یہ حادثہ کچھ کم ہولناک نہ تھا۔ سب سے پہلے ہادی عباسی کے عہد میں اس فرقہ نے زور پکڑا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک عقلمند حکیم جانتے اور قرآن کریم کو فصیح کلام انسانی مانتے۔ صلوٰۃ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تو ادا نکرتے۔ اور آیات محکمات کی تعمیل سے گریز کرتے۔ مگر متشابہات کی تاویلات میں بھٹکتے پھرتے۔ رکوع و سجود طواف وغیرہ ارکان اسلام پر ہنستے جاتے۔ جاڑے میں سرد پانی سے وضو کرنے اور گرمیوں کے روزوں سے جی چراتے اس فرقہ کے سرگروہ چند فاضل عربی ادیب تھے جنکا پیشوا مشہور فصیح اللسان آتش زبان ابن مقفع تھا جس نے کلیلہ دمنہ کا ترجمہ عربی زبان میں کیا تھا۔ اُس زمانہ میں اُس سے بڑھ کر اور کوئی عربی زبان کا ادیب شمار نہ ہوتا تھا۔ اس کی مدد ہادی کا سپہ سالار علی بن یقطین اور خاندان خلافت میں سے عبداللہ بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بنی ہاشم میں سے یعقوب بن فضل بن عبداللہ بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب تھے۔ ان جلیل القدر ارکان سلطنت کی پشت گرمی سے سیکڑوں امیر زادے اور اہل قلم دولت مند خوش طبع العذار رستہ بے مہار رہنا پسند کرتے

[1] کوئی قوم جہاد کو چھوڑتی ہے ان پر عذاب عام ہو جاتا ہے

کو تاخت و تاراج کر گئے اور اسیطرح ایشیای روم کے اسلامی علاقہ پر ہاتھ پاؤن مار کر صدیون کے عیسائی معرہ جوش کو تازہ کر گئے اور ارکین سلطنت کی باہمی مخالفت اور مذہبی جوش کی کمی کے سبب مخالفین اسلام کا اسقدر جوش بڑہ گیا کہ رومیون کے علاوہ نوبہ واقعہ افریقہ کے وحشی اور جنگلی حبشیون نے بہی بغاوت اور قتل عام پر کمر باندہ لی اور ۲۴۱ھ مین مصر کے جنوبی علاقہ کو لوٹ مار کر تباہ و خستہ حال کر دیا تہا اسوقت الہی خلافت بغداد مین جان تہی اس لیے متوکل نے محمد بن عبد اللہ قمی کو بیس ہزار سوار و پیادہ دیکر لڑائی کو بہیجا یہ فوج مصر سے تیار کی گئی تہی چونکہ نوبہ غیر علاقہ تہا رسد وغیرہ کے لیے سات بڑے جہاز لاد کر قلزم کے مغربی ساحل کے ساتہہ روانہ کیے اور فوج مصر سے براہ خشکی چلی شاہ نوبہ کی فوج مسلمانون سے کئی گنا زیادہ تہی جوش دلانے اور دل بڑہانے کے لیے اپنے معبود بتون کو ساتہہ لائے نوبہ والے لڑائی کو طول دینا چاہتے تہے تاکہ مسلمان رسد کی کمی سے بہوک کے عذاب سے مرجائین لیکن جون ہی جہازات کی رسد پہونچ گئی ۔ شاہ نوبہ کی امید ہوم جاتی رہی ۔ دل کہول کر لڑا اور بہادرانہ معرکہ ہوا ۔ نوبہ والے اونٹون پر سوار تہے ۔ محمد بن عبد اللہ نے مسلمانون کے گہوڑون کے گلے مین جرس بند ہوا دیے جنکی آواز سے اونٹ بلبلا کر شتر غمزے کرتے ہوئے بہاگ گئے اور جدہر منہ اُٹہایا اودہر ہی چلے گئے ۔ مسلمانون نے تعاقب مین ہزارہا قتل کیے شاہ نوبہ نے اطاعت قبول کی اور گذشتہ چار سال کا خراج ادا کر دیا ۔ محمد بن عبد اللہ واپس ہوا ۔ اور متوکل سے شاہانہ انعام و اکرام حاصل کیا ۔

متوکل ۲۴۷ھ ہجری مین ترک غلامون کے ہاتہہ سے قتل ہوا ۔ جسکی کیفیت کتب تاریخ مین موجود ہے اور متوکل ناجی مذہب یا شافعی تہا ۔ چار ہزار کنیزین تہین شراب خور تہا ۔ اُسکا بیٹا مستنصر باللہ خلیفہ ہوا اور ۶ ماہ بعد مر گیا ۔ اور مستعین باللہ بن المعتصم سریر آرائے خلافت ہوا ۔ اس کے عہد مین دو مین دفعہ رومی ممالک پر یورش ہوئی لیکن قومی نفاق کے سبب عمر بن عبد العزیز اور علی بن یحیی جیسے مشہور قومی خادم ضائع ہوگئے اس وجہ سے اور نیز متوکل کے قتل اور ترکون کے اختیارات بڑہ جانے سے خاص بغداد مین سخت فساد ہو گیا جسکی تفصیل کے یہان گنجائش نہین نتیجہ یہہ ہوا کہ مستعین ۲۵۱ھ ہجری مین معزول اور معتز بن متوکل خلیفہ ہوا ۔ اور ۲۵۲ھ ہجری مین مستعین قتل ہوا ۔ ۲۵۵ھ ہجری مین معتز معزول اور پہر قتل ہوا ۔ اور مہتدی بن واثق جانشین ہوا ۔ اور ۲۵۶ھ ہجری مین یہ نیک بخت قتل ہوا ۔ اور معتمد بن متوکل تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا ۔

اسوقت أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ کی تعمیل کا خیال نہین رہا تہا ۔ قومی فوائد کی جگہہ ذاتی اغراض بڑہ گئے تہے ۔ تقیہ شرعی کا خیال گہٹ گیا تہا بیدینی اور بیہودہ نمایش

ہو گئے۔ اسلام کی سادگی کی جگہ عجمی تکلفات اور غیر مشروع تصرفات زنانہ صفات اور ناموزون نمائشی خطابات
مین مبتلا ہو گئے۔ ترقی اسلام اور قومی فوائد کا انکو مطلق خیال نہ رہا۔ امن و امان جاتا رہا ظلم و عدوان
بڑھ گیا۔ ایسی حالت مین ۲۵۵ھ مین ایک اور فتنہ انگیز صاحب الزنج خلافت کے لیے مار آستین نکلا

صاحب الزنج

کچھ عرصہ سے دوسرون کے مسائل مستخرجہ کو اپنے لیے لازم نہ جاننا اور اجماع سلف کے اتباع کو اپنے رائے
کے پاس کردہ مسئلہ کے مقابلہ مین غیر ضروری غلط قرار دینے کا مرض مسلمانون کو لاحق ہو رہا تھا۔ زنادقہ
تو کھلم کھلا رسالت کے منکر تھے معتزلہ اور جہمیہ دار عقبیٰ کے امید و بیم سے انکار کرتے تھے اور یہ تمام باتین اس
اسلامی جوش کو کھو رہی تھین جو غزوات مین ابھارتا اور منکران توحید سے لڑاتا اور تھوڑون کو بہتون
پر فتح و نصرت دلاتا۔ اور تبلیغ احکام کے رستہ کے جملہ سنگین روکاوٹون کے دور کرنے کے لیے جان
جوکھون ڈالتا۔ ایسی حالت مین جبکہ اتقا و ورع اور غزا و جہاد کا جوش کم ہو گیا تھا۔ اور خلفائے بغداد
غلامون اور ملازمون کی تیغ ظلم سے ہلاک کیے جا رہے تھے صاحب الزنج کا ظہور ہوا جسکا نام علی بن محمد
بن عبد الرحیم تھا۔ بحرین کے قبیلہ بنی عبد القیس مین سے تھا بظاہر خدا پرست اور صالح تھا۔ اور یہی خصلت
ظاہری عوام کو دہوکہ دیتی تھی۔ ابتدا مین مستنصر باللہ بن متوکل کا شاعر اور مصاحب تھا۔ دربار
خلافت کی کمزوریون سے۔ اور پولٹیکل چالبازیون سے واقف تھا۔ امامت کا اور بقول سیوطی
رسالت کا دعوی کیا۔ اصفہان مین پیدا ہوا حضرت عثمان۔ علی۔ زبیر۔ طلحہ۔ معاویہ۔ عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہم کو برا بھلا کہتا اور عوام کو متوجہ کرنے کے لیے غیر مشروع امور کو جائز جانتا۔ اور مریدون
کا اعتقاد بڑھانے اور اپنا اثر جمانے کے لیے الہام و وحی کی بڑ ہانکتا۔ اور اسکی تائید مین کچھ مزخرفات بھی پیش
کرتا فساد و بغاوت کی کان مقام ہجر و احسا خلیج فارس کے مغربی ساحل مین زور پکڑا۔ اپنے مریدون کو مومن و
مسلم اور باقی کو کافر مشرک جانتا چونکہ ان دنون خلاف حکم خدا و رسول زنگی غلامون کے ساتھ وحشیانہ اور
ظالمانہ سلوک ہوتے تھے اور جملہ غلام سخت تنگ ہو رہے تھے اس لیے اس چالاک شخص نے غلامون کی
حمایت مین اپنی کامیابی خیال کی۔ اور انکی آزادی کا اعلان دیا جس غلام پر اسکا مالک تشدد کرتا وہ
بھاگ کر صاحب الزنج کے پاس چلا جاتا۔ جب مالک لینے جاتا تو مار کہاتا۔ زنگی غلام اسکے ساتھ بہ تعداد کثیر شامل
ہو گئے۔ اور فتنہ نے زور پکڑا کہ خاص بصرہ مین تین لاکھ مسلمان شہید کیے گئے۔ اور نواح بصرہ مین کوس
لِمَنِ الْمُلْكُ بجانے لگا۔

اور پابندی قوانین شرعی کو نفس و شہوت پرستی مین حارج جانتے مذہب زنادقہ مین شامل ہو گئے اور چونکہ قرآن مجید کا مشہور معجزہ اُسکی فصاحت تسلیم ہوئی تھی اس لیے ان لوگون نے قرآن بنانے کی کوشش کی اور ابن مقنع اس کام پر مقرر ہوا۔ وعدہ ہوا کہ سال بھر تک ایک فرحت افزا مکان خالی مین رہے۔ ایک خادم کے سوا کوئی اسکے پاس جا سکے تاکہ اسکے خیالات مین تردد و تشتت پیدا نہ ہو غذا عمدہ دیجائے تاکہ دماغ تازہ اور عمدہ مضمون لا سکے مگر وہ چند ماہ مین صرف اس ایک آیت کا مقابلہ نہ کر سکا آیہ کریمہ "قِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ" مسودہ پھاڑ پھاڑ کر ردیون کا انبار لگا دیا اُس کے رفقا نے دیکھا کہ جب عرصہ چھ ماہ مین ایک آیت کے مقابل مین کوئی عبارت نہین بنا سکا۔ تو تمام قرآن کا مقابلہ اور معارضہ کیونکر ہو سکتا ہے اس عجز انسانی اور ضعف بیانی سے اللہ جل جلالہ و عم والہ نے اپنی کلام معجز نظام کی صداقت کہائی "قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا" اس بڑی بھاری حادثہ مین جو اسلام کی جڑ اکھاڑ نیوالا تھا حضرات علما عظام و صوفیائے کرام نے اس مذہب کے ابطال مین صوری و معنوی کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی۔ درباروں اور عام مجمعون مین مباحثے ہوتے اور زنادقہ کو زک دیتے اور عام مسلمانون کے عقائد کو درست کرتے رہے یونانیون کے وہمی اور محض اخلاق فلسفہ کی اثر کو علم کلام کے استحکام سے کم کیا چند شقی ازلی زنادقہ کے لیڈر جنہون نے سر دربار رسالت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام و کتاب ربانی سے انکار کیا۔ بحکم "مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ" (مرتد کو قتل کرو) مارے گئے۔ سلطنت نے اس فرقہ کی بیخ کنی مین بہت کچھ کوشش کی۔ لیکن بیدینی کا بیج جو بویا گیا تھا وقتاً فوقتاً پھل لاتا رہا۔ اور زمانہ حال مین بالخصوص ہندوستان مین ایک عظیم الشان تناور درخت بنگیا ہے جسکے سایہ مین ہر ایک سست اعمال ضعیف الاعتقاد پناہ لینے کو دوڑتا ہے اور باین ہمہ اسلام کی حمایت کا لنبا چوڑا دعوی کرتا ہے۔ اسی مذہب زنادقہ کا ذکر رہا مذہب خرمیہ نکلا جسکی جمعیت کثیر کو ۱۹۲ھ ہجری المقدس مین ہارون الرشید نے تہ تیغ کیا معتصم باللہ کے عہد مین زور پکڑا اور تمام شمالی ایران ہمدان وغیرہ پر تسلط کر لیا اُس کا پیشوا ایانی بابک الجرمی تھا جو اصل مین مجوسی تھا عقائد زنادقہ کے علاوہ تناسخ کو بھی مانتا اور لطف یہ کہ قرآن مجید سے استدلال کرتا اور یہ دلالت محض عام کے دھوکہ اور ضلالت کے لیے تھی ورنہ وہ ایک پولیٹیکل لیڈر تھا معتصم باللہ کے بہادر جنرل اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے سخت جنگ کے بعد ساٹھ ہزار قتل کیے اور عوام کے عقائد کو علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے درست کر دیا معتصم باللہ کے بعد خلفاء بغداد محل کے کیڑے بن گئے بقول "النَّاسُ عَلَىٰ دِينِ مُلُوكِهِمْ" امرا وزرا بھی آرام طلب عیاش

نشین کر دیا کہ امام اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونا چاہیے چونکہ اب عباسی خلفا میں امامت
وخلافت کا کوئی صحیح نشان باقی نہ رہا تہا۔ اور سادات خلافت کے لیے ہمیشہ ہاتہ پاؤں مارتے رہتے تہے اور حضرت
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ اور انکی متبرک اولاد تمام اسلامی دنیا پر مقدم و متبرک امامت کا سکہ بٹہا چکی
تہی اور بذریعہ حضرات متصوفین رحمہما اللہ اجمعین تبلیغ احکام دین کے وسیع وسائل مہیا کر چکے تہے اور اہل بیت
نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کا بیج بو چکے تہے اسلیے اس شخص کے اس خیال کی چنداں مخالفت نہ کی گئی شیعہ سمجھ
کر کہ محمد بن عبداللہ بن محمد علی بن سمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی کی امامت کے لیے دعوی کرتا ہے۔ زیادہ تر ساتہ شامل
ہو گئے۔ یہہ شخص نواح کوفہ میں بیمار ہو گیا اور ایک شخص کرمیہ نام اسکو اپنے گاؤں میں لے گیا اور خدمت کی جب شفایاب
ہوا تو صلہ خدمت میں اُسی کے نام پر کرمیہ کہلانے لگا۔ اور تخفیف ہو کر قرمطہ مشہور ہوا۔ جبکہ اس کے مریدوں کی تعداد
لاکہوں تک پہونچ گئی تو خلاف اجماع سلف قرآن کے معانی بیان کرنے لگا اور عقاید باطلہ اور احکام خلاف
شرع کی تعلیم دینے لگا۔ لوگ اُس کے زہد و عبادت اور ظاہری صلاحیت کے دہوکہ میں آکر اُسکی خلاف شرع باتوں
کو درست جانتے اور اُسکے بیان کردہ معانی کو صحیح مانتے اُسکے پیرو عموماً جنگلی بدوی۔ دیہاتی تہے جو عقل و
علم سے بے بہرہ تہے۔ خواص دنیاوی فوائد اور آیندہ کی ترقی کی امید سے ساتہ ہوتے تہے۔ عراق میں اس جدید مذہب الحاد
کا بیج بو کر شام کو چلا گیا تاکہ دربار خلافت سے دور رہ کر کوئی پولٹیکل جال پہیلاوے وہاں جا کر اُسکی خبر منقطع ہو گئی لیکن
اسکا مذہب بہت پہیل گیا۔ عمال سلطنت نے اس شخص کے حالات جانچنے میں سخت غلطی کہائی ہے۔
زاہد خدا پرست تصور کر کے اسکے کاموں میں دست اندازی نہ کی۔ اس لیے اُسکی طاقت اور مریدوں کی
تعداد دن بدن بڑہنے لگی اس شخص کا جانشین حمادہ میں ابوالقاسم یحیی شیخ قرامطہ مقرر ہوا۔ و قطیف
میں علی بن معلی ایک شیعہ غالی کے پاس گیا اور بیان کیا کہ میں مہدی موعود کا فرستادہ ہوں اور میں اعلان
کرتا ہوں کہ مہدی علیہ السلام کے ظہور کا وقت آگیا ہے چونکہ سلطنت کا انتظام بگڑا ہوا تہا فتنہ و فساد
کا بازار گرم تہا ترقی کی جگہہ زوال کی گہٹا چہا رہی تہی۔ اسلیے اسکا یہہ منتر چل گیا۔ اور باشندگان قطیف سے وعدہ
خروج لیکر بحرین کے مفسدہ پرداز باشندوں کو اکسایا انہیں اجابت کنندوں میں سے ابوسعید جنابی تہا۔
(جنابہ علاقہ فارس میں ایک گاؤں ہے) ابوسعید مذکور نے ۲۸۶ ہجری میں علم بغاوت بلند کیا۔ اور مشرقی
عرب کے انقلاب پسند اعراب و جملہ قرامطہ بہ تعداد کثیر ابوسعید کے ساتہ ہو گئے جن لوگوں نے اطاعت منظور نہ کی قتل
کیے گئے بحرین اور قطیف میں سکہ جما کر بصرہ کی فکر میں لگا خلیفہ معتضد بن موفق بن متوکل نے چودہ ہزار دینار کی
لاگت سے بصرہ کے گرد ایک فصیل بنوادی۔ ابوسعید نے نواح بصرہ علاقہ ہجر کو لوٹ لیا۔ معتضد باللہ نے ابوسعید
پر کئی فوجیں روانہ کیں۔ اور سخت معرکے ہوئے۔ مگر بغداد کے دنیا طلب اور زر دوست افسران فوج

چونکہ اس کے ہمراہی جملہ محنتی جفاکش۔ اور اپنی آزادی کے لیئے لڑتے تھے اسلیے۔ خلیفہ بغداد کے آرام طلب فوجوان کو چند بار شکستین دین اور مشرقی عرب کے انقلاب پسند باشندون پر شاہی سکہ جما لیا جب بغداد کے کم ہمت سرداران لشکر سے کچھ نہ ہو سکا تو خلیفہ کا بھائی موفق طلحہ بن متوکل نے بیڑہ اُٹھایا اور اسکی بہادر بیٹے ابو العباس نے مقدمۃ الجیش کی کمان کی۔ چونکہ انکی کوشش وسعی کسی انعام و اکرام یا حصول خطاب ومنصب کے لیے نہ تھی اور ان عباسی شاہزادگان کی موجودگی سے فوج کی افسردگی جاتی رہی اور ابو العباس کے ذاتی غازیانہ افعال نے سپاہوں کے حوصلے بڑھا دیے۔ اسلیے ابو العباس نے کئی ایک خونریز معرکوں کے بعد صاحب الزنج کو ہلاک کیا۔ جسکے ہاتھہ پندرہ یا دس لاکھہ مسلمان قتل ہوئے تھے جوان بوڑہے مرد و بچہ کوئی اُس کے ہاتھ سے نہ بچتا تہا۔ بروایت مسعودی موفق طلحہ اور اُسکا بیٹا۔ ابو العباس ۲۶۶ ہجری میں صاحب الزنج کے مقابلہ پر مقرر ہوا۔ اور ۲۷۰ ہجری مین اس ظالم فرقہ کا فیصلہ ہوا چودہ سال چار ماہ تک خلیفہ بغداد کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کرتا رہا اور خلیج فارس کے دونون ساحلون پر قابض رہا۔ شرفائے عرب کے ہزارہا عورات کے عفت کو خراب کیا بقول مسعودی ایک ایک حسنی اور حسینی اور عباسی عورت دو یا تین درہم تک فروخت ہوئین۔ اور ایک زنگی کے پاس دس دس بیس بیس تک ایسی شریف عورتیں موجود تہیں جنکی عفت مین خلل ڈالتا اور زنگی عورتون کی خدمت کا کام اُن سے لیا جاتا غرضیکہ یہ شخص مدعی امامت امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے دجال تہا۔ اس کے مفصل حالات مبسوط تاریخوں مین دیکھنے چاہئین۔ جب اسکا سر کاٹ کر بغداد مین بہیجا گیا تو ہر ایک قسم کی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ ایسی حالت مین رومیوں نے کئی حملہ کیئے جنکا ذکر آیندہ کیا جائے گا۔ یہان پہ ایک اور مذہبی خبطی کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے گروہ سے مسلمانون کو صاحب الزنج سے بڑہ کر نقصان پہونچا اور جس نے خلافت کی چولین اور ڈہیلی کر دین۔

مذہب قرامطہ

صاحب الزنج کا تو خدا نے فیصلہ کر دیا۔ لیکن اُسکی ابتدائی کامیابی کو دیکھہ کر ایک اور خبطی پیدا ہوا۔ ۲۷۸ ہجری مین بعہد خلیفہ معتمد بن متوکل ایک شخص خورستان سے سواد کوفہ مین داخل ہوا۔ جو نہایت زاہد مرتاض تہا ہر وقت اوراد و وظائف مین مشغول رہتا۔ یا نماز پڑہتا رہتا۔ جو اُس کے پاس جاتا احکام دینی بتاتا۔ ترک ہوا حس نفسانی کی ہدایت کرتا۔ لوگ اسکی ظاہری صلاحیت کو دیکھکر مرید و معتقد بن گئے جب سوخ و اعتبار بڑہ گیا تو پولیٹکل میدان مین قدم رکہا۔ اور مریدون کے ذہن

قیامت برپا کر دی مکتفی باللہ ۲۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکا بہائی مقتدر باللہ قرامطہ سے لڑتا بہڑتا رہا۔ اور کئی ایک جنگ ہوئے جنمین سے ایک مین ابو سعید قتل ہوا۔ اسکا جانشین سعید ہوا۔ اور حمام مین قتل کیا گیا۔ اور اسکا بہائی ابو طاہر مذہب قرامطہ کا پیشوا ہوا۔ جو سب سے زیادہ دشمن تہا۔ ان ملحدون کا اعتقاد تہا کہ مسلمانون کا خون جائز ہے۔ ہجر۔ الاحسا۔ قطیف۔ بحرین شرقی عرب مین جو ہمیشہ مسلمانون کے سواد اعظم کے برخلاف فتنہ و فساد کی معدن رہے ہین قرامطہ کے مستقل سلطنت کے مرکز تہے۔ ہجر اسکا دار السلطنت تہا۔ حجاز پر تصرف رکہتے تہے مسلمانون کو مکہ معظمہ کے جانے اور بیت الحرام کے حج سے روکتے۔ اور ہجر کے حج کے لیے مجبور کرتے اور اس مطلب کے لیے حاجیون کو مارتے۔ لوٹتے قتل کرتے اور ہر ایک قسم کا ظلم و تشدد مسلمانون پر روا رکہتے اور با اینہمہ اسلام کا دعوی کرتے ۳۱۷ھ ہجری مین ابو طاہر مع فوج جرار ناگہانی بلا کی طرح یوم الترویہ کو مکہ معظمہ مین جا پہنچا جبکہ بقول سیوطی خود مقتدر بہی حج کو گیا ہوا تہا۔ اور سوار و سلاح بند بیت اللہ مین داخل ہوا۔ اور طائفین مصلین محرمین کا قتل عام شروع کیا اور سترہ سو حاجیون کو طواف کرتے ہوئے بیگناہ شہید کیا۔ انہین شہدا مین شیخ الصوفیہ حضرت شیخ علی بن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ تہے۔ تلوارین پڑتی تہین اور طواف کیئے جاتے تہے۔ حتی المجنون صارعی فی دیارھم + کفتیہ الکھف لا یدرون کم لبثو۔ سچ ہے **شعر**

عاشقان عجب فرقہ آزار پسند   تیغ بر سر رود و سر محبت نکشند

اس کمال درجہ کی تسلیم و رضا سے دکہلا دیا کہ عاشقان الہی و محبان رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادائے فرض کس استقلال و جگرداری سے کرتے ہین۔ اور تقدیر ربانی کے سامنے کسطرح سر تسلیم خم کرتے ہین شہدا مین بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ صوفی داخل تہے اکثر حاجی خراسان اور مغرب کے تہے۔

ابو طاہر خاص حرم کعبہ مین گہوڑے کو پیشاب اور لید کرائی تہی کل مقتولون کی تعداد جو اس ظالم خونخوار کے ہاتھ سے بیت اللہ اور شعاب مکہ مین مارے گئے تین ہزار لکہی ہے جنکے سر کاٹ کر چاہ زمزم اور غارون گڑہون کو بہر دیا اور لاشین بلا کفن و جنازہ زمین دوز کی گئین کعبہ کا دروازہ ابو طاہر نے اکہاڑ دیا۔ وہ کافر عتبہ الباب کعبہ پر کہڑا ہوا کہتا تہا۔ انا باللہ و باللہ انا۔ یخلق الخلق و افنیھم انا۔ حاجیون کو پکار کر کہتا تہا کہ ای گدہو تم بکتے تہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ فاین الامان فعلنا ما فعلنا ایک دل جلے مسلمان نے ابو طاہر کے گہوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ آیت شریف کے معنے "مَنْ دَخَلَهٗ فَاٰمِنُوْهُ" ہین ابو طاہر توجہ نکی اور باگ پہیر لی اور خدا تعالی نے اس مسلمان کو بچا لیا۔ اس مردود نے کعبہ کے میزاب سنہری کے اکہاڑنے کا حکم دیا ایک قرمطی اوپر چڑہا کہ وہ ابو قبیس سے ناگہان تیر آکر لگا اور وہ مردہ ہو کر گرا۔ پہر دوسرے کو حکم دیا وہ بہی گر کر داخل جہنم ہوا باقی ڈر گئے۔ ابو طاہر نے کہا چہوڑ دو خود صاحب الزمان مہدی آکر اکہاڑے گا جسکے ظہور کی وہ جلد امید کرتے تہے

ابوسعید اور اسکے پرجوش اور جان فروش ساتھیون کو قابو نہ کرسکے۔ بلکہ شام۔ مصر۔ یمن۔ حجاز کے علاوہ کچھ حصہ
عراق پر بھی قرامطہ کا ڈنکہ بجگیا معتضد باللہ ۲۸۹ سنہ ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بیٹا مکتفی باللہ خلیفہ ہوا۔ اور قرامطہ
سے جنگ و جدل کرتا رہا۔ لیکن قرامطہ کی طاقت اور زور دن بدن بڑھتا گیا۔ ایسے وقت جبکہ خلفائی بغداد کی
کمزوری اور امرائے کی باہمی نفاق اور کم ہمتی کے سبب خانگی اور داخلی فسادون کا بھی انسداد نہین ہوسکتا
تھا۔ اتفاق جو اسلام کا اصل الاصول تھا وہ جاتا رہا تھا یہ حال دیکھ کر شہنشاہ قسطنطنیہ گیارہ لاکھ کی فوج
لیکر اسلامی علاقہ واقع ایشیار روم پر حملہ آور ہوا۔ اسکی کامیابی مین کچھ شک تھا مگر علمار اسلام نے جہاد
کا عام جوش پھیلا دیا۔ اور کل مسلمانون کو بھڑکا دیا۔ مجاہدین کا اسقدر جوش دیکھ کر شاہ قسطنطنیہ مکتفی باللہ
خلیفہ بغداد سے صلح کرکے واپس چلا گیا۔ اسلام کی آبرو اسوقت محض سچے مجاہدین نے رکھ لی جو بہ تقلید صحابہ
کرام اسلام کی حفاظت کے لیے جان و مال کو فدا کرتے تھے اسی سال ۲۹۱ سنہ ہجری مین ترکون نے ماوراءالنہر
پر حملہ کیا۔ مگر اسوقت اسلام کا سچا خادم اور بہادر اسمعیل بن احمد بن سامان اوپر موجود تھا جسکا خاندان
مامون رشید اور معتصم باللہ کا تربیت یافتہ تھا۔ یہ بہادر اور اسکے ہمراہی جو تقلید صحابہ پر مرتے تھے۔ ترکون کے
ٹڈی دل کے مقابل ہوا اور مذہبی جنگ کے پورے جوش سے لڑے کفار ترکون کو شکست ہوئی اور اسی پر قناعت
نہ کی بلکہ ۲۹۳ سنہ ہجری المقدس مین ترکستان کے کئی ایک شہر فتح کرلیے اور بہ نسبت سابق اسلام کا دائرہ زیادہ
وسیع کردیا اور بخارا کو علمار و فضلار مجاہدین جانباز کا مسکن بنا دیا۔ ایشیار روم مین جسقدر مسلمان نقصان
اٹھارہے تھے اسمعیل اسکی عمدہ تلافی کررہا تھا۔ اسی خاندان کی شاخ معزز اور متبرک خاندان غزنویہ تھا جس کے سرتاج
سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یادگار آج ہندوستان نو کروڑ مسلمان موجود ہین تاریخ سے
یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ اگر ایک طرف مسلمانون نے نقصان اٹھایا ہے تو دوسری طرف کسر نکال لی ہے
تیسری صدی کے منحوس حصہ اخیر مین ایشیار روم اور عراق مین مسلمان بگڑ رہے تھے تو مشرق مین ایک جدید
سلطنت کی بنیاد پڑرہی ہے اور ہسپانیہ مین مسلمان فتح کے نشان اڑارہے تھے اگر ہسپانیہ مین ۳۹۲ھ
سے زوال شروع ہوا۔ تو اسی ۳۹۲ سنہ مین سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عالم بدبر عظیم یعنی ہندوستان
مین اعلان توحید کے لیے رستہ نکال رہا تھا۔ ہسپانیہ کا پورا زوال ۸۹۷ سنہ ہجری مین ہوا اور یہی ۹۶۲ سنہ ہجری ہندوستان
کی اسلامی سلطنت کے کمال کی ہے اور مشرقی یورپ مین سلاطین آل عثمان عظیم الشان فتوحات سے یورپ کو حواس باختہ
کررہے تھے تیرہوین صدی ہجری مین اگر ہندوستان سے اسلامی اقبال رخصت ہوا تو وسط افریقہ مین
حیرتناک ترقی حاصل کی۔ اب دیکھیے چودہوین صدی مین پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے۔

اب باقی حال قرامطہ کا بیان کیا جاتا ہے ۲۹۴ سنہ ہجری مین حاجیون کو لوٹا اور قتل کیا۔ عرب اور عراق مین

عیسائیون کے حملے

معتصم باللہ ۲۲۷ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اُسکا بیٹا واثق باللہ خلیفہ ہوا۔ اور پانچ سال سلطنت کرکے ۲۳۲ھ
ہجری مین راہی ملک بقا ہوا۔ اس کے عہد مین فتوحات کم ہوئین۔ اور اسیوقت سے خلفاے نے فوجی کمان کو
چھوڑکر بغداد سے نکلنا ترک کیا۔ آرام طلبی عیاشی اختیار کی۔ واثق کے بعد اسکا بھائی المتوکل علی اللہ سریر آراء
ہوا جس کے عہد مین زیادہ خرابی پیدا ہوئی تمام امور سلطنت امرا وزرا پر چھوڑدی جنکو قومی فلاح کا قطعی
خیال نہ تھا۔ عربون کی جگہہ دربار مین ترکون کا زور بڑھ گیا جس سے عربون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ عرب کی سادگی
جاتی رہی عجمی تکلفات بڑھ گئے اسلام کے صاف اور سادہ عقائد مین پیچیدگیان پڑنے لگین جس سے حقیقی جوش
کم ہوگیا کام کی جگہہ نمائش اور تصنع کا رواج پڑ گیا۔ مصر کے حاکم عنبسہ بن اسحاق الضبی نے عید کا جلوس بڑھنے
اور شان وشوکت دکھانے کے لیے فوج دمیاط کو مصر مین بلا لیا۔ رومی عیسائی جو تاک مین تھے تین سو جہاز
کا جنگی بیڑا لیکر بلا مزاحمت دمیاط مین داخل ہوگئے۔ قتل وغارت کا بازار گرم کیا۔ جامع مسجد اور شہر کا اکثر
حصہ جلاکر خاک سیاہ کردیا۔ ۶۰۰ عورتین قید کی گئین۔ مسمی ابشر بن اکشف کو عنبسہ نے قید کیا ہوا تھا۔ قومی جوش
سے جیل توڑکر نکل آیا۔ اور مسلمانون کو ساتھہ ملاکر رومیون سے لڑا اور انکو اشنوم تنیس کی جانب نکال
دیا۔ جو بہت سا مال غنیمت لیکر واپس چلے گئے۔

۲۴۱ھ ہجری مین ملکہ قسطنطنیہ نے مسلمان قیدیون کو عیسائی ہونے کے لیے کہا جسنے عیسائی مذہب اختیار کیا
بچ رہا۔ اور بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ مسلمان شہید کیئے گئے اور نوسو پنچ کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ کیا گیا۔ ۲۴۴ھ
مین المتوکل علی اللہ نے بہت سی فوج رومی ممالک پر روانہ کی جس نے لوٹ مار تاخت وتاراج سے رومیون
کو بہت کچھ ستایا لیکن ۲۴۵ھ ہجری مین رومیون نے سمیساط کے قتل عام وغیرہ سے کسر نکال لی۔ [illegible] سال سے
زیادہ عرصہ تک اسطرح مسلمانون اور رومی عیسائیون مین تلوار چلتی رہی رومی جسقدر اسلامی علاقہ پر آفت لاتے
مسلمان اس سے بڑہ کر قیامت ڈہاتے مگر رومی ضبط وانتظام سے کام کرتے موقعہ پر کبھی نہ چوکتے اگر دیکھتے کہ
کوئی بہادر سردار سرحدی گورنر ہے اور مجاہدین کے اسلامی جوش سے باقاعدہ کام لینے کی لیاقت رکھتا
ہے تو میعادی صلح کی درخواست کردیتے اور پھر برے نکالنے کے لیے وقت نکال لیتے۔ اور ادہر رومیون کی کو
تمام محض سرحدی افسرون اور فوجون پر موقوف تھی خلیفہ بغداد نے کبھی بھولے سے بھی سرحد کا معائنہ نہ کیا
بلکہ بغداد سے قدم ہی باہر نہ رکھا۔ اہل بغداد کی لالچی اور خود غرض امرا صرف خلفاء کی عزل ونصب کو ہی اپنا فرض
سمجھتے اور خلیفۃ المسلمین کے مرنے کو ہی جہاد اکبر جانتے غرض مسلمان اور عیسائی معرکون کا اختصار زمانہ سلاجقہ تک

گھرون کو لوٹ لیا عورتون بچون کو قید کر لیا۔ آخر بھاگ گئے چند کنگلے مکے مین رہ گئے۔ اس سال کسی نے بھی حج نہ کیا
کعبہ کی پوشش تک اتار لیا۔ قدم شریف کو لینا چاہا مگر کامیاب ہوا حجر اسود کو بروز منگل ۱۴ ذی الحجہ ۳۱۷ھ ہجری کو
اکھاڑ لیا۔ اور تکبیر نہ بکواس بکتا رہا۔ قبہ زمزم کو گرا دیا ۱۱ یوم تک مکہ مین رہا۔ حجر اسود کو مقام ہجر مین لے گیا۔
اور مسجد ضرار کے ساتوین ستون مین جانب مغرب گڑا دیا۔ اس خبیث کا خیال تھا کہ حج کا مدار حجر اسود ہے جب
ہمارے پاس ہوگا تو لوگ بجائے مکہ معظمہ کے ہجر کو حج کے لیے آئینگے۔ ولیکن سوائے قرامطہ کے اور کوئی
بھی نہ گیا مسلمان بدستور سابق بیت اللہ زادہ اللہ شرفاً کی حج سے مشرف ہوتے رہے۔ جب قرامطہ لوگون
کو بیت اللہ کے حج سے نہ روک سکے تو ناچار ۳۳۹ھ ہجری مین ۲۲ سال کے بعد حجر اسود مکہ مین بھیجدیا۔ اور
یہی جگہ کہا گیا مسلمان سلاطین پچاس پچاس ہزار دینار دیتے رہے تھے اور قرامطہ نے نہین دیا تھا۔ ابو طاہر
نے مکہ پر قبضہ کر کے عبید اللہ مہدی کو لکھا کہ مین تمہارا خطبہ و سکہ جاری کرتا ہون۔ اسکا خیال تھا کہ چونکہ
عبید اللہ شیعہ ہے اور اسوقت خاندان فاطمیہ مین پورا جوش و اٹھتی جوانی تھی اسکا سہارا مل جائے گا
اور جدید پر زور سلطنت کی طرف سے اندیشہ نہ رہیگا۔ کیونکہ اسی جوانمرد عبید اللہ نے ۲۹۶ھ ہجری مین افریقہ
کی عباسی ہاتھ سے نکالا تھا اور مصر اور شمالی افریقہ کو یورپ کے نگاہ بد سے اس کے جانشینون نے مدت تک بچایا تھا
اگر کوئی لالچی ہوتا تو ابو طاہر کی درخواست کو نہایت غنیمت جانتا اور فائدہ اٹھا لیتا اور اس واقعہ سے حجاز
و سیرو مین رسوخ بڑھا لیتا۔ مگر عبید اللہ نے صاف جواب دیا کہ خانہ کعبہ جو زمانہ جاہلیت اور اسلام مین محترم تھا
اسکی تم نے ہتک کی۔ حاجیون کو خاص حرم کعبہ مین ذبح کیا مسلمانون کا قتل جائز رکھا گیا مسلمانون
کے زن و بچہ قید کیے گئے۔ اور حجر اسود کو اکھاڑ لیا۔ باوجود ان خلاف شرع امور کے مجھ سے تعلق اور شکرانہ
کا خواہان ہے۔ فلعنک اللہ ثم لعنک اللہ۔ و السلام علی من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔
آخر ابو طاہر کو مرض اکلہ عارض ہوئی اور بدن مین کیڑے پڑ گئے اور عذاب تکلیف سے جان دی یہ فرقہ ضالہ
صرف دو رکعت صبح کو اور دو رکعت شام کو پڑھ لیتے۔ نبیذ کو حرام خمر کو حلال جانتے اور جنابت کا غسل نہ کرتے
محمد بن حنفیہ کو رسول اللہ مانتے انکا زور ۲۷۸ھ ہجری سے ۳۷۵ھ ہجری تک برابر رہا۔ اور یہ زمانہ عرب عراق شام
کے لیئے نہایت برا تھا۔
اگرچہ خلافت بغداد ملک مین امن و امان قائم نہ کر سکی مگر علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے ایسے وقت مین اسلام
کی خدمت سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور مسلمانون کے عقاید کو زوال پذیر نہ ہونے دیا۔ اور اس باطل فرقہ
کے اثر بد سے بچا کر صراط مستقیم پر قائم رکھا۔

سنہ ۲۹۱ ہجری مین ترکون نے ماوراءالنہر پر حملہ کیا مگر جوانمرد اسمعیل سامانی اور اسکی بہادر فوج نے جنگ عظیم کے بعد شکست
دی ایسے نازک وقت مین جبکہ عرب اور جنوبی حصہ عراق پر قرامطہ کا غاصبانہ تصرف تہا اور مشرق مین ترک قیامت
برپا کرتے تہے رومی پورے لاکہہ کی جمعیت سے اسلامی ممالک کے فتح کے لیے بڑہے اس ٹڈی دل کے مقابلہ کی سکت
نہ تو بغداد کی آرام طلب اور بے انتظام فوجون مین تہی نہ بے اختیار اور کمزور خلیفہ مین طاقت تہی لیکن رومیون
کی اسقدر گرم جوشی اور تیاری دیکہکر عام مسلمانون کو یقین ہوگیا کہ یہ استیصال اسلام کے لیے سامان کیے گئے ہین
بس ایک عام جوش پہیل گیا اور مجاہدین کا جرار لشکر جمع ہوگیا۔ جو اسلام کے بچانے کے لیے جان و مال قربان کرنے
پر تیار تہے اسلامی جہاد کہ جس سے پیٹر اعظم اور نپولین جیسے عیسائی اولوالعزم شاہنشاہون کا زہرہ بہی آب آب
ہوتا تہا۔ اس عام جوش کو دیکہہ کر رومی ڈر گئے اور واپس چلے گئے۔ اور مکتفی باللہ سے صلح کر لی جسکا ذکر پہلے
ہی آچکا ہے اسی اثنا مین زرافہ غلام نے انطاکیہ کے نواح مین پانچہزار رومی قتل اور اسیقدر قید کیے۔
سنہ ۲۹۲ ہجری مین رومیون نے مرعش کے علاقہ کو لوٹ لیا اور سو مسلمان قیدیون کا فدیہ ادا کیا۔ سنہ ۲۹۳ ہجری
رومیون نے اسقدر زور پکڑا کہ علاقہ حلب پر حملہ کیا۔ طرسوس کے مسلمانون نے جان توڑ مقابلہ کیا مگر کچہہ فائدہ
نہ ہوا۔ اکثر شہید ہوگئے رومیون نے جامع مسجد کو جلا دیا اور باقی باشندے قید کر لیے سنہ ۲۹۴ ہجری مین ابن
کیلغ نے چار ہزار رومی قید کیے اور دوسری دفعہ شکند اور مش تک فتح کرتا ہوا جا پہنچا۔ اور بہت سے رومی قتل
کیے۔ ایک سرحدی رومی جنرل نے خلیفہ مکتفی باللہ کی اطاعت اختیار کی اور قلعہ کے دو سو مسلمان قیدیون
کو رہا کر دیا اور انکی ہمراہ مین بغداد آنے لگا شاہ روم نے اسکی گرفتاری کے لیے فوج روانہ کی مسلمان قیدیون نے
رومیون کو شکست دی پہر رومیون نے ازسر نو تازہ فوج بہیجدی مگر مسلمانون کی کمکی فوج کے پہنچنے سے رومی ہٹ گئے
اور جنرل انکو صحیح و سلامت بغداد پہنچ گیا اسی سال مسلمانون نے قونیہ کو ویران کیا اور بدرخواست شاہ روم مسلمان
اور عیسائی قیدیون کا تبادلہ ہوا۔ سنہ ۲۹۵ھ مین خلیفہ مکتفی باللہ فوت ہوا اور خودمختار خلافت کا خاتمہ ہوا۔ المقتدر
باللہ بن المعتضد باللہ خلیفہ ہوا اور پچاس سال سے خلفاء بغداد ترک غلامون کے ہاتہہ مین کٹہہ پتلی کی طرح تہے اور خلفاء بغداد
مین کوئی ممتاز قابلیت نہ تہی۔ بغداد کی فوجین قرامطہ کے مقابلہ مین نکمی ثابت ہوچکی تہین انہون نے اپنا کام
فرض صرف خلفاء کا عزل و نصب ہی تصور کیا ہوا تہا۔ اور خلافت عباسی کا ہر ایک دن بدتر ہی آ رہا
تہا۔ ایسے وقت اسماعیل سامانی نے عباسی اطاعت کا جوا اتار کر بخارا مین اور عبید اللہ فاطمی نے سنہ ۲۹۶
ہجری مین شمالی افریقہ مین خود مختار سلطنتون کی بنیاد ڈال چکے تہے۔ اگرچہ بشارت اور افریقہ کی تین
صدیون کے مجموعی اسلامی طاقت کا یہ پہلا افتراق نہایت ہی رنج افزا سین تہا۔ اور اس وقت
سے الائمۃ من القریش کا اعتقاد اور ایک خلیفۃ المسلمین کی ضرورت کا اعتبار جاتا رہا اور مسلمان

لکہاہے تاکہ سلسلہ تاریخ کے قائم رہنے کے علاوہ زمانہ حال کے مسلمانونکو بعض اسباب زوال سے پورا علم ہو اور اپنی
موجودہ حالات کا مقابلہ کرکے راہ رغبت پر لگین متوکل کے سرداران علی بن یحیی ارمنی اور جنرل بلکاجور اور عمرو بن عبید اللہ
اور قریباً بیس رومی علاقہ مین بہت کچہ تاخت وتاراج کی فضل بن قارون نے انطاکیہ فتح کیا۔ اور متوکل کی عہد
کی ہی ایک بڑی فتح تہی سنہ ۲۴۷ ہجری مین المتوکل علی اللہ ترک خادمون کی ہاتہہ سے بسازش پسر خود قتل ہوا
اور نو سال کے عرصہ مین پانچ خلیفہ معزول اور مقتول ہوئے جنکا ذکر پہلے آچکا ہے۔

اس عرصہ مین رومی زیادہ زور سے یورشین کرتے رہے اور سرحدی گورنر علی بن یحیی ارمنی اور عمرو بن
عبداللہ روکتے رہے آخر دربار بغداد کی بے انتظامی اور غفلت سے یہ دونون بہادر شہید ہوگئے معتمد بن متوکل جو
سنہ ۲۵۶ ہجری مین خلیفہ ہوا اوسکے عہد مین صاحب الزنج کا فتنہ برپا رہا مگر رومی حملات کی احمد بن طولون اور اس کے
بہادر نائب ورجنرل از زمانہ سنہ ۲۶۳ ہجری سے سنہ ۲۷۰ ہجری تک مدافعت کرتے رہے چنانچہ ایک جنگ مین ابن
طولون کے نائب خزغانی نے دس ہزار رومی قتل کیے سنہ ۲۷۹ ہجری مین معتمد فوت ہوا اسکا بہتیجا معتضد باللہ
تخت خلافت پر متمکن ہوا اگرچہ شاہزادگی کے ایام مین ایک بیباک بہادر تہا۔ اور صاحب الزنج کی کا
قلع قمع اسی کی جوانمردانہ کوشش سے ہوا تہا۔ مگر تاجداری کا ایسا اثر پڑا کہ کسی معرکہ مین شامل ہوکر قوم کا
حوصلہ نہ بڑہا سکا۔ اسکی کم ہمت فوجین قرامطہ کا استیصال بہی نکر سکین ہان وسط ایشیا مین ایک ہونہار
جوانمرد اسلامی اقبال بڑہا رہا تہا اور وہ اسمعیل بن احمد بن سامان بانی سلطنت سامانیہ تہا جسنے سنہ ۲۸۰
ہجری مین ترکستان مین فتوحات نمایان حاصل کین اور سنہ ۲۸۱ ہجری مین مجاہدین نے بارہ روز
کے سخت جنگ کے بعد رومیون پر فتح پائی جو اسکی ہی غیرت کا نتیجہ تہا سنہ ۲۸۳ ہجری مین ۲۵۰۴ مسلمان
قیدیون کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ ہوا سنہ ۲۸۵ ہجری مین راغب غلام موفق نے بحری لڑائی مین تین
ہزار رومی قتل اور چند مقامات فتح کئے ابن خرشید والی مصر نے بہی رومیون سے لڑائی کی سنہ ۲۸۸ ہجری
مین معتضد باللہ نے بہی رومیون کی لڑائی کے لیے فوجین روانہ کین اور چند جگہہ فتوحات بہی کین۔
مگر بے فائدہ تہین ان مقامات مفتوحہ پر قدم جمانے اور تسلط ٹہیرانے کی طاقت خلافت بغداد سے سلب ہوچکی
تہی قتل وغارت ظالمانہ مین دونون فریق کمی نہ کرتے تہے اور یہی ان لڑائیون کا وحشیانہ نتیجہ تہا۔ مگر اسمین
مسلمانون کا زیادہ نقصان تہا کیونکہ انکا زبردست سرپرست کوئی نہ تہا۔ خلیفہ بغداد اہل دربار کو بغیر بغض و
معطل تہا۔ اور درباریون مین نفاق حسد تبغض۔ کینہ وغیرہ کا زور تہا۔ اور عیسائیون مین اتفاق وانتظام موجود
تہا۔ اسی سال سنہ ۲۸۸ ہجری مین رومیون نے خشکی اور تری دونو طرف سے حملہ کیا اور عام تاخت وتاراج کے
علاوہ پندرہ ہزار مسلمان قید کرکے لیگئے سنہ ۲۸۹ ہجری مین خلیفہ معتضد باللہ فوت ہوا اور انکا بیٹا مکتفی باللہ تخت نشین ہوا

آفت لایا۔ مگر اس ایک شہر کے محاصرہ مین ہی عام مجاہدین نے اسکا حوصلہ توڑ دیا۔ اور مار کر شہر سے نکال دیا۔
اور دس ہزار رومیون کو تہ تیغ کیا۔ اسی سال ثمال خادم نے رومیون کو منتشر کیا۔ ایک کرد رئیس ابن
ضحاک نامی والی قلعہ جعفری مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا تھا۔ اور شاہ قسطنطنیہ کے پاس اغراض کے لیے چلا گیا
تھا جس نے انعام و اکرام اور بیش بہا جاگیر سے اسکا حوصلہ بڑھا دیا۔ اپنے علاقہ واقعہ کردستان
کو جا رہا تھا۔ رستہ مین غازیان اسلام نے شکار کر لیا۔ ٣١٦ھ ہجری مین دمستق رومی گورنر جنرل فوج
کثیر لیکر چڑھا اور خلاط اور بدلیس کو صلح سے لیکر جامع مسجدون پر صلیبین گاڑ دین اور مسجدون کو گرجے بنا لیا
امرا آہ و زاری کرکر بغداد گئے۔ لیکن کوئی غیور حامی نہ نکلا اسی سال ملیح ارمنی نے سات سو آدمی بہانہ
صرف و تجارت ملاطیہ مین بھیجدے تاکہ محاصرہ کے وقت اندر سے دروازے کھول دین مگر یہ راز کھل
گیا اور سب کے سب قتل کیئے گئے۔ عیسائی تو اس ادھیڑ بن مین در اسلامی ممالک کے ہتھیانے کی
کی تجاویز کر رہے تھے اور مرکز اسلام بغداد مین خلیفہ کے خلع کے لیے جال بچھ رہے اور سرحد کی حفاظت
اور دشمن کی مداخلت کا مطلق خیال ہی نہ تھا۔ چنانچہ ٣١٧ھ ہجری مین مقتدر باللہ معزول اسکا بھائی
القاہر باللہ خلیفہ ہوا۔ اور دو روز کے بعد پھر مقتدر خلیفہ بنایا گیا۔ جس سے بغداد مین سخت فتنہ و فساد
برپا ہوگیا۔ اور دونون پارٹیون مین خوب کجدار و مریز ہوئی۔ جس کا مفصل حال کتب تاریخ مین موجود ہے
ایسے نازک وقت مین رومیون نے زیادہ پھرتی دکھائی شروع کی۔ ملاطیہ سمیا فارقین آمد۔ ارزن
وغیرہ سرحدی مقامات کے مسلمان جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک بڑی اسلامی حمیت اور مذہبی عصبیت
سے ملک و قوم پر قربان ہوکر اسلامی ننگ و ناموس کو بچاتے اور دشمن کی افواج کثیرہ کو بارہا مار مار
کر نکالتے رہے تھے آخر بے سر و سامانی اور سلطنت کی بے انتظامی سے تنگ ہوگئے۔ اور مقتدر باللہ
کو اپنی کمزوری اور دشمن کا زور جتلاتے اور طلب امداد کرتے رہتے تھے مقتدر باللہ کو اپنی جان کے لالے
پڑے ہوئے تھے امرا اور بار خود غرضی اور حسد و نفاق مین گرفتار اور باشندگان اور افواج بغداد
خانگی فتنہ و فساد سے لاچار تھے جب سرحدی مسلمانون نے دیکھا کہ کوئی معاون و مددگار اور کوئی
سرپرست و غمخوار نہین تو مجبور ہوکر رومی اطاعت اختیار کی اور تمام سرحدی علاقہ پر رومی تصرف ہوگیا
٣١٩ھ ہجری مین ثمال والی طرسوس نے رومیون سے جنگ کیا۔۔ رومی قتل تین ہزار قید کیے اور بیشمار
مال غنیمت ملا گرمیون مین پھر حملہ کیا اور عموریہ تک جا پہنچا۔ رومی ثمال کی شیرانہ صورت سے [illegible] شہر خالی
کر گئے۔ ثمال جسقدر اسباب اٹھا سکا لے آیا باقی ذخیرہ وغیرہ جلا دیے اور تاخت و تاراج کرتا ہوا انگورہ
تک چلا گیا۔ رومیون نے کہین جمکر مقابلہ نہ کیا اسی سال مین ابن الدیرانی ارمنی کی تحریک سے رومیون نے

امرا کو بالعموم آرزو مندی سلطنت مین کامیابی کا خیال پیدا ہوا۔ لیکن خلافت بغداد کا مرض لاعلاج تھا۔ آرام طلبی
اور عیش عشرت کا بازار گرم تھا۔ تقلید صحابہ کا شوق مطلق نرہا تھا۔ شریعت حقہ کا پاس کم ہو گیا تھا۔ ایسی وقت
مین افتراق بلکہ انقلاب ضروری تھا۔ لیکن عباسیون کی جگہہ کوئی اور پرجوش خاندان تمام اسلامی دنیا
پر واحد حکمران ہو جاتا۔ تو اس وراثت سے بہتر تہا۔ بہر حال ان جدید آزاد شدہ سلطنتون سے یہ فائدہ
ہوا۔ کہ مشرق مین سامانی اور پھر پرجوش خاندان غزنویہ نے ترقی اسلام مین نہایت سرگرمی دکھائی اور مصر کے
خلفاء عبیدیہ نے افریقہ اور سسلی وغیرہ جزائر واقعہ بحیرۂ روم کو سو سال تک عیسائی تصرف سے نہایت
بہادری سے محفوظ رکھا۔ ان خاندانون کی سرپرستی اور قدر دانی سے۔ بخارا۔ مصر۔ غزنی۔ علماء۔ فقہاء۔
صلحاء۔ حکما۔ غازی۔ مجاہدین۔ کے ماوا و ملجا بن گئے تھے۔ اور سرگرم مسلمان بغداد چھوڑ کر امصار کو
چلے گئے۔ چونکہ خلافت بغداد کو زیادہ کھٹکا رومیون کی طرف سے تھا۔ اس لیے مقتدر نے ۲۹۶ھ ہجری مین
مونس خادم اور ۲۹۷ھ ہجری اور ۲۹۸ھ ہجری مین جنرل ابن سیما کو اور ۲۹۹ھ ہجری مین سرحدی گورنر رستم کو
رومی ممالک پر روانہ کیا۔ جو معمولی تاخت و تاراج کے بعد واپس ہوئے ۳۰۲ھ ہجری مین مقتدر باللہ کا وزیر
علی بن عیسیٰ گرمیون کے جہاد پر بڑی ٹھاٹھ سے نکلا لیکن خود بھی فنون جنگ سے ناواقف اور ناتجربہ
کار اور فوج بھی آرام طلب کم مشق مذہبی حرارت سے محروم تھی اس لیے بے فائدہ تگ و دو کے بعد واپس
ہوا ۳۰۳ھ ہجری مین رومیون نے قلعہ منصور کو غارت کیا۔ اور عبید اللہ نے مصر پر حملہ کیا ۳۰۴ھ ہجری مین
مونس خادم نے فتوحات کین اور ثمال خادم نے بحری لڑائیون مین کامیابی حاصل کی ان دونون
سردارون کی یہ مستعدی دیکھکر قیاصرۂ روم نے میعادی صلح کی درخواست کی جسکی میعاد ۳۱۰ھ مین ختم ہوتے
ہی مسلمانون نے بحری اور بری لڑائیون مین زور دیا اور ملاطیہ فتح ہوا ۳۱۱ھ ہجری مین مونس خادم نے کئی رومی
شہر فتح کیے اور ثمال خادم نے رومی جہازی بیڑہ کو تباہ کیا۔ چونکہ ان سردارون کے ہاتھہ سے
رومیون کو عموماً شکستین حاصل ہوئین اور خود رومی بھی پورے تیار نہ تھے اسلیے خلیفہ مقتدر باللہ کو قیمتی
تحائف بھیجکر میعادی صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی لیکن جون ہی رومیون کی تیاری مکمل ہو گئی عہدنامہ
کو بالائے طاق رکھکر سرحدی اضلاع کو ۳۱۴ھ ہجری مین لوٹ لیا۔ ملاطیہ اور دیگر قصبات و دیہات کو ویران
و تباہ کر دیا۔ ملاطیہ والے بغداد پہنچے اور ہال پکار کی لیکن بغداد کے امرا مین سے کوئی فریاد رس نکلا ۳۱۵ھ
ہجری مین طرسوس کے مجاہدین نے رومی حصار پر دھاوا کیا مگر سب کے سب شہید یا قید ہو گئے۔
بعد رومیون کے عموماً جارحانہ حملات ہونے لگے ۳۱۵ھ ہجری مین دمشق ایشیائے کوچک کا رومی گورنر جنرل
فوج کثیر اور ہر ایک قسم کا سامان قلعہ شکن لیکر نہایت شان و شوکت سے اسلامی علاقہ پر حملہ آور ہوا اور دبیل

سال پہلے مونس و میمون کے مقابلہ مین داد شجاعت دے چکا تہا اور فوج وغیرہ پر اعتبار رہا چکا تہا اور خلفائے بغداد برسون سے زندہ درگور ہو رہے تہے اُن سے براہ راست کسی نفع و نقصان کی امید نہ تہی اور کئی دفعہ پہلے نتیجہ بہی بخلاف خلفائے ہی نکلتا رہا تہا۔ اور یہہ حالت اُس سے بہی نازک تہی اسلئے چارون طرف سے فوجین مونس کے پاس آنے لگین اور جب بغداد پہنچا تو خاص دار الخلافہ کی لالچی اور بیوفا فوجون کا حصہ کثیر بہی مونس سے جا ملا۔ مقتدر باقی فوج لیکر مقابلہ کو نکلا متبرک چادر نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتدر کے سر پر تہی جسکے آگے آگے فقیہہ عالم حافظ قرآن کہولے ہوئے تہے اور خلیفہ کی اطاعت کے لیے بلاتے تہے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مونس بقول ؎ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خواہند۔ کے بازی لے گیا۔ مقتدر کو شکست ہوئی چند بربری سپاہی مقتدر کو پکڑنے لگے مقتدر نے کہا۔ ویحکم انا الخلیفہ۔ انہون نے کہا ہم جانتے ہین انت خلیفۃ الشیطان اور ایک تلوار کی دہار سے اسکا سر اوڑا دیا۔ اور پاجامہ تک اتار کر ننگا کر لیا اور گڑھا کہود کر زمین مین داب دیا۔ اور قبر کا نشان مٹا دیا نہایت عبرت کی جگہہ ہے کہ یہ وہی خلیفہ تہا جسکی شان و شوکت کا حال پہلے لکہا گیا ہے جو اس بیکسی اور ذلت سے جان دیتا ہے فسبحان من لا یزول و لا یزال و لا یفنی ملکہ و تغیر بہ الزوال فلا تغیرہ الشئون و الاحوال وھو اللہ الکبیر المتعال لا الہ الا ھو وحدہ و لا شریک لہ و لا ضد و لا ند و لا مثال۔ مقتدر کے بعد اُسکا بہائی القاہر خلیفہ ہوا۔ جو ظالم می خوار تہا جس نے چند روز بعد مونس کو قتل کر دیا۔ لیکن ۳۲۲ سنہ ہجری مین معزول و راندہ کیا گیا۔ اور اُسکی جگہہ الراضی باللہ بن المقتدر خلیفہ ہوا۔ اسی سال مین دمشق (رومی گورنر جنرل) نے پچاس ہزار فوج لے کر سیاط پر چڑہائی کی چند جگہہ فتح پائین اور ملاطیہ کا طویل محاصرہ کیا۔ اکثر بہوک کے عذاب سے مر گئے۔ اور باقی جان بلب تہے یہ حالت دیکہہ کر دمستق نے شہر کے باہر دو خیمہ گاڑ دیے ایک پر صلیب کا نشان تہا جو اُس مین داخل ہوتا اسکا اہل و عیال اور اسباب صحیح و سلامت رہتا جو دوسرے اسلامی خیمہ مین داخل ہوتا۔ صرف اپنی جان سے امان پاتا۔ اہل و عیال وغیرہ کہو جاتا۔ اسیطرح سے اکثر لوگ عیسائی کیے گئے۔ جو باقی بچے اسلامی علاقہ کو چلے گئے۔ ملاطیہ کے بعد سماط کو فتح کیا اور گرا کر ویران کر دیا۔ جوان بوڑہے زن و بچہ سب کو تلوار کی گہاٹ اُتار دیا اور ہر ایک قسم کے افعال شنیعہ کا ارتکاب کیا گیا۔ اور بہی کئی شہر فتح کر کے واپس چلا گیا۔ ۳۲۶ سنہ ہجری مین ۶۳۰۰ مسلمان ان رومی قیدیون کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ ہوا۔ ۳۲۹ سنہ ہجری مین الراضی باللہ خلیفہ مر گیا۔ اُسکے عہد مین بغداد کے باہر حکومت نہ رہی تہی۔ اور متقی بن المقتدر خلیفہ ہوا۔ ۳۳۰ سنہ ہجری مین رومیون نے نواح حلب تک لوٹ مار کر کے ملک کا ستیاناس کر دیا اور پندرہ ہزار مسلمان قید کر لیے اسی سال مجاہدین طرسوس کو جوش پیدا ہوا اور رومی فوج کو بہگا کے کئی ہزار قید کر لیے ۳۳۲ سنہ ہجری مین شاہ روم نے متقی سے حضرت عیسیٰ کی مندیل طلب کی اور کہا کہ اگر مندیل شریف

خلاط وغیرہ کے علاقون کو لوٹ کر ویران کر دیا اور بے شمار مسلمان عورات اور لڑکے قید کر کے لے گئے مفلح
نام غلام والی آذربائجان نے بلشکر فوج کثیر اور مجاہدین کو لے کر ابن الدیرانی مذکور کے شہر آرمیہ کی اینٹ بجا دی
اور ایک لاکھ آرمنی قتل کر کے خلاط کے مسلمانون کا انتقام لیا۔ اسی سال مین رومیون نے سیماط کو فتح کیا
مگر سعید ابن حمدان والی موصل نے سیماط خالی کرا لیا۔ اور ملاطیہ کو واپس لے لیا سنہ ۳۲۰ ہجری مین مقتدر
باللہ قتل ہوا۔ اس بیان سے پہلے مقتدر کی شان وشوکت اور جاہ وجلال کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔ تاکہ
ناظرین پر مضمون

رباعی

آن قصر کہ بر چرخ ہمی زد پہلو | بر درگہ او شہان نہادندی سر
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ | بنشستہ ہمی گفت کہ کوکو کوکو

علامہ ذہبی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ مقتدر باللہ چالیس ہزار اونٹ اور گائی اور پچاس ہزار گوسفند عرفہ
کے دن قربانی دیتا اور ہر سال مکہ معظمہ اور حرمین شریفین کے رستہ مین حاجیون کی ضروریات بہم
پہنچانے مین تین لاکھ پندرہ ہزار دینار خرچ کرتا تہا۔ اُس کے صرف خواجہ سرائے گیارہ ہزار تہے باقی رومی
حبشی حقایہ غلام اُسکے علاوہ تہے اور کئی گنا زیادہ تہے بیٹون کے ختنے پر ۶ لاکھ دینار خرچ کروائے ایک دفعہ
شاہ روم کا ایلچی بدرخواست صلح میعادی حاضر ہوا۔ مقتدر نے شان وشوکت دکہانے اور دشمن پر رعب
جمانے کے لیے دارالخلافہ بغداد آراستہ کیا۔ باب شمالیہ سے لیکر دارالخلافہ تک ایک لاکہ ساٹھ ہزار قیمتی
جگمگاتی وردیان پہنے ہوئے دورویہ کہڑے تہے اُنکے آگے سات ہزار خادم اور ہر سات سو جنرل تہے اور
تیس ہزار ریشمی پردے دارالخلافہ کی دیوارون پر لٹکائے گئے اور بائیس ہزار قیمتی قالین بچہائے گئے خاص
دربار مین ۱۰۰ ایک سو سات نیچے تہے جو سونے چاندی کی زنجیرون سے جڑے تہے بغداد کے لائق صناعون نے
سونے چاندی کا ایک بوٹا بنایا تہا جسکی ٹہنیون پر مختلف قسم کے جانور سونے چاندی کے بنائے گئے تہے جو ہوا
کے چلنے سے اپنی اپنی خاص بولیان بولنے لگتے اور شاخین ہلتی اور جہکتی تہین اور یہ حالت اس گئے گذرے
وقت کی ہے کہ جب عباسی سلطنت کو جان بلب خیال کیا جاتا تہا۔ اس سے ہارون اور مامون کے عہد کے جاہ
وجلال اور شوکت واقبال کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے اب بنظر عبرت ناظرین مقتدر کے ماجرائے قتل کا خلاصہ
لکہا جاتا ہے مونس خادم مقتدر کے باپ معتضد کا غلام خواجہ سرای تہا مقتدر نے خلیفہ ہو کر اسکا منصب بڑہا دیا
اور فوجی جنرل کر دیا اور درجہ وزارت تک پہونچا دیا سنہ ۳۲۰ ہجری مقتدر اور مونس مین خلاف پڑا۔ مونس ناراض
ہو کر موصل چلا گیا مقتدر نے مونس اور اس کے ہمراہیون کی جاگیرین جائداد مال واسباب ضبط کر لیا اور بنی
حمدان امرائے موصل کو مونس سے لڑنے کے لیے لکہا۔ لڑائی ہوئی اور مونس نے فتح پائی۔ اور موصل پر قابض ہو گیا

غنیمت اور قیدی لیکر واپس ہونے لگا تو رومیون نے درہ روک لیا اور رستہ بند کر دیا سیف الدولہ نے بخلاف
رائے اہل طرسوس اُسی درہ سے بزور شمشیر گذرنا چاہا جہان تمام مسلمان مارے گئے۔ یا قید کیئے گئے۔ جملہ مال غنیمت
چھن گیا سیف الدولہ خود بمشکل تین سو ہمراہیون کے ساتہہ جان بچا کر نکلا یہ ہولناک واقعہ محض سیف الدولہ
کی نادانی اور ناتجربہ کاری سے ہوا۔ اس شکست سے تمام عمدہ جانباز بہادر کہپ گئے اور سیف الدولہ کا
اعتبار سرحد سے اُٹہہ گیا۔ گذشتہ سو سال کے معرکون مین عیسائی اور مسلمان اس علاقہ مین برابر تُل
رہے ہے۔ گاہے ماہے فوج سلطانی اور عموماً بہادر سرحدی سردار اور پرجوش مجاہدین رومی سیلاب کو روکتے
رہے ہے اس طویل عرصہ مین بہی مُسلمانون نے کروٹ نہ بدلی اور نفاق اور خود غرضی روز بروز بڑہتی گئی۔ اور خلفائے
عباسی کا زور گھٹتا گیا۔ حتی کہ اب خلیفہ ایک عیش خوار یا اسیر سلطانی سے زیادہ وقعت نہ رکہتا تہا عرب کہ جنکو عباسی
سلطنت سے خاص قومی تعلق تہا امور سلطنت سے علیحدہ ہو چکے اور جنگی حرارت کہو چکے تہے ترک غلام اور خاندان بویہ کو عروج
مین رُسوخ اور ہر دلعزیزی نہ تہی بخلاف اسکے رومیون کا اتفاق و اتحاد بڑہ رہا تہا ایک بادشاہ کے اشارے پہ
مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تہے اور کوئی مفید موقعہ فوت نہ ہونے دیتے اب جبکہ دار الخلافہ کے علاوہ سرحدی
انتظام بگڑ گیا۔ اور سیف الدولہ ناظم سرحد کا رعب اُٹہہ گیا۔ اسلیے فاتحانہ حملے ہونے لگے ۳۵۱ھ مین دستق نے
لشکر جرار سے عین زربہ کے مضبوط قلعہ کا محاصرہ کیا اور محصورین نے تنگ ہو کر بشرط امان دروازے کہول دیئے رومیون
نے شہر مین داخل ہو کر منادی کرادی کہ صبح تک جو مسلمان مسجد جامع مین داخل ہو جائیگا اُسکو امان دیجائیگی باقی
قتل کیے جائینگے بہلا ایک مسجد مین کہانتک گنجائش ہو سکتی تہی صرف ایک بہانہ تہا اکثر مسجد سے باہر رہے
اور قتل کیے گئے مسجد والون کو حکم ملا کہ آج ہی شہر سے نکلجاؤ اس ہڑبوم مین بہی بہت سے کچل کر مر گئے۔ دوپہر کے
بعد جو مسلمان شہر مین ملا قتل کیا گیا۔ اور عہد امان کو اس ایمانداری سے پورا کیا۔ جو شہر سے سلامت نکلے وہ
وہ بہوک کے عذاب اور رستہ کی تکالیف سے ہلاک ہوئے۔ عین زربہ کے آس پاس کے اور ۵۴ قلعہ رومیون نے فتح
کیئے امان یافتہ مسلمان جا رہے تہے ایک عیسائی ارمنی نے کسی شریف مسلمان عورت کو چہیڑا مسلمانون نے
جوش غیرت سے تلوارین کہینچ لین۔ اور چند عیسائی مار ڈالے۔ ظالم دستق نے اسی بہانہ سے سب مسلمان قتل
کرادیے۔ اور ایام صیام گذارنے کے لیے واپس چلا گیا اور تمام فوج قیساریہ چہوڑ گیا۔ روزے گذار کر بلا اطلاع
جریدہ طور سے قیساریہ پہونچ گیا۔ اور حلب کے لینے کو بڑہا۔ سیف الدولہ بن حمدان جو دستق کو رومی فوج سے
غیر حاضر سمجہا بیٹہا تہا یہ دیکہکر ہکا بکا رہ گیا فوج قلیل سے مقابلہ کیا سب ہمراہی شہید ہو گئے داؤد بن حمدان
کے خاندان مین سے کوئی نہ بچا سیف الدولہ جان بچا کر بہاگ گیا۔ دستق نے سیف الدولہ کی کوٹہی
بیرون شہر کو لوٹ لیا اور گرادیا حلب کا محاصرہ کیا۔ شہر والے نہایت بہادری سے لڑے۔ اور رومیون

قیدو توبہت سی مسلمان قیدی رہکیے جاوینگے خلیفہ متقی نے علما و امرا سے مشورہ کیا بہت کچھ رد و قدح کے بعد
قرار پایا کہ مسلمان قیدیون کا چھوڑانا منذیل کے رکھنے سے بہتر ہے یہہ منذیل روم بھیجی گئی۔ اور مسلمان قیدی
چھوڑائے گئے ۳۳۲ھ مین روسیون نے نواح آذربائیجان پر حملہ کیا اور مسلمانون کی فوج کو شکست دیکر شہر
بردعہ مین دس ہزار مسلمان قتل کیے عورتین لونڈی بنائی گئین سمر توبان بن محمد بن مسافر ملک دیلم نے تیس ہزار مسلمانون
کی جمعیت سے روسیونکو شکست دی اور مسلمانان بردعہ کا کافی انتقام لیا اور یہہ روسیون کا مسلمانون پر پہلا حملہ تھا اور
اسوقت تک ابھی روس عیسائی نہین ہوئے تھے کیونکہ روسیون نے عیسائی مذہب ۳۷۵ھ مین اختیار کیا تھا اسی
سال ۳۳۳ھ مین خلیفہ متقی معزول اور مستکفی بن المکتفی بن المعتضد منصوب ہوا ۳۳۴ھ مین معز الدولہ بن بویہ
فوج جرار لیکر بغداد مین داخل ہوا اور خلیفہ المستکفی کو تخت سے اتار کر المطیع للہ بن المقتدر کو خلیفہ مقرر کیا اور وقت
سے خلفائے عباسی کا رہا سہا اقتدار بھی جاتا رہا صرف خطبہ و سکہ کے لیے خلیفہ تھے ورنہ امور سلطنت مین انکو کوئی دخل نرہا
اس سے یہ ضرور فائدہ ہوا کہ اب روزمرہ کے عزل و نصب کا بکھیڑا جاتا رہا اور خلفاء عمر طبعی کو پہنچکر فوت ہونے لگے
آل بویہ شاہان فارس کی نسل سے تھے۔ اور دیلمی کہلاتے تھے۔ عرصہ دراز تک عباسی عمال کی ملازمت کرتے رہے
اور بڑھتے بڑھتے فوجی جنرل ہوگئے ۳۲۰ھ مین زور پکڑا ۴۴۸ھ تک انکا تغلب رہا۔ انکے عہد مین رومیون
کا زیادہ زور ہوگیا۔ اور بغداد مین شیعہ عقاید کی علانیہ اشاعت ہونے لگی اب رومیون کے غزوات کا
انتظام سیف الدولہ بن حمدان گورنر حلب و حمص کے سپرد تھا۔ اگر جرات اور شجاعت سے خالی نہ تھا لیکن
ناتجربہ کار اور خودرائے تھا ۳۳۵ھ ۸۰۰۰ مسلمان قیدی چھوڑائے گئے۔ اور ۳۴۳ ہجری مین سیف الدولہ
نے اپنی نادانی سے سخت شکستین کھائین اور قریباً تمام فوج مروا دی۔ جسکا تدارک اور تلافی کئی سال تک کرتا رہا۔
۳۴۳ ہجری سیف الدولہ غزا کو نکلا۔ رومیون سے لڑا۔ اکثر قتل اور قید ہوئے۔ قیدیون مین دمستق
کا بیٹا قسطنطین تھا جسکے انتقام کے لیے یورپ کے دیگر اقوام سے بھی مدد لی گئی اور فوج کثیر لے کر
سیف الدولہ سے جنگ کیا۔ لیکن مسلمان مجاہدین نے بھگا دیا اور بہت سے سردارون کے علاوہ
دمستق کا خسر اور بھانجا بھی قید ہوگیا۔ ۳۴۵ ہجری مین بھی سیف الدولہ نے کئی قلعہ مفتوح
کیے اور رومی بہ تعداد کثیر قتل اور قید کیے گئے۔ امرائے آل بویہ کے عہد کی یہی اخیر کامیابیان تہین
ان شکستون کا نزلہ میافارقین پر گرا جسکو رومیون نے جلا کر راکھ کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ باشندے
قید کر لیے ۳۴۸ ہجری مین یہی حال نواح طرسوس مین ہوا ۳۴۹ ہجری مین سیف الدولہ نے اعلان
جہاد دیا فوج نظام کے علاوہ مجاہدین کا لشکر جرار جمع ہوا۔ اور رومی ممالک کو بڑھا بہت سے قلعہ اور شہر فتح
کیے رومیون کو دباتا ہوا دور نکل گیا۔ اور رستہ کے مشکل گذرات کی محافظت کا کوئی انتظام نہ کیا جب بیشمار مال

طرسوس ومصیصہ کی تباہی

۳۵۴ھ مین خود شاہ روم قیاریہ چلا آیا تاکہ میدان جنگ سے قریب رہ کر فوج کا دل بڑہائے ہتقدر زبردست تیاریان دیکہہ کر بے یار و مددگار مصیصہ اور طرسوس والون نے اطاعت کا پیغام بہیجا۔ اور منظور ہونے کو تہا جو معلوم ہوا کہ مسلمان بہوک سے مر رہے ہین کتے بلی تک نہین چہوڑتے۔ اور وبا بکثرت پہیلی ہوئی ہے موت کا بازار گرم ہے انہین مقابلہ کی طاقت نہین اور نہ کوئی ناصر و مددگار ہے شاہ روم نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا اور ایلچی کی داڑہی منڈوا کر خط جلادیا۔ اور متکبرانہ بکو اس بکتا رہا مصیصہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اور کل باشندگان کو قید کرلیا جنکی تعداد دو لاکہہ تہی۔ اور پہر طرسوس کا رُخ کیا۔ افسوس یہہ وہی طرسوس ہے کہ جسکے بہادر سپوت ایک صدی سے زیادہ تک رومیون کو بار بار بہگا چکے تہے آج کسی سرپرست کے نہ ہونے سے بشرط امان شہر حوالہ کرنے کو تیار ہو گئے چونکہ طرسوس والون کی بہادری کا سکہ رومیون کے دلون پر بیٹہا ہوا تہا اسلیے جان اور مختصر سے سامان پر امان دی گئی مسلمان صدیون کے پیارے وطن کو خیر باد کہہ کر انطاکیہ وغیرہ کو چلے گئے شاہ روم نے جامع مسجد کو طویلہ بنا لیا؟ اور منبر کو جلادیا۔ اکثر باشندے جو جلاوطنی کی طاقت نہ رکہتے تہے واپس ہوئے اور عیسائی ہو گئے۔ ۳۵۵ھ ہجری مین رومیون نے شہر آمد یہ یقین۔ انطاکیہ پر حملے کیے لیکن مفتوح نہ ہوئے ۳۵۶ھ ہجری مین سیف الدولہ مر گیا۔ اور اسکا بیٹا ابو المعالی شریف جانشین ہوا ۳۵۸ھ ہجری مین رومیون نے انطاکیہ پہ چڑہائی کی اور بارہ ہزار مسلمان قید کرکے لگئے۔ ۳۵۸ھ مین شاہ روم خود صوبہ شام مین فوج کثیر سے داخل ہوا طرابلس کو بزور شمشیر فتح کیا قتل و حرق اور اسر و نہب مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا اور حمص جیسے شہر پر بلاکسی مزاحمت کے قبضہ کرلیا۔ اور جلادیا اور ساحل شام کے تمام امصار کو وحشیانہ طور سے جلا کر خاک سیاہ کردیا مسجدین گرادین منبر جلادیے۔ دو ماہ تک شام مین خونخواری کرکے واپس ہوا۔ عیسائیون ہیبت چہا گئی ایک لاکہہ مسلمان لڑکے اور لڑکیان اور جوان قید کرکے لے گیا۔ باقی تمام بوڑہے مرد اور بوڑہی عورتین اور نکمے اشخاص مروا ڈالے یا ادہر ادہر نکال دیے اور کثرت وبا در موت سے واپس ہوا۔

انطاکیہ اور حلب

۳۵۹ھ ہجری مین شاہ روم کے بہائی نے چالیس ہزار فوج سے انطاکیہ کو عیسائی رعایا انطاکیہ کی سازش سے فتح کیا پہلے قتل عام کیا۔ پہر بوڑہے مرد اور عورتون اور شیر خوار بچون کو نکال کر باقی بیس ہزار جوان مرد اور عورتون اور لڑکے لڑکیون کو قید کیا۔ انطاکیہ کے بعد حلب پر چڑہائی کی یہان خود مسلمانون مین تلوار

کو مار کر ہٹا دیا۔ رومی فصیل کے جس حصہ کو گراتے تھے اُسے رات ہی رات درست کر لیتے ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔
کہ بازاری لوگوں نے لوٹ مچا دی۔ محافظان فصیل اپنے اپنے گھروں کو بچانے کے لیے فصیل پر سے چلے گئے رومی
اوپر چڑھ گئے دروازے کھول دیے۔ ۱۲۰۰ سو رومی قیدیوں کو چھوڑا کر ہتھیار دے دئیے اور قتل عام شروع کیا
اور جب کہ خود ہی تھک گئے بس کی دس ہزار صرف لڑکے اور لڑکیاں قید کر لیں اور مال غنیمت اسقدر ملا
کہ رومیوں کی باربرداری کافی نہ ہوسکی اس لیے باقی ماندہ اسباب جلایا گیا اور یہی سلوک مساجد سے کیا
گیا۔ اس حملہ میں رومیوں کی دو لاکھ فوج تھی جنمیں سے تیس ہزار صرف زرع پوش او تیس ہزار پلٹن
سفر مینا کی تھیں جو رستہ بناتیں اور سرنگیں لگاتی تھیں چار ہزار خچروں پر صرف لوہے کے کانٹے خسک تھے
جو مسلمان کہ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے قلعہ پر دمستق کے بہادر بھانجے نے حملہ کیا لیکن قلعہ پر سے ایک ایسا
پتھر آکر لگا کہ وہیں ڈھیر ہو گیا جسکی عوض میں ظالم دمستق نے ۱۲۰۰ مسلمان قیدی ذبح کر ڈالے۔ اور لوٹ
کر فدرہ کر واپس چلا گیا۔ رومیوں نے اس سال تیس اور قلعہ فتح کیے۔ ابوفراس بن سعید بن حمدان مشہور
شاعر مارا گیا۔ ۳۵۱ھ ہجری میں رومیوں نے جزیرہ کریٹ پر حملہ کیا مگر معز العبیدی والی افریقہ کی مدد پہونچ
گئی اور رومیوں کو شکست ہوئی ۳۵۲ھ ہجری میں مسلمانان طرسوس در نجار اغلام سیف الدولہ نے قونیہ تک
لوٹ مار کی ۳۵۳ میں دمستق نے مصیصہ کو گھیر لیا سرنگیں لگا دیں باشندگان مصیصہ نے سخت مقابلہ کیا
اور مار کر ہٹا دیا مصیصہ فتح نہ ہوسکا۔ لیکن متصلہ دیہات وقصبات کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اور پندرہ ہزار مسلمان
قید کر کے بباعث قحط واپس چلا گیا۔ اور کسی نے مزاحمت نہ کی۔

غازیان خراسان

یہ حالات سنکر خراسان کے مسلمانوں کو جوش ہوا۔ اور پانچ ہزار مجاہدین کی فوج سیف الدولہ کے پاس
پہونچی جنکے ساتھ وہ رومیوں کا مقابلہ میں نکلا۔ مگر رومی پہلے ہی معاودت کر چکے تھے قحط کے سبب غازیان
مذکور کچھ تو سعد کو اور کچھ بغداد چلے گئے۔ دمستق نے واپسی کے وقت اہالیان مصیصہ ادرطرسوس وغیرہ کو لکھا
تھا میں کسی خوف یا کمزوری سے مراجعت نہیں کی بلکہ غلہ اور چارہ قحط کے سبب واپس جاتا ہوں اور جلدی
ہی آکر تمہاری خبر لونگا اگر میرے آنے سے پیشتر تم اپنے اپنے شہروں سے نکلکر چلے گئے تو خیر ورنہ سب
کو قتل کر وا دونگا۔ اس سے چند ماہ بعد شاہ روم نے خود طرسوس کا محاصرہ کیا اور کئی سخت معرکے ہوئے
ایک میں دمستق زخمی ہو کر گرا اور قید ہو چکا تھا مگر رومیوں نے کئی جانیں دیکر اسکو چھوڑا لیا۔ ایک بہت بڑا
رومی جنرل مسلمانوں نے قید کر لیا۔ اور اس دفعہ طرسوس کو جلد بچا لیا اور یہی حال مصیصہ کا ہوا اور رومی ناکام

بن ناصر الدولہ والی موصل و حلب سے مدد طلب کی اور رابطہ اتحاد بڑہانے کے لیے اپنی بیٹی اباتغلب کو دیدی اباتغلب
نے رومیون کے اس فساد کو غنیمت سمجھا اور جہاد کا اعلان کیا۔ مسلمان جو کسی بہادر اولوالعزم سردار کی نہ ہونے
سے پست ہمت ہو رہے تھے چارون طرف سے امنڈ آئے اور لشکر عظیم جمع ہوگیا اور ثابت کر دیا کہ اگر کوئی اسلامی حرارت
سے کام لینے والا ہو تو وہ ہر وقت موجود ہوتی ہے۔ اباتغلب نے رومیون کو شکست دی اور فتح کا نشان اوڑاتا ہوا قسطنطنیہ
کو بڑہا اور ورد الرومی بہی ساتھ تہا۔ عیسائی بہ تعداد کثیر اُس کے ساتھ ہوگئے۔ مگر ورد الرومی کو شکست ہوئی اور اسلامی
ملک کو چلا آیا اور میا فارقین کے باہر آ اوترا۔ اور عضد الدولہ بن بویہ کی اطاعت منظور کی جو خلفا سے بغداد پر
متغلب تہا قسطنطنیہ والون نے تحفہ تحائف اور دوستانہ نذر و رسوم سے عضد الدولہ کو قابو کر لیا اور ورد الرومی
قید ہوگیا۔ اور عضد الدولہ کی سن وفات ۳۷۲ھ ہجری مین ہوئی پانچ سال کی قید کے بعد صمصام الدولہ نے اس
شرط پر رہا کیا۔ کہ مادام الحیات مسلمانون سے جنگ نہ کرے اور سات رومی قلعہ مع علاقہ حوالہ کرے اور رعیت
سے مسلمان قیدی چھوڑ دیے۔ جب عہدنامہ لکہا گیا۔ تو ہر ایک قسم کا ساز و سامان دیکر ورد الرومی کو روانہ کیا
عیسائی بہ تعداد کثیر اُس کے ساتھ مل گئے اور ملاطیہ بزور شمشیر اُسنے فتح کر لیا۔ اور وردلیس بن لاردن سے نصف
ملک پر قبضہ کر لیا وردلیس نے اُن سے فراغت پاکر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا جہان دو بہائی مشترک شاہی کرتے
تھے انہون نے شاہ روس کو اپنی بہن کے رشتہ کا لالچ دیکر مدد کو بلایا۔ بہن نے ایک مخالف عیسائی مذہب
سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ محبت بُری بلا ہے شاہ روس نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ یہ واقعہ ۳۷۸ھ
مین کا ہے اور اسوقت سے روس مین عیسائی مذہب پہیلنا شروع ہوا۔ روسیون نے وردلیس کو شکست
دیکر مار ڈالا اور ورد الرومی سے صلح کی گئی۔ جو مدت طویل کے بعد زہر سے ہلاک کیا گیا۔ رومیون کا یہ باہمی
نفاق و فساد کوئی پچاس سال سے زیادہ تک رہا مگر افسوس کہ مسلمان اس سے کچھ فایدہ نہ اُٹہا سکے خلیفہ بغداد
برائے نام خلیفہ تہا اسلامی دنیا مین کئی ایک مدعی سلطنت بنے بیٹھے تہے۔ امرای آل بویہ جو خاص بغداد اور عراق
پر قابض تہے کم ہمت اور اسلامی ترقی سے بالکل نا آشنا اور لاپرواہ تہے۔ سرحدی امیر سلطنتون کی مقابلہ کی طاقت
نہ رکہتے تہے اسلیے جون ہی رومیون کا نفاق مبدل بہ وفاق ہوا اسلامی علاقہ پر حملات ہونے لگے ۳۸۱ھ
مین خلیفہ الطائع للہ معزول اور القاہر باللہ احمد بن اسحق بن المقتدر خلیفہ بغداد ہوا ۳۸۲ھ ہجری مین
شاہ روم نے آرمینا پر حملہ کیا۔ اور خلاط۔ ملازکرد۔ وغیرہ کا محاصرہ کیا لوٹ مار کر دس سال کی میعادی
صلح کر کے واپس چلا گیا۔ اور یہ واپسی رومیون کے خانگی فسادون اور بے انتظامی کے سبب سے تہی
جو پچاس سال تک برابر رہی اور مسلمان بچ گئے۔ اسی سال مین ترکون نے بخارا پر حملہ کیا۔ اور شکست
کہائی اور ۳۸۳ھ ہجری مین مسلمانون کے نفاق اور فساد کے سبب سے بخارا فتح کر لیا اور ۳۸۷ھ

چل رہی تہے حلب پر سیف الدولہ کا غلام قرعویہ غاصبانہ قبضہ رکہتا تہا۔ ابو المعالی بن سیف الدولہ نے محاصرہ کیا ہوا تہا۔ رومیون کے آتے ہی ابو المعالی تو کسک گیا رومیون نے شہر کو تو فتح کر لیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا آخر اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ قرعویہ خراج دیا کرے اور جب رومی مسلمانون سے لڑین تو رسد رسانی اور مدد دیا کرے اور خود غرض اور دنیا پرست قرعویہ نے سب کچہ مان لیا۔ اسی سال مین رومیون نے کردستان کو فتح کیا۔ سنہ ۳۶۱ ہجری مین رومیون نے علاقہ جزیرہ پر دہاوا کیا۔ اور نصیبین تک تاخت وتاراج سے ملک کو برباد کیا عورتین مرد قید کیے مسجدین جلا دین اور یہی حال دیار بکر مین ہوا۔ باشندگان جزیرہ بغداد کو بہاگ گئے۔ اور جامع مسجدون وغیرہ مین حالات سُنا سُنا کر لوگون کو ڈرا دیا اونکی ہمراہ اہل بغداد بہی ہو گئے اور خلیفہ المطیع اللہ کا قصد کیا اس نے دروازے بند کر لیے لوگ گالیان دیتے ہوئے واپس ہوئے۔

دمستق کا قید ہونا

اب رومی کئی سال سے فتوحات حاصل کر رہے تہی۔ کوئی مانع نہ رہا تہا بڑی بڑے شہر انکے قبضہ مین آچکے تہی اور لاکہون مسلمانون کو قتل اور قید کر چکے تہے خلیفہ بغداد لاشی محض تہا۔ اب سنہ ۳۶۲ ہجری مین دمستق افواج کثیر لیکر آمد کو بڑہا یہان ہزار مرد غلام ابی الہیجان بن حمدان تہا اُس نے ابی تغلب بن ناصر الدولہ کو اطلاع دی جس نے بہادر بہائی ہبۃ اللہ بن ناصر الدولہ کو روانہ کیا۔ دونو بہادر دمستق کے مقابلہ کو روانہ ہوئی۔ اگرچہ مسلمانون کو عیسائی فوج سے کوئی نسبت نہ تہی لیکن ہبۃ اللہ شہادت کی نشہ مین چور تہا اور اسکی قلیل مگر جانباز مشتاق شہادت فوج صرف جان دینے کیلیے آرہی ہے۔ مقابلہ ہوا۔ اور مجاہدین کی کوشش جہاد کام کر گئی۔ رومی بہاگ گئے اور دمستق جو کئی جگہہ بہادری کا سکہ جما چکا ہوا تہا۔ قید ہو گیا۔ ابی تغلب نے اس کے علاج مین نہایت کوشش کی لیکن جان بر نہ ہوا اور سنہ ۳۶۳ ہجری مین مر گیا۔

اسی سال مین خلیفہ المطیع للہ پر فالج گرا اور معزول ہو گیا۔ اوسکا بیٹا الطائع للہ جانشین ہوا۔ اسطرف جب اسقدر اختلال ور کمزوری چہا رہی تہی خلیفہ الحکم کیطرف سے عبد الرحمن ناصر اور اُسکا وزیر بہادر منصور جنوبی یورپ مین فتح کے نشان اوڑا رہا تہا۔ جسکا ذکر حالات ہسپانیہ مین آئیگا۔

رومی اختلاف اور رومیون کا عیسائی ہونا

دمستق کی شکست اور قید سے رومیون کی ترقی رُک گئی۔ اور عیسائیون کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ بلکہ خیال عہ پڑ گیا جس سے چند سال کے لیے مسلمانون کو آرام ملا یہ فساد رومیون مین اسقدر بڑہا کہ ورد الرومی نے ابا تغلب

کے حوالہ کر دیا رومیون نے شہر مین داخل ہو کر ابن شبل کی فوج کو تہ تیغ کر دیا مسجدین گرادین یہ واقعہ سنہ ۴۲۲ کا ہے نصر الدولہ بن مروان والی کردستان رہا کو چھوڑانے چلا اور بزور شمشیر شہر فتح کر کے رومیون کو قتل کیا لیکن دوسری لڑائی مین شکست کھائی اور شہر کھو دیا۔ بلکہ حران اور سروج بھی دیدیا۔ اور اسلامی علاقہ باجگذار ہو گیا اسی سال سنہ ۴۲۲ ہجری مین عالم منصف خلیفہ القادر باللہ اکتالیس سال تین ماہ کی مسند نشینی کے بعد فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا القائم باللہ جانشین ہوا۔

سنہ ۴۲۴ ہجری مین مسلمان حکام شام مین سخت اختلاف پڑ گیا حسان طائی شاہ روم کا ملازم جا ہوا۔ اور عیسائی فوج اور صلیبی علم لیکر مسلمانون کے قتل و غارت کو چلا قلعہ اقامیہ کو بزور شمشیر فتح کر کے مسلمان باشندون کو قتل اور قید کیا۔ اور لوٹ کر واپس ہوا۔ اس واقعہ سے اُسوقت کے مسلمان سردارون کے ضعف ایمان اور عدم تعمیل احکام قرآن کا بخوبی پتہ لگتا ہے جب صریح احکام شرعی کے خلاف ذاتی طمع و لالچ سے مسلمان بھائیون کا گلا کاٹنے اور کفار کے مدد کرنے سے دریغ نہ ہو تو پہر زوال و ادبار جسقدر آئے کم ہے ہر ایک ملک اور قوم کی ترقی قومی ہمدردی پر موقوف ہے جس قوم مین ہمدردی کا جوش ہمیشہ موجود ہوتا ہے وہ ترقی کے اسباب مہیا کر سکتی ہے اور بڑہ سکتی ہے جون ہی یہ احساس دور ہوا۔ اقبال و اعزاز کا شیشہ چکنا چور ہوا۔ یورپ آج اسی اعلیٰ صفت کے باعث تمام دنیا کا ٹھیکہ دار بنا بیٹھا ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی یورپین اپنے ملک اور قوم کے برخلاف ہتہیار اُٹھا سکے اگر کہین اُٹھائے بھی تو اپنی قوم کو نقصان ہرگز نہین پہونچائے گا۔ ہر قوم کی زندگی اور موت کا اسی بات پر مدار ہے۔

سنہ ۴۲۵ ہجری مین سودان بن محلان نے ابی الہیجا والی قلعہ برگوی واقعہ آرمینہ کے کی نقصان رسانی کے لیے شاہ روم کو فوج کشی کی تحریک کی اور خود بھی مدد دی رومیون نے شہر فتح کر لیا خلیفہ بغداد نے یہہ بات سنکر سودان اور ابی الہیجا دونون مین صلح کرا دی لیکن قلعہ واپس نہ لے سکے سنہ ۴۲۶ ہجری مین مسلمان مجاہدین نے چند مسلمان سردارون کے ماتحت جنمین سے بعض نے عیسائیون کی دوستی سے نقصان اُٹھا لیا تھا۔ رہا وغیرہ کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور ۵۰۰ ۳ سو رومی قتل اور بیشمار رومی قید کر لیے۔ ایک جنرل بھاگ گیا۔ اور پانچہزار رومی فوج لیکر پھرا۔ ابن وثاب اور نصر الدولہ نے شکست دی کچہ رومی قتل اور کچہ مع جنرل مذکور قید ہوئے رہا کی فتح سے مال کثیر غنیمت مین ملا حسان طائی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے رومیون کی مدد پر آپہنچا مگر ابن وثاب سے شکست کھائی اور میدان جنگ مین فوج کثیر کٹوائی۔ اس شکست یافتہ اور مقہور فوج مین کچہ عرب بھی تھے جو رومیون کے فوجی ملازم تھے۔ جب یہان تک ایمانی ضعف ہو گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے ایک وہ پرجوش خاندان کو اسلام کا حامی پیدا کیا۔ جسکا ذکر ذیل مین آتا ہے۔

مین سبکتگین والی غزنی فوت ہوا۔ اور سلطان محمود رح قومی خدمات کرنے لگا۔

چینیون کا حملہ اور اسلامی جوش

اب سلمان اسقدر کمزور ہوگئے کہ چینیون نے اسلامی ملک پر حملہ کیا خیمون کی تعداد تین لاکھ لکھی ہے اس سے آدمیون کا اندازہ ہوسکتا ہے یہہ ٹڈی دل تمام ماوراالنہر پر چھا گیا۔ دیندار سلطان طغان خان والی بخارا قدر سے بیمار تھا۔ خدا سے دعا مانگی کہ صحت عطا ہو تا کہ کفار سے انتقام لے سکون بعد ازان حسب نیت جو چاہے سو معرض ظہور مین لا خدا نے اسکی دعا منظور کی اور صحت ہوگئی طغان خان نے جو پابندی شریعت حقہ اور محبت علماء اور صوفیای مین ممتاز تھا۔ اور تقلید صحابہ کرام کا فخر رکھتا تھا جہاد کا اشتہار دیدیا شائقین غزا ہر طرف سے آنے لگے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار مجاہدین جمع ہوگئے چینی مسلمانون کا یہ جوش سنکر واپس گئے مگر الوالعزم خادم اسلام طغان خان نے پیچھا نہ چھوڑا اور تین ماہ کے سفر طویل کے بعد چینیون کو خاص انکے علاقہ مین جا لیا اور جنگ عظیم مین حق غزا ادا کیا اور دو لاکھ قتل اور ایک لاکھ چینی قید کیئے۔ سونے چاندی چینی کے برتن اور اچار پایئے قیمتہ وغیرہ لاکھون کا مال غنیمت مین ملا۔ اور یہہ عظیم الشان فتح پاکر واپس ہوا اور آتے ہی بیمار ہوکر فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ واقعہ بجنسہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے مشابہ ہے جو غزوہ خندق مین مجروح ہوئے تھے اور دعا کی تھی کہ بنی قریظہ سے انتقام لینے تک زندگی عنایت کر چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زخم اچھا ہوگیا جب بنی قریظہ سے انتقام لے چکے تو زخم بہنے لگا اور فوت ہوگئے رومیون نے خانگی فسادات کے سبب سے چند سال تک شام پر کوئی زبردست حملہ نہ کیا مگر اس حالت مین بھی مسلمانون کی کمزوری اور غفلت کی وجہ سے رومی بھی ہاتھ پاؤن ہلاتے اور رعب جماتے رہے ۴۲۱ھ مین شاہ روم تین لاکھ فوج جرار لیکر قسطنطنیہ سی فتح شام کے لیے نکلا اور بلا روک ٹوک حلب تک پہنچ گیا۔ فوج کو پانی کی کمیابی سے سخت تکلیف ہوی اور عربون کے جہادی جوش سے ڈر کر واپس ہوا۔ عربون۔ و یہاتون حتی کہ عیسائی ارمنون نے لوٹ مار شروع کردی جو کچھ مال و اسباب کی لدی ہوئی لوٹ لی اور رومی بہ تعداد کثیر ہلاک ہوئے بادشاہ سب رومال دیکر بہ مشکل سلامت واپس گیا۔ اس بلا سے نجات تائید الہی سے ہوئی کہ پانی کی کمی سے پیاس مین مبتلا ہوئے اور مسلمانون کی مستعدی اور جہادی جوش سے حواس باختہ ہوگئے۔

لیکن مسلمان امراء کا نفاق دن بدن بڑھ رہا تھا شہر رہا مین دو مضبوط برج بطور قلعہ تھے دونون مین علیحدہ علیحدہ ابن عطیر اور ابن شبل نامی دو حاکم تھے اور ایک دوسرے کے مخالف تھے جب ابن عطیر اپنے حریف سے عہدہ برآ نہو سکا تو قومی غداری پر کمر باندہ لی اور اپنا قلعہ معہ علاقہ بیس ہزار دینار لیکر شاہ روم

جسکے ہمراہ اُس کی قوم کے اکثر لوگون نے اسلام قبول کیا اور کفار ترکون سے مدت تک لڑتا بھرتا رہا۔ اس قوم کا اسطرح سے محض صداقت اسلام کو دیکھکر ایمان لانا اور مخالفین دین سے سینہ سپر ہونا اُسی سچے اسلامی جوش کی کافی دلیل ہے کہ جسکے سبب سے یہ خاندان دن بدن بڑہتا رہا اور اسلام کے دلون مین گہر کرتا رہا۔ اور مخالفون پر فتوحات پاتا رہا۔ ۳۶۵ھ ہجری مین سلجوق معہ اپنی مسلمان قوم کے دار الحرب سے دار السلام کو ہجرت کر گیا۔ چونکہ اسوقت سلطنت سامانی کے اجزا متفرق ہو چکے تھے۔ شاہ بخارا نہایت کمزور تہا۔ خود غرض اور لالچی امرا باہمی کشت و خون مین لگے تہے اسلیے سلجوق کی طاقت روز بروز بڑہتی گئی اُسکی اولاد مین میکائیل۔ اسرائیل زبردست سردار تہے اسرائیل تو پولیٹیکل شبہ مین سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے قلعہ کالنجر واقعہ ہندوستان مین قید کیا گیا۔ اور وہین مر گیا جسکے سبب سے سلجوقیون اور غزنویون مین بہت سے محاربات ہوئے اور خراسان سے غزنویون کو دست بردار ہونا پڑا۔ میکائیل کی اولاد مین۔ طغرل بیگ جعفر بیگ مشہور گذرے ہین طغرل بیگ نے ۴۳۲ھ مین سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کو نواح مرو مین شکست دی اور خراسان پر مستقل قبضہ جما لیا اور پہر ایران اور عراق کو امرائے آل بویہ سے یکے بعد دیگرے چہین لیا اور قومی ضروریات کی تعلقات سے عموماً مسلمانون نے اس انقلاب کو پسند کیا۔ جب طغرل بیگ یرانی مسلمانون کی تفرقہ مٹا چکا اور رومیون کے جہاد کو نکلا ۴۴۰ھ ہجری مین بسرکردگی ابراہیم انیال اپنے بہائی کی فوج جرار روانہ کی یہ لشکر ظفر پیکر عیسائیون کو کاٹتا اور دباتا ہوا اور کردستان ارض روم قالیقلا کو فتح کرتا ہوا اطرابزون پونچگیا۔ یہان رومیون نے پچاس ہزار فوج سے میدان مین جمکر مقابلہ کیا۔ اور کئی ایک خونخوار معرکہ ہوئے جنمین کبہی رومی اور کبہی مسلمان فتحیاب ہوتے رہے۔ لیکن الجنۃ تحت ظلال السیوف پر ایمان رکہنے والے بازی لے گئے اور رومی بہاگ نکلے۔ اکثر مارے گئے کچہ بہاگ گئے اور کچہ قید ہوگئے ان قیدیون مین بڑے بڑے نامور بہادر جنرل تہے مشہور بہادر قاریطہ بہی قید ہو گیا جسکا فدیہ تین لاکہ دینار نقد اور ایک لاکہ کے تحائف رومیون نے پیش کیے لیکن مآل اندیش طغرل بیگ نے قاریطہ کی رہائی کو اسلامی مصلحت کے خلاف سمجہا۔ اور فدیہ کی رقم کثیر لینے اور قاریطہ کو چہوڑنے سے انکار کیا۔ سلجوقی بہادر جنکا جوش جہاد دمبدم بڑہتا ہوا تہا اس فتح کے بعد اور آگے بڑہے اور رومی ممالک مین اسلامی شمشیر کی چمک دکہلانے اور غازیانہ رعب جمانے قسطنطنیہ سے ۵ فرسخ کے فاصلہ پر جا پہونچے اور جسقدر تاخت و تاراج سے رومیون نے آل بویہ کے ایام تسلط مین مسلمانون کا نقصان کیا تہا اسکی کسر نکال لی۔ اور ایک لاکہ قیدیون اور گہوڑے اور خچرون چارپایون کے علاوہ جسکی تعداد لاکہون تک تہی صرف مال و متاع اور زر و سیم و سنہرا خچرون پر لاد کر بہیجا گیا۔ انمین صرف زرہ ہی و سنہرا تہین سلجوقی بہادر آگے پیش قدمی کرنے کو تہے۔ مگر شہنشاہ روم نے شائقین غزا کے استقلال و ہمت اور عزم بالجزم کو دیکھ کر یقین

خاندان سلجوقی

دو سو سال کے زمانہ زوال کا حال باختصار و اجمال اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ ایک تو ان حادثات کا تاریخی سلسلہ قائم رہے جو عیسائیون کے ہاتھہ سے مسلمانون کو پیش آتے رہے دوم اسباب زوال کے اظہار کے ساتھہ ہی مانہ حال کے حیرت زدہ مسلمانون کو لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تعالیٰ کے کرشمے دکھائے جائین۔ ان واقعات سے معلوم ہو چکا ہے کہ عام مسلمانون کی حرارت جنگی ہر وقت مین موجود تھی صرف قصور کام لینے والون کا تھا۔ جبتک خلفائے خود شمشیر زن شہسوار پابند شرع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام رہے مسلمانون کا حال ترقی پذیر رہا جونہی آرام طلبی اور تکلفات اور غیر مشروع امور کا رواج ہوا۔ اور خلیفہ کے رسوخ و اعتبار مین فرق آیا۔ بغاوت و سرکشی نے سر اُٹھایا۔ امرا دور رانی قومی فواید کو بالائے طاق رکھکر اپنے اختیارات بڑھانے اور گشید زر کارستہ نکلانے پر ہمت صرف کی عام مسلمانون پراگرچہ ان اہل دول کا اثر ضرور پڑا لیکن باوجود اسکے جب کبھی کوئی پرجوش جان باز سردار مل گیا تو بہت کچھ کر دکھایا۔ ان دو سو سال مین گاہے ماہے فوج سلطانی اور عموماً قومی جان نثار مجاہدین ہی عیسائیون کو روکتے رہے خلافت کی باگ اول تو ترک غلامون کے ہاتھہ مین رہی جنھون نے خلفائے کے قتل و عزل اور خلافت کو مذہبی اعتبار و عزت کو مٹانے کے سوا اور کچھہ نہ کیا۔ امرا آل بویہ جو در اصل خود مختار سلطان تھے اور اُن مین عضد الدولہ وغیرہ باقبال شمار ہوئے ہین لیکن شمالی سرحد کو رومیون سے محفوظ نہ کر سکے بلکہ آل بویہ کے عہد مین رومیون نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کین جنکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اور بغداد و عراق مین بجائے سنیون کے شیعون کا زور ہو گیا۔ اور فساد بڑھ گئے۔ خلیفہ بغداد امرا آل بویہ کا ایک ملازم شمار ہونے لگا خلافت کی کوئی وقعت نرہی اسلیے میرے نزدیک قومی خدمات کے لحاظ سے یہہ خاندان بہی کسی مورخانہ تعریف کا مستحق نہین ہے اس خاندان کی جگہہ خاندان سلجوقی قائم ہوا جو پرجوش اسلامی گروہ تھا اس خاندان کے ممبر اسلام کا سچا جوش رکھتے تھے۔ پابند شریعت اور شائق غزا تھے اسی وجہ سے مسلمانون نے انکا خیر مقدم کیا اور اس خاندان نے اسلامی حرارت سے باقاعدہ کام لے کر اُس رومی قوم کو جو چار سو سال سے بہادران اسلام کے سامنے اُڑی اور آجکل بہت ہی بڑہی ہوئی تھی تہ تیغ کر کے ایشیا سے نکال دیا اور دکہا دیا کہ اسلام کے حقیقی جوش کا مقابلہ کوئی قوم نہین کر سکتی۔ بشرطیکہ سر پرست کوئی اسلام کا سچا خادم و مقلد صحابہ کرام ہو۔ اب اس معزز خاندان کے عروج کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے جس سے ہمارے اوس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے جو لن یصلح امر اخر ھذہ الامۃ الا بما صلح الاولون ہے۔

خاندان سلجوقیہ ماوراء النہر کے ترکون اور افراسیاب کی نسل مین شمار ہوتا ہے۔ سب سے پہلے سلجوق بن توشی خود مسلمان ہوا

ہی سرگرم تہا اس کے وقت مین علوم و فنون کی بہت ترقی ہوئی سنہ ۴۵۶ ہجری مین سلطان الپ ارسلان نے عیسائی ممالک پر چڑہائی کی اور دار السلطنت سے آذربائیجان کو روانہ ہوا۔ اور تنگ اور دشوار گذار درون اور رستون سے گذرتا ہوا نقجوان پہونچ گیا۔ اور کشتیون کے ذریعہ دریائے ارس کو عبور کیا۔ اور باشندگان خوئی و سلماس کی شرارت پسند طبائع کو درست کیا۔ یہان ہر طرف سے سرداران اسلام اپنی اپنی فوجین لیکر اور عام مجاہدین بکثرت جمع ہوگئے جنکو صرف قومی خدمات کا اور حصول شہادت کا شوق تہا۔ بہادر الپ ارسلان یہان سے کردستان کو روانہ ہوا۔ اور اپنے بیٹے ملکشاہ اور فاضل اور مشہور مدبر وزیر نظام الملک کو آگے روانہ کیا جنہون نے ایک مضبوط قلعہ فتح کرکے رومیون کو تہ تیغ کیا اور فرحت افزا قلعہ سرمارین اور ایک اور قلعہ کو فتح کیا اور یہان سے فارغ ہوکر شاہزادہ اور وزیر مذکور شہر مریم نشین کو گئے جو عیسائیون کی ایک مقدس زیارت گاہ تہی۔ اور راہب پادری قسیس بلا معزز عیسائی سردار اور ملوک اور عوام حصول تقرب اور ثواب کیلیے یہان رہتے تہے فصیل بڑے بڑے مضبوط پتہرون سے بنی ہوئی اور مختلف دہاتین گلا کر محکم کی گئی تہی ایک ندی بہت بڑی اسکے قریب بہتی تہی نظام الملک نے کشتیان اور دیگر سامان حملہ تیار کرلیا اور شہر پر دہاوا کیا۔ کئی دن رات لگاتار لڑائی ہوتی رہی سنگین سخت پتہریلی زمین و بنیاد کے سبب سے نا رنگ سکین بہادران اسلام نے سخت حملہ کیا۔ رومی چونکہ کئی روز کی متواتر لڑائی سے تہک گئے تہے حملہ آوران کو نہ روک سکے مسلمان سیڑہیان لگا کر فصیل پر چڑہ گئے اور رومیون کو مار کر دروازے کہول دیے ملکشاہ اور نظام الملک شہر مین داخل ہوئے اکثر لوگ مارے گئے اور باقی نے اسلام قبول کرلیا۔ الپ ارسلان شاہزادے کی ان بہادرانہ کارنامون کو سنکر بہت خوش ہوا۔ اور واپس بلالیا۔ واپسی کے وقت ملکشاہ نے کئی ایک رومی قلعے فتح کیے اور بیشمار مخالف قید کیے الپ ارسلان اور ملکشاہ و نظام الملک سب ملکر شہر سبید کی فتح کو چلے گئے ایک سخت خونخوار معرکون اور بہت سے مسلمانون کی قربانی کے بعد یہ شہر فتح ہوا۔ اور پہر شہر اعال لال کا رخ کیا یہ شہر ایک اونچے پہاڑ پر واقعہ تہا دو طرف سے پہاڑ اور دو طرف سے ایک بڑی نہر سے محیط تہا پہاڑ پر چند مضبوط قلعے تہے حملہ کی طرف سے ممکن نہ تہا تسخیر محال نظر آتی تہی لیکن اولوالعزم سلطان الپ ارسلان جو ؎

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد | اگر خارے بود گلدستہ گردد

کا حقیقی نمونہ تہا ذرہ نہ گہبرایا۔ اور نہر پر پل باندہ کر حملہ کا رستہ نکال لیا۔ فریقین نے خوب دل کہولکر مقابلہ کیا محصورین اگرچہ مدافعت کا زیادہ قوی سامان رکہتے تہے اور مجاہدین زیادہ تر خطرہ و ہلاکت مین تہے لیکن مسلمان شہادت کی نشہ مین اپنی جانین فدا کرتے ہوے قلعہ والون کی تندی و تیزی پر غالب آگئے اور شہر سے دو شخص نکلکر طالب امان ہوئے اور کچہ فوج لیکر شہر کو واپس گئے۔ جون ہی فصیل سے گذرے شہر والون نے گہیر لیے

لیاکہ اب مسلمانون کی عنان حکومت ایک ایسے اولوالعزم بہادر کے ہاتہہ مین ہے جو اسلامی جوش سے باقاعدہ کام لے سکتا ہے اور مسلمان ہکو اسلام کا سچا خادم جانکر اسکے جہنڈے تلے جانین قربان کرنے سے نہین ہچکچکے ایسے وقت مین انکساری اور عاجزی کے سوا بچاؤ مشکل ہے اسلیے نہایت قیمتی تحفہ بہیجکر ۴۴۱ھ مین صلح کی درخواست کی طغرل بیگ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ خاص قسطنطنیہ مین شاہ روم اپنی لاگت سے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرے اور جو مسلمان قسطنطنیہ مین موجود ہین اس مین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدائے گونج سے اسلام کی منادی کرسکین اور نماز آزادی کے ساتھ پڑہین اور طغرل بیگ کا خطبہ پڑہا جاوے غور کا مقام ہے کہ اتنا بڑا اعزاز جو طغرل بیگ کو حاصل ہوا محض حقیقی جوش سے حاصل ہوا تہا - اور یہ جوش تقلید صحابہ کرام کی بدولت ملا تہا - جو کتاب کی تالیف کا مدعا ہے - اس قوم نو مسلم نے پچاس سال کے عرصہ مین پابندی احکام قرآن سے نہایت ہی اعزاز حاصل کیا - اور ان اسلامی اقوام پر جو صدیون سے مسلمان تہے مگر عدم تعمیل شریعت سے جوش کہو چکے تہے غالب آگئے اور ایک صدی کے اندر ہی اندر رومی طاقت کا ایشیا سے استیصال کردیا -

غزوہ دیگر

۴۴۶ھ ہجری مین سلطان طغرل بیگ نے آرمینا پر چڑہائی کی اور قلعہ ملاذکرد کو گہیر لیا - اور رومیون کو سخت شکست دیکر ایشیا کو لوٹ لیا شہر ویران کردیا اور فتح کرتا اور رومیون کو قید اور قتل کرتا ہوا ارزن روم تک جا پہونچا اور برف باری کے سبب سے آذربائجان کو واپس چلا آیا -

جبکہ سلجوقی بہادر رومی ممالک کو فتح کررہے تہے سلطان طغرل بیگ کا چچیرا بہائی قتلمش نے قونیہ اور اقصرا وغیرہ وسیع علاقہ پر تصرف کرلیا جسکی اولاد دولت عثمانی کے ظہور تک قونیہ - اقصرا - سیورس - توقات - انگوریہ - ملاطیہ - بلاد ہستان - قیساریہ - سیکنا - اناطیہ پر حکمران رہی ۴۴۷ھ ہجری مین طغرل بیگ بغداد مین داخل ہوا - اور آل بویہ کی طرح خلیفہ القائم بامر اللہ کا سرپرست ہوا اور خلیفہ کی بیٹی سے نکاح کیا -

الپ ارسلان

سلطان طغرل بیگ کئی ایک فتوحات اور انتظام سلطنت کے بعد ۴۵۵ھ ہجری مین فوت ہوا - اور اسکی جگہہ اسکا بہتیجا الپ ارسلان محمد بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق تخت نشین ہوا - خاندان سلاجقہ مین نہایت عظیم الشان اور بہادر شایق غزا گذرا ہے یہ سلطان علماء و فضلاء کا قدردان اور احکام مذہبی کی تعمیل مین بہت

جو بنی اسٹرسے کی چیدہ بہادر فوجون کو اپنے ساتھ ملالیا۔ اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ ۴۶۳ ہجری مین بلاد اسلام کی طرف چلا۔ چونکہ اب کی دفعہ قیصر روم کے پیش نہاد خاص دار السلام بغداد کا فتح کرنا تہا اس لیے فراہمی فوج اور سامان اور تالیف قلوب اور ترغیب و تحریص مین کوئی دقیقہ باقی نرکہا۔ اہل یورپ کے حوصلہ ہر طرح سے بڑہائے گئے تہے اور جب یہہ ٹڈی دل اسلامی علاقہ مین داخل ہوا۔ تو آلپ ارسلان عیسائی فوجون کی کثرت سنکر حیران رہ گیا۔ اور دشمن کے قریب پہونچنے کے سبب اپنی فوجون کو جمع نہ کرسکا اس لیے نازک حالت خیال کرکے تمام فالتو مال و اسباب اور خزانہ وغیرہ وزیر اور بیگمات کے ساتھ ہمدان کو بہیجدیا۔ اور خود صرف پندرہ ہزار چیدہ شاہ سوار لیکر بیشمار عیسائی لشکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا" اور کہا کہ انی اقاتل محتسبا صابرا۔ اگر فتح پائی تو سب کچہ ہمارا ہے۔ اگر شہید ہوگیا تو ملک شاہ میرا بیٹا ولی عہد ہے۔ جب دونون فوجین قریب پہنچین تو دونون ہراولونکا مقابلہ ہوگیا۔ عیسائیون کے ہراول پر وسنہار روسی فوج تہی اسلامی ہراول نے فتح پائی اور روسی سردار قید ہوگیا۔ جسکو سلطان نے تشہیر کے لیے بغداد بہیجدیا۔

سلطان قلت فوج کے سبب لڑائی سے پہلو بچانا چاہتا تہا۔ اس لیے قیصر روم سے صلح کی درخواست کی مگر مغرور قیصر نے عام انسانی اوصاف اور سابقہ اسلامی احسانات کو بالائے طاق رکہکر یہہ جواب دیا کہ دار السلطنة (رے) کے لینے کے بعد اس تمہاری درخواست پر غور کیجائیگی۔ آلپ رسلان یہ سنکر گہبرا گیا۔ مگر اسوقت شاہی امام اور فقیہہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری حنفی نے پر جوش تقریر سے سلطان کا حوصلہ بلند ہوا دیا۔

خلاصہ تقریر فقیہہ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ اپنی مقدس اور متبرک کتاب مین فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (سورۃ النساء پارہ ۵) مسلمان تو محض اسلام کی حمایت اور توحید کی اشاعت کے لیے ہتہیار اٹہاتے ہین اور کفار گمراہی و بد اخلاقی و لذائذ جسمانی و ہواجس نفسانی۔ مادہ پرستی وغیرہ شیطانی امور کے پہیلانے کے لیے لڑتے ہین اللہ تعالی نے ایسی لڑائیون مین فتح کا وعدہ کیا ہے اور جو لوگ اس کے امر و نہی کا ماننے والے اور اہلیت اسلام رکہنے والے ہین انکے ذریعہ سے اسلام کا غلبہ یقینی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین "لایزال ھذا الدین ظاھرا علی کل من ناواہ حتی تقوم الساعۃ واھلہ ظاھرون" چونکہ یہ صفات اہلیت اسلام کی آپ کی ذات مین موجود ہین اور کفار محض استیصال اسلام کے لیے آرہے ہین امید کرتا ہون کہ فتح آپکو ضرور حاصل ہوگی حملہ جمعہ کے روز بعد زوال کے کیا جاوے جبکہ تمام اسلامی ممالک

اور سب کے سب لڑکر شہید ہوگئے اس واقعہ سے شہر والوں کا حوصلہ بڑھ گیا اور باہر نکلکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اسوقت سلطان نماز پڑھ رہا تھا دشمن کے زبردست اور غائبانہ جنگ کی خبر دی گئی لیکن خدا پرست اور مستقل مزاج سلطان پر ذرہ اثر نہ ہوا۔ بدستور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز مین مشغول رہا۔ نماز سے فارغ ہو کر سوار اور کفار کے مقابل ہوا سلطان کی غازیانہ آن پر مسلمان قربان تھے۔ جب اللہ اکبر کی موحدانہ گونج نے مخالفون کے دلون کو ہلا کر حملہ کیا۔ تو سطوت جبروتی اسباب ناسوتی پر غالب آگئی اور عیسائی بہاگ کر شہر مین داخل ہوگئے مگر مسلمان بہادر بہی ساتھ ہی گہس گئے جنکی ہمراہ اُن کا بہادر سلطان تھا شہر پر سلطان کا قبضہ ہوگیا۔ کچھ عیسائی ایک برج مین محصور ہوگئے۔ جب کسی طرح اطاعت پذیر نہ ہوئے تو ناچار برج کو آگ لگا جلادیا۔ سلطان کیمپ کو واپس چلا گیا۔ رات کو آندہی چلی۔ برج مذکور کی آگ اُڑ کر شہر کو جا لگی اور جلا کر بہسم کردیا۔ اور پاس کے قلعہ مضبوط پر سلطان کا قبضہ ہوگیا اس بڑی فتح کے بعد فارص کو گیا اس نواح مین لوگ بہ طیب خاطر مسلمان ہوگئے۔ یہان سے شہر آنی کو گیا۔ جو نہایت حصین اور مستحکم تھا۔ دریائے روس پر آباد تھا۔ اس مین صرف گرجے پانچسو تک تہے آبادی بیشمار تہی محاصرہ کیا گیا۔ لیکن کارگر نہ ہوا مسلمان فتح سے مایوس ہوگئے۔ لیکن سلطان نے ایک لکڑی کا برج قلعہ کے برابر اونچا بنادیا اور بہادرون کو اس مین بٹھلادیا۔ متواتر تیر بارانی سے مخالف فصیل پر سے ہٹ گئے اور مسلمان نقب لگانے لگے مگر تائید ربی سے فصیل کا کچھ حصہ خود بخود گر پڑا۔ اور سلطان کا اقبال کام کر گیا۔ مسلمان شہر مین داخل ہوگئے اور بیقدر عیسائی مقتول ہوئے کہ مردون کی لاشون کی کثرت سے مسلمانون کا شہر مین داخل ہونا رک گیا۔ اور اسیقدر قید ہوئے۔ اور اس فتح کے بشارت نامہ تمام اسلامی بلاد مین روانہ کیے گئے اور فتح نامہ دارالخلافہ بغداد مین پڑہا گیا۔ خلیفہ نے الپ ارسلان کو خط لکہا اور الفاظ ثنائیہ اور دعائیہ درج کیے۔

الپ ارسلان جرار لشکر ایک بہادر امیر کی ماتحتی مین چہوڑکر واپس ہوا۔ اور شاہ کردستان سے بشرط ادائے جزیہ میعادی صلح کی گئی ۴۶۲ھ ہجری مین شاہ روم بہت بڑی فوج لے کر قسطنطنیہ سے شام پر حملہ آور ہوا اور شہر منبج لوٹ کر اور باشندون کو قتل کر کے قحط سالی کے سبب سے واپس ہوا۔

الپ ارسلان کی فتح عظیم

بہادران سلجوق کے غازیانہ عزم اور مجاہدانہ ازم سے اہل یورپ نے سمجھ لیا کہ اب اسلامی حرارت سے باقاعدہ کام لینے والے نکل آئے ہین اگر متفقہ کوشش سے اس سیلاب کو نہ روکا گیا۔ تو یورپ کو ایک نہ ایک دن ضرور اپنا ماتم کرنا پڑے گا اس لیے ارمانوس قیصر روم نے یورپ کے کئی ایک ملکون سے مثلاً۔ اٹلی۔ یونان۔ فرانس۔ روس

مین الپ رسلان کی فوج کو رومی فوج سے کوئی نسبت ہی نہ تہی۔ لیکن الپ ارسلان اور اسکے بہادر ہمراہیان مین اسلام کا سچا جوش موجود تہا۔ اور تقلید صحابہ کرام حمایت اسلام کے لیے جان دینے کا اعلی جوہر اُن مین پایا جاتا تہا۔ غیر اقوام کا رعب و ہراس اُنکے پاس نہ پہٹکتا تہا۔ استقلال و ہمت ہر وقت اُنکے ساتہ تہا۔ انہین اوصاف سے قوم کی عزت و عظمت قائم رہ سکتی ہے اتباع شریعت کے بغیر کبہی بہی حقیقی جوش پیدا نہین ہو سکتا۔ اور سچے جوش کے بغیر کوئی قومی کام نہین چل سکتا۔ آلپ ارسلان کا یہ واقعہ امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے نہایت ہی باعث افتخار ہے جب قیصر ارمانوس سلطان کے پاس قید کرکے لایا گیا۔ تو خدا پرست سلطان نے کہا کہ کیا مین نے تجہہ سے صلح کی درخوست نہین کی تہی۔ اور تم نے نامنظور کی دیکہو وہ قادر مطلق احکم الحاکمین جو سب مغروروں متکبروں کا غرور مٹانے والا ہے اُسی نے تمکو غرور کا یہ نتیجہ دیا ہے۔ قیصر نے کہا کہ اب ملامت نہ کیجیے۔ سلطان نے کہا اگر تم مجہکو قید کر لیتے تو کیا سلوک کرتے۔ قیصر نے جواب دیا کہ مین بہت بُری طرح سے پیش آتا۔ سلطان نے کہا کہ اب تم مجہ سے کیا امید رکہتے ہو۔ قیصر نے کہا پہلے مجہے قتل کروگے اور پہر میری لاش کو ممالک اسلام مین تشہیر کروگے دوسری امید عفو بعوض ادائے زر فدیہ بعید از قیاس ہے۔ سلطان منجملہ عباد الرحمن تہا کہنے لگا کہ چونکہ اللہ تعالی جل شانہ نے مجہ ناچیز بندے کو ایسی عظیم الشان فتح دی ہے اس کے شکرانہ مین مین وہی سلوک کرتا ہون جو تمہاری خیال مین ناممکن دکہائی دیتا ہے اور تمکو زندہ چہوڑتا ہون قیصر کو ایک تکلیف خیمہ مین اتارا گیا۔ اور دس ہزار دینار طلائی بطور ضیافت بہیجے گئے اور اسکی خوشنودی کے لیے کئی ایک جلیل القدر رومی سردار رہا کیے گئے اور انکو قیمتی خلعت دیے گئے اس قدر رحم سلطانی دیکہہ کر شاہ روم اپنے خیمہ مین ہی ٹوپی اتار کر سلطانی تعظیم بجا لایا۔ اور پچاس سال کی میعادی صلح بدین شرائط قرار پائی (۱) قیصر کا زر فدیہ پندرہ لاکہہ دینار دیا جاوے (۲) رومی فوج کو جس وقت سلطان طلب کرے حاضر کیا جائے۔ (۳) جسقدر مسلمان قیدی ممالک روم مین موجود ہین سب چہوڑ دیے جائین اس قرارداد کے بعد قیصر کو سلطانی فوج کے ایک دستہ کی ہمراہ نہایت عزت سے واپس روانہ کیا گیا۔ اور تین کوس تک سلطان نے متابعت کی۔ قیصر آرمانوس زر فدیہ مین سے صرف دو لاکہہ دینار اور نوے ہزار کے جواہرات ادا کر سکا اور باقی کے لیے اپنی ناداری کا عذر پیش کیا۔ اس فیاض اور رحمدل سلطان نے باقی ۱۲ لاکہہ دینار معاف کر دیے یہ واقعہ سنہ ۴۶۳ ہجری کا ہے۔

جنگ سے پہلے قیصر کا متکبرانہ جواب اور فتح کے بعد سلطان کا رحیمانہ سلوک عیسویت اور اسلام کی عملی تعلیم کے کُہلے نظائر ہین زر فدیہ بمقابلہ ان تمام نقصانون کے جو اسلامی علاقہ کے تاخت و تاراج اور خرچہ جنگ سے ہوئے بہت کم ہے دوسری شرط زمانہ مستقبل سے تعلق رکہتی ہے جو کبہی ایفا نہ ہوئی اور ہوتی بہی تو عیسائیون کے مقابلہ مین

ممالک مین ممبرون پر خطیب "اللّٰھم انصر من نصر دین محمد و اخذل من خذل دین محمد" کے دعائین مانگ رہے ہون اُسوقت حملہ کیجئے خدا تعالی فتح دیگا۔ اس تقریر سے الپ رسلان اور اُسکی قلیل مگر جان باز فوج کا حوصلہ بڑھ گیا۔ جمعہ کے دن سلطان نے پہلے نماز پڑھی اور سخت زار زار رو کر "اَللّٰھُمَّ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ" کی دعائین مانگی سب نے آمین کہی پہر بہرا ہون کو کہا میں تو موت کے دریا میں تیرنے لگا ہون تم مین سے جو واپس جانا چاہتا ہے چلا جاوے مین باز پرس نہین کرونگا مگر اُن خادمان اسلام اور عاشقان خیر الانام نے جو "فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً" پر دل سے یقین رکہتے تہے اور شمولیت معرکہ کارزار کو اپنی نجات اور اسلام کے حمایت کا باعث جانتے تہے سلطان سے عرض کیا کہ یہہ کوئی آپکا ذاتی کام نہین آپ محض قوم و ملت پر قربان ہونے لگے مین جسکی شراکت شاہ و گدا امیر و فقیر زن و مرد سب پر یکسان فرض ہے اس لیے اس ڈیوٹی کے ادا کرنے مین آپ اور ہم سب برابر ہین دیکہئے ہم راہ خدا مین کیسی جانین فدا کرتے ہین اور یہہ غازیانہ جواب سُنکر آلپ رسلان نے حکم دیا کہ تیر و کمان پہینکدو صرف تیغ و سپر لے لو۔ سفید لباس پہن لیا اور خوشبو لگالی۔ اور کہا کہ اگر مین مارا گیا تو یہی میرا کفن ہوگا۔ جب دونون فوجین قریب پہونچ گئین تو پہر گہوڑے سے اتر کر سربسجود ہوا۔ اور زار زار رو کر دعائے فتح مانگی اور سوار ہو کر ایسے مجاہدانہ جوش سے حملہ کیا کہ چند ہزار بہادران اسلام دو لاکھ رومی فوج کے صفون کو شیرون کی طرح چیر پہاڑ کر رومی فوج کے عین قلب مین جا پہونچے۔ رومیون نے چارون طرف سے مسلمانون پر حملات شروع کئے۔ لیکن جان فروش غازیون نے جو زندگی سے ہاتہہ دہو کر ایسے بحر بے کران مین غوطہ زن ہوئے تہے اور "جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہمت" کا اعلی نمونہ دکہا رہے تہے عیسائی جوش پر غالب آگئے اور ہزارہا مخالفون کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کاٹ کر خاک ذلت پر ڈال دیا۔ رومی بہاگ نکلے اور مقتولون کی لاشون سے زمین پٹ گئی۔ اور شاہنشاہ روم ایک غلام کے ہاتہہ قید ہوگیا۔ جسکا آقا قیصر روم کو سلطان الپ رسلان کے پاس لے گیا۔

کہتے ہین کہ جب وزیر نظام الملک کے سامنے جانباز مجاہدین پیش ہو رہے تہے تو اس غلام کو بہی اُس کے آقا نے پیش کیا چونکہ غلام مذکور بدصورت کوتاہ قد تہا نظام الملک نے اُسکے انتخاب سے انکار کیا۔ آقا نے غلام کا کمال شوق غزا بیان کیا وزیر نظام الملک نے یہہ کہکر کہ شاید یہی غلام قیصر روم کو قید کر سکے لے لیا۔ آخر وہی ہوا جو اُس بیدار وزیر کے منہ سے نکلا تہا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۔

اس فتح عظیم کے اسباب و نتائج پر اون لوگون کو غور کرنی چاہیے جو اسباب و تعلقات کی کثرت پر مر مٹے بیٹھے

وزیر نظام الملک کے نام نامی کی یادگار تہا جو ۴۵۹ھ ہجری مین مکمل ہوا۔ بزمانہ اسلام کے لیے مبارک تہا۔ نظام الملک کا
ایک ہمعصر سلطان ابراہیم غزنوی محمود غازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا پوتا تہا۔ جو اپنے عقل و فراست اور ہمت و شجاعت
سے ہندوستان مین دور دراز تک نشان فتح گاڑ رہا تہا اور محض اپنی تدبیر و دانش سے غزنویون اور سلجوقیون
کی قدیمی مخالفت کے دور کرنے میں کامیاب ہوا۔ اور اپنے بیٹے کی شادی ملک شاہ کی بیٹی سے کر کے رشتہ اتحاد
و اخوت کو قائم کیا۔ اس عہد مین مراکو کا دیندار سلطان یوسف بن تاشفین سپین مین عیسائی دنیا کو اسلامی
شمشیر کے جوہر دکہا رہا تہا۔ ملکشاہ ۴۸۵ھ ہجری تک بیس سال کی سلطنت کے بعد راہی فردوس برین ہوا
کہتے ہین کہ حسن بن صباح کے کسی مرید نے زہر سے ملکشاہ کو ہلاک کیا تہا اور اس سے ایک ماہ بیشتر نیک نہاد و فاضل
وزیر نظام الملک اس حسن بن صباح کے ایک مرید کے ہاتہہ سے جام شہادت نوش کر چکا تہا جسکا ذکر آگے آئیگا
اور ۴۸۷ھ ہجری مین خلیفہ المقتدی بامر اللہ فوت ہوا۔ اور المستظہر باللہ بن المقتدی خلیفہ ہوا جسکے عہد مین فرنگیون
نے بیت المقدس کو تاراج کیا۔ اور شام پر قبضہ کر لیا۔ اور حسن بن صباح نے زور پکڑا۔ افسوس کہ ملکشاہ کے
مرتے ہی زوال شروع ہو گیا۔ اور ولی عہد کے کسی خاص قاعدہ کے نہ ہونے سے سرداران سلجوقیہ مین نفاق
پڑ گیا۔ اور ایک کی جگہہ کوئی نصف درجن خود مختار سلطان بن بیٹہے۔ اور جو مجموعی طاقت مخالفان اسلام
کے برخلاف استعمال کیجاتی تہی اب بکہر کر اپنی ہی بیخ کنی کرنے لگی اگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید
کی جاتی اور جمہوری انتظام اور عام انتخاب پر امارت کا انحصار رہتا تو یہہ تباہی نہ آتی۔ اس زمانہ مین حسن
بن صباح عقائد کے بگاڑ سے اسلامی جہتہ کو سخت نقصان پہونچا رہا تہا اور چیدہ اور کام کرنے والے سلاطین
و امرا و علما و فضلا کے قتل سے مسلمانون کو برباد کر رہا تہا اور آیندہ نسلون کے لیے الحاد و بیدینی کا زہریلا
بیج بو رہا تہا۔ اور جدید عقائد کی اشاعت کی تحریک کا مادہ بہم پہونچا رہا تہا۔ اور مخالفت اسلام کا حوصلہ بڑہ رہا
تہا۔ اسکا حال آگے فرقہ اسمعیلیہ مین بیان کیا جاوے گا۔ ملک شاہ کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے
برکیارق اور محمود مین فساد ہوا۔ مگر محمود چند ماہ بعد مر گیا۔ طمع سلطنت نے تین چچاؤن کو برکیارق سے
شمشیر بکف اور آرزوئے سلطنت مین برباد کیا۔ پہر محمد بن ملکشاہ برسرپیکار ہوا۔ ان ہی دنون مین شام
پر مجاہدین یورپ نے قبضہ کر لیا۔ اور بیت المقدس مین ستر ہزار مسلمان ہلاک کیے گئے۔ ۴۹۲ھ ہجری مین
دونون بہائیون نے ملک تقسیم کر کے صلح تو کر لی لیکن طاقت سلطانی کو گہٹا دیا۔ ۴۹۸ھ ہجری مین سلطان
برکیارق فوت ہوا۔ اور سلطان محمد واحد سلطان عجم مقرر ہوا۔ پہلے تو اُسکو ملکشاہ بن برکیارق سے لڑائی پیش
آئی اور پہر ملحدین فدائیون کی طرف متوجہ ہوا۔ جنہون نے برکیارق اور محمد کے مفسدات کے دنون مین بہت زور پکڑ
لیا تہا۔ ملحدین کو سخت محصور کیا۔ مگر محمد کا وزیر سعد الملک بہی باطنی ملحد تہا بادشاہ کے مارنے کے فکر مین

کیا کام دیتی البتہ تیسری شرط مفید قوم تہی مگر عیسائیون کے حق مین کچہ ضرر رسان نہ تہی۔ سلطان نے کوئی سخت شرط پیش کی جس سے سلطان کی اعلی درجہ کی الوالعزمی اور سیر چشمی ثابت ہوتی ہے ہان ضمناً یہ نتیجہ نکلا کہ سلجوقیون کا رعب رومیون پر سخت چہا گیا اور انکی متفرق سلطنت کے جزو واقعہ ایشیا کوچک یورپ کے صلیبی مجاہدین سے بہی بچ بچا کر ظہور سلطنت عثمانیہ تک موجود رہے۔

مقتل الپ ارسلان

سنہ ۴۶۵ھ مین سلطان نے بخارا پر چڑہائی کی جہان کے سلمان بادشاہ شمس الملک باغی ہوگیا تہا بیس دن کی عرصہ مین جیحون جیسے دریا پر پل باندہ کر اتر گیا۔ فوج مین سوار صرف دو لاکہ تہے ایک باغی قلعہ دار یوسف خوارزمی کو پکڑ کر حاضر دربار کیا گیا۔ سلطان نے سزا دینی چاہی وہ سخت کلامی سے پیش آیا سلطان نے غصہ مین آکر تیر و کمان پکڑ لیا اور اپنی اعلی درجہ کی تیراندازی پر اعتماد کر کے غلامون کو کہا کہ ہٹ جاؤ مین ابہی اُسکو نشانہ بناتا ہون سلطان جسکا کبہی نشانہ خطا نہین ہوا تہا دشمن کو نہ لگا۔ یوسف نے سلطان پر حملہ کیا سلطان تخت سے اُٹھ کہڑا ہوا پاؤن جلدی سے لڑکہڑایا اور گر پڑا۔ یوسف نے سلطان کو چہری سے مجروح کیا۔ اور آپ وہین ترکون کے ہاتہ سے قتل ہوگیا۔ الپ ارسلان اسی زخم مہلک سے چند روز بعد مر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس سلطان نے جو کچہ مرتے دم کہا ہے وہ مغرور سلاطین کے لیے ایک عمدہ سبق ہے۔ جب سلطان زخمی ہوا۔ تو کہا جب مین کسی دشمن سے لڑا۔ یا کوئی کام شروع کیا ہمیشہ پہلے خدا تعالی سے مدد مانگ لیتا۔ اور اپنی کمزوری اور ضعف کا اقرار کرتا لیکن جب مین کل اس ٹیلہ پر چڑہا تو فوج کی کثرت دیکہہ کر مجہے ایسا معلوم ہوا کہ زمین میرے پاؤن تلے کانپ رہی ہے مینے کہا کہ مین دنیا کا بادشاہ ہون اور کوئی مجہکو شکست نہین دے سکتا۔ ان متکبرانہ خیالات کا نتیجہ ہے کہ آج اُسنے اپنی ایک ادنی مخلوق سے مجہکو عاجز کر دکہایا اور لاکہون مددگارون مین سے کوئی کام نہ آیا۔ اب مین توبہ کرتا ہون خدا تعالی مجہکو مغفرت عطا کرے آمین الپ ارسلان نے ۴۵۵ھ سے ۴۶۵ھ ہجری تک دس سال حکومت کی خلیفہ القائم بامر اللہ ۴۶۷ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اُسکا پوتا المقتدی بامر اللہ بن محمد بن القائم خلیفہ ہوا۔ الپ ارسلان کی وفات کے بعد اُسکا بیٹا ملک شاہ تخت نشین ہوا جسکو پہلے تو اپنے خاندان کے ایک دو تلخصون سے دست و گریبان ہونا پڑا۔ پہر قیصر روم سے بگاڑ ہوا۔ اور شکار مین قید ہوا۔ مگر دشمن نے معلوم نہ کیا کہ یہی ملک شاہ ہے وزیر نظام الملک نے مشہور کر دیا کہ سلطان شکار سے واپس کیمپ مین آگیا ہے اور قیصر سے صلح کر لی اور سلطان کو رہا کرا لیا۔ بعد ہ بڑی لڑائی سخت ہوئی ملک شاہ نے فتح پائی اور قیصر روم نے قید کی ذلت اُٹھائی اور چند شرائط پر خلاصی پائی۔ کل ایشیا روم کا علاقہ سلطان نے لے لیا اور سلجوقی امرا مین تقسیم کر دیا۔ اس سلطان کا عہد علمی ترقی کے لیے مشہور ہے بغداد کا نظامیہ کالج اسی کے

ت ہ کی سنہ وفات سے لیکر نورالدین محمود کے نائب السلطنت ہونے تک المستظہر باللہ ۵۱۲ہ ہجری سے
۵۲۹ھ ہجری تک اور المسترشد باللہ بن المستظہر ۵۱۲ھ تک اور الراشد باللہ بن المسترشد ۵۲۹ھ تک خلیفہ بغداد رہے
ان سلجوقی سلاطین کے گھٹ پتلی تھے اسکے بعد المقتفی بن المستظہر خلیفہ ہوا جسکو ابتدا مین سلطان مسعود نے سخت تکلیفین
دی مگر مسعود کے مرنے کے بعد ۸ سال تک سلطان نورالدین محمود کی نیابت کے زمانہ مین عزت و شوکت کے ساتھ ۵۵۵ھ
تک عالم اور عادل خلیفہ فوت ہوا اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا المستنجد باللہ خلیفہ بغداد ہوا اور اسکے بعد ولی اللہ المستضی بامر اللہ
۵۶۶ھ ہجری مین خلیفہ ہوا۔

فرقہ اسماعیلیہ

جب اسلام مین موروثی سلطنت کی بنیاد پڑی اور جو شخص مقدس عہدہ خلافت پر ممتاز ہونے لگا وہ اشاعت توحید مین
و سنت یا بالکل غافل نکلنے لگا۔ اور عقائد اسلام مین رخنہ اندازی ہونے لگی اس لیئے اس ہولناک اندیشہ کو بھانپ کر
بعض مقدس علماء باعمل نے تبلیغ احکام قرآنی کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی اور ایک خاص اسلامی مشن مقرر
کر گیا جو اپنے شاگردون مریدون کو زہد و تقوی صبر و قناعت رضا و تسلیم کی تعلیم دیتے اور متوکلانہ اور بلاغرضانہ
زندگی اور سادگی اور تحمل شدائد کی مستقل عادت ڈلواتے اور اشاعت اسلام پر لگاتے گروہ تابعین مین ایسے
علم روحانی امام زین العابدین خواجہ حسن بصری۔ قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم وغیرہم
اصحاب ممتاز گذرے ہین یہ مقدس گروہ دن بدن اپنے اعمال صالح اور بے لوث افعال کے سبب اہل اسلام مین
بڑا ہر دلعزیز ہو گیا۔ یہی لوگ صوفی کہلاتے ہین مجاہدہ و ریاضت کے مفید اصول سے نفس کشی کیجاتی اور انوار
روحانی جسمانی تعلقات پر غالب آتے۔ اور اور خوارق عادات دکھاتے۔ اور عوام کی ارادت صادقہ بڑھاتے۔
بنی فاطمہ آل نبی ہونے کے سبب اور روحانی فوقیت رکھتے تھے بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کے اقبال کا بھی
سادات باعث ہوئے تھے ظاہری سلطنت انکو نہ ملی مگر مذہبی حکومت کی عموماً یہی مالک رہے۔ ان مین سے جعفر صادق
رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ مین فضیلت صوری و کمالات معنوی اور قبولیت عامہ اور ہدایت عامہ کے کمال معراج پر پہونچ چکے تھے
بڑے بڑے علماء و فضلا آپ کی بیعت سے مشرف ہو کر ہدایت خلائق پر مامور ہوئے۔ اہل سنت جماعت
اور شیعہ دونون فرقے آپکے صلح کل اور صوفیانہ روش کے معتقد رہے۔

واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدین اور انکے مقدس فرزند اور پوتے امام محمد باقر اور جعفر صادق رضی اللہ عنہم
نے تو بالکل ظاہری حکومت کے ادعا سے علیحدگی رکھی۔ مگر زید بن امام زین العابدین اور انکے فرزند ارجمند یحیی بن
زید رضی اللہ عنہ نے سلطنت کے لیے برخلاف سلاطین بنی امیہ علم مخالفت بلند کیا اور دونون بزرگوارون۔

لگا۔ بادشاہ ہر ماہ فصد کہلواتا تہا۔ وزیر نے فصاد کو کہا کہ زہر آلودہ نشتر سے فصد کرے بادشاہ کو پتہ لگ گیا۔ اور بیمار بن بیٹہا۔ فصاد کو بلایا جب وہ فصد کرنے لگا بادشاہ نے گہور کر دیکہا۔ فصاد ڈر گیا۔ اور تمام حال کہدیا۔ سلطان نے اُسی نشتر سے فصاد کو ہلاک کیا۔ اور وزیر کو معہ متعلقین قتل کرا دیا۔ مگر قلعہ کا محاصرہ چہوڑ دیا۔ یہ سلطان سطوت آبائی رکہتا تہا۔ لیکن اپنے خانگی فسادون اور ملحدین کی شرارت سے شام مین کوئی قومی خدمت نہ کرسکا۔ اور عیسائی بدستور قابض شام رہے۔ سلطان محمد ۵۱۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اسکا جانشین اُسکا بیٹا سلطان محمود ہوا۔ مگر سلطان سنجر بن ملکشاہ سے شکست پاکر طالب امان ہوا۔ سنجر نے حکومت عراق حدود شام تک محمود کو دیدی اور سلطان کا علاقہ چین سے لے کر مصر کے مغرب تک اور بحیرہ خزر سے لیکر یمن تک پہیل گیا۔ اور باپ دادے کی شوکت حاصل ہوگئی۔ مگر مسلمان امراء وسلاطین سے زیادہ لڑتا بہرتا رہا چین پر حملہ کیا۔ اور سخت شکست کہائی اور تمام عمر کا اندوختہ کہو دیا۔ اور ۵۱۹ھ ہجری مین ایک باغی سردار نے قید کرلیا۔ اور ایک سائیس کے برابر تنخواہ مقرر کی پہ سلطان ۵۲۲ھ ہجری مین فوت ہوا سلطان سنجر کے بعد محمود خان ساڑہے پنج سال حکمران رہا جس سے سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ والی عراق نے تمام سلطانی علاقہ پر تصرف کرلیا۔ اور ۵۲۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اُسکو بہی اسکی بہائی مسعود نے آرام نہ لینے دیا۔ بعد ازان سلطان سنجر طغرل بن محمد تخت نشین ہوا جبکی مسعود سے لڑائیان ہوتی رہین اور پہر مسعود سے صلح ہوگئی اور ۵۲۹ھ ہجری مین فوت ہوا اور سلطان مسعود بن محمد بن ملکشاہ سلطان ہوا۔ اسی نے خلیفہ الرشید باللہ معزول و مقتول کیا۔ اور خلیفہ المقتفی لامر اللہ کا تمام مال و اسباب چہین کر مفلس و قلاش بنا دیا تہا مسعود اور اسکے بہتیجے داؤد مین لڑائیان ہوئین ہین جس سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور ولی عہد مقرر کردیا مگر ۵۳۳ھ مین داؤد ایک فدائی کے ہاتہ سے مقتول ہوا۔ مسعود کو پہر کئی ایک مسلمان سردارون سے مقابلہ کرنا پڑا انہین خانہ جنگیون مین ۵۴۵ھ تا ۵۴۷ھ ہجری مین یہ اہی ملک بقا ہوا۔ اور خلفای بغداد بہی پنجہ سلاطین سے جو بظاہر نائب السلطنت اور در اصل خود مختار خلیفہ ہوتے تہے خلاص ہوئے اور بجائی سلاطین سلاجقہ حقیقی نائب السلطنت نورالدین ہوا جسنے کمال بے غرضی اور فتوحات عظیمہ سے خلافت عباسیہ مین جان ڈالدی اُس کے بعد برائے نام سلطان و نائب السلطنت ملکشاہ بن محمود۔ محمد بن محمود۔ سلیمان بن محمد۔ ارسلان بن طغرل۔ طغرل بن ارسلان۔ سنجر بن سلیمان۔ قزل ارسلان۔ وغیرہ برائے نام سلجوقی سلطان ہوئے۔ لیکن اُن کے عہد مین سوا باہمی کشت و خون کے اور کچہ نتیجہ نہ نکلا۔ یہانتک کہ انکا اکثر ماتحت ملکون ماوراء النہر۔ رے وغیرہ مین خاندان خوارزم شاہی کا تسلط ہوگیا۔ اور اُسکے متفرق اجزا ایشیا کوچک اور جزیرہ اور فارس کے جنوبی اضلاع مین حکمران رہے۔

اس کتاب مین مطلوب نہین ۔ ایسلیے صرف اتنا لکہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے عقاید کی آہستہ آہستہ خفیہ تعلیم دیتے
ادہر ایک مسئلہ کا ظاہر وباطن مانتے تہے اور احکام قطعی مین بہی تاویل کر لیتے ۔ اس وجہ سے ان کو باطنی بہی کہ
آج کل کے فری مین کی طرح اُنکے ہان کئی عہدہ دار ہوتے ۔ سب سے بڑا داعی الدعات ہوتا تعلیم کے سات طبقہ
تہے جنکا بڑا مدرسہ (فری میسن ہوس) قیروان واقعہ شمالی افریقہ مین بنایا گیا ۔ اس مذہب کے داعی اور نقیب ہر ایک
ملک مین جاتے اور خلافت عباسیہ اور امامت فاطمیہ کے برخلاف خیالات پہیلاتے منصور بن محمد
جعفر حبیب تینون مخفی امام شمار ہوتے ہین جنکو سلطنت نہ ملی اور خفیہ سلطنت کے لیے سازشین کرتے
رہے ۔ اسکے بعد عبید اللہ مہدی ہوا جسنے طرابلس الغرب بغدادیون کی برائے نام حکومت سے آزاد کرکے
خاندان فاطمین کی بنیاد ڈالی یہان ہمکو عبید اللہ کے عقیدہ سے غرض نہین مورخانہ نگاہ سے اسکی خدمات
کو دیکہنا ہے ۔ یون صدی گذر گئی تقدس آب خلافت بغداد کا ہر ایک دن ابتر ہی آتا رہا ۔ مامون معتصم
واثق ۔ جو بہت بڑے جلیل القدر خلفا گذرے ہین اور مامون اور واثق زبردست عالم بہی تہے مگر معتزلہ
ہوگئے ۔ اور علما کو ستاتے رہے ۔ المتوکل نے گو احیاے سنت کا کام کیا ۔ مگر بقول سیوطی لذات
شراب مین غرق رہا ۔ اور چار ہزار کنیزکون سے فائدہ اُٹہا چکا تہا ۔ اس کے بعد المستنصر المستعین المعتز
نے سواے معزولی مقتولی کے خلافت سے اور کچہ فائدہ نہ اُٹہایا ۔ المہتدی کو عالم پرہیزگار تہا ۔ لیکن
سرکش ولالچی امرا نے اسکا بہی حشر کیا ۔ ۲۵۶ ہجری مین معتمد خلیفہ ہوا جسکی ۲۴ سالہ حکومت
مین رومیون نے ایشیاے کوچک و شام مین اودہم مچا دیا اور خراسان کرمان پر احمد نام باغی قابض
ہوگیا ۔ پس ایسے وقت مین جبکہ ارادت خلفائی جاتی رہی تہی اور اسلامی دنیا مین ایسی کوئی واحد طاقت
موجود نہ تہی ۔ جو ہاروتی عظمت کو قایم رکہہ سکے اور مسلمانون سے قومی ترقی کا کام لے سکے ۔ عبید اللہ
نام ایک شخص ظاہر ہوا ۔ جسکو اکثر مسلمان مورخ خوارستان کا یہودی کہتے ہین اور اسکا فاطمی
ہونا تسلیم نہین کرتے ۔ اور لکہتے ہین کہ چونکہ فتح خوارستان مین عبید اللہ کے یہودی بزرگون مسلمانون
سے تکالیف پہونچی تہین ۔ اس لیے عبید اللہ نے بخیال انتقام مسلمانون مین نفاق ڈالنے کی کوشش
کی اور علم وفضل کے سبب اُسکی تصانیف علماے اسلام کی کتابون مین مل گئی ۔ لیکن فقیر راقم کے
خیال مین یہہ درست نہین اس سے پہلے نفاق وافتراق موجود تہا جسکی ابتدا شہادت امیرالمومنین عثمان
رضی اللہ عنہ اور تکمیل ظالمانہ واقعہ کربلا تہی ۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ کی مخالفت گو پولیٹیکل تہی لیکن ہر ایک
فریق نے اسکو مذہبی رنگ دیدیا ۔ اور بیسیون حدیثین اپنی اپنی فضیلت اور تقدم وفوقیت حقوق
کی وضع کرکے مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملہمانہ صداقت وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ

نے عزیز جانین مع ہزار ہا رفقا کے قربان کین۔ مگر شیعہ زیدیہ کی بنیاد پڑ گئی جو حضرت امام المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کو افضل مانتے مگر نہ خلافت اصحاب ثلاثہ سے انکار کرتے اور نہ برا بہلا کہتے محمد المعروف بہ نفس الزکیہ بن عبد اللہ محض
بن حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب نے حسنی سادات مین سے عہد منصور عباسی ۱۴۵ھ ہجری مین دعوی
خلافت کیا جس کی بیعت امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک وغیرہ اسوقت کے مجتہدین علما نے کی اور مکہ مدینہ پر قابض
ہو گیا مگر منصور عباسی کی فوج کے ہاتہہ سے شہید ہو گئے اور انہین کے چچا زاد بہائی حسین بن علی بن حسن
مثنی رضی اللہ عنہم نے خلیفہ ہادی کے برخلاف مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر شہادت کے سوا اور کچھ حاصل نہ کیا۔ ان
تمام واقعات مین امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ اپنی سلامت روی اور امن پسندی کے سبب الگ رہے تہے
اور انہون نے کبہی اپنی گفتار و کردار سے سلطنت کو بدگمانی کا موقعہ نہ دیا۔ مگر اپنی تقدیس و صلاحیت کے سبب
کل اسلامی دنیا مین اپنی امامت کا سکہ بٹہلا دیا اور اپنے مریدون کے صابر و قانع گروہ صوفیون کے ذریعہ
مختلف ممالک مین اپنے خاندان کی کامل محبت کا بیج بو دیا۔ امام جعفر صادق کا ایک بیٹا اسمعیل تہا۔ وہ
بخلاف باپ دادا پردادا کے ظاہر حکومت کا خواہان تہا۔ اور چونکہ سادات کبہی بہی دعوی سلطنت سے دست
بردار نہین ہوے تہے اور ہمیشہ ہاتھ پاؤن مارتے رہے تہے اسمعیل کو اپنے پدر بزرگوار کی عظمت و
قبولیت دیکہکر امارت ظاہری کا خیال پیدا ہوا۔ مگر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو اپنے بزرگون کی دنیوی
ناکامی سے کافی تجربہ رکہتے تہے ایسے ارادہ کو کب پسند کرتے تہے۔ اس سبب سے اور دیگر وجوہات سے امام جعفر
صادق رضی اللہ عنہ نے امامت اپنے دوسرے بیٹے امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو دیدی۔ اور اسمعیل محروم رہا۔
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بعض انقلاب پسند اور فتنہ انگیز شیعہ اسمعیلیہ ہو گئے۔ گو امام موسی
کاظم رضے اللہ تعالے عنہ کی امامت حقہ کے سامنے اسمعیلیہ دعوی نہ چل سکا۔ مگر ایک اور جدید فرقہ شیعہ اسمعیلیہ
کی بنیاد پڑ گئی۔ اسمعیل کا بیٹا محمد بہی بدستور اپنی امامت کا مدعی رہا۔
اسی پہوٹ کا نتیجہ تہا کہ بانی مذہب قرامطہ نے بہی شروع شروع مین اسی محمد اسمعیل کے بیٹے یا پوتے کی اشاعت
امامت کے دہوکہ مین ہزارون شیعون کو اپنے ساتھ ملا لیا اور بہت کچھ عروج پا لیا۔ چونکہ ایشیا مین امام موسی
کاظم اور انکے لائق مقدس فرزند امام علی رضا رضی اللہ عنہ اور انکے پاک نفس جانشینون اور معتمد مریدون کے
سامنے ہر جگہہ فرقہ اسمعیلیہ ناکامیاب نکلا اسلیے ان لوگون نے عراق سے دور جو امامت کا وطن تہا شمالی
افریقہ مین اڈا جما یا۔ چونکہ وہان نہ بغداد کے خلیفہ کا اور نہ اب عباسی گورنر افریقیہ کا زور تہا۔ وہان اس
گروہ کو اپنے عقائد پہیلانے اور مرید بڑہانے کا میدان مل گیا۔ اور بظاہر صوفیانہ وضع اور شکل و شباہت
مین اشاعت مین اسلام کے مدعی بنکر اپنے پیرو بڑہانے لگے مجہکو اس گروہ کے عقاید پر بحث کرنا

مذہبی قائم کرنے کے بعد ۳۲۲ سنہ ہجری مین مرگیا۔ اور القائم بامر اللہ جانشین ہوا جو باپ سے زیادہ سرگرم مذہب اور
قاتل علما تھا ۳۳۴ سنہ ہجری مین مرگیا اسکا بیٹا منصور خلیفہ ہوا اسی سال اخشید والی مصر مرگیا۔ اور کافور کے بعد
عام علاقہ مصر پر عبیدیون کا تسلط ہوگیا اور اسمعیلیہ مذہب روز بروز ہر طرح سے رواج دیا گیا منصور ۳۴۱ سنہ ھ
مین مرگیا المعز الدین اللہ خلیفہ ہوا جسنے قاہرہ آباد کیا۔ اور ۳۶۱ سنہ ہجری مین جامع ازہر تعمیر ہوئی اور کل صوبہ پر
بھی قابض ہوگیا ۳۶۵ سنہ ہجری مین مرگیا۔ اسکی ماتحت سسلی بھی تھی سسلی کا جنگ عظیم اسی عہد مین ہوا
تھا۔ اسکے بیٹے نزار کے عہد مین حلب حمص جزیرہ مین پر عبیدیون کا تسلط ہوا تھا نزار ۳۸۶ سنہ ہجری
مین فوت ہوا۔ اور الحاکم بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ الحاکم بامر اللہ اپنے بزرگون کیطرح اسمعیلیہ مذہب کا سرگرم حامی تو
تھا ہی امامت وخلافت کے علاوہ خود بھی ایجادی طاقت رکھتا تھا۔ اب مصر۔ طرابلس الجزائر مغرب
شام حجاز۔ یمن۔ جزیرہ پر اُسکا تسلط تھا۔ عرب عراق۔ سندہ مین اسمعیلیہ مذہب پھیل چکا تھا مقابل
پر خلیفہ بغداد مہرہ شطرنج سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ اس لیے اسقدر کامیابی دیکھ کر انسانیت کی درجہ سے
برتری کا خیال پیدا ہوا اور خداوند جل علا کا مظہر کامل بنکر الوہیت کا دعوی کیا اور نزول کی ڈینگ ہانکنے لگا جس
علما نے انکار کیا انکو قتل کرایا گیا مسجدون دروازون اور شارع عام پر صحابہ کرام کو گالیان لکہ دی گئین
خنزیر ناسور کا گوشت حلال کردیا۔ اور تاویل معانی آیات کی آزادی جو عبید اللہ مہدی نے قائم کی تھی
اس سے اسقدر کام لیا گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کہا گیا کہ آپ قرآن کے معانی حقیقی نہین جانتے
انکا جاننے والا صرف الحاکم ہے اُسکے مقلد آجکل شام کے اسمعیلی دروز وغیرہ ہین یہ الحاکم جسکو اسلام سے بہرہ نہین
اور ثانی فرعون تھا اپنی بہن ہی کے اشارے سے ۴۱۱ سنہ ہجری مین مقتول ہوا جبکہ وہ پہاڑ پر وحی اور خدا
کا پیغام لانے کے لیے گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اسقدر ظلم سفاکی کا نتیجہ نفرت اور کراہت اور بددلی تھی اور اسماعیلیہ
خاندان کی ترقی رک گئی اسکے بیٹے الظاہر لاعزاز اللہ نے ۴۲۷ سنہ ہجری تک حکمرانی کی مگر حلب اور شام کا
بڑا حصہ قبضہ سے نکل گیا۔ الظاہر کے بعد اسکا بیٹا المستنصر خلیفہ ہوا جسکے عہد مین دیار مغرب پر معز بن
بادیس نے قابض ہوکر عباسیون کا خطبہ پڑہا اور یہی حال حجاز وشام کا ہوا مگر ان تمام نقصانون کی تلافی
ایک ہی شخص کے ظہور نے کردی جسنے صرف عقائد اسمعیلیہ کو نہین پھیلایا۔ بلکہ جن علاقون مین اسمعیلیہ داعی قدم
نہین رکھ سکتے تھے وہان ایک زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ عقاید مین وہ دلخوش کن ترمیمین اور آزادیان
کین کہ خود بدولت مہدی کے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی۔ مخالفون کے مٹانے اور ہیبت جمانے کے لیے وہ
ترکیبین نکالین کہ دنیا کے پردے پر آجتک بڑے سے بڑے پالٹشن کو نہ سوجہی ہون تقدس نیک
اعتبار بڑہانے اور مریدون کو سرفروشی کا سبق پڑہانے کا جو گر یہ شخص جانتا تھا کبھی کسی کو نہین سوجہا تھا

کے صریح خلاف مشہور کردین۔ امام زید یحییٰ نفس الزکیہ حسین کی آمویہ۔ اور عباسیہ خلفا سے دار وگیر
ہو چکی تہی۔ شیعہ امامیہ۔ وزیدیہ کا اختلاف موجود تہا۔ پس عبید اللہ کو مسلمانون کے نفاق کا موجب
قرار دینا درست نہین۔ ہان جسطرح کہ بنی ہاشم نے حصول سلطنت کے لیے راستے نکالے اسیطرح یہ بہی چند زائد قواعد
کے رواج وعمل سے کامیاب ہوگیا۔ گو وہ قواعد اکثر جم غفیر کے معیار عقیدت کے مطابق نہ تہے تقیہ تو پہلے
ہی شیعون مین موجود تہا اس نے اسکو وسیع کر دیا۔ اور اسی سے عمدہ کام لیا اور (فریمن) کی طرح اپنے
مذہب کو راز ہی راز بنا دیا ایسے آزاد مشرب بلند نظر پولیٹیکل آدمی کے لیے عام مروجہ اصول دین مین قطع برید
کرنا کچہ مشکل نہین تہا۔ جبکہ ہر ایک بات خفیہ تبلائی جاتی تہی۔ حسب موقعہ ہر ایک کو سمجہا دیا معتمد کے زمانہ مین
جبکہ سلطنت مذہبی اور ملکی مخمصون مین مبتلا تہی۔ او بانی مذہب قرمطہ نے محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسمعیل بن
جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ مین لاکہون شیعون کو اپنا گرویدہ بنا کر امام مہدی علیہ السلام کے آمد
آمد کا شہرہ کر دیا تہا۔ پس ایسے مفید اور مناسب موقعہ پر ۲۸۶ھ ہجری مین عبید اللہ نے دعویٰ مہدویت کیا
چونکہ عالم باعمل اور مدبر اور اپنے دل کے راز پر قابو رکہنے والا تہا اور اپنی نسب کو عبد اللہ بن حبیب بن جعفر بن
منصور بن محمد بن اسمعیل بن جعفر صادق سے ملاتا تہا لوگ اسے پر شور و شر زمانے مین وجود مہدی کی
ضرورت کے سبب چندان اسکے مخالف نہ ہوئے ۲۸۰ھ ہجری مین اس نے حج کیا۔ اور ہو گنانہ اسکے
ہمراہ مغرب چلے گئے جہان میدان خالی تہا خلفائے عباسی کا رعب اٹھ چکا تہا اغلب تمیمی کا خاندان گل ہو چکا
تہا۔ گورنر مصر کمزور تہا۔ وہان صوفیانہ لباس مین پیرو بڑہانے لگا۔ اور کوئی معترض
نہ ہوا۔ قیروان مین ایک کمیٹی (للاج) فریمن کی طرح قائم کی اس کے سات نمبر مقرر کیے جسکی تعلیم کا ماحصل
قرآن مین تاویل بلا ضرورت تکلفات شرعیہ سے آزادی اور بنی فاطمیہ کی حکومت کا استقلال
تہا۔ یہہ تعلیم آہستہ آہستہ مرید کے عقائد کے امتحان کے بعد دیجاتی۔ اور مذہب کے داعی
منادی مقرر کیے جو عام مسلمانون مین مل جل کر خفیہ خفیہ اپنے عقائد کی اشاعت کرتے پس زیادہ
سے زیادہ یہہ لوگ انہین باتون سے باطنی کہلاتے تہے عبید اللہ کے جب مریدون کی خاصی جمعیت
ہوگئی تو امام سے خلیفہ بن گئے اور کمزور عباسی حکام کو مار کر شمالی افریقہ کا خلیفۃ اللہ بن بیٹہا۔ اور خاندان
اسمعیلیہ عبیدیہ فاطمیہ کا بانی ہوا۔ اور جدت ارادت کے سبب ایک پر جوش گروہ پیدا کر دیا جسکی کہ
مسلمانون کو سخت ضرورت تہی ۲۹۶ھ ہجری مین خود مختار خلیفہ ہوا۔ اور ۳۰۱ھ ہجری مین چالیس ہزار لشکر سے مصر پر حملہ
کیا۔ لیکن ناکام پہرا۔ اور اسکندریہ اور فیصوم پر قابض ہوگیا ۳۰۶ھ ہجری مین القائم بن عبید اللہ مصر اور سعید
پر قابض ہوا ۳۰۷ھ ہجری مین علاقہ جزیرہ فسطاطہ پر قبضہ کر لیا۔ عبید اللہ اپنی ملکی اور مذہبی وقعت

وفاتر کا حساب صاف نہ تہا وزیر نے دو سال مہلت طلب کی مگر چالاک حسن بن صباح نے چالیس دن میں رپورٹ پیش کرنے کی ڑیہ ہانک دی یہ کام اُس کے سپرد کیا گیا چالیسویں دن رپورٹ پیش تو کی گئی۔ مگر جب ملک شاہ نے پڑتال شروع کی تو حسن تسلی بخش جواب نہ دے سکا رپورٹ کے جعلی اور غلط ثابت ہونے پر بادشاہ معزول کرنے لگا مگر نظام الملک باز پرس کی سفارش سے بچ گیا اور وہاں سے چلدیا۔ ایسے فطرتی اور لائق شخص کو اسطرح چہوڑ دینا خالی از خطر نہتا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ قاہرہ کی زبردست اسماعیلیہ کیٹی دلاج کے داعی اور نقیب ہر ایک جگہ پہنچکر سازشوں اور رازداری کے جال پہیلا کر سلطنت اسلام کی جڑ کہو کہلی کر رہے تہے ان لوگون کا ظاہر مین کچہ مذہب ہوتا تہا باطن مین کچہ۔ چونکہ بنی امیہ کے بخلاف بنی ہاشم کے داعی اور نقیب اسی خفیہ سازشی طریقہ سے کامیاب ہوچکے تہے اس لیے فاطمین مصر نے بہی آبائی طریقہ سے عباسی خلافت کی محبت مٹانی چاہی۔ چونکہ مقتدر سلاطین سلجوق ایشیا کے اکثر اسلامی ممالک پر شاہانہ تسلط رکہتے تہے اور خلفائے عباسی کی عظمت خلافت کے قیام کے حامی تہے۔ اور یہی حال سلاطین غزنویہ کا تہا اس لیے حسن بن صباح کو جو ملک شاہ سے عداوت رکہتا تہا اپنی کامیابی کے لیے فاطمین مصر کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ شروع مین ایک دو اسماعیلی رفقا کی ملاقات اور مذہبی مباحثہ اور پہر ایک اسماعیلی داعی مومن نام کی تلقین سے حسن جیسا فلاسفر اور آزاد مشرب اسماعیلی ہوگیا۔ اور جلد ہی عبدالملک داعی عراق نے اس کو اسمعیلی داعی (منسٹری) مقرر کر دیا اور تہوڑی مدت بعد خلیفہ المستنصر باللہ کی زیارت کے لیے مصر کو روانہ ہوگیا۔ حسن کی لیاقت اور قابلیت کا شہرہ پہلے ہی مصر مین پہونچ چکا تہا۔ المستنصر باللہ نہایت عزت اور مروت سے پیش آیا۔ مگر بدر جمالی سپہ سالار مصر کی رقابت کی وجہ سے مصر سے نکالا گیا جس جہاز پر سوار ہوکر گیا اسکو طوفان نے آگہیرا اہل جہاز گہبرا اُٹہے۔ مگر حسن نے نہایت اطمینان سے کہا کہ خدا نے مجہے وعدہ کیا ہے کہ ہم نہین ڈوبین گے" یہ پیشگوئی دو پہلو رکہتی تہی " ڈوب گئے تو جہٹلانے والا کون رہیگا۔ بچ گئے تو ولایت وکرامت کا سکہ بیٹھ ہی جائے گا بہرحال کچہ ہو طوفان جاتا رہا۔ اور اہل جہاز حسن کی بزرگی کے معتقد ہوگئے اور سب اسماعیلیہ ہوگئے ساحل شام پر پہونچکر شام ایشیا کوچک۔ جزیرہ عراق مین مذہب اسمعیلیہ کی منادی کرتا ہوا اور خورستان۔ اصفہان کرمان کرتا ہوا اور ستان پہونچا تین سال ہان مذہب اسمعیلیہ کی اشاعت کرتا رہا۔ اور معتقد بڑہاتا رہا۔ بعد ازان اور مختلف علاقون مین اپنا اثر پہیلا کر آخر قلعہ التموت مین ڈیرا لگا دیا۔ آلتموت صوبہ رود بار یا طالقان کے علاقہ مین تہا۔ یہ قلعہ دشوار گذار پہاڑون کے اندر نہایت بلند پہاڑ کی چوٹی پر تہا۔ سلاطین دیلم کا بنایا ہوا تہا۔ یہان کا قلعہ دار مہدی نام فاطمی اور حسن کا معتقد تہا۔ حسن جس قسم کے محفوظ اور علیحدہ مقام کی تلاش مین تہا وہ قلعہ نذر گذر دیکہا گیا۔ یہان پر وہ ہر ایک قسم کی پولیٹیکل کارروائی کر سکتا تہا

حسن بن صباح کو اسمٰعیلی مذہب کا اگر آدم ثانی کہا جاوے تو بیجا نہ ہوگا خاندان عبیدیہ جسکو فاطمیہ بھی کہتے ہین ڈیڑہ سو سال تک افریقہ مین باقبال رہا۔ اسکے بعد مستنصر ۴۸۷ھ ہجری مین مرا۔ اسکا بیٹا مستعلی مقرر ہوا جو ۴۹۵ھ مین فوت ہوا۔ اُس کے عہد مین اہل یورپ نے بیت المقدس فتح کیا مستعلی کے الآمر باحکام اللہ ۲۹ سال تک حکمران رہا اور الآمر مرا تو اسکی جگہہ اسکا چچیرا بہائی عبد المجید بن محمد بن مستنصر مقرر ہوا جو ۵۴۵ھ ہجری مین مر گیا اور اسکا بیٹا ظافر جانشین ہوا اور ۵۴۹ھ ہجری مین مقتول ہوا۔ اور اسکا کمسن بیٹا فائز عیسیٰ والی مقرر ہوا۔ اور فائز کے بعد عاضد سلطان مصر ہوا جس سے نور الدین کے سرداران اسد الدین شیرکوہ اور اسکے بھتیجے صلاح الدین نے حکومت مصر لی۔ اور عبیدیہ خاندان کا خاتمہ ہوا۔

حسن بن صباح

حسن بن صباح چوتہی صدی ہجری کے ابتدا مین طوس واقعہ خراسان مین پیدا ہوا تہا اُسکا باپ ایک معمولی شخص تہا۔ اور وجہ معاش کی کمی کے سبب تنگدستی سے گذارہ کرتا تہا مگر اپنی نسب کو قدیم عربی سردار صباح حمیری سے ملاتا تہا۔ جو یوسف حمیری بادشاہ یمن کی اولاد سے تہا حسن کا نسب نامہ اسطرح ہے حسن بن صباح بن علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن محمد الصباح مذکور حسن کا آبائی مذہب شیعہ تہا۔ اور بقول سنی تہا۔ سات برس کی عمر مین ہی مذہبی تحقیق اور خیالات کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اور بچپن ہی مین فارس کے مشہور فاضل امام موفق الدین کے مدرسہ مین بٹہلایا گیا۔ جہان اُسکو اور دو رفیق اسی درجہ کے ذہین اور فہیم ملگئے ایک تو اسیکا ہمنام حسن تہا۔ جو آخر اپنی خداداد لیاقت سے دربار سلجوقی مین نظام الملک کے معزز خطاب سے سرفراز ہوا۔ اور تیسرا عمر تہا جسکو دنیاوی ثروت تو حاصل نہ ہوئی مگر ایک زبردست مہندس اور فلسفی شاعر عمر خیام کے نام سے مغرب و مشرق ہر جگہہ مقبول عام ہوا۔ ان تینون رفیقون نے ایام تعلیم مین اقرار کیا۔ کہ جو ہم مین سے دنیوی جاہ وجلال دولت وشوکت حاصل کرے وہ باقی کو بھی اپنی دولت مین شریک وحصہ دار بناوے تعلیم سے فارغ ہوکر حسن ادہر اودہر پہرتا رہا۔ مگر کہین پاؤن نہ جما اور نہ حسب مراد کامیابی ہوئی اس عالم مایوسی مین سنا کہ اُسکا رفیق حسن نظام الملک دربار سلجوقی مین وزیر اعظم ہے فوراً وہان پہونچا اور طالبعلمی کا وعدہ یاد دلایا نہایت پاک نفس اور نیک طبیعت وزیر نے بادشاہ سے ملاکر فوراً اپنے برابر کے معزز عہدہ پر ممتاز کرا دیا۔ مگر حسن صباح کی طبیعت کب ایک ماتحت عہدہ پر قناعت کر کرنے لگی۔ والی تہی نظام الملک کے وسیع اختیارات اُسکو کب گوارہ تہے اسلیے اپنے محسن نظام الملک کے گرانے کے درپے ہوگیا ایک دن ملکشاہ نے وزیر سے اپنی وسیع سلطنت کی ہر ایک صیغہ کی آمدنی وخرچ کی مکمل رپورٹ طلب کی چونکہ اون دنون

کرلیا۔ دنیادارون کے لیے تو دنیا اور حکومت موجود تہی رہے عوام کالانعام جنہین سے فدائی مرید انتخاب ہوا کرتے تہے
و حسن کے اشارے پر جان دینا نجات ابدی تصور کرتے تہے۔ انکی تصدیق مذہبی اور یقین قلبی کے لیے ایک ایسی
نئی تدبیر نکالی جو آج تک کسی کے خیال تک بہی نہ گذری تہی۔ المُوت کے سرسبز و شاداب پہاڑون ایک جنت
بنائی گئی خوبصورت اور مرغوب محل تعمیر کیے گئے اور وہان چیدہ خوبصورت نازنین نورانی لڑکیان رکہی گئی تہین
اور نہرین کاٹ کر لائی گئی تہین۔ ہر ایک قسم کے میوہ دار درخت لگائے گئے ناقص عقل انسانی کے مطابق ہر ایک
چیز مہیا کی گئی۔ بہنگ جسکو عربی مین حشیش کہتے ہین ایران مین سب سے پہلے حسن نے ہی اس سے کام کیا۔ قیافت
طاقت ور اور قومی ہیکل دیہاتی اور کوہستانی نوجوان جو سادہ لوح اور بلا اعتراض ایمان لانے کی استعداد
رکہتے اور فدائی بننے کے قابل ہوتے انتخاب کیے جاتے اور اُنکے خیالات و عقائد جانچنے کے بعد حشیش
کے اثر سے بیہوش کر کے خاص راستون مین سے جنت مذکور مین پہونچائے جاتے جہان وہ پریوش
حورون کی گود مین آنکہہ کہولتے اور وہان کے دل فریب نظارہ کو اپنے حوصلہ اور خیال سے بہت ہی بالا
پاتے۔ جو چیزین انہون نے خواب مین بہی نہ دیکہی تہین وہان بلا تردد افراط سے ملتین۔ ان نفسانی اور
شہوانی لوگون نے جنت کا جو خاکہ ناقص سمجہ کے مطابق اپنے اپنے حیوانی بہیمی خیالات مین کہینچ رکہا
تہا۔ اُس کا ہو بہو نقشہ دیکہہ لیتے اور اپنے پیر و مرشد کا نتیجہ فوری پا لیتے۔ سات آٹہہ روز کی ایسی
مسرت انگیز زندگی کے بعد پہر انکو بہنگ کا جام پلایا جاتا اور عالم بے ہوشی مین حسن کے قدمون مین پہنچا دیا جاتا
اور پہر فدائیانہ خدمات کے ادا کرنے پر اس جنت مین بہیجنے کی امید دلائی جاتی۔ پس جن لوگون نے کہ جنت
کا مزا چکہا ہوا تہا۔ وہ حسن کے ہر حکم کی تعمیل خواہ وہ کیسا ہی ظالمانہ اور وحشیانہ ہوتا طاقت سے زیادہ کوشش
اور مستعدی دکہلاتے ایسی جماعت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ ملک شاہ کے بیٹے محمد نے چڑہائی کی لیکن اسکا
وزیر ہی مرید حسن نکلا۔ اور حسن بچ گیا۔ سلطان سنجر بن ملکشاہ نے جو تمام خاندانی فسادون کو مٹا کر
تاتار۔ ایران۔ عرب۔ روم۔ علاقہ قاف کا واحد زبردست سلطان ہو گیا تہا حسن کی بیخ کنی پر کمر
باندہی۔ حسن بہادرانہ طور سے کیا ایسے طاقتور سلطان کا مقابلہ کر سکتا تہا۔ وہان بہی داؤ کہیل گیا
سلطان سنجر کی خوابگاہ مین پوشیدہ خنجر رکہا گیا۔ اور سلطان کو لکہا کہ اگر مین سلطان کا دشمن ہوتا تو یہہ
خنجر سلطان کے سینہ مین تیر ہوا ہوتا۔ سلطان خنجر دیکہہ بیکار رہ گیا۔ کہ اسقدر پہرہ گار داور احتیاط
و حفاظت کے باوجود خاص خوابگاہ مین حسن کی رسائی ممکن ہے۔ تو میدان جنگ اور دیگر مقامات مین کیا
کچہ نہین کر سکے گا۔ اس خوف سے اُس چڑہائی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ علاوہ اس کے حسن نے اپنے عقائد کو
اسطرح بیان کیا۔ جو قرآن و سنت کے عین مطابق تہے غرضیکہ چالاک حسن اس دفعہ بہی بچ گیا

دور دراز پہاڑی مقام مین ہر ایک قسم کے منصوبہ ہو سکتے تہے۔ ایک ایسا شخص جو بظاہر صوفی مشرب متوکل عزلت
پسند متشرع ہو اُسکے خلاف کوئی بدگمانی بہی پیدا نہین ہو سکتی۔ یہ قلعہ جسپر حسن نے نہایت فریب سے لیا سادہ لوح قلعہ دار
کو کہا گیا کہ یہ مقام میری گوشہ نشینی کے لیے موزون ہے مگر مین بغیر ادائے قیمت رہنا خلاف شرع جانتا ہون
تین ہزار دینار کے عوض صرف ایک چرم گاو کے برابر زمین بیچ دیجائے قلعہ دار اس چال کو نہ سمجہا اور بیع نامہ لکہدیا حسن نے
ایک بیل کی کہال کی باریک باریک دہجیان کاٹ کر اتنا بڑا حلقہ بنا لیا کہ سارا قلعہ اُس کے اندر آگیا۔ قلعدار گہبرایا
مگر خوش اعتقاد مسلمانون نے حسن جیسے زاہد خداشناس کی تائید کی اور قلعہ دار جبراً قلعہ سے نکال دیا گیا۔
اب حسن زیادہ نڈر ہو گیا۔ مذہبی لباس مین سارے رود بار پر قبضہ کر لیا۔ نوبت یہانتک پہونچ گئی کہ ملکشاہ اور نظام
الملک کو حسن کے خلاف فوجکشی کرنی پڑی قریب تہا کہ نظام الملک حسن کا قلعہ قمع کر دیتا۔ مگر حسن نے ایک جانباز مرید کو
نظام الملک کے قتل پر مامور کیا یہ شریر النفس ایک عرضی لیکر رستہ مین کہڑا ہو گیا۔ جون ہی نظام الملک عرضی
لینے لگا چہری سے ہلاک کیا گیا۔ ملکشاہ کو سخت رنج ہوا۔ ایک ماہ نہین گذرا تہا۔ کہ خود ملکشاہ بہی راہی ملک
بقا ہوا۔ یا اسی حسن کے اشارے سے قتل کیا گیا بادشاہ اور وزیر کے مرنے کے بعد قلعہ کا محاصرہ اُٹھ گیا
اور حسن زیادہ آزادی کے ساتہ اپنے عقاید کی اشاعت کرنے لگا۔ ملکشاہ کی اولاد کے خانگی فساد سے حسن کو
اور موقعہ مل گیا۔ اور کہلم کہلا مذہبی ارادت کے دوش بدوش سلطنت پہیلانے لگا نظام الملک کے قتل
مین جو کامیابی ہوئی تہی اُس تدبیر کو زیادہ وسیع کیا گیا۔ اور ایک جانباز فوج فدائی نام مقرر کی گئی جنکے
سپرد خاص کام سلاطین۔ اُمرا۔ فضلا۔ علما۔ کا قتل تہا۔ اس خفیل طریقہ سے حسن اور اُسکے جانشینون
نے دنیا مین ایک تہلکہ برپا کر رکہا تہا۔ اور محفوظ سے محفوظ جگہہ مین یہ فدائی لوگ پہونچ کر اپنے ارادون
مین کامیابی حاصل کرتے تہے۔
حسن مین وہ تمام دلکش حرکات و سکنات موجود تہین جو ایک سرغنہ کو مقدس و موقر بنانے کے لیے مطلوب
ہوتی ہین زبردست مدبر اور فاضل ہونے کے علاوہ استقامت مین کمال رکہتا تہا چنانچہ قصر التموت مین اس
شان متوکلانہ و آن بزرگانہ سے بیٹہا کہ ۳۰ سال کے عرصہ مین صرف دو دفعہ زینہ سے نیچے اترا تہا۔
جو الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا نمونہ تہا۔ خاص لوگون کے سوا کسی کو نہ ملتا۔ روحانی ریاضتین کرنا اپنے عقاید کے
متعلق تصنیف و تالیف مین لگا رہتا قواعد شرعیہ کی پابندی مین اسقدر سرگرم تہا کہ ایک بیٹے کو بجرم قتل اور
دوسرے کو بجرم شراب خواری بلا تامل قتل کرا دیا ایک اور شخص کو بانسری بجانے کے جرم مین جلاوطن کر دیا بہلا
ایسے شخص پر بظاہر کیا اعتراض ہو سکتا تہا۔ اور اُسکی کامیابی مین کیا رُوکاوٹ ہو سکتی تہی جبکہ حکومت
اور سلطنت کا زور بہی حاصل ہو گیا تہا۔ حکما کو عقلی اور علما کو نقلی فقرا کو روحانی دلائل سے گرویدہ

کی اور سلطان سنجر کی جانشین سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ نے قلعہ التموت پر قبضہ کر لیا مگر محمود کے مرنے
التموت پر گیا تو پھر قابض ہو گیا۔ حکمران موصل پر آٹھ فدائیون نے حملہ کیا اور قتل کر دیا سات تو وہین
مارے گئے ایک بھاگ کر بچ گیا۔ مان نے پہلے تو اس کی موت کی خبر سنکر خوشی سے کپڑے بدلے
خوشبو لگائی خوش و خرم بیٹھی تھی کہ بیٹے کو زندہ سنا۔ رونے پیٹنے لگی سب کپڑے پھاڑ کر کہنے لگی کہ میرا
بیٹا درجہ شہادت سے کیون محروم رہا۔ یہ تھا حسن کی تعلیم کا نتیجہ جو عورتون تک کو ایثار نفس کا سبق پڑھا
دیا اسی عہد مین فدائیون کے ہاتھ سے خلیفہ مصر خلیفہ بغداد۔ ابو سعید ہروی دولت شاہ والی اصفہان
آق سنقر حاکم مراغہ۔ ابو القاسم حسن مفتی قزوین وغیرہ جیسے مشہور اور مقتدر اصحاب شہید کئے گئے۔ اسی عہد
مین ابو ہاشم نام سید نے دعوی امامت کیا مگر ان ظالمون نے مذہبی حریف سمجھ کر زندہ آگ مین جلا دیا۔
کیا بزرگ کے بعد اسکا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔ اسی کے عہد مین الراشد باللہ خلیفہ بغداد کو فدائیون نے
ذبح کیا۔ محمد کے بعد حسن ثانی اسکا بیٹا جانشین ہوا جو عالم فاضل اور حسن بن صباح سے بھی چالاک تھا
مہدی موعود کا فرضی خط بنا کر اپنی امامت کو مضبوط کیا۔ اور اپنی تصدیق و اطاعت کے صلہ مین مریدونکو
قطعی جنتی اور بہشتی قرار دیکر جملہ قیود اور تکالیف شرعیہ سے آزاد کر دیا اور دیگر مسلمانون مین ملحد کا ناپاک
خطاب حاصل کیا اور اپنے آپ کو نزار بن مستنصر باللہ خلیفہ مصر کی اولاد سے بتا کر خود فاطمی بن گیا اور سطرح خلفائے
مصر کی خلافت و امامت کا جوا گردن سے اتار دیا مگر چار سال کی حکومت کے بعد سالے کے ہاتھ سے قتل ہوا
حسن کے بعد اسکا بیٹا محمد ثانی جو فلسفہ اور عام علمیت مین باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ تخت پر بیٹھا اسی کے
عہد مین امام فخر الدین رازی کے تلامذہ مین ایک فدائی سات ماہ داخل رہا اور ایک دن موقعہ پاکر امام موصوف
کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر نکال کر قتل کرنے لگا اور جبتک کہ امام ممدوح [illegible] مذہب کی مخالفت
کا اقرار نہ لے لیا سینہ سے نہ اترا اسی عہد کے قریب سلطان صلاح الدین ایوبی جبکہ عیسائیون سے
جہاد کر رہا تھا۔ چار فدائیون نے سلطان پر یکے بعد دیگرے حملہ کیا۔ اور سلطان محض تائید ربانی سے
بال بال بچا تھا۔ جب شام کے عیسائیون سے بگاڑ ہوا۔ تو عیسائی سردار بھی مسلمانون کی طرح تہ تیغ ہونے
لگا صلیبی جنگون مین رچرڈ شاہ انگلستان نے اپنے مخالف سردار کراڈ کو ایک فدائی کے ہاتھ سے ہی
مروا ڈالا۔ مگر القصہ اس محمد دوم کو بھی بیٹے نے زہر دیکر ہلاک کیا۔ اور حسن بن محمد دوم تخت نشین ہوا۔ اس کا
عقیدہ خلاف باپ دادا عام مسلمانون کے موافق تھا۔ اس نے عموماً اپنے آپ کو ایک سچا اور پکا
مسلمان ثابت کیا۔ حسن بن صباح کی تمام کتابین جلا دین اور دیگر شاہان اسلام سے میل ملاپ
بڑھا کر عام نفرت کو دور کیا مگر اسی وجہ سے زہر سے مارا گیا۔ اور اسکا بیٹا علاؤ الدین محمد ثالث جانشین ہوا

اور ان تین شرائط پر صلح کی گئی۔
(۱) اسمعیلیہ فریق والے کوئی جدید فوجی عمارت نہ بنائین (۲) جدید اسلحہ جنگ اور گولہ اندازی کی کلین نہ خریدین
(۳) حسن کسی نئے شخص کو مرید نہ بنائے۔
سلطان سنجر نے اگرچہ ان شرائط سے حسن کی ترقی کو روکنا چاہا لیکن جن لوگون کا ہر ایک فعل رازداری سے خالی نہ ہو۔ اور ظاہر باطن کی عدم موافقت ایک ضروری مذہبی اصول ہو۔ وہان یہ تیسری شرط کیا فائدہ دے سکتی تہی۔ حسن کی صوری و معنوی شہرت تو ہو چکی تہی۔ اسکے داعی (رناد) اسلامی ممالک مین پہیل چکے تہے جو بظاہر زاہد متورع عالم صوفی مشرب ہوتے اور جیسا موقعہ دیکہتے کارروائی کرتے۔ حسن نے مریدون کے تین درجے۔ رفیق (مجتہد)۔ داعی (استاد) فدائی مقرر کیے تہے ان مین سے فدائی سخت خونخوار تہے جنکے ایمان کی جزو اعظم مسلمانون کا قتل تہا۔ اور اسیوجہ سے انپر کفر کے فتوے لگائے گئے اور ہر ایک جگہہ فدائی مارے گئے مگر تقیہ ایک ایسا حفاظتی آلہ تہا جسنے پہر بہی باطنیون کو بچا لیا اور فدائیون کو زیادہ محتاط بنا دیا کوئی طبقہ و گروہ فدائیون کے ہاتہہ سے نہ بچا جہان انکے ظالمانہ سفاکیون لائق اشخاص کی کمی نہ کی ہو۔ ہر شہر اور قصبہ بلکہ ہر خاندان مین یہ لوگ پائے جانے لگے جس بدقسمت شخص کا التموت کے شیخ الجبال کی فہرست کشتنی اشخاص مین نام لکہا گیا۔ پہر اسکو نہ زبردست فوجون کا جہرمٹ اور نہ قلعہ کی مضبوطی بچا سکتی تہی۔ افسوس ہے ایسے جانباز ادر تابعدار عقیدتمند گروہ سے کوئی مفید قومی کام نہ کیا گیا۔ صرف سلاطین امراء کو پولیٹیکل رقابت سے اور علماء کو اپنی مذہبی اشاعت کا مانع جانکر بزدلانہ طور سے قتل کرایا گیا حسن بن صباح ایک اولوالعزم لیڈر گذرا ہے مگر اسلام کو اس سے کوئی فائدہ نہین پہنچا۔ اگر یہ اپنی طاقت کو غیر اقوام کے مقابلہ مین خرچ کرتا تو بیت المقدس مین ستر ہزار مسلمان تیغ ظلم سے ہلاک نہ ہوتے۔ مگر حسن کو حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اور اب اسمعیلیہ مذہب مین بہی ترمیمین کر چکا تہا حرام کو حلال اور حلال کو حرام جاننے کی وسعت پہیلا چکا۔ گویا ایک جدید مذہب کا موجد تہا۔ اسلام صرف ایک ٹٹی کی آڑ تہی جو ہمیشہ مدعیان اصلاح عوام کو پہیلانے کے لیے ایک جال بنائے رکہتے۔ آخر حسن نے سالہائے دراز کی عزلت و خلوت اور پنتیس برس کی حکومت کر بعد جمادی الثانی ۵۱۸ھ ہجری مین مرض موت مین مبتلا ہوا اور کیا بزرگ کو حاکم اعلی دیدار علی کو ملکی انتظام حسن نصرانی کو فوجی کام سپرد کیا۔ اور اسطرح اپنی سلطنت کو ایک کونسل کے ہاتہہ دیکر ۲۰ ماہ مذکور کو مر گیا اگرچہ اس سے آگے اس خاندان کا ذکر کرنا ہماری کتاب کی غرض تالیف سے خارج ہے کیونکہ زوال کے وجوہات مین حسن بن صباح کے معاونت لکہنی جسقدر ضروری ہے لکہی گئی ہے مگر بخیال تکمیل تاریخی واقعات مختصر چند ورق لکہے جاتے ہین کیا بزرگ نے بہی فدائیون کے پرجوش بنانے مین کوتاہی

مسلمانون کے باہمی نفاق اور بے انتظامی کو دیکھکر اُسکو خیال پیدا ہوا کہ بیت المقدس وغیرہ عیسائیون کی متبرک زیارتگاہون کا مسلمانون کے قبضہ مین رہنا اور عیسائی زائرین کا خائف و ترسان آنا جانا عیسائی مذہب کے لیے سخت بے عزتی کا نشان ہے چونکہ آجکل مسلمان بہوٹ کے سبب کمزور اور شتر بے مہار ہو رہے اگر یورپ مجموعی طاقت سے شام پر چڑہائی کرے تو فتح یقینی ہے ان خیالات کے ساتھہ وہ اٹلی پہونچا اور پوپ روم سے شام کی حالت اور اپنی رائے بیان کی۔ پوپ نے جو پہلے ہی اس تاک مین لگا تھا اُس کی رائے سے اتفاق کر لیا اور فرمایا کہ اس خیال کی اشاعت کے لیے منادی عام یورپ مین کی جائے پوپ کی تحریک سے بطرس کے ہم خیال کئی ایک پرجوش عیسائی فاضل اور منادی کے لیے بلاد یورپ کو روانہ ہو گئے۔ پطرس مذکور اٹلی سے فرانس پہونچا اور وہان سے دیگر ممالک و امصار یورپ مین مسلمانون سے لڑائی اور بیت المقدس کی رہائی کے وعظ کرتا اور عیسائیون کو ورغلاتا پہرا۔ اسی اثنا مین پوپ روم نے اٹلی اور فرانس مین کئی ایک کمیٹیان کین عام لوگون کے سامنے اسلام کی برائی اور مسلمانون کی لڑائی کے بارہ مین دہوان دہار تقریرین کی گئیں۔ اور عام جوش پہیلانے کے لیے کوئی دقیقہ اٹہانہ رکہا عام لوگون کو انعام و اکرام و معافی خراج کی امیدین دیکر ابہارا گیا۔ مذہبی جنگ کا اعلان دیا گیا۔ سب سے پہلے ایک بزرگ پادری نے کہا کہ پہلا مجاہد مین بنتا ہون جسکو پوپ نے صلیبی نشان عطا کیا عیسائی بتعداد کثیر اور رئیس اسکے ساتھہ ہوئی اور مذہبی جوش بڑہانے کے لیے ہر ایک کے سینہ پر صلیب کا نقش کیا گیا۔ اور یہی سرخ نشان صلیب۔ جہنڈون۔ نشانون علمون تیرون وغیرہ پر کیا گیا اسواسطے ان لڑائیون کو صلیبی جنگ کہتے ہین اور یہ پہلا صلیبی جنگ تہا۔

ان تدابیر سے عیسائیون کا دل اور حوصلہ اسقدر بڑہ گیا کہ انکو فتح و ظفر کے تصورات اور خیالات آنے لگے اسی طمینان قلبی اور یقین کامل کا نتیجہ تہا۔ کہ آسمان پر سوار گہوڑے ہتہیار دیکہنے لگے جنپر صلیبی نشان کا نقش متخیل ہونے لگا خود ہی بعض چالاک اشخاص نے کپڑون پر صلیب کی تصاویر اس مصالحہ سے بنائین کہ نہ آگ مین جلتی اور نہ پانی مین دہونی جاتی۔ عوام کالانعام نے اسکو صلیب کی تائید آسمانی خیال کیا اور فتح کا یقین کر لیا علاوہ اسکے اور چند آسمانی نشان بہی قدرتی طور سے ظاہر ہوئے ستارے آسمان سے ٹوٹتے تہے اور بعض ستارون کے ٹوٹتے ہی افق آسمان پر خونی سرخ نشان دکہائی دیتا اور حربہ کی شکل کا آفتاب کے قریب ایک ناری عمود نظر آتا۔ ان تمام اسباب سے عیسائیون کے حوصلہ بڑہ گئے اور تین لاکہہ جوان صلیب کے نام پر جان دینے والے شاہ بردویل کی ماتحت جمع ہو گئے جسکا شاہ سسلی سے قریبی رشتہ تہا۔ بردویل نے چاہا کہ بحیرۂ روم کو عبور کرتا اور شمالی افریقہ کو گہوندتا ہوا شام پہونچ جائے اور اس رستہ مین مشکلات بہی کم تہین لیکن شاہ سسلی نے بردویل کے ایلچی کو کہا کہ (۱) چونکہ تم بیت المقدس کو چہوڑانا

جنسے بالغ ہوتے ہی حسن بن صباح کا مذہب اختیار کیا۔ مگر ظلم وجبر اور عیش وعشرت سے انتظام بگاڑ لیا۔ مگر
فدائی جوش کم نہ ہوا۔ شاہ خوارزم کا ایک سردار قتل کیا۔ وزیر خوارزم کے بخ کے ملازمون مین پانچ
فدائی پائے گئے اور وزیر نے ڈر کر علاؤالدین کی ذلیل شرطون کو مان لیا۔ یہہ علاؤالدین بہی ایک
خادم کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ اسکی جگہہ رکن الدین خورشاہ تخت نشین ہوا۔ جو بگڑی ہوئی انتظام کو
نہ سنبہال سکا۔ خواجہ نصیر الدین طوسی جسکو خلیفہ بغداد سے عداوت تہی قلعہ التموت مین پہونچا اور فدیہ
سلطنت ہوگیا۔ مگر جب رکن الدین کو خلیفہ بغداد کے برخلاف مستعد نہ پایا یا کوئی اور سبب ہوا تو
باطنی لوگون کی بیخ کنی کے لیے ہلاکو خان مغل کو بلا لیا۔ جسکی زبردست طاقت نے باطنیون کی ڈیڑھ سو سال کی سلطنت
کا خاتمہ کردیا اور دنیا کو اس خونخوار گروہ کے ہاتہہ سے نجات دی گو اب وہ فدائی لوگ اصلی صورت اور جوش مین
کہین بہی نظر نہین آتے مگر میری خیال مین یورپ کے انارکسٹ اور مسلمانون مین بہنگ نوش ملنگ فقیر
انہین فدائیون کی یادگار رہین۔ جائے غور ہے کہ حسن بن صباح کی علمیت اور ظاہری علامیت نے لوگون
کو کسقدر دہوکا دیا۔ اور اسکو کسقدر کامیابی ہوئی۔ پس صرف علم وصلاح ظاہری کوئی ہی معیار اسلام قرار
دینا غلطی ہے مدعیان اصلاح ہمیشہ نئے نئے روپ بدل کر ظاہر ہوتے رہی ہین زمانہ حال کے مدعیان اصلاح
کے حالات کو بہی حسن بن صباح وغیرہ کے واقعات سے مقابلہ کر لینا چاہیے اور اسی خیال سے اس کتاب
مین ایسے لوگون کے حالات لکہے گئے ہین ۔

صلیبی جنگ

افسوس کہ سلجوقی زمانہ اقبال ملکشاہ کے انتقال پر ختم ہوگیا سرداران سلجوقیہ مین نفاق پڑ گیا ایک کی جگہہ کوئی نصف
درجن سلطان اسلامی دنیا مین حکمران بن گئے عام طور سے امرائے سلطنت خود غرضی اور نفس پرستی مین غرق ہو گئے
ہونہار اور لائق امراء اور سلاطین کو حسن بن صباح کی جماعت فدائی چن چن کر روانہ ملک عدم کر رہی
تہی اور خود حسن نہ کہ غیر اقوام کی جگہہ مسلمانون کا مار آستین بن رہا تہا۔ مذہبی تفرقہ ڈال رہا تہا نفاق
کی مرض کا زور تہا۔ عباسی ہلال مدت کا مٹ چکا تہا۔ مصر کے اسمعیلیہ خاندان کا چراغ بہی ٹمٹما رہا تہا۔
اور بحیرہ روم مین اسلامی بحری طاقت کا خاتمہ ہوچکا تہا۔ سپین کی عظیم الشان سلطنت امویہ مین ابتری پراگندگی
وافتراق آچکا تہا۔ اور سپین کے چند صوبون کے تسلط سے عیسائی مسلمانون پر فاتحانہ اثر
ڈال چکے تہے علاقہ شام مختلف سرداروں کے باعث بےسلامتی کی زندگی بسر کر رہا تہا۔ ایسے وقت مین ایک
یورپین پادری پطرس شام کے مقدس مقامات کی زیارت کے لیے آیا وہ ایک عقلمند غیور اولوالعزم عالم تہا

اب کی دفعہ اہل یورپ نے نہایت جوش اور انتظام کے ساتھ قونیہ پر حملہ کیا۔ سلطان قلیچ ارسلان سلجوقی نے نہایت دلیری
مقابلہ کیا مگر شکست کہائی اور قونیہ پر عیسائیون کا تسلط ہو گیا اور انطاکیہ کی جانب رخ کیا۔

انطاکیہ (۳)

انطاکیہ ایک بہت بڑا عظیم الشان شہر تہا ابتدائے اسلام سے ۳۵۵ھ ہجری تک مسلمانون کے قبضہ مین
رہا بعد ازان رومیون نے فتح کیا اور ۱۱۹ سال کے بعد سلطان ملکشاہ سلجوقی کے عہد مین سلیمان بن قتلمش
سلجوقی نے ۴۷۷ھ ہجری مین فتح کیا اب ۴۹۱ھ ہجری مین اہل یورپ الون نے حملہ کیا۔ اسوقت یہان کا
حاکم باغیان ترکمان تہا جس نے کمال شجاعت اور استقلال و ہمت اور عزم بالجزم سے کئی ایک بہادرانہ لڑائیان
مین آخر نو ماہ کے محاصرہ کے بعد جبکہ اسکو کسی طرف سے مدد کی امید نرہی رسد وغیرہ نے جواب دیدیا قلعہ
سے نکل کر دشمن کی بیشمار فوج پر حملہ آور ہوا۔ اور تاج شہادت سے بہرہ ور ہو کر راہی ملک بقا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔

اہل یورپ نے شہر انطاکیہ مین داخل ہو کر تمام مرد و زن شیخ و شاب عورتون بچون کو قتل کر کے عیسائی
مذہب کا نمونہ دکہلایا شہر لوٹ لیا گیا۔ جبکہ گورنر موصل امیر قوام الدولہ ابو سعید کربوقا نی یہ حال سنا
تمام فوج مرج و ابق مین جمع کی اور حلب حمص سنجار کے سوا اور تمام علاقہ شام کا اسلامی لشکر عرب
ترک بغرض حصول ثواب جہاد قوام الدولہ سے آملا مسلمانون کا یہ جوش دیکہکر عیسائیون کے چہکے چہوٹ
گئے۔ اگرچہ مسلمان نسبتاً قلیل تہے مگر انطاکیہ والون نے بشرط امان انطاکیہ مسلمانون کے حوالہ کرنے کی خواہش ظاہر
کی مگر قوام الدولہ نے جسکو انطاکیہ کے بیگناہ مسلمانون کا قتل عام یاد تہا انکار کیا۔ اور کہا لا تخرجون الا بالسیف
محاصرہ پر زور دیا محصورین کی رسد کم ہو گئی آخر لاچار ہو کر شہر سے نکلے اور سخت لڑے لیکن شکست پا کر شہر کو واپس
گئے۔ اسوقت عیسائیون کا استیصال بالکل آسان تہا۔ لیکن قوام الدولہ کی غرور و تکبر سے اس کے ہمراہی امرا
دل لگا کر کام نہ کرتے تہے۔

عیسائیون کے ساتھہ ایک بڑا معزز بار سوخ جہاندیدہ عقلمند راہب تہا اُس نے عیسائیون کا دل بڑہانے کیلیے
یہ تدبیر کی کہ ایک پرانی عمارت مین ایک قدیم وضع کا حربہ دفن کر دیا۔ اور کسی روایت کے حوالہ سے مشہور کر دیا
کہ اگر وہ حربہ مل گیا تو تم فتح پاؤ گے۔ وصول حربہ کے لیے پہلے عیسائیون کو تین دن روزہ رکہنے اور نماز
دعا کی تاکید کی پہر چند اشخاص کو لیکر مکان معلومہ کی عمارت کو کہود ڈالا۔ بڑی تلاش کے بعد حربہ ملا جسکو دیکہہ کر
عیسائیون مین نہایت جوش پہیل گیا۔ اور فتح کا یقین کامل ہو گیا۔ ایسی حالت مین جو نتیجہ ہوتا ہے وہی ہوا کہ عیسائیون نے

چاہتے ہو اسلیے بہتر ہے۔ کہ اپنا تمام زور شام کے مسلمانون کے مقابلہ مین خرچ کرو اور براہ آبنائی قسطنطنیہ
پر حملہ کرو وہ تمیم امیر افریقہ بنی تمیم کے ساتھہ میرا عہدنامہ صلح ہے مین عہد شکنی کرنی نہین چاہتا۔ لیکن در اصل وجہ
انکار یہ تہی کہ چونکہ خلفائے فاطمیہ مصر جنکا تعلق شاہی افریقہ شمالی سے تہا کمزور ہو گئے تہے شہر بشہر ضلع بضلع
حاکم خود مختار بن بیٹھے تہے ابن تمیم مذکور نوشاہ سسلی کا تابعدار او خلعت یافتہ تہا اسکو یقین تہا کہ ایک ایک دن
افریقہ کا ہڑپ کرنا اُس کے لیے نہایت آسان ہے وہ اپنے شکار کو دوسرے کے ہاتھ مین کسطرح دیسکتا تہا (۲)
اُسنے خیال کیا کہ ہر ایک قسم کی امداد ورسد وغیرہ تمام میرے علاقہ سے لی جائے گی (۳) بصورت فتح میرا رسوخ
افریقہ مین کم ہو جائیگا اور بحالت شکست بوقت واپسی میری ملک کے نقصان پہونچے گا۔ (۴) جسقدر اسباب
تجارتی حقوق ہمکو حاصل ہین وہ تمام یوروپ کو منتقل ہو جائینگے اور یہ خیالات بجنسہ اوسی قسم کے ہین جیسے
کہ آج کل کے اقوام یورپ دیگر ممالک سے برتتے ہین۔

یورپ کی چڑہائی

غرضیکہ یہ ٹڈی دل قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔ اور شاہ قسطنطنیہ نے اس شرط پر رستہ دیا کہ بصورت فتح
انطاکیہ اُسکو دیا جاوے۔ اس فوج کا مقدمۃ الجیش پطرس تہا جسنے سیدہا سادہا راہبانہ لباس پہنا ہوا تہا
اور اپنی ہر ایک جوشیلی ادا سے ساتہیون کا دل بڑہاتا۔ ان لوگون نے رستہ کے عیسائی رعایا کی لوٹ
کہسوٹ مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا۔ آخر یہہ تمام لشکر قسطنطنیہ مین جمع ہوا۔ اور شاہ قسطنطنیہ کے جہازات
پر سوار ہو کر ایشیا مین داخل ہوئے۔

جنگ (۱)

نواح قونیہ مین ملوک سلاجقہ کی اسلامی فوجون سے سخت گہسان کی لڑائی ہوئی جسمین مسلمانون نے
کامل فتح پائی عیسائیون کا تمام جنگی سامان میگزین اور رسد وغیرہ چہین لیا اور قتل عام کیا بہت تہوڑے
زندہ بچ کر گئے۔ اولو العزم پادری پطرس اس لڑائی مین شامل نہین ہوا تہا۔ فوج کی بے انتظامی دیکہہ کر
قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا تہا۔ اس شکست کی خبر سُنکر بہت غمناک ہوا اور قسم کہائی کہ جبتک مین خود
لڑائی نہین لڑونگا واپس نہین جاؤنگا۔

قونیہ (۲)

عیسائیت کا نتیجہ دیکھیئے کہ فوجی و غیر فوجی زن و بچہ جوان و بوڑھے مین کوئی تمیز نہ رکھی عہد فاروقی مین جب بیت المقدس
فتح کیا گیا۔ تو ایک قطرہ خون کا بھی گرا تہا اور بزور شمشیر فتح کرنے کی رائے کو رد کیا گیا تہا آج عیسائیون نے خاص مسجد اقصی مین
خون کے دریا بہا دیے اور معمولی رحم اور حرمت مسجد اقصے کو بالائے طاق رکہا بیشمار مال غنیمت لوٹا گیا۔ چنانچہ صرف متبرک
صخرہ کے پاس سے چاندی کی چالیس بڑی قندیلین تہین جنمین ہر ایک کا وزن ۳۶۰۰ درہم ۱۵۰ چاندی کی چھوٹی
قندیلین تہین ایک چاندی کا تنور وزنی ۴۰ من بیس سیر اور بائیس سونے کی قندیلین تہین ان تمام اشیاء کے علاوہ لاکھون
روپے کا قیمتی سامان مسجد کا اور کروڑون کا مال باشندگان شہر کا لوٹا گیا۔ چند مظلوم بیکس کسی طرح بچ بچا کر قاضی
ابو سعید ہروی کے ساتھ بغداد پہنچے روتے پیٹتے دربار خلافت مین حاضر ہوئے تمام دردناک حالات بیان
کیئے۔ جنکو سُن سُن کر لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے۔ دل قابو مین نہ رہے۔ کلیجہ مونہ کو آئے ایک عام
کہرام مچ گیا جمعہ کے دن جامع مسجد مین رو رو کر استغاثہ کیا گیا لوگ روزہ دار تہے مگر یہ دردناک حالات سنکر
اسقدر اضطراب و بیقراری ہوئی کہ روزے افطار کرنے پڑے یہ واقعہ خلیفہ مستظہر باللہ ابن المقتدی
بامر اللہ عباسی کے عہد کا ہے جبکہ سلاطین سلجوقیہ مین اختلاف اور پھوٹ پڑی ہوئی تہی اور عراق مین فتنہ
و فساد برپا تہا۔ اس لیے ان مظلومون کی فریاد کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مصر کے سلطان نے فوجین بھیجین جو
شکست پا کر عسقلان مین گہبرا گئین۔ بارہ یا بائیس ہزار دینار دیکر محاصرہ سے نکلین اور مصر کو چلی گئین
اس فتح نے سوا اہل شام کے اکثر شہر بعد قلعہ اہل یورپ کے قبضہ مین آگئے۔ یافا کو بعد استحکام جنرل قمص
کے حوالہ کیا گیا ۴۹۶ھ ہجری مین شہر عکا پر چڑھائی کی مگر فتح نکر سکے علاقہ قدس بقول بعض بردویل یا
کسی و یوریین کو دیا گیا اور عیسائیون کا یہ تصرف ۹۱ سال تک رہا حتی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسکو فتح
کیا۔

سروج و حیفا و قیساریہ

اسی سال مین اہل فرنگ نے علاقہ جزیرہ کی طرف رُخ کیا اور شہر سروج پر قابض ہوکر باشندون کو قتل کیا عورتون
کو قید کرکے مال لوٹ لیا۔ اور یہی حشر حیفا اور قیساریہ کا ہوا لاکھون بندگان خدا تعالی تیغ ظلم سے ہلاک ہوئے

طرابلس الشام و قلعہ طوبان

۴۹۵ھ ہجری مین طرابلس الشام پر چڑہائی ہوئی۔ وہان کے باشندے خوب دل کہول کر لڑے اور تین سو ۳۰۰
فرنگی مارے گئے آخر زر نقد گہوڑے لیکر میعادی صلح پر فیصلہ ہوا۔ اور یہان سے انطرسوس کو گئے چند روز
کے روز کے محاصرہ کے بعد شہر پر تصرف کر لیا اور مسلمان زن و بچہ شیخ و شاب بالتمام قتل کیے گئے پہر طوبان کی

شہر سے نکلکر حملہ کیا مسلمانون نے نکلنے والون کو قتل کرنا شروع کیا لیکن قوام الدولہ نے روک دیا اور کہا کہ سبکو نکل لینے دو جب کل عیسائی نکل چکے مسلمانون نے حملہ کیا مگر عیسائیون کے تازہ جوش پر غالب آ سکے اور مقابلہ ہوتے ہی بہاگ نکلے اور کچھ بہی نہ لڑے عیسائی حیران ہوگئے اور دہوکہ سمجھ کر تعاقب مین نہ گئے۔ چند مسلمان شہادت کی آرزو مین اڑے اور خوب لڑکر مرے عیسائیون کو مال کثیر غنیمت مین ملا قیدیون مین بہ تعداد کثیر تہین۔

معرۃ النعمان (۳)

اس شکست نے عیسائیون کے حق مین غالبانہ فیصلہ کر دیا۔ اور مسلمانون کی پراگندہ طاقت کو اور کمزور بنا دیا شام مین تو پہلے ہی کوئی زبردست الوالعزم سردار نہ تہا یہ بہی موصل کے گورنر کی جو فسیلی کارروائی کا نتیجہ تہا جو ایک ہی شکست مین فرو ہوگیا اب عیسائی اطمینان سے آگے بڑہے اور معرۃ النعمان کو گہیر لیا مسلمان باشندے سخت مقابلہ سے پیش آئے عیسائیون کا بہت نقصان ہوا۔ اور فتح مشکل ہوگئی مگر آخر مسلمانون مین پہوٹ پڑگئی۔ اور شہر فتح ہوگیا تین دن تک قتل عام ہوتا رہا ایک لاکہہ سے زیادہ مسلمان عورت مرد ذلیل و بچہ مارے گئے اور ہزارون قید ہوئے۔

عرفہ (۴) و حمص (۵)

چالیس یوم تک عیسائی فوجین معرۃ النعمان مین مقیم رہین پہر عرفہ کا محاصرہ کیا۔ اور چار ماہ کے بعد صلح سے فتح کیا پہر حمص گئے اور یہ مضبوط شہر بغیر جنگ کے عیسائی رعب کے سبب صلح پر آمادہ ہوگیا۔ پہر یورپین افواج عکا کو بڑہین لیکن فتح نہ کر سکین۔

بیت المقدس (۶)

بعد ازان عیسائیون نے تمام طرف سے سمٹ کر دس لاکہہ کی جمعیت کثیر سے بیت المقدس کو جا گہیرا چونکہ ایسی مقدس جگہہ کے لیے یورپ نے تلوار اٹہائی تہی اس لیے حملہ آورون کو جوش کی کوئی انتہا نہ تہی وہان کا گورنر افتخار الدولہ تہا او مصر کے سلاطین بنی فاطمہ کے ماتحت تہا چالیس دن تک بحالت محاصرہ لڑتا رہا۔ مگر عہدہ برآ نہو سکا۔ شعبان کے اخیر ہفتہ سنہ ۴۹۲ ہجری بزور شمشیر بیت المقدس فتح کیا گیا۔ اور کئی ہفتہ تک قتل عام کا بازار گرم رہا ستر ہزار سے زیادہ مسجد اقصیٰ مین مسلمان قتل کیے گئے جنمین اکثر بڑے بڑے امام مجتہد۔ عالم۔ عابد۔ زاہد۔ صوفی۔ معتزلی گوشہ نشین تہے اور جنکو لڑائی سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اسلام عیسائیون کے ایسے اشخاص کی محافظت کی تاکید کرتا ہے مگر

شمشیر بنا گیا اور تاراج کیا گیا مسلمان باشندے طرح طرح کے عذاب سے مارے گئے۔

عکا پر تیسرا حملہ

ان چند فتوحات سے عیسائیون کے دل بڑہ گئے۔ اور عکا پر تیسرا حملہ کیا اس دفعہ آس پاس کے مسلمان بسبب متواتر صدمات اور محاربات کے اس قابل نرہے تھے کہ عکا والون کو کچھ مدد دے سکین اسلیے چند یوم کے محاصرہ کے بعد شہر پر عیسائیون کا قبضہ ہو گیا۔ اور باشندون کے ساتھ ہرا یک قسم کا ظالمانہ وحشیانہ برتاؤ کیا گیا اور شرمناک افعال شنیع عمل مین لائے گئے

حران و ارتاح

عکا کی فتح کے بعد حران کو میدان جنگ بنایا گیا جہان اکثر مسلمان فتح پاتے رہے ان لڑائیون مین بارہ ہزار عیسائی قتل اور قید کیے گئے انکا بہادر جنرل قمص بہی قید ہوا جسکا زر فدیہ پینتیس ۳۵ ہزار دینار طلائی اور ساٹھ مسلمان قیدیون کی رہائی قرار پائی اس کے بعد قلعہ ارتاح پر عیسائی جا پڑے مسلمان سخت جنگ کے بعد بہاگ نکلے ہزارون قید اور قتل ہوئے۔ قلعہ پر عیسائیون کا قبضہ ہو گیا۔

حصن رقیہ اقامیہ

قلعہ حصن دمشق سے دو یوم کے فاصلہ پر تہا۔ وہان مسلمانون اور عیسائیون مین سخت جنگ ہوئی مسلمانون نے فتح پائی صرف دو سو سوار عیسائی نہ تیغ ہوئے اسیطرح قلعہ رقیہ پر لڑائی ہوئی مسلمانون نے فتح حاصل کی پانچسو عیسائی سوار مقتول ہوئے اسی سال عیسائیون نے قلعہ اقامیہ کو جو شام کا نہایت مضبوط قلعہ تہا فتح کر لیا جس قدر وہان مسلمان تہے قتل کیے گئے۔

طرابلس اور بیروت

سنہ ۵۰۰ ہجری مین شاہ قسطنطنیہ اور یورپ مین حملہ آورون مین نااتفاقی پڑ گئی اور سخت لڑائی ہوتی رہی جسمین قسطنطنیہ والے اکثر فتح یاب ہوتے رہے اس سے بظاہر اگرچہ مسلمانون کو کچھ آرام ملا لیکن چونکہ اسلامی حکومت کا شیرازہ کہلا ہوا تہا۔ اور کوئی واحد طاقتور سرپرست نہ تہا آپا دہاپی پڑی ہوئی تہی اسلیے عیسائیون کی بہوٹ سے مسلمان کچھ فائدہ نہ اٹہا سکے بلکہ عیسائیون نے اس حالت مین بہی طرابلس اور بیروت کا برابر محاصرہ رکہا اور اپنی ہوا نہ بگڑنے دی اور آخر سنہ ۵۰۳ ہجری مین ان دونون شہرون کو لے لیا مردونکو

وہان کا حاکم ابن العریض اپنی قلیل جماعت کے ساتھہ مقابلہ پر آیا اور بہت کچھہ گرد کہایا ایک مشہور بہادر جنرل قید کر لیا جسکا زر فدیہ ہزار دینار قرار پایا۔ لیکن ابن العریض نے منظور نہ کیا۔ اسی سال شاہ ضجیل نے حمص کا محاصرہ کیا اور اس کے مضافات پر تصرف کر لیا۔

عکا کا حملۂ ثانی

جنرل قمص نے فوج کثیر سے عکا کا محاصرہ کیا۔ سمندر کی طرف سے ستر جنگی جہاز قلعہ پر آگ برساتے تہے قلعہ شکن اور منجنیقین اسقدر مضبوط اور قلعہ کے نزدیک تہین کہ محصورین کو زندہ درگور کر رکہا تہا یہ حال دیکہہ کر سواحل شام کے عام اہل اسلام کو مذہبی جوش پیدا ہوا جسکے صدمہ کی برداشت عیسائی مجاہدین نکر سکے عیسائیون کی منجنیقین اور جہاز جلا بہونا کے گئے اور شکست فی یکر عکا سے محاصرہ اٹہانے پر مجبور کر دیا۔ یہان سے ہٹ کر بیروت کو جا گہیرا مگر باوجود محاصرہ کے فتح نہ کر سکے۔

جنگ عسقلان

اس سال ماہ رجب مین مصری فوج عسقلان مین پہونچی اور عیسائیون نے بسر کردگی بردویل گورنر قدس سخت مقابلہ کیا مگر شکست پائی اور اکثر مارے گئے بردویل بہاگ کر ایک نیستان مین جا چہپا جسمین مسلمانون نے آگ لگا دی بردویل کا جسم بہی کسیقدر جہلس گیا مگر دور بہاگ کر رملہ جا پہونچا مسلمانون نے تعاقب نہ چہوڑا۔ اور رملہ کو گہیر لیا بردویل کو یہان سے نکلنا پڑا ہزارہا عیسائی قید اور قتل کیے گئے۔ بردویل یافا کو چلا گیا جہان مسلمان نہین جا سکتے تہے لیکن اس فتح سے شام کے مسلمانون کے حوصلہ بڑہ گئے۔

سنہ ۴۹۶ ہجری مین اور تازہ دم فوج مصر سے آگئی اور عیسائیون سے کئی ایک معرکے ہوئے جنمین کبہی عیسائی اور کبہی مسلمان فتح پاتے رہے اور کچھہ فیصلہ نہ ہوا۔ عسقلان کے سوا تمام علاقہ فلسطین عیسائی تصرف مین رہا۔

طرابلس

جنرل ضجیل نے طرابلس شام کو گہیر لیا۔ مگر وہان کے بہادر گورنر افتخار الملک ابن عمار نے باوجود نہایت قلیل فوج کے دشمن کو مات کر دیا جنگی کشتیان سمندر مین چہوڑ دین اور عیسائیون کے مقبوضہ امصار کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ سنہ ۴۹۷ ہجری مین عیسائیون نے رقہ اور قلعہ جبیر پر چڑہائی کی مسلمانون کو فیدیہ دیکے مال و اسباب لوٹ کر چلے گئے اسی سال یورپ سے امدادی جہاز پہونچ گئے اور طرابلس پر پہر حملہ کیا گیا اور خشکی اور تری دونون طرف محاصرہ ہوا کئی روز تک لڑائی رہی مگر کامیابی نہ ہوئی اسلیے وہان سے اٹہہ کر جبیل کو گہیرا مسلمان مقابلہ سے پیش آئے آخر قلت کے وقت سے ناچار ہو کر امان کے خواہان ہوئے جو نہ دی گئی اور شہر بزور

اگر کوئی باقاعدہ کام لینے والا ہو تو وہ ہر وقت موجود ہوتی ہے۔
عماد الدین زنگی کا باپ ایک لڑائی مین مارا گیا تہا اسوقت عماد الدین کی عمر صرف دس سال کی تھی اور سب سے پہلے عماد الدین کو اپنی تلوار کے جوہر عیسائیون کے برخلاف ہی ظاہر کرنے پڑے اور یہہ آیندہ کے لیے نیک فال تہی۔ مودود کی فوج کے ساتھہ طبریا مین کے مشہور معرکہ مین شامل تہا بعد اسی جانبازی بہادر نے شہر کے دروازے پر سب سے پہلے نشان جا گاڑا تہا اس کے بعد وہ سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ سلجوقی والی ایران عرب عراق وغیرہ کی ملازمت مین داخل ہوا۔ اور بغداد اور عراق مین نایب شحنہ مقرر ہوا اور ۵۲۲ھ مطابق ۱۱۲۸ء مین البورسکی کے انتقال پر موصل کا گورنر مقرر ہوا۔ اور یہہ وہ نازک وقت تہا کہ زنگی جیسے مشہور خادم قوم کی مسلمانون کو سخت ضرورت تہی مسلمان سلاطین و امرا مین نفاق اور پہوٹ پڑی ہوئی تہی انکی کمزوری حد سے بڑہ چکی تہی انکی آنکھون کے سامنے لاکہون مسلمان تہ تیغ ہوئے پیغمبرون کی یادگار بیت المقدس چھن گئی۔ فاروقی نشان فتح مٹ گیا لیکن ان خودغرض کم ہمت امراء و سلاطین سے کچھہ نہو سکا۔ یورپ کے حوصلے فلسطین کی فتح سے بڑہ گئے اور ایشیا کو اپنے حرص و طمع کا شکارگاہ تصور کرکے ہر وقت مسلمانون کے ستانے اور اپنا علاقہ بڑہانے کی تاک مین رہتے اور اکثر فائدہ اٹہاتے اور روز بروز اپنی سلطنت کو وسیع اور قوی کرتے جاتے۔ العریش۔ (حد مصر) سے لیکر ماردین تک انکا شاہی تسلط تہا صرف دمشق حلب حمص حماۃ باقی مگر جان بلب تہے۔ عیسائیون کے حوصلے اسقدر بڑہے ہوئے تہے عراق سے نصیبین اور راس العین تک بلا خوف و خطر لوٹ مار اور قتل و غارت کر جاتے قافلون کی آمد و رفت بند ہوگئی تجارت کا نام تک نہ رہا اکثر شہر جو فتح نہین ہوئے تہے وہ عیسائیون کو خراج دیتے یا کسی اور طور اپنا بچاؤ کرتے۔ عیسائیون کا رعب اور رسوخ بہت بڑہ گیا شام کے جدید عیسائی سلطنت خود ہی بیت المقدس کی حفاظت کی کافی طاقت رکہتی تہی اور یورپ کی پشت گرمی سے اسلام کے مٹانے کو ہی اپنا ایک فرض جانتے تہے گو جزویات مین عیسائیون مین کبہی اختلاف ہوجاتا تہا مگر مسلمانون کے برخلاف انکی ایک آواز تہی اور ضرورت کے وقت سب ایک ہوجاتے اور مسلمانون کی تخریب پر اپنی ساری ہمت صرف کرتے۔ ناظرین سمجھہ سکتے ہین کہ یہہ زمانہ جسکا ذکر کیا گیا ہے موجودہ زمانہ کی حالت اسلامی سے بڑہ کر گزرا تہا۔ اگر گزرا نہین تہا تو مشابہ ہونے مین تو کوئی کلام نہین اور ضرور ہو وقت کے مسلمان بہی جو صدیون سے مصائب کا تختہ مشق بن رہے تہے آج کل کیطرح نہایت مایوس ہونگے اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا اور دارالخلافہ بغداد کو معرض خطر مین دیکہہ کر مال کی طرح چار چار آنسو روتے ہونگے کہ ایسی حالت نا امیدی کمین عماد الدین زنگی کا ظہور ہوا جو اسلام کی پوری الیشد کہتا تہا اسی وجہ سے حسب ارشاد مرامیر بادشاہ

قتل عورتین بچے قید کیے گئے۔ اُس کے بعد بانیاس۔ صیدا۔ صور۔ آقاب۔ کو نواح حلب تک فتح کیا گیا اور سوائے حمص اور حلب۔ حماۃ کے تمام شام عیسائیون کے قبضہ مین آگیا۔

مصر پر چڑھائی

۵۱۱ھ یا ۵۱۴ھ ہجری مین بردویل نے مصر پر چڑھائی کی اور غزہ تک بلا روک ٹوک پہونچا راستہ مین مسجدین جلائی گئین اسلامی عمارتین گرائی گئین۔ مرد وعورت زن و بچہ قتل کیے گئے یا قید کیے گئے فتح مصر مین کوئی شک نہ تھا کہ اتنے مین بردویل بیمار ہوگیا۔ اور راستہ ہی مین مرگیا اور مصریون کے سر سے یہ بلا ٹل گئی۔ یہ واقعہ المستظہر باللہ کے آخری عہد کا ہے ۵۱۲ھ مین فوت ہوا۔ اور المسترشد باللہ اسکا بیٹا خلیفہ ہوا ۵۲۲ھ تک عیسائیون کا اسیطرح زور رہا کہ سلاطین سلجوقیہ مین بجائے نفاق کے اتفاق کی صورت نظر آنے لگی۔ تیس سال کی متواتر مصائب اور صدمات اُٹھا اُٹھا کر آل کار کو سوچنے اور اپنی حالت پر غور کرنے لگے اور موصل کو امرائے سلجقین سے چھین کر عماد الدین زنگی والد سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ کیا گیا۔

اقبال کا دوسرا دور عماد الدین زنگی اور عروج اسلام

سابقہ اوراق مین لکھا گیا ہے کہ سلطان طغرل بیگ الپ رسلان۔ ملکشاہ بہادر اور زبردست سلطان گذرے ہین اُنین اسلام کا سچا جوش تھا۔ وہ حمایت اسلام کو اپنا اعلیٰ فرض جانتے تھے۔ شریعت محمدی کے سخت پابند تھے انکا دربار علما اور فضلا کی کان تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام ہے اس وجہ سے انہون نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کین مگر ملکشاہ کے بعد آل سلجوق مین نفاق پڑ گیا۔ اور کئی ایک سرگروہ نکل آئے علاوہ اسکے حسن بن صباح نے سخت ہلچل ڈال رکہی تہی مسلمان کسی لائق اور دیندار سلطان کی عدم موجودگی سے بیدست و پا ہو رہے تھے اس لیے ۴۹۱ھ سے ۵۲۲ھ ہجری تک عیسائیون کا زور رہا۔ لیکن اب انکے زوال کا وقت آگیا تہا۔ جو بیج سلاطین سلجوق نے بویا تہا اُس کے پہل لانے کا وقت آگیا ملکشاہ کا غلام قسیم الدولہ آق سنقر تہا جسنے اپنے آقا سے ولی نعمت کی دینی حمیت سے پورا حصہ لیا تہا اُس کے خلف الصدق اولوالعزم خادم اسلام مقلد صحابہ کرام عماد الدین زنگی نے موصل و حلب کی گورنری پر ممتاز ہوتے ہی اپنی ساری ہمت عیسائیون کو شام سے نکالنے پر صرف کی اُس کی مجاہدانہ ہمت دیکھہ کر مسلمانون مین پھر تازہ جوش آگیا۔ اور گذشتہ تیس سال کی کسر نکالنی شروع کی اور ثابت ہوگیا کہ اسلامی حرارت سے

عیسائیون کی خبر نہ لے سکا آخر ۵۳۸ھ مطابق ۱۱۴۳ء مین سلطان مسعود سلجوقی سے صلح کر کے پیچھا چھوڑا یا مگر اس عرصہ تنازعات مین بہی وہ اپنی سلطنت بڑہاتا رہا۔

اس جوانمرد کو جون ہی تنازعات خانگی سے فرصت ملی بجلی کی طرح عیسائی ممالک پر جا گرا ۵۳۹ھ ہجری مطابق ۱۱۴۴ء مین اڈیسہ (عزاز) کا محاصرہ کر لیا جو عیسائی سلطنت کی حکومت اور طاقت کا نہایت زبردست مرکز تہا۔ اٹہائیس دن کی متواتر لڑائی کے بعد شہر فتح کر لیا۔ اور عیسائی سلطنت کو صدمہ عظیم پہونچایا اسی تاریخ سے عیسائیون کی ایشیائی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ عیسائیون نے نہایت پیش بیس کر تجویزین کین لیکن زنگی کے اسلامی جوش کے آگے کچہ پیشرفت نہ گئی۔

عزاز کی فتح کے بعد زنگی اپنی فتوحات بڑہاتا اور عیسائیون کو دباتا جارہا تہا۔ کہ قلعہ شبر کے محاصرہ کے وقت ایک غلام سکے ہاتہ سے ۵۴۱ھ مطابق ۱۱۴۶ء مین سوتا ہوا قتل کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اگرچہ بہادر عمادالدین زنگی کی ایسی ناگہانی اور بے وقت موت نے اسلامی جوش کو کچہ دیر کے لیے روک دیا اور زنگی کی شہادت سے جسقدر مسلمانون کو غم و الم ہوا۔ اسیقدر عیسائیون کو خوشی ہوئی لیکن عمادالدین کی حرکات غازیانہ اور افعال مجاہدانہ نے مسلمانون کو کام کرنے کا رستہ بتا دیا تہا کہ اپنی اولاد کو عمدہ تربیت سے ایک سچا فرض شناس مسلمان بنا چکا تہا اسکا ایک بیٹا نورالدین حلب مین اور سیف الدین دوسرا بیٹا موصل مین حکمران تہے مگر قدرت نے قومی جہاز کی ناخدائی نورالدین محمود کے نام لکہی تہی جسکا ذکر خیر اگلے اوراق مین لیا جائیگا۔

مشائخ عظام کی خدمات

ایک سو سال سے زیادہ عرصہ کے ضعف اور کمزوری کے بعد مسلمانون کا اسطرح سے ابہرنا اور بغیر کسی سلطان یا خلیفہ کی شمولیت یا تحریک کے ایک معمولی کورتر عمادالدین کا عیسائیون کو زک دینا حضرات صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی سعی جمیلہ کا نتیجہ تہا جو وہ اسلامی اصول کے ماتحت مسلمانون کے مردہ جوش کو تازہ کر رہے تہے برسون کی زہد و ریاضت توکل و قناعت سے اپنی ذات کو نیک نمونہ اخلاص و ایثار بنا کر قوم کے سامنے پیش کر کے ارشاد و ہدایت کی مسند کو مزین فرما رہے تہے اور قوم بہی ایسے مقلدین صحابہ کرام علما کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل مین نہایت سرگرم تہی ان بزرگون نے مسلمانون کی تہذیب نفسانی و تربیت روحانی اصول

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم[1] "لایزال ھذا الدین ظاھراً علی کل من ناداہ حتی تقوم الساعۃ واھلہ ظاھرون" مخالفان اسلام کا کاٹنے لگا۔ اور مسلمانون نے اُسکے وجود کو رحمت الٰہی تصور کیا۔

زنگی نے موصل کی گورنری لیتے ہی مسلمان امیرون کی منقسم طاقت کو ایک واحد طاقت بنانیکا فکر کیا فرات کے شرقی علاقہ۔ جزیرہ۔ سنجار نصیبین کو لے لیا۔ پھر ۵۲۳ھ مطابق ۱۱۲۹ع مین حلب پر قبضہ کیا دوسرے سال حماۃ کو فتح کیا۔ اور ہر ایک جگہہ مسلمانون نے اُس کے اسلامی جوش کو دیکھکر اسکا خیر مقدم کیا۔ دمشق پر امیر تغتگین قابض تہا جسکے ہان اسمعیلیون کا اسقدر رسوخ ہوا کہ بانیاس جیسا کارآمد اور مضبوط قلعہ اسمعیلی سردار کو دیا گیا اور اس فرقہ نے یہان تک زور پکڑا کہ تغتگین کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹے شمس الملک بوری کا وزیر بہی ایک اسمعیلی ہی ہوا۔ آخر اس غدار نمک حرام وزیر نے ۱۱۲۹ع مین دمشق عیسائیون کو دیدالنے کی سازش کی تہی جسکی پاداش مین چھہ ہزار اسمعیلی قتل کیے گئے اور اسمعیلیون نے اسی مخمصہ سے قلعہ بانیاس عیسائیون کو دیدیا جو تین برس بعد واپس لیا گیا۔ شمس الملک نے عیسائیون ولی تہام یا عماد الدین زنگی کے رعب مین آکر دمشق کو زنگی کے تحت حکومت مین تسلیم کر لیا۔ مگر خود غرض امرا نے اس یکجہتی کو برا سمجھا اور رعایا اور شمس الملک کی مان کو بہڑکا کر شمس الملک کو مروا ڈالا۔ زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا۔ لیکن ناکام پہرا زنگی نے ۱۱۳۹ع مین پہر دمشق پر حملہ کی تیاری کی اہل دمشق نے عیسائیون سے مدد مانگی اور بانیاس دینے کا وعدہ کیا زنگی نے دونون فوجون سے لڑنا مناسب نہ جانا اور واپس چلا گیا۔ اور بانیاس عیسائیون نے لے لیا۔ ۱۱۴۳ع مین یوروشیلم کا عیسائی بادشاہ مرگیا اور اسکا جانشین اسکا بیٹا بالڈون سیزدہ سالہ ہوگیا۔

زنگی کی تدبیر بہادرانہ اور عزم شجاعانہ نے عیسائی سلطنت کی وسعت کو روک دیا تہا۔ اب یوروشیلم کے بادشاہ کے مرنے سے اور ضعف آگیا۔ زنگی نے اگرچہ ۵۲۴ھ مطابق ۱۱۳۰ع قلعہ اترب کے پاس عیسائیون کے متفقہ افواج کو شکست فاش دیکر ایک صدی کے عیسائی غرور اور طاقت کو توڑ کر مسلمانون کے دلون سے عیسائی رعب دور کر دیا تہا۔ مگر زنگی خانگی تنازعات مین مبتلا تہا۔ اس کے دار الخلافہ موصل کو لینے کو لیے ایک مسلمان رقیب ۵۲۳ھ مین کوشش کرچکا تہا۔ ۵۲۵ ہجری سے لیکر برابر بارہ برس تک اسکو سلجوقیون کی باہمی لڑائی جہگڑون مین حصہ لینا پڑا۔ انہین جہگڑون مین خلیفہ المسترشد فدائیون کے ہاتھ سے ۵۲۹ھ مین شہید ہوا اور اسکا بیٹا الرشد باللہ خلیفہ ہوا اور ۵۳۲ھ مین قتل ہوا۔ اور المتقی لامر اللہ بن المستنصر خلیفہ ہوا اور اسکا نہایت قیمتی وقت اس طرح ضائع ہوگیا۔ اور دل کہول کر

[1] یعنی یہ دین یعنے اسلام ہر مقابل پر غالب ہی رہیگا یہان تک کہ قیامت آجاویگی اور مسلمان غالب ہی ہونگے۔ مایوسونکو یہ حدیث ضرور سنا یاد کر لینا چاہیے۔

انکے مدنظر تہا کچہ عرصہ پہلے جو امراء ارا کین عیاشی و کاہلی کی زندگی بسر کر رہے تہے اب قومی جوش سے بہادر
سپاہیون کی طرح کڑاکے کے جاڑے اور بہوک پیاس کی سختیان سہنی خوشی سے برداشت کرتے تہے اس
مبارک زمانہ کا روشن چراغ سلطان نورالدین محمود تہا جسکی قسمت مین دوسرے صلیبی جنگ (کروسیڈ
وار) کا مقابلہ لکہا تہا لعماد الدین کے عزاز (اڈیسہ) کی فتح کرنے سے عیسائیون کو بہت رنج ہوا تہا عماد الدین
کے مرتے ہی عزاز پر حملہ کیا گیا مسلمان محصور ہو گئے۔ مگر نورالدین برق کی طرح پہونچ گیا۔ اور نورالدین اور
قلعہ کی فوج نے حملہ کیا عیسائیون کو درمیان مین لے کر پیس ڈالا۔ اور انکا سردار قید ہوتے ہوتے بچ
گیا۔ شہر آتاح اور رفا وغیرہ کو عیسائیون سے بزور شمشیر چہین لیا۔ عیسائیون نے اگرچہ کئی سال تک
نورالدین کا مقابلہ کیا۔ مگر نورالدین کے بہادر غازیون سے ہر ایک جنگ مین نیچا دیکہا ان حالات اور
مسلمانون کے عام قومی جوش کو دیکہہ کر شام کے عیسائیون نے اپنا بچاؤ سوائے یورپ کی امداد کے
کہین نہ دیکہا۔ اور فلسطین اور ارمنی پادریون کا ایک زبردست ڈپوٹیشن یورپ کو روانہ ہو گیا۔

دوسرا صلیبی جنگ

عماد الدین اور نورالدین کے مجاہدانہ تردوات اور غازیانہ حملات نے ایشیائی عیسائیون کو اسقدر حواس باختہ اور
اپنی کمزوری اور خستہ حالی کا یہان تک یقین کرا دیا کہ اب انکو خواب مین بہی شکست و ہزیمت کی صورتین نظر آنے لگین اور
تصورات مین اسقدر تذبذب اور اضطراب پیدا ہوا کہ ہر ایک چیز سے وہ عیسائیون کا مغلوب ہونا گمان کرنے
لگے۔ گرجون پر بجلی کا گرنا۔ اور دمدار ستارے کا چمکنا یا کسی خلاف معمول امر کا ظہور مین آنا ضعیف
الاعتقاد عیسائیون کو سخت خوف دلا رہا تہا یورپ سے مدد مانگنے کے واسطے جو ایشیا کے فریادی
پادریون اور عیسائیون کا گروہ پوپ یوگنس کے پاس پہونچا اور اپنی ہولناک داستان ایسی موثر الفاظ
مین بیان کی کہ پوپ کے آنسو نکل آئے اور یہی حال جملہ حاضرین کا ہوا قومی ہمدردی اور غمخواری کا علم جوش
بلند ہو گیا اور بیت المقدس کہ جسکو فتح کئے ہوئے ابہی نصف صدی نہین گذری تہی اس کے بچانے
کے لیے کمال شوق اور جوش سے ہتہیار اٹہائے گئے جوش یہان تک بڑہا کہ تارک الدنیا خلوت
نشین بہی میدان مین نکل آئے برگنڈے ایک پیر کا بیٹا سنٹ برنارڈ جو پندرہ سال سے
دنیا کو چہوڑ چہاڑ کر راہبانہ تجرد مین درویشانہ زندگی بسر کر رہا تہا یورپ کو کروسیڈ پر آمادہ کرنے
مین زیادہ سرگرم نکلا۔ اس نامور اور آتش زبان اولوالعزم واعظ نے اپنی غیر معمولی قوت بیانی اور فصاحت
لسانی سے عیسائیون مین معمول سے زیادہ جوش بہر دیا اور اپنی دہواں دہار تقریرون

اسلامی کے مطابق کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - اس روحانی فرقہ کا اسوقت نہایت زور تہا - بڑے بڑے زبردست علما وفضلا تبلیغ احکام الٰہی کے لیے دنیا کے لذائذ سے مُنہ موڑکر فقر وسفر کے مشکلات برداشت کررہے تہے - اور کمال درجہ کی صبر وشکر رضا وتسلیم سے اشاعت اسلام فرمارہے تہے علمی کمال وروحانی جلال سے اختلاف عقائد کومٹارہے تہے اور جو عقاید مخرب اسلام عرصہ سے اسلامی دنیا کی ضلالت وفساد کا موجب ہورہے تہے اونکا اپنی براہین قاطعہ وکمالات ساطعہ سے قلع قمع کررہے تہے ایسے بزرگوار ہر ایک ملک مین اپنے فرائض کو عمدگی سے اداکرتے تہے خاص دارالخلافہ بغداد مین اسوقت حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسند افاضت کوزیب دےرہے تہے چنانچہ بقول ابن خلقان آپکا تولد ۴۹۱ھ مین ہوا اور وفات ۵۶۱ھ ہجری مین واقعہ ہوئی - عماد الدین کی وفات کے وقت آپکی عمر ۴۳ سال کی تہی اور پرجوش علما کی طرح تعلیم وتدریس فرماتے تہے نور الدین محمود کی وفات ۵۶۹ھ ہجری مین ہوئی اس حساب سے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ ہم عصر گذرے ہین -

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی فضیلت صوری اور کمال معنوی سے عموماً اُن لوگون کو جو مختلف عقائد رکہتے تہے امت کے جم غفیر اہل السنن کی طرف جہکا لیا تہا - اور قرامطہ اسمعیلیہ ملاحدہ کی عابدہ اثناعشریہ مین سے گروہ در گروہ خلائق کو اپنی ارادت وعقیدت مین لاکر ایک جہتی اور اتحاد قومی کی حبل المتین مین جکڑ لیا تہا - اور نفاق اور اختلاف کومٹارہے تہے - ان مختلف فرقون کے زبردست اور بااثر لیڈر آپ کی کرامات اور خوارق عادات کو دیکہہ کر خلوص دل سے آپ کی تقلید اختیار کرتے جن کی تفصیل کا یہ محل نہین ہے -

یہی حال دیگر علماے کرام کا تہا جو تصوف کے رنگ مین رنگے ہوئے تہے - خواجہ عثمان ہارونی رح ۵۲۶ھ مین اور خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی رض ۵۳۷ھ ہجری مین پیدا ہوئے جنکی اسلامی خدمات سے خطہ ہندوستان منور ہوا غرضیکہ عماد الدین اور اسکے بہادر بیٹے نور الدین کے عہد مین قوم کے اندر ایسے ایسے زبردست صاحبان اثر عالم موجود تہے جنہون نے قومی بہبودی کے لیے کوئی کسر باقی نرکہی اور اسی کوشش کا نتیجہ تہا کہ مسلمان یکبارگی ایسے اُٹہے کہ زمانہ کو خیر القرون کا فاتحانہ سمان دکہادیا - اور جماعت قلیل نے لاکہون کا منہ پہیردیا اس پاکیزہ عہد نے خلفائے تک ثمر کردئے یا المقتفی باللہ - المستنجد باللہ - المستضی باللہ - الناصر الدین اللہ فقیہ محدث فاضل خلیفہ ہوے جان ومال کا حمایت اسلام مین خرچ کرنا انکا شعار ہورہا تہا - اور دشمن کا ملک سے نکالنا ہی ہر وقت

سے پیچھا چھوڑانا ہی غنیمت سمجھا اور ترک بھی زیادہ گلے نہ پڑے۔ اور شہنشاہ فرانس نے بھی ترکوں
سے ڈر کر بجائے خشکی کے سفر کے تری کا راستہ اختیار کیا۔ اور بندر اطالیہ سے جہازون پر سوار ہو کر
۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۸ء کو انطاکیہ پہونچا۔ جہان اُسکو اپنی فوج صرف چوتھائی نظر آئی باقی فوج
راستہ کے مشکلات اور ترکون کی غازیانہ حملات کی نذر ہو گئی۔ یہہ تمام اسباب سلطان نورالدین رحمۃ
اللہ علیہ کے لیے تائید غیبی تھے کیونکہ یورپ کے وہ پرجوش اور بہادر کروسیڈر جو نورالدین کا نام و
نشان مٹانے کے لیے آرہے تھے اس طرح دمشق پہنچنے سے پہلے ہی ضائع ہو گئے۔ شہنشاہ فرانس
کچھ عرصہ فوج کی کلفت و عسرت دور کرنے کے لیے انطاکیہ ٹھیرا جہان اُسکو اپنی اور اپنے چچا والی
انطاکیہ کے تعلق کی نسبت بدگمانی پیدا ہو گئی۔ اس لیے وہان سے جلدی چلدیا اور شہنشاہ جرمن
بھی براہ سمندر فلسطین پہونچ گیا تھا۔ یہین نواح انطاکیہ مین سلطان نورالدین محمود نے جو بہادران
یورپ کے انتظار مین تھا۔ مقابلہ کیا۔ عیسائی کروسیڈر جو اسی نورالدین کے خون کے پیاسے تھے
اور اسی کو مقدس یوروشلم کا مہیب و خونخوار دشمن جانتے تھے نہایت جوش سے لڑے کئی روز تک
لڑائی رہی۔ اور عیسائیون نے خوب دانت پیس پیس کر حملے کیے مگر ہر بار "لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ
قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ" الخ
پر ایمان رکھنے والون سے شکست فاش کھائی۔ شہنشاہ فرانس نے جب دیکھا کہ سلطان نورالدین کا
راستہ سے ہٹانا مشکل ہے تو ناچار واپس ہوا اور براہ سمندر بیت المقدس کو چلا راستہ مین جرمنی
کی افواج کو ساتھہ لے کر علاقہ قدس مین داخل ہوا۔ اور دمشق کا کئی بار محاصرہ کیا گیا۔ مگر ہر بار
مسلمانون سے زک اٹھا کر واپس ہوا۔ ۵۴۳ھ مین نورالدین نے انطاکیہ کے نواح مین عیسائیون
کی مجموعی فوج سے مقابلہ کیا گو عیسائی فوج مسلمانون سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اور یورپ بشیار کی
عیسائی دنیا یکدل ہو کر ایک دو صوبون کے مسلمان گورنرون سے مقابلہ آرا تھی مگر گورنرون
تہا سلطان نورالدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ جس کے اعمال صالحہ اور اتباع شریعت نے مسلمانون
کو ایثار و اخلاص کا بھولا ہوا سبق یاد کرا دیا تھا۔ اور افضل الاعمال الایمان باللہ والجہاد فے
سبیل اللہ کی پرجوش منادی سے ایک تازہ کام کرنیوالی روح پھونک دی تھی۔ میدان مین کٹ کے
مرنا اور جان دینا ہی سلطان نورالدین کے ہمراہی غازیون کے لیے بفحوائے افضل الجہاد ان تعقر
جوادک و تہراق دمک ایک ابدی و دائمی زندگی تھی دشمن سے اپنی قوم و ملک کو بچانا اُن کا فرض تھا۔
بھلا ایسے جان فروش بہادرون سے کون بازی لے سکتا تھا آخر کئی روز کے سخت

۱؎ سب عملون سے بہتر عمل اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اللہ کے راہ مین جہاد کرنا ہے۔ ۲؎ سب سے افضل جہاد یہہ ہے کہ تیرا گھوڑا
بسینہ ہو جاوے اور تو خون آلودہ

سے یورپ کے دلون کو بالعموم گرما دیا اُس کے مذہبی جوش اور بہادرانہ حرکات نے مجاہدین کو دیوانہ بنا دیا۔
سنہ ۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۶ء مین مقام ویزیلی کونسل مین اس پر جوش واعظ کے ہاتھ سے لوئیس ہفتم شاہ فرانس
نے صلیب لی اور کروسیڈ مین شامل ہونے کا اقرار کیا۔ اُس سے عوام الناس اور متوسط اشخاص کا
جوش بہت بڑھ گیا۔ یہان سے جرمنی پہونچا خوش اعتقاد عیسائی بہت سی معجزات اور کرامات سنٹ
برنارڈ سے منسوب کرتے ہین واقعی اُسکے عادات اور اطوار ہی خرق عادات کے درجہ تک پہونچے ہوئے تھے
شہنشاہ جرمن کانرڈ ثالث نے پہلے تو کروسیڈ کی شمولیت سے انکار کیا لیکن ایک موقع پر سنٹ برنارڈ کی در
ناک تقریر نے شہنشاہ کے دل کو ہلا دیا اور برنارڈ کے ہاتھون سے صلیب حاصل کی پس عظیم الشان شاہان
فرانس اور جرمن کا شامل ہونا امرا و عوام الناس کی تحریک کے لیے بہاری اسباب تھے شہر کا ؤن قلعہ خالی
ہوگئے اور لوگ جہاد کے لیے نکل کہڑے ہوئے۔ زر و دولت جنس و متاع کروسیڈ کے لیے پیش کر دیا
شہنشاہ لوئس کی ملکہ ایلینر کے علاوہ بیشمار عورتون نے صلیبین لے لین اور جنگی سپاہیون کیطرح
مسلح ہوگئین۔ جو باقی رہا لعن طعن کا نشانہ بنایا گیا۔ شہنشاہ فرانس ایک لاکہ کروسیڈ و او شہنشاہ
جرمنی اس سے بہی زیادہ فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ شہنشاہ جرمنی سب سے پہلے قسطنطنیہ پہونچا راستہ
کی تکالیف اور کسرت کی بے انتظامی سے سخت مصیبتین اُٹھائین جون ہی ایشیا مین قدم رکھا
سلجوقی ترکون نے جنکے زیر حکومت ایشیا کوچک تہا اپنے ملک کے بچانے کے لیے سخت بہادری
سے مقابلہ کیا۔ اور ایسی سخت شکست دی کہ شہنشاہ جرمنی فوج کا حصہ کثیر کٹا کر بمقام نیسا شہنشاہ
فرانس سے جا ملا۔ دونون نے فلسطین جانے کا وعدہ کیا۔ مگر شہنشاہ جرمن ترکون کی مدافعت
اور سردی کی شدت کے خوف سے آگے بڑہنے سے رک گیا۔ شہنشاہ فرانس نہایت
انتظام اور احتیاط سے بڑہا۔ اور امن امان کے ساتھ کچہ راستہ طے کر گیا مگر جانباز ترکون نے ایک
موقعہ پر ایسا آڈبوچا کہ سارے انتظام غارت ہوگئے فرانسیسی فوج دو حصون پر کوچ کر رہی تہی جبکہ
پہلا حصہ گذر چکا تو بہادر ترک اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے پچھلی فوج پر جا پڑے۔ عیسائی
کروسیڈر مسلمان غازیون کے حملہ کی تاب نہ لا سکے اور پریشانی کے ساتھ بہاگ نکلے شہنشاہ
کے پہلو مین اعلے درجہ کے تین امیر قتل کیے گئے خود شاہنشاہ اگر بہاگ نجاتا تو ضرور ترکون کا شکار
ہوجاتا۔ شہنشاہ بہزار جرثقیل بہاگ کر اگلی فوج سے جا ملا۔ اس ہولناک صدمہ نے فرانسیسی
فوج کو سخت نقصان پہونچا۔
چونکہ ترکون کے علاقہ ایشیا کوچک سے صرف گذرنا مقصود تہا۔ اس لیے عیسائیون نے صرف ترکان

چلادیا اور صلاح امت کا نتیجہ دکہا دیا۔ اس وقت کے مسلمانون کی اسلامی عادات کا نمونہ دکہلانے کو لیے
سلطان نورالدین کے اخلاق حسنہ کا اختصار ہی کافی ہے اسلامی لیڈرون کو تجربتاً دیکہنا چاہیے
قوم مین حقیقی تحریک اور سچا جوش پیدا کرنے کے لیے خود لیڈر کے افعال مین عملی صداقت کی کہان تک
ضرورت ہے۔ اور قول وعمل کی مطابقت کا اثر کسقدر پائدار اور زبردست ہوتا ہے۔

سلطان نورالدین کے عادات و اطوار

سلطان موصوف امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ کی فقہ کا ماہر اور زبردست عالم تہا اور اُس زمانہ کے
مشہور فقہائے حنفی مین شمار ہوتا تہا۔ جب ذرہ فراغت ہوتی کتب دینی کا مطالعہ کرتا اور شوق اتباع سنت
نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کو بڑہاتا۔ اور جماعت علمائے کے ساتھ عام طلبہ کی طرح درس حدیث مین شامل ہوتا
در نہایت ادب و توجہ سے سماع حدیث کرتا۔ اور عمل مین لاتا۔ اسکا دربار مجلس نبوی علیہ الصلوۃ والسلام
نمونہ تہا ادب و حیا حکمت و صلاح علم دین۔ قرآن و حدیث و تاریخ و تفسیر۔ تذکرہ مجاہدین سلف
کے سوا اور کوئی ذکر اُس کی مجلس مین نہ ہوتا تہا۔ کوئی بات لغو اور خلاف شرع اس کی مجلس مین نہ کہی جاتی
ی رعب و سیاست کا یہ عالم تہا کہ بڑے بڑے دل چلے اُس کے سامنے بات کرنے سے جہجکتے تہے
با این ہمہ جب کوئی عالم۔ فقیہہ۔ صوفی۔ درویش۔ آتا تو سلطان سر و قد اُٹہہ کر تعظیم کرتا اور اسی
رح متابعت مین عزت بجا لاتا۔ اپنے برابر بٹہلاتا اور ساتھ ملاکر کہانا کہلاتا۔ اور ایسے بزرگو اور
اپنے ہاتہہ سے خطوط لکہتا۔ اور جو وہ کہتے تسلیم کرتا۔ جب کسی عالم یا فقیہہ کو دیتا تو کہتا کہ بیت المال
مین لوگون کا حق ہے۔ اگر یہ لوگ یہ نہین مانگتے تو انکا احسان ہے۔ اتقا و ورع کا یہ عالم تہا کہ سلطان
ایک شیخ بزرگ ملا عمر رحمتہ اللہ علیہ پر بہت اعتقاد تہا جو موصل مین رہا کرتا تہا۔ باوجود کثرت رجوع
ملائق کے کسی سے کوڑی تک نہ لیتا تہا چونہ جلاتا اور اسی سے قوت لایموت پیدا کرتا سلطان کے لیے
سب مین نان و چپاتی افطاری کے لیے بہیجتا اور سلطان شیخ عمر رحمتہ اللہ علیہ کے لیے اپنی خاص
مائی سے افطاری روانہ کرتا جب سلطان موصل مین آتا تو شیخ عمر کے زاہدانہ سادہ کہانے کے
سوا اور کہین سے نہ کہاتا اور كُونُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ کی صداقت سے فیضان حاصل کرتا۔
یک دفعہ اُسکی بیگم نے شکایت کی کہ مجکو گذارہ کم ملتا ہے اور خرچ زیادہ ہے سلطان نے اپنی تین
کانین زر خرید واقع حمص بیگم کو دیدین جنکا کرایہ صرف تیس دینار سالانہ تہا۔ بہلا ایک ملکہ اور
سلطان کا اس قلیل رقم کرایہ سے کیا بنتا تہا۔ مگر عرض کی سلطان کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور نہایت

جنگ کے بعد عیسایون کو شکست فاش ہوئی اور جن امیدون کو لیکر وہ وطن سے نکلے تہے وہ خواب وخیال ثابت ہوئین۔ بہادر نور الدین کے مقابلہ مین تمام شہنشاہی کر وفر صدائے برخاستہ ہوگئے ہر ایک موقعہ پر عیسایون نے بہادران اسلام سے شکست کہائی عیسائی اسکا سبب عیسائی سردارون کا باہمی نفاق بغض حسد قرار دیتے ہین لیکن یہ اسی قسم کا عذر ہے جو بالعموم بعد شکست کئے جاتے ہین جو لوگ یورپ سے ہزارون کوس طے کرکے اور مصائب اٹہاکر محض مذہب بچانے کے لیے آئے ہون اُن مین بغض حسد جو دنیوی اغراض کا لازمہ ہے کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے اور عنان سالاری بہی شہنشاہون کے ہاتہہ ہو۔ یورپ کے دینی پیشوا اور نامور فضلا اپنی فصاحت لسانی اور آتش بیانی سے کروسیڈرون کو جوش دلارہے ہون۔ مقدس اور متبرک مقامات یوروشلیم اور بیت لحم وغیرہ کا تحریک دینے والا نظارہ سامنے موجود ہو۔ غرضیکہ اس ناکامیابی کا سبب سوا اسکے اور کچہہ نہ تہا۔ کہ نور الدین جیسا سلطان مقلد صحابہ کرام مسلمانون کا سرپرست تہا جس کے غازیانہ اعمال اور مجاہدانہ افعال نے قوم مین جہادی جوش قرن اولی کی طرح پیدا کردیا تہا۔ کفار کو پیٹہہ دکہانا بہ تعمیل آیۃ شریف "ومن یولّھم یومئذ دبرہ" گناہ کبیرہ جانتے اور سربازی اور جان نثاری کو اعلی شعار مانتے اور اللہ ورسول اور امیر کی اطاعت سے سرمو انحراف نہ کرتے واقعی اسلامی جہاد کے مقابلہ مین دنیا کی تمام تدبیرون ناکارہ ہین بشرطیکہ نور الدین جیسا پاکباز تربیت وانتظام کے ساتہہ کام لینے والا ہو یس یورپ کو ناکامی بہی اسلام کے سچے جوش سے ہوئی۔ دمشق سے باوجود کئی بار کے حملات کے ناکام واپس ہونا پڑا عسقلان کا محاصرہ بہی مایوسی کے ساتہہ چہوڑنا پڑا۔ انہیں متواتر ناکامیون سے گہبراکر شہنشاہ جرمن لاکہہ سے زیادہ قیمتی جانین غازیان اسلام کی نذر کرکے واپس چلا گیا چندروز اور شہنشاہ فرانس فلسطین مین رہا اور ہاتہہ پاؤن مارتا رہا مگر نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بہادرانہ تدابیر سے لاچار ہوکر سنہ ۱۱۴۹ع کو یورپ کو واپس چلا گیا۔ اور اسطرح سخت نامرادی کے ساتہہ دوسرا کروسیڈ ختم ہوا۔

معلوم کرنا چاہیے کہ یورپ کا مقابلہ مسلمانون نے کسطرح کیا اور کسطرح زور پکڑا۔ نہ قوانین شرعی مین کوئی ترمیم کی گئی نہ کسی جدید خیال کی تقلید کی گئی وہی قرآن وسنت جو صحابہ کرام کے حرزجان تہے۔ مسلمانون نے ہاتہہ مین لے لیے اور جس اتحاد واخوت کی تعلیم اسلام دیتا ہے اسکو اختیار کیا اور مدبران اندیشن حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ تعالی عنہ کے قول کے موافق "لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا بما صلح اولھا" قرون بست کی صدیون کی بگڑی ہوئی کل کو درست کرکے

وتنسیخ کا خیال مذہب اسلام مین خلل و فساد ڈالنے کا باعث ہے اور تقلید شریعت کے بغیر اصلاح ا[مت]
ممکن نہین۔

زمانہ حال کے مسلمانون کو سلطان نورالدین کے اس قول زرین پر غور کرنی چاہیے کہ اسوقت بہی
اسلامی طاقت کمزور تہی۔ افغانستان ہندوستان کے سوا کہین بہی اسلامی جلال نظر نہ آتا تہا
عیسائیون نے ہسپانیہ۔ افریقہ۔ روم مین مسلمانون کی ملکی مالی جنگی طاقت کو بہت کچھ نقصان پہونچادیا
تہا۔ امراے اسلام مین اتفاق کا وجود نہ تہا۔ ملاحدہ لائق امرا و علما کا استیصال کر رہے تہے۔
خاندانی سلاطین سلاجقہ آپسمین ہی چہری کٹاری ہو رہے تہے۔ خود پرجوش سلطان نورالدین
خلیفہ بغداد کا نام لیوا اور سلجوقیون کا ماتحت گورنر تہا اسکی طاقت موجودہ امیر کابل سے کم تہی لیکن
سلطان کے دلکش عمل بالشریعت نے اُس کی رعایا اور دیگر مسلمانون مین وہ جوش قومی بہر دیا کہ
مثل زمانہ خیر القرون باوجود قلت مایحتاج و افواج دشمن کی اضعاف مضاعف فوجون کو مار کر فنا کر دیا
اور نورالدین اور اس کے بہادر جانشین صلاح الدین نے عیسائیون کو اُن ممالک سے مار کر نکال دیا
کہ جنپر وہ ایک سو سال سے مسلط تہے۔

نورالدین اور صلاح الدین نے کوئی کمی و بیشی احکام دین مین نہین کی اور نہ کبہی انکو صلاح امت
کے لیے ایسا بیہودہ خیال پیدا ہوا کہ فلان حکم شرعی قابل تعمل نہین رہا۔ یا اسکی جگہہ فلان امر
کا رواج ضروری ہے قرآن کا جو مطلب صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اجماع نے سمجہا۔ اور
بذریعہ علماے کرام اُون تک پہونچا تہا اسی پر انکا عمل تہا حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے
اعمال و افعال جنکا بیان مختصر صدر کتاب مین کیا گیا ہے انکے پیش نظر تہے اور یہی وجہ ترقی اقبال کی تہی۔
پابندی شریعت کا ہی نتیجہ تہا کہ ایک دفعہ اُس کے وزیر موفق الدین خالد بن القیسرانی نے خواب
دیکہی کہ وہ کپڑے دہو رہا ہے جب یہہ خواب سلطان سے بیان کی تو سلطان نے کسی قدر غور و
تامل کے بعد حکم دیدیا کہ جملہ محصولات (ٹکس) غیر شرعی دور کیے جائین اور وزیر کو کہا کہ تمہاری خواب
کی تعبیر یہہ ہے۔ (یہ ٹکس) نورالدین سے پہلے والیان امصار نے خلاف شرع لگا رکہے تہے اور جابرانہ
اصول سے وصول ہوتے تہے اور اس مین یہان تک افراط ہوتی تہی کہ رعایا کی آمدنی
سے ۵۰ فی صدی تک وصول کیا جاتا تہا۔ سلطان نے یہ سب کچہہ دور کر دیا اور
اور صرف عشر شرعی دس فیصدی محصول رکہا۔

زمانہ حال کے سلاطین کے سلوک [illegible] پر غور کیجیے کہ رعایا سے پچاس فی صدی لے کر بہی انصا[ف]

غصہ سے کہا کہ تم چاہتی ہوگی کہ بیت المال (خزانہ شاہی) سے تم کو بیش بہا رقم دیجائے - اس مین میرا کچھ اختیار نہین وہ مسلمانون کا حق ہے اور اس کا مصرف اسلامی مصالح کے سوا اور کچھ نہین - مین تمہاری محبت کے لیے دوزخ مین جلنا نہین چاہتا - مین صرف ایک خزانچی وامین ہون شرع کے خلاف ایک کوڑی بھی خرچ نہین کرسکتا - باوجود اسقدر جہادی لڑائیون کی مصروفیت وامور سلطنت کے مشغولیت کے عبادت الٰہی مین زمانہ کے زاہدین سالکین سے کسی طرح کم نہ تہا - نماز باجماعت مسجد مین ادا کرتا اور بلا ناغہ مقدس قرآن مجید کی تلاوت کرتا - رات کو عبادت الٰہی مین مشغول رہتا تہجد نافلہ تک ادا کرتا - اور اوروظائف مثل زاہدان مرتاض پڑہتا - اور نماز باخشوع سے - قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کا نمونہ دکہاتا شریعت کا سخت پابند تہا - ایک دفعہ موصل کا علاقہ مین ڈاکہ رہزنی کے واردات کی کثرت ہوگئی - عیار اور چالاک ملزم جو شدید شہادت واثبات کے نہ ہونے یا شہادت استغاثہ کے کمزور ومشتبہ ہونے کے سبب سزا سے بچنے لگے ذمہ دار منتظم حکام وقت کو ایسے چوری پیشہ دکانداروں کو جانتے تہے - لیکن بوجہ عدم ثبوت ہاتہ نہین ڈال سکتے تہے اس سے ایسے بدمعاش اشخاص کے حوصلہ بڑہ گئے حکام موصل نے عمر ملا کو خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ اگر کوئی جنگل مین مارا جائے تو شدید گواہ کہان سے آئین - اگر مشتبہ چلن کے اشخاص کو گرفتار کرکے سخت سزائین دیجائین تو انتظام ہوسکتا ہے - مطلب یہ تہا کہ ایسے حالات مین قانون شرعی پر عمل کرنے سے انتظام بگڑتا ہے - ملا عمر نے یہہ درخواست نورالدین کے پاس بہیجدی جون ہی یہ خط سلطان نورالدین کو پہونچا فوراً اسکی پشت پر لکہا کہ اللہ تعالے جو خالق مخلوق ہے ہمسے زیادہ اُن مصالح کو جانتا ہے کہ جن سے بنی آدم کی اصلاح ہوسکتی ہے قواعد شرعی جو اللہ تعالی نے مقرر کیئے ہین وہ مصالح انسانی پر موقوف ہین - انہین قوانین سے بہتری خلائق مقصود ہے جو بوجہ اکمل نازل ہوچکے ہین اگر شریعت مین کمی بیشی کے امکان کی گنجائش ہوتی تو اللہ تعالی "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" کیون فرماتا پس ہم احکام شرعی مین سے کہٹا بڑہا نہین سکتے - شہادت اثبات جرم - سزادہی مین بغیر قانون شرعی کے نہین چل سکتے - اور بجز اور واقع کی شہادت کے بغیر ملزم کو محض شبہ سے سزا نہین دے سکتے یہہ خط جب ملا عمر کو پہنچا تمام باشندگان موصل کو جمع کرکے سلطان کا خط سُنادیا اور کہا دیکہو جو زاہد نے بادشاہ کو اور بادشاہ نے زاہد کو لکہا ہے مجہ زیادہ بادشاہ پابند شریعت ہے مین غلطی پر تہا واقعی احکام شرعی مین ترمیم

۱؎ خلاصی پائی ان ایمانداروں نے جنہون نے نماز مین خشوع وعاجزی کی + ۲؎ آجکے دن مینے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا

اسطرح لکھے ہین کہ ایک دفعہ ایک سوداگر مرگیا اور صغیر سن بچہ چہوڑ گیا - جہادی لڑائیان ہو رہی تہین
اور جیسا کہ ایسے وقتون مین بادشاہون کو اخراجات کثیر کی ضروریات لاحق ہوتی ہین اور قرضہ کے اوٹ
مین روپیہ بٹورتے ہین سلطان کو بہی اشد ضرورت تہی - عہدہ داران سلطانی نے تجویز کی کہ وارث
کم سن ہے اُسکا مال کارت جائے گا بہتر ہے کہ خزانہ شاہی داخل ہوجائے اور تا سن بلوغ گذارہ
کے لیے کچھ کچھ دیا جائے اور بالفعل یہ روپیہ جنگی کامون مین لگایا جائے اور یہہ انتظام آج کل کے
لوٹ آف واڑوس کے بالکل مشابہ تہا کہ سرکاری خزانہ مین روساء نابالغ کا روپیہ جمع کیا جاتا ہے
اور کوئی زیادہ سود نہین دیا جاتا اور ضرورت کے موقعہ پر سرکار اُسکو خرچ بہی کرسکتی ہے اور بظاہر
اس مین کوئی نقص بہی معلوم نہین ہوتا لیکن اُس پاک باز متورع محتاط سلطان نے جو عام شاہان سے
زیادہ خدا پرست اور باز پرس عقبی سے زیادہ ڈرنے والا تہا وہ ایسے مال مشتبہ کو کب ہاتہ لگاتا
تہا فوراً عرضی کی پشت پر لکہدیا - کہ خدا متوفی پر رحم کرے بچہ کو عمر طبعی عطا کرے مال کو بڑہائے اور
مال لینے والون پر خدا کی لعنت ہو یہ عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت حقہ کی تقلید کامل
کا نتیجہ تہا شاہان زمانہ حال کے جنکا دائرہ اقتدار سلطان نورالدین مرحوم سے کئی درجہ وسیع
ہے مگر طمع اور جاہ طلب امراء و دولت کے اُن کارروائیون کو بنظر استحسان دیکھتے ہین کہ جن سے
کشید زر اور وسعت ممالک کے وسائل پیدا ہوتے ہون خواہ کسقدر ظلم وجور کو برتین اور مخلوق خدا کے
حقوق کو سلب کرین لیکن لمبے چوڑے خطابون اور ترقی مناصب سے اور لوگون کو بہی اس بیباک جابرانہ
رستہ پر چلنے کی تحریک دیتے ہین اور مردم آزاری اور حق تلفی کی ترقی کا خوفناک آلہ بنتے ہین اسکا
قول تہا کہ ہمارا صرف یہی کام نہین کہ چورون ڈاکوؤن کو سزا دین بلکہ دین کی حفاظت بہی ہمارا فرض ہے
بدعتی شخص خواہ کیسا ہی بارسوخ کیون نہو سزا سے نہ بچ سکتا تہا - چنانچہ دمشق مین ایک شخص یوسف
بن آدم زاہد - عابد و قانع رہتا تہا لوگ اُسکی کمال عزت کرتے تہے اور جیسا کہ اکثر ایسے اشخاص اپنی
ظاہری صلاحیت کے دہوکہ مین آکر کسی نکسی خبط مین پڑجاتے ہین اور کسی غلط عقیدہ کی اشاعت کرتے ہین
یوسف مذکور بہی بدعت تشبیہ مین پڑگیا - اور یہ تشبیہ اُس قسم کی تہی کہ جیسے آج کل کے جاہل
صوفیون مین **وحدت وجود** کے ناسمجھنے سے متعین کو یقین قرار دیتے ہین اور ظاہر
باطن مین کچھ فرق نہین کرتے جو ہندؤن کے اوتارون اور عیسائیون کے اقانیم ثلاثہ کے مشابہ
ہے اور جن سے اسلامی نورانی توحید بالاتر ہے جو وحدت وجود مزعوم حضرات صوفیاے کرام
ہے وہ اس سے اعلی ہے -

وعدل کا دعوی کرتے ہین مگر اسلامی قانون کے مقابلہ مین یہہ بے اصل دعوی طبل تہی کی آواز سے زیادہ وقعت نہین رکہتا - سلطان نورالدین جب یہہ کام کرچکا تو اُن لوگون کو بلایا جن سے یہ روپیہ وصول کیا گیا تہا - اور کہا کہ جو روپیہ تم سے وصول کیا گیا ہے وہ مجاہدین کے ساز و سامان جنگی مین خرچ ہوا ہے آج مخالفون سے جہادی لڑائیان ہورہی ہین اس لیے مین درخواست کرتا ہون کہ جو روپیہ پہلے وصول ہوچکا ہے اُسکا حق بخشدین کیونکہ مین کثرت اخراجات کے باعث وہ روپیہ واپس کرنے کے قابل نہین ہون - سب نے وہ روپیہ بخوشی خود بخشدیا - اس نیک نیتی کا اثر تہا کہ فتوحات کثیرہ سے جو مال غنیمت ملا اور تجارت و زراعت کی ترقی سے اسقدر آمدنی بڑہی کہ معاف شدہ رقوم سے کئی گنا زیادہ تہی -

عدالتی کامون مین ادنی اعلی فقیر و امیر سب برابر تہے - ہر ایک کے معروضات خود سنتا تہا دروازہ ہر ایک کے لیے کہلا رہتا - کوئی دربان اردلی چپراسی روکنے والا نہ تہا - ہفتہ مین دو روز دربار عام لگاتا - تمام علما و فقہا قضات جمع ہوتے - کہتے ہین کہ ایک شخص نے نورالدین کے نام قاضی کی عدالت مین جہوٹا دعوی کردیا - قاضی نے حسب ضابطہ طلب کیا - سلطان نے کہلا بہیجا کہ آج میری تعظیم نہ کی جائے عام فریقین کی طرح سلوک کیا جائے - مقدمہ پیش ہوا - اور باضابطہ شرعی کارروائی شروع ہوئی مخالف اپنے دعوی کو ثابت نہ کرسکا اور ہار گیا - مگر نورالدین نے شے متنازعہ اُسی کو دیدی اور کہا کہ اگرچہ مین جانتا تہا کہ یہہ شخص حق پر نہین ہے - لیکن اگر مین حاضر عدالت ہوکر اسکو ثبوت پیش کرنے اور مقدمہ چلانے کا موقعہ نہ دیتا تو صریح ظلم تہا اب چونکہ قانوناً فیصلہ ہوچکا ہے - اس لیے اُسی کو دیتا ہون اور یہہ امر عدل و انصاف سے بڑھ کر درجہ احسان تک پہنچتا ہے " فرحم اللہ ھذہ النفس الزکیۃ الطاھرۃ المنقاد للحق " خواہ کوئی کتنی ہی شکایت کرے لیکن وہ شخص ظن و تہمت سے سزا نہ دیتا اور سزا شرعی سے تجاوز نہ کرتا -

ایک دفعہ یہہ سلطان خزانہ مین گیا بہت سا روپیہ دیکہہ کر پوچہا کہ کہان سے آرہا ہے خزانچی نے عرض کی کہ قاضی کمال الدین نے بہیجا ہے سلطان کو شک پیدا ہوا اور کہا کہ اسطرح کا مال بیت المال کے قابل نہین واپس کرو قاضی نے لکہا کہ سلطان عادل کو کہدو کہ یہہ مال خود کمال الدین کا اپنا ہے مگر دیدار سلطان کا شک دور نہ ہوا اور کہا کہ روپیہ واپس کرو اور لکہو کہ کمال الدین اسکا بوجہ اُٹہا سکتا ہے نورالدین کی گردن پتلی و کمزور ہے وہ بوجہ سہار نہین سکتی یعنے قیامت کو جواب ہی نہین کی جاسکتی رحمۃ اللہ علیہ -

ن ہے جو اسلام کی حفاظت کر سکے مجسے سے پہلے کون محافظ اسلام تھا۔ مین اُس حافظ حقیقی کا ایک ناچیز
ہ ہون جو اسلام کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ اسی قوت ایمان کا نتیجہ تھا کہ یورپ کی اجتماعی طاقت سے
نہ ڈرا اور جس حفاظت آلہی پر اسکو بھروسہ تھا اُسی نے لاکھون بہادر مخالف نور الدین تک پہونچتے
پہنچتے رستہ ہی مین فنا کر دے اور باقی کو غازیان نوریہ نے گاجر مولی طرح کاٹ کر نور الدین کے جنگی اور
یٹیکل لیاقت کا ڈنکہ تمام عالم مین بجا دیا۔ پولیٹیکل چالون مین سلطان نور الدین اہل یورپ کو ہمیشہ
ت دیا کرتا تھا۔ اکثر مصار و بلاد عیسائیون سے باتون ہی مین اخلاقی اور کاغذی تدابیر کے ذریعہ چھین لیے
ایک خون کا قطرہ بھی نگرنے دیا بلکہ عیسائیون کو عیسایون سے لڑا دیا۔ اور اپنا مددگار بنا لیا اسی حکمت
کا نتیجہ تھا کہ آرمینا جو ایک مستقل عیسائی سلطنت تھی علاقہ کوہستان دشوار گذار ناممکن التسخیر تھا
سلام کے میدانی علاقہ کے تاخت و تاراج شاہ ارمینا کے لیے نہایت آسان تھی خصوصًا ایسے وقت مین
سلطان اہل فرنگ سے برسر پرخاش تھے مگر مدبر سلطان ایسی چال چلا کہ شاہ ارمینا کو گانٹھ لیا اور عہد کر لیا
ہ مخالفان سلطان سے لڑے گا۔ چنانچہ اہل فرنگ کی لڑائیون مین آرمینی فوجین مسلمانون
ہمراہ ہو کر پورپین عیسایون سے لڑتی رہین۔ نور الدین کے بعد یہ پالیسی ترک کی گئی اور آرمیناوالون
بہت سا علاقہ ارمینی چھین لیا۔

سلطان کوئی کام دینی مصلحت اور قومی بہبودی کی نیت کے سوا نہ کرتا چنانچہ ایک تنگ خیال زاہد نے
سلطان کو گھوڑ دوڑ اور نیزہ بازی مین علی التواتر مشغول دیکھہ کر کہا کہ اس سے گھوڑون کو بیفائدہ
تکلیف دیجاتی ہے اور بمنزلہ لہو لعب ہے سلطان نے کہا کہ مین ہرگز لہو لعب کا مشتاق نہین ہون۔ بلکہ اسکی
بڑی ضرورت مرکوز ہے دشمن ہر وقت تاک مین لگا رہتا ہے رات دن سردی گرمی مین جہاد کے لیے
تیار رہنا پڑتا ہے اگر ہمارے گھوڑے دوڑ دہوپ کے عادی نہ ہون اور ایک جگہہ باندہے رہین
دہاوے کے وقت دم توڑ کر بیٹھہ جاوین گے۔ سوار بھی آرام طلب ہو جائینگے۔ یہہ جنگی مشق
روزمرہ کرائی جاتی ہے محض بہ نیت تیاری جہاد ہوتی ہے نہ تفریح طبع کے لیے نہین اس موقعہ پر
فاضل مورخ ابن اثیر سلطان کی نسبت لکھتا ہے۔

نظر الی ھذا الملک العظیم العدیم النظیر الذی یقل فی اصحاب الزوایا المقطعین الی
العبادۃ بمثلہ فان من جعلی فی اللعب بہ نیۃ صالحۃ حتی یصیر من اعظم العبادات
و اکبر القربات یقل فی العالم مثلہ وفیہ دلیل علی انہ کان لا یفعل شئ الا بہ نیۃ صالحۃ
ھذہ الافعال العلماء الصالحین العاملین تعلمہم۔" قبولیت خدمات کے بارہ مین صرف

ہنے والے اس بادشاہ عظیم الشان بے نظیر کیحالت پر غور کرکہ اُس کی نظیر تارک الدنیا گوشہ نشین زاہدون مین بھی کم ہے یہی اگر کوئی

سلطان نورالدین جو ایک فقیہہ عالم تھا اس بدعت کی خرابیون کو سمجھ گیا اور گدہے پر سوار کرکے تشہیر کیا۔
اور دمشق سے نکال کر حران کو بھیجدیا اور منادی کرائی گئی کہ جو شخص دین مین کوئی بدعت نکالے گا اُسکی
بہی سزا ہوگی خوشامدی الفاظ سے سخت نفرت رکہتا تہا ایک دفعہ سلطان نے ابن قیسرانی مشہور فاضل
کو لکہا۔ کہ خطیبون کے لیے ایک دعا تصنیف کرے جو خطبون مین پڑہی جایا کرے اور تعلی و تکلف
سے مبرا ہو۔ فاضل مذکور نے اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ عبدك الفقر الی رحمتك الخاضع لھیبتك المعتصم
بقوتك المجاھد فی سبیلك المرابط لاعداءدینك ابا القاسم محمود بن زنگی بن
آق سنقر امیرالمؤمنین وغیرہ الفاظ لکہے۔ سلطان منکسر مزاج تہا اور دیگر بادشاہون کی طرح
شاعرانہ تعریفی الفاظ کو پسند نکرتا تہا بفحوائے آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ۔ ان مہمل
الفاظ کو بہی بنظر استحسان ندیکہا اور خط کے سرے پر لکہدیا کہ مین چاہتا ہون کہ منبر اسلام پر جہوٹ
نکہا جاوے اور جو اوصاف مجہ مین کافی نہین ہین اُن سے مجہے منسوب کیا جاوے اور اُس خط
پر لکہہ دیا کہ " اللّٰھم ارہ الحق اللّٰھم اسعدہ اللّٰھُمَّ انصرہ اللّٰھُمَّ وفقہ " وغیرہ دعائیہ
الفاظ لکہدیے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان نورالدین کس قدر راست باز حق پرست پابند قرآن
و سُنت تہا خوشامدی مؤرخ اور دروغ گو شاعر تمام دنیا کے تعریفی الفاظ مغرور بدچلن ظالم بادشاہ
کی تعریفون مین صرف کردیتے ہین اور ایک ایک شعر کے عوض مین خزانے اُلٹ دیئے جاتے
تہے جو قومی ادبار کے لچھن تہے مگر نورالدین جسکا دل و دماغ اسلامی تنویر سے روشن ہوچکا تہا۔
ایسی تعریفون کو نفرت سے دیکہتا تہا مستحقین کو زر کثیر دیتا مگر خود کہانے پہنے مین تکلف نکرتا
سادگی برتتا کبہی فحش کلمہ اُس کے منہ سے نہ نکلتا۔ خواہ کتنا ہی ناراض ہو۔ کلمۂ حق کے سننے
اتباع سُنت مین ہمیشہ کوشان رہتا۔ ابن اثیر لکہتا ہے کہ مینے تاریخ زمانہ قدیم و حال کو پڑہا
ہے سلیمان علیہ السلام اور خلفاء الرشدین و عمر بن عبدالعزیز کے سوا اور کوئی بادشاہ
نورالدین کے عادات حسنہ عدل و انصاف۔ عبادت و ریاضت زہد و تقوی انعام احسان سے
بڑہ کر نہین ہوا۔ شجاعت مین بے نظیر تہا۔ شہسواری مین فرد تہا جرنیل و سپاہی دونو
کے فرائض ادا کرتا۔ بذات خود لڑتا اور کہتا کہ مین شہادت کے لیے لڑتا ہون اور نہین ملتی
ایک لڑائی مین امام قطب الدین شافعی نیشاپوری نے یہی الفاظ سلطان کو کہتے سُنا امام مذکور
نے کہا کہ یہ خیال دل سے دور کر دیجئے اگر آپ مارے گئے تو ایک مسلمان بہی نہین بچے گا۔ اسلامی
ممالک دشمن چہین لے گا اسلام کمزور ہوجائے گا۔ سلطان ناراض ہو کر کہا کہ محمود

عالم ترکی کے مشابہ ہے کہ ایران مین غیر وجانب کی دخل ور معقولات کو دیکھ کر مقتدر مجتہدین ومعتبر علمائے شیعہ
نے حضرت شاہ کجکلاہ فلک پایگاہ عالیجناب مظفر الدین شاہ قاچار زاد اقبالہ وجلالہ کے حضور مین سلطان
ترکی کی جانب میلان کی اطلاع دیدی تہی اور سلطان عبد الحمید خان سلمہ کے اسلامی خدمات اور
قومی جذبات حضرات شیعہ کے دلون مین بہت کچھ ہر دلعزیزی پیدا کر چکے ہین اگر دونون معزز سلطان اور
معظم علمائے دین نے توجہ کی توکوئی مخالف قوم اسلام کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکے گی۔

ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف اعظم انار اللہ برہانہ

صلاح الدین یوسف ۵۳۲ھ ہجری مین قلعہ تکریت مین پیدا ہوا۔ گردون کے قبیلہ "ادیہ" یادوازی سے
سے تہا اسکا باپ نجم الدین ایوب اور چچا اسد الدین شیرکوہ تہا یہی اس خاندان کے پہلے دو شخص ہین جنکا
نام اسلامی تاریخ مین لکھنے کے قابل ہوا نجم الدین کا باپ تقی الدین عمر شاذی تہا۔ اس سے اوپر کا
نسب نامہ گمنام ہے نجم الدین سلطان محمد بن ملکشاہ کا ابتدا مین ملازم تہا جسنے نجم الدین کو حاکم
تقرریت کردیا۔ اور سلطان مسعود کے عہد مین بہی مجاہد بن کی طرف سے حاکم تکریت رہا۔ اور نور الدین کے
باپ عماد الدین زنگی کے ساتہ اوسوقت سے تعلق پیدا ہوا تہا جبکہ عماد الدین زنگی داؤد بن سلطان
محمود سلجوقی کے ہمراہ عراق سے شکست پاکر تکریت سے گذرا تہا اور نجم الدین نے ہر طرح سے مدد اور
کی تہی اور اسی رفاقت اور شناسائی کی امید پر نجم الدین اور اسکا بہائی اسد الدین شیرکوہ جبکہ بخوف قصاص خون
۵۳۲ھ کو خود تکریت سے نکل گئے یا نکالے گئے۔ عماد الدین زنگی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ لکہتے ہین کہ جس رات
صلاح الدین پیدا ہوا اسی رات اسکا باپ نجم الدین حکومت تکریت سے علیحدہ ہوکر نکالا گیا۔ تولید کو منحوس خیال
کیا گیا۔ مگر بمضمون عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ مشیت ایزدی کی کسکو خبر تہی کہ جسکو نحس خیال کیا
کیا جاتا ہے ایک دن روئے زمین کا روشن ستارہ ہوگا وہ اپنے باپ ایوب کا نام ہی روشن نہین کریگا بلکہ اسلام
کا محافظ اور سچا خادم بنے گا۔ ایسے واقعات زمانہ مین ہوتے رہے ہین۔ نور جہان بہی ایسے ہی منحوس وقت
مین پیدا ہوئی تہی جو آخر خاندان کے لیے مسعود نکلی۔

قدر شناس در عماد الدین زنگی نہایت عزت سے پیش آیا اور بعلبک کا حاکم کردیا عماد الدین کے مرنے پر
اسد الدین شیرکوہ تو عماد الدین کے بیٹے ملک العادل نور الدین کے پاس چلا گیا اور قیمتی خدمات کے صلہ مین جلدی
ہی سپاہ سالار بنا یا گیا۔ نجم الدین ایوب جو عماد الدین کے مرنے کے بعد سپاہ سالار مجیر الدین والی دمشق
تہا۔ اپنے بہائی اسد الدین کے کہنے سے نور الدین سے آملا۔ اور شجاعت اور انتظامی لیاقت کی

[1] یہ شاہ آخر ۱۳۲۴ھ مین فوت ہوگئے ہین اب انکے فرزند شاہ محمد علی قاچار ایران ہین ۱۲

ایک اور روایت بیان کی جاتی ہے جو تاریخ مدینہ مین جسکا نام خلاصۃ الوفا تی اخبار دار المصطفیٰ ہے درج ہے
لکھا ہے کہ سلطان نے ایک رات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین مرتبہ خواب مین دیکھا آپ
ہر بار ہر بار ارشاد فرماتے ہین کہ اے محمود ان دو اشقر شخصون سے مجھے چھوڑا و سلطان نے وزیر کو
طلب کیا اور خواب بیان کی اور کہا کہ مدینہ منورہ مین کوئی سخت امر واقع ہوا ہے۔ فوراً ایک ہزار سوار
سبک رفتار لیکر ایلغار کرتا مدینہ شریف پہونچا اور کسی کو خبر تک نہ کی حکم کیا کہ کل باشندگان مدینہ کے
نام انعام و صدقہ دینے کے لیے لکھے جائین ان دونون شخصون کو حسب نشان وہی جناب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پہچاننے کے لیئے خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دینے لگا۔ سب لوگ حاضر ہوئے
اور صدقہ لے کر چلے گئے مگر وہ نشان اشقر کسی مین نہ پایا گیا۔ سلطان حیران ہوا۔ کہ فرمودہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کبھی غلط نہین ہوسکتا پوچھا کہ کوئی شخص مدینہ مین باقی تو نہین رہا لوگون نے کہا کہ دو
ہسپانیہ کے مدولیس زاہد رہ گئے ہین جو تارک الدنیا خلوت نشین ہین اور کسی سے تعلق نہین رکھتے
جو حجرۃ النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس رباط مین رہتے ہین۔ فوراً دونون بلائے گئے۔ اور
نشان مذکورہ پائے گئے جنھون نے کہا کہ ہم ہسپانوی مسلمان ہین شوق زیارت روضۂ نبوی
کے لیے متعیم ہین مگر سلطان کے دھمکانے اور ڈرانے سے اقرار کر لیا کہ ہم عیسائی ہین اور ہمکو عیسائی
بادشاہون نے جسد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالنے کے لیے مقرر کیا ہے۔ تلاشی سے
معلوم ہوا کہ انھون نے ایک سرنگ مسجد کے نیچے سے حجرہ شریف تک لگائی ہے اور سرنگ کی مٹی اپنے
رباط کے چاہ مین ڈالتے رہے ہین۔ اس جرم مین دونون قتل کیے گئے غالباً ضعیف الاعتقاد عیسائی
ترقی و حفاظت اسلام کا مدار جسد مبارک و مطہر کو سمجھتے تھے۔ یا زیارت روضہ مبارک کو اسلامی جوش کا
باعث جانتے تھے یا دنیا کے مسلمانون کی باہمی میل ملاپ و اتحاد و اتفاق کا ذریعہ جانتے تھے افسوس
کہ زمانہ حال کے عیسائیون کو خیالات ویسے ہی کمزور ہین مثال کی ضرورت نہین اخبار مین بخوبی واقف
ہین واقعی یہ سعادت نور الدین محمود کی حصہ مین لکھی تھی ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ نور الدین کے
افعال و اعمال حرکات و سکنات نے اہل السنن کے سوا شیعہ خصوصاً اسمعیلیون کو بھی گرویدہ کر لیا۔
اور صدیون کی مخالفت کو خیرباد کر کے مسلمانون کا حقیقی معاون اور اسلام کا محافظ نور الدین محمود
کو ہی خیال کیا۔ اور مصر کے خلیفہ اسمعیلیہ نے نور الدین کو مدد کے لیے لکھا جسکا حال آگے سلطان
صلاح الدین کے حال مین بیان ہوگا۔ یہ مثال ہر دل عزیزی بجنسہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین خادم
حرمین شریفین سلطان **عبد الحمید خان** حرسہا اللہ عن الآفات و البلیات کی ہے سلطان

ہونے لگا تھا۔ اور المقتفی لامر اللہ۔ المستنجد باللہ۔ المستضی بامر اللہ جیسے عالم فاضل و پندار خلفا بغداد خلافت
کے کاروبار بلا مانع کرنے لگے یہ تینوں خلفائے عہد نورالدین میں گذرے ہیں۔
المقتفی لامر اللہ ۵۵۵ھ میں فوت ہوا اور المستنجد باللہ ۵۶۶ھ اور المستضی بامر اللہ ۵۷۵ھ میں فوت
ہوا۔ اور مصر یمن سوداں برقہ۔ تونس میں بھی عباسیوں کا خطبہ پڑھا گیا انہی اسلامی فتوحات سے
نورالدین محافظ دین اور بے غرض مجاہد شمار ہونے لگا تھا۔ ایسے وقت میں مصر کی خلافت فاطمیہ یا اسمعیلیہ
کا اخیر خلیفہ عاضد الدین اللہ تھا۔ اور چار پانچ پشت کی متواتر کمزوریوں سے جسکا ذکر حالات فرقہ اسمعیلیہ میں
کیا گیا ہے۔ اب محض زبردست امرا کا دستخوار تھا۔ عاضد کے غاصب وزیر شاور کو اسکی مخالف ضرغام نے
مار کر نکال دیا۔ جو سلطان نورالدین کے پاس بطلب امداد دمشق پہنچا نورالدین جو مصریوں کی کمزوریوں
سے واقف تھا اسکو اندیشہ ہوا کہ کہیں عیسائی ہی کسی بہانہ سے مصر کو نہ دبالیں۔ اور ایک قیمتی ملک
اسلامی تسلط سے نکلجائے اسلیے شیرکوہ کو تھوڑی سی فوج دیکر شاور کے ساتھ روانہ مصر کیا۔ شیرکوہ نے
صلاح الدین کو اپنی فوج کا ہراول اور علم بردار مقرر کیا یہ لشکر ماہ جمادی الثانی ۵۵۹ھ کو مصر پہنچا
اور ضرغام کے بھائی نے مجاہدین کا مقابلہ کیا مگر شیرکوہ کی تربیت یافتہ اور جنگ آزمودہ فوج کے
سامنے مصری آرام طلب کب ٹھہر سکتے تھے پہلے ہی حملہ میں بھاگ نکلے ضرغام اور اسکا بھائی دونوں
شاور کے اشارہ سے قتل کیے گئے۔ اور شاور وزارت کے منصب پر مقرر ہو گیا شاور نے نورالدین سے
وعدہ کیا تھا کہ شیرکوہ ہمیشہ مصر میں رہیگا۔ اور اسکی فوج کے خرچ کے لیے آمدنی کا ایک ثلث دیا جائیگا
اب صرف تیس ۳۰ ہزار دینار ہی دیکر ٹالنے لگا۔ مگر شیرکوہ کب مانتا تھا آخر شاور نے قاہرہ کے دروازے
بند کر لیے۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اور یہ جرأت شاور کو شیرکوہ کی فوج کی قلت دیکھ کر ہوئی تھی مگر فوج
اگرچہ کم تھی لیکن شیرکوہ اور صلاح الدین جیسے بہادروں کے ماتحت جانباز نوریہ تھے اسلیے مقابلہ سے نہ ٹھہر سکے
اور باوجود قلیل فوج کے مصری خود کچھ بھی نہ کر سکے اور شاور نے یروشلم کے بادشاہ اموری کو مدد کے
لیے بلایا اور علاوہ رسد کے فی پڑاؤ ہزار دینار دینا مقرر کیا۔ اموری نے اس دخل کو فتح مصر کا پیش
خیمہ سمجھا۔ اور فوج کثیر لیکر مصر کو روانہ ہوا۔ اور مقام بلبیس پر شیرکوہ کی قلیل فوج کو محصور کر لیا سلطان
نورالدین یہ خبر سنتے ہی شام کے عیسائی علاقوں پر ٹوٹ پڑا اور انطاکیہ اور طرابلس کے دو مشہور
گورنروں کو قید کر لیا۔ اور مال کثیر لوٹ لیا یہ خبر سنتے ہی مصر سے عیسائی فوجیں اپنے گروہ کو بچانے کی
لیے مصر سے واپس آئیں جو نورالدین کے حملہ کی اصل غرض تھی۔ مگر نورالدین کے کامیاب حملہ کا
شیرکوہ کو کچھ علم نہ تھا۔ اس لیے شاور سے ساٹھ ہزار دینار لے کر چلا آیا۔ اس مہم میں

کے سبب دونون بہائی نورالدین کے مقرب ہو گئے۔ دوسرے صلیبی جنگ (کروسیڈ) روار ۵۴۳
ہجری مین جبکہ جرمنی اور فرانس کی متحدہ فوجون نے دمشق پر حملہ کیا تو نجم الدین ایوب نے کمال بہادری سے یورپ
کی فوجون کا منہ توڑ مقابلہ کیا تہا اسی لڑائی مین نجم الدین ایوب کا بڑا بیٹا توران شاہ شہید ہوا تہا جسکی
غازیانہ خدمات کی یادگار مین اہل دمشق نے قیمتی مقبرہ سنگ مرمر بناکر قائم کی تہی جس قسم کا سلطان نورالدین
مجاہد تہا اسی قسم کا شیرکوہ تہا۔ لڑائیون مین نورالدین سے بڑہکر حصہ لیتا تہا اور نورالدین کے ہر ایک
مخالف کے مقابلہ کے لیے شیرکوہ ہی موجود ہوتا تہا غرضیکہ سلطان نورالدین کو اسدالدین شیرکوہ اور
نجم الدین ایوب ایسے جانباز بہادر ملے تہے جنکی نوک شمشیر کے سامنے ہر ایک مشکل آسان تہی ۵۵۱ھ
مین جبکہ یوروشلم کا عیسائی بادشاہ نورالدین۔ کی حاضری مین دمشق پر حملہ آور ہوا تو اسی نجم الدین
ایوب نے عیسائیون کو شکست دی تہی ان لڑائیون مین صلاح الدین برابر حصہ لیتا تہا۔ ان دنون وہ دمشق کا
شحنہ تہا جسکو کمال ایمانداری سے پورا کیا چورون بدمعاشون کا قلع قمع کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا اثر جو
نورالدین کے دل پر پڑا اسی کارگذاری کا نتیجہ تہا۔ صلاح الدین کا مخالف ابی سالم جام گدہے پر سوار کرکے
اور ڈاڑہی منڈوا کر تشہیر کیا گیا۔ اور صلاح الدین خاص مقربان سلطانی مین داخل کیا گیا۔ چوگان بازی
اور شہسواری کی اعلی لیاقت اور مہارت دمشق کے سبب سلطان نورالدین کے ساتھ حضر و سفر
مین رہنے لگا۔ کیونکہ سلطان نورالدین اس مردانہ کہیل کا دل سے شیفتہ تہا۔ سلطان کی تاثیر صحبت نے
صلاح الدین کے خواص طبعی کو بہت کچہ بڑہا دیا شوق جہاد۔ حلم و سخا۔ اتقا و ورع۔ ایثار۔ بحث علما۔
جفاکشی وغیرہ صفات اُس کے مستقل عادات ہو گئین۔ مدبرانہ استقلال اور بہادرانہ عزم۔ اور عام ملکی تدبر
مین یکتا ہو گیا تہا۔ علوم دینی فقہ حدیث تو بچپن ہی مین پڑہ چکا تہا۔ اب عمل مین بہی بے نظیر ہو گیا۔ معز بابا
کی صداقت اور انتظامی لیاقت اور بہادر چچا شیرکوہ کی شجاعت و بسالت سے صلاح الدین نے
پورا حصہ لیا تہا۔

صلاح الدین کے مصری خدمات

سلطان نورالدین دوسرے صلیبی جنگ مین عظیم الشان فتح پاکر شاہان یورپ کو ناکام واپس کر چکا تہا۔
فلسطین کے عیسائی بادشاہ پر بہی اپنا رعب جما چکا تہا۔ عراق اور ایران مین گو کئی ایک سلجوقی اور
اتابک سلطان اور سردار موجود تہے مگر بغداد مین صرف ایک نورالدین ہی حقیقی نائب السلطنت کے سچے
خطاب سے ممتاز تہا۔ اور صدیون کے بعد خلیفہ بغداد اسی نورالدین کی بدولت مردہ سے زندہ شمار

اور بلبیس کو فتح کرکے قتل عام کیا۔ شاور نے فرنگیون کے خوف سے شہر مصر کو جو قاہرہ کے پاس تہا آگ لگا دی جو ۵۴ دن روز تک جلتا رہا۔ عاضد خلیفہ مصر نے جب یہہ دیکہا کہ ملک و دولت کے علاوہ اسلامی اور خاندانی ننگ و ناموس عیسائیون کے ہاتہہ سے برباد ہونے والا ہے اور جس نشان فتح کو صحابہ کرام نے گاڑا تہا قریب ہے کہ بیت المقدس کی طرح یہان سے بہی اکہاڑا جائے اور جامع ازہر مین بہی بجائے اللہ اکبر کے ناقوس و تثلیث کے گیت گائے جائین سوا اس کے کوئی چارہ نہ دیکہا کہ نور الدین سے جو عام اسلامی خدمات سے محافظ اسلام ہو چکا تہا التجا کرے۔ ایک عرض داشت دردناک لکہی اور اپنے حرمون کے بال اور خون آلودہ پارچات کے ٹکڑے اور مراسلہ کو سیاہ ماتمی کپڑون مین لپیٹ کر نور الدین کے پاس روانہ کیا۔ نور الدین جسکو خدا نے اسواسطے پیدا کیا تہا کہ مسلمانون کو عیسائیون کے ہاتہہ سے بچالے شیرکوہ جسکو براہ راست ہی تحریرین پہونچ چکی تہین بہاری سامان بہ فوج دیگر مصر کو روانہ کیا۔ عیسائی شاہ اموری یہہ دیکہہ کر کہ اب شیرکوہ بہی خوب تیار ہو کر آیا ہے اور مصری بہی بر خلاف ہین مقابلے سے جی چرا گیا۔ اور پہلو بچا کر شام کو لوٹ گیا۔ شاور نے ہر چند شیرکوہ کو عیسائیون کے گلے پڑنے کی تحریک کی مگر مآل اندیش شیرکوہ شاور کے منافقانہ مشورے پر کاربند نہوا۔ خلیفہ عاضد نے قیمتی خلعت اور تحائف شیرکوہ کے پاس بہیجے اور رات کو شیرکوہ سے ملاقات کرکے منجملہ دیگر امور کے ایک یہ بہی کہا کہ وزیر شاور کو قتل کیا جاوے مگر شیرکوہ نے تعجیل ز وقت خیال کیا۔ چند سال سے شاور کا دستور تہا کہ کبہی مسلمانون سے اور کبہی عیسائیون سے کام نکال لیتا تہا پہر وعدہ پورا نکرتا تہا اس دفعہ خود عاضد نے بلایا تہا اور جاگیرین اور انعام دینے کا وعدہ کیا تہا مگر شاور جسکو شامی فوج کے قیام کے علاوہ خود خلیفہ عاضد کی دست اندازی بہی منظور نہ تہی اس دفعہ بہی اُن وعدون کے ایفا مین جو خلیفہ نے کیے تہے لیت و لعل کرنے لگا۔ اور آئے دن رکاوٹین پیدا کرنے لگا شامی اسکو پہلے ہی شریر اور بیوفا جانتے تہے اور خود خلیفہ عاضد بہی اسکے قتل کا مشورہ دے چکا تہا اس لیے صلاح الدین اور عز الدین جردیک نے پہلے اسکو قید کر لیا اور پہر خلیفہ عاضد کے حکم سے عز الدین نے شاور کا سر کاٹ کر عاضد کے پاس بہیجدیا عاضد ایسا جلا ہوا تہا کہ اُس نے شاور کے بیٹون کے سر بہی کاٹ دیے اور خلعت وزارت شیرکوہ کے پاس بہیجدیا۔ شیرکوہ شاور کی قید اور قتل کے وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کی زیارت کو گیا ہوا تہا۔ اگرچہ یہہ تمام کارروائی شیرکوہ کی غیر حاضری مین ہوئی لیکن اس مین شک نہین کہ اُس نے شاور کے قتل پر کوئی ناراضگی بہی ظاہر نہین کی اور کیونکر کرتا جبکہ ایک مخالف بادہ اسطرح سے دور ہو گیا۔ اب شیرکوہ ملک منصور امیر الجیوش کا خطاب پاکر عاضد کا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اور صلاح الدین

مین صلاح الدین نے ہر ایک موقعہ پر اپنی لیاقت اور شجاعت دکہا کر شیر کوہ اسقدر گردیدہ کر لیا تہا کہ صلاح الدین کی پسندیدہ رائے کے بغیر کوئی معاملہ طے نہ ہوتا تہا۔ گو شیر کوہ بیباک بہادر تہا۔ لیکن اس مہم کی کامیابی کا تمام مدار اسکے لائق بہتیجے صلاح الدین کی لیاقت اور شجاعت پر رہا۔ دمشق پہونچ شیر کوہ اور صلاح الدین نے سلطان نور الدین سے ظاہر کر دیا کہ مصر ہر گز اس قابل نہیں رہا۔ کہ اپنی حفاظت آپ کر سکے اور اسکی مرض اسقدر لا علاج ہو گئی ہے کہ اگر ہمنے اسکو اپنے تصرف مین نہ کیا تو ضرور عیسائی اس کمزوری سے فائدہ اُٹہا کر قابض ہو جائیں گے بہتر ہے کہ ہم خود مصر پر قبضہ کر لین اور اسلامی ملک کو عیسائی دستبرد سے بچا لین سلطان نور الدین نے اس رائے سے اتفاق کر لیا اور ربیع الاول ۵۶۲ھ ہجری کو شیر کوہ مع صلاح الدین مصر روانہ کیا گیا۔ مگر دور اندیش عیسائی اس سے پہلے مصر پہونچ چکے تہے شیر کوہ بہی نہایت عجلت کے ساتھ دشمن سے بچتا ہوا مصر پہونچ گیا۔ جہان عیسائی اور مصر کی اسلامی فوجون نے ملکر مقابلہ کیا۔ دشمن کی کثرت فوج دیکہہ کر اکثر سردار لڑائی کے برخلاف تہے مگر بہادر شرف الدین نے رائے دی کہ لڑکر مرنا بہاگنے سے بہتر ہے جسکی تائید شیرہ اور صلاح الدین نے بہی کی۔ لڑائی مین صلاح الدین قلب لشکر مین کہڑا کیا گیا۔ تاکہ دشمن شیر کوہ کو قلب مین خیال کرکے ادہر دوڑین۔ شیر کوہ خود ایک چیدہ دستہ فوج لیکر الگ ہو گیا۔ اور یمین و یسار کی کمان بہادر جرنیلون کو سپرد کر کے لڑائی شروع کر دی گئی شیر کو نے جیسا خیال کیا تہا عیسائیون نے اپنے حملہ کا زور صلاح الدین کی فوج قلب پر دیا اور صلاح الدین حسب تجویز شیر کوہ پیچہے ہٹنے لگا اور دشمن کی فوج کے حصہ کثیر کو اپنے تعاقب مین لگا لیا۔ شیر کوہ نے جو ایسے موقعہ کا منتظر کہڑا تہا باقی ماندہ عیسائی فوج پر حملہ کر دیا۔ اودہر سے صلاح الدین مڑ کر بجلی کی طرح گرا اور عیسائیون کو دو طرفہ حملے سے حواس باختہ کر دیا اور میدان جیت لیا۔ اس فتح عظیم کے بعد صلاح الدین نے سکندریہ پر اور شیر کوہ نے صعید پر قبضہ کر لیا۔ عیسائیون نے صلاح الدین کی قلیل فوج دیکہہ سکندریہ کو جا گہیرا اور تین ماہ تک صلاح الدین کے ہمراہیون کو محاصرہ کی سخت تکالیف برداشت کرنی پڑین۔ شیر کوہ یہ سنکر قاہرہ کی فتح سے ناکام سکندریہ کو روانہ ہوا۔ راستہ مین اسکو مصری اور عیسائی قاصد صلح کا پیغام لاتے ملے۔ عیسائیون کو نور الدین کے کامیاب حملے شام مین واپس بلا رہے تہے اور شیر کوہ سکندریہ کی محصورین کی تکلیف سے بیتاب ہو رہا تہا۔ آخر صلح اسبات پر ہوئی کہ وزیر شاور علاوہ مال غنیمت کے پچاس ہزار دینار شیر کوہ کو اور ایک لاکہہ دینار حسب وعدہ عیسائیون کو دے اور دونون مصر سے چلے جائین۔ مگر اموری کی شادی جب قسطنطنیہ کے شاہنشاہ مینویل کی بیٹی سے ہوئی تو تمام عہد ناموں کو بالائے طاق رکہہ کر مصری لقمہ کے لیے منہ مین پانی بہر آیا۔ اور قسطنطنیہ کا زبردست بیڑا لیکر مصر پر چڑہ گیا

جاندادوافوہ شام کو وقف کرگیا۔ جب مصر پہنچا تو صلاح الدین اور خلیفہ عاضد نے استقبال کیا۔ اور
ملک افضل خطاب دیا اور بجائے وزارت کے جو صلاح الدین دینی چاہتا تہا نجم الدین نے صرف خزانے
کا چارج اپنے اہتمام مین رکہا۔ سلطان نورالدین نے ایوب کو حسب منشا خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کے
تاکید کی تہی کہ مصر مین بجائے عبیدیون کے عباسیون کا خطبہ پڑہا جاوے مگر صلاح الدین نے بہ وقت مناسب نہ دیکہا
اور عاضد کے دل کو دکہانا نہ چاہا۔ اگرچہ عاضد برائے نام خلیفہ تہا۔ اور وہ کچہ کر بہی نہ سکتا تہا۔ مگر مروت
وحیاتے صلاح الدین کو ایسا نہ کرنے دیا۔ البتہ عباسی خطبہ کے موانع آہستہ آہستہ دور کرتا رہا
سنہ ۵۶۶ ہجری مین شیعہ قاضی کی جگہہ سنی قاضی صدرالدین عبدالملک مقرر ہوا۔ اور اذان مین سے حی
علی خیرالعمل بند کردیا اسی سال ماہ ربیع الثانی مین خلیفہ مستنجد باللہ فوت ہوا۔ اور اُسکا بیٹا المستضی بامراللہ
خلیفہ ہوا۔ اسی سال صلاح الدین نے عسقلان اور رملہ پر حملہ کیا اور بعض غزہ کو لوٹ لیا۔ شاہ فلسطین
بہت سی فوج لیکر مقابلہ کو نکلا۔ جبکو صلاح الدین نے ایسی سخت شکست دی کہ قید ہونے سے بمشکل بچا۔
اور صلاح الدین مظفر و منصور مصر کو چلا گیا۔ پہر کچہ دم لے کر ایلہ کو خشکی و تری سے محصور اور فتح کرلیا۔ اُسکے
بہائی شمس الدولہ نے صعید کے عربون کو مطیع کیا۔ اور خود صلاح الدین اس سال باقی حصہ مین عباسیون سے
چہوٹی چہوٹی لڑائیان کرتا رہا۔ اور کامیاب ہوتا رہا۔ اب ۵۶۷ھ شروع ہوا اور عاضد خلیفہ مصر سخت بیمار
ہوگیا۔ اسکی زیست کی امید منقطع ہوگئی اور سلطان نورالدین کی عباسی خطبہ کے لیے تاکید جاری تہی
پس ماہ محرم کے پہلے جمعہ کو مستضی بامراللہ خلیفہ بغداد کا خطبہ پونے تین سو سال بعد پہر مصر مین سلطان
نورالدین اور صلاح الدین کی ہمت سے پڑہا گیا۔ اسمعیلیون نے جسقدر خلاف شرع امور اور بدعتین جاری
کررکہی تہین سب دور کی گئین۔ اور عاضد بہی بقول سیوطی عاشورہ کے دن ۵۶۷ھ ہجری کو مرگیا
اور اس دلخراش خبر کو نہ سن سکا۔ عاضد کے پس ماندگان سے صلاح الدین نے اچہا سلوک کیا۔
انکی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔ فراخدلی سے خرچ وغیرہ دیا۔ شاہی اسباب مین سے کچہ سلطان نورالدین کو
اور کچہ خلیفہ بغداد کو اور باقی ہمراہیون اور دوستون رشتہ دارون مین تقسیم کردیا۔ اور اسطرح سے سلاطین
عبیدیہ کی صدیون کی کمائی کو آن واحد مین لٹا کر امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کا پاک نمونہ
دکہادیا۔ گو نقدی تو پہلے ہی شاور وزیر اور دیگر قاصبی عبیدیہ خزانے سے اڑا چکے تہے۔ مگر یہ نادر
اور قیمتی اسباب ہی کروڑون کا تہا صرف دریکتا ساتسو عدد اور زمرد کی چیزین ہی کچہ کم قیمت نہ
رکہتی تہین طبل قولنج جسکے بجانے سے درد قولنج جاتا تہا حکمت کی عجیب یادگار تہی ۵۶۸ھ مین
صلاح الدین نے کرک اور شوبک پر حملہ کیا مگر اپنے باپ ایوب کی جلدی کی خبر سنکر

کی عقل و دانش سے ملک کا انتظام درست ہو گیا مگر شیرکوہ جلد ہی ہی ۲۲ جمادی الآخر ۵۶۴ھ ہجری کو راہی فردوس بریں ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شیرکوہ کے مرنے پر اگرچہ چند امیر بھی مدعی وزارت تھے لیکن شیرکوہ کی وصیت اور خود عاضد کی میلان خاطر کے سبب صلاح الدین وزیر ہو گیا۔ اور ملک الناصر کے خطاب سے ممتاز ہوا۔

صلاح الدین وزارت حاصل کرنے کے بعد بڑی فیاضی اور داد و دہش سے تالیف قلوب مین ہر طرح کوشش کی رعایا اور اہل کار سب کو گرویدہ کر لیا۔ تمام خزانے سپاہ اور رعایا اور علما و فضلا پر لٹا دیے اور اتقا و ورع کے کامل ہونے دکھا کر مسلمانون کو اپنا عاشق بنا لیا۔ اپنی سنجیدگی اور دیانت سے امرا کے دلون مین اپنا رعب اور عزت کا سکہ جما دیا اپنی عقلمندی اور انسانی ہمدردی سے ایندہ کے لیے عظیم الشان امور کا سر انجام کرنے والا ثابت کر دیا اُس نے اپنی سخاوت و مروت اور لیاقت و شجاعت سے ادنے اعلی کے دلون مین یہ نقش جما دیا کہ صلاح الدین واقعی قوم کا سچا خادم اور اسلام کی عظمت کا باعث ہو گا۔ اگرچہ بظاہر مصر مین صلاح الدین کا کوئی مخالف نظر نہ آتا تھا مگر حبشیون کی پچاس ہزار کی کثیر تعداد جو شیعہ مذہب تھی اور خلیفہ عاضد پر حاوی تھی اپنے سردار خواجہ سرای موتمن الدولہ کے بہکانے سے برخلاف ہونے لگے اور موتمن الدولہ نے عیسائیون کو مصر مین بلانے کی کوشش کی جس کی پاداش مین موتمن الدولہ تو گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اور حبشی ادہر ادہر کرفتا ہوئے۔

عیسائیون کا دمیاط پر حملہ

۵۶۵ھ مین شامی اور رومی عیسائیون نے ملک صلاح الدین کو مصر سے نکالنے کے لیے حملہ کیا صلاح الدین نے دمیاط کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ اور باوجود سخت محاصرہ کے صلاح الدین برابر اپنی فوج کو بزور شمشیر قلعہ مین داخل کرتا رہا اور خلیفہ عاضد نے بھی دل کھول کر نقدی سے مدد دی۔ ادہر صلاح الدین نے عیسائیون کو خشکی پر قدم نکلنے نہ دیا۔ دوسری طرف سلطان نورالدین نے شام کے عیسائی امصار کو حملات اور تاخت و تاراج سے حواس باختہ کر دیا۔ جب عیسائیون کو یہ ہولناک خبرین پہونچین اور ادہر صلاح الدین کو ہمیشہ سے بڑھ کر مستعد اور جان فروش پایا۔ اور نیز صلاح الدین نے ہر طرف سے عیسائیون کو ایسا تنگ کیا کہ محصورین کی نسبت محاصرین زیادہ خطرہ مین پڑ گئے اور انکو بہ ہزار یاس و حرمان واپس جانا اور نقصان کثیر اٹھانا پڑا۔ اور فتح صلاح الدین کے ہاتھ رہی صلاح الدین نے اپنے دوستون اور عزیزون کو اور اپنے والد نجم الدین ایوب کو مصر بلا لیا سلطان نورالدین نے اجازت دیدی اور نجم الدین ابی کل ۲۷

بوقت عصر صلاح الدین کا قاصد ہوا سے باتین کرتا ہوا اسکندریہ آپہونچا جسنے صلاح الدین کی صبح و شام پہنچنے کی اطلاع دی اسیوقت منادی کرا دی گئی اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے مسلمانون کے حوصلے تازہ ہو گئے صلاح الدین کے پہونچتے ہی محصورین کے تمام رنج و غم بھول گئے اور لڑائی کیلیے نکل پڑے ہر ایک یہی خیال کرتا تھا کہ صلاح الدین اس کے ساتھ موجود ہے اور اسکی مجاہدانہ جانفشانیون کو خود صلاح الدین دیکھ رہا ہے جو صلاح الدین کے اسلامی اخلاص و ایثار کا نتیجہ تہا ۔ عیسائی صلاح الدین کا نام اور مسلمانون کا جوش دیکھکر گھبرا گئے اور خیال کیا جبکہ اسکندریہ کی مٹھی بھر جماعت نے صرف شہر کو ہی نہین بچایا ۔ بلکہ کہلے میدان لڑکر نقصان عظیم پہونچایا تو باوجود صلاح الدین کا مقابلہ جارحانہ کوئی کھیل تہا ۔ آخر مسلمانون نے خود ابتدا کی اور رات کی اندھیرے عیسائی کیمپ پر جا پڑے اور اسلحہ وغیرہ اسباب لوٹ لیا اور عیسائی بہ تعداد کثیر قتل اور قید اور زخمی ہوئے کچھ بھاگ کر کشتیون پر سوار ہوگئے جنکو مسلمان غواصون نے پانی مین تیر کر کشتیون کو چیر پھاڑ دیا اور سب کو غرق کر دیا ۔ صرف تین سو بہادر ایک ٹیلہ پر گھر گئے جنکو صبح سے شام تک لڑکر قتیل یا اسیر کیا گیا ۔

اس فتح کے بعد صلاح الدین کا سکہ بیٹھہ گیا ۔ اور عمارہ یعنی شاعر وغیرہ باغیون کو جنھون نے عیسائیون کو بلایا اور عبیدیہ خلافت کو سرسبز کرنیکا ارادہ کیا تہا پھانسی دیا گیا ۔ اب مصر اور سوڈان ۔ یمن ۔ حجاز مین صلاح الدین کی حکومت بلا مانع تہی وہ سلطان نور الدین کا نائب اور گورنر تہا ۔ اور سلطان نور الدین کی تعمیل حکم مین اپنی سعادت جانتا تہا سلطان نور الدین ۱۲ شوال ۵۶۹ھ کو راہی ملک بقا ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون سلطان نور الدین اگرچہ فلسطین سے عیسائیون کا اخراج نہ کر سکا ۔ لیکن اس امر کے لیے نور الدین سے کافی سے زیادہ سامان بہم پہونچا دیا تہا اُس کے باپ عماد الدین کو جسقدر فرصت ملی قوم کے پراگندہ حالت یکجا کرنے اور جہادی جوش کے زیادہ کرنے مین خرچ کی وہ سلطان محمد بن ملکشاہ کی وفات کے بعد کئی سال تک سلجوقی جھگڑون ہی مین گرفتار رہا ۔ اور اسکی عمر کا قیمتی حصہ انہین بادی بخشش نمائی جھگڑون مین صرف ہوا ۔ مگر جب مسعود کے آخری دور مین کچھ ان فسادون مین کمی ہوئی تو عماد الدین نے عیسائیون پر حملہ کرنے شروع کئے اور جو رعب سے نہ مسلمانون کے دلون پر بیٹھا ہوا تہا دور کیا ۔ اور مردہ جوش کو زندہ کر گیا اور اپنی حکومت کو سیف الدین اور نور الدین کے لیے چھوڑ گیا ۔ نور الدین جسکو نور نبوت سے کافی حصہ ملا ہوا تہا اسلام کی پراگندہ طاقت کو مجتمع کرنے لگا ۔ بس کبھی لڑائی سے کبھی صلح سے اور کبھی پند و نصائح سے بعضون کو مطیع اور اکثرون کو اتحاد کی چہتری مین شامل کر لیا ۔ اور یہ اتحاد اُسی قسم کا تہا جیسا کہ آج کل یورپ مین ہے

محاصرہ اُٹھا کر واپس مصر چلا گیا۔ نجم الدین کو چوگان بازی کا بہت شوق تھا اور چوگان کھیلتا ہوا گھوڑے سے گرا اور دنوں کے بعد ۲۷ ذوالحجہ ۵۶۸ھ کو فوت ہوا۔ اور اپنے بھائی شیرکوہ کے پاس دفن کیا گیا اور دو سال بعد دونوں کی لاشوں کے صندوق مدینہ منورہ مین وزیر جمال الدین اصفہانی کے مقبرہ مین دفن کیے گئے اسی سال یا کچھ پہلے صلاح الدین نے سلطان نورالدین کے حکم سے چونگی وغیرہ تمام محصول جو غیر شرع تھے معاف کر دیے اس سال حبشیون نے نوبہ سے نکل کر جنوبی مصر کو لوٹ لیا جنکو صلاح الدین کے بھائی شمس الدولہ نے شکست دیکر واپس نوبہ کو بھگا دیا۔ اور قلعہ آبریم فتح کر کے سلمان قیدی چھوڑا لیے۔

رجب ۵۶۹ھ ہجری مین صلاح الدین نے شمس الدولہ کو یمن کی فتح پر مامور کیا جہان ایک خارجی مذہب عبدالنبی بن مہدی درست عدر زیان کر رہا تھا شمس الدولہ نے مقام زبید پر عبدالنبی کو شکست دیکر صلاح الدین کا سکہ جاری اور خلیفہ بغداد اور سلطان نورالدین کا خطبہ پڑھوا دیا۔ گو صلاح الدین عادل اس پسند تھا۔ اور سلمانون کے کسی فریق کی دل آزاری نہ کرتا تھا مگر لالچی دنیا پرست جنکو صرف خود غرضی سے کام تھا عبیدیہ خاندان کی خیر خواہی کی آڑ مین سازشین کرنے لگے اور شام اور سسلی کے عیسائیون کو لکھا کہ ہماری مدد کے لیے لشکر روانہ کرو ہم صلاح الدین کو نکالدینگے عیسائی جو سلمانون کا نفاق غذا سے چاہتے تھے اور صلاح الدین کی تازہ دولت کے انقراض کا موقعہ تاڑ رہے تھے دو سو چھار نوجر کہ جسمین پچاس ہزار پیادہ اور ڈیڑہ ہزار سوار تھے اور چند بڑے جہاز آلات حرب اور چالیس سد وغیرہ کمسریٹ سے بھر کر عین غفلت مین اسکندریہ پہونچ گئے سکندریہ والون نے باہر نکلکر مقابلہ کرنا چاہا مگر حاکم سکندریہ نے بسبب قلت فوج قلعہ بند ہونا مناسب خیال کیا اور صلاح الدین کو اطلاع دی گئی۔ عیسائیون نے سخت حملہ کیا اور صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا دوسرے روز عیسائیون نے پھر حملہ کیا اور قلعہ کی دیوار تک پہونچ گئے کہ اتنے مین وہ اسلامی فوج جو نواح اسکندریہ مین تھی آ پہونچی جس سے قلعہ والون کا حوصلہ بڑھ گیا۔ مگر اس دن بھی لڑائی برابر قول کی رہی تیسرے روز شہر والے جو دروازے کھول کر تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے عیسائیون پر جا پڑے اور بیرونی فوج اسلامی نے بھی حملہ کر دیا۔ عیسائیون نے غضب کا مقابلہ کیا اور سلمانون کو کئی بار پسپا کیا مگر آخر (الجنۃ تحت ظلال السیوف) جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہست۔ پر ایمان رکھنے والے غازی جانون پر کھیل کر عیسائیون کے مورچون تک پہونچ گئے اور انکے قلعہ شکن آلات جلا دیے اور ہزارہا عیسائی مار کر اور بہت سا مال لوٹ کر فتح و ظفر کے ساتھ خوش و خرم شام کو واپس قلعہ ہوئے اسی دن

پہرا سے ہتنگ خیال کیا۔ اس واقعہ کے بعد قطب الدین سیف الدین ملک صالح کے چچا زاد بہائی نے
دیار جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور صلاح الدین کو خبر تک نہ کی گئی ۔

اس واقعہ سے صلاح الدین کو یقین ہو گیا۔ کہ اُس کے آقائے نامدار سُلطان نور الدین کی سلطنت کو
صلاح الدین کی علیحدگی سے نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور امرائے نوریہ کم سن سلطان کے حقوق کی
حفاظت نہین کرتے اور نہ کر سکتے ہین۔ اور جو ذلیل صلح عیسائیون سے کی گئی ہے اُس مین اس اتحاد
یک جہتی کو ضرر پہونچنے کا صریح اندیشہ ہے کہ جسکی بنیاد عماد الدین نے عمارت سلطان نور الدین مرحوم نے
تعمیر کی تہی صلح مین صرف مُسلمانان شام شامل کیئے گئے تہے اور چالاک عیسائیون نے اس سے دیگر ممالک مصر
وغیرہ کے ستانے کے لیے رخنہ رکہہ لیا تہا۔ اور اُن کا خیال تہا کہ اسطرح شام اور مصر مین تفرقہ ڈال کر
اول مصر کو اور پہر شام کی خبر لینگے۔ مگر صلاح الدین جو نور الدین کا تربیت یافتہ اور ملکی اور پولیٹیکل تدبر مین
نور الدین ثانی تہا۔ ان تمام قباحتون کو تاڑ گیا کہ عیسائی داو کہیل گئے اور اسلامی اتحاد کو نقصان پہنچا
گئے اُس لیے اُس نے ملک صالح کو بہی لکہا کہ قطب الدین کی بیجا بداخلت اور عیسائی دستبرد کی مجہکو کیون اطلاع
نہین دی گئی مین ہر ایک موقعہ پر جان مال سے اپنے آقا کا ملک بچانے کے لیے تیار رہتا ہون۔ اور امرائے دمشق
کو تہدیداً لکہا کہ تمنے اپنے آقا ملک صالح کی سرپرستی کا حق ادا نہین کیا اور اس کے ملک کا ایک حصہ
اُس کے ہاتہہ سے نکلنے دیا اب مین پہونچتا ہون اور ملک صالح کی سرپرستی اپنے ذمہ لیکر تمکو تمہاری غفلت
کی سزا دونگا۔ تمنے عیسائیون کے حوصلے بڑہا دیے۔ اور مسلمانون مین تفرقہ پیدا کر دیا ہے جو مال
جنگ کفار کے لیے تہا۔ وہ کفار کی معاونت پر خرچ کیا گیا ہے۔ طبریہ کے قیدی اور سوار جو مسلمانون
کے خوفناک دشمن تہے چہوڑ دیے گئے یہہ غفلت اور سستی جو نور الدین مرحوم کی مرتے ہی تمنے ظاہر کی
یہہ آخر تمہین سخت عاجز اور تنگ کرے گی۔ مین جنگ کفار کے لیے بالکل تیار رہون اگر ابہی ہمنے
مستعدی دکہائی تو دشمن آیندہ حرکت نہین کرے گا اگر فوجین منتشر کر دی گئین تو دشمن نواح حارم
کی طرف بڑہے گا اور مسلمانون کو مصیبت مین ڈالے گا اس کے علاوہ شمس الدین ابن مقدم سپاہ
سالار دمشق کو علیحدہ عتاب آمیز خط لکہا مگر اُس خود غرض نے اُلٹا صلاح الدین کو الزام دیا کہ تم
اپنے آقا نور الدین کے ملک کا طمع کرتے ہو۔ صلاح الدین نے اگرچہ اس بہتان کی بہی نہایت عمدگی اور
نرمی سے تردید کی۔ مگر اُسکی آتش حسد نہ بجہی ۔

صلاح الدین کی مآل اندیشی بالکل درست نکلی جبکہ وہ شامی مسلمانون کے فساد کے دور کرنے کی تجاویز سوچ
رہا تہا۔ کہ عیسائیون نے جنکو بسبب صلح شام کے مسلمانون کی طرف سے اطمینان تہا ۲۶ ذی الحجہ

کہ غیر قومون کے اور خصوصًا مسلمانون کے مقابلہ مین کل یورپ کی آواز ایک ہوجاتی ہے۔ اسمین نورالدین
کو خاص کامیابی ہوئی ایران کے سلجوقی سردارون کے علاوہ ایشیاء کوچک کے سلجوقی سلاطین بھی اس ضرورت
کو محسوس کرنے لگے اگرچہ نورالدین کو کوئی مفید مدد نہ دے سکے مگر فرنگیون کی چالون کو سمجھنے لگے۔ اس اتحاد
مین مشائخ عظام اور علماء کرام نے نہایت ہی قیمتی خدمات کین حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی
جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے اس بارہ مین ممتاز تھے عراق اور بغداد مین شیعہ سُنی کا فتنہ مدت سے چلا آتا
تھا اور خونخوار فساد کرا چکا تھا۔ صرف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے یمن انفاس سے شیعون کے معتمد
گروہ اہل سنت جماعت ہوگئے اور جو تفریق کلمہ مانع اتحاد تھا جاتا رہا چنانچہ ۵۶۷ھ مین بغداد مین
بقول سیوطی بالکل زور نہ رہا اور انہین حضرات کے بابرکت عہد کا نتیجہ تھا کہ تخت خلافت پر بھی اس عہد مین
الراشد باللہ۔ المقتضی لامر اللہ۔ المستنجد باللہ۔ اور المستضئی بامر اللہ۔ اور الناصر لدین اللہ جیسے
سخی عادل۔ عالم فاضل۔ متشرع ولی اللہ۔ جلوس فرما ہونے لگے غرض کہ عماد الدین نے جس عالی شان
عمارت کا خاکہ کھینچا تھا اور اس عمارت کی وسیع بنانے پر نور الدین نے صرف بنیاد ہی نہ رکھی بلکہ اس کے
لیے ہر ایک قسم کا مصالح مہیا کردیا جسکا استعمال مین لانا اُس کو لائق جانشینون کی قسمت مین لکھا تھا
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَاب

ملک صالح ولد سُلطان نورالدین مرحوم اور صلاح الدین کی انتظامی کوشش

سلطان کی وفات کے بعد اُسکا خورد سال گیارہ سالہ بیٹا ملک صالح تخت نشین ہوا جسکا خطبہ و سکہ
مصر اور یمن اور حجاز ممالک محروسہ نورالدین مین بھی پڑھا گیا۔ اور صلاح الدین نے نہایت عقیدت
اور اخلاص سے ملک صالح کو مراسلہ تہنیت جلوس اور امراء نوریہ کو باہمی اتفاق و اتحاد اور ملک صالح
کی اطاعت کے مراسلے لکھے تھے اور جسطرح کہ ایک نمک حلال وفادار کو حق نمک ادا کرنا چاہیے اسطرح
سے صلاح الدین نے اپنے آقا سلطان نورالدین کے جانشین کی امداد مین آمادگی ظاہر کی
عیسائی جو تاک مین تھے سلطان نورالدین کے اس احسان کو بھولا کر جو نورالدین نے شاہ فلسطین کے
مرنے اور خورد سال بچے کے مالک تاج و تخت ہونے کے وقت حملہ کرنے کے مشورہ کو محض انسانی
مروت اور اسلامی فتوحات سے مسترد کیا تھا۔ نورالدین کے ملک پر حملہ کردیا امراء نوریہ نے کچھ حصہ
ملک دیکر صلح کرلی اور عیسایون کو ٹال دیا۔ صلاح الدین جو عیسائی حملہ کی خبر سُنکر مصر سے چل پڑا
تھا راستہ مین یہ ذلیل صلح سنکر حیران و ششدر رہ گیا۔ اور ملک کا کچھ حصہ دینا اور قیدیون کو چھوڑ دینا

دمشق پر قبضہ کر لیا۔ غیر کچھ ہو صلاح الدین نے دمشق پر قابض ہو کر ملک صالح کا سکہ وخطبہ جاری رکھا اور کہا کہ مین ملک صالح کا ملک اُس کے دشمنون سے بچانے کے لیے آیا ہون۔ مگر حلبیون نے اس کے قیمتی الفاظ کی کچھ قدر نہ کی اور قطب الدین غازی سیف کی زبانی دہمکایا ڈرایا اور طعن وطنز سے بھی گریز نہ کیا متحمل مزاج صلاح الدین نے سکی درشت کلامی اور نیت سمجھ دیکھ کر سامنے سے ہٹا دیا۔ اور اپنے بھائی سیف الاسلام کو دمشق مین چھوڑ کر حلب کو روانہ ہوا۔ اور حمص وحماۃ پر قابض ہو گیا عز الدین جرو یک والی رستن کو بطور سفیر اہل حلب کی طرف روانہ کیا تاکہ ملک صالح کے امرا کو صلاح الدین کے نیک ارادون سے مطلع کرے اور اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ظاہر کر کے مصالحت کی ترغیب دے۔ مگر یہان وہ قید ہو کر کوہین مین ڈالا گیا۔ صلاح الدین جو رستن مین ٹہیر کر عز الدین کے آنے کی انتظار کر رہا تہا یہ خبر سُنکر صلح سے ناامید ہو گیا۔ اور حلب کو چلا حلب پہونچکر بھی صلح وصفائی کے لیے بے سود کوشش کرتا رہا۔ مگر حلبی امیر تو صلاح الدین کی جان کے درپے تھے وہ کب چاہتے تھے۔ انہون نے سنان کے اسمعیلیہ سردار کو رشوت اور لالچ دیکر چند خونخوار فدائیون کو صلاح الدین کے قتل پر مامور کر دیا۔ یہہ ظالم صلاح الدین کے لشکر مین جا کے ملگئے مگر والی بوقبیس نے جو انکی سرحد کا ایک امیر تہا پہچان لیا اور خود مع چند ہمراہیون کے ظالمون کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ اور ایک فدائی صلاح الدین کے خیمہ تک پہونچگیا۔ جسکو پہرہ والون کے سردار نے قتل کیا۔ اور باقی فدائی بھی بسطرح مارے گئے۔

حلبیون نے اسکے بعد عیسائیون سے سازش کی اور عیسائیون کی اجتماع فوج سے صلاح الدین کو بہت کچھ ڈرایا دہمکایا مگر صلاح الدین ان گیدڑ بھبکیون مین آنے والا نہ تہا فوراً لڑائی کے لیے تیار ہو گیا۔ اور عیسائی ہٹ گئے۔ صلاح الدین بعلبک پر قابض ہو گیا۔ سیف الدین والی موصل جسنے ملک صالح کے کچھ علاقہ کو چھینا ہوا تہا۔ اور آیندہ بھی طمع رکھتا تہا صلاح الدین کی مستعدی اور جراءت دیکھ کر گھبرا گیا۔ اور اپنے بھائی عز الدین مسعود کو روانہ کیا جو حلبیون کو لیکر لڑائی کے لیے نکلا صلاح الدین نے ہر چند صلح کی کوشش کی مگر مخالف نے ایک نہ سنی اور لڑائی ہوئی۔ نیکنیت صلاح الدین کو فتح ہوئی۔ اور تمام قیدیون کو احسان واکرام کے ساتھ چھوڑ دیا۔

اب پھر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ اور صلاح الدین نے ہر ایک مطالبہ مان لیا۔ تمام مفتوحہ قلعے شہر اور خزانہ ملک صالح کو واپس دیدیا اور دمشق پر قانع رہ کر بطور ماتحت نائب ملک صالح کے انتظام کرنا منظور کیا۔ مگر جب حلبیون نے دیکھا کہ اب واقعی صلح ہونی چاہتی ہے اور مشکلات پیدا کردین۔ اور وہ علاقہ طلب کیا جو ناصر الدین محمد بن شیرکوہ کا تہا۔ بہلا غیر کا علاقہ صلاح الدین کسطرح دے سکتا

سنہ ۵۶۵ھ کو مضبوط جنگی بیڑون سے اسکندریہ کو آگھیرا۔ اور لڑائی کے بعد یکم محرم سنہ ۵۷۰ھ کو شکست کہا کر واپس گئے اب صلاح الدین خود مجبور ہو گیا۔ کہ شام کے انتظام مین خود دخل دے کیونکہ جسقدر دیر ہوتی تہی اسیقدر شام اور مصر کے اتحاد اور اتفاق مین کمی آتی جاتی تہی اور کسی آیندہ ضرورت کے وقت دونون ملکون کے مسلمانون کا جمع کرنا مشکل نظر آرہا تہا۔ اس کمزوری اور تفریق سے فائدہ اوٹہانے کے لیے بغلی گہونسہ کی طرح موجود تہے یعنی سلطان نورالدین مرحوم کا بہتیجا حاکم موصل خودغرضی کو کام مین لاکر ملک صالح کو اور کمزور کرہا تہا۔ امرائے نوریہ عیسائیون اور دیگر بیرونی مخالفون کے روکنے کے بجائے خود باہمی فساد مین مبتلا تہے ان تمام حالات کا صریح اور صاف نتیجہ یہہ تہا کہ سلطان نورالدین مرحوم کی تمام قیمتی کوششین خاک مین ملجائین اور اوسکی قومی تمناؤن کا خون کیا جائے اور عیسائیون سے صرف شام ہی نہین بلکہ مصر اور عراق اور مقدس ارض حجاز کو بہی معرض خطر مین ڈالا جائے مگر صلاح الدین جسکو خدا نے نورالدین مرحوم کی خواہشون کے پورا کرنے کے لیے پیدا کیا تہا۔ ان باتون کو کب دیکہہ سکتا تہا۔ اور اپنے آقا کے ملک کو کسطرح عیسائیون کے ہاتہہ مین جانے دیتا تہا فوراً شام کو بڑہا اگرچہ یہ روانگی خالی از مشکلات نہ تہی عیسائی تاک مین لگے ہوئے تہے اور مصر اور شام پر ہر طرف سے حملہ کرنے کو تیار تہے مگر صلاح الدین کی اولوالعزم طبیعت نے مصر کا انتظام اور اسکندریہ قاہرہ وغیرہ کی مرمت و درستی خوب کردی اور ہرایک ممکن الوقوع اندیشہ کی طرف سے اطمینان کرکے روانہ شام ہوا تہا۔ ملک صالح جو امرا کے ہاتہہ مین تہا۔ حلب چلا گیا۔ اور دمشق مین بلا مزاحمت اخیر ربیع الاول کو صلاح الدین داخل ہو گیا۔ راستہ کے حکام اور تمام مسلمانون نے صلاح الدین کو خیر مقدم کہا کیونکہ وہ سمجہ چکے تہے کہ جو ابتری اور تباہی سلجوقیون کے زوال پر آئی تہی وہی اب امرا کے نفاق سے پیش آنے والی ہے۔ اس بربادی سے بچانے والا صرف ایک صلاح الدین ہے جسکو غازی نورالدین مرحوم کی طرح عیسائیون کی لڑائی سے بڑہ کر دنیا مین کوئی چیز خوش نہین اور بیت المقدس کی فتح ہی ایک تمنا ہے جو صلاح الدین کو ہر وقت پیش نظر رہتی ہے۔ پس علما و فضلا و واعظین کہ جنکے دلون کو صلاح الدین نے اپنی اسلامی اخوت سے قابو کر لیا ہوا تہا۔ لوگون نے مسلمانون کو صلاح الدین کی اطاعت پر مائل کر دیا صلاح الدین نے بہی اس مفید گروہ علما کی عزت و تعظیم اور عام داد و دہش مین کوئی کسر اوٹہا نہ رکہی غیر شرعی محصول تو پہلے سلطان نورالدین مرحوم ہی دور کر گیا تہا اب فروغ تجارت کے لیے تجارتی محصول بہی معاف کر دیے اور احکام شرعی کی پابندی کی سخت تاکید کی گئی۔

ابن اثیر کا قول ہے کہ امرائے دمشق والی موصل کے حوالہ دمشق کرنا چاہتے تہے کہ صلاح الدین نے

دیکھ کر پاک باز سلطان کو مسلمان سلاطین کے اخلاقی ناپاک حالت پر سخت رنج ہوا۔ اور نعوذ باللہ
من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا الخ پڑھا۔

اس کامیابی کے بعد سلطان صلاح الدین تیندہ اور منبج کو لیتا ہوا اعزاز دادلیہ پہونچ گیا۔ اور
۳۸ یوم کے محاصرہ کے بعد اس مشہور تاریخی مقام کو فتح کر لیا۔

ہنگر فدائی جو لاکھوں مسلمانوں کے قتل کرنے کو ہی اپنے مشن کا اعلیٰ غرض جانتے تھے اور صلاح الدین کے
قتل کو سب سے مقدم فرض خیال کیے ہوئے تھے۔ اور ایک دفعہ پہلے ناکام ہو چکے تھے اب پھر ان کے محاصرے
کے دنوں میں جبکہ سلطان لڑائی کے انتظام میں سخت مصروف تھا چار فدائیوں نے یکے بعد دیگرے
سلطان پر حملہ کیا ایک نے چہرہ سے سلطان کا رخسارہ زخمی کیا جسکا سر شیر دل سلطان نے پکڑ کر
زمین پر پٹخ دیا۔ اور سیف الدین سپاہی نے قتل کیا۔ دوسرا فدائی حملہ کرنے کو بڑھا جسکو امیر داؤد
نے اپنی جان دیکر ہلاک کیا۔ تیسرا فدائی ناصر الدین بن شیرکوہ کے ہاتھ سے اور چوتھا بھاگتا ہوا مسلمانوں
کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا۔ اس حادثہ کے بعد سلطان زیادہ احتیاط کرنے لگا چونکہ اس حادثہ میں
حلبیوں کی ترغیب کا بھی شک تھا اس لیے اس دفعہ سلطان صلاح الدین نے پختہ عزم حلب کے فتح کرنے
کا لیا۔ مگر گستگین اتالیق ملک صالح سلطان کو صلح کا دھوکہ دے گیا۔ جب سلطان کے ایلچی
ناکام واپس ہوئے تو سلطان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اور تنگ آکر حلبی خواہان صلح ہوئے جو فوراً منظور
کی گئی۔ اور حلب و عزاز کا علاقہ ملک صالح کو دیا گیا۔ اس صلح میں قرار پایا کہ مصر۔ شام۔ حلب۔ موصل
دشمنوں کے مقابلہ میں ایک ہونگے اور ان میں جو کوئی عہد نامہ کے خلاف ورزی کرے گا باقی معاہدین
اسکو سزا دینگے۔

سلطان نور الدین کے بعد صلاح الدین کی تمام کوشش جو حلب اور موصل کے مقابلہ میں ہوتی رہی اور بعض
دفعہ اسکو تلوار سے بھی جواب دینا پڑا صرف اسی حصول اتحاد کے لیے تھی کہ نور الدین مرحوم کے وقت
میں جن ممالک میں اتحاد تھا وہ بدستور قائم ہوا۔ اور وہ کچھ کر دکھایا کہ جس کے لیے آج تک یورپ
دانت پیس رہا ہے اس موقعہ پر ہم زمانہ حال کے عیسائی ارادوں پر تعجب کرتے ہیں جنکو اخباروں میں حجاز
مقدس کے لینے کے لیے رائے زنی کیجاتی ہے اور ان ناداں اخبار نویسوں کو یہ خیال نہیں
آتا کہ جب بیت المقدس جو حرمین شریفین سے دو درجہ پر مذہبی وقعت رکھتا ہے اور عیسائیوں کی
سب سے اول درجہ کی مقدس جگہ تھا مسلمان عیسائی تصرف کو نہیں دیکھ سکے اور تمام یورپ کے مقابلہ پر
بلکہ گو سلطان نے چند اور صوبوں کے امراء کی شمولیت سے بیت المقدس کو جان سے زیادہ عزیز سمجھا تو

تھا۔ اسپر حلبی بگڑ کر لڑائی پر آمادہ ہوگئے مگر لڑائی کے وقت بھاگ نکلے۔ صلاح الدین نے تعاقب اور سفر
سے روک دیا۔ اب ملک صالح کے مراسلے بھی صلح کے لیے پہونچ گئے۔ اور صلاح الدین نے بلا تامل لکھہ
دیا کہ ملک صالح کے ہر ایک دشمن کے روکنے کے لیے صلاح الدین بذات خود حاضر ہوا کرے گا اور
سکہ و خطبہ ملک صالح کا جاری رکھے گا۔

اگرچہ حلب کے لالچی امرا نے صلاح الدین کے ارادون کی قدر نہ کی مگر دیگر مسلمان اس نیک نیت اور عاشق
اسلام کی قومی خدمتون کی دل سے قدر کر رہے تھے اور اُسکی مشکلات کے دور ہونے کی آرزومند تھے
اور وہ جان چکے تھے کہ ایک صلاح الدین ہی ہے جو سلطان نورالدین کی طرح اسلام کا حقیقی سرپرست
بنکر عیسائیون سے بیت المقدس چھوڑا سکتا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے امام المومنین بن سکتا
ہے یہہ حالات دیکھہ کر متشرع اور عالم خلیفہ المستضئی بامر اللہ نے بھی خلعت اور علم اور مصر و شام کی حکومت
کا فرمان بھیجدیا۔

اب صلاح الدین سلطان ہو چکا تھا مگر پھر بھی اُس نے کوئی ایسی حرکت نہ کی جس سے ملک صالح نابالغ کی
ہتک منصور ہو۔ وہ سلطان نورالدین کی یادگار کی دل سے عزت کرتا تھا۔ اور اُسکو خودغرض امراے
کے پنجہ سے نکالنا منظور تھا۔ اور عیسائیون کے مقابلہ کے لیے تمام مسلمانون کو متفق کرنا چاہتا تھا مگر افسوس
کہ ابھی صلاح الدین کو مسلمانون کے ہاتھہ سے تکلیف اٹھانی باقی تھی۔ حلبیون اور موصلیون نے معاہدہ
صلح کو توڑ کر غدر کر دیا صلاح الدین نے خلیفہ بغداد کو لکھا کہ مجھکو دو دشمنون نے گھیر رکھا ہے ایک
کفار عیسائیون نے دوسرے نام کے مسلمانون نے ان مسلمانون کو شرم نہین آتی کہ بیت المقدس جسکو
مقدس خلیفہ عمر نے فتح کیا تھا اب مفتوح فرنگیون کے ہاتھہ ہے آپ خلیفہ ہیں ان مسلمانون بادشاہون کو
کہین کہ باہمی نفاق کو چھوڑ دین اور عیسائیون کی لڑائی کے لیے میرے ساتھہ شریک ہوجائین اگر لڑائی
مین حصہ نہین لیتے تو کم از کم مجھ سے لڑ کر اسلامی طاقت کو تو کم نہ کرین۔ خلیفہ کی تحریرون کا اسوقت
کچھ زیادہ نتیجہ نہ نکلا۔ سیف الدین والی موصل حلب پہونچا اور حلبیون کو ساتھہ لیکر ماہ شوال ۵۷۱ھ
کو سلطان صلاح الدین سے جا لڑا۔ اگرچہ سیف الدین اور صلاح الدین کی فوج مین بیس اور ایک
کی نسبت تھی مگر اخلاص کا بھی کچھ اثر ہوتا ہے سیف الدین کو شکست فاش ہوئی اور تمام مال و اسباب
خزانے وغیرہ فاتح فوج کے لیے چھوڑ گیا۔ سیف الدین کے کیمپ مین سو سے زیادہ گویا عورتین -
(ارباب نشاط) بربط و سارنگی وغیرہ گانے بجانے کے سامان اور شراب خواری کے اسباب
اور بلبلین۔ فاختہ۔ قمریان۔ طوطے۔ قیدی جانورون کے پنجرے بھی موجود پائے۔ یہ غیر مشروع چیزیں

سے اکثر مقتول ہو گیا۔ قیدیوں میں شہو فقیہہ عیسیٰ الہکاری تہا جو ایک بہادر غازی اور شجاع فاضل مجاہد اور اس کا
بہائی ظہیر تہا۔ چونکہ ان جہادی لڑائیوں میں علماء و فضلاء کی تقریر و تحریر اور غازیانہ ہمتوں سے اہل اسلام کو کمال درجہ
کی مجاہدانہ تحریک ہوتی تہی اس لیے صلاح الدین نے ایسے خدام دین کی رہائی پر کروڑوں روپیہ عیسائیوں کو دیا
صرف فقیہہ عیسیٰ کا فدیہ ساٹھ ہزار دینار ادا کیا گیا تہا اور ایسی محبت اور قدردانی کا نتیجہ تہا کہ صلاح الدین کے پسینہ کی
جگہہ لوگ خون بہاتے تہے۔

حماۃ اور حارم

اس شکست کے بعد عیسائی دلیر ہو گئے۔ اور شہر حماۃ پر چڑہ گئے حماۃ کا گورنر شہاب الدین حارمی تہا اگرچہ اُس کے
پاس فوج قلیل تہی لیکن دل کا مضبوط اور اسلامی تہور سے پورا حصہ رکہتا تہا مقابلہ پر جم گیا عیسائیوں نے
شہر کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن مسلمانوں نے چار گہنٹوں کی متواتر لڑائی کے بعد عیسائی فوج کو مار کر
شہر سے نکال دیا۔ یہاں سے ناکام ہو کر حارم کو جا گہیرا مگر وہاں سے بہی شکست کہائی۔
ربیع الاول ۵۷۴ھ میں عیسائیوں نے پہلا داغ شکست مٹانے کے لیے چیدہ اور بہادر اور کافی سامان
لیکر حماۃ پر چڑہائی کی۔ آبادی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ عورتوں بچوں کو قید کر لیا لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔
حماۃ کے اسلامی لشکر نے جب یہ داستان سنی تو ان سے رہا نہ گیا گو بہت ہی قلیل تہے مگر " كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ
فِئَةً كَثِيرَةً " پر اعتقاد رکہہ کر مقابلہ کفار کے لیے شہر سے نکل پڑے اور سخت جنگ کے بعد میدان
جیت لیا۔ ہزاروں کو قید اور قتل اور تمام مال غنیمت واپس لے لیا۔ سلطان تو آئندہ معرکہ کے لیے انتظام
کر رہا تہا اور رملہ کی شکست کے انتقام کے لیے فوج کو اور رسد کو فراہم کر رہا تہا اور عیسائی حماۃ کو مجاہد
اسلام ہی بلا مدد سلطان روکتے رہے۔
حماۃ کے مقتول عیسائیوں کے سر اور زندہ قیدی سلطان کے پاس بہیجدیے گئے اور نظر احتیاط قتل کیے گئے
چہوڑنے سے دشمن کی تعداد بڑہتی تہی اور قید رکہنے سے حفاظت کی مشکلات کا سامنا تہا اور امیر المومنین
کو قیدیوں کے چہوڑنے اور قتل کر کے کا شرعاً اختیار ہے

جنگ دمشق

چونکہ رملہ کی شکست کے بعد سلطان نے خود کوئی حملہ نہیں کیا تہا۔ سلطان کی اس خاموشی اور یورپ کی تازہ امداد
عیسائیوں نے دلیر ہو کر دارالسلطنت دمشق پر چڑہائی کر دی اور فوج کی کمان خود فلسطین کے عیسائی بادشاہ نے

کیا آج صلاح الدین سے چار چند طاقت کا سلطان اور تمام مسلمان بیت الحرام کو عیسائیون کے ہاتھ مین دیکھ سکین گے مانا کہ صلاح الدین کا سا جوش اور ہمت موجودہ سلطان مین نہین بادہ مشکلات مین لیا ہوا ہے کہ یورپ مین پالیسی مین اکثر دب جاتا ہے مگر مسلمان ایسے مشکل وقت مین کسی خاندانی سلطان کا انتظار نہین کرین اور دکھا دینگے کہ ضرورت پر ان مین صلاح الدین پیدا ہو سکتے ہین۔ خیر جو کچھ ہوگا آمدم برسر مطلب۔

سلطان صلاح الدین ماہ جمادی الاول ۵۷۳ھ مین لشکر مجاہدین لیکر مصر سے روانہ ہوا اور ماہ مذکور کو عسقلان پہونچ گیا عیسائی صلاح الدین کی چڑھائی کی خبر سنکر پہلے ہی عسقلان کو خالی کر گئے تھے۔ آخر لشکر اسلام عسقلان سے رملہ پہونچا۔

شکست صلاح الدین

چونکہ مسلمانون نے خیال کیا تھا کہ عیسائی اپنی طاقت کو جمع کرنے کے لیے پیچھے ہٹ گئے اور علاقہ چھوڑ گئے ہین اس لیے اطمینان سے فوجین ادہر اودہر انتظام اور تصرف امصار کے لیے گشت کر رہی تہین صلاح الدین کے ساتھ بہت قلیل فوج تہی۔ اور دریا عبور کر رہی تہی کہ اچانک عیسائی لشکر آپڑا جو سلطانی فوج سے کئی گنا تھا۔ سلطان کو ہٹنا مشکل ہو گیا لڑائی شروع ہو گئی فریقین سے بہت ہی آدمی مارے گئے۔ صلاح الدین کا بھتیجا تقی الدین عمر کا خوب صورت نوجوان بیٹا داد جہاد دیتا ہوا شہید ہوا۔ آخر مسلمانون کو شکست ہوی چند بہادر عیسائیون نے سلطان پر حملہ کیا ایک جوانمرد عیسائی نے بڑہکر سلطان پر وار کی جو جنگی کرتیون اور زورتہور مین بے نظیر تھا دشمن کی وار سے بال بال بچ گیا اور آپ جو تلوار اٹھائی دشمن مارکر ڈھیر کر دیا اور باقی دو ایک کو جو سلطان پر حملہ آور ہوئے تھے سلطان کے ساتھیون نے تہ تیغ کر لیا۔ اور سلطان کو اپنی درمیان لے لیا۔ بہادر سلطان ان جان باز ہمراہیون کی پیچھے ہٹنے لگا اور اسکی ہمت اور شجاعت مین ذرہ فرق نہ آیا جب دشمن قریب پہونچ جاتا تو مڑ کر دشمن کو زور آزمائی کے ہاتھ دکھلاتا اور انکی جمعیت کو توڑ کر اور فرصت پاکر کچھ فاصلہ بھاگ جاتا۔ اسیطرح رات تک لڑتا ہوا ایک جنگل مین گہس گیا۔ اور دشمن اندہیرے مین منہ تکتا رہ گیا۔ بیابان اور ریگستان مین خوراک اور پانی کے نہ ملنے کے سبب سخت تکلیف اٹھائی سواری اور بار برداری کے جانور بھوک پیاس سے ہلاک ہو گئے۔

یہ حال تو خود سلطان اور اسکی قلیل فوج کا ہو۔ باقی لشکر جو متفرق دستون مین گھوم رہا تھا ان مین

کف افسوس ملتے رہ گئے۔

ان فتوحات کے بعد عیسائی قوت توڑ کر سلطان مصر گیا اور دیکھ بھال اور مصر کے انتظام کے بعد شام کو واپس آ رہا تھا کہ عیسائیون نے فوج کثیر لیکر کرک پر ڈیرہ ڈالدیے اور رستہ روک لیا مگر اس موقعہ کو صلاح الدین کے بھتیجے فرخ شاہ والی دمشق نے غنیمت سمجھا عیسائی علاقہ پر چڑھ گیا اور بوریہ اور سقیف کو فتح کر لیا۔ اور بیشمار عیسائی قید کرلیے یہ وحشتناک خبر سنکر عیسائی فوج کا کچھ حصہ شام کو گھرون کی خبر لینے چلا گیا۔ اور صلاح الدین دمشق پہنچگیا

بیسان و بیروت کوکب اور بحری لڑائی

صلاح الدین کے بھتیجے نے بیسان فتح کیا اور بیشمار مال غنیمت لوٹ لیا اور فتح کرتے کرتے عکا تک پہنچگیا اور اسی اثنا مین جبل کوکب کے پاس عیسائیون کو شکست دی اور بیروت فتح کیا گیا۔ اس جگہ خبر ہوئی کہ یورپ سے امداد آ رہی ہے اسلامی بیڑے نے ہجری مین ۱۲۶۷ ہجری سپاہی قید ہے اور اکثر ڈوب گئے سلطانی بیڑہ سمندر مین گشت کر رہا تھا۔ اسلامی بیڑے کا تین سو عیسائی جہازون سے مقابلہ ہوگیا۔ جو یورپ سے سامان جنگ اور مجاہدین لیکر آ رہا تھا۔ اسلامی بیڑے نے ایسی آگ بہائی کہ عیسائیون کو شکست ہوئی اکثر مارے گئے یا ڈوب گئے۔ جو بچے قید ہوگئے۔ تمام سامان مسلمانون کے ہاتھ لگا۔

طبریہ کا جنگ عظیم

اب سلطانی دھاوے شروع ہوئے چھوٹتے ہی کرک اور نابلس کی مضبوط چھاؤنی کو برباد کیا اور علاقہ مین رعب جما دیا۔ اور طبریہ پر حملہ کیا۔ یہ مقام نہایت ضروری اور عیسائی فوجون کا مرکز تھا اس لیے عیسائی بادشاہ فلسطین طبریہ بچانے کے لیے۔ لشکر جرار لیکر آ پہونچا۔ سخت گھمسان کا معرکہ ہوا۔ عیسائیون نے کئی دفعہ مسلمانون کو مار مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ مگر آخر صلاح الدین کا بہادرانہ استقلال اور اسکے ہمراہی غازیون کے مجاہدانہ جلال نے میدان جیت لیا۔ عیسائی بھاگ نکلے تیس ہزار قتل اور اسیقدر قید ہوئے اور خود بادشاہ مع سرداران جلیل القدر کے قید ہو گیا۔ تمام مشہور سردارون مین ایک رینڈ والی طرابلس بچا۔ جو پچھلی فوج مین متعین تھا۔ مگر وہ بھی طرابلس پہنچکر اسی غم مین مر گیا۔ یہ لڑائی کوہ حصین کے قریب ہوئی تھی اس لڑائی مین عیسائی نائب و سوار سر سے پاؤن تک لوہے کی زرہون مین ایسے ڈہیے ہوئے تھے کہ سوا آنکھون کے انکے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔ اور کوئی ہتھیار اثر کارگر نہ ہو سکتا تھا اس لیے مسلمان پہلے گھوڑے کو قتل کرکے سوار کو زمین پر گراتے تھے اور پھر سوار کو ذبح کرتے تھے

کی قتل عام اور لوٹ مار سے علاقہ دمشق برباد کیا گیا۔ سلطان نے کمکی فوج فرخ شاہ اپنے بھتیجے کی پاس روانہ کی جو دمشق سے نکلکر لڑائی پر تیار ہوگیا۔ فریقین نے شجاعت کے خوب جوہر دکھائے لیکن مسلمان جو جانون سے ہاتھ دھوکر شہادت کی آرزو میں نکلے تھے بازی جیت گئے اور عیسائی بھاگ نکلے دشمن کی لاشون سے میدان بھر گیا اور بڑے بڑے مشہور عیسائی سردار مارے گئے انہیں میں جرنل ہنفری تھا جو بہادری میں ضرب المثل تھا۔

بیت یعقوب

۵۷۵ ہجری میں عیسائیون نے بانیاس کے قریب ایک مضبوط اور وسیع عالیشان قلعہ بیت یعقوب کے پاس تعمیر کیا جس سے مسلمانون کو بہت سے نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ سلطان نے عیسائیون کو لکھا کہ ساٹھ ہزار دینار لیکر بغیر جنگ و جدل قلعہ گرادو۔ انہون نے انکار کیا۔ سلطان جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا۔ مگر جلد بالدوین عیسائی بادشاہ نے سلطان کی فوج کو جو کمسرٹ کے لیے جا رہی تھی روک لیا۔ سلطان خبر پاتے ہی فوراً امداد کو روانہ ہوگیا عین حالت جنگ میں سلطان پہونچ گیا۔ عیسائیون نے چند متواتر حملون سے مسلمانون کو حواس باختہ کر دیا۔ لیکن سلطان کا استقلال کام کر گیا جون ہی دشمن کا جوش دھیما ہوا سلطانی لشکر نے جو ابتک دفاعی طور سے لڑ رہا تھا مورچون سے نکلکر ایسا سخت حملہ کیا کہ دشمن تاب نہ لاسکا۔ اور بھاگ نکلا عیسائی بادشاہ بالڈون بمشکل چند ہمراہیون کے ساتھ جان بچا کر میدان سے زندہ نکلا باقی تمام کھیت رہے یا قید ہوگئے قیدیون میں ابن ہنیران گورنر رملہ و نابلس اور اسکا بھائی گورنر جبیل اور طبریہ تھے علاوہ اُس کے اور کئی ایک مشہور اور بہادر جرنل اسیر ہوئے تھے اب مجبوراً بادشاہ بالڈون کو صلح کرنی پڑی اور سلطان نے بموجب الصلح خیر کے دو سال کے لیے منظور کرلی۔ ابن ہنیران ڈیڑھ لاکھ دینار زر فدیہ دیکر رہا ہوا۔ مگر عیسائی کب عہد و پیمان پر قائم رہتے تھے۔ اب پھر اول انہون نے ہی غدر کیا۔ اور سلطان کو سزا دینی پڑی۔

۵۷۷ ہجری میں ملک صالح درد قولنج سے فوت ہوگیا۔ اور مخالف امرا کا ذریعہ مخالفت جاتا رہا۔

جنگ حصن

سلطان نے حصن کو جا گھیرا۔ اور سرنگ لگا کر قلعہ کی فصیل میں شگاف کر دیا اور مسلمان بزور شمشیر قلعہ میں داخل ہوگئے۔ عیسائی قتل اور اسیر کیے گئے اور قلعہ کو گرا کر زمین کو ہموار کر دیا کیونکہ قلعہ کے لیے کافی فوج نہ تھی مبادا بعد میں عیسائی قبضہ نہ کرلین۔ تمام شام کے عیسائی اس قلعہ کے بچانے کے لیے طبریہ میں جمع ہو رہے تھے۔ مگر سلطان کی چستی نے انکے پہونچنے سے پہلے ہی اس بے نظیر قلعہ کو فتح کر لیا۔ اور عیسائی

عرصہ تک اپنا بچاؤ کر سکتا تہا۔ لیکن طبریہ کی فتح سے سلطان کا رعب عیسائیون کے دلون مین بیٹہہ گیا اور ایسی
ہمت ہاردی کہ دو روز ہی مین امان کی درخواست کردی۔ سلطان نے اہل شہر کو امان دیدی اور آزادی ساتھ
اپنا قیمتی مال و اسباب جسقدر لیجا سکین لیجانے کی اجازت دیدی اور سلطان جمعہ کے روز شہر مین داخل ہوا
اور یہی پہلا جمعہ ہے جو ساحل بحر کے علاقہ مین پڑہا گیا۔ عکا وہی تاریخی مقام ہے کہ جہان پر ایک صدی تک
مسلمانون کی چہوٹی سی جماعت نے یورپ کے کروسیڈرون کو دو دفعہ شکست فاش دیکر اپنی قومی شجاعت و
بسالت کو قائم رکہا تہا اور عرصہ دراز تک عیسائیون کو پاس تک پہٹکنے نہ دیتا تہا۔ اور آج اسلامی جلال دیکہتے
ہی بغیر ہاتھ دیکہے دکہائے گردن جہکا دی۔

دیگر فتوحات

طبریہ اور عکا کی فتوحات سے عیسائی کمزور ہوگئے۔ اور سلطان کا شاہی رعب سب ساحل بحر پر چہا گیا اس سے پہلے
جسقدر مسلمانون نے فتوحات کی تہین وہ تاخت تاراج سے زیادہ وقعت نہ رکہتی تہین۔ اور حقیقت مین
پہلی فتح عظمہ طبریہ کی شمار ہوتی ہے اور دوسری فتح عکا اس چودہ سالہ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ سلطان نورالدین رح
جو سنہ ۵۶۹ ہجری مین فوت ہوا اسکے ممالک محروسہ مین کئی ایک خود سر حاکم بن بیٹہے اصلی وارث ملک
صالح تو خورد سال تہا۔ اسکا چچازاد بہائی والی موصل خاندانی عظمت کے غرور سے صلاح الدین کو نہ مانتا
تہا اور امرا اسے نوریہ کو حسد و بخل صلاح الدین سے متفق نہ ہونے دیتا تہا۔ اسلیے ایک طرف تو صلاح الدین رح
مسلمان امرا و حکام سے لڑتا رہا اور انکو اسلامی جہتہ مین شامل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور دوسری طرف
عیسائیون کے دستبرد کو روکتا رہا۔ اور یہ صلاح الدین ہی تہا کہ دو طرفہ لڑائی سے نہ گہبرایا اور اپنے اخلاص
اور حقیقی محبت اسلام سے مسلمان امرا و حکام کی ذاتی اغراض پر غالب آکر خانگی فسادون سے نکل گیا انہیں
خانگی فتنہ و فساد کے سبب سے صلاح الدین عیسائیون سے کوئی فیصلہ کن جنگ نہ کرسکا اب جو سنہ ۵۸۳ھ
مین تمام مسلمان حکام کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس لیے دلجمعی کے ساتھ طبریہ کے میدان مین لڑا اور
فتح پائی۔

عکا کی فتح کے بعد سلطان نے اسلامی فوج کو عیسائیون کے مقبوضہ شہرون کے فتح کرنے کے لیے
روانہ کیا جس مین سے اکثر تو امن و صلح سے لیے گئے۔ اور بعض جگہہ کم و بیش مقابلہ ہوا مفتوحہ امصار ذیل مین
درج ہین۔ طبریہ۱۔ عکا۲۔ یافہ۳۔ ناصرہ۴۔ قیساریہ۵۔ معلیا۶۔ اسکندرونہ۷۔ زیب۸۔ شقیوف۹۔ بیتین۱۰۔ ہونین۱۱۔ غور۱۲
صفوریہ۱۳۔ تولہ۱۴۔ ارعین۱۵۔ نابلس۱۶۔ لجون۱۷۔ اریحا۱۸۔ سنجل۱۹۔ بیرہ۲۰۔ ارسوف۲۱۔ صفا۲۲۔ صرفند۲۳۔ صیدا۲۴۔ بیروت۲۵

اس وجہ سے کوئی قیمتی گہوڑا غنیمت مین نہ ملا۔ جائے غور ہے کہ مسلمان بہادرون کو کس قدر ہمت اور طاقت سے دشمن کو زیر کرنا پڑا۔ گہوڑے اور سوار کے مارنے مین دو چند سے زیادہ زور لگانا پڑا تہا۔ گویا انکو لوہے کے پہاڑ توڑنے پڑے تہے۔ فریقین کی فوج کی تعداد قریبًا مساوی تہی عیسائی جوش کی کوئی انتہا نہ تہی سوداگرون تک نے تجارتی کاروبار چہوڑ کر ہتہیار اُٹہا لیے مگر قوم اور مذہب کے سچے خادم صلاح الدین نے مسلمانون کو ایسا جانباز سرفروش بنا دیا تہا کہ انکی شجاعت دتہور کے سامنے کوہ آہنین بہی ہیچ معلوم ہوتے تہے عیسائی قیدیون کی اسقدر کثرت اور محافظین کی اسقدر قلت تہی کہ تیس تیس اور چالیس چالیس عیسائی قیدی ایک رسی مین باندہ کر ایک ہی مسلمان سپاہی ہانکتا لیے جاتا تہا۔

فتح کے بعد تمام سلطانی قیدی صلاح الدین کے دربار مین حاضر کیے گئے۔ عیسائی بادشاہ کو سلطان نے اپنے برابر بیٹہایا۔ اور نہایت عزت سے پیش آیا۔ یروشلم کا اصلی بادشاہ کوڑہی مجذوم اور ناکارہ بالڈون تہا۔ مگر سب کام اُسکا بہنوی کوئی نائب السلطنت کے خطاب سے کرتا تہا۔ اور حقیقت مین یہی بادشاہ تہا۔ جنگی اور ملکی کارخانون پر خود مختار تہا۔ بالڈون صرف بادشاہ تہا اسکو کاروبار سلطنت سے کوئی تعلق نہ تہا۔ کوئی مذکور سلطان کے سامنے کانپ رہا تہا۔ سلطان نے سرد پانی پینے کو دیا اُس نے رینالڈ کو دینا چاہا مگر سلطان نے روک دیا کیونکہ پانی دینے سے امان لازم ہو جاتی تہی۔ اس رینالڈ نے کئی دفعہ عہد نامون کو توڑا تہا مسکین حاجیون اور سوداگرون کو لوٹا۔ اور مظلوم عورتون اور بچون کو بے رحمی سے قتل کیا تہا۔ حرمین شریفین پر حملہ کرنے کو گیا تہا اور صلاح الدین کے متعینہ دستہ کو ہاتہہ کل ہمراہی کٹوا کر واپس ہوا تہا۔ آنحضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت گستاخانہ اور بے ادبانہ کلمات بکتا تہا۔ یہہ سُنکر سلطان نے قسم کہائی تہی کہ اُسکو مین اپنے ہاتہہ سے قتل کرون گا۔ پہر سلطان نے قسم پوری کی اور رینالڈ موذی کو داخل جہنم کیا۔ اور شاہ گوئی اور باقی قیدیون کو دمشق بہیجدیا۔ اتوار کے دن سلطان طبریہ مین داخل ہوا اور ریمنڈ والی طرابلس کی بیگم کو جو مسلمانون کے ہاتہہ آگئی تہی عزت و حرمت کے ساتہہ اس کے خاوند کے پاس طرابلس بہیجدیا۔

اسلام کی اعلی درجہ کی پاکیزگی اور مروت کو ظاہر کیا جسکی مثال اُس وقت کی عیسائی دنیا مین نہین ملتی۔

فتح عکا

آخر ربیع الاول ۵۸۳ ہجری کے آخری چارشنبہ کے روز سلطان عکا کو روانہ ہوا۔ یہہ مشہور بندرگاہ یورپ اور ایشیا افریقہ کی منڈی تہی ہر ایک قسم کا تجارتی مال بہرا ہوا تہا۔ اور اپنی مضبوطی اور استحکام کے سبب سے

سلطان نے دس ہزار سے زیادہ مسلمان قیدی عیسایون کے پنجہ سے رہا کرائے۔

بیت المقدس

عسقلان کے بعد اب بیت المقدس کا نمبر آگیا جس پر کمال احتیاط اور تامل اندیشی سے چڑہائی کی گئی۔ اور اس کار خیر مین شامل ہونے کے لیے اُن خاندانی اتابک شاہزادون نے بہی درخواست کی کہ جو ابتک صلاح الدین کے اغراض سے متفق نہین ہوے تہے مگر صداقت مین بہی ایک ایسا زبردست اور دل ہلا دینے والا اثر ہوتا ہے کہ جو آخر کار سخت سے سخت دلون کو بہی قائل کر لیتا ہے۔ صلاح الدین کے اسلامی خدمات اور بلا غرضانہ فتوحات نے آخر موصل اور سنجار کے اتابک امرا کو بہی قائل کر دیا۔ کہ صلاح الدین واقعی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ اُس کے غزوات محض کفار سے سرزمین شام کو صاف کرنے اور پیغمبرون کی یادگار بیت المقدس کو چھوڑانے کے لیے ہین۔ مسلمانون کا عام مذہبی جوش ہر طرف صلاح الدین کے پاک ارادون کی تائید مین بیتابانہ طور سے لبیک لبیک کہہ رہا ہے۔ پس تمام حکام حملہ بیت المقدس مین شامل ہوگئے۔

بیت المقدس کو تامل اندیش اور مدبر سلطان نے سب سے پیچھے اس لیے رکہا تہا کہ بیت المقدس ایک مذہبی مکان تہا جسکے لینے کے لیے ایک صدی پہلے یورپ نے جانین لڑا دی تہین۔ وہان کسی ذریعہ یا سبب ہیم کی ترغیب کی ضرورت نہ تہی ہر ایک عیسائی بیت المقدس کے بچانے کو اپنا اعلیٰ فرض جانتا تہا اور ایسے قومی اور مذہبی جوش سے ہر ایک گورنمنٹ پہلو بچاتی ہے۔ گو صلاح الدین تمام گذشتہ جنگ بیت المقدس کے لیے کر رہا تہا۔ لیکن شروع مین ہی بیت المقدس کے مسئلہ کو چھیڑ کر عیسائی دنیا مین مذہبی جوش کی آگ بہڑکانی خلاف عقل تہی۔

دوسری وجہ تاخیر یہہ تہی کہ عقلمند سلطان نے پہلے امصار و قلعجات واقعہ ساحل بحیرہ شام کو یکے بعد دیگرے فتح کیا تاکہ ان بندرگاہون کے ذریعہ سے بیرونی امداد کا سلسلہ منقطع ہوجائے اور اسی غرض کے لیے اسلامی بیڑا سمندر مین گشت کرتا رہتا تہا۔ اور جس عیسائی جہاز یا بیڑے کو پاتا تباہ کر دیتا اور سلطان اطمینان کے ساتہ خشکی پر کارروائی کرتا رہا۔

بیت المقدس کا انتظام ایک جلیل القدر متبرک پادری معظم کے ہاتہہ مین تہا جو نفاذ احکام مین بادشاہ سے زیادہ اختیار رکہتا تہا۔ اور اُس کے ساتہ بالیان ابن بنیرزان گورنر رملہ تہا جو ایک دن کے لیے باجازت سلطان صلاح الدین اپنی بیوی کو ملنے آیا تہا۔ اور خلاف وعدہ یہین رہ گیا تہا۔ ایک لاکھ

قلعہ علی الحسن - جبیل - مجدل - جبل الجلیل - مجدالجباب - دارروم - غزہ - تل صافیہ - تل احمر - نظرون - بیت جبرئیل - جبل الخلیل - بیت اللحم - لاب - ریلا - قریا - وغیرہ وغیرہ پر سلطانی قبضہ ہوگیا ان مین سے قلعہ جبیل کی نہایت ہی گران قیمت دینی پڑی جبیل کا عیسائی گورنر دمشق مین قید تھا اُس نے سلطان کو کہا کہ مجھکو رہائی بخشی جائے تو مین قلعہ جبیل حوالہ کردونگا سلطان نے قلعہ کی حوالگی اور مسلمان قیدیون کی رہائی کے عوض گورنر مذکور کو رہا کر دیا جس نے آیندہ مسلمانون کو سخت تکلیفین دین - اور بہت مشکلات کا بھی باعث ہوا -

اب سلطان عسقلان اور بیت المقدس کی فتح کے فکر مین لگا عسقلان تو مصر اور شام کے رستہ مین تھا اُس کی فتح بغیر مصر کی آمد و رفت خطرہ سے خالی نہ تھی - اور بیت المقدس کی فتح کا خیال اُسکو نامور نورالدین مرحوم سے ورثہ مین ملا تھا - جہان سے کمال درجہ کی شہرت اور ناموری کے علاوہ ثواب عقبی کا حصول متصور تھا - پہلے پہلے عسقلان کا قبضہ کرنے کے لیے ایک طرف سے سلطان خود اور دوسری طرف سے اُسکا بھائی سیف الدین عادل مصر سے فوجین لے کر آگیا - ۱۶ جمادی الاول ۵۸۳ہجری کو اسلامی فوج عسقلان پر جا اُتری - اسیر شاہ گوی کو ساتھ لیتا گیا - اور اُسکو کہا کہ اگر عسقلان اور قدس بغیر جنگ کے حوالے کیے جائین تو تمکو چھوڑ دیا جائے گا - شاہ فرنگ نے عسقلان والون کو لکھا کہ شہر دیدو مگر انہون نے انکار کیا - سلطان نے اس تجویز سے مایوس ہوکر حملہ کا حکم دیا - مگر متواتر حملات سے کچھہ فائدہ نہ نکلا - شاہ فرنگ نے پھر اہل عسقلان کو لکھا کہ قلعہ دیدو اور مجھے چھوٹنے دو مین یورپ سے تازہ کمک منگا کر مسلمانون کو فلسطین سے نکالدونگا - لیکن عسقلان والون نے نہ مانا آخر جب سلطان نے سرنگ لگا کر فصیل قلعہ مین شگاف کر لیا اور مسلمانون نے متواتر حملون کے تار باندہ دی اور کسی طرف سے امداد کی امید نہ رہی تو درخواست صلح کی فیاض اور بہادر سلطان نے اُنکی بہادری کی داد دیکر نرم شرائط پر انکو امان دیدی اور صلح کر لی اور چودہ روز کے محاصرہ کے بعد عسقلان پر سلطان کا قبضہ ہوگیا - اور تمام عیسائی عسقلان سے صحیح و سلامت مع جملہ مال و اسباب کے بیت المقدس کو چلے گئے اور ہر ایک قسم کا سامان جنگی وغیرہ ساتھ لے گئے -

ملکی مصلحت کے لحاظ سے سلطان کا یہ نرم سلوک صریح غلط معلوم ہوتا تھا کہ وہ کمزور دشمن کو پھر اپنی پراگندہ طاقت اور منتشر قوت کو جمع کرنے کا موقعہ دے رہا تھا جسکا خمیازہ بھی اُسکو بھگتنا پڑا - مگر سلطان کی عام فیاضی اور احسان و مروت اس قسم کی پولیٹیکل غلطی سے اُسکو روک نہ سکی اور عیسائی سلطان سے بلا بہ فائدہ اُٹھا کر امن و امان سے بچکر عیسائیون کے جنگی مرکز مین جمع ہوتے رہے - اس سال

استحقاق وراثت سے خدا تعالی نے ظہور اسلام سے چند سال بعد ہی زبردست عیسائی طاقتون کو پامال کرکے فاروق عظم رضی اللہ عنہ کو اسکا وارث بنا دیا جنسے ایک قطرہ خون تک نہ گرایا اور ایک تنکے تک اٹہایا اور حرمت انصے یہ تقلید انبیاء علیہم السلام کمال تک پہونچا دیا چارسو اسی سال تک خدا وحدہ لاشریک کی خالص عبادت ہوتی رہی اور زیارت گاہ مومنین و معبد مرسلین بنا رہا جو ہی مسلمانون مین حسد و نفاق عادات رذیلہ کا ظہور اور عقائد بد اعمال کا فتنہ ہوا کفار نے اس پاک مکان کو لے لیا اور کفر و شرک سے ناپاک کر دیا۔ اکیانوین برس مین ایک لمحہ بہی خدا واحد کی عبادت نہین ہوئی۔ کفار نے ہکو اپنا تیرتہہ بنا رکہا ہے افسوس صد افسوس کہ مسجد عمر شہید کی جائے اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک و اشھدان محمداً عبدہ ورسولہ کی جگہہ تثلیث اور بت پرستی کا رواج ہوا۔ ہم مسلمان دیکہتے رہین خدا کو کیا جواب دینگے اور اسکے رسول کو کیا منہ دکہائین گے خلفاء راشدین کے سامنے کیونکر جائینگے صحابہ کرام کی امانت کی عدم حفاظت کی باز پرس کسطرح بچین گے اب اس مقام کا لینا تمہاری عزت وسعادت کا معراج ہے۔ اور اعلاء کلمۃ اللہ کا روشن سراج ہے۔ بزرگون کی روحین جنہون نے اس مقام پر نشان فتح گاڑا تہا۔ اعلی علیین سے نہایت شوق سے دیکہہ رہی ہین کہ تم انکے سعادتمند اخلاف انکی پاک آرزون کو کسطرح سے اپنی غازیانہ طاقت اور مجاہدانہ ہمت سے پورا کرتے ہو مین دیکہتا ہون جسطرح سے تمنے فلسطین کے دیگر معرکون مین اسلامی شمشیر کے جوہر دکہا کر کفار کی ایک صدی کی طاقت کے پرخچے اڑا دیے ہین اسیطرح تمہاری تیز تلوار ین کفر و شرک کے ناپاک مادہ سے اس مقدس مقام کو صاف کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صادقانہ پیشنگوئی کو صحیح کر دکہاوین حدیث شریف لا یزال طائفۃ من امتے یقاتلون علی الحق ظاھرین علی من ناواہ حتی تقوم الساعۃ۔ اس جوش تقریر کے خاتمہ پر سلطان نے قسم کہا کر کہا کہ جبتک مین بیت مقدس پر اسلامی جہنڈا نصب کر لون نہ ہٹونگا۔ اس تقریر نے سامعین کے دلون کو گرما دیا اور مذہبی جوش سے بہر دیا اور الجہاد الجہاد کی جوشیلی گونج سے زمین و آسمان کو ایک کر دیا اور شوق شہادت نے انکو بیتاب کر دیا **لمؤلفہ**

ہزار بار بمیریم و باز زندہ شویم ہنوز شوق شہادت بیان نتوان کرد

۱۵ رجب ۵۸۳ ہجری سلطان بیت المقدس کے مغرب کی طرف جا اترا اور عیسائیون کو کہا کہ بغیر کشت و خون کے جسکو وہ ایسے مقدس مقام مین پسند کرتا تہا۔ اطاعت قبول کر لین لیکن فوج کی کثرت اور سامان کی عدت اور قلعہ و فصیل کے استحکام اور پورشیم کے جوشیلے نام نے انکو لڑائی پر آمادہ کیا۔ صلاح الدین مجبوراً حملہ اور نقب کی تدابیر کرنے لگا سلطان پانچ روز تک ٹہیرا رہا اور شہر کے ارد گرد پہر کر حملہ کا موقعہ تاڑتا رہا جدہر دیکہتا تہا حملہ نا ممکن نظر آتا تہا۔ آخر شمالی جانب دروازہ عمویہ یا گرجا صیہون کے پاس ۲۰ رجب کو راتورات منجنیق وغیرہ نصب کر دیے

عیسائی موجود تھے جن مین جنگجو سپاہی ساٹھ ہزار بیان کیے گئے تھے تمام شمو سردار اور جرنل بچ بچا کر اور عیسائی سپاہی اور رعایا بھاگ کر سلطان سے امان پا کر بیت المقدس مین جمع ہو گئے تھے۔ اور سب مرنے مارنے پر تیار تھے اور بیت المقدس پر جان و مال قربان کرنے کو مستعد تھے انہوں نے برج و بارہ کو خوب مضبوط کر لیا تھا قلعہ پر منجنیق (کلین) لگا لی تھین تمام مورچے مضبوط کر لیے تھے رسد میگزین کا ذخیرہ مدد کے لیے موجود تھا۔ غرضیکہ عیسائی ہر طرح سے مقابلہ پر آمادہ تھے

اب صلاح الدین کے پاس بھی ہر طرف سے شائقین غزا علما فضلا امرائ وغیرہ ہر ایک قسم کے کامل مفتق لوگ آگئے تھے اور صلاح الدین نے اپنے پاکیزہ اعمال اور خالص اسلامی اخوت کا نمونہ دکھا کر تقلید صحابہ کرام کا جوش ہر ایک فرد مین بھر دیا تھا اور خیر القرون کا نقشہ جما کر ہر ایک کو یسارعون فی الخیرات کا شائق بنا دیا تھا علما نے اپنی پر جوش تقریروں سے اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ کا یقین واثق کر دیا تھا

تقریر سلطان صلاح الدین

جب بیت المقدس کے قریب پہونچ گئے اور اسلامی ہراول سے عیسایون کا ایک مقابلہ بھی ہو گیا۔ تو سلطان نے ایک عام مجلس منعقد کی اور حمد و صلوۃ کے بعد کہا کہ آج ہم ایک ایسی کام کے لیے جمع ہوئے ہین جو موجب برکت و سعادت ہے، یہہ وہی بیت المقدس ہے کہ جس کی شان مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اسی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معراج ہوا۔ اور وہ بزرگ پتھر جس پر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معراج پر جانے کا منہاج بطور یادگار قائم ہے یہین موجود ہے اسی جگہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم براق برق رفتار پر سوار ہو کر معراج کو تشریف لے گئے۔ اسکا ایک دروازہ باب الرحمۃ ہے یہین ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام انبیا کی امامت کی جبکہ روح الامین بھی ساتھ تھے۔ یہہ وہی پاک مسجد ہے جسکی بنا حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے ڈالی تخت سلیمان یہین ہے۔ اسی مین حضرت مریم کا وہ محراب ہے، جسکی شان مین خدا تعالی فرماتا ہے "کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا" یہ پیغمبرون کا وطن انبیا کا مولد برکتوں کا چشمہ۔ اولیا صلحا کا مسکن علما فضلا کی معدن فرشتون کی زیارتگاہ نیکون اور پرہیزگارون کی پناہ آسمانی نعما کا مقام نزول۔ ایمانی مدارج کی ترقی کا ذریعہ حصول ہے اسکا علو شان "اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ" سے ظاہر ہے۔ اس کی توصیف احاطہ قدرت سے باہر ہے۔ مسلمانون کا پہلا قبلہ یہی ہے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا کے بعد اسکا درجہ تقدیس ہے چونکہ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم وارث الانبیا ہے اسی

واقعات بخت نصر میں شامل کیا جاتا اور فاروقی فاتحانہ ناموری اُس کے نام سے منسوب ہو سکتی۔ علاوہ اس کے پانچ
ہزار مسلمانوں کی قیمتی جانیں دنیا کے خزائن سے بڑھکر تھیں اور یہہ نقصان اور الزام سب سے بھاری تھا سلطان جنگجو
ایک ایک مسلمان اپنی جان سے عزیز تھا بالیان کی تقریر سُنکر متردد ہوگیا۔
سب سے بڑھکر اللہ جل شانہ کا یہ حکم کہ جب کفار ہتھیار رکھیں اور ذلت کے ساتھ جزیہ دینا چاہیں تو پھر لڑائی نہ کریں
اس صورت میں لڑائی فساد فی الارض اور منافی اصول جہاد تھی صلاح الدین جیسا متشرع اور عامل قرآن
سلطان نے اپنے جذبات نفسانی کو احکام رحمانی کے مقابلہ میں ہیچ سمجھ کر بمشورہ امراء۔ علماء فقہاء۔ اس شرط پر
امان دیدی کہ ہر ایک مرد دس دینار اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور ہر ایک بچہ دو دینار ادا کرے اور چالیس
روز کی میعاد تک ورجو ادا نکرے۔ وہ مسلمانوں کی غلامی میں آجائے گا۔
صرف ایک دروازے داؤدی سے عیسائی مقررہ زرفدیہ دیکر نکلنے لگے۔ جو لوگ زرفدیہ نہیں دے سکتے تھے
اُن میں سے بالیان نے تیس ہزار دینار دیکر چھوڑا لیے۔ اور سلطان کے فیاض بھائی ملک العادل نے
دو ہزار قیدیوں کو زرفدیہ اپنی گرہ سے دیکر رہائی دلائی صلاح الدین نے خود اور اُس کے شاہزادوں نے بھی اس
فیاضانہ مثال کی پیروی کی لیکن اب بھی چودہ ہزار عیسائی رہ گئے ملک عادل نے اپنی خدمات فتح بیت المقدس
کے عوض میں ایک ہزار اور عیسائی غلام لیکر آزاد کرائے بطریق اعظم کے سفارش سے سات سو اور بالیان کی
سفارش سے پانچسو قیدی رحم دل سلطان نے چھوڑ دیے۔ اس پر بس نہیں کی بلکہ خاص اپنے نام سے کل بوڑھے معمر
عیسائی رہا کردیے۔ ایک بہت بڑی تعداد عورتوں کی سلطان کے تخت کے قریب آگئیں اور دردناک چیخیں مار مار کر
رونے لگیں کہ ہمارے خاوند اور بچے قید ہیں انکے بغیر ہم بے یار و مددگار رہینگی اور ہماری جلا وطنی کی مصیبتیں ناقابل برداشت
رہینگی رحیم و کریم سلطان کا دل اسقدر مصیبت زدہ خاندانوں پر بھر آیا اُس نے فوراً بچے ماؤں کے پاس اور خاوند
جورویوں کے پاس بھیجدیے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صرف رہائی کے بہانے تھے سلطان فیاض اور نرم دل قیدیوں
کی رہائی کے لیے موقعہ نکال رہا تھا۔ اور عیسایوں نے جو ۴۹۲ھ ہجری کے فتح کے وقت ستر ہزار بیگناہ مسلمان شیخ و شاب
زن و بچے بھیڑوں کی طرح ذبح کرکے مسجد عمر میں گھوڑوں کے گھٹنے تک خون بہایا تھا۔ اُسکا معاوضہ سلطان
اسطرح سے ادا کرکے عیسویت اور اسلام کی رحیمانہ تعلیم کا مقابلہ تاریخ کے کھلے ورقوں میں ہمیشہ کے لیے چھوڑنا
چاہتا تھا۔
سب سے پہلے بیت المقدس کا لاٹ پادری بطریق اعظم مسجد اقصٰے اور تمام گرجاؤں کا قیمتی سامان حضرت مسیح
علیہ السلام کی مقدس قبر کے زیورات اور بیش بہا آرایش جنکی قیمت کو خدا ہی جانتا تھا اس کے علاوہ اپنا تمام
ذاتی مال و اسباب جو لاکھوں کا تھا لیکر نکلا۔ سلطان سے کہا گیا کہ بطریق کا مال وقف پر کوئی حق نہیں

اور صبح ہوتے ہی قلعہ شکن آلات سے کارروائی شروع ہوئی۔ محصورین نے بھی اندر سے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور ہر ایک فریق نے حمیت مذہبی سے قومی لڑائی کا خوب حق ادا کیا۔ عیسائی بہادروں کی جسارت اور جرأت بہت بڑھی ہوئی تھی ہر روز شہسوار قلعہ سے نکلتے اور کئی ایک کو مار کر واپس چلے جاتے تھے۔

ایک دن مسلمانوں نے سخت حملہ کیا اور امیر عزالدین بن مالک جیسا شجاع جنرل شہید ہو گیا جو اپنے مشہور از جوش اور اعلی درجہ کی قومی خدمات اور ہمدردی اسلام کے سبب مجاہدین اسلام میں نہایت ہی محبوب تھا۔ بہادر عزالدین کی لاش دیکھ کر مسلمانوں کا انتقامی جوش بڑھ گیا اور یکبارگی ایسا حملہ کیا کہ عیسائیوں کو مارتے دباتے فصیل قلعہ سے جا چمٹے تیر اندازی اور سنگباری سے اہل قلعہ کے ایسے ہوش بھلا دیے کہ قلعہ والوں کو اندر چلنا پھرنا مشکل ہو گیا اور مسلمانوں نے خاطر جمعی سے سرنگ لگا کر فصیل کو گرا دیا۔ عیسائی فوج کو مسلمانوں کی اس جانبازی اور بے دھڑک دلیری اور حیرت ناک کامیابی سے سخت بددلی کے ساتھ اپنی یقینی ہلاکت کی تصویر نظر آنے لگی اور سوائے امان کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔

معززین شہر سلطان کے پاس امان طلب کرنے کے واسطے آئے مگر سلطان نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو تم نے ۴۹۲ھ ہجری میں بوقت فتح مسلمانوں سے کیا تھا۔ کیونکہ جزاء سیئۃٍ سیئۃٌ مثلہا وکلا نا امید ہو کر واپس چلے گئے تو چالاک بالیان خود حاضر ہوا منت سماجت کی رحم کا طالب ہوا۔ مگر سلطان کہ جسکے خیال میں ۴۹۲ھ ہجری کا واقعہ ہائلہ سمایا ہوا تھا اور ستر ہزار بیگناہ مسلمانوں کا دریائے خون ابھی تک سامنے موجزن تھا کسطرح مان سکتا تھا۔ آخر بالیان نے کہا کہ جب ہم امان سے مایوس ہو گئے تو پہلے پانچ ہزار مسلمان قیدیوں کو قتل کرینگے مسجد اقصے کو گرا دینگے۔ مقدس سنگ صخرہ کو توڑ پھوڑ دینگے تمام مذہبی یادگاروں کو مٹا دینگے اپنے بال بچے عیال اطفال مویشی گھوڑے شتر کو ہلاک اور مال و اسباب کو جلا کر خاک کر دینگے تمہاری لوٹنے کے لیے ایک تنکا بھی نہ چھوڑینگے۔ اور پھر جانوں سے ہاتھ دھو کر لڑینگے اور میدان میں مرینگے۔

سلطان کو اگرچہ اپنی فتح کا یقین کامل تھا۔ اور اسلامی شمشیر کے سامنے یہ تمام طراری بیکار نظر آتی تھی لیکن پیغمبروں کے تبرکات اور مقدس نشانات کی بربادی اور مسجد اقصی کی تباہی کا الزام اپنے ذمہ کسطرح لے سکتا تھا۔ جن چیزوں کی بچانے کے لیے وہ اسقدر جان توڑ کوشش کر رہا تھا۔ جب وہی نہ رہیں تو اس جہاد کا نتیجہ ہی کیا نکلا اور جن مقدس مقامات کی زیارت کے شوق میں مسلمان ایک صدی سے بیتاب ہو رہے تھے جب انکا ہی نشان نہ رہا تو اس تمام جد و جہد سے کیا فائدہ ملا۔ گو اس بربادی کا موجب عیسائی ہوتے لیکن صلاح الدین بھی اس جرم سے بری نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اسکے لیے فخر و مباہات کا کوئی موقعہ نہ تھا اور نہ وقعت

عیسائیون نے مسجد اقصے کی ایسی حالت بگاڑ دی تھی کہ اُس مین نماز پڑہنا ممکن نہ تھا۔ عیسائیون نے مسجد کے قدیم محراب کو ایک جدید گرجا مین داخل کر لیا تھا۔ اور محراب کو دیوارون مین غایب کر دیا تھا۔ محراب کے نصف حصہ مین بیت الخلا اور باقی نصف مین غلہ بہر دیا تھا۔ صخرہ مبارک پر سنگ مرمر کا فرش لگایا گیا تھا۔ تاکہ عیسائی اُس کے ٹکڑے توڑ کر قسطنطنیہ وغیرہ مین نہ بیچ سکین۔ اور پھر اُسپر ایک گرجا بنا دیا تھا۔ اور صخرہ کی اصلی ہیئت کو کہود دیا تھا اور اسپر بڑی بڑی تصویرین لٹکا دین۔ اور خنازیر کی تصویرین بنائی تہین۔ قربان گاہ کو برباد کر کے غلیظ اشیا سے بہر دیا تھا۔ قدم مسیح علیہ السلام پر ایسی عمارت بنا دی تھی کہ زیارت کرنی مشکل ہوگئی تھی سنگ مرمر کے گنبد اور بت وہان رکہے تہے غرضیکہ ان تمام متبرک یادگارون کی شکل وصورت بگاڑ کر گویا بتخانہ (مندر) بنا دیا تہا۔ سلطان نے مسجد اقصے کی درستی اور تعمیر اور گلاب سے تطہیر کرا دی صخرہ کا بالائی فرش اکہروا دیا اور اُسکا گرجا گرا دیا تصاویر اور بتونکو توڑ دیا دیا۔ صخرہ پر خوب صورت عمارت بنوا دی موذن قاری اور حافظ مقرر کر دیے جنکو گران بہا تنخواہین۔ جاگیرین معافیات دی گئین اور قیمتی قرآن مجید اور خوش خط سپارے رکہوائے گئے۔ ناقوس و گھنٹہ کی جگہہ اللہ اکبر اللہ اکبر کی اذان ہونے لگی ۴ شعبان ۵۸۳ھ کو پہلا جمعہ اس نورانی مسجد مین پڑہا گیا۔ ہر ایک ملک کے علماء وفضلا مشائخ وصوفیا جو سلطان کے ساتھ رہتے تہے اُسوقت موجود تہے اور ہر ایک طبقہ کے مسلمان جمعہ کی شمولیت کے لیے جمع ہوگئے تہے مسلمانون کے چہرے خوشی سے اور غیر معمولی جوش سے چمکتے نظر آتے تہے سلطان کے خطیب قاضی محی الدین ابو المعالی محمد بن زکی الدین قرشی نے اس فصاحت و بلاغت سے خطبہ پڑہا کہ سامعین کے دلون کو ہلا دیا اور مسجد اقصے کے تاریخی واقعات سنا کر ہر ایک کو محو حیرت کر دیا اور نماز جمعہ کے بعد زین العابدین ابو الحسن علی بن نجا مشہور واعظ نے اپنی معجز بیانی اور خوش الحانی طلاقت لسانی کے اثر سے حاضرین کو خوف خدا سے رولا دیا۔

سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ سے تیس سال پیشتر مسجد اقصی مین رکھنے اور بعد فتح اسپر خطبہ پڑہے جانے کے لیے ایک عالیشان بیش قیمت منبر بصرف زر کثیر کامل فن صناعون اور کاریگرون سے عرصہ دراز کی محنت اور سعی سے بنوایا تہا۔ اور اُسکو اپنے خزانے مین محفوظ رکہا تہا۔ مگر اسلام کے سچے خادم نور الدین کو موت نے مہلت نہ دی کہ اس آرزو کو پورا کرتا۔ صلاح الدین نے جو باخدا سلطان نور الدین کا روحانی بیٹا تہا۔ بقول ؎ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ ولی اللہ سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پیشینگوئی کو صحیح ثابت کر کے حد کرامت تک پہونچا دیا اور بعد فتح اُس عدیم النظیر منبر کو مسجد اقصے مین رکہہ کر خطبہ پڑہا اور اپنے آقا نور الدین کی روح کو خوش کیا۔

لمؤلف

صرف ذاتی اسباب لیجانے کا استحقاق رکھتا ہے مگر دیندار سلطان نے کہا کہ مین عہد شکن غدار بننا نہین چاہتا اس سے بھی وہی دس دینار لے لو اور جانے دو اس کے بعد قیدی بادشاہ کے ملکہ اپنی تمام دولت اور بیشمار زر و جواہر لیکر نوابون اور سوارون کے ساتھ نکلی تو اُس سے بھی وہی پانچ دینار وصول کیے گئے اور جب اوس نے نہایت عاجزانہ طور سے قیدی شوہر کے پاس جانے کی درخواست کی تو رفیق القلب سلطان نے آنکھون مین آنسو بھر لایا۔ اور جملہ متعلقین اور ملازمین سمیت قلعہ نابلس مین جہان عیسائی بادشاہ قید تہا انعام و اکرام و بکر عزت و حرمت کے ساتھ بہیجدیا۔

یہہ اسلامی احسان اور مروتین جنکی نظیر یورپ کی تاریخ مین ہرگز نہین مل سکتی۔ عہدنامہ کے روسے یہ ہزارہا قیدی سلطان کے اختیار مین تھے اگر بقول متعصبین اسلام تلوار سے پہیلا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کون موقعہ ہوسکتا تہا عیسائی کئی شکستون کے بعد اب یوروشیلم بھی دے چکے اور آسمانی مدد کے ڈھکوسلے بھی طے ہو چکے اگر اسلام پیش کیا جاتا تو ان مایوس اور خوف زدہ قیدیون مین سے ہزارون اسلام کو اپنی زندگی کا ذریعہ گردانتے اور جو اسلام قبول کرتے انکو تلوار کے گہاٹ اتار کر ہمیشہ کے لیے اسلامی مخالفت کا مادہ دور کیا جاتا مگر اللہ تعالی کا پاک حکم "لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ" اسکے صریح خلاف تہا سلطان جو رضائے مولا اور اتباع نبوی پر مرتا ہوا تہا۔ بہلا ایسا کیونکر کر سکتا تہا۔ اُس نے قیدیون کو نہایت عالی ظرفی اور فیاضی کے ساتھ رخصت کر دیا جسکا خمیازہ بھی آخر ان جہان فراموش آزاد شدہ عیسایون سے بہگتنا پڑا۔ مگر سلطان اپنی کریمانہ فطرت اور فیاضانہ طبیعت سے مجبور تہا۔ غرض کہ زمانہ گذر گیا اور گذرتا رہے گا۔ خودغرض یورپ ایسی عدیم النظیر مثال نہ کبھی پیش کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ یہہ تمام فیضان علمائے اسلام کی محبت کا تہا جن سے حدیث و سیر سننا اور درس لینا اور اخلاق نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کا تتبع کرنا اور تقلید صحابہ کرام مین ساعی رہنا جسپر اسلامی ترقی کا مدار ہے اور ہمارے پر آشوب زمانہ مین مفقود ہے۔ الغرض نیک نیت سلطان ۲۷ رجب المرجب ۵۸۳ھ ہجری بروز جمعہ عین نماز جمعہ کے وقت شہر مین داخل ہوا یہ وہ مبارک اور مقدس روز تہا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مدارج روحانی طے کرا کر مکہ معظمہ سے بیت المقدس مین دخول اور بیت اقصے سے آسمانی عروج حاصل ہوا تہا اور یہہ رات باعث نزول برکات لیلۃ المعراج عاشقان الٰہی عارفان رموز کماہی مین شب وصال سے موسوم تہی اس مطابقت نے صلاح الدین کو مقبول الٰہی اور محبوب رسالت پناہی ثابت کر دیا اور اُسکی خدمات حسنہ کو محمود اور مساعی جمیلہ کو مشکور بنا دیا سچ ہے۔

بیت

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جای ناقوس و جرس تکبیر گویان رفتہ
بت پرستی رفت و توحید الٰہی شد بجا

جای صخرہ بد تصاویر خنازیر و صنم
وز شکستی ہمگنان را اے غلام مصطفےٰ

یکصد و ہشتاد و یک سال از بیت گذشت آن گرد لا الہ ہرگز نشد
سہ بیک اندران سالہ این غلط راست شد بود

از نفاق مومنین شد اجتماع کافرین
کل مومن اخوۃ را تازہ کردی اے شہا

خانۂ داؤد را مثل سلیمان ساختی
اے سلیمان زمان بر تو جہان جملہ فدا

عہد تو چون قرن اولی جامع علم یقین
کفر و بدعت را ربودی دین را دادی ضیا

کردہ کار صحابہ اے صلاح الدین ولی
من ترا مہدی بگویم یا عمر صاحب لوا

ای صلاح صلاح امت را عجب کردی پدید
حق سلطانی و شاہی خوب تر کردی ادا

یا الٰہی باز سلطان صلاح الدین برار
تا کہ امت ادہراز در دولت و شفا

صور پر چڑھائی

سلطان ۲۵ شعبان ۵۸۳ ہجری تک بیت المقدس مین رہا اور سعادت روحانی حاصل کرتا رہا۔ اب شہر اور مضبوط مقامات مین صور کا قلعہ عیسائیون کے قبضہ مین رہ گیا تہا۔ جسکی فتح کا سلطان کو بہت ہی فکر تہا اس لیے بیت المقدس سے روانہ ہوکر ۹ رمضان ۵۸۳ھ کو صور پہنچگیا اور نہر پر ڈیرے ڈالدیے جہان سے شہر صور نظر آتا تہا جب تمام اسلامی فوج آچکی تو یہان سے چلکر شہر کے قریب ایک اونچے ٹیلے پر جا اترا جہان سے لڑائی کا نظارہ بخوبی کرسکتا تہا۔ اور محاصرہ شروع کیا صور سمندر کے کنارے پر تو تہا ہی اور ایک دو طرف سے پانی اُس کی حفاظت کرتا تہا۔ مرکیس والی صور نے بڑی بڑی گہری خندقین کہود کر اور پانی سے بہر کر صور کو پانی کے درمیان جزیرہ بنا دیا جسکے قریب پہنچنا مشکل تہا۔ سُلطان نے ہرچند تمام قلعہ شکن آلات اور کلون سے کام لیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ اسلامی لشکر نے وقت تقسیم کرلیا تہا ہر ایک فوج باری باری سے ہمت و شجاعت کے جوہر دکہاتی تہی صلاح الدین کا خاندان بڑہ بڑہ کر جانبازیان دکہاتا مثلاً شاہزادہ افضل و ظاہر غازی اور سلطان کا بہائی ملک العادل بن ایوب و سلطان کا بہادر بہتیجا تقی الدین وغیرہ اس معرکہ کی جان تہے اور یہی حال دیگر سرداران لشکر کا تہا۔ فرنگی بیڑے نے مسلمانون کو سخت تنگ کردیا کیونکہ ایک طرف سے قلعہ والے آگ برساتے تہے دوسری طرف سے عیسائی بیڑا طوفان ڈہاتا تہا۔ جگہہ اور مکان کی تنگی کے سبب عیسائیون کا کوئی نشانہ خطا نہ جاتا تہا۔ مسلمان برابر گرتے اور مرتے تہے۔ اس لیے فصیل تک پہونچنا مشکل ہوگیا۔ سُلطان نے ان مصری جہازون کو جو عکا مین مقیم تہے صور بلا لیا اس اسلامی

اے صلاح صلاح است این چنین	کردہ چون نوردین اندر زمین۔
بیت اقدس را مقدس کردہ	خوش نمودی روح خیر المرسلین

سلطان نے جسقدر پیغمبرون کی یادگارین تہین اور عیسایون کے ہاتھ سے خراب ہوگئین تہین سب درست کردین مسجدین تعمیر کرائین موذن اور امام مقرر کردیے اور انکی جملہ ضروریات کو پورا کردیا اور ایک بہت بڑے پیمانے پر شافعی بیت العلوم بنایا۔ اور حضرت صوفیائے کے لیے مہمان خانے اور خانقاہین تعمیر کرائین اور تمام علوم کے لیے مدرسے بنائے عیسائی بیوگان اور یتامی کو زر کثیر دیا اور زخمی و بیمار عیسایون کے لیے شفاخانے بنوائے۔ اور صلاح الدین جیسے فیاض اور اولوالعزم و بیدار مغز سلطان سے بیت المقدس کی عظمت اور بزرگی کے شایان جس اہتمام اور سلوک کی امید تہی کی گئی۔ اور جس تقلید مین اسکے نامور خاندان کے جانشینون نے بہی بیت المقدس کے شان و شوکت بڑہانے مین کوتاہی نہ کی۔

سلطان نے ستر خطوط اس مبارک فتح کے متعلق اطراف و جوانب کے سلاطین۔ آمرا۔ علما۔ مشائخ۔ صوفیا کے نام عماد کاتب سے لکہوائے اور دربار بغداد کو ایک طویل مراسلہ مین محاربہ اور فتح کے مفصل حالات اور تصرف و تقدیس تمام واقعات لکہے اور ہر ایک خط مین اس کامیابی کو محض تائید الٰہی سے منسوب کیا اور اپنے آپ کو ایک بندۂ عاجز و مغلوب ظاہر کیا جو خدا پرستی کا نشان تہا۔

تمام ممالک اسلام مین خصوصاً بغداد مین اس مژدہ راحت افزا پر خوشیان منائی گئین اور ہر ایک طرف سے سلطان کو مبارکباد کے خطوط آنے لگے شعرا نے مبارکباد کے قصائد پڑہے جو بجائے خود ایک دفتر عظیم ہین اور عماد کاتب کا طویل قصیدہ اور دیگر شعرا کے قصائد عربی تاریخون اور ادب کی کتابون مین محفوظ ہین ان ان فضلا کے اعلی مضامین کا ترجمہ کرنا بہی انکے خیالات کا خون کرنا ہے فقیر مؤلف محض جوش محبت سے چند شعر لکہہ کر نذر کرتا ہے اور صلہ خدا تعالی سے خاتمہ بالخیر کا چاہتا ہے۔

از مؤلف

مژدہ بادا ای بیت اقدس با فتح عز و علا	از پے سلطان غازی سالک راہ ہدی
در صداقت بوبکر فاروق در انصاف دواد	در حیا عثمان ولی اندر غزا شیر خدا
یادگار خالدی را باز برپا کردہ ست	بوعبیدہ را نمودہ شاد و خرم از غزا
آن نبی محترم ہر جا نمودہ در حرم	ہمچنان کردہ صلاح الدین با فضلی بر ملا
لکہ شادی میکند از حالت ارض قدس	از سما روح الامین گوید ترا صد مرحبا

بوقت محاصرۂ صور ہونین کو فتح کیا گیا تھا ۔ چونکہ سلطان سے نکمان بیٹھنا مشکل تھا ۔ اب ماہ محرم ۵۸۴ھ ہجری کو سلطان اپنی قلیل فوج کے ساتھ قلعہ کرک پر حملہ آور ہوا یہہ پہاڑی قلعہ اردن کے قریب تھا اور مسافرون کا رستہ بندکر رکھا تھا ہمیشہ ڈاکہ زنی سے تجار اور حجاج کے لیے ایک مصیبت تھی سلطان کا خیال تھا کہ قلعہ مین فوج قلیل ہوگی اور فتح آسانی سے ہوگی لیکن کرک پہونچکر دیکھا کہ قلعہ اونچے پہاڑ پر مضبوط جگہہ واقع ہے ہرچند کوشش کی گئی مگر فتح میسر نہ ہوئی ۔ اس لیے سلطان بہت تھوڑی فوج محاصرہ پر چھوڑکر خود دمشق کو چلا گیا ۔ اور جمع آوری کرکے احکام جاری کئے ۔ چونکہ شام کے مغربی اور جنوبی حصہ کو فتح کرچکا تھا اس لیے اب شمال کی طرف رخ کیا ۔ دمشق سے حمص پہنچا اور عیسائی علاقہ کو تہ و بالا کرتا ہوا طرابلس گیا ۔ اور وہان سے حصن اکراد کو چلا تاکہ عماد الدین والے موصل و مظفر الدین والی حلب کا استقبال کرے جوکہ جہاد کے عزم سے آرہے تھے ۔ تہر عاصی پر مجاہدین کا ملاپ ہوا ۔ اور اسی جگہہ قبائل عرب کے مجاہدین بھی پہونچ گئے ۔ حصن الاکراد کے اردگرد کے قلعہ فتح کرتا رہا ۔ اور اپنے بیٹیون شہزادہ ملک ظاہر اور ملک مظفر کو انطاکیہ کے قریب حاضر رہنے کا حکم دیا تاکہ دشمن کو حملہ کرنے کا موقعہ دین ۔ ماہ ربیع الاول اس طرح گذر گیا ۔ ۲ جمادی الاول ۵۸۴ھ کو انطرسوس کو جا گھیرا اور اسکو فتح کرکے جبلہ کی طرف بڑھا شہر پر تو قبضہ ہو گیا مگر اہل قلعہ نے مقابلہ کیا ۔ اور ۹ ماہ مذکور کو عاجز آکر قلعہ حوالہ سلطان کر دیا ۔ ۲۳ جمادی الاول کو لاذقیہ کو چلا یہہ پہاڑی قلعہ تھے ۔ عیسائی قلعہ بند ہوگئے مگر مسلمانون نے سرنگ لگاکر قلعہ کی جڑ و دن کو اکھاڑ ڈالا جس سے قلعہ والون نے تنگ ہوکر تین دن کے بعد امان لے کر قلعہ دیدیا ۔ اور جزیہ دینا قبول کرکے بدستور سابق آزادی کے ساتھ لاذقیہ کے سرسبز اور شاداب اور فرحت افزا دلکشا شہر مین رہنے لگے ۔ اس خوبصورت اور آباد عالیشان شہر اور اسکے بندر کو دیکھہ کر سلطان نے خدا تعالی کی عنایات کا ایک ادنی مخلوق کی طرح شکریہ ادا کیا ۔

سلطان نور الدین کی وفات کے بعد کچھہ تفرقہ اور فساد مسلمانون مین پیدا ہوگیا ۔ اسی سے شام کے عیسائی منہ اور بیان کرنے لگے اور چند ایک کامیابیون خصوصاً صلاح الدین کو عسقلان کی شکست دینے سے انکو قوی یقین ہوگیا تھا ۔ کہ مسلمانون کو ایک ایک کرکے مار لینگے ۔ اور یورپ کو بھی امید بندھ گئی تھی کہ شامی عیسائی بلا مدد اپنے آپ کو سنبھال ہی نہین لینگے بلکہ اسلامی سلطنت کے متفرق اجزا کو جلدی ہی تباہ کر سکینگے مگر طبریہ کے نزدیک حطین کی شکست نے عیسائیون کو چونکا دیا ۔ اور یورپ مین وہی ہلچل شروع ہوگئی ۔ مگر جب بیت المقدس بھی چھن گیا تو شیون بکا کی کوئی انتہا نہ رہی گئی ایک بندرگاہ رعیسائی یورپ پہنچا اور ہر ایک شہر کی طبعزاد افسانون سے عیسائیون کو بھڑکایا ۔ اور قبر مسیح علیہ السلام کے چھوڑانے کی ترغیب تیز رہی متصلی

بیڑے نے عیسائی بیڑے کا ناکہ بند کر دیا اور مسلمانون پر حملہ کرنے سے روک دیا اسوقت محاصرین کو اطمینان سے لڑنے کا موقعہ ملا۔ اور عیسایون کا قافیہ تنگ کر دیا اور قریب تہا کہ ایک دو حملہ مین شہر فتح ہو جاتا۔ لیکن ناگہان ایسا واقعہ پیش آیا جس سے معاملہ بگڑ گیا مسلمانون کے پانچ جہاز خلیج صور کے مقابل عیسایون کی آمد و رفت روکنے کے پیے متعین تہے ایک دفعہ رات رات بہر پہرہ دیتے رہے صبح صادق کے وقت اطمینان سے سو گئے کہ ناگہان مخالف کے جہازون نے آکر گہیر لیا۔ اور قتل کرنا شروع کیا کچہہ مارے گئے اور کچہہ قید ہو گئے۔ اور کچہہ ڈوب گئے۔ چند تیر کر بچ گئے سلطان نے دیکہا کہ باقی جہازون کی تعداد اسقدر نہین کہ مخالف کا مقابلہ کر سکے اسلیے اس شکست یافتہ بیڑے کو بیروت جانے کا حکم دیدیا مگر عیسایون نے تعاقب کیا چہوٹا جہازی مسلمان یہ حالت دیکہہ کر خشکی پر اتر پڑے اور بچ گئے۔ اور جہازون کو سلطان نے توڑ کر بیکار کر دیا۔ اہل صور نے خشکی کی طرف سے لڑائی کا زور ڈالا مگر جگہہ کی تنگی کے سبب سے مسلمان دل کہولکر لڑ سکتے نہ حملہ کر سکتے تہے۔

ایکدن عصر کے وقت بہادر عیسائی شہر سے نکلکر لڑے اور دونون فریق کمال بہادری سے لڑے اور غروب آفتاب تک کشتہ مرتے رہے ایک عیسائی بہادر شہ سوار کمال درجہ کا تہور دکہا کر مسلمانون پر حملہ آور ہوا اور بہتون کو مار کر قید ہوا اور اسطرح کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی سلطان اسقدر طول محاصرہ کو دیکہکر فتح سے مایوس ہو گیا۔ اور آخر شوال ۵۸۳ھ ہجری کو محاصرہ چہوڑ کر صور سے عکا کو چلا گیا۔ یہ ناکامی بقول مورخین سلطان کو اپنی بے احتیاطی کے سبب سے حاصل ہوئی سلطان جب کسی شہر اور قلعہ کو فتح کرتا اور اُسکے عیسائی باشندون اور فوجی اشخاص کو امان دیدیتا چنانچہ عسقلان۔ عکا۔ بیت المقدس وغیرہ کے جنگی اور ملکی عہدہ دار اور سپاہی۔ تاجر اور مہاجر وغیرہ ہر ایک قسم کے عیسائی تمام زر و مال اور سامان جنگ لیکر صور مین پناہ گزین تہے اور حفاظت صور پر رقم کثیر خرچ کی گئی تہی اور جزائر بحیرہ روم کے عیسایون سے مدد مانگی تہی اور یورپ مین بہی بیت المقدس کے ماتمی گرم جوش پہونچ کر آسمان کو سر پر اٹہا رہے تہے جنہون نے مدد دینا منظور کیا اور لکہا تہا کہ صور پہونچنے تک صور کی پوری حفاظت کیجائے تاکہ سر زمین شام کے عیسایون کی دار الہجرت قائم رہے اسی وجہ سے اہل صور کی ہمت بڑہ گئی تہی اور مقابلہ سخت کرنے لگے تہے اور یہی صور آیندہ ناسور بن گیا۔

سلطان نے عکا پہونچکر فوج کو اپنے اپنے وطن جانے کی رخصت دیدی تاکہ جاڑے کو دن گہرون مین گذار کر موسم بہار مین واپس آئین۔ مصری۔ شامی۔ موصلی۔ عراقی۔ عربی۔ فوجین اپنے گہرون کو چلی گئین۔ اور شیر دل سلطان کے ساتہہ صرف فوج خاصہ رہ گئی۔

اسی طرح جانون پر کہیل کر فصیل سے جا چمٹے اور کتنے مرتے سیڑہیان لگا کر فصیل پر چڑہ گئے اسطرح تمام فصیلون
پر تصرف کر لیا۔ اور تمام گودام اور اسباب لے لیا۔ عیسائی قلعہ آرک مین محصور ہو گئے اور بہادرانہ طور سے لڑے
مگر ناچار تنگ آ گئے اور امان کے طالب ہوئے۔ سلطان نے جن شرائط پر بیت المقدس والون کو امان دی تہی۔
انہین شرائط پر امان دیدی سلطان کا قبضہ ہو گیا اور عیسائی صحیح سلامت چلے گئے اور یہہ سلامتی جان ومال
اسلام کے فیاضانہ احکام کی بدولت تہی جو سلطان کو بصورت خواہش امان تلوار اٹہانے سے روکتی تہی
صفت رحم جو قرآن کی ابتدائی تعلیم (بسم اللہ الرحمن الرحیم) سے ہی شروع ہوتی ہے صلاح الدین جیسے متخلق
باخلاق اللہ خلیفہ رسول مقبول کو جنگجو مگر شکستہ کمر بے یار ومددگار دشمن پر مہربان کرتے تہے۔ سلطان
نے قلعہ کا حاکم امیر ناصر الدین کو مقرر کیا۔ اور قلعہ کو سابق سے بہی زیادہ مستحکم کر دیا۔

دیگر قلعے

فتح صیہون کے بعد۔ بلاطنوس۔ عید۔ جماہون۔ پر قبضہ جماتا ہوا قلعہ بکاس مین پہونچا جہان کی فوج قلعہ
شغر مین چلی گئی تاکہ دونون جگہہ کی فوج ملکر ایک مضبوط مقابلہ سے شغر کو بچا سکین یہہ قلعہ بہت اونچا تہا
اور وہان تک پہنچنا مشکل تہا۔ مگر چونکہ سلطانی علاقہ شام کا آسان اور کم مسافت رستہ یہی تہا یہہ دونون قلعے
انکا مسخر کرنا ضروری تہا۔ آخر قلعہ شکن آلات لگائے گئے مگر باہر سے ایک پتہر بہی اندر نہ جا سکتا تہا اور
مسلمان حیران تہے کہ سلطان صلاح الدین معہ سرداران فوج قلعہ کی فتح کی تجاویز سوچ رہا تہا۔ کہ کسی نے
کہا یہہ وہ قلعہ ہے جسکے حق مین خدا فرماتا ہے "فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا"
فاضل سلطان نے فوراً جواب دیا کہ "أَوْ يَأْتِيَ اللّٰهُ بِنَصْرٍ مِنْ عِنْدِهِ وَفَتْحٍ" سلطان کی یہ کرامت سمجہو یا نور فراست
ابہی یہہ بات ختم نہ ہونے پائی تہی کہ ایک عیسائی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ تین دن تک انتظار کرین یا قلعہ تسلیم
کرا دونگا۔ یا خود چلا جاؤنگا۔ سلطان سے اپنی اور اپنے متعلقین کی جان ومال کی امان لے کر واپس گیا اور
تین روز کے بعد قلعہ حوالہ سلطان کر دیا۔ اس واقعہ کی اصل یہہ تہی کہ قلعہ والے اگرچہ مدت تک مقابلہ کر سکتے
تہے لیکن سلطانی حملہ سے تنگ آ گئے اور والی انطاکیہ کو مدد کے لیے لکہا کہ اگر تین دن تک کمکی فوج نہ آئی تو قلعہ حوالہ سلطان
کیا جائے گا عیسائی مذکور نے اسی واسطے تین دن کی میعاد رکہی تہی کہ اگر انطاکیہ سے مدد آ گئی تو فبہا ورنہ میری
جان تو بچ جائے گی نفسا نفسی کوئی قوم خالی نہین یہ قومی ہمدردی کی لن ترانیان وقت پر سب بہول جاتی
ہین اور نفسی نفسی کی صدائین دینے لگتے ہین۔ اس قلعہ پر سلطان نے قلیج نامی جنرل کو مقرر کیا۔
سلطان کے بیٹے ظاہر غازی نے سرمینہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ یہہ تمام قلعے ۲ ماہ مین فتح ہوئے اور سب سے

ان دونون ایک زبردست سلطنت تہی اور شام کے قریب تہی سلمانان افریقہ پر اپنی تلوار بن چلا کر جہادی جوہر مین شہرہ آفاق تہے اس لیے سب سے پہلے انہین کے ساتہہ جہاز پہنچے اور سسلی کے امیر البحر نے سلطان صلاح الدین کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ جو کچھ آپنے عیسایون کے ساتہہ کیا وہ کر چکے اب وہ تمام مفتوحہ ملک واپس دیجیے ورنہ سمندر کی طرف سے اسقدر یورپ سے فوجین آئیں گی کہ آپکو پیچہا چہوڑانا مشکل ہوجائے گا بعد پ قبر مسیح کی حفاظت کسی غیر مسیحی قوم کے ہاتہہ دیکہہ نہین سکتا۔ اور نہ بیت المقدس کو کہو سکتی ہے شہرہ سلطان ان گیدڑ بہبکیون کب آنیوالا تہا جواب مین ''حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ'' پڑہکر کہا کہ یورپ کو وہی مزہ چکہایا جائے گا جو اگلے اور بہائی چکہہ چکے ہین۔

یہ جواب دندان شکن سنکر امیر البحر چلا گیا۔ اور جان لیا کہ یہان دال نہین گلتی اور سطرح قبضہ کا سہرا سر نہین باندہ سکتا۔ اور بغیر امداد یورپ ساحل شام پر قدم نہین جما سکتا اس لیے صور کو جو عیسایون کے قبضہ مین تہا۔ چلا گیا۔ اور فرانس و انگلستان کے باہمی نزاع کے سبب سلطان کو فرصت ملگئی اور شمالی ساحل کے علاقہ کے فتح کرنے کو دیے اطمینان سے ہوگیا۔ انطاکیہ جو اب تک سلطانی حملات سے بچا ہوا تہا اُس کیطرف متوجہ ہوا اور اس کے متعلقہ علاقہ کو سر کرنے لگا۔ انطاکیہ کے سر پر شہزادہ افضل ظاہر غازی بیٹھے ہوئے تہے کہ والی انطاکیہ نے سر اٹہایا یا نہین کہ شہباز کی طرح دبوچہ نہین سلطان بلاد و امصار و اقعہ انطاکیہ کو بلا مزاحمت فتح کرنے لگا جہان کہین فتح مین دیر واقع ہوئی وہ صرف وہان کے مقامی مشکلات سے پیدا ہوئی۔ بلند پہاڑی مضبوط قلعون تک پہونچنا مشکل ہوتا تہا۔

فتح قلعہ صیہون

۲۷ جمادی الاول ۵۸۴ھ کو سلطان لاذقیہ سے صیہون کو روانہ ہوا۔ یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر آسمان سے باتین کر رہا تہا۔ اسکے گرد ایک نہایت عمیق کہائی ایک سو بیس گز چوڑی پانی سے لبریز تہی قلعہ کے گرد پانچ پختہ فصیلین کمال مستحکم بنی ہوئی تہین قلعہ کا فتح ہونا مشکل نظر آتا تہا صلاح الدین قلعہ کے متصل پہاڑ پر جا اترا منجنیقین کلین لگادین مگر فایدہ نہ ہوا سلطان نے اپنے بیٹے ظاہر غازی والی حلب کو بلا بہیجا جسکی فوج ان دنون مین قلعہ شکنی مین نہایت مشاق اور شہرہ آفاق تہی جلد کل لشکر ایک تنگ مکان مین اُترا۔ اور کلین لگادین۔ عیسائی بہادر بس قلعہ سے نکلکر لڑتے اور حق شجاعت ادا کرتے تہے۔ ایک دن سلطان نے فوج کی کمان خود لی و لشکر اللہ اکبر کے نعرے مار کر پہاڑ کی ایک چوٹی پر قابض ہوگیا۔ اور تیسرے دن کی زمین لیٹ لٹاکر قلعہ والون کے نشانون سے بچتا بچاتا مسلمان اور

رہتا اور اسطرح ہر ایک حصہ کو آرام ملجاتا۔ اور اسطرح کئی روز لڑائی کا زور رہا۔ ایک دن ۷ جمادی الاخرہ کو ایک حصہ فوج (ڈویژن) نے قلعہ پر حملہ کیا اور عیسائی بہی قلعہ سے نکلکر بہادرانہ طور سے بڑہے مگر مسلمان ڈالون کی زمین تیر برساتے بڑہے چلے گئے اور پہاڑ تک جا پہونچے مگر پہاڑی چڑہائی او قلعہ کی اونچائی اور مخالفون کی تیر باری او سنگ غلطانی نے سو سیکڑون کی شہادت کے کوئی فائدہ نہ دیا۔ اس حصہ کی کسل ماندگی دیکہکر دوسرا حصہ بڑہا جسکی کمان خود سلطان کر رہا تہا تہی سلطان صفون مین گہومتا تہا اور جنگی جوش و بہادرانہ اور جہاد کے فضائل بیان کرتا۔ **لمؤلفہ**

شہید یکہ جان در رہش میدہد	بحشر بسر تاج عشرت نہد
نمرد انکہ در راہ حق جان بداد	بفردوس اعلیٰ قدم در نہاد
سعادت کسی رہست کو در بشر	عدو را شمار و یکے ہیچ مرد
خلود جنان از جہاد آمدہ	از ین در رضائی خدا آمدہ
گناہان شوند شستہ از آب تیغ	جو آرایش گلبن از ابر میغ
چو رفتن ضرورست زین راہ گذر	ہمان بہ کہ میری بہ تیغ و تبر

سلطان کی اس غازیانہ صدا نے مسلمانون کو شوق شہادت سے بیتاب کر دیا اور دوسری ڈویژن کے نکلتے ہی تمام فوج نے حملہ کر دیا جسکا مقابلہ عیسائی محصورین نے کمال درجہ کی جان فروشی سے کیا۔ لیکن اسلامی سیلاب کو نہ روک سکے اور مسلمان بزور شمشیر عیسائیون تک پہونچگئے اور عیسائی قلعہ مین لوٹ گئے۔ جنکے ساتھ ہی چند بہادر مسلمان گہس گئے! اور شرقی جانب سے بہی مسلمان فصیل پر چڑہ گئے اور قلعہ فتح کر لیا عیسائی قلعہ ارک مین محصور ہوگئے مسلمان سرنگ لگانے لگے عیسائیون کے پاس جسقدر مسلمان قیدی تہے انکو رسّون اور لکڑیون سے باندہ کر قلعہ پر سے دکہلا دیا کہ اگر تم قلعہ اوڑاؤ گے یا ہمکو کوئی نقصان پہنچاؤگے تو اسقدر مسلمانون کو آگ مین بہونک ڈالینگے۔ واقعی یہہ نظارہ نہایت ہولناک تہا خصوصًا قیدیون کے پاس عوام اور ہمت حوصلہ کی فقدان اور انکے استقلال ایمان کے امتحان کا سخت نازک موقعہ تہا مگر ان جانثاران اسلام نے جون ہی ان بیرونی موحدین محاصرین کا آوازہ تکبیر سنا وہین قیدکی حالت مین اللّٰہ اکبر کی مہیب گونج سے قلعہ کی در و دیوار کو ہلا دیا اور ثابت کر دیا کہ سچے مسلمان اخیر دم تک بہی قوم کی بہبودی اور بہتری کا خیال نہین چہوڑتے قوم کی جان فروشی اور امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کی بہتری کے واسطے قربان ہونا سچے مسلمانون کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین ہے اس پاک گروہ کی خلوص کے اپنا اثر دکہایا او قلعہ والون نے ان قیدیون کی بیخوف و خطر قربانی سے سمجہ لیا کہ ان کی موت سے ہماری او منقیتین

مسلمان قیدی رہا کر انعام و اکرام و بگہر دن کو روانہ کیئے گئے۔

قلعہ برزیہ

سلطان قلعہ شغر سے قلعہ برزیہ کو روانہ ہوا جو اقامیہ کے مقابل ایک بلند پہاڑ پر واقع تہا دونوں کے درمیان ایک جہیل تہی جسمین بارش اور کوہ برزیہ کے قدرتی چشموں اور آبشاروں کا پانی آکر جمع ہوا کرتا تہا۔ اسکی شمالی اور جنوبی جانب کو اسقدر اونچے پہاڑ تہے کہ ادہر سے چڑہنا اور گذرنا ممکن ہی نہ تہا۔ مشرق کی طرف سے تنگ رستہ تہا جہان اہل قلعہ دست بشمشیر تیار بیٹہے تہے۔ مغربی طرف وادی تہی جہان اگرچہ کوہستانی سلسلہ موجود تہا مگر سوا اسکے اور کسی طرف سے حملہ کا امکان نہ تہا اس لیے اسی طرف سے حملہ کیا گیا اور کلین نصب کی گئین۔

اسی لڑائی مین ابن اثیر مشہور مورخ ثواب جہاد کے لیے شریک تہا صلاح الدین کے قومی جوش کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مورخ بہی لڑائیون مین حصہ لیتے تہے جنگی شراکت قومی کامون مین نہایت ضروری تہی ان لوگون کو تیر داد کی طبائع پر بہت کچہہ پڑ سکتا ہے افسوس کہ چند صدیون سے سلاطین اسلام کی غفلت یا علمار کی کم ہمتی سے یہہ مفید گروہ صرف کتاب کا کیڑا بن گیا یا بنا یا گیا اور انکی طبائع پر وہم و جبن یہانتک طاری ہو گیا کہ عورات بلکہ عورات سے زیادہ بزدل شمار ہونے لگا اور عموماً عزلت و خلوت شیوہ اور قبول صدقات کو بہتر سمجہنے لگے اور اپنی حفاظت کے قابل بہی نہ رہے۔ جیسا کہ تیمور کا سلوک مشہور ہے کہ لشکر کے پیچہے عورتون کو اور عورتون کے پیچہے علمار کو رکہا کرتا تہا۔ مگر اس مین سلاطین زمان کی ذاتی تعیش و غیر شرعی نفرت کا زیادہ قصور ہے کہ وہ علمار کو اپنی نفسانی اغراض کے حصول مین سد راہ سمجہتے تہے۔ اور عیاش اور غیر مشروع خلیع العذار اشخاص کو ندیم و مشیر بناتے تہے۔

تاریخ زمانہ بتا رہی ہے کہ حضرت علمار و صوفیار و صلحا کے وجود باجود سے ہر ایک زمانہ حوادث مین امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت کچہہ کامیابی حاصل ہوئی ہے زمانہ حال مین جہان جہان اسلامی چراغ ٹمٹما رہے ہین وہان اس پاک گروہ کی روحانی تاثیر سے کبہی کبہی قومی جوش کی لہر نظر آجاتی ہے بلکہ حریص مخالفون کو در مقصود ہاتہہ مین لانے سے روکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ چالاک مخالفین اسلام کا جہان جہان بس چلتا ہے اس گروہ کی تاکید کرتے ہین کوئی حکمت عملی اُٹہا نہین رکہتے خیر یہہ ہمارا موضوع نا بطور جملہ معترضہ تہا آمدم برسر مطلب سلطان نے جب دیکہا کہ منجنیقون سے قلعہ والون کا کچہ نقصان نہین ہوتا تو عام حملہ کے لیے فوج کے تین حصے کیئے پہلا حصہ روزانہ جب حملہ سے تنگ ہو جاتا تو دوسرا حصہ ہاتہہ بٹاتا اسیطرح تیسرا حصہ کام

اس سے حملہ میں آسانی ہوگئی۔ گو ابھی قلعہ کی تسخیر دور تھی مگر سلطانی اقبال کام کر گیا۔ اور قلعہ والے ہمت ہار کر خواہان
امان ہوئے جو منظور کی گئی اور قلعہ مع جملہ ذخائر و میگزین وغیرہ سلطان کے ہاتھ لگا۔ چونکہ اسقدر وسیع
قلعہ کے لیے سلطان کے پاس فوج کافی نہ تھی قلعہ گرا دیا گیا جسکا افسوس سلطان کو عمر بھر رہا اس جگہ ابن
الیون شاہ ارمینیا نے قلعہ بناکر مسلمانوں کو بعد میں تنگ کیا اور علاقہ حلب کو تاخت و تاراج کیا اور
برباد کیا۔

انطاکیہ اور میعادی صلح

بعد اس اور درب ساک کے فتح ہونے سے انطاکیہ اکیلا رہ گیا۔ اور ان مفید اعضائے کٹنے سے نہایت
ہی کمزور ہو گیا۔ اب سلطانی افواج نے انطاکیہ کو گھیر لیا۔ والی انطاکیہ کے پاس اگرچہ فوج و سامان
بہت تھا مگر اُس نے جھٹ درخواست صلح پیش کر دی اگرچہ اس عظیم الشان شہر کی فتح ہونے میں مشکلات
بھی تھیں مگر صلاح الدین کی ہمت اور غازیوں کی شجاعت اور عام اسلامی رعب سے جو عیسائیوں کے دلوں پر
بیٹھ گیا انطاکیہ چند ہفتے سے زیادہ اسلامی سیلاب کے سامنے نہ ٹھیر سکتا تھا۔ لیکن سلطان بفحوای الصلح
خیر صلح پر مجبور تھا۔ مسلمان قیدی چھوڑے گئے اور آٹھ ماہ کی میعادی صلح کی گئی۔

والی انطاکیہ نے تو بلا مقابلہ فوراً اس لیے صلح کی درخواست کر دی کہ شام کے عیسائیوں نے کاغذی گھوڑے
دوڑا کر یورپ کو سلطان کے برخلاف ٹھہرا دیا تھا۔ اور یورپ میں نہایت وسیع پیمانے پر تیاریاں ہو رہی
تھیں انطاکیہ والے چاہتے تھے کہ مجاہدین یورپ کے آنے تک بہادران اسلام سے جان بچائی رکھیں اکیلے
لڑتے تو وہی حشر ہوتا جو اُنکے بھائیوں کا اور جگہ ہوا وہ جانتے تھے کہ دیندار سلطان بپابندی احکام قرآن
صلح سے انکار نہیں کر سکتا اور قتل نفوس سے بھی اسکو طبعاً نفرت ہے۔ اس سے وہ فائدہ اٹھا گئے اور بچ بچا کر
آئندہ صلیبی جنگ میں حصہ لے سکے۔

مگر اُدھر سلطان بھی ایسا نادان نہ تھا۔ ایک تو وہ کسی طرح بھی رد نہ کر سکتا تھا۔ دوم یورپ کے شور و شغب سے
بھی بے خبر نہ تھا۔ اُسکی فوج متواتر لڑائیوں سے اوکتا گئی تھی اور وطنوں سے نکلے سپاہیوں کو عرصہ گذر
گیا تھا۔ جاڑے کا موسم آگیا تھا۔ اور یورپ کی چڑھائی کی خبریں سرگرم تھیں اسلیے سلطان کو ایک بہت
بڑی مہم کے لیے تیار ہونا تھا۔ فوج کو رخصت پر بھیجنا اور آئندہ معرکہ کے لیے کمال اہتمام سے انتظام جنگ
کرنا ضروری تھا۔ اور اس کے لیے فرصت و اطمینان بکار تھی پس مآل اندیش سلطان بھی اس صلح سے
خسارہ میں نہ رہا اور صلح سے عام جلال اسلامی بٹھا کر واپس ہوا۔ اور ماہ رمضان میں دمشق پہنچ گیا۔

زیادہ ہونگی۔ اس لیے ڈر کر ہتھیار ڈالدیے اور قلعہ حوالہ سلطان کردیا۔ حاکم قلعہ جو گورنر انطاکیہ کا ہمزلف تھا۔ کبھی سلطان سے اتحاد رکھتا تھا۔ اُسکی سفارش سے عیسائی قیدی چھوڑ دیے گئے۔

قیدیوں میں والی انطاکیہ کی بیوی اور بیٹی بھی تھی جنکا قابو رکھنا پولیٹیکل خیال سے نہایت مفید تھا۔ اور غالباً انہیں قیدیوں کی وجہ سے انطاکیہ فتح یا کم سے کم زر کثیر ادا کرتا۔ لیکن سلطان کو شاہی خاندان کی مستورات کو ستانا۔ اور عورتوں کو اپنی فتوحات کا موجب بنانا اسلامی ننگ و ناموس کے خلاف اور اپنی سچی بہادرانہ شرافت کی منافی دکھاد یتا تھا۔ اس لیے ان شاہی قیدیوں کو معہ انکے متعلقین کے عزت و حرمت کے ساتھ انطاکیہ کو روانہ کردیا۔

فتح دربساک

سلطان یہاں سے فارغ ہو کر ماہ رجب کو دربساک پہونچا۔ یہاں فرنگیوں کا میگزین وغیرہ اڑی وقتوں کے لیے جمع رہتا تھا۔ اس لیے اُس کی فتح ضروری تھی۔ سلطان نے محاصرہ کیا اور دور فر کی سخت لڑائی کے بعد مدد سے مایوس ہو کر بشرط امان قلعہ حوالے سُلطان کیا گیا۔

فتح بغراس

اس کے بعد سلطان نے قلعہ بغراس کی فتح کا ارادہ کیا۔ امرائے لشکر میں اختلاف رائے ہو گیا بعض کہتے تھے کہ چونکہ یہ عالیشان قلعہ انطاکیہ کے قریب ہے اس لیے ہمیں انطاکیہ کی فوج کے روکنے اور ناکہ بندی کرنے کے لیے بہت سی فوج درکار ہوگی باقی قلیل فوج سے اس عالی شان قلعہ کا محاصرہ نہیں ہوسکیگا۔ دیندار سلطان نے استخارہ کیا بشارت فتح کا اشارہ ہوا اسلیے شیر دل سلطان نے اپنی فوج کا حصہ کثیر انطاکیہ کے مقابل مقرر کیا جن بہادروں نے صرف فوج انطاکیہ کو ہی نرد کا بلکہ علاقہ انطاکیہ او مضافات میں شوکت سلطانی اور شمشیر اسلامی کا سکہ بٹھلا دیا۔ بہادر سلطان نے عون آلہی پر بھروسہ کرکے قلیل فوج کے ساتھ اس ناممکن الفتح قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اگرچہ آمد فوج کی جمعیت بہت ہی تھوڑی تھی مگر انکا کمانیر وہ جوانمرد تھا کہ جسکی مجاہدانہ نگاہ میں ہر ایک مشکل آسان تھی قلت فوج کا معاوضہ اس کی الوالعزمی کردیتی تھی۔ قلعہ شکن کلیں لگائی گئیں مگر قلعہ سقدر اونچا تھا کہ کوئی نشانہ قلعہ تک پہونچ سکتا تھا۔ بظاہر فتح محالات سے دکھائی دیتی تھی مسلمانوں نے آس پاس کے اونچے پہاڑوں پر مورچے قائم کرلیے مگر وہاں پانی کی کمیابی سے نمونہ حشر نے لگا الوالعزم سلطان نے نیچے سے پانی اوپر پہونچا کر کئی حوض بھروا دیئے اور

اور دلیرانہ مقابلہ کیا فوج سلطانی نے حملات متواترہ سے قافیہ تنگ کردیا مگر گئی رات دن کی بارش نے حملہ آورون کی تدابیر پر پانی پھیر دیا لیکن جون ہی بارش تھمی اور ہاتھ پاؤن کھلے مسلمان لگاتار حملون سے عیسائیون کو دباتے لئے مارتے فصیل قلعہ تک پہنچ گئے اور سرنگین لگا کر دیوار گرادی عیسائیون نے بشرط امان قلعہ دینے کی درخواست کی جسکی منظوری ہوئی عیسائی توصور کو چلے گئے اور قلعہ پر نصف ذیقعدہ کو اسلامی تسلط ہوگیا اور فتح کوکب سے تمام اسلامی فتوحات کا سلسلہ ملگیا اور غزہ ص سے لیکر حجاز تک .... اور کرک سے شوبک تک تمام رستہ کہل گیا۔ اور صور کے سوا علاقہ ساحل بیروت تک اور انطاکیہ کے تمام قلعے بلکہ سرحدی قلعہ جبلہ اور لاذقیہ بہی بلاد لاون تک اسلامی تصرف مین آگئے۔ طرابلس کی تسخیر کی تجویز مدت سے پیش نظر تہی جسکو قہر سلطانی سے بچانیوالا شام مین کوئی نظر نہ آتا تہا۔

ان فتوحات سے فارغ ہوکر سلطان معہ ملک العادل عید اضحی تک بیت المقدس رہا اور فیض روحانی اور تجلیات رحمانی حاصل کرتا رہا بعد ازان عسقلان گیا اور انتظام ملکی مین مصروف رہا اور ملک عادل کو معہ شاہزادہ عزیز عثمان مصر کو روانہ کیا اور خود عکا کو چلا گیا۔ سرحدی حفاظت اور فوج کی نئی بہرتی اور سامان کی درستی اور عکا کے مستحکم عمارات کی تعمیر کراتا رہا اور دمشق پہونچکر رعایا کی امن وامان اور تبدیلی حکام اور ملکی انتظام اور جنگی اہتمام مین توڑ کوشش کرتا رہا۔ سلطان عکا سے دمشق پہونچا جہان بغداد کے سفیر کی واپسی ہوئی بیش قیمت اور تحائف اور عیسائی قیدیون کے علاوہ عیسائی بادشاہ کا تاج اور صلیب اعظم بہی تہی جو صخرہ مقدسہ کی ہوئی تہی سو ربیع الاول ۵۸۵ھ کو سلطان نے شقیف ارنوم کو فتح کیا سلطان نے اس ایک سال پہلے گوئی عیسائی بادشاہ کو جو جنگ حطین واقع طبریہ کے وقت سے قید تہا اس کی حالت پر رحم کرکے کہا تہا کہ تمکو ایکسال بعد چھوڑ دیا جائیگا اب بقول الکریم اذا وعد وفی سلطان نے گوئی کو اس شرط اور انجیل مقدس پر قسم دیکر چھوڑ دیا کہ وہ کبہی سلطان کے برخلاف تلوار نہ اٹہائے گا۔ گوئی نے انجیل کی حرمت اور اپنے وعدہ کی عزت جو کی وہ آئندہ معلوم ہوجائے گی۔ عیسائیون کی بدعہدی اور وعدہ شکنی کا تجربہ سلطان کو بارہا ہوچکا ہوا تہا۔ اور جانتا تہا کہ عیسائی عہد کوئی شے نہین لیکن سلطان جو لفظ زبان سے نکال چکا تہا اسکو واپس نہین لے سکتا تہا۔ وہ اپنی غلطی کی سزا بہگتنے کے لیے تیار تہا۔ مگر وعدہ خلافی کا الزام اپنے مبارک نام اور سچے اسلام پر نہین لا سکتا تہا۔

مورخین کا اعتراض ہے کہ سلطان نے جو مقامات مفتوحہ کے عیسائیون کو جان و مال سے امان دیکر چھوڑ دیا اور سب کے سب صور مین جمع ہوتے رہے اور یہان بڑے بڑے بہادر سپاہیون رہا شدہ اور شکست یافتہ جمعیت فراہم ہوتی رہی اس امر مین سلطان نے غلطی کہائی جسکی سزا اسکو آئندہ بہگتنی پڑی کہ یہ تمام

ان تمام فتوحات مین امیر عزالدین علوی حسینی امیر مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفاً ثواب جہاد کے لیے سلطان کے ہمراہ رہا جسکے صلاح و مشورہ کی سلطان نہایت عزت کرتا اور اسکو تبرکاً ہر ایک جنگ مین ساتھ رکھتا۔ سلطان کی کامیابیون کا یہہ بہی ایک راز تہا کہ اپنے عہد کی متبرک صلحا صوفیا۔ علما کو شریک جہاد رکہتا تہا۔

کرک

جب سلطان انطاکیہ کے علاقہ کو فتح کر رہا تہا اُس کے بہادر بہائی ملک العادل نے قلعہ کرک کے طویل محاصرہ کے بعد قلعہ والون کو تنگ کر دیا۔ گودام کے ذخیرے ختم ہو گئے بے زبان چارپایون پر ہاتہہ صاف کیا گیا۔ جب چارپاؤن نے جواب دیا اور کچہ کہانے کو نرہا تو بشرط امان قلعہ دیدیا اُس پاس کے قلعہ شوبک مسلع وغیرہ بہی فتح کیئے اور کرک سے جو ہمیشہ مسلمانون کو خوف رہتا تہا وہ دور ہو گیا۔

قلعہ صفد

سلطان دمشق مین یکم رمضان کو پہنچا اور فوج کو رخصت دیکر گہرون کو بہیجدیا اگرچہ ماہ رمضان قدرتی آرام کا سامان تہا۔ مگر سلطان جو وقت کی قدر جانتا تہا کہنے لگا کہ زندگی کا اعتبار نہین موت سر پہ کہڑی ہے اب عیسائیون کے ہاتہہ مین قلعہ صفد اور کوکب رہ گئے ہین۔ یہ قلعے عین اسلامی ممالک کے درمیان ہین جبتک یہ کانٹا نہ نکلے خطرات شدید کا سامنا رہیگا اس لیے سلطان نے نصف رمضان کو دمشق سے چلکر صفد کو جا گہیرا اور متواتر حملون سے قلعہ والون کو تنگ کر دیا اور امان دیکر قلعہ لے لیا۔ قلعہ صفد کی محاصرہ کے ایام مین معمولی منچلے جانباز عیسائیون کی ایک فوج صفد کی امداد کو آرہی تہی جو رات کو چلتی اور دن کو چہپتی۔ ایک دن ایک مسلمان شکار کہیلتا ہوا جنگل مین پہر رہا تہا کہ ایک مشتبہ شخص نظر پڑا۔ اصرار و اضرار سے اوس شخص نے اپنے ساتہیون کا پتہ دیدیا جسکو قید کر کے اسلامی کیمپ مین لایا گیا۔ اور چند سوار قیدی کی ہمراہ بہیجکر مخبری دیکر سب کو قید کر لیا جسمین دو مشہور بہادر عیسائی سردار تہے چونکہ قومی مجرم تہے قتل کا حکم دیا گیا جسکے سنتے ہی ایک عیسائی سردار نے کہا کہ سلطان کی مبارک شکل دیکہہ کر مجہ کو یقین ہو گیا تہا کہ اب کسی قسم کی تکلیف نہین پہنچیگی اور ہمسے مجرمون کی جان بخشی کچہ مشکل نہ ہوگی عالی ہمت فیاض سلطان نے یہ کلمہ سنتے ہی فوراً رہا کر دیا۔

فتح کوکب

یہ قلعہ بلندی مین سچ مچ کوکب ہی تہا۔ سلطان نے قلعہ والون کو قلعہ تسلیم کرنیکا پیغام دیا مگر مسترد کیا گیا

جسکی فتح کے بغیر صور کے رستہ کا قابو مین رکہنا مشکل تہا یہ مضبوط قلعہ ایسا موقعہ پر واقع تہا کہ یہین سے رسد وغیرہ
کو آسانی گذرنے نہین دیتا تہا۔ والی قلعہ ارناط مدبر چالباز تہا سلطان کے پاس حاضر ہوا اور دوستانہ
لہجہ اور مطیعانہ الفاظ مین کہا کہ مین قلعہ سپرد کر دیتا مگر میرے عیال و اطفال صور مین موجود ہے اگر مجہے والی
صور نے سن لیا تو میرے خاندان کی خیر نہین ہوگی اسلیے اتنی مہلت دین کہ لواحقین کو بخیریت نکال سکون پہر
قلعہ سپرد کرکے حضور کی حلقہ بگوشی کو اپنا فخر سمجہون گا۔ صاف دل سلطان نے اُسکی بات کو صحیح مان کر اخیر ماہ جمادی
الآخر تک مہلت دی اور اختتام میعاد تک مرج عیون مین پڑا رہا۔ اگرچہ شیران بہادر نے صاف صاف
کہدیا کہ والی شقیف کا مطلب ہے کہ صور والون کا اجتماع کامل ہو اور وہ حملہ کے قابل ہو سکین اور پہر یہ ارناط
بہی کہلم کہلا مخالفانہ چال چل سکے۔ مگر سلطان غدار بن کر عقبی کی سخت بازپرس کی ذمہ داری اٹہا نہین سکتا
تہا۔ اس مشورہ پر کاربند نہ ہوا اور جب میعاد مقررہ مین صرف تین دن رہ گئے تو شقیف ارنوم کے قریب
جا اوترا۔ ارناط حاضر ہوا۔ اور قلعہ دینے سے انکار کیا جو قید کرکے دمشق بہیجا گیا۔ مگر اس عقلمند قوم کے
خیرخواہ نے قلعہ بچا لیا کیونکہ سلطان نے جب قلعہ پر زور ڈالا تو اُسی وقت صور کے عیسائیون کی نسبت
خبر پہنچی کہ وہ لڑائی کے لیے تیار ہو کر نکلے ہین اور ایک سلطانی کیمپ کے پاس ہی ٹہر گئے ہین جسکا ذکر آگے کیا جائیگا
سلطان کے لیے یہ وقت سخت نازک تہا کہ ایک طرف والی انطاکیہ کی میعاد صلح قریب الاختتام تہی دوسرے یورپ
سے فوجون کے لگاتار پہنچنے کی خبرین بہی آ رہی تہین اسی بل پر صور والے نکلے تہے اور گوئی بادشاہ جسکو بہی
سلطان نے انجیل پر قسم دلاکر رہا کیا تہا۔ کہ کبہی وہ سلطان کے مقابل نہ ہوگا معظم پادری کی رکیک تاویل
سے تمام عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہکر سلطان کے سامنے دم ٹہونک کر کہڑا ہوگیا اول تو سلطان
کو گوئی کی بدعہدی پر یقین نہ ہوا اسا رہوا تو چندان مضر خیال نہ کیا مگر جبکہ وہ دس ہزار عیسائی لیکر مجاہدین
یورپ کے استقبال اور اپنی عزت کے حصول کے لیے عکا لینے چلا تو سلطان کو بہی تردد ہوا۔

عیسائی دنیا اور سلطان کا مقابلہ

حطین (طبریہ) کی شکست اور گوئی شاہ یوروشلم اور دیگر مشہور اور بہادر سرداران کی قید اور قتل سے تمام
شام کے عیسائیون کی امیدین منقطع ہوگئی تہین۔ اور یورپ کے آگے بلبلانے لگے تہے مگر فتح بیت المقدس کے وقت
سے کئی ایک آتش زبان پادری راہب یورپ کو دوڑ گئے تہے۔ سب سے زیادہ زبردست واعظ ولیم آرچ بشپ
آف ٹائر تہا۔ گو اسوقت یورپ مین خانگی فساد تہے اور فرانس و انگلستان جہری کٹاری ہو رہا تہا۔ مگر بیت
المقدس کی جانگداز خبر نے انکی تمام مصیبتون کو بہلا دیا۔ پوپ اربن ثالث اُسی غم و غصے سے مرگیا کیونکہ

فراہم شدہ عیسائی آیندہ حملہ آوران یورپ کی تقویت اور رہنمائی کا باعث ہوئے۔
مگر ہمارے خیال مین یہ اعتراض درست نہین۔ اگر عیسائی آزاد نہ کیے جاتے تو یا تو انکو مفتوحہ قلعون مین رہنے
دیا جاتا اور اطاعت کا حلف لیا جاتا لیکن یورپ کے حملہ کے وقت یہہ تمام عیسائی مار آستین بن کر سخت تکلیف کا
باعث ہوتے۔ دوسری صورت مین سبکو قتل کیا جاتا۔ اور سطرح سے اس موذی مادہ سے ملک شام کو صاف
کیا جاتا اور صورمین جمع نہ ہونے دیتا۔ مگر یہ رائے بہی اسلامی اصول کے خلاف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صحابہ کرام کی تقلید حقہ کے برخلاف تہی۔ ایک سچا مجاہد اور متشرع سلطان جسنے اپنی جان و مال کو محض حمایت
اسلام کے لیے وقف کر دیا ہو۔ اور کوئی کلام اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف نہ کرتا ہو۔ اور خلاہ۔ ملاء حضر
سفر مین شریعت محمدی کا پابند ہو۔ اُس سے اللہ تعالی کے حکم " فاما منا بعد واما فدا حتی تضع الحرب
اوزارھا" کے برخلاف کس طرح عمل ہو سکتا تھا۔
قرآن کی تعمیل کے علاوہ مظالم جہان سوز اور سفاک اور خونریز کا ذلیل خطاب لیکر ہمیشہ کے لیے لعن طعن عوام
کا مورد بننا نہین چاہتا تہا۔ زمانہ گذر گیا۔ لیکن یہی اوصاف جلیلہ ہین کہ جن کے رو سے صلاح الدین مخالفین
سے بہی تعریفین حاصل کر رہا ہے اس مذہبی اسلامی انقیاد اور رحم طبعی کے علاوہ سلطان کی یہ کارروائی تدبر ملکی
کے خیال سے بہی اعلی پایہ رکہتی تہی سلطان چاہتا تہا کہ یورپ والے بیت المقدس کے لیے ترغ من مین سے
کوئی کوشش اُٹھا نہین رکہین گے اور نتیجہ خدا کو معلوم تہا۔ پس وہ چاہتا تہا کہ جسقدر ہو سکے جلد عیسائیون کو
عیسائی شہرون سے اور قلعون سے نکال اور ہانک کر ایک طرف کر دے تا کہ شام کے عیسائی اور انکی جنگی منفعت
حملہ یورپ کے وقت بغلی گہونسہ کا کام نہ دین۔
اور نیز اولوالعزم سلطان یورپ کی فوجون کے آنے سے پیشتر فتح کا ڈنکا بجانا چاہتا تہا۔ سلطان کی اس
تدبیر نے اپنا فائدہ اُٹھا لیا کہ حملہ یورپ کے وقت عیسائیون کو خشکی کی طرف سے ایک تنکا بہی نہ ملتا تہا۔ اور نہ
کہین قدم ٹکانے کو کوئی جگہہ تہی جس سے سلطان کی بیدار مغزی اور تدبیر ملکی سے انکار نہین ہو سکتا
اگر سلطان عیسائیون کو امان نہ دیتا صرف تلوار ہی دکہاتا تا اسقدر جلدی یہ تمام مضبوط قلعے فتح ہو کر دشمنون
سے صاف نہ ہو سکتے۔ اور نہ فلسطین کی فتح کامل کا سہرا سر پہ باندہ سکتا۔
پس مورخین کا اعتراض شرعاً و عقلاً درست نہین ہے۔

شقیف ارنوم

سلطان صور کی چڑہائی سے پہلے ۳ ربیع الاول ۵۸۵ھ مطابق ۱۱۹۱ء کو قلعہ شقیف ارنوم کی تسخیر کو روانہ ہوا

کی تقریرون کے بعد مقدس ولیم آف ٹائر کے ہاتھ سے شہنشاہ اسکے بیٹے ڈیوک آف سوابیا۔ لیوپولڈ ڈیوک آف اسٹریا۔ برتھولڈ ڈیوک آف بریویا۔ ڈیوک آف بیڈن۔ کونٹ آف نسو۔ وغیرہ نے صلیبین حاصل کین اور بیت المقدس چھوڑانے کی قسمین کہائین۔ تمام گرجاؤن مین جنگ کا وعظ کیا گیا۔ اور عوام کو بھڑکانے کے لیے زور شور سے معجزات کا بیان کیا گیا جسکا اسقدر اثر ہوا کہ عوام کے جوش کے ٹھنڈا کرنے کے واسطے تدبیرین کرنی پڑین فریڈرک جو دوسری کروسیڈ مین اپنے چچا کانرڈ کے ساتھ کیا گیا تھا وہ ان مصیبتون سے واقف تھا جو رسد کی کمی اور مجاہدین کے سبب برداشت کرنی پڑی تھیں اس لیے شرط لگائی گئی کہ جو تین مارک کا سکہ چاندی کے اپنے ساتھ لیجا سکین وہی شامل ہو سکین اس سے خزانے شاہی پر بھی بوجھ کم پڑا اور آوارہ گرد شخص رہ گئے۔

فریڈرک نے روانگی سے پہلے صلاح الدین کو لکھا کہ ہمنے سنا ہے کہ آپ نے ارض مقدس کو ناپاک کردیا ہے جو ایک مجرمانہ دلیری ہے ہم چونکہ فلسطین کے محافظ اور شاہنشاہ ہین آپ کو بارہ ماہ کی میعاد دیتے ہین کہ اس عرصہ مین ارض مقدس کو چھوڑ دو ورنہ فلسطین کی پاک زمین کو بزور شمشیر چھوڑایا جائیگا۔ یورپ کے فلان فلان بادشاہ امرا وغیرہ اس کام مین معاون ہین سلطان نے بھی ہر ایک فقرہ کا ... کی تبر... جواب دیا اور لکھا کہ اگر عیسائی خیریت چاہتے ہین تو دو چار شہر جو انکے قبضہ مین ہین انکو بھی چھوڑ کر چلے جائین ورنہ وہ بھی اسیطرح بزور شمشیر فتح کیے جائین گے۔ فریڈرک ایک لاکھ منتخب فوج لے کر روانہ ہوا۔ اور ہنگری اور بلگیریا کو عبور کرکے آئزک انگلسلین شاہ قسطنطنیہ کے علاقہ مین داخل ہوا جس نے صلاح الدین کے عہد و پیمان یا حملہ آورون کی کامیابی سے ڈر کر فریڈرک سے خفیف سا مقابلہ کیا یہان سے گذر کر قونیہ کے ترکون سے مقابلہ ہوا۔ مگر وہ برابر بڑھتا گیا۔ دریائے سلف سے عبور کرتے ... وقت غوطے کہاتا ہوا نیم جان دریا سے نکالا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد یروشیلم کی طرف منہ کر کے ... حسرت و یاس کے ساتھ جان بحق ہوا۔ فوج نے سخت ماتم کیا۔ فوج کی کمان اسکے بیٹے فریڈرک ... نے ہاتھ مین لی مگر بھوک اور بیماری سے صرف فوج کا بیسوان حصہ رہ گیا جو تھکا ہوا تھا۔ یہہ آسمانی امداد اور الٰہی نصرت جسکا نظارہ "أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ . أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ" مین دکھا کر مغرورون کو عبرت آمیز سبق دیا گیا ہے۔

سلطان اور اعلان جہاد

سلطان کو جب یورپ کے بادشاہون کی حرکت اور عیسائیون کی آمد آمد اور گوئی شاہ یروشیلم کی بغاوت اور

بیت المقدس کی خبر فوتا ہی یورپ خصوصاً پوپ کو پہونچ چکی ہوگی۔ پادری اس قسم کی تصویرین جا بجا لیے پہرتے تہے کہ جنمین حضرت مسیح کی قبر کو گہوڑون کے سم روندرہے تہے ایک تصویر بنائی گئی تہی جسکے چہرے مبارک سے خون جاری تہا اور ایک عربی شخص ماررہا تہا۔ اور جوشیلے آوازمین باواز بلند بازارون کوچون مجلسون مذہبی مجموعون مین کہاجاتا تہا کہ یہہ عربی مسلمانون کا محمد ہے (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جسنے ہمارے مسیح علیہ السلام کو مارکر لہولہان کردیاہے علاوہ اسکے یروشلم کے بادشاہ عیسائی نائٹون اور خداوند کی کنواری عورتون کے درد ناک گیت سناکر یورپ کے عوام کے جوش کو جنون تک پہونچادیا۔ علاوہ اسکے کئی ایک بیہودہ اور بغو قصے اور فسانے مشہور کیے گئے مثلاً جب صلاح الدین بیت المقدس مین داخل ہوا۔ چاند زمین پر گرا اور عیسائی دیویون کی تصویرون سے خون کے آنسو بہنکلے ان تحریک دینے والی باتون کا اثر مردون تک ہی محدود نرہا بلکہ عورتون نے بہی کافی حصہ لیا۔ بیوہ عورتون تک نے اپنے گہربار بیچکر اکلوتے بیٹون کو بڑی خوشی سے روانہ کیا۔ اور زیور اور ملبوسات تک دیدیے پادری ولیم نے اپنی دہوادہار اور دلون کو ہلادینے والی تقریرون سے فرانس اور انگلستان کی لڑائی کو موقوف کرادیا اور ہنری شاہ انگلستان اور فلپ آگسٹس شاہ فرانس جیسے جانی دشمنون کو گلے ملادیا۔ اور صلیب بردار بنالیا اُنکے سوا ہنری کے بیٹے رچرڈو کونٹ آف برکنڈی وغیرہ معززسردارون اور شہیون نے صلیب اٹہالی اور ارض مقدس کے چہوڑانے کی قسم کہائی اس مقدس مہم کے لیے روپیہ کی جو ضرورت تہی وہ عشر صلاح الدین (ٹیکس صلاح الدین) لگاکر وصول کیا گیا جس سے صلاح الدین کا خوف وہیبت جو یورپ کے دلون پر چہارہا تہا بخوبی ظاہر ہوتا ہے اور صلاح الدین کی فاتحانہ ناموری اور بہادرانہ شہرت اور شمشیر بران کی دہشت کا جو اثر عیسائی دنیا کے دلون پر بیٹہہ گیا تہا وہ اس عشر صلاح الدین سے ہمیشہ کے لیے تاریخ کے صفحون پر ثبت رہیگا۔ مگر اس مہم کی روانگی مین اس سے توقف ہوگیا کہ فرانس اور انگلستان مین پہر جنگ ہوگئی اور خود ہنری اور رچرڈو باپ بیٹون مین ہمقدر بگاڑ ہوگیا کہ ہنری رچرڈ کو کوستا ہوا مرگیا۔ اور رچرڈ و نے تخت پر بیٹہہ کر بیت المقدس چہوڑانے کے لیے تیاری کی۔

ولیم فرانس سے جرمن پہونچا اسوقت جرمن کا شہنشاہ فریڈرک باربروسہ تہا وہ ایک بہادر اور ناموری شاہنشاہ اور چالیس لڑائیون مین شامل ہوکر شجاعت وبسالت کا تمغہ پاچکا تہا۔ اُسکا ظاہری جلال اور دنیوی کمال مشہور خاص وعام تہا اگرچہ بوڑہا تہا۔ لیکن ہمعصر سلاطین مین ناموری اور مذہبی شہرت حاصل کرنے کا کم شائق نہ تہا جرمن مین عام اشتہار دیاگیا۔ اور ہر ایک ممکن الوقوع تحریک سے مذہبی جوش ابہار اگیا۔ اور ایک عام جلسہ مین جملہ والیان ممالک اور امرا ومذہبی پیشوا حاضر ہوئے اور ترغیب جہاد

جائیگا۔ توحید کی جگہہ تثلیث اور اسلام کی جگہہ عیسویت کا دور ہو جائیگا۔ عیسائی سلطنت ہوئی نہین کہ سبب
اسلام کے کمزور کرنے کا ذہنی اور عملی جال پہیلا نہین۔ پس ہر صورت مین یورپ کی چڑہائی اسلام کے انہدام
کے لیے ہے پس یہہ ایسا نازک وقت ہے کہ مخالفین کے مقابلہ مین ہر ایک مسلمان کو ہتہیار اٹہانے فرض
مین اور تعمیل حکم الہی "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" اس جہاد مین فوراً بلا تامل شامل ہوکر ثواب دارین حاصل
کرنا چاہیے اور سعادت کونین حاصل کر کے ملک و مذہب کو مخالفون کے دست برد سے بچاؤ۔ جہاد ایک ایسی تجارت
ہے کہ جسمین ہر طرح سے نفع ہی نفع ہے۔ مرکر تو شہید جسکے صلہ مین "اَلشَّهِيْدُ يوضع على راسه تاج
الوقار" کا معزز تاج پہن کر ابدی زندگی اور دوامی بقا پائین گے اور سچے اور مضبوط فرمان الہی "وَلَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ" کے مطابق حیات جاوید اور
رضائے مولا کی نوید پائین گے۔ اور بغیر شہادت ان درجات علیہ کا حصول محال ہے۔ ایسے قومی جان نثار
کا نام ہمیشہ آسمان صداقت پر چمکتا رہے گا۔ اگر زندہ رہے تو غازی مذہب کے حامی قوم کے خادم ملک
کے محافظ قرآن و حدیث کے عامل مسلمان کامل کہلائے۔ بصورت فتح لاکہون انسان کفر و شرک سے
نجات پانے کا موقعہ پائینگے معبود حقیقی وحدہ لاشریک لہ کی خالص عبادت بجالانے کے لیے حقیقی آزادی حاصل
کرین گے یہہ ہی وہ تجارت ہے کہ جسکی طرف "هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
اَلِيْمٍ" مین اشارہ کیا گیا ہے۔ عیسائی دنیا نہایت جوش سے بہری ہے اور مسلمانون کو فلسطین
سے نکالنے کے لیے قسمین بادشاہون نے اٹہائی ہین اور اجتماع کثیر کر لیا ہے یہہ وہ حالت ہے کہ جسمین ہر
مسلمان کو مالی جانی لسانی امداد جو ممکن ہو سکے کرنی ضروری ہے جو ایسے قومی مشکل کے وقت پہلو تہی کرے
وہ بفحوائے "من مات ولم یحدث فمات منافق" کے درجہ مین گرتا ہے ایمان باللہ کے
بعد کوئی عمل۔ قوم۔ ملک۔ مذہب کے حفاظت سے بڑہ کر نہین اور ایسی دفاعی جنگ کا
نام جہاد ہے۔ جو افضل الاعمال الایمان باللہ والجہاد فی سبیل اللہ کے مطابق
فضیلت تام رکہتا ہے۔

اگرچہ عیسائی جوش کی کوئی انتہا نہین۔ لیکن تم ان بہادرون کے سپوت ہو جنہونے جنگ یرموک
مجاہدین مین دسوین حصہ فوج کے ساتہہ عیسائیون کی تربیت یافتہ اور کامل مسلح لشکر کے دہوین بکہیر کر زبردست
شاہنشاہ ہرقل بہزار حسرت و یاس ؎

شام و مسلم لازم و ملزوم شد — این فراق از دست ما معدوم شد

صور والون کی تیاری مقابلہ کی خبر پہنچی تو آپ نے اعلان جہاد دیدیا اور بکثرت خطوط مختلف امرا و مشائخ علما کے نام روانہ کیے جنکا مطلب قریب قریب ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین آمنوا ہل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۔ تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔ اے حامیان اسلام و ای عاشقان سید المرسلین آپ جانتے ہین کہ کفار فرنگ نے ۴۹۱ھ مین بیت المقدس غصب کر لیا۔ اور خدا کے اس مقدس مکان کو بتخانہ بنا دیا۔ صخرہ مبارک کو ناپاک کر دیا۔ مسجد عمر رضی اللہ عنہ کو گرجہ بنا لیا۔ صحابہ کرام کا نشان نقش مٹا دیا۔ ایک خدا کی جگہہ تین کی پرستش ہونے لگی اور کفر اور بدعت ترقی پانے لگا۔ اسلام کو جلا وطن کیا گیا۔ توحید کا نام تک اڑ گیا۔ یہہ وہی مکان تہا جہان ستر ہزار بے گناہ مسلمان بہیڑ دنبون کی طرح ذبح کیے گئے مسلمان ضعف ایمان اور تفرقہ اور کمزوری کے سبب سے کچہہ نہ کر سکے بارے اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانون کی ایمانی طاقت کو از سر نو مضبوط اور اسلامی زنجیر کی مختلف کڑیونکو باہم مربوط کیا۔ اور نور ایمان سے کفار کی چالون کو سمجہنے اور تدبیر فرنگ کے روکنے کے قابل ہوئے "واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" کی مفید اور مستحکم فلاسفی پر عمل کرکے اتحاد اور اخوت کی حبل المتین کو مضبوط پکڑ لیا اور بہ تعمیل "واخرجوہم من حیث اخرجوکم" بیت المقدس کو اکیانوے سال کے بعد دو جہاد دیگر اور جانون پر کہیل کر کفر و شرک سے پاک کیا۔ جہان پر تصویرین اور رکہے تہے اب وہان اللہ کی پاک کلام مجید کی تلاوت اور وحدہ لاشریک کی عبادت ہوتی ہے۔ اب پہر کفار فرنگ اس پاک خانہ خدا کے چہیننے کے لیے آرہے ہین اور طاقت سے بڑہ کر حوصلہ دکہا رہے ہین۔

استیصال اسلام کے لیے قسمین اٹہائی ہین اسکے لیے قیصر اور شاہ سے گدا تک مذہبی جوش سے دیوانہ ہو رہا ہے اور مسلمانون کو شام سے نکالنے اور انکے قتل و غارت کے لیے یورپ کا سمندر جوش مار رہا ہے۔

یہہ نہ خیال کرین کہ صرف ملک و دولت ہی چہین جائیگا۔ بلکہ ملکی زوال کے ساتہہ ہی اسلام غریب الوطن بن جائیگا

۵ پ ۲۸ سورہ صف ترجمہ اے ایمان والو کیا مین تمکو ایسی تجارت بتاؤن جو تمہین دنیوی مصیبتون سے نجات دلائے وہ تجارت یہ ہے کہ رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ مین اپنا مال اور جان کو خرچ کرنے سے یہہ تمہارے لیے بہلائی ہے اگر تم سمجہو ۔ اطاعت کرو اللہ اور رسول اور انہین سے امیر کی تابعداری کرو ۔ اور انکو نکالو جہان سے انہون نے تم کو نکالا ۔

ردیا عیسائی یہ خیال کرکے کہین پیچھے ہٹ گئے مگر جب معلوم ہوا کہ حملہ آورون کے پیچھے کوئی مدد اور گھات نہین اور اسلامی
فوج سے جدا ہو گئے ہین دل جمعی سے حملہ آور ہوئے اور سخت لڑائی کے بعد مسلمان بہ تعداد کثیر شہید کیے گئے
جنمین بڑے بڑے نامور امرا اور علما شامل تھے اس واقعہ ہولناک سے صلاح الدین اور تمام مسلمانون کو سخت
رنج ہوا یہ لڑائی ۹ رجمادی الاول کو ہوئی تھی۔ سلطان یہ حالت سنکر ہمراہی فوج کے ساتھ عیسایون پر
ایسے وقت مین جا پڑا کہ وہ پل عبور کر رہے تھے کچھ دریا مین ڈوب گئے اور کچھ مارے گئے باقی صور چلے گئے اور
سلطان براہ تبنین عکا گیا جسکی دیکھ بھال کے بعد کیمپ کو واپس آیا یہان پتہ لگا کہ صور کے عیسائی اسلامی ممالک
پر تاخت و تاراج کرنے کو نکلے ہین سلطان نے جنگل مین گھات لگا دی اور تھوڑی سی فوج کو عیسایون پر حملہ
کرنے کا حکم دیا اور سمجھا دیا کہ شکست کی صورت دکھا کر مخالف کو کمین تک لے آئین۔ لیکن مقابلہ کیوقت مسلمان
شہسوارون نے بھگیل نام رکھا ناپسند کیا۔ اور ثابت قدمی سے مقابلہ شروع کیا۔ لڑائی کے طول کھینچا۔ گھات والے
انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور بتردد ہو کر گھات سے نکل پڑے ان مین چار امیر قبائل ربیعہ اور طی مین سے تھے اور
اس علاقہ سے ناواقف تھے جنگل مین رستہ بھول گئے جنکو عیسایون نے جنگل ہی مین کاٹ ڈالا۔ مگر
صلاح الدین کا ایک غلام ساتھ تھا گھوڑے سے اتر کر ایک چٹان پر بیٹھ گیا اور تیر و کمان پکڑ لیا۔ اور بہتون
کو موت کا نشانہ بنایا۔ اور اکثر مجروح ہوئے۔ مگر وہ بھی تیرون سے چھد کر چھلنی ہو گیا۔ اور بیہوش ہو کر گرا۔
عیسائی مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ دوسرے روز وہان مسلمان پہنچے مگر زندگی سے مایوس دیکھ کر وہین چھوڑ گئے جب
پھر لوٹ کر آئے تو وہ غلام کچھ طاقت پا کر ہوش مین تھا۔ جو علاج سے صحت یاب ہو گیا۔ اور بعد کے جنگون
مین شامل ہو کر کارہائے نمایان کا باعث ہوا۔

صُور کے عیسایون کی حرکت

صور کے عیسائی یورپ کے مجاہدین کی آمد آمد کی خبر سنکر ۸ رجب ۵۸۵ھ ہجری کو صور سے نکلے اور کثرت فوج سے
بجوش دریا بلز یدروھم کا نقشہ دکھا دیا علاوہ اُس تمام ساز و سامان مال و دولت کے جو پہلے ہی انکے پاس موجود تھا
سمندر کی طرف سے انکو ہر ایک قسم کی مدد پہونچتی تھی اسی امید پر وہ ساحل سمندر کو نہین چھوڑتے تھے۔
جب سلطان صلاح الدین نے سنا کہ صور سے عیسائی عکا کو جا رہے ہین وہ بھی چلا اور امرا سے مشورہ کیا کہ تمہاری
کیا رائے ہے دشمن جس راستہ سے جا رہا ہے اسی رستہ چل کر مقابلہ کیا جائے یا دوسرے رستہ سے نکلکر انکو عکا پہنچنے
سے پہلے ہی غازیون کی شمشیر خارا شگاف کا طعمہ بنایا جائے اور صلاح الدین دوسری رائے کو پسند کرتا
تھا۔ لیکن امرائے لشکر نے کہا کہ جس رستہ آپ فوج لیجانا چاہتے ہین وہ تنگ پہاڑی راستہ

اقرار کرالیا تہا۔ اب بہی وہی عیسائی اثر دھام ہے وہی اسلامی مطلوب ہی عیسائی مرغوب ہی زمین و آسمان ہی
صلیب و قرآن ہے اب فیصلہ جو تمہاری تلواروں کے ہاتہہ ہے ان نامور مقدس فاتحین شام کی روحین جنہون
نے اپنی عزیز جانون پر کہیں کرتلیث کی جگہہ توحید کانشان گاڑا تہا آسمان پر سے دیکہہ رہی ہین کہ تم انکی تقلید
مین اسلامی جمعیت اور قومی خدمت کاکسطرح حق ادا کرتے ہو۔ پہر حق اسلام یہی ہے کہ اسوقت مقابلہ کفار
کے پیے تن بن ہو مین سے مدد کی جائے اور ایسے گروہ کی فتح یقینی ہے چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:
ومن يتول الله ورسوله والذين آمنوا فان حزب الله هم الغالبون ۔

عیسائی دنیا

جب سلطان صور کی فتح کے ارادہ پر نکلا تہا۔ اور رستہ مین شقیف ارنوم کے چالاک حاکم نے سلطان کے
کئی روز دوم جہانسون مین ضائع کر دیے اسوقت گوئی بادشاہ یورشلیم جسکو ابھی سلطان نے قسم دیکر رہا کیا تہا
کہ وہ کبہی سلطان کے مقابلہ پر ہتہیار نہین اٹہائے گا۔ مجاہدین یورپ کی آمد آمد کی خبر سنکراور عہد و پیمان
کو توڑکر دس ہزار کی جمعیت سے عکاکو بڑہا تاکہ یورپ سے آنیوالی فوجون کے ساتہہ شامل ہوسکے اور اپنی گئی
ہوئی عظمت کو حاصل کرسکے۔

نا امید ہو کر صور کے عیسائی بہی کامل ساز و سامان سے نکل کہڑے ہوئے سلطانی مکٹ نے جو صور کے مقابل
ٹہرا ہوا تہے اطلاع دی کہ عیسائی صور کا مشہور پل عبور کر گئے ہین اور صیدا کو جا رہے ہین سلطان نے بقول
جہانگیری توقف برنتابد۔ فوراً جریدہ طور سے چند جانباز بہادرون کو روانہ کر دیا۔ سلامی مکٹ نے
جوش تہور مین مقابلہ کر دیا اور رستہ روکنا چاہا۔ طرفین سے جماعت کثیر مقتول و مجروح ہوئے لیکن سلطان
زیادہ شہید ہوئے جنمین سے ایک صلاح الدین کا غلام تہا وہ شوق شہادت سے تن تنہا تلوار کہینچ کر عیسائی
صفون مین گہس گیا اور سیکڑون مار کر شہید ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس قلیل مگر جانبار اور
غیور فوج نے دشمن کی کثیر فوج کو واپس جانے پر مجبور کیا۔ اور صیدا کو بچا لیا۔

لڑائی کے بعد صلاح الدین بہی یلغار کرتا ہوا آپونچا اور ایک چہوٹے سے معمولی خیمہ مین اتر پڑا عیسائیون
کے لوٹنے کی انتظار کرنے لگا کہ سلمان شہدا کا انتقام لیکر دل ٹہنڈا کرے ایک دن اسی جگہہ عرب و عجم کی
مجاہدین (والنشیر) شوق غزا سے آپہنچے اور جیسا کہ ان لوگون مین افراط جوش سے بے احتیاطی ہوتی ہے بے
قاعدہ طورسے دشمن کے علاقہ مین گہس گئے اور سلطان کو پیچہے چہوڑ کر عیسائی لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ محتاط اور
دور اندیش سلطان نے چند امرا کو بہیجکر مجاہدین کو واپس کرنا چاہا۔ لیکن جوشیلے غازیون نے ایک نہ سنی اور حملہ

انتظام اور قلعہ کے مزید استحکام مین مصروف رہا۔ اور تازہ فوج شہر مین داخل کرکے بہادر اور جری افسر مقرر کردیے!

جنگ دوم

ششم شعبان کو مسلمان میدان مین نکلے اور بہادران اسلام عیسایون کو للکارتے اور لڑائی کے لیے پکارتے اور شرم دلاتے رہے لیکن عیسائی مورچون سے باہر نہ نکلے۔ جہان حملہ کرنا خلاف عقل تہا۔ اسی اثنا مین عربون کی ایک جماعت نے سنا کہ عیسائی دوسری طرف سے سامان رسد لا رہے ہین عربون نے گہات لگا کر تمام قافلہ کو تہ تیغ کیا۔ اور سر کاٹ کر صلاح الدین کے پاس بہیجدیے۔ جس نے عملی تحریک سے غازیون کے حوصلہ اور بڑہا دیے۔

عکا کا جنگ [۳]

۱۱یا ۱۲ شعبان تک مسلمان ہر روز عیسایون کو پیغام جنگ دیتے رہے اور تاخت و تاراج سے ستاتے رہے لیکن عیسایون نے اپنے مورچون سے سر نہ نکالا۔ آخر عیسایون نے مشورہ کیا کہ ابہی سلطان کی کچہ فوج انطاکیہ اور طرابلس کے مقابل پڑی ہے اور کچہ فوج حمص مین اور کچہ فوج جرمنی کے روکنے کے لیے سرحد پر کہڑی ہے اور نہ ابہی مصر سے فوج آئی ہے اور سلطان نے موجودہ فوج سے ہی ہم کو چنے چبا دیے ہین اگر مصر وغیرہ سے امدادی فوج پہونچ گئی تو سخت مشکل ہوگی اور چونکہ عیسایون کو ممالک یورپ سے امدادی فوجین آ پہونچی تہین اور نہایت مشہور بہادر سپہ سالار ان مین موجود تہے اس لیے انہون نے سلطان صلاح الدین سے اور اسلامی فوج کے پہونچنے سے پہلے ایک فیصلہ کن جنگ کی تجویز کو پاس کیا۔ اور ۱۱یا ۱۲ شعبان ۵۸۵ھ کی صبح کو جبکہ مسلمان نماز وغیرہ عبادت الٰہی مین مصروف تہے مور و ملخ کی طرح خندقون سے نکل کہڑے ہوئے کوئی بادشاہ کے آگے تخت پر ایک انجیل رکہی تہی جو اطلس کے کپڑے مین ڈہپی تہی اور چار آدمیون نے تخت انجیل کو اٹہایا ہوا تہا۔ مذہبی اشخاص نے پرجوش تقریرون سے عیسایون کو مسلمانون کا تشنہ خون بنا دیا تہا۔ عیسایون کو اپنی مضبوطی اور طاقت پر بقدر اعتماد تہا۔ کہ ایک عیسائی نے جوش مین آکر باواز بلند کہا۔ کہ خدا کو اسوقت خاموش ہو رہنا چاہیے "اور فتح ہماری ہے" اسلامی لشکر جو ہر وقت تیار و لیس رہتا تہا فوراً مقابلہ پر تیار ہوگیا اور سلطان نے فوج کی کمان تقی الدین ملک مظفر۔ ملک ظاہر۔ ظہیر الدین موصلی۔ قطب الدین والی حصین۔ حسام الدین عمر والی نابلس۔ ملک افضل اور سیف الدین علی ابن بحلی مجاہد الدین

سے مشکلات اور تکالیف کا سامنا ہوگا اسی سیدھے وسیع رستہ چلیں اور عکا پہونچ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے سلطان نے کہا کہ اگر عیسائی عکا پہونچ گئے تو ہر ایک مفید اور کارآمد موقعہ پر عیسائیون کا قبضہ ہو جائیگا اور عکا گھر جائیگا لیکن امرائے نے سلطان کی رائے سے مخالفت کی اور مجبوراً کثرت رائے پر فیصلہ کرنا پڑا۔ سلطان نے چند بہادر امراکو منتخب فوج کے ساتھ مقرر کردیا کہ رستہ مین جہان موقعہ ملے عیسایون پر حملہ کرین۔ اس قلیل فوج نے عیسایون کا دم ناک مین کردیا۔ اور عیسایون کو حوصلہ نہ ہوا کہ اس تھی بہر جماعت سے شمشیر بکف ہون اگر دور اندیش سلطان کی رائے پر عمل کیا جاتا تو صور کے عیسائی کبھی اسلامی فوج سے عہدہ برآ نہ ہوسکتے کیونکہ انکا سہارا صرف یورپ کی امداد پر تہا اور اس امید پر وہ عکا جارہے تہے۔ اگر صور کی جمعیت پراگندہ کی جاتی تو یورپ والے بہی بیشتر بے مہار کی طرح فلسطین مین قدم نہ دہرتے مگر سچ ہے "اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَمْرًا ھَیَّأَ اسبابہ"

بیت

قضا چون ز بالا فرو هشت پر ہمہ زیرکان کور گردند و کر

سلطان جب عکا پہونچا تو دیکہا عیسایون نے عکا جانے کے تمام راستے روک دیئے ہین۔ اور تمام ضروری اور مفید مقامات پر قبضہ جمالیا ہے۔ اس لیے سلطانی خیمہ تل کیسان پر لگایا گیا۔ اور فوج میمنہ تل عیاضیہ تک اور میسرہ نہر جاری تک پہیل گیا اور سامان رسد میگزین وغیرہ مقام صفوریہ مین اوتار دیا اور خطوط بطلب کمک اسلامی دیار مین بہیجدیے ہر ایک جگہہ سے امداد آپہونچی مسلمانون کو خشکی کیطرف سے اور عیسایون کو سمندر کی طرف سے امداد آتی تہی۔ کئی ایک چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوتی رہین۔ مگر سلطان عکا تک نہ پہنچ سکا۔ اور ماہ رجب گذر گیا۔ یکم شعبان ۵۸۵ھ کو نماز جمعہ کے بعد سلطان نے سخت حملہ کیا اور عیسایون کو ہلادیا رات تک جنگ ہوتی رہی۔ فریقین نے مسلح اور محتاط ہوکر رات بسر کی صبح ہوتے ہی مسلمانون نے چارون طرف سے شدت کے ساتھ حملہ کردیا۔ اور عیسایون نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا نماز ظہر تک برابر تول کی لڑائی رہی لیکن ظہر کے وقت صلاح الدین کے بہادر بہتیجے جنرل تقی الدین نے فوج میسرہ کے ساتھ مقابل فوج پر اس شدت کے اور تیزی سے حملہ کیا کہ عیسائی تاب مقابلہ نہ لاسکے اور مورچہ چہوڑ کر بہاگ گئے مسلمانون نے زیادہ زور دیا عیسائی زیادہ بدحواس ہوگئے اور نصف جگہہ خالی کرگئے جسکی جگہہ تقی الدین نے ڈیرے ڈالدیے جس سے شمال کی طرف سے مسلمانون کے لیے قلعہ کی آمد و رفت کا رستہ کہل گیا۔ سلطان خود بہی ظہر کے وقت عکا مین جا داخل ہوا اور فصیل پر چڑہکر عیسائی فوج کا ملاحظہ کرتا رہا۔ اگلا دن شہر اور لشکر کی فوجون کی تبدیلی مین گذرا اور سلطان اس اہم کام مین یہان تک مصروف رہا کہ جمعہ سے اتوار تک سلطان نے کوئی طعام نہ کہایا اور رہمہ تن فوج کے

عیسایون کی میمنہ و قلب پر حلب و موصل و سنجار کے شاہزادگان اتابکیہ نے جو نورالدین کے خاندان سے تھے تقی الدین عمر کی شولیت سے حملہ کیا۔ اور اسقدر جوش جنگ کو دیکھہ کر عکا کے مسلمان محصورین سے بھی نہ رہا گیا اور بہوکے ہوئے شیر کی طرح شہر سے صف بستہ نکلکر عیسایون پر بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے اور کشتون کے پشتہ لگادیے نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی فوج کا ہر ایک حصہ بہاگ نکلا۔ اور مسلمان دباتے ہوئے کیمپ کے کنارے تک پہونچ گئے اگر خندقون کی گہرائی مانع نہ ہوتی تو کیمپ کی کامل بربادی اور عیسایون کی ہلاکت مین کوئی دقیقہ باقی نرہا تہا۔

جنگ کے وقت صلاح الدین ایک ہی وقت مین ہر ایک جگہہ نظر آتا تہا۔ تل کیسان پر غلبہ پاتے ہی میمنہ کو اور وہان تازہ جوش پہیلا کر اور جنگ تازہ کرکے قلب مین اور قلب سے میسرہ کو نکل گیا۔ اور جو سامنے آیا اسکو مار کر فنا کیا اس روز سلطان نے دس دفعہ عیسائی فوج کی صفون کو بے خوف و خطر عبور کیا۔ ہر ایک سالار کو حملہ کی ہدایت خود دیتا رہا جو اسکی کمال درجہ کی شجاعت اور نڈر اور بے نظیر جرنیلی لیاقت کا کافی ثبوت ہے۔

اور اسلامی فوج برابر لڑ رہی تھی کہ کسی نے بلند آواز سے پکارا کہ مسلمانون کا مال و اسباب لٹ گیا ہے جسکی وجہ یہہ تہی کہ شکست کی صورت دیکھہ کر لشکر کے اوباش اشخاص نے لوٹ مچادی اس خبر کو سنکر سلطان دل شکستہ ہوگئے اور صلاح الدین کی رائے کے موافق نہ لڑ سکے اور عیسائی بچ گئے سلطان نے وہ مال و اسباب جو اسلامی کیمپ سے فراری لے گئے تہے واپس منگا کر اصل مالکون کو دیدیا۔

سلطان کی بیماری اور عکا سے روانگی

جبکہ اسقدر فرنگی قتل کیے گئے انکی لاشون کی تعفن سے ہوا بگڑ گئی۔ سمیت سے اسل گئی سپاہی و شہر اور شہر بیمار ہونے لگے۔ حتی کہ خود سلطان بہی صاحب فراش ہوگیا۔ اور سخت درد قولنج مین مبتلا ہوا۔ جو اسکو پہلے بہی ہوا کرتا تہا۔ یہ حالت دیکھہ کر امرائے لشکر نے سلطان سے عرض کی کہ یہان کی آب و ہوا بگڑ گئی ہے۔ بیماری سے فوج کی حالت نازک ہو رہی ہے حضور خود بہی بیمار ہین کیمپ کا یہان سے تبدیل کرنا مناسب ہے۔ چونکہ عیسائی کو ہمنے تنگ کیا ہوا ہے اس لیے یقین ہے کہ ہماری نقل مکانی کو غنیمت سمجھہ کر عکا سے چلے جاینگے جو ہمارا عین مدعا ہے۔ اگر نہ گئے تو جبکہ آپ کو اور فوج کو بیماری سے افاقہ ہوگا تو پہر لوٹ کر خوب خبر لینگے سلطانی اطبا نے بہی اس رائے کی تائید کی اور سلطان کو بہی مجبوراً عام رائے سے اتفاق کرنا پڑا۔

پس ۴ رمضان کو مسلمان خروبہ کی طرف کوچ کر گئے۔ اور عکا والون کو سبب نقل مکانی سے اطلاع دیدی اور حفاظت کی تاکید کی افسوس کہ امرائے اسلام کا مشورہ غلط نکلا۔ اور انہونے جو خیال کیا تہا کہ اس طرح

سپہ سالار فوج سنجار۔ اور مظفر الدین بن زین الدین کے سپرد کی یمنہ میسرہ قلب اول پر بہادر سردار مقرر کیے گئے۔ سلطان کی فوج کی ترتیب اس عمدگی سے کی گئی تہی کہ عیسائیون کو دریا اور سمندر کے درمیان محیط کر لیا تہا۔ عیسائی شکست کہاتے تو انکی رہائی کی کوئی صورت نہ تہی عیسائی تیر انداز اور سوار پہلے تقی الدین کی فوج میسرہ پر حملہ آور ہوئے تقی الدین ہٹا سلطان نے قلب سے اسکی امداد کیلیے فوج بہیجدی عیسائی پہلے ہی تقی الدین کی بہادرانہ عام شہرت سے جہجکتے تہے قلب کو کمزور دیکہہ کر سلطان پر ٹوٹ پڑے قلب کی فوج قلیل بہاگ نکلی چند بہادر ثابت قدم رہے جنکو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ عیسائیون کو روکنے والا قلب مین کوئی نہ رہا اس لیے بڑہتے بڑہتے تل کیسان تک پہونچ گئے اور خیمہ سلطانی کے محافظون کو قتل کر دیا سلطان چند مملوکون کے ساتہہ قلب مین موجود رہا اور بلا خوف و ہراس تجربہ کار بہادر جنرل کی طرح ایک لمحہ کے واسطے بہی استقلال کو نہ چہوڑا میسرہ کی فوج تو بدستور میدان مین جمی ہوئی تہی یمنہ اور قلب کے باقی ماندہ اور شکست یافتہ فوج کو فرمان الہی " وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ " کے جوشیلے آواز سنا کر جمع کر لیا اور ترتیب دیکر شیر ببر کی طرح مڑا اور دشمن کے فوجون کو چیرتا ہوا تل کے نیچے آکہڑا ہوا جہان خیمہ سلطانی نصب تہا دوسری طرف مسلمانون کی فوج میسرہ نے جب دیکہا کہ خاص سلطانی خیمہ پر دست تاراج دراز ہو رہا ہے بیتاب ہو حملہ کر دیا اور عیسائی حملہ آورون کا رستہ روک کر عیسائی لشکر سے انکو علیحدہ کر دیا اور ایک طرف سے سلطان صلاح الدین اور دوسری طرف سے فوج میسرہ نے جس کے ساتہہ ملک مظفر بہی شامل ہو گیا تہا۔ عیسائیون کو کاٹنا شروع کیا۔ اور اسقدر قتل عام ہوا کہ صرف اس موقعہ پر دس ہزار عیسائی مقتول ہوئے۔ سمندر کی طرف مقتولون کی تعداد اس کے سوا تہی کچہ عیسائی بہاگ کر اپنے خیمون تک جا کر رکے مگر وہان بہی مسلمانون نے پیچہا نہ چہوڑا۔ اور جبتک تہک نہ گئے اپنے مقام پر واپس نہ آئے تمام میدان عیسائیون کی لاشون سے بہرا ہوا تہا بڑے بڑے نامی اور مشہور سردارون کی لاشین ان مقتولون مین پڑی تہین سلطان نے ان لاشون کو نہر مین ڈالدیا جہان سے کہ عیسائی پانی پیتے تہے قیدیون مین مین یورپین عورتین بہی تہین جو مردون کی طرح گہوڑون پر چڑہ کر لڑتی اور قومی جنگ کا حق ادا کرتی تہین اگر فوج میمنہ شکست کے سبب پراگندہ نہ ہو جاتی تو صلاح الدین آج ہی عیسائیون کا قلع قمع کر دیتا۔

صلاح الدین جب تن تنہا چند وفادار مملوکون کے ساتہہ میدان جنگ مین کہڑا رہ کر اپنی بے نظیر استقلال اور بہادری اور سپہ سالاری کا ثبوت دیکر پراگندہ اور شکست یافتہ فوج کو ترتیب دیکر حملہ آور ہوا تہا۔ اور فوج میسرہ نے کمال جانبازی سے عیسائیون کی امدادی فوج کو کاٹ کر اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ اور اس وقت

ترجمہ جو شخص میدان جنگ مین بلا ضرورت جنگی پیٹھ پہیرے وہ ضرور عذاب الہی مین گرفتار ہوگا اسکا ٹہکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہہ ہے ۱۲

امیر البحر اپنے بیڑے کو ایسی حکمت عملی سے لایا کہ عیسایون کو خبر تک نہ ہوئی اور بلائے ناگہانی کی طرح انکے سر پر آپڑا
عیسائی جہازون کو متفرق اور پریشان کر کے اموال و آلات چھین لیے اور فرنگیون کے دو بڑے جہاز پکڑ لیے جو رسد
اور سامان جنگ سے لدے ہوئے تھے اُس کے بعد کسی فرنگی جہاز کو جرأت نہوئی کہ اسکا راستہ روک سکین
اور وہ بخیریت عکا پہونچ گیا۔ اور عکا مین ہر ایک قسم کا سامان ضروری پہونچ گیا۔ ماہ صفر ۵۸۶ ہجری میں
عیسایون نے سنا کہ سلطان شکار کو چلا گیا ہے اور کیمپ سلطانی مین فوج قلیل ہے اور عکا کے نواح مین کیچڑ
بکثرت ہے جو اسلامی فوج کا مانع ہے اس وقت خندقون سے نکل کر مسلمانون کے کیمپ مین آپڑے۔
مسلمانون نے تیر و کمان ہاتھ سے رکھا۔ لیکن عیسایون کو روک نہ سکے اور وہ بڑھتے چلے گئے آخر سلطان
نے بہت بڑی ثابت قدمی دکھائی اور کمال صبر و استقلال سے کام لیا۔ اور رات تک کشت و خون کا بازار گرم
رہا رات کے اندھیرے نے عیسایون کو واپس جانے پر مجبور کیا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے لڑائی کی خبر سنتے
ہی ہمراہیون کو اپنے بھائیون کی مدد کے لیے روانہ کر دیا جنکے پہونچنے سے پہلے ہی عیسائی لوٹ گئے
تھے۔

مسلمان رؤسا کی آمد

سلطان نے عام اعلان جہاد کے علاوہ جسکا اثر علما و مشائخ و واعظین اسلام نے نہایت عمدگی سے مسلمانون
مین پھیلا دیا تھا مسلمان رؤسا کو خاص فرامین اور خطوط لکھے تھے دربار بغداد کو بھی ایک خط لکھا تھا جسکا مختصر
مضمون ذیل مین درج ہے۔ تین راہ سے تثلیث اور توحید کا جنگی مقابلہ ہو رہا ہے اور سمندر کے پار تمام
ممالک کفار مین کوئی شہر قصبہ گاؤن جزیرہ علاقہ ایسا نہین جہان مسلمانون کے برخلاف عیسائی جوش کو ہر ایک
ممکن طریق سے نہ ابھارا جاتا ہو اور اسلام کے مٹانے کے لیے ہر ایک متنفس کو نہ بھڑکایا جاتا ہو۔ انہون نے
اپنے خزانے و دفینہ اسی کام کے لیے وقف کر دیے ہین۔ جنگی جہازات کثرت سے تیار کیے جاتے ہین
پیغمبرون کی یادگار زمین قدس کو لینے آرہے ہین۔ جوش یہان تک بڑھا ہوا ہے کہ امن سے زندگی
بسر کرنے والے اور گھر اور عبادت گاہون مین خاموشی سے بیٹھنے والے لوگ بھی اپنے مال و متاع کو فروخت کر کے
اسلحہ تہیار اٹھائے چلے جاتے ہین۔ گرجاؤن سے پادری مذہبی دفینے لے کر اور اپنی رہبانی و خرقہ عیسوی کو چھوڑ کر جوق جوق
صلیبی جنگجو مسلح ہو کر نکل آئے ہین چھنے ہوئے صلیب کو واپس لینے کے لیے جو عیسایون کے لیے ایک مصیبت عظمی ہے
ٹڈی دل کی طرح آرہے ہین اگرچہ اب تک بیس ہزار سے زیادہ کفار پیادہ و سوار غازیون کی شمشیر بران کا طعمہ ہو چکے
ہین۔ لیکن پھر بھی کمی نہین ہوتی جتنے مرتے ہین اُس سے زیادہ اور آجاتے ہین اُنھون نے اپنی بہادری

عکا محاصرہ سے چھوٹ جائیگا نتیجہ برخلاف پیدا ہوا سچ ہے " اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْءًا فَلَا مَرَدَّ
لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ " سلطان کے چلے جانے سے عیسائی خوش و خرم اور مطمئن ہوگئے اور
عکا کا محاصرہ کر لیا اور اہل اسلام کی بہادرانہ ساعی کو جو ماہ شعبان مین جانون پر کھیل کر دکھائی تھی خاک
مین ملا دیا خشکی مین عیسائی خندقین کھودنے لگے اور مٹی کے پشتے اور مورچے بنانے لگے۔ عیسائی جہازون نے
سمندر کی طرف سے اہل قلعہ کا دم ناک مین کر دیا مسلمان قلعہ سے نکلکر حملہ کرتے لیکن عیسائی سوا بچاؤ کے کوئی
زیادہ حصہ لڑائی مین نہ لیتے اور خندقون کے کھودنے مین لگے رہتے کیونکہ وہ صلاح الدین سے بچاؤ اسی میں
تصور کرتے تھے۔ اب ابن ابیرون نے عکا سے چلے جانیکی رائے دی تھی اپنی غلطی پر پچھتانے لگے مگر بیفائدہ
سلطان بکٹ ربیزک اعیسائیون کی روزمرہ کی کارروائیون کی سلطان کو خبر دیتے تھے مگر سلطان بیماری
سے لاچار تھا۔ ہل بھی نہ سکتا تھا پیچ و تاب کھاتا تھا مگر کچھ انتظام نہ کر سکتا تھا امرائے لشکر نے صلاح دی
کہ آپ یہین رہین اور تمام فوج کو عکا بھیجدین تاکہ لڑ بھڑ کر عیسائیون کو خندق کھودنے اور دیوار بنانے سے مانع
ہون مگر اُس دوراندیش طبیب قوم سلطان نے صاف صاف کہدیا کہ جب مین خود ساتھ نہ ہونگا تو تم کچھ
بھی نہ کر سکوگے اور شاید موہوم فائدہ کی جگہ نقصان زیادہ اُٹھانا پڑے اس وجہ سے سلطان کی شفا
پانے تک اسلامی فوج کو خروبہ مین ہی بے دست و پا رہنا پڑا۔ دشمن نے اس عرصہ مین اپنے آپ کو خوب مضبوط
کر لیا۔ ہر ایک انتظام کو درست کر لیا قلعہ کے جانباز ان تھک مسلمان ہر روز قلعہ سے نکلکر محاصرین پر حملہ
کرتے اور سیکڑون کو مار کر اور داد جہاد دیکر صحیح و سلامت قلعہ مین چلے جاتے جب صلاح الدین کو
صحت ہوئی اور کام کرنے کے قابل ہوا۔ تو موسم جاڑا کا آگیا۔ برف باری نے ہاتھ پاؤن باندھ دیے اور
مجبوراً وہین ٹھہرنا پڑا لیکن سلطانی بکٹون (اطلاعی ہرنے دشمن کا پیچھا نہ چھوڑا۔ عیسائی فوج کو جب رسد وغیرہ کیلیے
باہر نکلنا پڑتا تو یہہ لوگ انکو لوٹتے مارتے قید کرتے غرضیکہ باہر قدم رکھا نہیں کہ مسلمانون نے شکار کیا نہیں
جس سے عیسائیون کو رسد و چارہ کی طرف سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی جب سمندر کی طرف سے کوئی جہاز آجاتا تو
تکلیف رفع ہوتی ورنہ اکثر روزہ ہی رہتا۔

نصف ماہ شعبان مین مصری لشکر بھی آپہونچا جسکا سردار صلاح الدین کا بہادر بھائی ملک العادل سیف الدین
تھا جو ہر ایک قسم کے سامان جنگ اور آلات قلعہ شکن و سامان محاصرہ بکثرت ساتھ لایا تھا جسکے پہونچنے سے مسلمانون
کے دل بڑھ گئے ملک العادل کے ساتھ پیدل فوج بکثرت تھی جسکی یہان سخت ضرورت تھی مصری بری فوج کے
پہونچنے کے بعد ماہ ذی قعدہ مین پچاس مصری جہازون کا بیڑا امیر حسام الدین لولو کے زیر حکم آپہونچا جو اپنے وقت
کا مشہور بہادر امیر البحر تھا۔ سمندر کے حالات اور محاربات اور فن جہازرانی مین بے نظیر تھا۔ یہہ امیر البحر اپنے

پہلے کیا گیا ہے اور خود فریڈرک قبل اس کے کہ اپنے اور صلاح الدین کے تحریری الفاظ کی صداقت کو معیار شمشیر پر
رکھتا۔ موت کا شکار ہوگیا۔ مگر صلاح الدین نے شاہ جرمنی کی آمد آمد کی خبر سنکر حفاظت سرحد کے لیے شہزادہ
ملک ظاہر اور ملک مظفر اور ناصر الدین بن تقی الدین اور عز الدین ابن المقدم کو فوجین دیکر سرحد پر روانہ کردیا۔
اور شاہزادہ ملک افضل بیمار ہوکر دمشق چلا گیا۔

عیسائیون کا حملہ

عیسائیون نے یہہ دیکھہ کر کہ مسلمانون کی فوج کم ہوگئی ہے اور بعض بہادر سردار چلے گئے ہین اور نیز یورپ
کی قومون مثلاً فرانسیون۔ انگریزون۔ فلمنس نے مشہور سپہ سالار جیوفیس کے ماتحت اور جینوا۔ وینس۔
پیسا۔ اور صوبجات اٹلی کی فوجون نے جو پہلے عکا پہونچکر لڑائی مین حصہ لے چکی تہین اسی خیال سے کہ جرمنون
کے پہونچنے سے پہلے عکا کی فتح کی نیکنامی حاصل کرین۔ ۲۰ جمادی الاول سنہ ۵۸۶ ہجری اچانک مسلمانون
کے لشکر پر حملہ کردیا اور لشکر مصر پر جسکا سردار ملک عادل تہا ٹوٹ پڑے سخت گہمسان کا رن پڑا۔
مصریون نے عیسائیون کو جنگی جہانسہ دیکر آگے بڑہا لیا۔ جون ہی عیسائی لوٹ کی طرف جہکے مسلمانون نے
سخت حملہ کردیا۔ دوسرے دستے مصری نے عیسائیون کی خندقون کی طرف جاکر رستہ روک لیا۔ اور کمکی
فوج کی آمد کو بند کرلیا۔ دونون طرف سے عیسائیون کو مسلمانون نے بیچ مین لے لیا اور انسان و حیوان کو تلوار
کے گہاٹ اتار دیا۔ عیسائی حواس باختہ ہوگئے۔ دس ہزار عیسائی قتل کیے گئے۔
سلطان کی طلبی افواج پر بعض جگہہ سے وعدے اور بعض جگہہ سے فوجین آرہی تہین چنانچہ ملک عادل تو مصری
بری اور بحری فوج کے ساتہہ پہونچ ہی چکا تہا۔ اب سابق الدین والی شیراز اور عز الدین بن ابراہیم اور
ملک ظاہر حلب سے اور عماد الدین بن بہرام اور مظفر الدین اور عماد الدین زنگی بن مودود حاکم سنجار اور سنجر
شاہ بن سیف الدین غازی اور زین الدین بن یوسف والی اربل وغیرہ اور ترک و عرب مجاہدین پہونچگئے
خلیفہ بغداد نے بارود اڑانے والے اور چند ہوشیار کاریگر اور کام کرنیوالے آدمی اور بیس ہزار دینار
روانہ کیے مگر سلطان نے دینار واپس کردیے جسکا یہہ مطلب تہا کہ یہان محب وطن سرفروش اشخاص کی
ضرورت ہے نہ کہ روپیہ کی واقعی وطن اور قوم کی سچی محبت کے لیے روپیہ پیسہ کی کوئی وقعت نہین ہوتی
اور زر پرست لالچی قوم کبہی ابہر نہین سکتی۔ سلطان تمام یورپ کا روپے سے کسطرح مقابلہ کرسکتا تہا
اور کرایہ کے ٹٹو بناکر مسلمانون سے کسطرح کام لے سکتا تہا اسکا مددگار اور راہنما قومی جوش تہا جسکی
ہوتے نہ خزانے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ دفینہ کی ایسے قومی جوش نے نادار عربون کو دولتمند ایرانیون

کا مدار صرف مسلمانون کے ستانے اور مارنے پر سمجھ رکہا ہے یہ وہی حالت ہے کہ ایک مسلمان پر جہاد و فاعی کرکے
ہتہیار اُٹھانا فرض ہے۔ اسکے بعد سلطان نے لکھا ہے کہ ایک جہاز مین تین سو حسین عورتین جزائر سے آئی
ہین جو عیسائیون کو اپنے حسن پر فریفتہ کرتی ہوئین مسلمانون کو لڑائی پر اُبہارتی ہین اور خواہشمند مردون
سے کچھ دریغ نہین کرتین اور گناہگاری کیطرف بلاتی ہین اور عیسائی فوج کی اس خدمت کو اعلیٰ ثواب خیال کرتی
ہین -

ایک خاندانی عیسائی بیگم اپنے جہاز مین پانچ شاہسوارون کو سوار کرلائی ہے اُسکے ہمراہ نوکر غلام بہی ہین خرچ
وخوراک وغیرہ کی علاوہ حاجتمند کی نفسانی خواہشون کو بہی پورا کرتی ہے ان کے علاوہ اور بہی کئی فرنگی عورتین شاہسوار
ہین جو زرہ بکتر پہنکر میدان جنگ مین شریک ہوتی ہین اور مردون کے دوش بدوش کہڑی ہوکر اپنے زنانہ
ناز و نیاز اور مردانہ ہمت سے سپاہیون کے دلون کو بڑہاتی ہین اور قربانی پر آمادہ کرتی ہین اور کہرون مین
انکی اور حاجتون کو پورا کرتی ہین اور شکو عبادت اور ذریعہ سعادت جانتی ہین -

ناظرین اخبار مین اس واقعہ کی صلیت مین ہرگز شک نہین کرسکتے جنہون اخبارون مین پڑہا ہوگا۔
کہ انتخاب کے وقت ایک مشہور لارڈ کی بیگم نے ایک رائے دہندہ (ووٹر) کے رائے اپنے خاوند کے حق
مین حاصل کرنے کے لیے اُس رائے دہندہ کو بوسہ دیدیا تہا -

سلطان نے فوجون کی طلبی اسوقت کی تہی جبکہ شاہنشاہ فریڈرک والی جرمنی کی آمد آمد کی متواتر خبرین
سلطان کو پہنچ رہی تہین جنکے غرق ہونے کا حال سابق مین ذکر کیا گیا ہے اگرچہ مسلمانون کا اسوقت بعینہٖ
وہی حال تہا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے "اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ
وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَـنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا"
مگر شیر دل سلطان جو کوئی زمانہ حال کا سلطان نہ تہا کہ عیسائیون کی گیدڑ بہبکیون مین آجاتا اور محض کاغذی چال
بازیون سے ڈر کر یورپین وعادی کو تسلیم کرلیتا اور اسلامی علاقہ فرنگیون کے حوالہ کرکے اسلام کو ہمیشہ کیلیے
غریب الوطن بنالیتا۔ اور قوم مین جبین و ذہن کا نامراد بنجر کر فرنگی جلال کو قائم کرتا اسکا نام صلاح الدین
اسم بامسمےٰ تہا وہ اسلام کے نام پر قربان تہا اُس کے جملہ افعال تقلید صحابہ کرام اور تمام اعمال متبع خیر الانام
تہے مورخون نے سچ کہا ہے "لو کان نبی بعد النبی نزلت فی ذکرہ آیات" مؤلف

صلاح الدین اگر بودی بعہد حضرت نبوی ۔۔۔ شدے آیت بشان او نزول از حضرت ربی
چو فاروق و علی درکار دین سرگرم او ماندہ ۔۔۔ ہمیشہ تیغ خود را برسر اعدای دین راندہ

ایسے پاکباز مجاہد فی سبیل اللہ کے آگے ایسی چالین کیا اثر کرسکتی تہین جواب دندان شکن دیا۔ جسکا ذکر

کچھ فوج تو قلعہ کے مقابل چھوڑ دی اور باقی فوج لیکر سلطان سے معرکہ آرا ہوئے یہہ لڑائی برابر آٹھ روز
تک ہی ضرور قلعہ والون کو تو کچہ تخفیف ہوگئی مگر چونکہ عیسائی اپنے مورچون اور خندقون سے باہر نکلکر نہ لڑتے
تہے اس لیے سلطان کی کوئی پیش نہ گئی۔ اور مسلمانون کو یقین ہوگیا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا کیونکہ برجون
کی آتش فشانی نے قلعہ والون کا دم ناک مین کر رکہا تہا۔ اور برجون کے جلانے کی جملہ تدابیر ناکام رہ چکی تہین
اس عرصہ مین ایک شخص مسمی علی بن عریف قوم ٹھٹھیا ساکن دمشق نے جو علم کیمیا کا بڑا ماہر تہا ایک مصالح تیار
کیا جسکے آتشی مادہ کو مٹی سرکہ وغیرہ کوئی چیز روک نہ سکتی تہی اور برجون کو جلا سکتا تہا جب مصالح تیار ہوچکا تو
امیر قراقوش حاکم عکا کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ کسی برج پر میری تیار کردہ دوائی کی ہانڈی پہینک
دی جائے۔ برج جل جائے گا امیر قراقوش حاکم قلعہ نے جو جملہ تدابیر سے مایوس ہوچکا تہا جہڑک کر کہا کہ
سب صناع کاریگر تدبیرین کرتے کرتے تہک گئے اور تم ایسی شیخی بگہارتے ہو لوگون نے کہا کہ اس کو بہی اپنی
تدبیر کر لینے دو شاید خدا فائدہ کرے امیر نے منظور کیا اور صناع مذکور نے اپنی تیار کردہ دوا ہانڈی مین ڈالکر بذریعہ
منجنیق ایک برج پر پہینکدی چونکہ اس سے پہلے قلعہ والون کے جملہ آلات آتشی نکمے ثابت ہوچکے تہے اس لیے عیسائی
سپاہی متعینہ برج بے خوف و خطر ناچتے کودتے وہین جمے رہے مگر یہہ ہانڈی برج پر لگتے ہی بہڑک اوٹہی
علی مذکور نے پے در پے دوسری تیسری ہانڈی پہینک کر برج کو آگ لگادی اور جو سپاہی پانچون منزلون
مین مقیم تہے مع جملہ سامان جل کر بہسم ہوگئے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے برج کو جلا کر راکہہ کیا گیا۔
جنکے سپاہی خوف کے مارے بہاگ گئے تہے یہہ تائید آسمانی دیکہہ کر صلاح الدین اور اس کے ہمراہی مارے خوشی کے
جامون مین نہ سمائے اور سجدات شکر آلہی بجائے علی صناع کو صلاح الدین کے پاس بہیجا گیا۔ سلطان نے
چاہا کہ انعام کثیر اور بیش بہا جاگیر عطا کرے لیکن اس سچے مسلمان نے اس کا صلہ لینے سے انکار
کردیا۔ اور کہدیا کہ مین اس قومی خدمت کا صلہ صرف خدا سے چاہتا ہون۔

یہ صلاح الدین کی نیک نیتی اور سچی خیرخواہی قومی کا اثر تہا کہ اہل حرفہ تک بلا معاوضہ قومی کامون مین حصہ
لینا اور امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کا بچانا اپنا فرض جانتے تھے۔ اور ایک عام مسلمانون کو کوئی بہاری
سی بہاری طمع اور لالچ اسلامی خدمت سے نہ روک سکتا تہا سلطان نے اس تائید غیبی کے بشارت نامہ تمام سلطنت
بلاد مین بہیجدیے اور مشرقی افواج کو طلب کیا۔ چونکہ سلطان نے اپنے ذاتی افعال اور جہادی حرکات
سے اسلامی دنیا کو خواب غفلت سے جگا دیا تہا۔ اور اپنے پرجوش قومی خدمات سے قوم کو ہمدردی اور اخوت کا
بہولا ہوا سبق یاد کرادیا تہا۔ ماترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب کے مضمون نتیجہ کا عینی مشاہدہ کر دیا
تہا اس لیے وہ اس سچے اور دل سوز قومی خیرخواہ الٰہی مدد کی تعمیل ارشاد پر مستعد ہوگئے

اور دیبون پر ظفر اور منصور کیا اور اس جوش نے یورپ کے ٹڈی دل سے شام کو بچایا جس جوش کے نہ ہونے سے
آج مسلمانون مین ہر طرف سے سستی چہا رہی ہے اور جہان کہین جوش کم و بیش موجود ہے وہان مفلس نادار
بے سلاح و سلب سلمان دولتمند قوم کے تربیت یافتہ افواج کا منہ توڑ مقابلہ کر کے اپنے ملک و قوم کی آبرو
سمبھالے بیٹھے ہین روپے کی کمی کو حب قومی پورا کر سکتی ہے جسطرح کہ صلاح الدین نے کیا اور خواہ خود مصر
کا والی تہا اور شام کے چند امصار اسکے قبضہ مین تہے باقی جملہ امرا اپنی اپنی ریاستون مین خود مختار
حاکم تصور ہوتے تہے خلیفہ بغداد کے برائے نام ماتحت تہے۔

اس لڑائی مین محض قومی عصبیت سے ہر ایک شامل ہوا۔ اور اپنی اپنی فوج کا کفیل رہا گویا کہ متفرق دولت اسطرح
جمع ہو گئی جن شرائط سے آج کل یورپ کی چہوٹی چہوٹی ریاستین قیام رکہتی ہین یہی طریق صلاح الدین نے
ہر ایک رئیس سے مورد اخلیہ ریاست مین خود مختار تہا مگر فرنگیون کی لڑائی مین سب کی آواز ایک تہی۔ یہہ اتحاد
نور الدین اور صلاح الدین کی کوششون کا نتیجہ تہا۔ اور علمائے اسلام اور مشائخ کرام کی مساعی
جمیلہ کا باعث تہا اور اسی اتحاد کی آج کل اسلام کو ضرورت ہے جسکے دوبارہ بار آور نہ ہونے دینے کیلیے
آج کل یورپ ہر ایک ممکن الوقوع تجویز عمل مین لا رہا ہے اور ہم روزمرہ اخبارات مین پڑہتے ہین کہ کہین ذرہ بہی
اس اتحاد کا گمان پڑتا ہے تو اہل یورپ آسمان کو سر پر اٹہا لیتے ہین اور اس اتحاد اسلامی مین مشکلات پیدا کرتے
ہین خدا تعالی مسلمانون کو چشم بینا و گوش شنوا عطا کرے اور یورپ کے پہردل سے نجات دے
آمدم بر سر مطلب۔

برجون کا جلایا جانا

عیسائیون نے مدت قیام عکا مین تین برج لکڑی کے بنا لیے تہے ہر ایک کا ارتفاع ساٹھ گز تہا اور
فصیل قلعہ سے اونچے تہے ان برجون کو چمڑے۔ سرکہ مٹی وغیرہ دوا ؤن سے جسکو آگ نہ لگ سکتی تہی لیپ کر
محفوظ کیا گیا تہا۔ ہر ایک برج مین پانچ منزلین تہین ہر ایک منزل مین بہادر سپاہی بٹہائے گئے
تہے جو ان کی ہانڈیان تیر و تبر قلعہ پر مارتے تہے ان برجون کو آہستہ آہستہ قلعہ کے نزدیک لاتے ہے
۲۰ ربیع الاول ۵۸۶ھ کو تین طرف سے قلعہ پر حملہ کیا گیا اور محافظان فصیل کو مار کر ہٹا دیا اور خندق
قلعہ کو مٹی سے بہرنے لگے قریب تہا کہ قلعہ بزور شمشیر فتح ہو جائے قلعہ والون نے سلطان
کو ایک سمندری تیراک عیسی کے ذریعہ اطلاع دی کہ برجون کی آتش فشانی سے عنقریب ہم اور قلعہ
والے دشمن کے ہاتھ پڑ جائینگے صلاح الدین تمام فوج لیکر چارون طرف سے ٹوٹ پڑا عیسائیون نے

[ط]اقت فوج کی کثرت پر نہین ہے بلکہ صبر و تحمل ہمت و بسالت کے علاوہ تائید الٰہی پر موقوف ہے یہی اوصاف تھے
[جو] صلاح الدین کی حوصلہ کو ہمیشہ مضبوط رکھتے تھے۔

کونٹ ہنری کی کوششین

[کو]نٹ ہنری کے آنے سے عیسایون کے حوصلے بڑھ گئے اور جوش تازہ ہوگئے تھے اور انھون نے پھر مسلمانون سے
[ق]سمت آزمائی کا ارادہ کیا سلطان کا جہان کیمپ تھا وہان مردون کی لاشون سے ہوا بگڑ گئی تھی۔ اور
[م]یدان جنگ بھی تنگ تھا۔ اس لیے سلطان نے ۲۰ جمادی الآخر کو موضع خروبہ کی طرف کیمپ بدل لیا جس
[سے] بہادران اسلام کے لیے میدان وسیع ہوگیا۔ کونٹ ہنری نے عکا کے گرد منجنیقین اور تیر مارنے
[و]آتش فشانی کی کلین نصب کرین اور عکا پر متواتر حملے شروع کردیے مگر محصور مسلمانون کی پرزور مدافعت
[او]ر پرجوش شجاعت کے سامنے کچھ پیش نہ گئی بلکہ قلعہ سے نکلکر ایسا زور سے حملہ کیا کہ عیسایون کو بھگا کر انکی
[تما]م کلین جلادین اور قلعہ شکن سامان توڑ تاڑ کر لوٹ لیا۔ اور ہزارون کو مار کر اور فتح کا نشان اڑاتے
[ہو]ئے قلعہ کو واپس چلے گئے۔ بہادران اسلام قلعہ سے ایسے نکلتے جیسے کوئی مشاق شکاری شکار کے
[ل]یے نکلتا ہے اور حسب پسند شکار کھیل کر واپس چلا جاتا ہے اور یہ انکا روزمرہ کا معمول تھا تین سال تک
[ا]سی طرح لاکھون کے سامنے ہزارون کا اڑا رہنا سوا عکا کے مسلمانون کے اور کہین نظیر نہین ملتی محصور
[م]سلمان ایک ایسے لمبے محاصرے کے مصائب اور تکالیف نہایت مردانگی اور شجاعت اور بہادرانہ استقلال
[س]ے برداشت کرتے تھے امیر قراقوش اور مدلکوب اپنے سپاہیون کے دل بڑھانے کی کوششون سے
[کب]ھی نہ تھکتے تھے کبھی بزور سے اور کبھی دلاسے سے کام لیتے تھے ہر ایک خطرے کے موقعہ پر ہوشیار
[او]ر جانباز جرنیلون کی طرح خود موجود ہوتے قلعہ سے نکلکر کئی دفعہ عیسایون پر حملہ کیا اور کلین جلا
[د]ین اور قتل وغارت اور قید و نہب سے عیسایون کو نقصان پہونچاتے رہے اور بھاگنے پر مجبور کیا اور عکا
[ع]کا کا اس قدر دراز تک محصور رہنا اس امداد اور کمک کی وجہ سے تھا جو سلطان ہمیشہ محصورین کو
[پہو]نچاتا رہتا تھا سمندر کی طرف سے کمک اور ذخائر غلہ وغیرہ پہونچتے رہتے تھے۔ کندہیری کی جبر و کلبہ
[کر]ائی گئین تو پھر اوسنے اور کلین اور منجنیقین لگائی چاہین۔ لیکن عکا کے بہادرون نے اپنے متواتر حملون
[س]ے کونٹ ہنری (کندہیری) کو کامیاب نہونے دیا۔ اسکے بعد کونٹ ہنری نے شہر سے دور مٹی کا تودہ بنانا
[ش]روع کیا اور مٹی ڈالکر اسقدر قلعہ کے نزدیک لے آیا کہ قلعہ شکن آلات مناسب موقعہ پر نصب ہوسکین لیکن
[ع]کا والون نے اس تدبیر پر بھی پانی پھیر دیا۔

اور شوق غزا کے لیے سلطان کی خدمت مین پہونچ گئے یہ سردار پہنچتے ہی میدان جنگ کو چلے جاتے اور کسی قدر
لڑ کر دیرہ کرتے اسی اثنا مین مصری جہازات کا بیڑا آ پہونچا عیسائی جہازون نے روک لیا۔ لڑائی شروع ہوئی
سلطان نے خشکی کی طرف سے حملہ کیا لیکن عیسائی جہازون کی توجہ کو نہ ہٹا سکا عیسائیون نے مسلمانون کا اور
اور مسلمانون نے عیسائیون کا ایک ایک جہاز گرفتار کر لیا۔ باقی اسلامی جہاز سلامت عکا پہونچ گئے۔ اور
لڑائی مین عیسائی زیادہ مارے گئے خون کی ندیان بہ گئین ملک عادل کے خیمون سے لیکر سلطان کے خیمون تک
تین کوس کے فاصلہ تک عیسائی مردون کی لاشون سے میدان بھرا ہوا تھا۔ اس معرکہ مین عیسائی ایسے بدحواس
ہو کر بھاگے کہ اپنی دس ہزار قیمتی جانون کے عوض مین صرف دس مسلمان مار سکے۔ سلطان نے اس فتح کے
بشارت نامہ تیس چالیس خطوط لکھہ کر ہر طرف روانہ کر دیے۔ عیسائیون کی پسپائی اور پراگندگی دیکھہ کا کے
مسلمانون نے قلعہ سے نکلکر عیسائی کیمپ پر حملہ کر دیا اور دل کہول کر مال و اسباب کی علاوہ عیسائی عورتین اور بچے
بہ تعداد کثیر قید کر کے قلعہ مین واپس چلے گئے کروسیڈر عیسائی جنکو محض رات کی تاریکی نے بچا لیا تھا جب واپس
آئے تو کیمپ کے تاخت و تاراج اور زن و بچہ کی گرفتاری سے سخت آہ و بکا کرنے لگے اس اثنا مین شاہ
فریڈرک کے غرق ہونے اور اسکی بہادر فوج کے ضائع ہونے کی خبر عیسائیون نے سن لی جس سے انکی بدبختی
اور مصیبت کی کوئی حد نہ رہی سرداران کو اسقدر مایوسی ہو گئی کہ اکثر یورپ جانے اور سلطان سے ذلیل
شرائط پر صلح کرنے کو تیار ہو گئے کہ دو یوم بعد یورپ سے ایک بیڑا جہازات کا جسمین فرانسیسی انگریز اطالسی
فوجین تہین لیکر دگی ہنری کونٹ آف شامپین عکا پہونچ گئین جس سے عیسائیون کی پھر ایک دفعہ
ڈھارس بندھ گئی۔
کونٹ ہنری جسکو مسلمان مورخ ریجرڈ شاہ انگلستان کا بھانجا اور فلپ شاہ فرانس کا بھتیجا کہتے ہین دو
بہت کچھہ نقد و جنس لیکر پہونچا تھا۔ اس کی خاص اپنی فوج دس ہزار تھی اہلی فرانس اور دیگر بلاد کی فوجین اس کے علاوہ
تہین گویا جسقدر عیسائی سابقہ معرکون مین مارے گئے اس سے کئی گنا زیادہ دم بہ جوش عیسائی آ پہونچے
اور جسقدر زر و مال لٹا تھا اس سے بہت زیادہ زر و مال و اسباب آ گیا اور یہی وجہ تھی کہ عیسائی ابتک سلطان
کے مقابلہ مین اٹے رہے اور سلطان باوجود سخت کوشش اور متواتر شکست دینے کے عیسائیون کا استیصال نہ
کر سکا۔ مگر پھر بھی یہ صلاح الدین کا مردانہ حوصلہ تھا کہ باوجود کثیر فوج کے اسی فوج کو یورپ کے بے درد ملخ تازہ دم
لشکرون سے لڑاتا رہا اور ہر موقعہ پر کامیابی حاصل کرتا رہا اور کبھی ایک دم کے لیے حوصلہ کو نہین ہارا
اور ہرگز نہ افسردہ نہین ہوا جون جون عیسائی فوجین یورپ سے آتی تھین دون دون اسکا شیرانہ غصب تیز
ہوتا تھا اور اپنی و اعلی طاقت کے سامنے اہل یورپ کے اجتماع کو چڑیون کا ڈار سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فتح و

حادثہ سے مرا ہے۔

شہنشاہ فریڈرک کے بیٹے کا عکا پہونچنا

جب کونٹ ہنری ہر ایک تدبیر مین ناکام رہ چکا اور اُس کے تازہ جوش ٹھنڈے پڑ چکے تو شاہ فریدرک کا بیٹا فریڈرک ڈیوک آف سوابیا ایک لاکھ فوج کے باقی پانچ ہزار حصہ کو لیکر عکا پہونچ گیا۔ اور ناموری حاصل کرنے کے لیے سرگرم ہوا اور اُس نے نہایت عجیب و غریب دو کلین بنائین جن عجیب کلون کو دیکھ کر مسلمان بہی متردد ہو گئے مگر محصورین نے جو اس فن مین استاد تھے تیرون کو نفط مین چلا کر چرخیون کے ذریعہ سے ان کلون پر مارا گیا جس سے دونون کلین جل کر خاک سیاہ ہو گئین۔ اور اہل جرمن کی تمام شیخی بہی کرکری ہو گئی۔

برج ذبان پر حملہ

عیسائیون نے سمجھ لیا کہ جب تک عکا مین فوج آلات جنگ غلہ برابر پہونچتا رہیگا۔ عکا فتح نہین ہو سکیگا۔ اس لیے اُنہون نے وسائل آمد و رفت کو روکنے کے لیے کوشش کی اور تجویز کی کہ عکا کا برج ذبان جلا کر وہان قبضہ کیا جائے یہ برج بندر عکا کے مُنہ پر سمندر مین ایک پتھر پر بنا ہوا تھا اُسمین مسلمان سپاہی رہتے تہے جو مخالف جہازون کو روکتے اور مسلمان جہازون کی آمد و رفت کے وقت امداد اور حمایت کرتے اس برج کی طفیل شہر کے مسلمانون کو اپنے جہاز کی امداد کرنے مین کوئی شے ہرج نہ ہوئی اور عیسائی روکنے سے عاجز ہو جاتے عیسائیون نے برج ذبان پر قبضہ کرنے کے لیے تجویز کی کہ اپنے جہازون پر ایک بلند برج تیار کیا جسکو بارود اور ایندھن سے بہر دیا اور ایک دوسرا جہاز اسیطرح کا اسکی مدد کے لیے تیار کیا گیا جس سے غرض یہہ تہی کہ برج ذبان کے پاس پہونچ کر آگ لگا دی جائے اور برج اور اس کے ساکنین کو جلا کر تباہ کیا جائے ایک روز ہوا موافق تہی عیسائی اپنے جہاز برج ذبان کے پاس لے گیے اور آگ لگاتے ہی ہوا مخالف ہو گئی اور عیسائیون کو ہی جلانے لگی۔ اور ڈیوک آف ہسٹریا کے سوائے جس نے سمندر مین کود کر جان بچائی تہی تمام عیسائی سمندر مین غرق ہو گئے۔ اور مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ۔ کے قدرتی عذاب مین مبتلا ہو گئے۔

عیسائیون کا حملہ اور شکست

اسوقت عکا والون کے پاس خوراک کم ہوگئی صلاح الدین نے اسکندریہ حکم بھیجا کہ غلہ گوشت وغیرہ اشیاء خوردنی جہازون مین بھر کر عکا بھیجدین مگر اس کی تعمیل مین دیر ہوگئی اس لیے صلاح الدین نے اپنے نائب بیروت کو لکھا جس نے چند جہاز ہر ایک قسم کے سامان سے بھر کر عکا کو روانہ کیے ان جہازون نے یورپین وردی پہن لی اور جہازون پر صلیبی نشان کھڑا کر دیا عیسائی جہازون نے بہا قومی جہاز تصور کر کے کچھ روکاوٹ نہ کی اور جہاز بخیریت عکا پہونچ گئے جس سے مسلمان باغ باغ اور قوی دل ہوگئے اور پھر اسکندریہ سے بھی رسد وغیرہ ضروری سامان پہونچ گیا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ اسوقت مسلمانون کی جہازی تعداد گو کم تھی اور تمام یورپ کی اقوام کے مقابلہ مین کم ہی ہونی چاہیئے تھی لیکن جہازی اور بحری لیاقت مین مسلمان عیسایون سے فائق تھے جو اس طرح ڈھونڈاتے ہوئے عکا پہونچ جاتے تھے اسی اثنا مین یورپین ملکہ ایک ہزار چیدہ سوار کروسیڈر لیکر فلسطین کو آرہی تھی جسکے جہازون کو اسکندریہ کے نواح مین مسلمانون نے پکڑ لیا۔ اور ملکہ کو قید کر لیا۔

کبوتر اور پیراک

عکا کے محاصرہ مین نامہ بر کبوترون نے خوب کام دیا۔ سلاطین شام مین سے شاید سب سے پہلے نورالدین محمود نے نامہ بر کبوترون کی ڈاک کی چوکیان جنہین مشہور شہور چالیس کے قریب تھین اپنے تمام ممالک مین ایران سے لیکر مصر اور حلب کی شمالی حد تک مقرر کین اور اس مفید اور کارآمد جانور کی تربیت و تعلیم کے لیے خاص محکمہ مقرر کیا۔ چنانچہ محاصرہ عکا کے وقت لشکر سلطانی اور محصورین عکا کے درمیان کبوتر دونون طرف سے خبرین لاتے تھے خطوط کو کبوترون کے پرون یا گلے مین باندہ کر اڑا دیا جاتا تھا۔ جو اپنی بلند پروازی کے سبب دشمنون کی ہر ایک زد سے بچ کر بخیریت منزل مقصود پر پہونچ جاتے تھے کبوترون کے علاوہ پیراک لوگون کی ایک جماعت تھی جو فن شناوری مین کمال رکھتی تھی جو بے خوف و خطر سمندر عبور کر کے خطوط پہونچاتے۔ اور بعض دفعہ اسباب کو بھی اپنے پیٹون سے باندہ کر عکا پہونچا دیتے۔ ان لوگون مین ممتاز عیسیٰ نام شناور تھا اسکو فن شناوری مین اسقدر کمال تھا کہ عیسایون کے جہازون کے نیچے سے غوطہ لگا کر نکل جاتا۔ اور شہر مین خطوط اور نقدی پہونچا دیتا۔ ایک دفعہ عیسایون کے جہازون کے نیچے سے گذرتا تھا کہ کسی نامعلوم حادثہ سے فوت ہوگیا جب رسیدی کبوتر نہ آیا تو مسلمانون کو تردد ہوا۔ آخر لہرون نے اس کی لاش کو کنارے پر ڈالدیا۔

اور خطوط اور ہزار دینار کی تھیلی اوسیطرح اس کی کمر مین بندھی ہوئی ملگئی جس سے پایا گیا کہ کسی دریائی

اور تمام عیسائیون کو تہ تیغ کر ڈالا اس وقت سلطان نے عیسائیون کا دم ناک مین کر دیا ہوا تہا۔ مورچون سے کوئی عیسائی نکلا نہین کہ مسلمانون نے شکار کیا نہین رسد کی اسقدر قلت تہی کہ ایک دانہ تک خشکی کی طرف سے انکو نہ پہونچ سکتا تہا۔ یورپ کے جہاز بہی نہین پہنچے تہے۔ سابقہ ذخیرے ختم ہو چکے تہے سخت قحط نمودار تہا گندم کا ایک غرارہ (پیمانہ کا نام) ۱۰۰ سو دینار کو بکنے لگا۔ فاقہ کشی کا یہانتک زور ہوا کہ مویشی اور گہوڑون تک کہا گئے۔ جاڑے اور سمندری طوفانون کے سبب بحیرہ شام مین کوئی جہاز نہ آسکتا تہا۔ عیسائیون نے موجودہ جہازون کو بہی جو خلیج عکا مین نہین ٹہر سکتے تہے مجبوراً صور کو بہیجدیا۔ جس سے عکا کا بحری راستہ کہل گیا۔ اور محصورین عکا نے صلاح الدین سے محاصرہ کی طویل مصائب اور تکالیف کی شکایت کی صلاح الدین نے اپنے بہائی ملک العادل کو تبدل افواج پر مقرر کیا جو کوہ حیفا مین جا اترا اور تمام اسلامی جہاز اور کشتیان منگالین جنکے ذریعہ عکا کی محصور فوج باہر نکال لی اور اسکی جگہہ جدید فوجین اندر بہیجدین ان جدید افواج کے ساتھ بیس امرا داخل کئے گئے۔ لیکن یہہ انتخاب درست نہ تہا۔ یہہ لوگ تکلیف کی برداشت کرنے اور تجربہ و استقلال مین اُن پہلے محصورون کے طرح جفاکش نہ تہے جنہون نے مدت دراز تک حوصلہ اور مردانگی سے عکا کو بچایا تہا۔ جو امرا داخل کئے گئے وہ بہی کوئی خوشی سے داخل نہین ہوئے تہے۔ غرض کہ اس انتخاب مین سخت تساہل کیا گیا۔ جسکا نتیجہ بہگتنا پڑا۔

اس تمام جاڑے کے موسم مین سلطان بیمار رہا۔ اور رفتہ رفتہ ضعیف ہوتا گیا مگر فریقین مین برابر چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوتی رہین جاڑے مین مسلمانون کے ہاتھ پاؤن بہی بند تہے مگر زیادہ تر سلطان کی بیماری نے ہرج ڈالدیا۔ ورنہ ضرور سلطان عیسائیون کی اسقدر کمزوری اور فاقہ کشی سے فائدہ اُٹھا لیتا۔ مگر مدبرون نے جب دیکہا کہ وہ خود تو کام کرنے کے قابل نہین۔ اور اسلامی امرا اور فوجین عرصہ دراز کی متواتر جنگون سے اکتا گئی ہین اور اپنے گہرون اور بال بچون کی ملاقات کو ترس رہے ہین انکو اپنے گہرون کو رخصت کیا۔ سلطان کے پاس سوائے چند امرا اور خاص اردلی رسالہ کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ عیسائی لشکر مین ہرگز یہ جرأت نہ تہی کہ وہ سلطان کو تنہا رہنے کی صورت مین خائف کرسکین کیونکہ قلت رسد کے علاوہ مردون کی تعفن سے متعدی بیماریون نے عیسائی فوج مین عام ماتم برپا کیا ہوا تہا۔ اور بڑے بڑے نامور سردارون کو ہلاک کر دیا تہا چنانچہ فریڈرک ڈیوک آف سوابیا شاہزادہ جرمنی بہی اسی موت کا شکار ہو گیا۔

انہیں دونوں یوپ صاحب کا خط پہونچا جس نے بہادرانہ ترغیب و تحریص اور مذہبی جوش و لانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور اطلاع کہ تمہاری مدد کے لئے تمام یورپ سے لگاتار کمک بھیجی جارہی ہے ہمت کرو اور بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھین کر نجات حاصل کرو۔

ان تحریروں سے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور کونٹ ہنری نے کچھ فوج عکا کے محاصرہ پر چھوڑ کر باقی تمام فوج کا ٹڈی دل بیکر ۱۱ ماہ شوال کو نہایت جوش و خروش سے اپنی خندقوں سے نکلا سلطان صلاح الدین تو یہ بات خدا سے چاہتا تھا۔ فالتو اسباب تین فرسنگ پیچھے مقام میمون کو بھیجدیا۔ اور نہایت عمدہ انتظام سے مقابل ہوا اپنے بیٹے افضل ظاہر ظافر کو قلب میں اور اپنے بھائی عادل ابو بکر کو معہ فوج مصر میمنہ میں اور عماد الدین والی سنجار اور تقی الدین والی حماۃ اور سیف الدین والی جزیرہ وغیرہ امراء کو میسرہ میں کھڑا کیا۔ اور خود چیدہ فوج لیکر الگ کھڑا ہوگیا۔ تاکہ جدہر ضرورت ہو وقت پر پہونچ کر مدد دے سکے لیکن عین موقعہ جنگ پر سلطان کو وہ درد شروع ہوگیا۔ جو اسکو ہمیشہ ہوا کرتا تھا اس لیے پہاڑی پر ایک مختصر سا خیمہ لگا دیا۔ جہاں سے وہ نقشہ جنگ دیکھ سکتا تھا۔ عیسائی پہلے تو نہر کی شرقی جانب چلے اور نہر کے سرے پر پہونچ کر اسلامی لشکر کے انتظام اور بے بدل ترتیب پر ششدر رہ گئے اور سمجھ لیا کہ ایسے منتظم اور تو عددان بہادر صفوں پر حملہ کرنا جانوں کو مفت گنوانا ہے مگر اسلامی ہراول نے بڑھ کر حملہ کر دیا اور تیروں کی بارانی کی کثرت سے جو آسمان کو تیرہ و تار کر دیا۔ عیسائی یہ دیکھ کر نہر کی غربی جانب کو پھرے۔ لیکن اسلامی ہراول نے پیچھا نہ چھوڑا اور عیسائیوں کو تنگ کر دیا۔ اسلامی ہراول کی اس چھیڑ چھاڑ سے یہ غرض تھی کہ عیسائی جوش میں آکر آگے بڑھیں اور حملے کے جوش میں اسلامی صفوف کے قریب آجائیں اور کھلے میدان میں اسلامی شمشیر کے جوہر دکھا کر جنگ فیصلہ کن دکھائیں۔ لیکن عیسائی مسلمانوں کی اسقدر بیباکانہ مستعدی اور تندی دیکھ اپنی خندقوں سے نکلنے پر نادم ہوئے اور وہیں ٹھیر گئے اور جوں توں رات کاٹ کر صبح کے وقت عکا کو واپس ہوئے تاکہ خندقوں کی پناہ میں شاہان یورپ کی آمد تک اپنا بچاؤ کر سکیں واپسی کے وقت سلطانی ہراول نے دشمن کے بازوں پر بہادرانہ ستبرد سے بہتوں کو تیروں سے چھید ڈالا اور اکثروں کو تلوار و نیزہ سے مار ڈالا۔ دشمن اس خیال سے کہ مسلمانوں کو ہماری مصیبت ... اپنے مردوں کو اٹھالے گئے۔ اگر صلاح الدین بیمار نہ ہوتا تو آج ہی عیسائیوں کی طاقت کا فیصلہ کر دیتا سچ ہے "انما الله فی کل شیٔ حکمۃ و له امر هو بالغه ولا ..."

۱۸ لغایت ۲۲ ماہ شوال کو مسلمانوں ایک جماعت نے یہ گھات لگائی اور کچھ سلمان بہادر کیمپ پر جا پڑے مسلمانوں کی قلیل جماعت جانکر چار سو سوار نکل پڑے مسلمان بڑھتے بڑھتے عیسائی سواروں کو گھات سے آگے نکال لائے جنکے پیچھے گھات والے مسلمان قضائے مبرم کی طرح تلواریں کھینچ کر آپڑے

مجاہدین ہی اس معرکہ مین شامل ہوسکے جنگی تعداد یورپ کی افواج سے بہت ہی کم تھی مگر یہہ فوج سلطان صلاح الدین کے ماتحت تھی۔ جو بہادرون کا سرتاج۔ اسلام کا خادم۔ قوم کا ہمدرد۔ امت کا خیرخواہ مانہ شناس بے نظیر سپہ سالار تھا۔ اس کے ساتھی گو قلیل تھے مگر اسلام کا سچا جوش رکھتے تہے وہ اسلام کی حمایت پر اپنی جانین قربان کرنا ہیچ سمجھتے تہے "وہ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ" کی عزت بخش فلاسفی کو بخوبی جانتے تہے۔ انکو یقین تھا کہ جنگی طاقت کے بغیر قوم کی ہستی قائم نہین رہ سکتی اور اس حرارت کے بغیر قوم عزت کی زندگی نہین پا سکتی۔ اگر آج یورپ کے دانت کہٹے نہ کیے گئے۔ تو بیت المقدس ہی نہین بلکہ تمام مقدس مقامات معرض خطر مین آجائینگے۔ یہہ سعادت خدا تعالی نے صلاح الدین کے حصہ مین لکہی تہی۔ کہ یورپ خواہ کسقدر زور لگائے۔ لیکن اسلامی اتحاد کے مقابلہ مین کچھ نہین کرسکتا اسی جنگ صلیبی سے یورپ نے یہہ مفید سبق سیکھ لیا ہے۔ کہ جہان تک ہوسکے سلاطین اسلام مین اتحاد نہ ہونے دین اور مسلمانون کے جہتہ کو وجود مین نہ آنے دین۔ مگر یاد رکہین کہ فرمان الٰہی يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ۔ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ[1] ہر ایک زمانہ مین اپنی صداقت کا ظہور دکہاتا رہے گا۔ بشرطیکہ مسلمان اس کے احکام و کلمات پر عمل کرین۔ اور حق باطل کی تمیز کے لیے قرآن و سنت کو معیار قرار دین۔ اور غیر اقوام کے قومی ملکی مذہبی دباؤ مین آکر خالص اسلامی مذاق کو نہ کہوئین۔ اور خدا کا شکر ہے ابہی تک ایسے پاکباز اشخاص موجود مین اور رہین گے جو اپنی اعلی فراست ایمانی سے غیر اقوام کی پیش کردہ مشکلات سے قوم کو بچانے کی کوشش کر رہے مین۔ اور یقین ہے کہ وہ دن دور نہین کہ مسلمانون کی موجودہ کمزوری دور ہوجائے گی اور غیر اقوام کا رعب موہوم جاتا رہے گا۔

عکا پر رچرڈ اور فلپ کے حملے

عیسائیون کی اس بیشمار فوج کو جو تازہ جوش اور تازہ روح رکھتی تہی اپنے ارادون مین کوئی چیز روکنے والی نہ تہی انہین نے کلین پہینکنے کی کہڑی کردین اور رچرڈ سے پہلے ہی ۷ جمادی الآخر کو حملات شروع کردیے سلطان صلاح الدین جو دشمن کی مدافعت سے کبہی ایک لمحہ بہی غافل نہوا تہا فوراً عیسائی لشکر پر حملہ آور ہوا اور ایسی تندی سے حملہ کیا کہ عیسائیون کو مجبوراً شہر کی طرف سے رخ پہیرنا پڑا اسا و مسلمانان عکا نے شہر سے نکلکر عیسائی کلین جلادین رچرڈ کے آنے پر بہی عکا پر متواتر حملے ہوئے لیکن ہر دفعہ ناکامی کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اسی اثنا مین فلپ و رچرڈ دونو بادشاہ بیمار ہوگئے۔ مجبوراً با فریبا سلطان سے خط و کتابت شروع کی سلطان نے محض شاہانہ خیال سے میوی

[1] سورہ انفال پارہ ۹۔

فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ شاہ انگلستان کا عکا پہونچنا

جون ہی جاڑے کا زور کم ہوا۔ فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ شاہ انگلستان کی آمد آمد کی خبرین مشہور ہوئین مگر تو سلطان نے بہی اسلامی فوجون کی طلبی کے واسطے خطوط لکہے۔ واعظین خطیبون اور علمار نے اسلامی بلاد مین جہاد کا وعظ شروع کیا اور موسم بہار کے آتے ہی امرائے اسلام اور مجاہدین کا آنا شروع ہوا مگر پہلے کی طرح امرا کی کثرت نہ تہی۔ تقی الدین عمر نے تو غلطی سے اپنے گرد و نواح کے علاقہ سے جنگ شروع کردی اور اسوجہ سے شامل جہاد نہ ہوسکا۔

۱۲ ربیع الاول ۵۸۷ھ ہجری کو یورپ سے امدادی شروع ہوئی اور نئی فوجین مور و ملخ کی طرح آنے لگین سب سے پہلے فلپ شاہ فرانس چہہ بڑے جہازون کے ساتھ وارد عکا ہوا خود تو سلطان مقابلہ کو تیار ہوگیا اور حاکم بیروت کو حکم بہیجدیا کہ جنگی جہازات یورپین بیڑے کے لیے روانہ کرے جسکی تعمیل مین اسلامی جہاز کا مقابلہ پانچ انگریزی جہازون سے ہوگیا۔ یہہ جہاز رچرڈ شیردل نے پہلے روانہ کیے تہے اور خود جزیرہ سایپرس مین ٹہیر گیا تہا۔ جہازی لڑائی مین مسلمانون نے فتح پائی اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور سپاہی قید کر لیے۔ رچرڈ دہوکہ سے سایپرس پر قابض ہوگیا۔ جو پہلے یونیون کے قبضہ مین تہا اور سایپرس مین تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ سایپرس کو فتح کرتا ہوا۔ رچرڈ ۲۵ جہازون کے ساتھ ۱۳ جمادی الاول کو عکا پہونچ گیا۔ جسکی آمد پر تمام عیسائی لشکر مین چراغان کی گئی اور پرجوش خوشیان منائی گئین۔ اور عیسائیون کے حوصلے بہت ہی بڑہ گئے۔ ایک سلطانی جہاز نے جوش تہور سے رچرڈ کا مقابلہ کیا لیکن مایوس ہوکر کپتان جہاز نے اپنے جہاز کے تختے توڑ دیے اور اسباب غرق کردیا کہ دشمن کو فایدہ نہ اٹہانے دیا۔

اب عکا کی دیوارون کے نیچے وہ تمام سپاہ سالار اور جنگجو بہادر موجود تہے۔ جن کی ذات پر یورپ کو فخر تہا۔ فرنگیون کے کیمپ سے شاہانہ ہیبت کا نظارہ دکہائی دیتا تہا۔ اور دیکہنے والون کے دلون کو ہلادیتا تہا۔ اور اسباب ظاہری پر مٹنے والون سے عیسائیون کی کامیابی کا اقرار کرا لیتا تہا۔ یورپ کی اسقدر مختلف قومین اس صلیبی جنگ مین شریک تہین کہ انکے قیدیون کی زبان سمجہنے کے لیے بہی مسلمانون کو مترجم نہین ملتے تہے۔ یورپ کے ہر ایک خطہ نے اس لڑائی مین حصہ لیا لیکن اسلامی دنیا کا حصہ کثیر۔ مراکو۔ بربر سپین۔ ہندوستان۔ ترکستان۔ مشرقی ایران نے کوئی حصہ نہ لیا۔ صرف مصر اور شام کے بعض امصار جو سلطان کے زیر حکم تہے۔ اُس کے علاوہ۔ عراق جزیرہ اور شام کے باقی بلاد کے امرا اور بعض عرب

اب عیسایون نے جب دیکھا۔ کہ کلین۔ وبایے جلائے جاتے ہین۔ اس لیے اب کی بار اپنے کیمپ کے نزدیک مٹی کی ایک پہاڑی بناکر کھڑی کردی اور اُس پر متواتر مٹی پھینک پھینک کر اس مٹی کے ٹیلہ کو شہر کے نزدیک پہونچا دیا۔ یہانتک کہ ایک تیر کی مار کا نصف فاصلہ شہر تک رہ گیا جو شہر کو دھمکی دے رہا تہا مسلمان تلوارین گینیان بیلچے لے کر شہر سے نکل آئے۔ گو اُس عیسائی فوج کو جو تودہ کو بڑہا رہے لیے آتی تھی مار کر ہٹا دیا۔ مگر اُس عظیم تودہ کو اُٹھا کر نہ پہینک سکے کیونکہ لاکہون عیسایون نے جو کام کئی ہفتون مین کیا تہا وہ سیکڑون مسلمان چند گھنٹون مین کس طرح کرسکتے تہے۔ ہان اتنا کیا کہ اُس کے رستہ مین فراخ اور گہری خندقین کہود ڈالین۔

عکا کی مایوس حالت

اب قلعہ کی فوج قلت۔ بیماری۔ قحط سے دن بدن کمزور ہوتی جاتی تہی اور اپنی تکلیف اور مجبوری کی خبرین کبوترون کے ذریعہ سلطان کو لکہتی تھی جس سے سلطان نہایت رنج و غم مین مبتلا تہا۔ اور غمون سے حواس باختہ ہورہا تہا۔ وہ دن رات بے چینی اور سواری مین گذارتا۔ اور راتون کو نہ سوتا۔ بہت کوشش سے تہوڑی سی فوج قلعہ مین داخل کرسکا۔ مگر فوج کی کمی بدستور رہی فصیلون کی حفاظت اور کلون کو ادہر ادہر لیجانے اور عیسائی کلون کا جواب دینے کے لیے کافی سپاہی نہ تہے اور فصیل کا کچھ حصہ بہی گرچکا تہا۔ سلطان کے پاس اول تو بمقابلہ عیسایون کے فوج ہی کم تہی دوم عیسائی تو اپنے مورچون سے باہر سر نکالتے ہی نہ تہے اور اُنکے مضبوط مورچون پر حملہ کرنا مسلمانون کو مفت کٹوانا تہا۔ یورپ سے مدد عیسایون کو برابر پہونچ رہی تہی۔ اور قلعہ والون کے پاس فوج کے علاوہ سامان جنگ وغیرہ بہی نہ رہا تہا۔ عیسایون نے جو مٹی کا ٹیلہ بنایا تہا وہ شہر کے قریب پہونچ چکا تہا جسکی اوٹ مین عیسائی اطمینان سے سرنگ وغیرہ لگا رہے تہے اور محاصرے مین شدت دکہا رہے تہے۔ اس ناامیدی کے عالم مین امیر سیف الدین علی بن احمد الہکاری المعروف بہ مشطوب جو امرائے عکا مین سب سے بڑا بارسوخ تہا۔ فلپ شاہ فرانس کے پاس حاضر ہوا۔ اور درخواست کی کہ اگر مسلمانون کو صحیح و سلامت قلعہ سے نکلجانے دین تو حوالہ کیا جاسکے۔ مگر شاہ فلپ نے یہ شرط پیش کی کہ مسلمان تمام بلاد ساحل کو جو جنگ طبریا کے بعد فتح کئے تہے دیدین یہ جواب سنکر امیر مشطوب نے کہا کہ ہم مین اور میرے ہمراہی شہر کے نیچے مرجائینگے اور عکا کی ایسی حفاظت کرینگے جیسا شیر اپنے گھرانے کی کرتا ہے مگر جو علاقہ ایک دفعہ اسلامی تصرف مین آچکا ہے وہ عیسایون کو نہین دیا جاسکتا۔ امیر مذکور صلح سے مایوس ہوکر واپس قلعہ

اور برف وغیرہ جنکے لیے وہ ترس رہے تھے بہیجدیے اور کسی چال مین نہ آیا۔ رچرڈ اور فلپ کے صحت یاب ہونے پر نہایت جوش سے حملہ ہونے لگا اور کئی دفعہ بہادر (کروسیڈر) شہر کی دیوارون تک پہونچ گئے۔ لیکن جان باز محصورون نے ہر دفعہ انکو مار مار کر ہٹا دیا۔ اور باہر سے شیر دل سلطان نے ان تہلک غازیانہ کوششون سے عیسائی صفون کو چیر کر اور عیسائی ساعی کو ملیامیٹ کر کے قلعہ والون کے حوصلہ بڑہا تا تہا۔ اور فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منہم کل بنان" کا حق ادا کرتا تہا۔ اور یورپ کے بہادرون کو اسلامی شمشیر کے جوہر دکہاتا تہا۔

ابیات مؤلف

بجولان در آوڑتا زی نژاد
ز تیغ اژدہا را دہن برکشاد
کسی کو بجنگش سر افراختی
چہ شیر و ہژبر و نہنگ و پلنگ
بہر سو کہ بازو برافراختے
ز تیغ صلاح رچرڈ و شیر دل
نہ رائے کہ بہر وفا بر جہد
ہمہ آبروئے یلی باختہ
شہ تیغ زن تیغ باری نمود

تزلزل در ایوان یورپ فتاد
بصید نصاری قدم در نہاد
اگر کوہ بودے سر کشش باختے
گہ حملہ پیشش چہ روباہ لنگ
سران یلان را بر انداختے
در افتاد حیران چو خر در وحل
نہ راہے کہ پستر قدم در نہد
خناذیق را مانے ساختہ
ز جملہ یلان گوئی سبقت ربود

سلطان کی یہ تمام پرجوش غازیانہ تردودات اور مجاہدانہ حرکات تمام غازیان اسلام کو فرمان رسول مقبول "افضل الجہاد ان یہرق دمک و تعرق جوادک" کا مصداق بنا رہا تہا۔ ہر ایک سردار فوج قومی جنگ کا حق ادا کرتا تہا۔ سلطان کا بہادر بہائی ملک العادل بڑہ بڑہ کر تہور اور شجاعت کے نمونے دکہاتا تہا۔

اس جنگ عظیم کا نتیجہ یہہ ہوا کہ قلعہ والون نے عیسایون کی کلین وغیرہ پہر جلا دین اور لوٹ مار کر قلعہ مین چلے گئے گو قلعہ کی فوج اب مرتی کہپتی بہت قلیل رہ گئی تہی۔ اور عیسایون نے خشکی اور تری دونون طرف سے بیرونی امداد کو ہر طرح سے روکا ہوا تہا مگر باوجود اسقدر قلت و شکستہ حالی کے پہر بہی بارہا قلعہ سے نکلکر یورپ کی مور و ملخ فوج پر حملہ آور ہوتے رہے کلین جلا دین خندقین بہر دین۔ مورچے توڑ تاڑ دیئے دمدمون کو اکہاڑ پہینکدیا اور جہاد صابراً محتسباً۔ کا حق ادا کرتے رہے مگر افسوس کہ محاصرہ نہ اُٹھہ سکا اور قلعہ کی فوج بہی متواتر لڑائیون سے تہک گئی۔

اور صلیب اعظم اور پانچسو معزز عیسائی قیدی دیے جائین علاوہ اسکے چودہ ہزار دینار نقد مرکین والی صور کو سلطان ادا کرین۔

اور ایفائے وعدہ اور ادائے زر و مال کی مدت دو ماہ قرار پائی جب عہدنامہ پر دست خط ہو چکے اور قسمون سے اطمینان کر چکے تو قلعہ عیسائیون کے حوالے کیا گیا۔ اور یہہ واقعہ ۷ جمادی الآخر ۵۸۷ھ بروز جمعہ سلطان جو کہ شہر کو بچانے کے لیے ایک آخری کوشش کرنے کی تیاری کر رہا تہا۔ اور اس امر کے لیے بڑی بڑے امرا اُس کے خیمہ مین مشورہ کر رہے تہے کہ صلیبی جہنڈے فصیل اور برجون پر اُڑتے دیکہے یہہ دیکہہ سلطان حیران اور ششدر رہ گیا اور اُسکے رنج و غم کی حد نرہی سلطان کا رنج اس شفیق والدہ کی طرح تہا جو اپنا پیارہ بچہ کہو بیٹہتی ہے سلطان انکو تسلی دیتے تہے اور انکو کسی طرح تسلی نہین آتی تہی۔

عیسائیون نے قلعہ مین داخل ہوتے ہی عہدنامہ کو بالائے طاق رکہا اور عکا کے تمام مسلمانون کو قید کر لیا۔ اور بہانہ یہہ کیا کہ جب نقدی صلیب اعظم نہ دی جائے تو نہین چہوٹ سکتے۔ اور سلطان سے اس عہدنامہ کے شرائط پورا کرنے کے لیے خط و کتابت ہو رہی تہی۔ لیکن سلطان کو اگرچہ ان شرائط کا ماننا ناگوار تہا لیکن مسلمانون کی عزیز جانون کی رہائی کے لیے تیار تہا۔ کہ عیسائی قیدی اور صلیب دیدے چنانچہ دمشق سے قیدی منگوا لیے تہے اور ایک لاکہہ دینار بہی جمع کر لیے تہے۔ لیکن فرنگیون کی بدعہدی سے ڈر کر یہہ رائے قرار پائی کہ جب تک جدید قسمین نہ اٹہائین اور عیسائی فرقہ داویہ جو جملہ عیسائیون مین ایفائے عہد مین مشہور تہا ضامن نہوا۔ کہ مسلمان قیدیان عکا کو چہوڑ دیا جائے گا۔ کچھ ہی نہ بہیجا جائے اس لیے سلطان نے شاہان یورپ کو لکہا کہ ایک لاکہہ دینار اور صلیب اعظم اور عیسائی قیدی بضمانت فرقہ داویہ دینے کو تیار ہون اور باقی کے عوض رہن دیتا ہون تم مسلمان قیدیون کو چہوڑ دو۔ مگر فرقہ داویہ نے ضامن ہونے سے انکار کیا۔ اور صاف کہدیا کہ ہمکو اہل یورپ کے قول و فعل پر کچھ اعتماد نہین۔ اور شاہان یورپ نے جواب دیا کہ تم تو نقدی اور قیدی اور صلیب اعظم بہیجدو ہمارا اختیار رہو گا کہ جس مسلمان قیدی کو چاہین رہا کرین اور جسکو چاہین قید رکہین اس سے عیسائیون کی غداری اور بیوفائی کا حال کہل گیا۔ عیسائیون کا یہ منشا تہا کہ ادنی درجے کے مسلمانون مثلاً سپاہیون۔ شاگرد پیشہ ملتگارون کم حیثیت اشخاص کو چہوڑ دین اور امرائے لشکر اور معتبر دولتمندونکو قید رکہین اور بہاری زرفدیہ لیکر رہا کرین۔ مگر سلطان ایسا دہوکہ مین آنے والا کہان تہا۔ اور ایسی کڑوی شرطین صرف مسلمانان عکا کی رہائی کے لیے منظور کر رہا تہا۔ ورنہ کوئی پست ہمت نہ تہا۔ کہ اس طرح دب جاتا۔ کہ تم کثیر اور

مین چلا گیا۔ اور شہر کے مسلمانون پر ضعف چھا گیا۔ افسوس کہ صلاح الدین نو سیکڑون جگہے عیسایون کو یہی طرح امان دے چکا تہا اور عیسایون نے ایک جگہہ بہی اپنی انسانیت اور عیسویت کے لمبے چوڑے دعوون کو ثابت نہ رکہا۔

گو اب بہی شہر والے عیسایون کے حملہ کا جواب دیتے تہے۔ مگر وہ حفاظت کا پہلا پرجوش پہلو چھوڑ دیا گیا تہا۔ اسی اثنا مین رات کے وقت دو مسلمان امیر خفیہ طور سے مع متعلقین قلعہ سے نکل گئے جس سے قلعہ والون کی حوصلے اور پست ہو گئے۔ ہمتین ٹوٹ گئین۔ فوج پہلے ہی کم تہی۔ اس لیے اب ہلاکت کا صحیح نقشہ آنکہون کے سامنے پہر رہا تہا۔

عیسایون نے سلطان صلاح الدین کو قلعہ تسلیم کرنے کو لکہا جس نے اس شرط پر منظور کیا کہ جسقدر عکا مین مسلمان ہین اسیقدر عیسائی قیدی مین چہوڑ دونگا۔ لیکن عیسایون کی صلیب اعظم وغیرہ کے شرائط نے صلح نہ ہونے دی۔ سلطان نے عکا والون کو لکہا کہ رات کو جریدہ طور سے عکا سے نکل جائین اور باہر سے سلطان نے جملہ انتظام حفاظت درست کر لیا تہا۔ لیکن شہر سے نکلتے نکلتے صبح ہو گئی۔ اور دو عیسائی غلامون نے باہر کے عیسائی محاصرین کو خبر دیدی جنہون نے تمام رستہ اونکے بند کر دئے اور قلعہ پر تمام فوج نے حملہ کر دیا۔ قلعہ والون نے جہنڈیون کے ذریعہ اپنی ہولناک حالت سلطان پر ظاہر کی جسکو دیکہ کر مسلمان فرط رنج وغم سے زار زار رونے لگے۔ اور عیسایون پر ٹوٹ پڑے۔ اسحملہ مین صلاح الدین سب سے آگے شیر غضبناک کی طرح تہا۔ حملہ ایسا سخت ہوا کہ عیسایون کے تمام بیرونی مورچے حفاظت کا ہین مسلمان حملہ آور فتح کرتے ہوئے انکی خندقون مین جا گہسے اور تلوارون سے دشمن کو ڈہیر کرنے لگے مگر ابہی خندقون سے گذرنے نہ پائے تہے کہ عیسایون کی فوج مور وملخ کی طرح عکا کے مقابلہ پر تہوڑی سی فوج چہوڑ کر سلطان کے مقابل آ گئے۔ اب مسلمانون کو بڑہنا مشکل ہو گیا و ہین دیر تک گہمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ سلطان کے اس حملہ سے سوا اس کے اور کوئی فائدہ نہ نکلا کہ چند ہزار عیسائی تہ تیغ کیے گئے اور عکا کی فصیل پر صلیبی نشان لہرانے مین کچہ وقفہ پڑ گیا

عکا پر عیسائی قبضہ

امیر شطوب نے کور کو جب یقین ہو گیا کہ سلطانی ساعی سے عکا کو کچہ فائدہ نہین پہونچ سکتا۔ اور خود عکا کی قلیل اور بے سر وسامان جان ہار فوج مدافعت نہین کر سکتی ناچار عیسائی کیمپ مین آیا۔ اور قرار پایا کہ مسلمان عکا سے صحیح وسلامت مع مال واسباب نکلجائین اور قلعہ اور دو لاکہہ دینار نقد

بخوبی ہوسکتا ہے اور مذہب کی جانچ پڑتال کے لیے مقلدین مذہب کے افعال ہی کچھ وزن رکھتے ہین تو اسلام کا
پلڑا نہایت ہی جھکا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

سلطان نے جون ہی یہہ دلخراش خبر سنی تو ہوش حواس جاتے رہے رنج وغم کا کچھ ٹکانا نہ رہا۔ بیقراری
وگریہ زاری کرنے لگا واقعی ان مظلوم بہادرون کی یاد مین رجنہون نے برسون مذہب اور قوم کا نشان در علم یورپ
کی چھلاکہہ فوج کے سامنے کمال استقلال اور تہور اور جلال سے قائم ہی رکہا تہا۔ بلکہ سیکڑون دفعہ قلعہ سے نکلکر دشمن
کی تمام تدبیر محاصرہ کو جلا کر خاک کرتے اور ہزارون کا گاجر مولی کی طرح کاٹ کر صحیح وسلامت نکلجاتے رہے
اسطرح رسون مین باندہ کر جانورون کی طرح ذبح کیے جائین ماجسقدر رشیون دبکا کیا جاتا کم تہا۔
سلطان جسکو ایک ایک مسلمان مجاہد فرزندون سے زیادہ عزیز تہا۔ اور اس حادثہ سے سخت بیتاب تہا
اگر پابند حکم خدا و رسول نہوتا اور اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ[1] اسکے مدنظر نہوتا تو وہ بہی رچرڈ خونخوار کیطرح
عیسائی قیدیون کو جو ہزارون کی تعداد مین تہے ذبح کر ڈالتا مگر وہ پابندی شریعت محمدی سے مجبور تہا وہ قیدی پرور کرم
خصائل اور بہادرانہ عادات کے برخلاف جانتا تہا۔ اس لیے اس نے ایسی کوئی حرکت نہ کی جس سے وہ اخلاقی مجرم بنتا
ہان رچرڈ نے آیندہ اسکو یہہ سبق پڑہا یا کہ آیندہ معرکون مین وہ عیسائیون کی مدارات اکثر تلوار سے ہی کرتا رہا۔
اب جس امر کے لیے سلطان طالب صلح تہا جب ہی ہاتہہ سے جاتا رہا یعنی مسلمان قیدی شہید کیے گئے اس لیے ایک
لاکہہ دینار جمع شدہ بانٹ بونٹ دیے اور عیسائی قیدی اور صلیب دمشق بہیجدیے اور نہایت جوش سے شہدائے
عکا کا انتقام لینے کے لیے بہادرون کی طرح کہڑا ہوگیا۔ اور حملہ کر دیا اس حملہ مین سلطان حمایت درسالون کو خود
ہدایت کرتا اور خود ہی کمان کرتا۔ اور ہر ایک معرکہ مین خود ہی موجود ہوتا عیسائیون نے کوئی جرأت نہ دکہائی۔
اور عیسائی میدان سے ہٹ گئے جسکا نتیجہ سوا اسکے اور کچھہ نہ نکلا کہ سلطان نے ہزارون عیسائی میدان مین مار کر
اپنا دل ٹہنڈا کیا۔ اور مسلمان شہدا کی بیگور وکفن لاشون کو دیکھہ کر گریہ وزاری کا عالم برپا کیا۔

فرنگیون کا عسقلان کو کوچ کرنا

صلاح الدین بلاد ساحل کے انتظام کے احکام دیکر کچھہ آگے بڑہ کر عیسائیون کی انتظار مین پڑ رہا اور عیسائی عسقلان
کے ارادہ سے حیفا کو چلے ساحل سمندر کو نہین چہوڑتے تہے عیسائی جہاز بڑی فوج کے ساتہہ ساتہہ محاذی چلتے تہے اسکی
دو وجہہ تہین ایک تو عیسائیون کی رسد خوراک وغیرہ کا مدار جہازون ہی پر تہا کیونکہ خشکی کی طرف سے مسلمان ایک
تنکہ لینے نہ دیتے تہے۔ دوئم عیسائی فوجین صلاح الدین سے اسقدر مرعوب تہین کہ کسی سخت وقت پر صرف جہازون
کو ہی اپنے بچاؤ کی جائے پناہ سمجہتی تہین گویا عکا کی گران قیمت فتح نے مسلمانون کی بہادری کا سکہ انکے دلون پر بٹہا

[1] پارہ ۱ سورہ بقرہ ۱۲۵

اور صلیب لینے کو تیار ہوجاتا۔
فلپ شاہ فرانس بعض ضروری انتظامون کے لیے صور چلا گیا اور رچرڈ ایک لاکھ فوج کے ساتھ عکا رہا۔ ۲۰ رجب ۵۸۷
ہجری منگل کے دن تمام عیسائی سوار و پیادہ شہر سے نکلکر مقابلہ سلطان کو روانہ ہوئے جو پہلے ہی اس انتظار مین بیٹھا
تھا کہ کبھی عیسائی اپنے مضبوط مورچون اور خندقون سے نکل کر سامنے آئین۔ بس عیسائی فوج دیکھتے ہی بھرے
ہوئے شیر کی طرح حملہ آور ہوا۔ **لمؤلفہ**

چو شیر گرسنہ کہ بر صید گور ۔۔۔ در افتد برو جان شیرن بزور
ہمین سان در آمد شہ تیغ زن ۔۔۔ نظام عدو را فگندہ ز بن
کسی را نشد آرزوئے نبرد ۔۔۔ کہ پیشش در آید چو مردان مرد
چہ پیل و نہنگ و چہ شیر و پلنگ ۔۔۔ ز تیغش کجا جان برد روز جنگ
بنوک سنان گردنان را ز زین ۔۔۔ بر آورد سلطان و زد بر زمین۔
برچرڈ و نماند ایچ تاب و توان ۔۔۔ کہ شیرانہ صولت نمائد عیان
بعکا برفت او بجان حزین ۔۔۔ ز سلطان شکستہ کہ رشد چنین

مسلمانون نے پر زور حملون سے عیسائی مورچے چھین لیے اور چند بہادر جانباز مسلمان عیسائی صفون مین گھس
گئے اور انسان حیوان کو یکسان تلوار کی گھاٹ اُتارنے لگے اور رات تک کشت و خون کا بازار گرم رہا رچرڈ
جو عیسائیون مین شیر دل مشہور تھا اسلامی شیر کے سامنے گیدڑ نکلا اور نہایت یاس و حرمان کے ساتھ ہزارون
بہادرون کی قیمتی جانین مفت گنوا کر عکا کو واپس ہوا۔
مگر اس شکست کا نزلہ بے یار و مددگار بے دست و پا مسلمان قیدیون پر گرا کر اپنے نام کو ظالم سفاک غدار مکار
بیرحم کے ناپاک خطابون سے مخاطب کر دیا جسقدر عکا کے مسلمان قیدی تھے ان مین سے چند امرا اور
اہل دول کے سوا سب کو رسیون مین باندھ کر قتل کر دیا۔ اور پانچ ہزار یا تین ہزار مسلمان تہ تیغ کر کے
بزدل اور نامردون کی طرح اُن مقتول عیسائیون کا بدلہ لیا کہ جنکو بہادران صلاحی نے میدان جنگ مین
عین مقابلہ کے وقت شجاعت سے جوہر دیکھا کر ہلاک کیا تھا جو انسان ذرہ بھی رحم کا مادہ اور انسانیت سے
مس رکھتا ہے وہ کبھی ایسی ذلیل حرکت کو نفرت اور کراہت بغیر نہین دیکھیگا مسلمان مورخ نہین بلکہ خود عیسائی
مورخ رچرڈ کے اس مجنونانہ فعل پر تاسف کرتے ہین رچرڈ کو صرف قیدیان عکا پر ہی دسترس ہوئی مگر وہان اپنی شرافت
اور انسانیت کا کچھ بھی ثبوت نہ دے سکا۔ صلاح الدین نے سیکڑون امصار اور قلعہ فتح کیے مگر کسی عیسائی داخل امان
کا قتل تو کجا بلکہ اُسکا مالی نقصان بھی گوارا نہین کیا۔ یہ کھلے واقعات ہین جنسے رچرڈ اور صلاح الدین کے اخلاق و عادات کا مواز

تاب لاسکین اور بہاگ کر قلب مین پناہ گزین ہوئین جہان کہ وقار سلطان صلاح الدین خود موجود تہا میدان
جنگ کے پاس ہی ایک گہنا جنگل تہا وہان مسلمان گہس گئے عیسایون نے اس خیال سے کہ کہین عکا والی شکست نہ ہو
جہان عیسایون نے نقصان کثیر اٹہایا تہا اور یہان ابہی بہادر سلطان کافی فوج کے ساتہہ قلب مین موجود تہا
اسلیے بصورت شکست کو ایک مہو کہ سمجہ کر آگے نہ بڑہے اگر بڑہتے تو ضرور سلطان فائدہ اٹہا لیتا لیکن عیسائی
سمجہے اس لڑائی کا نتیجہ ہر ایک فریق اپنے اپنے حق مین عہد جانتا تہا لیکن حق یہہ ہے کہ پہلے عیسایون کو شکست
ہوی اور پہر مسلمانون کو فرق یہہ ہے کہ رچرڈ و شکست یافتہ فوج کے ساتہہ خود ہی اپنی جگہہ چہوڑ گیا تہا اور صلاح الدین
بیخوف و خطر قلب مین جما رہا اور خود دشمن ہی خطرات سے ڈر کر میدان جنگ سے ہٹ گیا۔ واقعی اس لڑائی مین
فریقین نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور قومی جنگ کا بخوبی حق ادا کیا۔ اس لڑائی مین عیسایون کے صرف ایک
ہزار سوار ہی قتل ہوئے تہے عیسائی یافا کو چلے گئے مگر یہان کوئی مسلمان نہ تہا اسلیے بلا مانع قابض ہو گئے
اور صلاح الدین رملہ کو چلا گیا۔

عسقلان کی بربادی

صلاح الدین نے جب سنا کہ جب عیسائی عسقلان کا ارادہ رکہتے ہین اوسنے تمام سرداران فوج کی کمیٹی کی سبنے
یہی رائے دی کہ ہم عسقلان کی حفاظت نہین کر سکتے کیونکہ ہماری پاس فوج اسقدر نہین جو عسقلان کو بہی بچا سکے اور دشمن
کا مقابلہ بہی کر سکے اسلیے بہتر یہی ہی کہ عسقلان گرا دیا جائے تاکہ دشمن فائدہ نہ اٹہا سکے۔ پہلے عکا کی فتح سے دشمن
کی طاقت بڑہ گئی ہے اور ہماری گہٹ گئی ہے اگر عسقلان جیسا مضبوط اور مفید شہر پر عیسائی تصرف ہو گیا
تو مسلمانون کیلیے دگنی مصیبت ہو جائی گی۔ سلطان نہین چاہتا تہا کہ عسقلان جیسے خوبصورت اور عالیشان
شہر کو اپنے ہاتہون سے ویران کری اس لیے اسنے اس رائے سے اختلاف کیا اور قلعہ مین فوج داخل کرنے کی
تجویز کو پیش کیا۔ مگر امرا نے کہا کہ جبتک تم خود یا تمہارے بیٹے ہمارے ساتہہ داخل نہین ہونگے ہم ہرگز قلعہ
مین پاؤن نہین دہرینگے تاکہ عکا والون کی طرح ہمکو بہی مصائب و تکالیف کا نشانہ بننا نہ پڑے۔ واقعی
امرا کا یہہ عذر نہایت معقول تہا کیونکہ عکا کی دیوارون کے نیچے سو لڑائیان اور نو بڑی معرکہ عظیم عیسایون اور
مسلمانون مین ہوئی تہے اور محصورین عکا نے فوق العادہ شجاعت کے ساتہہ بارہا قلعہ سے نکلکر دشمن کی تدبیر
محاصرہ کو خاک مین ملایا اور ہزارون کو تہ تیغ کیا تہا اور سلطان اور اسکی ہمراہی فوج نے کئی بار جانو پر کہیلکر
عیسایون پر حملہ کیے اور باوجود قتل و بیماری سے کئی لاکہہ عیسایون کے ضائع ہونے کے عکا نہ بچ سکا۔ اور
رچرڈ کی ظلم و سفاکی کے سامنے صلح و امان اطاعت حلف و عدہ کوئی بہی بہادرون کی جانون کا ضامن نہو سکا

دیا تھا تین ہزار مقتول قیدیوں میں عکا کے باشندے اور درّ کا ندار ۔ اور خدمتگار وغیرہ لوگ داخل تھے پس ان کے بعد جنگجو مسلمان چند سو ہی رہ جاتے ہیں مگر ان سیکڑوں نے جس تہوڑے سے لاکہوں کا منہ پہیر دیا اور باہر سے صلاح الدین نے باوجود قلیل فوج کے جس جان فروشی سے بارہا عیسائی کیمپ پر حملہ کیا ۔ اور ہزاروں کو قتل کر کے واپس ہوا اُس سے عیسائی اسلامی شجاعت کا اندازہ کر چکے تھے انہوں نے جان لیا تھا کہ جب عیسائی معدود چند قیدی بہادران اسلام کو نہیں روک سکیں اور چھ لاکھ کی جمعیت سلطان کو نہیں ڈرا سکی تو اب ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ فوج کیا کمائی کر سکتی ہے اس خیال سے وہ اپنے بچاؤ کے لیے خیالات کو ساتھ رکھتے تھے ۔ سلطان بھی عیسائیوں کی روانگی کی خبر سُنکر مقابلہ کو روانہ ہوا ۔ اور رستہ میں چاروں طرف سے ستانا شروع کیا ۔ جب موقعہ پاتے عیسائی فوج پر اسیطرح گرتے جسطرح شہباز چڑیوں کی ڈار پر یا تیر شکار پر پڑتا ہے تیروں کی بوچھاڑ سے ان کو تیر و تار کر دیا ۔ اور عیسائی فوج ساقہ کو مار کر بہتوں کو قید کر لیا اور سلطانی فوج نے تنگ کیا کہ قیساریہ تک پہونچنے میں جو بارہ فرسنگ کا فاصلہ تہا ۔ ۶ دن لگ گئے ۔ قیساریہ پر سخت مقابلہ ہوا جسمیں عیسائیوں کا بہت نقصان ہوا ۔ یہان کچھ عیسائی فوج لشکر سے جدا ہو گئی جسکو مسلمانوں نے بعد جنگ قید کر لیا ۔ قیساریہ سے عیسائی فوجیں ارسوف کو روانہ ہوئیں جہان سلطان پہلے ہی پہنچ گیا چونکہ ارسوف تک رستہ تنگ قابل جنگ تہا اس لیے کہیں بھی سلطان جم کر نہ لڑا اور ارسوف کے میدان وسیع کو میدان جنگ قرار دیکر عیسائیوں سے پہلے مفید مقام پر ڈیرہ لگا لیا ۔

ارسوف کا جنگ عظیم

سلطان نے ۱۴ رمضان ۵۸۷ھ ہجری کو ایسا سخت حملہ کیا ۔ کہ عیسائی فوج کو مسلمان دباتے دباتے سمندر تک لے گئے اور کئی ایک ڈوب گئے اور ہزاروں قتل ہوئے یہہ حالت دیکھ عیسائیوں کے بہادر سالاروں نے نہایت عمدہ انتظام سے دو دفعہ حملہ کیا اور دونوں دفعہ پسپا کئے گئے ۔ اس لڑائی کی جان رچرڈ شاہ انگلستان تہا جسنے ہر دفعہ کمال شجاعت اور مردانگی سے مسلمانوں کے حملہ کو روکا ہی نہیں بلکہ خود بڑھ کر حملہ کیا ۔ اور اسلامی صفوں میں تزلزل ڈالدیا ۔ مگر مسلمانوں کے ایک منتخب دستہ فوج نے بحکم سلطان حملہ آور فوج کا بڑھ کر مقابلہ کیا اور قول الرحمن

من جاهد بنفسه وماله فی سبیل الله فاذا لقی العدو ویقتل فذالك الشهید الممتحن فی خیمة الله فی عرشه کا اعزاز حاصل کر کے عیسائی حملہ آوری کی تندی اور جوش کو روک دیا اور شمشیر و سنان سے دست بدست لڑائی ہونے لگی اور بہادروں کے خون کی ندیاں بہنے لگیں یہہ حال دیکھ کر رچرڈ کو ہٹنا پڑا ۔ مگر یورپ کی مختلف قوموں کے پرجوش سالاروں نے پھر مجتمع ہو کر ایسی تندی سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کی اگلی صفیں

امداد یورپ سے پہونچ سکتی ہے۔ وہان بارہا قحط۔ فاقہ وبا مین مبتلا ہونا پڑا تو خشکی پر ساحل سے دور خصوصًا اسلامی علاقو
مین ہمیر کیا کیا مصیبتین نازل ہونگی مسلمانون کے مذہبی جوش پر غالب آنا اور بیت المقدس کا لینا آسان کام نہین
اس لیے وہ اپنے دس ہزار اور پانچ سو سوار ڈیوک آف برگنڈی کے ماتحت چھوڑ کر فرانس چلا گیا ضرور رچرڈ کو ظالمانہ تشدد اور
متکبرانہ انداز کا بھی اثر ہوگا۔ لیکن فرانسیسی مورخ کے قول کے مطابق صرف اسی امر کو وجہ مراجعت قرار دینا واقعات کے
خلاف ہے۔ فلپ شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھہ فاتحانہ خیال رچرڈ سے کم نہین رکھتا تھا۔ وہ فوج کثیر اور کمال مذہبی جوش
ساتھہ بیت المقدس چھوڑانے آیا تھا۔ وہ اس کام مین اپنے کسی حریف کے پیچھے رہنا پسند نہین کرتا تھا۔ جبکہ رچرڈ اور
دیگر امراے یورپ صلاح الدین کو مقابلہ پر بھی جمع بیٹھے تھے تو اسکا فرانس کو کھسک جانا قومی جرم اور مذہبی غدر
کے علاوہ صاف بزدلی اور نامردی کا نشان تھا۔ اگرچہ رچرڈ بدمزاج تھا لیکن فلپ کوئی اس کے ماتحت نہ تھا۔
وہ اکیلا بھی بہت کچھ کر سکتا تھا۔ جہہ کبھی باور نہین آیا کہ فرانسیسی مغرور قوم کا شہنشاہ انگریزی بادشاہ کے سے
اسطرح واحد حکومت اور اختیارات کا وسیع میدان خالی چھوڑ جاتا اور رچرڈ کو فتح فلسطین کی ناموری کیلیے
اکیلا موقعہ دیتا۔

بہرحال یہ امر صاف ہے کہ شاہ فرانس صلاح الدین کی بے نظیر جنگی لیاقت اور اسکی فوج کی تہور اور بسالت دیکھکر سمجھ
چکا تھا۔ کہ جن تمناؤن اور ارادون کو ساتھہ لیکر ہم وطن سے نکلے ہین انکا پورا ہونا محض خواب و خیال ہے بہتر
یہی ہے کہ عکا کی فتح کو ہی کافی جانکر آبرو کے ساتھہ واپس چلا جائے۔ واقعی فلپ کی فراست درست
نکلی اس کے چلے جانے کے بعد رچرڈ نے قدم قدم پہ ٹھوکرین کھائین اور غازیان اسلام کے سامنے کوئی بھی
شیرانہ صولت نہ کھائی بلکہ ہمیشہ روباہ بازی اور گیدڑ بھبکیون سے پیچھا چھوڑاتا رہا۔ اور جسکا جواب شیر دل سلطان
کی طرف سے ہمیشہ ع

عروس ملک کسی در کنار گیرد چست — کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

کے بہادرانہ الفاظ مین دیا جاتا رہا۔

۱۷ شعبان ۵۸۷ھ کو عسقلان ویران ہوا اور محرم ۵۸۸ھ مین رچرڈ نے عسقلان کو تعمیر کرنا شروع
کیا۔

سلطان کی مستعدی

صلاح الدین عسقلان سے رملہ گیا اور اسکا قلعہ گرادیا اور وہان سے جریدہ طور سے بیت المقدس پہنچا اور اسکو
مضبوط اور مستحکم کر دیا۔ غلہ بارود ہر ایک قسم کی ضروری اشیا بیت المقدس پہنچا دین اور عمدہ انتظام کیلیے

فوج کی قلت اسپر اور مستزاد تہی عسقلان مین فوج رکہی جاتی تو اسلامی طاقت تقسیم ہوجاتی - اور مقابلہ مین دقت ہوتی ان تمام وجوہات سے سلطان کو امرائے کی بات ماننی پڑی - اور عسقلان کو روانہ ہوا اور گرانیکا حکم دیا فوج کو فصیل وغیرہ کے گرانے پر مقرر کیا - اور خود رات دن کہڑے ہو کر نگرانی کرتا رہا - پتہر دن کو پانی مین پہینکدیا شاہی گودام کیمپ جسقدر غلہ وغیرہ ذخیرہ موجود تہا لٹوا دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذخائر اسقدر کثیر تہے کہ جلدی اٹہوائی نہین جا سکتے تہے یا کمی بار برداری سے اٹہا نہین سکتا تہا۔

سلطان نے یہ دیکہہ کر کہ دشمن کے پہنچنے سے پہلے گرانے کا کام مکمل نہین ہوسکتا - آگ لگادی عسقلان کی بربادی سے سلطان کو اپنی اولاد کے ضائع ہونے کے برابر غم تہا لیکن اسلام کی ہمدردی اور مصلحت ملکی سے مجبور تہا - اگر عسقلان بحالت درستی عیسائیون کے قبضہ مین آجاتا تو عکا کی طرح انکے لیے ایک صدی تک عیسائیون کا ملجا اور مسلمانون کے لیے مار آستین بن جاتا۔

۱۷ شعبان ۵۸۷ ہجری کو عسقلان ویران ہوا - اور یہان سے چل کر صلاح الدین رملہ پہونچا اور اسکا قلعہ گرادیا اور وہان سے جزیرہ طور سے بیت المقدس پہونچا اور اسکو مضبوط اور مستحکم کردیا - غلہ بارود ہر ایک ضروری اشیا کو بیت المقدس مین بہردیا - اور ناقابل فتح بنادیا اور سب انتظام ٹہیک کرکے ۸ رمضان کو کیمپ واپس ہوا رچرڈ عسقلان کی بربادی دیکہہ کر متاسف ہوا - اور اسکی مکرر مرمت اور درستی مین مصروف ہوا - اور تیس ہزار جنگجو سپاہی اس کام پر لگائے گئے جو دل سے ناخوش تہے جس سے پایا جاتا ہے کہ رچرڈ وقت ٹالنے کے لیے بہانا ڈہونڈتا تہا - اور صلاح الدین کی لڑائی سے دل چراتا تہا - ورنہ وہ ایک ویران شدہ جگہہ کی تعمیر پر بیجا روپیہ اور وقت کیون کہوتا - مرکیس والی صور نے رچرڈ کی غداری معلوم کی تہی کہ وہ اس سے صور لینا چاہتا ہے اس لیے عکا سے بہاگ کر صور چلا گیا - اور اسکو مضبوط کرلیا - یہ شخص بڑا بہادر اور صاحب تدبیر تہا ان صلیبی لڑائیون کی وہی جان تہا اس نے رچرڈ کو لکہا کہ تم عیسائی فوج کی افسری کے لائق نہین ہو - تمنے سنلیا ہوگا کہ عسقلان کو صلاح الدین نے ویران کردیا ہے جو اسکے ضعف دلالت کرتا ہے اگر مین تمہارے ساتہ ہوتا تو آج عسقلان پر صلیبی جہنڈا ہوتا نظر آتا اس سے پایا جاتا ہے کہ رچرڈ کوئی مدبر جنرل نہ تہا - خود اسکے ہم مذہب اسکو برا جانتے تہے وہ کسی طرح بہی صلاح الدین سے نسبت نہین رکہتا تہا۔

فلپ شاہ فرانس تو عکا کی دندان شکن فتح اور صلاح الدین کی شیرانہ مستعدی اور عیسائی لشکر پر بیباکانہ تاخت و تاراج قتل وغارت کا بازار گرم دیکہہ کر سمجہہ چکا تہا کہ جب ایک شہر کے فتح کرنے مین چھ لاکہہ عیسائیون کو پورے تین سال لگے ہین اور جسپر یورپ کے لاکہون بہادرون کی جانین قربانی دی گئی ہین اور کرورون کا خزانہ پانی کی طرح بہایا گیا ہے تو معلوم نہین کہ بیت المقدس پہنچنے تک کیا کیا مشکلات پیش آوینگے - اور جب ساحل سمندر پر جہان ہر ایک قسم کی

جب رچرڈ کی یہہ تدبیر بھی نہ چلی تو پھر لڑائی کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے لگا مگر تھوڑی سی حرکت مذبوحی کے بعد پھر ملک العادل سے خط و کتابت شروع کردی اور شرائط میں یہہ ترمیم پیش کی کہ اگر صرف یوروشلیم اور صلیب اعظم دیجائے تو وہ یورپ کو چلاجائے گا۔ صلاح الدین نے جواب دیا کہ یوروشلیم کا چھوڑنا ہمارے لیے بڑی گناہ ہے وہ ہماری مقدس عبادت گاہ ہے۔ صلیب کی لکڑی ایک نشان بت پرستی ہے۔ اسکو واپس دیکر خدا و رسول کے نزدیک بت فروش اور شرک پھیلانے والا نہیں بن سکتا۔ یہہ وہی صلیب اعظم ہے جس کے لیے شہنشاہ قسطنطنیہ اور جارجیا مجکو بڑی بڑی بھاری رقم کا لالچ دے چکے ہیں۔ لیکن میں عیسائیوں کو صلیب واپس دیکر بت پرستی کی شرمناک رسم کو تازہ کرکے خدا و رسول کے نزدیک شرمسار نہیں ہونا چاہتا۔ پس اس دفعہ بھی رچرڈ کی مراد پوری نہ ہوئی۔

تنبیہ

زمانہ حال کے مسلمانوں کو صلاح الدین کی مضبوطی ایمان اور اتباع قرآن پر غور کرنا چاہیے کہ صلیب کی پرستش کو بت پرستی خیال کرکے نہ روپیہ کے لالچ سے اور تلوار کے خوف سے کسی طرح بھی گوارہ نکیا کہ اپنے عقیدہ کو دنیوی فوائد پر قربان کریں اور آج مسلمانوں کے عقائد کا یہہ حال ہے کہ تصویریں کھچوائی جاتی ہیں گھروں میں لٹکائی جاتی ہیں اور سنگین بتوں کی لاگت میں چندہ دیے جاتے ہیں اور ایسے جلوس میں بخوشی داخل ہوتے ہیں حالانکہ اگر ذرہ بھی اخلاقی جرأت ہو اور اپنی ایمانی طاقت سے اسلامی عقیدہ کو ظاہر کردیں تو اس آزادی کے زمانہ میں کوئی بھی مجبور نہیں کرسکتا۔ مگر ایمان کی کمزوری سے خدا پرستی اور بت پرستی سے کوئی فرق نہیں کیا جاتا جسکا نتیجہ یہہ ظاہر ہورہا ہے کہ دن بدن مسلمان حقیقی اسلام سے دور ہوتے جاتے ہیں اور اسلامی حریت و حمیت کا مادہ کم ہوا جاتا ہے اور کوئی قومی کام بھی تکمیل کو نہیں پہونچتا۔ اور مخالف اپنے مطالب نکالتے ہیں۔

رچرڈ کی انوکھی چال

جب اس سے مطلب نکلا اور سلطان کی خواہش جنگ زیادہ قوی دیکھا۔ تو اب رچرڈ و نئی چال چلا۔ اور یوروشلیم اور صلیب کی شرط چھوڑ کر اور ملک عادل کے پھانسنے کیلیے اپنی بہن ملکہ جین کا نکاح ملک العادل سے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ ملکہ شاہ سسلی کی بیوہ تھی اور اپنے خاوند کی جگہہ اکثر جزائر واقعہ بحیرہ روم کی مالک تھی رچرڈ نے چاہا کہ بیت المقدس اور دیگر بلاد ساحل سمندر مقبوضہ اہل اسلام ملک عادل کے قبضہ میں رہیں اور عکا وغیرہ اضلاع مقبوضہ فرنگ ہیں جین کے متعلق رہیں اور اس طرح سے ملک العادل اور جین دونوں فلسطین کے مالک تصور کیے جاویں۔

تہ ای کرکے ۸ رمضان کو واپس کیمپ چلا آیا۔ یا فاکی اقامت کے دنون مین رچرڈ چند سپاہیون کے ساتھ غزوگاہ
سے نکلا اور تھوڑے سے مسلمانون سے مقابلہ ہوگیا۔ اور رچرڈ قید ہونیکو تھا کہ اسکے ایک فاور نامی فرانسیسی سپاہی
نے رچرڈ کی جان بچائی اور خود مردانہ وار رچرڈ پر قربان ہوگیا۔ اسیطرح اور کئی واقعات بھی فریقین مین پیش
آئے جسمین اکثر مسلمان غالب رہے۔
رچرڈ کو یافا سے قدم باہر نکالنا مشکل ہوگیا اور کوئی سپاہی فوج سے الگ ہوا نہین اور مسلمانون نے شکار
کیا نہین اور عکا کے مظلوم مسلمانون کے بدلہ مین قتل کیا جاتا۔ سلطان نے خشکی کی طرف سے ایک تنکا بھی عیسائیون کو نہ
پہنچنے دیتا۔ بیت المقدس کے درمیانی مضبوط چوکیات کے علاوہ سلطان نے فرشتہ اجل کیطرح رچرڈ کا پیچھا نہ
چھوڑا کبھی ہراول کو جا ہرتا۔ اور کبھی بازون کو تہ تیغ کرڈالتا۔ اور جب کوئی مفید موقعہ نظر آتا فائدہ اٹھانے سے
نہ چونکتا سلطان کی مستعدی اور تھوڑے مسلمانون کی جانبازی کو دیکھکر رچرڈ اور اسکے ہمراہی حواس باختہ تھے۔

صلح کی تحریک

مرکیس مالی حموریہ دیکھکر کہ تمام یورپ کی فوجین مسلمانون کے پرجوش دلون پر کوئی اثر نہین ڈال سکین اور انکی
مجموعی طاقت نے ایک شہر عکا کو بھی نہایت ہی گران قیمت سے فتح کیا ہے اب ساحل سمندر کے سہارے بغیر عیسائی فوجین
خشکی کے علاقون میں قدم دھرنے سے ڈرتی ہین شاہ فرانس نہین مشکلات سے واپس چلا گیا ہے اور رچرڈ سلطان
کے مقابلے سے جی چراتا ہے یہ بھی یون ہی کھسک جائیگا۔ پہر صلاح الدین سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے اسلیے مرکیس
نے صلاح الدین سے خط و کتابت شروع کی اور لکھا کہ اگر مجھکو رچرڈ کی شرارت سے بچایا جائے تو مین عکا واپس دلا
دیتا ہون سلطان کو اول تو اس بدعہد کی بات کا اعتبار نہ تھا دوم یورپ کے برخلاف اسکی دوستی کا کچھ وزن نہ جانتا تھا
سوم اسکو اپنی فوج کی اسلامی جوش اور شجاعت پر یقین تھا کہ یورپین فوجین زیادہ عرصہ تک مقابل نہین ٹھہر سکیتی
اسلیے اس نے مرکیس کی درخواست پر توجہ نہ کی۔
رچرڈ نے بھی دل شکستہ ہوکر سلطانی چوکیات کے افسر عز الدین کے ساتھ صلح کی سلسلہ جنبانی کی جسکا جواب لڑائی مین
ملا۔ پہر سلطان کے بھائی ملک العادل سے خط و کتابت شروع کی اور ملک العادل جو سلطان کی نسبت زیادہ
مترحم تھا اس کے ساتھ رسل و رسائل سے رچرڈ کو کامیابی ہوئی اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور گفتگوئے صلح کے
درمیان جب بلاد ساحل کو طلب کیا تو ملک العادل نے ایسا سخت جواب دیا کہ رچرڈ دھکا بگارہ گیا
ملک العادل نے کہا کہ جب تک سلطان کی فوج کا آخری سپاہی بھی نہ مارا جائے وہ اسلامی فتوحات کو نہ
چھوڑے گا۔

چلا گیا اور شہر مین داخل ہو گیا اور فصیل کی مرمت کا حکم دیا۔ اور جسطرف سے شہر پر حملہ ہوتے اور جسجگہہ دشمن کی کامیابی کا اندیشہ تہا اُسکو مضبوط اور ناقابل فتح بنا دیا۔ حلب وغیرہ سے عمدہ عمدہ کاریگر منگوا کر اور تمام وقیع و شریف اسکام پر لگا دیے تہے حتی کہ سلطان خود اور اوسکے شاہزادے عام مزدورون کی طرح کام کرتے تہے ایک دفعہ کاریگرون کے پاس پتھر نہ رہے سلطان خود دور دراز فاصلے سے پتھر چار پاؤن پر لاد کر لاتا رہا۔ جس کی تقلید جملہ امرا اور سرداران لشکر اور فوج کو کرنی پڑی۔ صلاح الدین کا یہہ کارنامہ تجبیر جنگ خندق کے مشابہ ہے۔ جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کبار خندق کہودتے رہے تہے۔ اور صلاح الدین کی کامیابی کا یہی راز تہا کہ وہ جو قومی کام کرنا چاہتا تہا اُسکی ابتدا اپنی ذات اور اپنے خاندان سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح کرتا اور ہر ایک کام مین حصہ لیتا۔ اور مسلمانون کے حوصلے بڑہاتا اسلامی فتوحات اور گذشتہ تاریخی حالات سُنا سُنا کر ساتہیون کی سرگرمی بڑہاتا۔ اور عکا کے مظلوم شہدا کی دل خراش داستان قتل یاد کرا کر مسلمانون کو پرجوش بناتا۔

ماہ ربیع الاول ۵۸۸ھ مین دو شخص اسماعیلیون نے مرکیس والی صور کو قتل کر دیا یہ واقعہ قتل صلاح الدین کے اشارے سے ہوا یا رچرڈ نے کرایا۔ بہرحال عیسائیون نے ایک نہایت بہادر و جفاکش سردار کہو دیا اور مسلمانون کو ایک خوفناک دشمن سے نجات ملی۔ مرکیس کی بیوہ کا نکاح اپنے رشتہ دار کونٹ ہنری سے کرا دیا اور اُسکو صور کا حاکم بنا دیا۔ اور اس رشتہ دار کی سلطنت بڑہانے کے لیے رچرڈ کو بہر جوش پیدا ہوا۔ اور ۹ جمادی الاول ۵۸۸ ہجری کو قلعہ داروم فتح کر کے برباد کر دیا۔

بیت المقدس پر رچرڈ کی چڑہائی

چونکہ صلاح الدین نے بسبب جاڑے کے اپنی فوج کو رخصت دیدی تہی اور اسوقت اُس کے پاس فوج کم تہی۔ رچرڈ یہہ خیال کر کے کہ صلاح الدین کے پاس مقابلہ کے لیے کافی فوج نہین بیت المقدس پر چڑہائی کی لیے تیار ہو گیا۔ صلاح الدین نے پہلے ہی انتظام شہر کی طرف سے اطمینان کر لیا تہا۔ پھر دوبارہ مین بہادر اور معتبر امرا کو مقرر کر کے باقی فوج قلیل کو لے کر مقابلہ کفار کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ جو بیت المقدس سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر آپہونچا تہا۔

سلطان کے اسطرح بیباکانہ نکلنے کی چند وجوہات ہو سکتے ہین

(۱) وہ بارہا تجربہ کر چکا تہا کہ کہلے میدان مین بہتر سواران اسلام کے سامنے یورپ کے جوانمرد نہین ٹہیر سکتے۔

ملک عادل نے بذریعہ عماد یہہ تجویز سلطان کے سامنے پیش کی۔ اگرچہ سلطان اور علماء اسلام کو اس حیرت انگیز تجویز سے نہایت تعجب ہوا۔ لیکن انکار نہ کیا۔ کیونکہ بظاہر اس مین مسلمانون کی عزت اور عیسائیون کی ذلت تھی۔ اگرچہ اس تجویز مین رچرڈ کی خاص فرائی ملکی و قومی فوائد مضمر تھے اور شاید کبھی اسکا اثر عیسائیون کے لیے مفید نکلتا لیکن پادریون نے بہن بھائی دونون کو دھمکایا اور کلیسا سے خارج کرنے کا ڈر دکھایا۔ اور پوپ کے غضب و قہر سے ڈرایا اس لیے یہہ نکاح رہ گیا۔ پادریون کی مخالفت کی وجہ صرف یہی نہین تھی کہ وہ مسلمانون کو بیدین سمجھتے تھے۔ اور غیر مسیحی سے نکاح جائز نہین جانتے تھے بلکہ سوا اسکے وہ ایسی لڑائیون کو اپنی گرم بازاری کا باعث جانتے تھے اور لڑائی کی مصیبت برداشت کرنے کا انکو بہت کم موقعہ ملتا تھا۔ پوپ صاحب کے نزدیک رزم و بزم یکسان تھی انہون نے کبھی اسلامی شمشیر کا ہولناک نظارہ نہ دیکھا تھا یہی سبب تھا پوپ صاحب کے چیلون اور جنگ آزما رچرڈ کے خیالات مین اتحاد کسطرح ہو سکتا تھا۔ ورنہ وہ بہادر رچرڈ کی مشکلات کا اندازہ کرسکتے تھے جسنے ایسے نازک رشتہ کو ذریعہ صلح قرار دیا تھا۔

ان نامہ و پیغام اور انعقاد صلح کے دنون مین ملک عادل اور رچرڈ کئی دفعہ آپس مین ملے مل کر کھانا کھایا رقص و سرود کی مجلسین منعقد ہوئین اور رابطہ اتحاد بڑھانے کی تجویز پر کھلے طور سے بحثین ہوتی تھین۔

جب نکاح رک گیا اور صلح نہ ہو سکی تو شبہہ ہوا کہ رچرڈ بیت المقدس پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے صلاح الدین نے فالتو اسباب قلعہ نطرون مین چھوڑ کر رملہ کو کوچ کیا۔ اور عیسائی فوج کے قریب جا اترا اور رستہ روک لیا۔ بہت دنون تک عیسائیون کے بڑھنے کی انتظار کرتا رہا۔ لیکن رچرڈ اور اسکے ساتھیون کا حوصلہ نہ بڑھا کہ سلطان سے مقابلہ آزما ہون اس عرصہ قیام مین کئی ایک چھوٹی چھوٹی لڑائیان فریقین مین ہوتی رہین جنمین مسلمان فتح پاتے رہے سلطان رچرڈ کو اکسانے اور تحریک دینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا رچرڈ کا رستہ روک لیا اگر واقعی وہ رچرڈ شیر دل ہوتا تو صلاح الدین کو رستہ سے ہٹانے کے لیے شمشیر بکف ہوتا اور شیرانہ لقب کا ثبوت دیتا۔ مگر حملہ تو ایک طرف رہا بہر شکل اپنا بچاؤ کرتا رہا۔ اور صلاح الدین کا رچرڈ کے کیمپ پر حملہ کرنا فوج کو مفت کٹوانا اور اپنی جنگی لیاقت کو بٹہ لگانا تھا۔ اس لیے جب صلاح الدین نے دیکھا کہ رچرڈ میدان مین نہین نکلتا۔ اور جنگ فیصل نہین کرتا تو لاچار ہو کر قلعہ نطرون کو چلا گیا ایام رسل و رسائل صلح مین سلطان نے یہ فائدہ اٹھا لیا۔ کہ یورشلیم کو نہایت مستحکم و مضبوط کر لیا۔

اب جاڑے کا موسم آگیا اور سردی شدت سے پڑنے لگی۔ مینہ کی کثرت اور برف و باران کی شدت نے ہاتھ پاؤن باندھ دیے اور دشمن بھی مقابلہ سے ہٹ گیا۔ اور فوج متواتر سلاح بندی اور بے خوابی کڑاکے کے جاڑے اور طویل بے کاری سے گھبرا گئے اس لیے سلطان نے اکثر حصہ فوج کو گھرون مین جانے اور آرام کرنے کے واسطے رخصت دیدی اور خود باقی فوج لیکر بیت المقدس

علاوہ اسکے محاصرہ بہت طول کھینچے گا اور ایام محاصرہ مین ہمکو خوراک اور چارہ کی سخت ضرورت ہوگی اسلامی بیڑہ
علاقہ خشکی سے ایک تنکا تک لینے نہین دیتے ہر ایک چیز ساحل سمندر سے چلی آتی ہے جنکو مسلمان سلامت نہین پہنچنے
دیتے اس لیے واپس ہونیکی تجویز پیش کی فوج نے جو پہلے ہی صلاحی بہادرون کی جانبازی سے حوصلہ ہار چکی تھی امرا جنگ
کو پسند کیا۔

یہہ اسباب جو رچرڈ نے بیان کیے ٹہیک تہے اس سے وہ صلاح الدین کے عزم بالجزم استقلال و ہمت شجاعت
استقامت اور مسلمان بہادرون کی غازیانہ جان فروشی کا صریح اعتراف اور اپنی اور اپنی فوج کی کمزوری اور
ناقابلیت کو تسلیم کر رہا تہا۔ صلاح الدین کے لیے اس سے بڑھکر اور کیا فخر ہو سکتا ہے کہ بہادر دشمن اسکی بے نظیر
لیاقت جنگی کا اقرار کر رہا ہے واقعی رچرڈ نے جو سوچا درست تہا عکا کے چند ہزار مسلمانون نے تین سال
تک لاکہون کا بہادرانہ مقابلہ کیا تہا اب بیت المقدس کی مضبوطی و استحکام کے علاوہ اسکا مذہبی تقدس مسلمانون
کے پی جانے لڑانے کے لیے بڑا محرک تہا اور صلاح الدین جیسے شیر کو محصور کرنا کوئی آسان کام نہ تہا۔ رچرڈ کو گو
عیسائی مورخ شیر دل وغیرہ القاب خطابات سے ملقب کرتے ہین لیکن اس لقب کا مستحق رچرڈ نہین بلکہ صلاح الدین
ہے جسکے دل پر ذرہ بہر بہی کبہی خوف و ہراس نہین آیا۔ رچرڈ کا صلح کے لیے خواستگار ہونا اور بار بار نرم شرائط صلح
کو پیش کرنا اور نہایت نازک رشتہ کا واسطہ ڈالنا۔ صریح واقعات ہین جن سے رچرڈ کی غیر مطمئن حالت اور واپسی
کے لیے بہانے ڈہونڈنے اور پیچہا چہوڑوانے کا راز کہل جاتا ہے۔

یوروشلیم سے واپسی کے وقت رچرڈ نے یوروشلیم کی طرف منہ کر کے۔ ڈیڑا اور منہ کے سامنے ڈہال رکہہ کر کہا کہ جس شہر
کے فتح کرنے کے واسطے مین آیا افسوس کہ اسکی طرف مین دور سے دیکہنے کے لائق بہی نہین ہون۔ سلطان
سلطان نے عیسایون کو واپسی کے وقت زیادہ ستایا اور بہت کچہ نقصان پہنچایا۔

اب رچرڈ نے مار دہاڑ شروع کی جسمین بہی مسلمان نفع مین رہے سلطانی فوج نے چند فرنگی سوارون کو معہ
ایک قافلہ رسد قید کر لیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔

رچرڈ نے ایک مصر کا قافلہ لوٹ لیا اور سلطان نے یافہ کو دو روز مین بزور شمشیر فتح کر لیا اور لاکہون کا مال
لوٹ لیا۔ عیسائی بہ تعداد کثیر قتل اور قید کر لیے رچرڈ بہی مدد کو پہونچ گیا۔ اور کچہ مقابلہ ہوا مگر نتیجہ نہ نکلا ایک مسلمان
مبارزت تن تنہا عیسائی فوج پر حملہ آور ہوا۔ اور کوئی مقابل نہ ہو سکا۔ پس دونون صفون کے بیچ مین کہڑا ہو کر
کہانا مانگا۔ اور گہوڑے سے اتر کر کہانا کہایا۔ اور صحیح سلامت واپس آیا یہ ایک اسلامی تہوتہا۔ جسکا اثر
دشمن پر ہولناک پڑا۔ مؤلف

جو لانے برآمد بکرہ دار باد جو شیر ژیان در میان ایستاد

(۲) اُسکو عکا کے محاصرہ سے تجربہ ہوچکا تہا کہ اگر فوج اور سامان جنگ قلعہ مین کافی ہو تو اہل یورپ قلعہ فتح نہین کرسکتے اور بیت المقدس کا استحکام عکا سے بہی زیادہ تہا۔ اُسکو اعتماد کلی تہا کہ رچرڈ بیت المقدس فتح نہین کرسکتا۔ (۳) اگر وہ خود محصور ہوجاتا۔ تو بلاد اسلام مین ایک ہنپڑ جاتا۔ اور مسلمانون کی بڑی فوج سے جسکے آنیکی بہت جلد امید تہی کوئی مفید کام نہ لیا جاسکتا۔ کیونکہ شہر پناہ کے مین وہ کام نہین ہوسکتا جو کہلے میدان مین کرسکتا ہے۔

(۴) وہ فتح و شکست کو کثرت و قلت فوج سے وابستہ نہین جانتا تہا بلکہ اُسکو خدا کی حکم "کَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً" پر یقین کامل تہا۔ وہ تلوار کا دہنی۔ ہمت کا قوی۔ دل کا مضبوط۔ غزا کا شائق۔ جہاد مین فائق۔ عزم کا پکا۔ تہور و شجاعت مین یکتا تہا۔ اُسکو اپنی قلیل مگر مشتاق شہادت اور منتظم جنگ آزمودہ فوج پر یقین تہا۔ کہ اُسکی غازیانہ نگاہون مین دشمن کی کثرت کوئی وقعت نہین رکہتی۔ جن باتون سے اور لوگون کا حوصلہ پست ہوتا ہے ان سے صلاح الدین کا دل زیادہ دلیر ہوتا تہا۔ دشمن کی کثرت جمعیت نے کبہی اُسکو خوفزدہ نہین کیا تہا۔ محاصرہ عکا کے وقت ایک دفعہ یورپ کے سیکڑون جہاز آپہونچے اور مصاحبون کو ہراس ہوا لیکن شیر دل سلطان کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ اور جیسا کہ شیر بہیڑون کو یا شہباز چڑیون کو ہیچ جانتا ہے اسیطرح سمجہتا رہا۔ صلاح الدین نے فوج سوارہ کے چند منتخب دستے مقرر کردیے جنہون نے عیسائی فوج پر ترکتازی (گرولاوار) سے آفت برپا کی اور تاخت و تاراج اور غازیانہ حملات سے رچرڈ کا دم ناک مین کردیا۔ اور ایک قدم نہ بڑہنے دیا اب رچرڈ نہ تو صلاح الدین پر حملہ کرنے کا حوصلہ رکہتا تہا۔ اور نہ اُسکو رستہ سے ہٹاکر بیت المقدس پہنچ سکتا تہا۔ رسد کا ایک پرکاہ بہی علاقہ سے مسلمان لینے نہین دیتے تہے اور جو رسد ساحل بحر کی طرف سے آتی تہی اُسکو بہی سلطانی فوج سالم نہین پہنچنے دیتی تہی اور بیرونجات سے بہی مجاہدانہ آمد شروع ہوگئی۔ پس رچرڈ نے آگے بڑہنا ناممکن اور وہان ٹہیرنا ہلاکت اور محصوری کا باعث سمجہا اس نے شامی عیسائیون کو کہا کہ میرے سامنے بیت المقدس کا نقشہ کہینچو۔ نقشہ سے معلوم ہوا کہ صرف شمالی جانب ایک چہوٹی سی تنگ جگہ کے سوا اور سب طرف سے شہر ایک وادی سے محیط ہے رچرڈ نے وادی اور اسکی گہرائی کا حال دریافت کیا۔ جواب ملا کہ نہایت عمیق ہے رچرڈ نے کہا کہ جب تک صلاح الدین زندہ ہے اور مسلمانون مین اتفاق ہے بیت المقدس کا محاصرہ فضول اور تسخیر محال ہے کیونکہ اگر ہم شمالی جانب ترتیب تو باقی طرفین غیر محصور رہین گین اور ہر ایک قسم کی امداد اندر پہونچتی رہے گی اگر ہمنے فوج تقسیم کرکے ایک طرف سے احاطہ کیا تو صلاح الدین جسطرف نکلکر حملہ کرے گا اوسکا صفایا کردے گا اور ہمارا ایک حصہ رچی کی فوج دوسرے مورچہ والون کو محصورین کے حملہ کے خوف سے کوئی مدد نہین دے سکے گی۔ ورنہ تمام مال و اسباب لٹ جانیکا اندیشہ

درست ... نے کیمپ ... نے دیکھا ... ایام رس ... اب جا کر ... کی ت

اور دیگر امرا نے متفق ہوکر کہا کہ رچرڈ وجہاز پر سوار ہونے اور اپنے ملک کو واپس جانے کے لیے صلح کرنا چاہتا ہی اگر ہمنے صلح منظور نکی اور جاڑا آگیا تو سمندر مین جہاز پر جانا رک جائیگا اور ہمکو مجبوراً آیندہ سال تک یہین رہنا پڑیگا جبسے مسلمانون کی تکالیف بڑہ جائینگی اب دیندار سلطان کو تعمیل قرآن و رشوری مسلمانان سے باہر نکلنا مشکل ہوگیا اور اب رچرڈ کے پیغام صلح کی طرف توجہ کرنے لگا اور چونکہ کئی بار کے ردوبدل کے بعد رچرڈ کو اپنی تمام شرائط چہوڑکر صرف سلطانی شرائط کو ہی ماننا پڑا اس لیے اب سلطان کیلیے انکار کی کوئی گنجائش نرہی۔ اور ۲۲ شعبان ۵۸۸ھ کو تین سال ۸ ماہ کے لیے عہدنامہ صلح لکہا گیا۔ اور سلطان صلاح الدین اور شاہ رچرڈ و اور طرفین کے امرا نے دستخط ثبت کردیے اس عہدنامہ کی بڑی بڑی شرائط یہہ تہین۔

(۱) عیسائیون کو بیت المقدس کی زیارت کی اجازت دیجائے جو سلطان نے پہلے ہی ہر ایک عیسائی کو دیرکہی تہی

(۲) صور اور عکا عیسائیون کے قبضہ مین رہے صور پہلے ہی انکا تہا اور عکا کو اب تازہ فتح کرچکے تہے۔

(۳) عسقلان جسکو عیسائیون نے تعمیر کرکے نئے سرے آباد کیا تہا اُسکو دوبارہ گرادیا جائے یہ شرط عیسائیون کے لیے مضر اور مسلمانون کے لیے مفید تہی۔

(۴) رملہ اور سمہ عیسائیون اور مسلمانون مین نصفا لنصف رہے یہ علاقہ گذشتہ لڑائیون مین کبہی عیسائیون کے پاس اور کبہی مسلمانون کے پاس رہتے تہے علاوہ اسکے جسقدر علاقہ مسلمان عیسائیون سے فتح کرچکے تہے وہ تمام مسلمانون کے ہاتہہ رہا۔

خیر اس تیسرے کروسیڈ روائی مین یورپ نے چہہ لاکہہ کی عوض مین ایک شہر عکا لیا۔ باقی تمام علاقہ فلسطین جو سلطان صلاح الدین نے عیسائیون سے تازہ فتح کیا تہا اُس سے ایک بالشت بہی سلطان نے اہل فرنگ کو نہ دیا اس صلح مین مسلمانون کا پلہ بہاری رہا اہل فرنگ کا تمام جوش وخروش اہل اسلام کے غازیانہ شجاعت کے سامنے گاؤخورد ہوگیا۔

سلطان نے صلح کے بعد اپنی سلطنت مین منادی کرادی کہ مسلمانون اور عیسائیون مین صلح ہوگئی ہے۔ اور فریقین ایک دوسرے کے شہرون مین بآزادی تمام آمدورفت کرسکتے مین حج کا راستہ کہل گیا ہے صلح کے انجام پر کہیلین اکہاڑے جشن کیے گئے جنمین مسلمان اور عیسائی نہایت تپاک اور محبت سے ملتے رہے۔

اس صلیبی جنگ مین جسقدر عیسائیون کو نقصان پہنچا۔ وہ بالیان بن بازران والی رملہ و نابلس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے جب یہہ سردار صلاح الدین کے پاس بوقت انعقاد صلح حاضر ہوا تو کہا جو کام حضور نے کیا ہے وہ کبہی کسی مسلمان سے نہین ہوا اور جسقدر نقصان آپسے عیسائیون کو پہنچا ہے وہ کبہی نہین پہونچا یورپ سے چہہ لاکہہ عیسائی آئے تہے جسمین صرف چند ہزار بچکر واپس گئے ہین۔ کچہ مسلمانون کے ہاتہہ سے قتل ہوئے اور کچہ قحط و وبا سے

بہ تن ژندہ پیل و بقوت فزون ۔ بسے گردنان را نمودہ زبون
جوانے تنو مند و شمشیر زن ۔ جہان سوز و خونخوار و لشکر شکن
فنون سواری بدشمن نمود ۔ مبارز طلب کرد و جولان نمود
ز فوج فرنگی نیامد کسے ۔ کہ نا ورد جوید بدو اندکے
نصاری ازو روئے برتافتند ۔ کہ در پہلوانی فزون یافتند
باخر فرود آمد از پشت بور ۔ میان دو صف برنشستہ چو ہور
طعامے بیاوردہ پیشش نہاد ۔ بخورد آن یل نیز و فرخ نژاد
نشان تہورعیان ساختہ ۔ بدشمن ہراسے درانداختہ
عنان تافتہ مرد روشن روان ۔ بہ لشکر پس آمد چو پیل دمان

صلح مابین سلطان اور اہل فرنگ

رچرڈ نے پھر صلح کا سلسلہ ہلایا اور ساتھ ہی مشہور کردیا کہ پوپ نے دولا کھہ مجاہد اور یورپ سے بھیجے ہین غرض یہہ تہی کہ سلطان ڈر کر صلح پر آمادہ ہو جاوے مگر شیر دل سلطان ان فرنگی چالون کو بخوبی جانتا تہا۔ اگر دو لاکہہ آ ہی جاتے تو سلطان کے مضبوط ہاتہون اور نڈر دل پر کیا اثر ہو سکتا تہا۔

جب اس سے مطلب نکلا تو رچرڈ نے عاجزی اور انکساری سے صلح کی درخوست کی سلطان گو علانیہ پیغام جنگ دیتا تہا مگر ادہر سے سوا صلح کی گونج کے اور کچہ سنائی نہ دیتا۔ جب یہان تک نوبت پہنچ گئی کہ دشمن صلح کے سوا اور کوئی لفظ ہی منہ سے نہین نکالتا اور ہتہیار رون پر ہاتہہ ہی رکہتا تو عاشق اسلام سلطان کو فرمان الٰہی "وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"[۱] کے سامنے گردن جہکانی پڑی اور بصورت فتح کامل کو صریح فوائد سے دست بردار ہو کر نواح رملہ مین امرائے اسلام کی مجلس منعقد کی سلطان نے اپنی افتتاحی تقریر مین صاف صاف کہدیا کہ ہم بہت کچہہ کر چکے ہین اور بہت تہوڑا باقی ہے مجکو اوہورا چہوڑنا منظور نہین ہے جس قادر مطلق نے اب تک ہمین فیروزمند رکہا ہے وہ آئندہ بہی مدد کریگا۔ اور شاید اس میعادی صلح مین موت مجہے نہ چہوڑے اور فلسطین سے فرنگیون کے نکالنے کا کام نامکمل رہے سچ ہے "ملوک عادل را بملکوت راہ می باشد" سلطان نے جو کہا وہی ہوا۔

اگرچہ امرا سلطان کے اس استقلال و ہمت و رجحاہدانہ بسالت پر بظاہر عش عش کیے بغیر نہ رہ سکے لیکن ملک عادل

[۱] پارہ ۱۰ سورہ انفال۔ اگر دشمن صلح کی طرف میلان کرین تو تو بہی صلح پر آمادگی کر۔ اور اللہ پر بہروسہ کر وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

۲۷ صفر ۵۸۹ھ ہجری یوم بدہ نماز صبح کے وقت بقوای "کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ"

سلطان کا روح پر فتوح اعلی علیین کو پرواز کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اخلاق و عادات سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ

سلطان صلاح الدین ۵۳۲ھ ہجری مین پیدا ہوا ملک مصر مین ۲۴ سال اور شام و مصر مین ۱۹ سال سلطنت کی سال کی عمر پائی۔ دمشق مین فوت ہوا۔ اور وہین دفن کیا گیا۔ ۷ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔ لیکن کوئی جائداد گہر زمین وغیرہ نہ چھوڑی۔ اُس کے خزانے سے ۴۷ درہم اور ایک دینار کے سوا اور کچھ نہ نکلا۔

مقام غور ہے کہ جو لوگ صرف کثرت روپیہ کے اسلام کی ترقی کا خیال کرتے ہین انکو سلطان صلاح الدین کے حالات پر غور کرنی چاہیے کہ جس سلطان کے خزانے مین ۴۷ درہم اور ایک دینار کے سوا اور کچھ برآمد نہوا وہ یورپ کے زبردست سلاطین اور متمول اقوام کا برسون تک کیسطرح مقابلہ کرتا رہا۔ اور جیتا رہا وجہہ یہہ تہی کہ اپنی دنیاوی نفس اور سچی ہمدردی سے سلمانون کو اخوت کے مضبوط سلسلہ مین جکڑ دیا تہا۔ اور انکو سیلف ہلپ یعنی اپنی مدد آپ کرنیکا سبق عمدہ دیا تہا۔ اور اپنے مقدس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید مین امتی امتی کی جگہہ قومی قومی کے سہانے الفاظ اُس کے مُنہ سے نکلتے تہے اسلیے کہ جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غزوات مین اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے تمام مال و دولت تک پیش کر دیتے تہے

اسیطرح سلطان سے سلمان روپیہ پیسے دریغ نہین کرتے تہے سلطان نے اپنے عادات و اطوار سے بخوبی اہل اسلام کے ذہن نشین کر دیا تہا کہ مین تمہارا سلطان نہین بلکہ خادم قوم ہون سلطنت کے لذائذ اور حکومت کے فوائد سے صرف یہی حصہ لیا ہے کہ کڑاکے کے جاڑے اور برف و باران کی شدت مین ایک مختصر خیمہ مین بسر کردن چھپر سلطانی کی جگہہ نیزون کے پہرہ سے اور ڈنڈا ون کے سایہ مین دن گذاردون تخت شاہی کی جگہہ گہوڑی کی پشت اور بزم کی جگہہ رزم مجہے مرغوب ہے۔ بیت المال خزانہ شاہی میرے لیے نہین بلکہ ساکین و عالمین کا حق ہے۔ مین صرف امین ہون۔ پس ایسے سلطان کے پاس اگرچہ کوئی محفوظ خزانہ نہ تہا۔ لیکن تمام سلمانون کا زر و مال صلاح الدین ؒ کا تہا۔

صلاح الدین کی جان فروشی اور قومی عصبیت نے سلمانون مین سچا جوش پیدا کر دیا تہا۔ جس جوش کی ضرورت زمانہ حال کے سلمانون کو ہے۔ اور مخالف قومین اسی جوش کے فرو کرنے مین ہمہ تن مصروف ہین روپیہ اتنا کام نہین کرسکتا جسقدر کہ سچا جوش فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ گمنام جاپان نے اسی عملی جوش سے روس کو گرایا۔ اور سلطنت افغانستان اسی جوش کی طفیل جیتی جاگتی اور پہولتی پہلتی ہے۔ ترقی کا جائزہ

مرے اور کچھہ سمندر مین ڈوب گئے۔
بہادران یورپ تو باجازت سلطان بیت المقدس کی زیارت کر کے روانہ یورپ ہوگئے اور سلطان نے عسقلان کی فصیل گرانے اور عیسایون کو وہان سے نکالکر شہر منہدم کرنے کے واسطے آدمی مقرر کردیے۔ اور خود رمضان المبارک گذارنے کے لیے بیت المقدس چلاگیا۔ اور اس مقام مہبط انبیا اور ماہ رمضان کے تنویر سے اپنے قلب مطمئن کو منور و معمور کرلیا۔
۵ شوال ۵۸۸ھ کو بیت المقدس سے روانہ ہوکر سرحدی مقامات کا دورہ کرتا ہوا۔ اسی ماہ مین دمشق جا پہونچا۔ دمشق سے نکلے ہوئے سلطان کو چار برس گزر گئے تھے۔ اہل دمشق اپنے عزیز سلطان کے دیدار کو ترس گئے تھے دمشق مین سلطان کی تشریف آوری سے گھر گھر عید تھی۔ لوگ ہر طرف سے سلطان کی زیارت کے لیے جوق جوق دوڑے چلے آتے تھے۔ اور سلطان کی سخاوت و کرم سے فائدہ اٹھاتے تھے متعدد شاہان کے سفیر دربار سلطانی مین تہنیت کے لیے حاضر ہوئے۔ سلطان نے اپنی مشہور فیاضی سے کسی کو محروم نہ رکھا سلطان کا ارادہ حج کرنے کا تھا۔ لیکن امرا نے مشورہ دیا کہ عیسایون کے قول و قرار پر اعتبار نہین اسلیے ایسی حالت مین حج کے لیے جانا خطرے سے خالی نہین جب قافلہ حاجیون کا واپس ہوا تو استقبال کے لیے باہر نکلا اور حرمین شریفین اور مجاورین وغیرہ کے حالات پوچھہ پوچھہ کر خوش ہوا۔
اس صلح کے بعد سلطان نے اپنے بھائی ملک العادل اور بیٹے ملک افضل سے مشورہ کیا کہ فرنگیون کی اس صلح کے زمانے مین بیکار رہنا مناسب نہین ہے کیا کرنا چاہیے۔ ملک عادل نے فتح خلاط اور ملک افضل نے فتح روم کا مشورہ دیا۔ مگر اس اولوالعزم سلطان نے کہا کہ دونون پر ایک ہی وقت مین حملہ کرینگے۔ ملک عادل اور شاہزادہ افضل خلاط پر حملہ کرے اور مین خود روم پر حملہ کرونگا۔ اس تجویز پر سلطان نے ملک عادل کو کرک کی طرف تیاری کے واسطے بھیجا۔ ناگہان سلطان بیمار ہوگیا۔

وفات سلطان

۱۶ صفر ۵۸۹ھ ہجری کو سلطان مرض تپ سے بیمار ہوا۔ اور مرض دن بدن بڑھتا گیا شہر مین ہر بوم مچ گئی۔ حیرانی پریشانی چھاگئی۔ ہر ایک بیتاب تھا۔ ہر ایک اپنے پیارے سلطان کے لیے اپنی جان قربان کرنے کو تیار تھا۔ اگر اس کے عوض سلطان کی صحت یابی ہوسکتی۔ مگر خدائی کارخانون مین کسی کو دخل نہین اور سوائے ذات ایزد متعال کے کسی کو ثبات نہین اس لیے بحکم ؎

ہر انکہ زاد بناچار بایدش نوشید ز جام دہر مئی کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَان ۔

اسی ترک احتیاط سے امراؤ سلاطین کا گروہ بالعموم آرام طلبیع العذار ہو کر ننگ اسلام ہو رہا ہے اور اُن لوگون کی تن پرستی عیاشی سے اسلام کی جڑ کہوکہلی ہو گئی ہے خدا تعالی اس گروہ کو راہ رست پر لائے تاکہ عام مسلمان بہی بقول الناس علی دین ملوکہم دامن شریعت کو مضبوط شوق سے پکڑین۔

سلطان ہمیشہ اوراد و اذکار مین مشغول رہتا تہا۔ اُس کے تمام اوقات علمی عملی۔ بدنی۔ روحانی۔ عبادات مین خرچ ہوتے تہے دنیا کی لذتون کو اُس نے خیرباد کہہ رکہی تہی۔ اور دنیوی محبت دل سے نکال دی تہی۔ اُسکو سماع حدیث کا نہایت شوق تہا۔ ایکدفعہ اُسکو کہا گیا کہ آپنے حدیث ہر ایک موقعہ پر سماع کی ہے لیکن عین جنگ مین صفوف کے درمیان حدیث شریف کا سماع نہین کیا اور یہہ ایک سُنت رہ گئی ہے اسیوقت حدیث شریف کی چند اجزا منگواکر سُنت گئے۔ اور سلطان اور اُسکی فوج بحالت سواری نہایت ادب کے ساتہہ سر جہکا کر سنتی رہی۔ اور بعد ازان اکثر موقعہ جنگ مین حدیث شریف کی قرأت ہوتی تہی جو مسلمانون کی جانبازی کی راہ نما تہی سلطان بہت بڑا شجاع بہادر قوی دل نڈر بے باک مستقل مزاج اولوالعزم جوانمرد تہا۔ دشمن کی کثرت فوج سے کبہی ہاسکے دل پر ہراس ظاہری نہین ہوا تہا۔ بلکہ دشمن کی کثرت سے اسکا مجاہدانہ جوش اور مجاہدانہ عزم زیادہ جوش مین آتا تہا۔ وہ قلیل فوج سے اکثر دشمن کی کئی گنا فوج سے مقابلہ کرتا تہا۔ دشمن کو اگرچہ متواتر امداد پہنچتی تہی۔ اور سلطان کے پاس وہی کچی کہچی فوج ہوتی تہی مگر یہہ امر زیادہ تر اُسکی دلیری اور شجاعت بڑہانے کا باعث ہوتا تہا۔ لکہا ہے کہ عکا کے ایام محاصرہ مین مسلمانون نے یورپ سے آنیوالے جدید جہازات کا شمار وقت عصر سے لیکر غروب آفتاب تک شروع کیا تہا جس سے باقی وقت رات دن کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس قدر جہازات یورپ سے آئے ہونگے یہہ تمام جہازات جنگی جوانون اور سامانون سے بہرپور تہے سلطان کو جب خبر دی گئی تو اُس بہادر سلطان نے بقول سعدی

یکے گرگ را کو بود خشمناک ز بسیاری گوسفندان چہ باک

اسلامی سنجیدگی اور متانت کے ساتہہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑہ کر کچہ پرواہ نہ کی اور اپنی شیرانہ جگرداری سے مجاہدین اسلام کی غازیانہ ہمت کو اور بڑہا دیا۔ سلطان کی یہہ عام عادت تہی کہ جبکہ تنور حرب گرم ہوتا تو فوجون کی صفون مین گہومتا۔ اور میمنہ سے میسرہ اور میسرہ سے میمنہ کو چکر لگاجاتا اور بعض دشمن کی فوج کے گرد بہی گہوم جاتا۔ اور دیکہہ بہال کرتا۔ ہر ایک صف کو بڑہنے ہٹنے یا وغیرہ کی ہدایات خود دیتا اور جنرل اور سپاہی دونون کی ڈیوٹی کو ادا کرتا۔ غرض کہ صلاح الدین جمیع فنون حرب مین بے نظیر اور مدبر سپہ سالار تہا دشمن کے مقابلہ مین عین میدان جنگ مین وہ بیمار ہو گیا لیکن کمال صبر و استقلال سے کام لیا اور نہ گہبرایا اور میدان جنگ مین مقیم رہا عکا کے محاصرے کے دنون مین کمر سے لیکر گہٹنون تک دنبل نکلے ہوئے تہے نہ وہ بیٹہہ سکتا تہا نہ لیٹ سکتا تہا صرف ایک پہلو پر تکیہ لگائے رہتا تہا۔ مگر باوجود اس کے وہ ہر روز بلاناغہ صبح سے لیکر نماز ظہر تک گہوڑے

حیات جسکے ابھارنے کے لیے یورپ ہمہ تن مصروف ہے محض ترکون کے قومی جوش پر موقوف ہے جسکے اُبھارنے
اور بڑہانے مین سلطان ترکی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کررہا۔ اسی جوش کا چشمہ سرزمین ایران مین ہوٹ رہا ہے
جس سے غیر ممالک کے قرضہ کو دہنکار رہا کر ایرانیون نے رہا زر و مال قومی و ملکی مصالح کے لیے پیش کر دیا ہے پس مسلمانون
کو عملی جوش کی ضرورت ہے جو بغیر اتباع شریعت غرا مثل صحابہ کرام ممکن نہین۔ بیدین اور غیر شرع لیڈر کا کوئی اثر نہین
ہوسکتا اور عشرت پسند امرا و سلاطین مسلمانون سے کوئی مفید قومی کام لے سکتے ہین۔

سلطان صلاح الدین بہت بڑا عالم شافعی المذہب صالح حلیم متواضع صابر و شاکر خلیق اور صاحب افعال جمیل تھا
جہاد کفار مین بہت بڑا مستعد و سرگرم تھا۔ اسکی فتوحات اسبات پر دلالت کرتی ہین۔ وہ اللہ کی راہ مین بہت
کچھ خرچ کرتا تھا تین سال کے عرصہ مین سلطان نے اٹھارہ ہزار گھوڑے مجاہدین کو بخشش کیے تھے یہ اُسکی
عام بخشش کا ہی نتیجہ تھا کہ جو گھوڑا لڑائی کے وقت اسکی سواری مین ہوتا وہ کسی مجاہد کو دیچکا ہوتا یا دینے
کا وعدہ کیا ہوتا۔ اور لڑائی کے بعد فوراً سائل کو دیدیتا۔ اکثر دفعہ لڑائیون مین مستعار گھوڑی پر سوار ہوتا۔ اور جونہی
ہی گھوڑی سے اترتا مالک کے حوالہ کرتا۔ اسکی مجلس علما فضلا کا مجمع تھا دور دور سے اہل علم و ہنر اُس کی اسلامی حمیت
اور عام فیاضی کا شہرہ سُنکر اُسکے دربار مین جمع ہوگئے تھے۔ انہین صوفیائے صالحین اور علما معززین اور
پرجوش واعظین کی تحریکین اور مذہبی ترغیبین مسلمانون کو جانبازی کا جوش دلاتی تہین سلطان کے سامنے ہمیشہ
عالمانہ بحثین ہوتین اور سلطان بہی خود بحث مین حصہ لیتا۔ اور بڑے بڑے دقیق اور مشکل مسائل فقہی مین رائے
دیتا۔ علما کی دائمی صحبت کا نتیجہ تھا۔ کہ وہ اکثر علما سے بڑہ کر احکام اور دلائل شرعیہ سے ماہر ہوگیا تھا۔ وہ
علما و صلحا کی نہایت عزت و تکریم کرتا۔ وہ صلوۃ خمسہ کا نہایت پابند تھا۔ اس سے کبھی کوئی نماز قضا نہین
ہوئی تہی اور نہ بغیر جماعت نماز پڑہی تہی۔ جو اُسکی کمال استقامت کی دلیل ہے۔ وہ درگذر اور عفو تقصیرات مین
بے نظیر تھا۔ اس نے کبھی کسی کو گالی نہین دی اسکی مجلس مین سوا ذکر جہاد یا سماع حدیث و قرآن یا عدل و احسان
کے اور کوئی ذکر نہ ہوتا تھا۔ حیا و شرم مین لاثانی تھا۔ سخاوت مین بےعدیل تھا۔ ریا سے نفور تھا۔ وہ ہمیشہ ہشاش
بشاش رہتا تھا۔ اس نے کبھی کسی سائل کو رد نہین کیا تھا۔ اور نہ کبھی کوئی قائل اُس کے روبرو شرمندہ ہوا۔ ایک
دفعہ ایک امیر غزا مین شامل نہ ہوسکا۔ سلطان نے سبب دریافت کیا امیر نے بارہ ہزار قرضہ بیان کیا مجھکو
سلطان نے فوراً ادا کر دیا۔ تمام خاص و عام امیر و وزیر غلام و آزاد افسر و سپاہی سُلطان کی تقلید مین بڑہ بڑہ
کر فیاضیان دکھاتے تھے سلطان کے زہد و ورع کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ عماد کاتب چاندی کی دوات مین لکھ
رہا تھا سلطان نے بُرا سمجھا۔ عماد نے کہا کہ امام جوینی ایسی دوات کی جواز کی وجہ لکھتے ہین سلطان نے کہا کہ
مین ایسی جواز کا اتباع نہین کرسکتا۔ یہ ہے پابندی شریعت کہ اختلافی مسائل تک احتیاط کی جاتی تھی

بہیر بسر کرتا ہمیشہ توحید کی اشاعت مین سرگرم رہا - اور بدعت کے قلع قمع مین مصروف رہا - اہل تسنن اور شبہ دوارانہ
جانتا - اُس کے عہد مین امن و امان اور عدل و انصاف رہا امام قطب الدین نیشاپوری نے ایک کتاب
کی جسمین اہل سنت و جماعت کے عقاید کو جمع کیا سلطان نے اُسکو یاد کر لیا - اور اپنے چھوٹے بچون کو بھی یاد
نماز تہجد تک پڑہتا - قرآن مجید سنکر زار زار رونے لگتا - وہ جہاد مین ہمیشہ سرگرم رہا - اُسنے جہاد کی محبت
ن و عیال وطن و مسکن کو ترک کر دیا اور سامان سلطنت مین صرف ایک مختصر سے خیمہ پر قناعت کی
بہین سخت آندہیون اور طوفان باد و باران بسر کرتا - ایک رات خیمہ آندہی سے اُس کے سر پر آپڑا
کل بچا - غرضیکہ صلاح الدین مثل خلفائے راشدین بہ تقلید رسول امین تائید اسلام اور اشاعت توحید
مصروف رہا ۔

م اجعل مقرہ جنات النعیم و قر عینیہ بالنظر الی وجھک الکریم یا ارحم الراحمین
و بیننا و بینہ فی دار کرامتک مع الذین انعمت علیہم من النبین و الصدیقین و
شہداء و الصالحین آمین ثم آمین

محاربات بعد وفات صلاح الدین

ح الدین کی تمام عمر مسلمانون کے اجماع و اتفاق اور شام سے عیسائیون کے اخراج مین ہی گذری اور انہیزمین
صلیبی اسقدر مشغول رہا کہ کسی اور امر کے سوچنے کا موقعہ ہی نہ ملا - یہ صلاح الدین کی نیک نیتی کا ثمرہ
راست سمجھنے چاہیے کہ ملوک طوایف جو ہمیشہ بربادی کا موجب ہوا کرتے ہین وہ اس صلیبی جنگ مین اسلام کے
موجب رحمت ہوئی صلاح الدین نے اُنسے وہی کام لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے خلیفہ برحق صدیق
فاروق اعظم نے قبایل عرب سے لیا تہا - ان ملوک طوائف کے ساتہہ صرف یہ تعلق رکہا تاکہ وہ خلیفہ بغداد کا خطبہ اپنے
علاقون مین پڑہتے تہے ورنہ وہ اپنے اپنے علاقہ مین خودمختار تہے موصل و سنجار وغیرہ مین ملوک اتابک حکمران تہے علاقہ
ص وغیرہ مین اسد الدین شیرکوہ کی اولاد کی حکومت تہی حماۃ مین تقی الدین عمر کا بیٹا راج کرتا تہا - باقی علاقہ صلاح
الدین مرحوم کے ماتحت تہا - اور بوقت وفات صلاح الدین مصر مین ملک العزیز عثمان ولد صلاح الدین مرحوم اور
دمشق مین صلاح الدین کا بیٹا ملک الافضل اور حلب مین سلطان کا بیٹا ملک الظاہر غازی گونر تہا - اور ملک العادل
ن کا بہائی سلطان کی طرح عام مہمات جنگی کے انتظام مین مصروف رہتا تہا اور ابہی اہل فرنگ کی میعادی تین
مہینے ہی گذرے تہے کہ سلطان صلاح الدین فوت ہوگیا اور اپنے جانشین کے لیے کوئی انتظام نہ کرگیا جب سلاطین
صلیبین بند ہوتے ہی خاندان ایوبی مین فساد پڑ گیا - ملک العزیز والی مصر نے دمشق اپنے بہائی ملک الافضل سے چہین لی

پر سوار رہتا اور فوج کے ہر ایک حصہ کی خبر لیتا اور لڑائی کی ہر ایک ہدایت خود کرتا۔ اور خود بھی لڑائی مین حصہ لیتا اور بیماری کی شدت پر صبر کرتا۔ لوگ سلطان کی شدید بیماری اور عادت صبوری پر تعجب کرتے تہے سلطان کہتا تہا کہ جب مین گہوڑے سے اترتا ہون تمام درد و رنج جاتا رہتا ہے کوئی تکلیف محسوس نہین ہوتی۔ لیکن جون ہی گہوڑے سے اترتا ہون وہ تکلیف عود کرائی ہے یہ بات خرق عادت سے کم نہین۔ جو سلطان سے ہی مخصوص تہی۔ جاڑے کے موسم مین سلطان اپنی فوج کا حصہ کثیر رخصت کر دیتا۔ اور خود قلیل فوج کے ساتہہ دشمن کی اصناف مضاعف فوج کے مقابلہ پر اڑا رہتا جو اسکی کمال تہور اور شجاعت کی دلیل تہی۔ احکام الٰہی اور شعائر نبوی کی نہایت تعظیم کرتا۔ بدعتی اور فلسفی خلیع العذار اشخاص کو سخت سزائین دیتا تہا تعمیل احکام شرعی مین کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرتا۔ اور نہایت شریف خلیق رحیم کریم تہا۔ وہ عربون کا نساب (نسب جاننے والا) کامل اور تاریخ کا عالم تہا جسکی وجہ سے وہ زیادہ مشہور اور ہر قوم کا خادم بن گیا تہا۔ دنیا کی جغرافیکل حالات سے بخوبی واقفیت رکہتا تہا۔

حسن اخلاق کا یہہ عالم تہا۔ کہ ایک دفعہ سلطان مجلس مین بیٹہا ہوا تہا۔ پیاس لگی۔ پانی مانگا۔ خادم نے نہ دیا حتی کہ متواتر سلطان نے پانچ دفعہ پانی طلب کیا۔ مگر کوئی پانی نہ لایا۔ آخر سلطان نے چلا کر کہا کہ صاحبان مجکو تو پیاس نے مار ڈالا اب پانی لایا گیا۔ اور سلطان نے خادم کو کچہہ نہ کہا۔ بیشک آیت کریمہ " وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ " ایسی ہی بے نفس پاکیزہ بزرگان کی شایان ہے۔

ایک دفعہ ایسا بیمار ہوا۔ کہ قریب المرگ ہو گیا۔ جب صحت یاب ہوا حمام مین غسل کے لیے گیا پانی گرم نہا سرد مانگا۔ خادم سے طاس زمین پر گرا اور سلطان پر سرد پانی پڑا ضعف کے سبب سے نہایت تنگ ہو گیا۔ لیکن سوا اسکے اور کچہہ نہ کہا کہ تم مجکو مارنا چاہتے ہو خادم نے عذر کیا اور سلطان نے معاف کیا۔

خاص عکا کے محاصرے مین ۸ ہزار گہوڑے اور خچر مجاہدین کو دیئے اونٹ اس کے علاوہ تہے چاندی سونے کے برتن اور جنگی آلات اور قیمتی پارچات کا تو کچہ شمار ہی نہ تہا جو سلطان نے تقسیم کیے تہے۔

جب سلطان علیہ الرحمۃ کو حکومت مصر ملی تہی تو سلاطین اسماعیلیہ عبیدیہ کا بے شمار مال اور متاع اور خزانہ اور نفیس و نادر اشیا سلطان کو ملی تہی۔ لیکن اس خدا پرست تارک الدنیا سلطان نے سب کچہہ مسلمانون مین بانٹ دیا اور آپ کچہہ نہ لیا۔

اُسکے پاس صوفی فقیر آتے تہے اور انکے لیے سماع کی مجلسین منعقد کرتا اور جب کوئی صوفی وجد مین آتا پاس ادب فقرا سے کہڑا ہو جاتا اور جب تک وہ فقیر وجد سے فارغ نہ ہو لیتا برابر کہڑا رہتا۔ وہ کبہی کسی سے غرور و تکبر سے پیش نہ آتا۔ اور متکبر سلاطین و امرا کو بہت برا جانتا۔

سلطان نے کبہی اہل نجوم و رمل کے قول پر یقین نہین کیا تہا۔ وہ ذات باری تعالیٰ کو ہی عالم الغیوب جانتا اور

یورپ کی چڑھائی

کئی سال تک اسیطرح کبھی صلح ہوجاتی تھی اور کبھی ٹوٹتی تھی آخر ۶۱۲ سنہ ہجری مین پوپ روم نے تمام یورپ مین پھر جہاد کی آگ لگادی اور ردمن کیتھلک تعداد کثیر سے سامان جنگ عکا پہونچ گئے اور ملک العادل بھی مصر سے شام پہنچ گیا اور بلبیسان مین دونون کا مقابلہ ہوگیا۔ مگر ملک العادل کی فوج چونکہ تمام ابھی نہین جمع ہوئی تھی اُس نے بنظر احتیاط لڑائی کو مناسب جانا اور بیسان سے دمشق کی طرف چلا گیا۔ عیسائیون نے بیسان کو لوٹ لیا مسلمانون کو قید کرلیے۔ اور بانیاس تک علاقہ برباد کردیا۔ لاکھون مسلمان قتل اور قید کیے گئے۔ یا غلام لونڈی بنائے گئے جب ملک العادل کا اسلامی لشکر جمع ہوگیا تو اپنے بیٹے عیسی کو عکا کو روانہ کیا۔ اور خود بھی لڑائی کے لیے تیار ہوگیا مگر درحقیقت ملک العادل کی حالت کمزور تھی۔

دمیاط کا معرکہ

۶۱۵ سنہ ہجری مین فرنگی جہازات دمیاط کی طرف بڑہے اور وہان کے گورنر ملک الکامل بن ملک العادل نے عیسائیون کو دمیاط کے قریب آنے دیا اور نہایت بہادری سے روک رکھا مگر اس اثنا مین ملک العادل کی فوت ہونیکی خبر پہنچ گئی اور مصر کے امیر عماد الدین المعروف با بن مشطوب نے ملک الکامل کے معزول کرنے کی تجویز کی جس خبر کے سنتے ہی ملک الکامل لڑائی سے ہاتھ اٹھا کر چلا گیا اور عیسائی بلا روک تھام آنا فانا دمیاط مین داخل ہوگئے اور اہل شہر نے سخت مقابلہ کیا مگر ۸ ماہ کے محاصرے کے بعد جب کہین سے مدد نملی شہر عیسائیون کو دیدیا۔

وفات ملک العادل

ملک عادل جب مرج صفر واقعہ شام مین فوجین جمع کررہا تھا عیسائیون نے دمیاط پر چڑھائی کردی تھی اور ملک عادل مصر کو آرہا تھا کہ مقام عالفین مین پہنچکر بیمار ہوگیا اور ۷۵ سال کی عمر مین ۷ جمادی الآخرہ ۶۱۵ سنہ ھ کو فوت ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دمشق مین دفن کیا گیا۔ مورخین اسلام نے اس کے علم وفضل عقل وتجربہ ہمت وتدبر حسن اخلاق کی بہت کچھ تعریف لکھی ہے۔ لیکن مورخانہ نگاہ سے دیکھا جائے تو صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کیطرح کوئی بڑا قومی کام ملک العادل سے نہین نکلا جسکی وجہ صلاح الدین کے جانشین کے معاملہ کا غیر فیصل رہنا تھا۔ صلاح الدین کی اولاد مین سے ملک العزیز عثمان مصر مین اور ملک الافضل نورالدین دمشق مین اور ملک الظاہر غازی حلب مین خود مختار حکمران تھے اور ملک العادل صلاح الدین کے ساتھ نیابت اور سپہ سالاری کے کام سرانجام دیتا تھا مگر جب صلاح الدین

اور اپنے چچا ملک العادل کو دیدی اور فضل کو جھنجھر(؟) حدد یا گیا۔ اور اہل فرنگ سے اور صلح کی میعاد بڑھائی گئی۔ اور سنہ ۶۰۵ ہجری تک قایم رہی۔ بعد ازان بیروت کے مسلمان امیر اسامہ کی زیادتی سے جزائر بحیرۂ روم کے عیسائی اور اہل جرمن تعداد کثیر جمع ہوئے ملک العادل بھی مصری اور شامی فوجیں لیکر ایک ماہ سے زیادہ عین ... رت پر پڑا رہا اور یافہ کو بزور شمشیر فتح کرکے نواح صیدا مین عیسایون سے نبرد آزما ہوا اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر رات کی پڑجانے سے کوئی فیصلہ نہ ہوا صبح کو عیسائی بیروت کو چلے گئے وہان کا گورنر اسامہ جسکے سبب سے لڑائی شروع ہوئی تھی بھاگ گیا اور بغیر جنگ بیروت کا بے شمار مال غنیمت عیسایون کو ملا۔ مسلمانون نے علاقہ صور کو برباد کر دیا اور عیسایون نے قلعہ تبنین کو جا گھیرا۔ اور خود ملک العزیز بھی مع لشکر جرار مصر سے آپہونچا اور عیسائی ڈر کر عکا کو چلے گئے۔ اور ملک العزیز مصر کو روانہ ہوگیا۔ اور عیسایون نے ملک العادل مین صلح ہوگئی اور اس تگ و دو مین عیسایون کو کچھ نہ ملا۔

عیسایون کی عہد شکنی

سنہ ۶۰۰ ہجری مین کئی ایک لطاعت اور لڑائی جھگڑون سے اہل یورپ کا قسطنطنیہ پر قبضہ ہوگیا جسکی تفصیل کا یہ موقع نہین ہے قسطنطنیہ کی فتح کے بعد پھر یورپ والون کو بیت المقدس چھوڑانے کا خبط پیدا ہوا۔ اور عکا پہنچکر اسلامی علاقہ کو تاخت و تاراج کرنے لگے۔ اور نواح اردن تک قید و قتل کا بازار گرم کر دیا اور سال بھر ملک العادل اور عیسایون کے درمیان لڑائیان ہوتی رہین آخر اسباب پر صلح ہوئی کہ دمشق اور جسقدر شام کا علاقہ ملک العادل کے پاس ہے بدستور رہے اور ناصرہ عیسایون کو دیا جائے اور رملہ وغیرہ پر جو مسلمانون کے حقوق مناصفت ہین آیندہ نہ رہین اس کے بعد ملک العادل مصر کو گیا مگر عیسایون نے حماۃ کو جا گھیرا جہان صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین کا بیٹا ناصر الدین محمد تھا وہ خود بباعث کمی فوج بھاگ نکلا۔ لیکن عام مسلمانون نے عیسایون کو شکست دی اور پھر والی حماۃ اور عیسایون مین صلح ہوگئی سنہ ۶۰۳ ہجری مین ملک غیاث الدین سلجوقی نے انطاکیہ فتح کیا اور عیسایون کو قتل کیا۔

اور سنہ ۶۰۴ ہجری مین عیسایون نے حمص پر حملہ کیا اور وہان کے حاکم اسد الدین شیرکوہ کے بیٹے کو سوا ملک الظاہر والی حلب کے کسی مسلمان امیر نے مدد نہ دی اُن دونون کی فوج نے عیسایون کا منہ پھیر دیا اور اتنے مین ملک العادل بھی مصر سے فوج کثیر کے ساتھ آپہنچا۔ اور عکا کو آگھیرا عکا کے عیسائی گورنر نے مسلمان قیدی چھوڑ کر اپنا پیچھا چھوڑا لیا۔ یہان سے حمص روانہ ہوا۔ اور قلیعات کو فتح اور تاراج کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور جسقدر عیسایون نے اسلامی علاقہ کو برباد کیا تھا اُس سے بڑھ کر انتقام لیا۔ اور پھر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا مگر حمص عیسایون کے دست برد سے بچ گیا۔

عیسایون نے دمیاط کو جدید جنگی عمارت سے نہایت مضبوط کیا۔ ادراِدہر اودہر آس پاس کے علاقہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ اور ملک الکامل دمیاط سے ہٹ کر مقیم ہوا۔ لیکن کچہ کر نہ سکتا تہا۔ ملک العادل کے لڑکیون کو علاوہ ۱۶ بیٹے بہیجے رہے تہے۔

مُسلمانون کی مایوس حالت

اسوقت مین جبکہ دمیاط پر عیسایون کا قبضہ ہوگیا۔ ادر یورپ سے عیسائی بتعداد کثیر مشرق کی طرف چلے آرہے تہے۔ اور مشرق مین چنگیزی تاریون نے چین سے لیکر عراق و آذربایجان تک تمام اسلامی ممالک کو تہ و بالا کردیا تہا۔ اور زبردست سلطنت خوارزم شاہی کا نقش مٹادیا تہا۔ علاوہ اسکے نواح بصرہ مین کئی گاؤن زمین مین دہس گئے تہے ان تمام واقعات نے مسلمانون کو سخت خوف زدہ کردیا۔ ملک معظم عیسیٰ ولد ملک عادل نے دیکہا کہ ایسی حالت مین بیت المقدس کا بچانا بہت مشکل ہے۔ نہ اُس کے پاس کافی فوج تہی نہ روپیہ نہ مسلمانون مین اتفاق تہا۔ اس لیے اس نے بیت المقدس کی فصیل اور جنگی مقامات کو گرادیا۔ تاکہ دشمن بصورت فتح اُسکو اپنا جنگی مامن نہ بنا سکے۔ جو مسلمانون کی کمال کمزوری کا نشان تہا۔ کہ انکی طاقت اسقدر بہی نہ رہی تہی کہ بیت المقدس جیسے مشہور شہر کو بچا سکین یا کچہ عرصہ کے لیے محصور رہ سکین۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

مصر کے مسلمان ہجرت کرنے اور جلاوطنی کرنے کو تیار تہے۔ مگر ملک الکامل نے روک دیا۔ اور اپنے بہائی ملک المعظم جیسے والی دمشق اور ملک الاشرف موسیٰ والی جزیرہ کو لکہا کہ بذات خود مصر پہونچ جائین یا فوجین روانہ کرین ملک الاشرف موسیٰ اسوقت خود خانگی مشکلات مین مبتلا تہا۔ اُس کے کئی مسلمان سردار سرکش اور باغی ہورہے تہے اس لیے کوئی مدد نہ دے سکا اور ملک المعظم بہی اکیلا مصر نہ آسکا۔ مگر ملک الکامل بدستور عیسایون کے سامنے پڑا رہا کہ ملک مصر کو عیسائی دستبرد سے نہ بچا سکا۔ لیکن عیسایون کو بہی حوصلہ نہ پڑا کہ ملک الکامل کی قلیل فوج پر جا پڑین۔

یہان تک کہ ۶۱۸ھ ہجری آگیا۔ اور ملک الاشرف کی خانگی موانع بہی دور ہوگئے اور فوراً براہ دمشق مع فوج مصر کو روانہ ہوگیا۔ عیسائی اسلامی امدادی فوج کی آمد کی خبر سنکر ملک الکامل کے مقابلہ کو ہو پڑے۔

مسلمانون کی فتح

دریائے نیل پر لڑائی ہورہی تہی کہ ملک الاشرف موسیٰ بہی پہونچ گیا۔ ادہر مسلمانون کی ہمت کو بڑہا دیا اور لڑائی بلا فیصلہ بند ہوگئی عیسایون نے پیغام صلح بہیجا مگر بیت المقدس عسقلان طبریہ۔ صیدا۔ جبلہ۔ لاذقیہ۔ وغیرہ بلاد مفتوحہ صلاح الدین اور تین لاکہ دینار واسطے تعمیر بیت المقدس طلب کیے جو مسلمانون نے نامنظور کیے اور لشکر

کے بیٹے ہمت وشجاعت مین ملک العادل سے کم نہ تہے لیکن عام تجربہ مین وہ عادل کو نہین پہنچ سکتے تہے۔ اگرچہ تجربہ
پدری کا اثر مقدم ہوتا ہے لیکن اگر صلاح الدین کو موت مہلت دیتی تو وہ ضرور ملک العادل کو ہی اپنا جانشین
مقرر کرتا۔ آخر عام ہمدردی عزیزی اور عقل وتدبیر سے ملک العادل ہی سلطنت صلاحی کا مالک ہوا۔ اور اول اول
تو ملک العادل نے اپنے بہتیجے ملک العزیز والی مصر کا تابع رہا۔ جسنے دمشق اپنے بہائی ملک الافضل سے لیکر ملک العادل
کو دی ۵۹۵ہجری مین ملک العزیز مصر مین گیا۔ اوسکی جگہہ منصور تخت پر بیٹہا لیکن ملک العادل نے منصور جوان
مصر پر قبضہ کر لیا اب صرف علاقہ حلب صلاح الدین کے بیٹے ملک الظاہر غیاث الدین کے ماتحت رہ گیا۔ اس خانہ جنگی سے
اسلام کی طاقت کمزور ہو گئی۔ جو اتفاق واتحاد صلاح الدین نے قائم کیا تہا۔ وہ گہٹ گیا عیسائیون نے زور پکڑا
شام مین ملک عادل مقابل ہو سکا اور نہ او کہین لڑ سکا دمشق کا گورنر اپنے بیٹے ملک معظم عیسی کو مقرر کیا جو بقول
جلال الدین سیوطی مصنف تاریخ الخلفاء شراب خور تہا۔ اور ملک الکامل محمد کو والی مصر ملک الاشرف موسی کو والی جزیرہ
دیار بکر مقرر کیا تہا۔ دمیاط کے محاصرے کے وقت ملک العادل کا انتقال ہو گیا۔ اور اس سے مسلمانون کی اور ہمت ٹوٹ
گئی اور عیسائیون کے حوصلے بڑھ گئے۔ تیغ مشطوب کی بغاوت سے ملک الکامل بے دست وپا ہو گیا۔ اور دمیاط جیسا
اور مفید بندرگاہ جسکے لیے صدیون سے یورپ اور رومیون نے لگاتار کوششین کین اور ناکام رہے تہے مسلمانون
کی کمزوری کے سبب جو خودغرضی اور بے اتفاقی کا نتیجہ تہا عیسائیون کے قبضہ مین آگیا۔
تاریخی واقعات سے ملک العادل اور اوسکی اولاد جسکا ذکر آگے آئیگا کسی تعریف کی مستحق نہین ضرور مسلمان مورخین نے ملک العادل
اور اوسکی اولاد کی تعریف مین بہت کچہ لکہا ہے اور اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ ملک العادل او اوسکی اولاد قومی حمیت اسلامی
عصبیت شجاعت وبسالت علو ہمت مین کم نہ تہے مگر صلاح الدین کا سا خلوص اور ایثار نہ تہا اس وجہ سے مسلمانون سے
کوئی مفید متفقہ کام نہ ہو سکے مشرقی قومون خصوصا مسلمانون کی بڑی بڑی سلطنتون کو اسی ولی عہدی کے کسی با اصول
قاعدہ کے نہ ہونے سے نقصان پہونچتا رہا ہے۔ اور لائق سلاطین کے مرتے ہی خود غرض اشخاص کا داؤ چلتا رہا
اور اسلامی طاقت کو پامال کرتا رہا۔ افسوس کہ صلاح الدین کی سلطنت بہی اسی مشرقی مرض سے مضمحل ہو گئی۔ بخلاف
اسکے عیسائیون مین اتفاق تہا۔ اور جو زک انہون نے صلاح الدین سے اٹہائی اسکے لیے۔ موقعہ تاڑ رہے تہے صلاح
الدین کے خاندان سے فساد نے عیسائیون کی امیدین بڑہا دین اور شام مین کچہ اسلامی علاقہ ملک العادل سے
چہین لیا۔ اور اب دمیاط کی فتح سے مصر کی کنجی بہی انکے ہاتہہ آگئی یورپ مین اس فتح سے گہر گہر عید تہی یورپ سے
ہزارون خاندان دمیاط کو دوامی سکونت کے لیے چلے آئے۔ جو دوامی قبضہ کے لیے ضروری تہا۔ اور یہی تجویز
ہے جو آج کل اہل یورپ اپنے مقبوضات واقعہ ایشیا وافریقہ وامریکہ مین نئی نئی فرنگی بستیان بسا کر
طاقت قومی بڑہا رہے ہین۔

چہوڑا یا باقی مسلمانون کا عہدنامہ مین کچھ ذکر نہ کیا۔ اس لیئے عیسایون نے ۶۴۳ھ ہجری مین حلب پر چڑہائی کی مگر ملک الظاہر غازی ولد صلاح الدین کے نائب شہاب الدین سے ایسی شکست کہائی کہ ہزارون میدان مین قتل ہوئے اور ہزارون قید ہوئے کروڑون کا مال غنیمت مسلمانون کو ملا اور دوسری لڑائی بغن ویرساک کے قریب فوج حلب سے ہوئی جسمین طرفین نے خوب حق شجاعت ادا کیا۔ مگر آخر عیسائی بہاگ نکلے اور بے شمار قتل اور قید ہوئے۔

۶۳۵ھ مین ملک الکامل و ملک اشرف دونو بہائی فوت ہوگئے اور ملک الکامل کی اولاد مین اختلاف و فساد پڑ گیا۔ ملک الکامل نے ساٹہہ سال کی عمر مین بیس سال مستقل حکومت کی بعد وفات پائی۔

بیت المقدس پر مسلمانون کا قبضہ

۶۳۷ھ ہجری مین الناصر داؤد بن ملک المعظم عیسے والی کرک نے بیت المقدس کو گہیر لیا اور چونکہ کوئی فصیل وغیرہ تہی ار سے جلدی ہی فتح کر لیا۔ اس کے باپ ملک المعظم نے جو فصیل کو گرایا تہا اسکا آج فائدہ نکلا سچ ہے فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ ۱۱ سال تک عیسائیون کا قبضہ رہا پہلی دفعہ اطہر صلاح الدین نے عیسایون سے چہوڑایا اور دوسری دفعہ ناصر داود نے یہ عجیب اتفاق ہی ۶۴۰ھ ہجری مین خلیفہ مستنصر عباسی کا انتقال ہوا۔ اور اسکی جگہہ المستعصم باللہ اخیر خلیفہ عباسی مقرر ہوا جو ۶۵۶ھ مین ہلاکو خان کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔

ملک الکامل کے بعد مصر مین اُسکا بیٹا ملک الصالح ایوب حکمران تہا جسکی لڑائی ۶۴۳ھ ہجری میں اپنے چچا ملک الصالح اسمعیل سے ٹہن گئی۔ اسمعیل والی دمشق نے عکا کے عیسائی بادشاہ سے مدد مانگی مگر شکست کہائی اور دمشق اور بیت المقدس دونو پر ملک صالح ایوب کا قبضہ ہو گیا۔

فرانسیسیون کا مصر پر حملہ

۶۴۷ھ مین فلپ شاہ فرانس کی شکست کا داغ مٹانے کے لیے سوئس شاہ فرانس نے پچاس ہزار فوج سے دمیاط کو آگہیرا اور قبضہ کر لیا۔ ملک صالح ایوب لڑ رہا تہا کہ مر گیا۔ اور اسکے بیٹے توران شاہ کے آنے تک ملک صالح کی بیگم مسمات شجر الدر نے تمام انتظام سنبھالی رکہا۔ اور ماہ رمضان مین فریقین کو درمیان خشکی اور تری پر سخت لڑائی ہوئی پہلے پہلے تو عیسایون کا پلہ زبردست رہا مگر آخر مسلمان میدان جیت گئے۔ بروایت مولانا جلال الدین سیوطی حضرت شیخ المشائخ ولی اللہ شیخ عز الدین بن عبد السلام اسلامی لشکر مین موجود تہے اور عیسائی جہازات غضب کی آتش فشانی اور سنگباری کر رہے تہے یہ حالت دیکہہ شیخ صاحب نے باواز بلند کہا کہ" یا ریح خذیہم" یہ کہنا تہا کہ طوفان آندہی نے عیسائی جہازون کو الٹ پلٹ کر غرق کرنا شروع کر دیا۔ اور چٹانون سے ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹنے

اسلام لڑائی کے لیے بیقرار ہورہا تہا۔ اور عیسائی کثرت فوج کہمنڈ پر بے فکر پڑے تہے کہ اتنے مین چند جان فروش مسلمانون نے دریائے نیل کو چند جگہہ سے کاٹ کر اسکا پانی عیسائی کیمپ مین ڈالدیا اور تمام عیسائی ڈیرون مین کیچڑ اور دلدل ہوگئی۔ عیسائی فوج کے لیے سوا ایک طرف کے اور کوئی طرف چلنے پہرنے کو نہ تہی جسکو کہ ملک الکامل نے روک لیا۔ اب انکو دمیاط پہونچنا مشکل ہوگیا۔ اسوقت ایک جنگی جہاز سامان جنگ لیکر آرہا تہا جسکو مسلمانون نے لوٹ لیا۔ عیسائیون نے ہرچند دمیاط پہونچنے کی کوشش کی مگر کچھہ پیش نہ گئی آخر لاچار ہوکر دمیاط بغیر عوض حوالہ کرنے کے شرط پر امان دی گئی اور دمیاط کی حوالگی تک فلپ بادشاہ فرانس اور نائب پوپ اور شاہ عکا وغیرہ قید رکہے گئے ۱۷ رجب ۶۱۸ھ ہجری کو دمیاط مسلمانون کے حوالہ کیا گیا۔ اگر یہہ تفاقیہ فتح اللہ کی مدد سے نہ ہوتی تو مسلمان دمیاط کے عوض شام کے امصار مطلوبہ دینے کو تیار تہے۔ پس اللہ تعالی کی کمال مہربانی تہی کہ اُس نے دمیاط جیسا مفید بندر بہی دیدیا اور شام کا علاقہ بہی رہنے دیا ۶۲۳ھ ہجری مین الناصر لدین اللہ خلیفہ بغداد فوت ہوا۔ اسکی جگہہ الظاہر بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ جو نو ماہ بعد مر گیا۔ اور المستنصر اُسکا بیٹا خلیفہ ہوا۔

عیسائیون کا بیت المقدس پر قبضہ

ماہ ذی قعدہ ۶۲۴ھ ہجری مین ملک المعظم عیسیٰ والی دمشق مر گیا۔ اور اسکا بیٹا ناصر داؤد حاکم دمشق ہوا جس سے اس کی چچا ملک الکامل نے دمشق لیکر کرک کا علاقہ اُسکو دیدیا۔ ملک معظم جیسے کو مرنے کی خبر سُنکر یورپ وغیرہ کے عیسائی بیت المقدس لینے کے لیے لاکہون کی تعداد مین جمع ہوگئے جنکے ساتہ ایمپراطور فردریک تہا جسکو عرب مورخ جرمن یا سسلی کا بادشاہ بیان کرتے ہین۔ ملک الکامل مصر سے آپہونچا مگر اپنی کمزوری کے سبب بیت المقدس دینے پر راضی ہوگیا اس شرط پر کہ دوبارہ فصیل نہ بنائی جاوے۔ اور باقی علاقہ مسلمانون کے پاس رہنے دیا جاوے بیت المقدس کے لینے پر عیسائیون کی خوشی اور مسلمانون کے غم کی کوئی انتہا نہ رہی اور یہہ حوالگی ۶۲۶ھ مین ہوئی وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔

تاریخ ابن اثیر

تاریخ ابن اثیر مشہور تاریخ کامل ۶۲۸ھ مین ختم ہوئی اور ۶۳۰ھ مین اسکا لائق مصنف شہر موصل مین فوت ہوا

عیسائیون کی حلب پر چڑہائی اور شکست

مسلمانون مین ایسا اختلاف تہا کہ ملک الکامل نے بیت المقدس جیسا مقدس اور مشہور شہر دیکر صرف اپنا پیچہا

بخت نصر کے بیت المقدس مین بنی اسرائیل کے ساتھ جو کچھ کیا اوسکو مورخین یہود و نصاری سب سے بڑا حادثہ شمار کرتے ہین لیکن حادثہ تاتار کے ساتھہ اسکو کوئی نسبت نہین جسقدر مسلمان قتل ہوئی بنی اسرائیل انکا عشر عشیر بہی نہ تہے۔ اور بیت المقدس سے زیادہ آباد اور بارونق شہر چند در چند خاک سیاہ کیے گئے۔ صرف مواضعات اور دیہات کے شمار کے مقابلہ مین ہی بیت المقدس کی کوئی حقیقت نہین رہتی دوئم قرآن مجید کے اٹل اور سچے حکم "اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ" کا پورا ثبوت ملسکتا ہے۔ تاتاریون کا مد مقابل سلطان محمد خوارزم شاہ تہا۔ جو تمام وسط ایشیاء اور ایران کا مالک تہا۔ غرور تکبر و عدخلافی کی سزا مین تمام اسلامی دنیا کو لے ڈوبا۔ سوم جب تاتاری ترکستان۔ افغانستان۔ ایران۔ بغداد خفچاق وغیرہ تمام چیدہ اور اول درجہ کو ممالک اسلام کے زیر وزبر کر چکے اور شاہی تسلط بیٹہا چکے اور اسلام کا کوئی حامی ومددگار نہ رہا۔ اور سب کو یہی امید تہی کہ اسلام کی جگہہ تاتاریون کا مذہب مفتوحہ ممالک مین پہیل جائیگا۔ اللہ تعالی کے فضل وکرم سے جو قیامت تک اسلام کا محافظ ہے خود بخود اسلام کی حقانیت کا نور چمک اٹہا اور تاتاریون کو جو اسلام کے سخت دشمن تہے۔ اور جنکے ہاتہوں ہزارہان علما فضلا صلحا صوفیا محض اسلامی لیڈر ہونے کے جرم مین تہ تیغ ہوئے تہے۔ مسجدین منبر قرآن مذہبی کتابین جلائی گئین اور کوئی بازپرس کر سکا۔ اب یہی تاتاری اسلام قبول کرتے ہین اور اسلام کے محافظ بنتے ہین۔

اس واقعہ کے پڑہنے سے متعصب مخالفین کا یہ اعتراض کہ اسلام بزور تلوار پہیلا ہے ہرگز نہین رہتا۔ چہارم یہہ عرض ہے کہ زمانہ حال کے مسلمانون کو دکہایا جاوے کہ جب حادثہ تاتار مین اسلام کو کچہ نقصان نہین پہنچا بلکہ اپنی صداقت کا اثر اپنے مخالفون پر ڈالکر انہین کو اپنا خادم اور مؤید بنا لیا۔ تو زمانہ حال کی ذلالت وغربت کا دور کرنا خدا کے نزدیک کچہہ مشکل نہین رحمت ایزدی سے ناامید ہو کر اسلامی قواعد واصول سے روگردان ہونا اسلام کو خود ذلیل کرنا ہے۔ تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ ترقی کا رستہ نہین ہے جو حال کے زمانہ کے مسلمان ٹٹول رہے ہین۔

حادثہ تاتار سے پہلے جو قدرتی نشان ظاہر ہو

سنہ ۵۹۲ھ مین مکہ شریف مین کالی آندہی آئی۔ لوگون پر سرخ ریت برسی اور رکن یمانی سے ایک قطعہ گر گیا۔
سنہ ۵۹۳ھ مین بہت بڑا تارہ ٹوٹا۔ اس کے بعد ایسی سخت آواز آئی کہ جس سے مکان اور دیوارین ہل گئین۔
سنہ ۵۹۶ھ مین مصر مین ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگ قبرون سے مردون تک نکال کر کہا گئے۔
سنہ ۵۹۷ھ مین مصر شام جزیرہ مین اسقدر سخت زلزلہ آیا کہ سنگین مکانون اور قلعون تک گر گئے اور مصر کے پاس بہت سے گاؤن زمین مین دہس گئے۔

لگے اور مسلمانون نے بہی حملہ کر دیا اور عیسایون کو شکست دیکر ۳۲ جہاز اور ۹ کشتیان جنگی گرفتار کر لین۔ شیخ صاحب کی کرامت دیکھ کر کسی نے چلا کر کہا کہ "الحمد للہ الذی ارانا فی امتہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم رجلا سخر اللہ لہ الریح" عیسایون نے دمیاط کا رخ کیا مگر مسلمانون نے تیس ہزار عیسایون کو فنا کر دیا اور شاہ فرانس مع چند سرداران کے دار ابن لقمان مین قید کیا گیا۔ اور آخر شہر دمیاط اور تین لاکہ نقد دینار دیکر رہا ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ شاہ فرانس کا زر فدیہ اسکے وزن کے برابر سونا لیا گیا تہا۔ مگر شاہ فرانس نے وطن پہونچکر پہر لڑائی کی تیاری کی مگر مسلمانون کے دہمکانے سے ڈر گیا۔ اور تین سو کا بیڑا جہازات لیکر ٹونس پر چڑہ گیا۔ اور ۶ ماہ کے محاصرہ کے بعد وہین فوت یا قتل ہوا۔ یہ واقعہ ۶۶۹ھ کا ہے۔

مصر کے حالات خاندان ایوبیہ

پیچہے لکہا گیا ہے کہ جب لوئس نہم شاہ فرانس نے دمیاط وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ملک الصالح ایوب بن ملک الکامل عیسایون کے چہوڑانے کے لیے لڑ رہا تہا کہ مر گیا اور توران شاہ اسکا بیٹا جانشین ہوا۔ دو ماہ بعد معزول کیا گیا اور ملک الصالح ایوب کی ملکہ شجرۃ الدر نے عنان حکومت ہاتہ مین لی مگر مملوک سردارون کی باہمی نزاع کے سبب یہ عقلمند ملکہ تین ماہ بعد تخت و تاج ملک اشرف کو سونپ کر گوشہ نشین ہو گئی جسنے پانچ سال تک برائے نام حکومت کی۔ اور پہر تخت سے اتار دیا گیا اور خاندان ایوبیہ کا خاتمہ اور مملوکون کی حکومت کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ مملوک دراصل کوہ قاف وغیرہ کے باشندے زرخرید غلام تہے ملک الصالح ایوب بن ملک الکامل نے بارہ ہزار غلام خرید کر کے تربیت کی جو دیگر سلطنت کے رقیبون اور عیسایون کے مقابلہ مین نہایت کار آمد ثابت ہوئے۔ لوئس معظم شاہ فرانس کو اسی بہادر فوج نے بسرکردگی ترکی جرنیل بیبرز کے دار ابن لقمان مین قید کیا تہا۔ ملک الصالح مذکور کی کمزوری کے سبب اخیر ایوبی سلطان ملک اشرف کو معزول کر کے ملک المعز عزالدین ایبک ترکمانی صالحی ۶۵۳ھ مین تخت مصر پر بیٹہا اور سلاطین مملوکی کا بانی ہوا جو اڑہائی سو برس تک خود مختار حکمران رہے اور چند سو سال تک سر زمین مصر مین انکا برا بر زور رہا۔ آخر اس بہادر گروہ کا استیصال محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ مصر کے ہاتہون سے ہوا۔ چنگیز خان مغل نے گو تمام اسلامی دنیا کو برہم کر دیا تہا۔ مگر صرف مصر کے مملوکون سے شکست کہائی تہی جسکا ذکر آگے آئیگا۔

حادثہ تاتار

یہ واقعہ اس غرض سے کتاب ہذا مین درج کیا جاتا ہے کہ اول تو ابتدائی عالم سے اب تک بنی آدم پر کوئی ایسا حادثہ نہین

خدا کا شکر ہے کہ جسنے ہمکو امت محمدی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم میں ایک ایسا بزرگ دکہلا یا ہو کہ جسکے لیے ہوا مسخر ہوئی ہے۔

مگر خوارزم کی سلطنت پر قابض ہوگئے محمد خوارزم شاہ بن تکش کو اسقدر زور ہوا کہ اس نے بغداد پر چڑھائی کی مگر بوقت برف باری سے اسکی فوج راستہ مین ضائع ہوگئی اور عام خیال کے مطابق الناصر لدین اللہ خلیفہ بغداد کے لیے تائید آسمانی تصور کی گئی۔ اسی محمد خوارزم شاہ کی حدود ملک چنگیز خان سے ملتی تہین۔ چند لڑائیون کے بعد صلح ہوگئی۔ اور تاجرون کی آمد و رفت ہونے لگی۔ محمد خوارزم شاہ کے ایک سرحدی گورنر نے چینی تاجرون پر جاسوسی کا الزام لگایا۔ اور محمد خوارزم شاہ سے عزم احتیاط کا حکم حاصل کیا۔ مگر اس احتیاطی حکم مین ایسے بے احتیاطی کی گئی کہ چینی تاجرون کو قید کر لیا۔ اور انکے مال و اسباب کو چہین کر سلطان محمد خوارزم شاہ کے پاس روانہ کر دیا مغرور سلطان نے عہد نامہ کا کچھہ پاس نہ کیا۔ اور وہ تمام اسباب بخارا اور سمرقند کے تاجرون کے ہاتھہ فروخت کیا چنگیز خان نے سلطان خوارزم شاہ کو لکھا کہ چینی تاجرون کو چہوڑ دے اور تمام مال اسباب واپس کرے مگر سلطان خوارزم شاہ نے خلاف انسانیت ایلچی اور ہمراہیون کی داڑہی منڈوا کر نکال دیا یا قتل کیا۔ اور نشہ حکومت مین خود تاتاری علاقہ پر چڑہ گیا۔ اور فتح پاکر واپس آ رہا تہا۔ کہ چنگیز خان سے مقابلہ ہوگیا تین رات دن تک لڑائی رہی اور خون کی ندیان بہ نکلین بیس ہزار مسلمان اور اس سے زیادہ تاتاری مارے گئے اور ہر ایک فریق اپنے اپنے وطن کو لوٹ گیا۔

چنگیز خان کی چڑہائی

چنگیز خان تو برابر انتظام فوج کشی مین لگا رہا۔ اور پانچ ماہ بعد فوج کثیر لیکر بخارا کو آگھیرا۔ مگر خوارزم شاہ کی تمام شیخی ایک لڑائی مین ہی کر کری ہوگئی۔ اور مغلون کا خوف دل پر چہا گیا۔ بخارا مین تین دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ مگر خوارزم شاہ کی فوج مین طاقت مقابلہ نہ تہی۔ اس لیے بخارا کو چنگیز خان کے ظالم ہاتہون مین چہوڑ کر خراسان کو چلدیا۔ وجہ اس بزدلی کی یہہ تہی کہ صدیون ترکستان اور خراسان کی مسلمان جہادی لڑائیون سے نابلد ہو رہے تہے کسی بیرونی دشمن سے ہی مقابلہ کم پڑا تہا سلجوقیون کے عہد مین ملک شاہ کے بعد ہی خود مسلمانون کی آپس مین ہی تلوار چلتی رہی اور ۴۹۰ھ سے لیکر ۵۹۶ھ تک سلاطین خوارزم شاہی بہی مسلمان امراو سلاطین کا گلا کاٹتے رہے کسی غیر قوم یا مقتدر بادشاہ سے تیغ زنی کا موقعہ نملا۔ اس محمد خوارزم شاہ نے چڑہائی کی تو بغداد پر جہان کا خلیفہ ایک گدی نشین پیر طریقت سے زیادہ وقعت نرکہتا تہا۔ اور جملہ سلاطین اسلام عباسی یادگار خیال کر کے اسکی عزت کرتے چلے آئے تہے۔ پس ایسا سلطان قوم سے کیا کام لے سکتا ہے اور قوم جسکے ہتہیار مدت سے زنگ آلودہ ہو چکے ہون۔ اور جنگ کفار سے ناآشنا ہو رہے ہون مشکل کے وقت کیا کام دے سکتی ہے پس رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کا نتیجہ سلطان محمد خوارزم شاہ

سنہ ۵۹۹ ہجری مین اسقدر تارے ٹوٹے کہ ٹڈیون کی طرح اُڑتے ہوئے دکہائی دیتے تہے۔
سنہ ۶۰۱ ہجری مین ایک عورت نے بچہ جنا جسکے دو سر چار پاؤن تہے۔
اسکے بعد سنہ ۶۱۶ ہجری مین اہل تاتار نے خروج کیا۔
اور بربادی بغداد سے پہلے سنہ ۶۵۲ ہجری مین عدن مین ایک آگ ظاہر ہوئی جسکے شرارے سمندر کی طرف چلتے معلوم ہوتے تہے۔ اور دن کو دریا سے دہوان نکلتا دکہائی دیتا تہا۔ سنہ ۶۵۴ ہجری مین مدینہ منورہ کے نواح مین آگ ظاہر ہوئی اور ظہور سے دو روز تک ہی پہلے ایک گرج کی آواز آئی اور پہر زلزلہ شروع ہوا۔ اور پہر قریظہ کے پاس آگ نکلتی معلوم ہوئی جسکے اثر سے وادی شظا مین پانی نکل آیا۔ اور اُس سے ایک بڑے قصر کے برابر شرارے نکلتے دکہائی دیے جس سے مکہ والون کی آنکہین چوندہیا گئین اسکی خبر بقول ذہبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہوئی تہی
سنہ ۶۵۶ ہجری المقدس بغداد مین قتل عام ہوا۔ اور خاندان عباسی کا چراغ گُل کیا گیا۔

مختصر حال اہل تاتار

تاتاریون کا ملک منگولیا چین کے ملحق ہے اور منگولیہ ملک کی طرف منسوب ہے جو مغلون کا جد اعلی اور ترکون کی جد اکبر ترک کا حقیقی بہائی تہا۔ اِن کے چہرے چوڑے۔ چپٹے گندمی رنگ ہوتے ہین خانہ بدوش صحرائی ہر ایک چیز کا گوشت کہا جاتے تہے کسی چیز سے پرہیز نہین غیر لوگون سے نفرت کرتے تہے عورتون تک تلوار باندہتی تہین۔ چالاک۔ محنت کش ظالم خونخوار تہے۔ نکاح اُن مین کوئی ضروری نہ تہا۔ ایک عورت کو کئی مرد رکہ سکتے تہے۔ سورج کے سامنے سجدہ کرتے تہے۔ انکو رسد کی ضرورت نہ ہوتی تہی بہیڑ بکریان ساتہ ہوتی تہین انہین کا گوشت کہا کر گذارہ کرتے۔ انکے گہوڑے زمین کہود کر گہاس کی جڑون کو نکال کر کہاتے۔ دانہ بہوسہ کی کبہی ضرورت نہ پڑتی۔ انکے حالات معلوم کرنے بذریعہ جاسوسی مشکل تہے۔ کیونکہ انکی شکل و شباہت کسی ملک کے آدمی سے نہ ملتی تہی اس لیے جاسوس فوراً پکڑا جاتا۔ انسانی جان کی انکے نزدیک کوئی قدر نہ تہی عجز وانکسار اطاعت و تابعداری کوئی چیز انکے سخت دلون کو نرم نہ کر سکتی تہی۔ سکندر یونانی نے اکثر حصہ کو فتح کیا۔ مگر جس قوم نے اظہار اطاعت کیا۔ وہان سکندر نے ہتہیار نہین نکالا اور اس فتح مین اسکو کئی سال خرچ ہوئی مگر تاتاری قتل عام کے علاوہ اور کچہ جانتے ہی نہ تہے اس قوم مین چنگیز خان نامی ہوا جسکی قومی تاریخ لکہنے کا یہ موقعہ نہین یہہ شخص چین کے اکثر ممالک کا بادشاہ تہا۔ اون دنون مین وسط ایشیا کا سلطان محمد خوارزم شاہ بن تکش بن ارسلان بن اطسن بن محمد خوارزم شاہ بن انوش تگین تہا۔ یہہ نوش تگین ملکشاہ سلجوقی کا غلام تہا۔ اور اسکا بیٹا اور پوتا خوارزم کے بادشاہ ہوگئے اور سلطان سنجر سلجوقی سے کئی معرکہ بہی ہوئے

چنگیز خان نے بیس ہزار تاتاری سوار سلطان کی گرفتاری پر مقرر کیے۔ جو ملک الموت کی طرح پیچھے لگ پڑے۔ سلطان غزنی سے خراسان پہنچے۔ ہمدان میں سے بھاگتا ہوا ماژندران پہنچا اور کشتی پر سوار ہو کر پہاڑی قلعہ کو جلدیا۔ تاتاری فوج کے پاس کشتی نہ تھی۔ اسلیے مایوس ہو کر واپس چلے گئے اور محمد خوارزم شاہ گمنامی کی حالت میں بحالت افلاس مر گیا او کفن تک اسکو نہ ملا انہیں کپڑوں میں دفن کیا گیا جو اُس کے بدن پر تھے۔" فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ

سچ ہے

ہمہ ملک و دولت پذیر زوال   نماند بجز ملک ایزد تعال

ماژندران رے ہمدان قزوین پر تاتاری ظلم

محمد بن خوارزم شاہ کی گرفتاری سے مایوس ہو کر اصفہان ماژندران کو تباہ کرنا شروع کیا اور رے ہمدان کو لوٹ کر برباد کر دیا ہر ایک جگہہ وحشی مغل مسلمانوں کے قتل کے علاوہ افعال شنیع کے مرتکب ہوتے رہے اور دیہات والوں سے بھی یہی ظالمانہ سلوک کرتے رہے قزوین والے لڑے اور چالیس ہزار ذبح کیے گئے۔ یہی حال آذربایجان کا ہوا۔ اہل سجستان نے سخت مقابلہ کیا لیکن تہ تیغ ہوئے والیان اربل و موصل نے بحکم خلیفہ بغداد الناصر لدین اللہ مقابلہ کی ٹھانی مگر قلت فوج کے سبب مقابل نہ ہو سکے ملک اشرف اور ملک المعظم پسران ملک العادل ایوبی دمیاط کے چھوڑانے کے لیے اہل یورپ سے دست بشمشیر ہو رہے تھے وہ کچھ نہ کر سکتے تھے غرضیکہ تمام ایران ترکستان خراسان افغانستان دشت خفچاق۔ سرکشیا مشرقی روس پر ظالم تاتاریوں کا غلبہ ہو گیا جسکی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ کل مذہبی مکان مسجدیں خانقاہیں جلائی گئیں یا گرائی گئیں۔ جو عالم فقیہہ ہاتہہ آیا قتل کیا گیا سوا ان لوگوں کے جو دہلی کے دربار بلبنی میں یا مصر میں پہونچ گئے یہ عجیب بات ہے کہ قیدی مسلمانوں کو جنگ کی پہلی صف میں رکھتے اور مسلمانوں سے لڑاتے اگر پیچھے قدم ہٹاتے تو تاتاری قتل کرتے آگے بڑھتے تو خود مرتے یا مسلمانوں کو مارتے ہر صورت میں ان بیچارے مسلمان قیدیوں کو مشکل ہی مشکل تھی۔

ہمدان والوں سے اسقدر روپیہ مانگا گیا جو وہ ادا نکر سکتے تھے۔ مسلمانوں نے ہر چند عذرات تخفیف رقم کے لیے کیئے مگر ظالم تاتاری جو قتل و غارت کے لیے بہانہ ڈھونڈتے تھے ہرگز ملتفت نہ ہوئے۔ آخر مسلمانوں نے ہمدان کے ایک عالم فقیہہ کی تحریک سے تلوار پر ہاتہہ رکھا مغلوں نے شہر کو گھیر لیا۔ خوراک و غذا مسلمانوں کو نہ ملتی تھی۔ اور تاتاریوں کو غلہ وغیرہ کی ضرورت نہ تھی وہ صرف گوشت خور تھے بھیڑ۔ بکری۔ گائے بھینس۔ گھوڑا اونٹ۔ کتا۔ بلی۔ چوہے حشرات الارض۔ اور انسان کے گوشت تک کھا جاتے تھے

اور اُسکی تن پرست فوج کو بہگتنا پڑا۔ رسول کریم صلعم فرماتے ہین "ماترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب" یعنے جب مسلمان جنگی مشق جہاد وغیرہ چھوڑ دینگے تو مصیبتون مین مبتلا ہونگے۔

یہی وجہ تہی کہ سلطان محمد خوارزم شاہ خراسان کو بہاگ گیا۔ اور اہل بخارا کو امان دی گئی۔ اور قلعہ بخارا کی فتح مین مدد لی گئی۔ مسلمان خندق بہرتے تہے اور قلعہ کے مسلمانون سے لڑتے تہے۔ قلعہ مین صرف چار ہزار مسلمان تہے جو ۱۲ روز تک کفار اور بخارا کے مسلمانون کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور جبتک ایک ایک شہید نہ ہوگیا۔ قلعہ نہ دیا۔ قلعہ سے فارغ ہو کر چنگیز خان نے حکم دیا کہ چینی تاجرون کا اسباب محمد خوارزم شاہ نے جن جن کے ہاتہہ فروخت کیا ہے دیدے۔ جسکے پاس اسباب تہا لے آیا۔ پہر سب کو شہر سے نکالکر کل مال و اسباب لوٹ لیا۔ عورتون کے ساتہہ اُنکے وارثون کے روبرو فعل شنیع کیے گئے صرف رکن الدین امام زادہ اور اس کے بیٹے اور صدر الدین خان قاضی سے یہ شرمناک حالت نہ دیکہی گئی تلوارین کہینچ کر کفار پر جا پڑے اور بہتون کو مار کر شہید ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) چنگیز خان نے تمام مسلمانون کو شہید کر دیا۔ اور کوئی نہ بچا یہ واقعہ ۶۱۶ سنہ ہجری کا ہے۔

سمرقند کی بربادی

چنگیز خان بخارا کو اجاڑ کر سمرقند پہنچا۔ یہان پچاس ہزار سلطانی فوج تہی۔ مگر نامردون سے کچہ نہ ہوسکا باشندگان شہر کو جوش پیدا ہوا جو شہر سے نکلکر لڑے چنگیزی پیادہ فوج انکو شہر سے دور کہینچ لائی اور کمین مین لاکر محصور کر لیا۔ اور ستر ہزار کو شہید کیا۔ یہہ حالت دیکہہ کر اپنی فوج نے چنگیز خان کو لکہا کہ ہم ترک تمہارے ہم قوم ہین امان دیجائے۔ چنگیز خان نے ہتہیار لیکر سب کو ہلاک کر دیا۔ بخارا اور سمرقند کی جامع مسجدین قرآن مجید ممبر وغیرہ جلا دیے (انا للہ وانا الیہ راجعون) کنواری عورتون کی پردہ دری کی گئی۔ زن و بچہ شیخ و شاب سب کو قتل کر دیا۔ یہہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ سنہ ہجری کا ہے۔ سلطان محمد خوارزم شاہ نے اہل سمرقند کی مدد کے لیے ایکدفعہ دس ہزار سوار اور ایکدفعہ بیس ہزار سوار روانہ کیے مگر دونون لشکر ڈر کر بغیر جنگ واپس چلے آئے۔ یہہ تہی خوارزم شاہی فوج کی اخلاقی حالت اور ایمانی طاقت جس سلطان کی تعریف مین مورخین بہت کچھ غلو کرتے ہین انہین شاعرانہ تعریفون اور مشرقی تکلفات نے ایشیائی سلطنتون کے اصلی عیوب کو ظاہر نہین ہونے دیا اور برباد کر دیا ہے۔

محمد خوارزم شاہ کا خاتمہ

علاقہ گرجستان کو خاک سیاہ کرتے ہوئے دربند شروان پر پہونچے مگر یہ درہ بیحد مضبوط اور ناقابل عبور تہا
کہ تاتاریوں کو گذرنا مشکل ہوگیا آخر یہہ چال چلے کہ والی شروان کو لکہا کہ صلح کے لیے دس سلمان معتبر روانہ کرو
شاہ شروان کے معتبرون مین سے ایک کو قتل کیا اور باقی کو کہا کہ اگر درہ سے گذرنے کا راستہ بتا دو تو
رہا کیے جاؤ گے ورنہ قتل ۔ اون کم ہمت امرا نے جان کو عزیز جان کر ایک اور راستہ سے تاتاریوں کو علاقہ
شروان مین پہنچا دیا اور اہل شروان کو تہ تیغ کرا دیا ۔ یہان اقوام لان لگز ترک خفجاق نے تاتاریون کا سخت مقابلہ
کیا ۔ تاتاریون نے اہل خفجاق کو یہہ دم دیکر کہ ہم تم دونون ایک نسل کے ہین اور مذہب ہی تمہارا جدا ہے
کچھہ تحفہ تحائف لیکر الگ ہو جاؤ ۔ تمہاری ملک و قوم سے ہم آیندہ تعرض نہین کرینگے اہل خفجاق اس دم مین
آگئے ۔ اور باقی اقوام شکست پاکر قتل اور غارت ہوگئین ۔ اور پہر اہل خفجاق کی طرف رُخ کیا ۔ جو کچھ مارے گئے اور کچھ
علاقہ روس مین جو ماسکو سے شمال کی طرف تہا بہاگ گئے اور بحیرہ خزر کا تمام شمالی علاقہ جو اب شرکشیا کو نام سے
مشہور ہے تاتاریون کے قبضہ مین آگیا جنکی نسل مدت تک خوانین تاتار کے لقب سے خود مختار حکمران
رہی ۔ اور شاہ روس کے بزرگ انکے باج گذار رہے ۔

جنگ تاتار و روس

اہل خفجاق روس بہاگ گئے تہے روسیون نے تاتاریون کے روکنے کے لیے اہل خفجاق کی شرکت سے تاتاریون کا مقابلہ
کیا اول تو تاتاری ہٹنے لگے اور روسی سمجہے کہ تاتاری ڈرتے ہین ۔ و بارہ یوم تک روسی پیچہے تعاقب
کیے چلے آئے جب روسی اس طرح اپنے ملک سے نکل آئے تو تاتاریون نے مڑ کر حملہ کیا کئی دن تک
لڑائی رہی آخر روسیون کو شکست ہوئی بے شمار روسی اور اہل خفجاق مارے گئے ۔

اہل بلغار

اس فتح کے بعد تاتاری علاقہ بلغار پر چڑہ گئے یہہ قوم جنوبی روس ۔ رومانیا ۔ بلگیریا وغیرہ مین آباد تہی ۔
بلغاریون نے کمین لگا کر تاتاریون کو شکست دی ۔ اور ہزارون کو قتل کیا اور بہت کم زندہ بچے اس سے
مغرب کی طرف تاتار کی پیش قدمی رک گئی ۔ اور عرب مورخ اس تاتاری لشکر کو تاتار مغربہ کہتے ہین ۔

واقعات خراسان وغیرہ

مظالمانہ حالات اون تاتار مغربہ کے تہے جو سلطان محمد خوارزم شاہ کے تعاقب مین تعین کیے گئے تہے چنگیز خان

اور ایسی چیزون کی کمی تہی۔ گہوڑے انکے زمین سے گہاس جڑہون کو کہود کہود کر کہاتے تہے چارہ اور دانہ کی کچھ ضرورت نتہی اسلیے قحط کا اثر مغلون پر نہ پڑتا تہا۔ باوجود اس حال کے اہل ہمدان نے شہر سے نکلکر حملہ کیا وہ عالم فقیہہ اور رئیس شہر سب سے آگے شمشیر بکف تہے مسلمانون کے ہاتہہ سے ہزارون تاتاری قتل ہوے مگر فقیہہ مذکور جو لڑائی کی جان تہا زخمی ہوگیا۔ اور مسلمان شہر مین واپس چلے گئے دوسرے دن پہر نکلے اور پہلے دن سے زیادہ تاتاریون کو فنائی النار کیا۔ اس دن فقیہہ مذکور کو اور زخم لگے اگرچہ کئی ایک زخم شمشیر اور نیزہ کے بہادر فقیہہ کے بدن پر موجود تہے اور خون مین تر بتر ہو رہا تہا مگر صابر و محتسب تہا۔ او قتل کفار سے مسلمانون کے دل بڑہتا تہا رات کے پڑنے اسسبب مسلمان شہر مین واپس چلے آے اور تیسرے دن نکلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن مولوی صاحب (فقیہہ) کو متواتر زخمون نے کمزور کر دیا تہا اور سواری کے قابل نرہے تہے۔ لوگون نے رئیس شہر کو جو ایک علوی تہا۔ بلایا مگر وہ پہلے ہی ایک سرنگ کے رستہ شہر سے نکل گیا اور ایک بلند قلعہ مین معہ عیال پہنچگیا اور قومی غدر اور بے حمیتی کا الزام اپنے ذمہ لے لیا۔ ہمدان مین جب کوئی صاحب اختیار نرہا تو مسلمان ڈھیلے پڑگئے اور تاتاریون نے ماہ رجب ۶۱۸ہجری کو بزور شمشیر ہمدان مین داخل ہو کر قتل عام شروع کیا تلوارین کند ہوگئیں اور چہریون سے کام لیا گیا۔ اور سوا چند اُن شخصون کے جنہون نے کہین چہپ کر جان بچائی۔ کوئی مسلمان زندہ نرہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تبریز کا شرابی گورنر تو بہاگ گیا۔ لیکن مسلمانون نے خود اتفاق کر کے تاتاریون کے مقابلہ پر کمر باندہی اور قلعہ بند ہوگئے تاتاریون نے مسلمانون کی مستعدی دیکہہ کر کچھ نقدی اور پارچات پر صلح کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر یہ غدار قوم صلح کے بعد دہوکہ دیکر پوشیدہ طور سے شہر مین گہس آے اور قتل عام شروع کیا اور کوئی نہ بچ سکا یہان سے بیلقان پہنچے جہان پر سخت مقابلہ ہوا مغلون نے شہر مین داخل ہوتے ہی۔ چہوٹے بڑے زن و بچہ۔ لنگڑے لولے بیمار توانا کو قتل کرنا شروع کیا۔ حاملہ عورتون کے پیٹ چاک کر کے جنین بچون کو نکال کر قتل کیا۔ اور عورتون سے بیحیائی برتاو کیا۔ اور کوئی شخص زندہ نرہنے دیا۔ پہر تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ تاتاریون کے ظلم اسقدر ہین کہ آیندہ نسلین ہماری تصنیفات کو پڑہکر حیران ہونگی اور یقین نہین کرینگی ابن اثیر اس حادثہ کے وقت زندہ تہا اور وہ کہتا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ تاتاری بہاگ گئے یا قید ہوگئے تو باور نہ کرو اور اگر کوئی کہے کہ تاتاری قتل ہوگئے۔ تو مان لو۔ کیونکہ اول تو تاتاری بہاگتے ہی نہ تہے اگر کوئی قید ہوجاتا تو فوراً خودکشی کرلیتا اگر کچھہ نہ بنسکتا تو بہر سے ہی سر پہوڑ لیتا۔

دربند شروان

غزنی کے قریب مقابلہ ہوا۔

تباہی خوارزم

خوارزم مین تاتاریون کا مسلمانون نے سخت مقابلہ کیا۔ اور پانچ ماہ تک بحالت محاصرہ لڑتے رہے
اور موجودہ تاتاری فوج نے لاچار ہو کر چنگیز خان سے مدد مانگی جس نے فوج کثیر روانہ کی اور محصور مسلمانون کو
کسی طرح سے مدد کی امید نہ تھی اور نہ کوئی سرپرست تھا تاتاری متواتر حملون سے قلعہ کے قریب تک پہنچ گئے۔
اگرچہ تاتاریون کا نقصان بہت ہوتا تھا لیکن کثرت فوج سے محسوس کرتے تھے اور مسلمانون کی عورتین
مرد لڑتے تھے۔ آخر تاتاریون کا قلعہ پر قبضہ ہوگیا۔ اور جسقدر مسلمان قلعہ مین تھے قتل کیے گئے اور دریائے
جیحون کا بند توڑ کر شہر خوارزم کو غرق و فنا کیا اور اسیطرح سے اس عالیشان شہر کا نقش مٹایا گیا۔
اور ظلم و عدوان جسکا پتہ و نشان قدیم زمان مین نہین ملتا تاتاریون نے کیے۔

جلال الدین بن خوارزم شاہ اور مغلون کا مقابلہ

خوارزم شاہ کا بیٹا جلال الدین غزنی مین مقیم تھا۔ اور ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ تاتار کیلیے تیار بیٹھا تھا
خراسان کی فتح کے بعد تاتاری لشکر غزنی کو بڑھا۔ اور موضع بلق مین جلال الدین سے لڑا تین دن تک
جنگ صعب ہوتا رہا تیسرے روز تاتاری بھاگ نکلے اور مسلمانون کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ تعاقب مین ہزارہا
مغل قتل کیے گئے اور لاکھون کا مال غنیمت ہاتھ لگا جو زندہ بچا وہ بھاگ کر طالقان مین چنگیز خان کے پاس
پہنچا۔ ہرات والے بھی یہہ خبر سنکر باغی ہوگئے جنکو تازہ فوج بھیجکر چنگیز خان نے برباد و ہلاک کیا۔
اس عظیم الشان فتح کے بعد جلال الدین بہادر نے چنگیز خان کو لکھا کہ جو جگہہ تم پسند کرو وہان کھلے میدان
ایک فیصلہ کن لڑائی کی جای۔ یہہ خط پہنچتے ہی چنگیز خان نے پہلے سے کئی گنا زیادہ فوج جرار غزنی کو روانہ کی
اور حوصلہ افزائی کے لیے اپنے بیٹون کو ساتھ کر دیا۔ اسلامی فوج نے بڑھ کر استقبال کیا۔ دو روز خونخوار جنگ
کے بعد تاتاریون کو شکست فاش ہوی اور ہزارون کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور لاکھون کا مال غنیمت ملا ہزارہا
قیدی رہا کرائے گئے۔
مگر افسوس کہ فتح عظیمہ کا فائدہ اٹھا نہ سکا۔ اسلامی لشکر مین امیر سیف الدین بغراق ترک اور ملک خان خوارزم
شاہی دو بہادر اور زبردست امیر تھے مال غنیمت پر جھگڑا ہو پڑا جس مین سیف الدین کا بھائی مارا گیا اسی غصہ
مین سیف الدین نے مسلمانون کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جلال الدین گو بہت کچھ منت سماجت کرتا اور روتا رہا

نے ترمانہ۔ اور ترمذ سمرقند۔ بخارا پر تسلط جما کر خراسان پر فوج روانہ کی یہ فوج بلخ وغیرہ کو فتح کرتی
ہوئی طالقان پہنچی۔ جو فتح نہو سکا۔ آخر خود چنگیز خان پہونچا اور مسلمان قیدیوں کو لڑائی پر حکم دیا۔ کہ چار
ماہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی لیکن فتح نہ ہوئی۔ آخر جب غلہ رسد نہ رہی اور محاصرہ پر زیادہ زور ڈالا۔
تو مسلمان دروازہ کہول کر نکل پڑے۔ سوار تو بزور شمشیر مغلوں کی صفوں کو چیر کر باہر نکل گئے لیکن پیادہ
فوج وہین کٹ گئی شہر و قلعہ گرایا گیا جلایا گیا زن و مرد قتل کئے گئے۔

مرو کا واقعہ جانگاہ

تمام مسلمان ادہر اودہر سے بہاگ کر مرو مین جمع ہو گئے۔ اور لڑائی پر آمادہ تہے چنگیز خان نے بلخ وغیرہ کے تمام ماتحت
مسلمانوں کو جمع کر کے تاتاری فوج کے ساتہہ مرو کو روانہ کیا۔ جہاں دولاکہہ مسلمان مرو کے باہر خیمہ زن تھے
لڑائی سخت ہوئی۔ اور مسلمان تاتاریوں کے حملوں کو استقلال سے روکتے رہے۔ اور بہادرانہ حملہ کرتے رہے
مگر تاتاری تو میدان سے بہاگنے کا نام نہیں لیتے تہے آخر مسلمان میدان چہوڑ گئے۔ اور بیشمار مارے گئے۔ جو بچے وہ
مرو مین محصور ہو گئے اہل مرو بہی پانچ روز تک مقابلہ کرتے رہے۔ آخر چنگیز خان نے امان دیکر والی مرو کو طلب
کیا اور آتے ہی قید ہو گیا۔ اور اُس سے زبردستی خط لکہوا کر اہل شہر کو بلوا لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے
بعد تمام عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہہ کر امرا اور شرفائے شہر کو عوام کے روبرو طرح طرح کے عذاب سے
ہلاک کرنا شروع کیا۔ عورتین بچے تاتاری فوج مین بانٹ دیے۔ اور اسباب لوٹ لیا۔ اور شہر کو گرا دیا یا جلا دیا۔
سلطان سنجر سلجوقی کی قبر کو جلا دیا۔ باقی قبروں کا گرا کر نشان مٹا دیا۔ تین دن تک تو لوٹ کا بازار گرم رہا۔
چوتہے دن تمام اہل شہر خاص و عام قتل کیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان مسلمان مقتولوں کی تعداد
ساتھ لاکہہ بیان کی گئی ہے جنکا شمار خود تاتاریوں نے کیا تہا۔ ان مقتولوں مین بڑے بڑے علما۔ فضلا۔
صوفیا۔ صلحا۔ زہاد۔ عباد۔ اہل صنعت و حرفت تہے۔

نیشاپور

مرو سے فارغ ہو کر نیشاپور پہنچا پانچ دن کے محاصرہ کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا عورتوں کو قید مردوں کو قتل کیا۔
پندرہ یوم تک شہر کو لوٹتا اور اُجاڑتا رہا۔ یہاں سے طوس و مشہد گیا جہاں امام علی رضا رضی اللہ تعالے عنہ
اور ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کی قبریں تہی شہر کو ویران کر دیا۔ اور باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ اور ہرات کو
دس دن کے محاصرہ کے بعد امان دیکر لے لیا۔ مدہر جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ مرحوم سے نواح

برداشت کیے ہوئے تھے و انتقام لینے کے لیے تیار تھے اب سنہ ۶۲۴ ہجری مین تاتاری جمعیت کثیر کے ساتھہ
کے قریب پہونچ گئے اور جلال الدین کی فوج نے جو خونخوار جنگ کے بعد مغلون کو شکست دی اور کئی رات تک تعاقب
مین قتل و قید سے ہاتھہ رنگتے رہے سنہ ۶۲۴ ہجری مین چنگیز خان نے وفات پائی اور اسکی جگہہ اسکا چھوٹا بیٹا طولی
خان تخت نشین ہوا جس نے سنہ ۶۲۵ مین بہت بڑی زبردست فوج جلال الدین کے مقابلہ پر روانہ کی
اور فریقین مین کئی ایسے معرکے ہوئے جنمین اکثر تاتاریون کی فتح ہوتی رہی اخیر مین جلال الدین نے فتح پائی
اس فتح کی خبر سنکر طولی خان نے جلال الدین سے خط و کتابت شروع کی اور صلح کے آثار دکھائے جلال
الدین تاتاریون کی طرف سے مطمئن ہوکر اطراف جوانب کے مسلمان سلاطین اور امراسے برسر پرخاش ہوا ان
انکا مال و دولت لوٹنے اور ملک چھیننے لگا اور اسلامی طاقت کو کمزور کرنے لگا - اس ظلم و سفاکی سے تمام مسلمان
اُس کے دشمن ہوگئے - حتی کہ اُس کا وزیر بھی علیحدہ ہوکر سرکش ہوگیا - وجہ یہہ تھی کہ جلال الدین ایک
خواجہ سرا غلام قلیچ نامی سے کمال محبت رکھتا تھا - وہ مرگیا - عورتون کی طرح رونے پیٹنے لگا - اور فوج
اور امراے لشکر کو پا پیادہ اُس کے جنازے کے ساتھہ تبریز تک کئی میل چلنے کا حکم دیا - اور خود بھی
پیادہ چلا - اور باشندگان تبریز کو تابوت کے استقبال کے لیے حکم دیا - سب استقبال کو آئے مگر نہ روے
نہ پیٹے اس لیے معتوب سلطانی ہوئے - پھر اُس غلام کی لاش دفن نہ کیا ساتھہ ساتھ لیے پھرتا تھا - منہ سر نوچتا
روتا پیٹتا - کھانے پینے تک چھوڑ دیا - ہمیشہ کھانا غلام مذکور کی لاش کے پاس بھیجتا ایکدن کسی نے
کہا وہ تو مرگیا ہے وہ اسی جرم مین قتل کیا گیا -

جلال الدین کی اس مجنونہ حالت سے امرا تنگ آگئے اور وزیر کے ساتھہ ملکر باغی ہوگئے یہہ حال دیکھہ کر اور سلمان
سلاطین اطراف کے خطوط پہونچنے سے تاتاری فوجین چڑھ آئین اور کمزور بیوقوف جلال الدین شہر
بشہر اور گاؤن بگاؤن بھاگتا پھرا - اور اُسکا کوئی حامی نہ ہوا - اقبال کے بعد اپنی سفیہانہ حرکات سے
حاصل کیا - اور کمال ذلت و خفت کی حالت مین ایک کرد کے ہاتھہ سے مقتول ہوا - فسبحان الذی لہ
ملک و فی ذلک عبرۃ لاولی الابصار

ابیات

گرا و ای از خسروان عجم — کہ کردند بر زیر دستان ستم
نہ آن شوکت و پادشاہی نماند — نہ آن جور بر روستائی بماند
ہمہ ملک و دولت پذیرد زوال — نماند بجز ملک ایزد تعال
اگرچہ بود شہریار جہان — سلیمان بود یا سکندر جوان

اور فضیلت جہاد بتلا تا رہا۔ لیکن سیف الدین تیس ہزار فوج کے ساتھ جدا ہو کر روانہ ہند ہو گیا اور مسلمانون کی کشتی ڈبو گیا۔ اسی نفاق نے مسلمانون کے کئی خاندان اور سلطنتین برباد کی ہین۔ جہان سلطان و قت کمزور ہوا زبردست امرا اپنی اپنی کھچڑی پکانے لگے اور نفاق کا جال تننے لگے اور ملک و قوم کو برباد کرنے لگے۔ خدا مسلمانون کو اتفاق کی توفیق دے۔

جلال الدین کا ہندوستان مین آنا

جب سیف الدین جلال الدین سے جدا ہو گیا تو چنگیز خان کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی جلال الدین غزنی کی قبضہ کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ ناچار ہندوستان کو روانہ ہو گیا چنگیز خان بھی یلغار کرتا ہوا آپہونچا دریای سندھ پر مقابلہ ہوا۔ اور ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ پہلے تمام معرکہ اس لڑائی کے سامنے گرد ہو گئے اور تین دن تک برابر ہوتی رہی ملک خان سپہ سالار فوج اسلام قتل ہو گیا۔ اور کفار کی فوج بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ قتل اور مجروح ہوئی گو تاتاریون کو صریح فتح تو نہ ملی۔ لیکن مسلمان قلت فوج اور کسی طرف سے مدد نہ پہونچنے کے سبب دریای سندھ عبور کر آئے یہان مختلف روائتین ہین بعض کہتے ہین کہ جلال الدین جب سب طرف سے مایوس ہو گیا۔ اور گرفتاری کا اوسکو یقین ہو گیا تو اپنی والدہ اور بیگمات کو قتل یا غرق قید کے خوف سے کر کے کشتی بغیر گھوڑا دریا مین ڈالدیا اور بہادر جان باز رفیقون نے بھی ایسا ہی کیا۔ صرف چار ہزار دوسری کنارے لگے باقی دریا برد ہو گئے خود جلال الدین بھی مع تین خواصون کے ڈوبتا ڈوبتا بچا اور کہین دو دن کنارے جا لگا تین دن کے بعد ساتھیون سے چنگیز خان کی فوج سے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ دریائے سندھ مین گھوڑا ڈالکر جلال الدین کو گرفتار کرے حالانکہ چنگیز خان اپنے بہادرون کو للکارتا تھا۔

اسوقت ہندوستان کا بادشاہ بلبن تہا۔ اگرچہ ابتدا مین بلبن کے عمال مانع ہوئے مگر جلال الدین بزور علاقہ سندہ ساگر پر قابض ہو گیا۔ چونکہ جلال الدین بھی ایام گدائی کے لیے ہندوستان ٹھیرا تھا۔ اور بلبن بھی جلال الدین جیسے جلیل القدر سلطان کی مصیبتون سے واقف تھا اس لیے کوئی غلط فہمی نہ ہوئی دو سال تک جلال الدین پنجاب واقعہ ہندوستان مین رہا ۶۲۲ھ مین براہ ملتان و سندھ۔ بلوچستان۔ خوارستان۔ واقعہ ایران مین پہونچا۔ اور کرمان۔ اور اصفہان۔ فارس۔ عراق پر قابض ہو گیا۔ اور تبریز۔ آذربائجان وغیرہ ممالک پر بھی اسکا تسلط ہو گیا۔ مگر اکثر جگہہ تاتاریون کی طرح قتل و غارت کو کام مین لایا جسکی سزا اسکو بھگتنی پڑی۔ اب جلال الدین کا اقبال بہت بڑھ گیا۔ ایران کے اکثر صوبہ اور عراق کا علاقہ اسکے ماتحت تہا۔ اس کے باپ کے ملازم اور فوج اس کے پاس جمع ہو گئی مسلمان جو تاتاریون سے ظلم

تم اپنے قول مین سچے ہو تو بغداد کی فوجون کو تخفیف کر دیا وہان سے نکالدو۔
اس خط کے پہنچتے ہی ابن علقمی خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہا کہ چونکہ تاتاری شکست پاکر واپس جا چکے ہین اور آیندہ انکو کبھی بغداد پر حملہ کرنے کی جرات نہین ہوگی۔ اب ہر طرح امن ہے امن کی حالت مین اسقدر فوج کثیر جسکی تعداد ایک لاکھ ہے رکھنی فضول ہے۔ بے سمجھ او زر دوست خلیفہ نے غدار وزیر کی بات مان لی۔ اور وزیر نے فوراً پندرہ ہزار سوار موقوف کر دیے اور شہر سے نکالدیے۔ ایک ماہ بعد بیس ہزار اور فوج موقوف کی اور باقی فوج کا بھی اس کارروائی سے دل توڑ دیا۔ اور ہلاکو خان کو اس کارروائی کی اطلاع دی ہلاکو خان اپنی فوج کثیر کے علاوہ مسلمانون کا لشکر موصل و رحلا ساتھ لیکر روانہ ہوا خلیفہ نے باہر نکلکر مقابلہ کیا۔ اگرچہ ہلاکو کی فوج نے بہت کچھ بہادری دکھائی اور تعداد مین بھی کثیر تھی۔ لیکن بغدادیون کے پرجوش حملون کے آگے تاتاری نہ ٹھیر سکے اور بھاگ نکلے۔ بغداد والون نے دور تک تعاقب کیا۔ اور ہزارون کو قتل و قید کیا۔ فتح کے بعد میدان جنگ مین ڈیرے لگا دیے شریر النفس بدخواہ اسلام وزیر نے رات کے وقت اپنے آدمی بھیجکر دجلہ کا بند توڑ کر بغدادیون کے کیمپ پر پانی ڈال دیا اور ہلاکو خان کو اطلاع دیدی بیچارے بغدادی بے فکری مین سوے ہوئے تھے۔ کہ تمام ڈیرون مین پانی پڑ گیا اور اتنے مین ہلاکو خان بھی قضائے مبرم کی طرح آپہنچا مسلمان تو کیچڑ اور پانی مین تر بتر ہو رہے تھے۔ کیا لڑ سکتے تھے۔ بھیڑون کی طرح ذبح ہونے لگے اور کچھ بھاگ کر بغداد پہونچ گئے۔ ہلاکو خان نے محاصرہ کر لیا۔ اور وزیر نے خلیفہ کو کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہلاکو خان کے پاس جاکر صلح کا انتظام کر دون مگر وہان جاکر صرف اپنے لیے ہی عہد و پیمان کیے اور خلیفہ کا نام تک نلیا اور خلیفہ کو کہا کہ ہلاکو خان اپنی بیٹی کا نکاح آپ کے بیٹے سے کرنا اور سلجوقی سلاطین کی طرح زیر فرمان رہنا چاہتا ہے۔ اسکی اور کوئی خواہش نہین آپ سے ملاقات کا خواستگار ہے۔ خلیفہ معہ اعیان دولت و علما وغیرہ ہلاکو خان کے پاس واسطے انعقاد صلح حاضر ہوا مگر ظالم ہلاکو نے فوراً خلیفہ اور اس کے ہمراہیون کو قتل کرا دیا۔ اور خلیفہ کا بیٹا بھی ذبح کیا گیا بعض کہتے ہین کہ خلیفہ دریا مین غرق کیا گیا اور پھر بغداد مین داخل ہوکر ۴۰ یوم تک تاخت و تاراج اور قتل و غارت کا بازار گرم رکھا۔ عورت۔ مرد۔ جوان۔ بوڑھے بیمار و تندرست۔ بالغ و نابالغ۔ کوئی ان ظالمون کے ہاتھ سے نہ بچا۔ دس لاکھ تینتیس ہزار انسان واقعہ بغداد مین قتل کیے گئے۔ دار الخلافہ اور شہر بغداد لوٹ لیا۔ کتب خانے جلائے گئے اور لوٹ کے بغداد مین آگ لگا دی اور بڑے بڑے مکان جل گئے دجلہ کا پانی کثرت قتل سے سرخ ہوگیا۔
خلیفہ مستعصم ۴۷ سال کی عمر اور ۱۵ سال ۸ ماہ کی حکومت کے بعد ۶۵۶ ہجری شہید ہوا۔
انا للہ و انا الیہ راجعون ایشیا مین عباسی خلافت کا خاتمہ ہوا۔ ۳ سال تک کوئی خلیفہ نہ ہوا۔

دیار ستم زال شمشیر زن		که مرد و غار اشمار ید زن
بدنیا نماند کسے دیر یار		بجز ذات ایزد خداوند مار

جلال الدین کا قتل ۶۲۸ھ نصف ماہ شوال مین ہوا۔ اور خوارزم شاہی سلطنت کا بالکل خاتمہ ہوگیا جلال الدین چونکہ آمد و میا فاقین علاقہ روم کو بہاگ گیا۔ اور دہین علاقہ آمد مین قتل ہوا۔ تاتاری بہی اُس کی تلاش مین علاقہ مذکور مین جا پہنچے۔ اور تمام علاقہ آمد میا فارقین سنجار موصل کو تباہ کر دیا۔ اور کسی کو مقابلہ کی تاب نہوئی۔ جلال الدین کی فوج نے بہی تاتاریون سے کچہہ کم ظلم نہ کیے۔ گو یا وہ برائے نام مسلمان تہے۔ اور یہی وجہ تہی کہ وہ جہاد نہین کر سکتے تہے اور کفار سے بہاگتے پہرتے تہے ۶۲۸ھ مین تاریخ کامل ختم ہوئی اور ۶۳۰ھ مین اسکا مصنف امام عزالدین علی بن محمد شیبانی المعروف با بن اثیر الجزری ۵۵ سال کی عمر پاکر موصل مین فوت ہوا۔ اُس نے موصل۔ بغداد۔ شام۔ بیت المقدس مین تعلیم پائی حدیث و تاریخ کا عالم تہا۔ **اسد الغابہ فی اخبار الصحابہ** اور **تاریخ کامل** کے علاوہ بہت سی کتابین تصنیف کین۔ ہمیشہ تصنیف و تالیف مین مصروف رہا۔ اور شاگردون کو پڑہاتا رہا۔ اُسکا مشہور شاگرد ابن خلکان مصنف تاریخ ابن خلکان ہے

جب تاتاری جلال الدین کو تباہ کرکے خوارزم شاہی خاندان کا نام و نشان مٹا چکے تو سلاطین روم او شام کی طرف متوجہ ہوئے موصل اور سنجار خلاط والون نے تو اطاعت کر لی اور بہت کچہ تکلیفین اُٹہائین لیکن غیاث الدین کیخسرو سلجوقی شاہ رومی نے حلبی نوجوان کی مدد سے مقابلہ کیا اور جنگ سخت کے بعد شکست پائی اور ہزارون رومی مسلمان مارے گئے اب چونکہ مغلون کا راج چین سے روم تک پہیل گیا۔ اور کوئی مسلمان سلطان اور امیر نرہا جو انکا مقابلہ کرسکے تو اب بغداد کی طرف رُخ کیا۔

بغداد پر چڑہائی

۶۴۳ھ مین ہلاکو خان نے بغداد پر چڑہائی کی اور خلیفہ کی فوج سے شکست کہائی مگر خلیفہ مستعصم کا وزیر محمد بن علقمی خلیفہ کے کل کاروبار اور مزاج پر حاوی تہا مذہب کا شیعہ تہا۔ بنی عباس کی جگہہ علویون کی خلافت چاہتا تہا اُس نے سوچا کہ تاتاریون کی مدد سے عباسی نقش مٹایا جائے اور پہر علوی خلافت کا سکہ بٹہایا جاوے خلیفہ سنت جماعت مگر کنجوس زر دوست تہا تدابیر ملکی سے بے بہرہ تہا۔

انہین دنون مین بغداد مین شیعہ سنیون کے درمیان فساد ہوا اکثر شیعہ مارے گئے اس سے ابن علقمی کی آتش انتقام اور بہڑک اُٹہی۔ اور ہلاکو خان کو لکہا۔ کہ بغداد حوالہ کرنے کو تیار ہون ہلاکو خان نے لکہا کہ اگر

سلطان الظاہر بیبرس نے اور مصریون نے بیعت کی اور ہی کی اولاد عہد سلطان سلیم عثمانی تک برائے نام خلیفہ رہی سلطنت کا اختیار سلاطین ملوک کے ہاتھہ مین تہا۔ اور عباسیون کی یہ برائے نام خلافت ۹۲۳ھ تک بطور یادگار رہی۔

تاتاریون کے ہاتھ سے شام کی بربادی

بغداد کی فتح کے بعد ہلاکوخان نے شام پر چڑہائی کی جسکا اکثر علاقہ سلطان صلاح الدین مرحوم کے قبضہ مین تہا اگرچہ اسکا بہادر خاندان صدیون تک عیسائیون سے لڑتا رہا مگر تاتاریون کے حملات کی تاب نہ لا سکا ہلاکو نے ملک الناصر صلاح الدین بن ملک العزیز ظاہر غازی بن سلطان صلاح الدین بن ایوب والی دمشق کو اطاعت قبول کرنے کو لکہا پہلے تو دو دفعہ ملک الناصر ادہر متوجہ نہ ہوا۔ مگر تیسری بار کی تحریر سے ڈر کر تحائف بہیجکر مطیع ہوگیا۔ ملک الکامل محمد بن ملک المظفر بن ملک العادل ابوبکر بن ایوب والی میافارقین مقابلہ سے پیش آیا اور دو سال تک لڑتا رہا۔ آخر اطاعت مان لی جب ہلاکو حلب کو روانہ ہوا گویا نظامی نے اسی واقعہ کا نقشہ کہینچا ہے۔

زمین بر زمین تا باقصائے روم ۔ بجوشید دریا بلرزید بوم

علف در زمین گشت چون گنج گم ۔ ز نعل ستوران پیکان سُم

اس چڑہائی سے خوف زدہ ہوکر عزالدین کیکاؤس و رکن الدین قلیج ارسلان پسران کیخسرو سلجوقی والی روم ہلاکو کی خدمت مین حاضر ہوئے اور فتح شام مین ساتہہ رہے۔ اور موصل و حران والون نے بہی اطاعت قبول کی اور حلب کا والی توران شاہ ایوبی تاتاریون سے لڑا۔ لیکن شکست ہوئی اور ۶۵۸ھ مین حلب مفتوح ہوگیا اور چند لوگون کے سوا تمام ادنی و اعلی قتل کیے گئے یہ خبر سنکر ملک الناصر معہ فوج دمشق سے مصر چلا گیا۔ اور تمام علاقہ پر تاتاریون کا قبضہ ہوگیا معارہ مین قتل عام اور دمشق اور بعلبک کا قلعہ فصیل گرادی۔

تمام اسلامی لشکر مصر مین جمع ہورہا تہا۔ اور تاتاریون سے بچنے کے لیے تدبیر سوچ رہے تہے آخر سب کی رائے لڑائی پر قرار پائی اور ملک مظفر بیبرس ملوک سلطان مصر کی سرکردگی مین مقابلہ تاتار کیلیے روانہ ہوئے۔

مصریون سے تاتاریون کی شکست

اسلامی لشکر کا مقابلہ تاتاریون سے ۲۵ ماہ رمضان ۶۵۸ہجری روز جمعہ کو عین جالوت پر ہوا۔ تاتاری فوج کو سخت جنگ کے بعد شکست ہوئی انکا سردار قتل ہوا۔ تاتاری بیشمار مارے گئے اور مسلمانون کا ایسا رعب چہایا کہ تمام علاقہ شام خالی کردیا دمشق وغیرہ پر پہر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ یہ فتح محض مصر کے سلاطین ملوک کی جانفشانی

ابن علقمی کو جو امیدین تہین پوری نہ ہوئین تاتاریون نے کہا کہ جس نے اپنے بادشاہ کے ساتہہ ایسی بیوفائی کی ہے وہ ہلاکو خان کے ساتہہ کیا وفا کریگا - آخر ذلت سے قتل ہوا - اور داغ بدنامی لے لیا - اور لاکہون مسلمانون کے خون کا گناہ اپنی گردن پر اٹہاے گیا -

پیشینگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

زوال دولت عباسیہ کی مورخین ابن ملک مؤید اور ابن الوردی نے اپنی اپنی تاریخون مین لکہا ہے کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک اموی کے عہد مین علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تہے کہ "ان الخلافۃ تصیر الی ولدہ" یعنے خلافت میری اولاد مین آجائے گی یہ سنکر خلیفہ ولید نے علی مذکور کو اونٹ پر سوار کر کے تشہیر کیا - اور مار اپیٹا - کہ یہہ اس شخص کی سزا ہے جو جہوٹ بکتا ہے اور کہتا ہے کہ خلافت اُس کی اولاد مین آجائے گی مگر علی بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مار کہاتے تہے اور برابر کہے جاتے تہے کہ "ای و اللہ لتکونن الخلافۃ فی ولدی ولا تزال فیھم حتی یاتیھم العلج من خراسان یعنے خدا کی قسم کہاتا ہون کہ ضرور ہی خلافت میری اولاد مین آجائے گی اور مدت تک رہے گی جب تک کہ ایک لنگر خراسان کی طرف سے آکر بربادی کرے اور وہ لنگر ہلاکو خان تہا - یہہ حدیث تہی علی بن عبد اللہ بیان کرتے تہے یہ اپنے زمانہ مین نہایت زاہد متبرک تہے لوگ انکی بہت عزت و تعظیم کرتے - ہر روز ہزار رکعت پڑہتے - قریش مین جیسقدر عزت اور کسی کی نہ تہی انکا نام سجاد تہا ایسے زاہد عابد متورع تابعی کی روایت کو رد نہین کیا جا سکتا - اور جس معرض ذم سے بحالت مار پیٹ مضمون حدیث بیان کرتے تہے اس سے روایت کی صداقت زیادہ ثابت ہوتی ہے -

ابن خلکان لکہتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس عبد اللہ بن عباس نماز ظہر کے لیے نہ آئے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عباس کے گہر گئے او بچہ کو دیکہہ کر علی نام رکہا اور فرمایا کہ یہہ ابا الاملاک یعنی بادشاہون کا باپ ہوگا اور جو کچہہ اس شاہ ولایت ابو الاولیا نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا ۱۳۲ سنہ ہجری سے ۶۵۶ھ تک ۳۷ خلیفہ علی مذکور کی اولاد سے ہوئے -

بغداد سے بہاگ کر احمد بن ظاہر بن ناصر عباسی مصر پہنچا اور سلطان ملک ظاہر بیبرس نے بمشورہ علما اُس سے بیعت کی اور فوج لے کر روانہ ہوا مگر تاتاریون سے لڑ کر شہید ہوا - یہ شخص ۶۵۹ھ کے ماہ رجب مین خلیفہ ہوا اور اسی سال کی اخیر مین شہید ہوا - دو مین سال تک کوئی خلیفہ اسلام نہ ہوا ۶۶۰ سنہ ہجری کے اخیر مین ایک اور عباسی شاہزادہ احمد بن حسن بن ابو بکر بن علی بن حسن بن راشد بن المسترشد مصر پہونچا اور بیبرس نے اس سے

بلکہ جبر کی اسلام پر مسلمانون کو مجبور کرتے ہین اور بظاہر مغلون کا میلان بدہ - زرد تشتی بت پرستی کی طرف زیادہ تہا۔ ابہی مایوسی کے عالم مین نور اسلام چمکنے لگا۔ اور اپنی صداقت کی پایدار اثر دکہانے لگا۔ چونکہ تاتاری نوشت وخواند سے عموماً بے بہرہ تہے اس لیے انتظام سلطنت کے لیے مسلمان خواندہ اشخاص کے محتاج تہے اس وجہ سے علماء اور مہندسین اہل اسلام کو تاتاری دربار مین جگہہ ملنے لگی اور اسلامی اخلاق کا اثر ڈالنے اور اسلام کے موازنے کا موقعہ نکل آیا چونکہ تاتاری بالعموم مذہباً کسی اصول پر قائم نہ تہے اس لیے اسلام کے مستحکم اصول کی جانچ پڑتال کی طرف توجہ کرنے لگے۔

ہلاکو خان کے دربار مین کسی تقریب سے اولیائے کرام کا ذکر ہوا۔ اس علاقہ مین خواجہ ابو یعقوب اور خواجہ محمد مد بندی مشہور ولی تہے ہلاکو نے دونون بزرگون کو طلب کیا اور امتحان کرامت کے لیے رستہ مین کچھ دور تک آگ جلادی اور حکم دیا کہ آگ کے بیچ مین سے چلے آؤ۔ دونون صاحب متوکل علی اللہ بیا کر کوئی پروا نہ کی وشعلہ ہائے آگ مین سے نکلکر صحیح وسلامت ہلاکو خان کے قریب پہونچ گئے۔ اس سے جہنجلا کر ہلاکو خان نے زہر قاتل کا پیالہ پیش کیا جسکو بلا تامل ان حضرات نے نوش کر لیا اور کچھ اثر نہ ہوا۔ ہلاکو خان نے اب تیسری بار سکہ گلا کر ان دونون کے گلے مین ڈالدیا مگر جس ذات مطلق کے عشق مین وہ اپنی ہستی و وجود کو برسون کے مجاہدہ سے نیست کرچکے ہوئے تہے۔ اور جملہ اشیاء کی تاثیرات اسی کی مشیت کاملہ پر موقوف ہین اوس حقیقی شہنشاہ نے اس فانی و ناچیز ہلاکو کی جملہ تدابیر کو خاک مین ملاکر کرامات محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام کے تجلیات کو روشن کرکے ہلاکو جیسے سفاک دشمن اسلام کے دل کو صداقت اسلام کا قائل کردیا۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ یہہ کرامت دیکہہ کر ہلاکو خان مسلمان ہوگیا۔ لیکن اگر بظاہر مسلمان نہ بہی ہوا ہو تو اسمین کچھ شک نہین کہ بغض عداوت و قساوت مین ضرور کمی ہوگئی اور صوفیائے کرام کی عظمت اسکے دل مین بیٹھہ گئی۔ درباری مسلمانون کا قدر بڑہ گیا۔ اور زیادہ آزادی کے ساتہہ اسلام کی خوبیان بیان ہونے لگین۔ اور ہلاکو کی اولاد تعلیم کے لیے علماء اسلام کے سپرد ہوئی۔ جنکے میمون انفاس سے تاتاری مسلمان ہوگئے۔ ہلاکو خان ۶۶۳ھ مین فوت ہوا۔ اور دس سال بادشاہ رہا۔ اسکا بیٹا ابغا خان ۶۸۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ جو اسلام کا چندان مخالف نہ تہا۔ اُس کے بعد اسکا بہائی تکدار بن ہلاکو تخت نشین ہوا۔ جو علانیہ معہ کچھ قوم اور فوج کے مسلمان ہوگیا۔ اور اسکا نام سلطان احمد خان رکہا گیا۔ اور مغلون کو مسلمان ہونے کے لیے حکم دیا جس سے فساد پڑا اور سلطان احمد شہید ہوا۔ یہہ واقعہ ۶۸۲ھ کا ہے۔ اُسکی جگہہ ارغو بن ابغا خان بادشاہ ہوا اور اسلام سے مرتد ہوگیا۔ اور بت پرستی کرنے لگا۔ سنہ ۶۹۰ھ ہجری مین بیماری صرع سے مرگیا اور کیخاتو بن ابغا تخت پر بیٹہا جو ۶۹۳ھ مین فوت ہوا۔ اور بیدو بن طرغائی بن ہلاکو جانشین ہوا۔ اور ۶۹۵ھ مین قتل ہوا اسکی جگہہ قازان

اور ہمت کا نتیجہ تہا۔
اور تعجب ہے کہ مسلمانون کے بڑے بڑے عالیشان خاندان خلفا۔ سلاطین۔ امرا۔ بہادر اقوام نے تاتاریون کے آگے ہتہیار ڈالدیے۔ صرف مصر اور ہندوستان کے خاندان غلامان نے ان تاتاریون کے دانت کہٹے کیے اور شکست دی جسطرح کہ مصر کے مملوک (غلام) سلطان نے تاتاریون کا منہ توڑ مقابلہ کیا اسیطرح ہندوستان مین بلبن نے مغلون کو بارہا مار مار کر ہندوستان سے نکالا۔ اور بے پناہ مسلمانون کے لیے ایک ہندوستان ہی دارالامان تہا۔ ایک وقت مین دہلی مین ۲۰ شہزادے عباسی۔ سلجوقی۔ خوارزمی۔ اتابک وغیرہ پناہ گزین تہے۔ امرا۔ علما۔ عام مسلمانون کا تو کچہہ ٹہکانا ہی نہ تہا۔ یہہ فخر ومباہات جو مصر اور ہندوستان کے غلام بادشاہون کو حاصل ہوا محض پابندی شریعت۔ تقویٰ۔ ورع سے تہا غرور وتکبر اور ظلم وجبر سے انکو نفرت تہی ملک مظفر سلطان مصر اور ناصر الدین محمود بن التمش اور شاہ بلبن سلاطین ہندوستان کے اخلاقی کارنامون سے تاریخین بہری پڑی ہین ایشیا کے دیگر مسلمان سلاطین اور امرا بالعموم شریعت سے نفور تہے خاندانی عجب وغرور انکو عام مسلمانون مین ہر دلعزیز نہین ہونے دیتا تہا خود کامی اور ذاتی تعیش سے ان مین اسلامی حریت کا جوش پیدا نہین ہوتا تہا عوام مسلمان بقول الناس علی دین ملوکہم نہایت اوہام سے متنفر نہین کرتے تہے۔ ایسی حالت مین تاتاریون کے ہاتہہ سے جو کچہہ ہوا سو وہ انکے اعمال بد کا نتیجہ تہا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہر ایک فعل مین حکمت ہوتی ہے اور ہم نادان اسکو نہین سمجھ سکتے تاتاری جو اسقدر خرابی کا موجب ہوئی یہی لوگ صداقت اسلام کا مظہر ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے تاتاریون کو مجسم قہر الٰہی کی صورت مین بہیجا اور جسطرح سابقہ امتون کو طرح طرح کے عذاب سے مصایب یا ہلاکت مین مبتلا کیا اسیطرح تاتاری عذاب نازل ہوا جو تنبیہ کے طور پر تہا ورنہ دیگر امم کی طرح اگر مسلمانون کو بہی تباہ کردیا جاتا تو کچہہ تعجب نہ تہا۔ لیکن خدا تعالیٰ جو اسلام کا حامی ہے اور شریعت محمدی کی بقا کا ذمہ دار ہے اُس نے اس ظالم گروہ کو اسلام کی صداقت کے لیے ایک معجزہ بنا دیا۔

تاتاریون کا اسلام لانا

ہلاکو خان ۶۶۳ھ کو فوت ہوا۔ ہلاکو خان نے پندرہ بیٹے چہوڑے اسکا جانشین ابغا خان بن ہلاکو ہوا جسکے ماتحت ایران۔ عراق۔ موصل۔ شام۔ روم۔ خراسان۔ تہے
جب تاتاریون کو فتوحات کامل ہوچکین اور چین کے سے کر مصر اور سندہ سے لیکر پولنڈ واقعہ روس تک اُنکے تسلط کا ڈنکا بجگیا۔ اور کسی کی چون وچرا کی طاقت نہ تہی اور ہر وقت یہہ خطرہ لگا رہتا تہا کہ دیکھین

اثر سے کروڑوں مسلمان پائے جاتے ہیں جنوبی ہندوستان میں مسلمان حملہ آوروں سے صدہا سال
بیشتر اسلام پہونچ چکا تھا۔ اور والیان ملک تک کو گرویدہ کرچکا تھا۔ جو صرف تاجر مسلمانوں کا اثر تھا
جو تصوف کے رنگ میں رنگے ہوئے اور اشاعت اسلام کے لیے کمربستہ ہوتے تھے اور امید ہے
کہ یہہ پاک گروہ مشائخ وصوفیائے علما کے اپنے قدیمی مسلک پر استقلال سے قائم رہ کر حمایت اسلام
کرے گا۔ تاریخ اسلام سے یہہ خوبی ظاہر ہے کہ جسطرح حادثہ تاتار سے یہہ نتیجہ نکلا کہ پہلے سلاطین اور خلفاء
کے کمزور عیاش۔ غیر متشرع جانشینوں کے وجود سے تاتاریوں کے آتشی طوفان نے دنیائے
اسلام کو پاک کردیا اور خود بخود اسلام کی منور اور روشن جھلک نے تاتاریوں کے تاریک دلوں کو روشن
کردیا اسیطرح اس حادثہ کے درمیان ایک اور خاندان کا ظہور ہوا۔ جو ہر وقت سے آج تک برابر اسلام
کی حمایت اور حفاظت کررہا ہے جسکا نام خاندان عثمانیہ ہے۔ جسطرح کہ اور امرائے اسلام مغلوں سے
تنگ آکر ادہر ادہر وطن مالوفہ کو خیرباد کہہ گئے اسیطرح آل عثمان کا مورث اعلی سردار سلیمان شاہ ۶۱۱ سنہ
ہجری میں خراسان سے آرمینا چلا آیا اور چنگیز خان کی وفات کے بعد ۶۲۱ سنہ میں علاء الدین سلجوقی شاہ قونیہ
کی مدد کے لیے ایک جرار فوج لے کر ایشیائے کوچک کو روانہ ہوا۔ اور اپنے فرزند ارطغرل کو بطور ہراول
آگے روانہ کیا اثر کان قونیہ اور خوارزم شاہی فوج کی لڑائی ہورہی تھی کہ عین موقعہ جنگ پر ارطغرل بھی
جا پہنچا اور علاء الدین مغلوب ہوا چاہتا تھا۔ کہ ارطغرل کی بروقت بہادری سے فتح یاب ہوا اس خدمت
کے صلہ میں سلیمان سپہ سالار فوج مقرر ہوا۔ جو چند سال بعد فرات میں غرق ہوکر مرگیا۔ سلیمان کے
چار بیٹے تھے دو علاؤ الدین کی خدمت سے علیحدہ ہوگئے۔ اور باقی ارطغرل اور دوندر علاؤ الدین کے
ملازم رہے ارطغرل اپنی بہادرانہ خدمات کے عوض قونیہ میں سب سے ممتاز امیر بن گیا۔ اور ۶۸۹ سنہ
میں نیکنامی کے ساتھہ فوت ہوا اسکی جگہہ اسکا بیٹا عثمان جو ۶۵۷ سنہ ہجری میں پیدا ہوا تھا امیر مقرر ہوا۔
اور جہادی فتوحات کے سبب عثمان غازی کے لقب سے مشہور ہوا ۶۹۹ سنہ ہجری میں جبکہ علاؤ الدین مغلوں
کے ہاتھہ سے مقتول ہوا۔ تو عثمان غازی باتفاق اہل قونیہ بادشاہ مقرر ہوا جسنے کہ علاء الدین کی بیٹی سے
شادی کی ہوئی تھی یہی عثمان خاندان عثمانیہ کا بانی ہے۔ جس خاندان کا ذکر آیندہ کیا جائیگا۔

سپین ہسپانیہ

ہسپانیہ کی اسلامی سلطنت کا عروج زوال مسلمانوں کی عبرت کا باعث ہے جہاں مسلمان آٹھہ سو سال
تک حکومت ہی نہیں کرتے رہے بلکہ علم وفضل ہنر وفنون کی کمال سرپرستی ہے۔ جرمن۔ فرانس انگلستان

پسر ارغون ایلخان بن ہلاکو بادشاہ ہوا۔ اور ۷۰۳ھ مین ہلاک ہوا اب خدابندہ (خربندہ) ابن ارغون تخت پر بیٹھا اور اسلام کو رواج دیا اوسکا لقب غیاث الدین مقرر ہوا۔ اُسکے بعد تاتاری گروہ اسلام مین شامل ہونے لگے اور مشرقی تاتار مین بھی اسلام بڑہنے لگا۔ اور جو تاتاری ہندوستان پر حملات کرتے تھے انہون نے بھی مسلمان ہو کر دہلی مین عہد علاء الدین خلجی مین مستقل سکونت اختیار کرلی اور اسلامی لشکر مین داخل ہوگئے۔

تنبیہ

جو مخالفان مسلم اعتراض کیا کرتے ہین کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ انکو سوچنا چاہیے۔ کہ تاتاریون نے مسلمانون کی تلوار کو توڑ دیا تہا۔ کوئی خلیفہ یا سلطان اسلامی دنیا مین موجود تہا جو اشاعت اسلام تو ایک طرف مسلمان بے گناہون کی جان و مال کا محافظ ہو کروڑون مسلمان تاتاریون کی شمشیر کا طعمہ ہوچکے تھے۔ اور یہان تک یاس و حرمان طاری ہورہا تہا۔ کہ ترک اسلام کا خطرہ ہر وقت دامنگیر تہا۔ اسی حالت مین محض صداقت اسلام اپنا اثر دکھا گئی اور جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکی قلیل جلاوطن بے سروسامان جماعت کے سامنے مشرکین عرب کی تندخو سرکش اقوام نے سر تسلیم محض صداقت اسلام کے سبب جھکا دیا تہا۔ اسیطرح چھ سو سال بعد انوار محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بذریعۂ اولیاے کرام درخشان ہوئے اور خونخوار بت پرست دشمنون کے دلون کو روشن کرگئے۔ یہ ہے حقیقی صداقت جسکی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہین کرسکتا ہی یہی صداقت ہے جو زبردست مخالفون کا مقابلہ ہر زمانہ مین کرتی رہی اور کررہی ہے اور کرتی رہے گی۔ اس صداقت کو نہ روپیہ کی ضرورت ہی اور نہ کسی پالیسی کی مخالف اگر ایک طرف روکنے کی تدبیر کرتے ہین تو دوسری طرف سے اسلامی نور چمک اُٹھتا ہے بقول ؎ چو بنفی سر از روزن بر آرد۔ مخالفین چلاتے ہین کہ ہائے کس طرح بے یار و مددگار اسلام دنیا کو اپنی طبعی کشش دکھا رہا ہے مگر وہ یاد رکھین کہ جب حادثۂ تاتار مین جسکی ظالمانہ نظیر تاریخ پیش نہین کرسکتی اسلام نابود نہین ہوا بلکہ تاتاریون کو اپنی مضبوط کشش ثقل کا اثر دکھا کر اسلام کا خادم و حامی بنالیا۔ تو آجکل مخالف خواہ کس قدر زور لگائین اور دانت پیس پیس کر حملے کرین اسلام کو نقصان نہین پہونچ سکتا بلکہ ہم خدا سے امید رکھتے ہین کہ تاتاریون کی طرح کوئی اور پرجوش قوم اسلامی خدمات کا بیڑہ اٹھالے گی۔

پس مخالفون کا اعتراض کہ اسلام شمشیر سے پھیلا ہے فضول و رد واقعات کے خلاف ہے کئی ایک ایسے ممالک ہین جہان کبھی مسلمان بطور فاتح اقوام داخل نہین ہوئے۔ لیکن وہان بھی کروڑون مسلمان آباد ہین چین الغرض وسطی غربی افریقہ مین محض صوفیاے عظام اور علماے کرام کی پاکیزہ زندگی اور انوار روحانی کے

مین اپنے آقا کی طرح صحابہ کرام کا زندہ نمونہ تہا۔ اور شجاعت و تہور اسلام مین نہایت سرگرم اور حامی تہا۔ اور بات یہہ ہے کہ وہ مبارک زمانہ ہی اس قسم کا تہا کہ ہر ایک مسلمان یہی چاہتا تہا کہ قومی خدمت مین چوٹی پر رہون۔ اور یسارعون فی الخیرات کا مصداق بنون غلام و آزاد ادنی و اعلی ایک ہی قومی رنگ مین رنگے ہوئے تہے امت کی ترقی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے سوا اور کوئی امر انکے پیش نہاد نہ تہا۔ روپیہ پیسہ خطاب۔ و اعزاز۔ اعلی چیز بہی سوائے حمایت اسلام کے انکو پسند خاطر نہ تہی۔

موسی نے ایک ہوشیار جنرل کی طرح عام چڑہائی سے پہلے مسمی طارف کو معہ چارسو آدمیون کے چین مین حالات دریافت کرنے کے لیے بہیجا تہا۔ جو مفید معلومات اور لوٹ مار کر کے واپس ہوا۔ اور جزیرہ منجورکا منور پر تسلط کر لیا۔

اسوقت سپین مین قوم گاتہہ حکمران تہی اور دوسو سال سے سلطنت کر رہی تہی اونکا شاہنشاہ راذرک شاہانہ شان و شوکت مین مشہور تہا۔ گو عیسائی مورخ گاتہہ سلطنت کی کمزوری اور امرا کے باہمی نفاق وغیرہ کی تفصیل دکہا کر اسلامی شمشیر کی برش کو نہ تسلیم کرنے کے لیے رخنہ نکالتے ہین اور ایک عیسائی گورنر کی منافقت کو وجہ کامیابی بتلاتے ہین لیکن واقعات سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا۔

طارق بن زیاد کلہم سات ہزار فوج کے ساتہہ اس سمندر کو طے کر کے ساحل سپین پر پہنچا جو بعد ازان اسی کو نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہوا۔ قریطہ کو فتح کرتا اندرونی حصہ سپین کو بڑہا جا رہا تہا کہ گاتہہ کے فوج مڈی دل آنے کی خبر لگی دونون فوجون کا ایک ندی یا وادی بیکا کے کنارون پر مقابلہ ہوا۔ یہان پانچہزار اور فوج بربری طارق کے پاس پہنچ گئی۔ اور تمام مل ملاکر بارہ ہزار ہوگئی۔ اور شاہ رازرق ایک لاکہہ اور بقول عیسائی مورخون کے ۷۲ ہزار فوج رکہتا تہا بہر حال عیسائی اور اسلامی فوج مین کوئی نسبت نہ تہی مقامی حالات بہی عیسایون کے موافق تہے اور عیسایون نے مقابلہ بہی برابر آٹہہ روز تک کیا۔ اور خوب جم کر کیا اور اسقدر دیر یا مقابلہ مسلمانی فوج کا نہ رومیون سے نہ کبہی ایرانیون سے ہوا کا حتی المقدور گاتہہ نے کوشش اور کشش مین کوئی فروگذاشت نہین کی ان حالات مین شکست کا نتیجہ شاہ رازرق کی بد اخلاقی اور سردارون کی مخالفت کو قرار دینا سچائی کا خون کرنا اور مسلمان بہادرون کی جانبازی اور تہورانہ کارنامون پر مورخانہ اصول کے خلاف خاک ڈالنا ہے۔ یہہ عظیم الشان فتح۔ اسلامی فوج اور طارق کی ذاتی شجاعت کا نتیجہ تہا جو مسلمانون کو جوش دلا کر مخالف کی فوج مین گہس گیا۔ اور شاہ سپین کو خود طارق نے اپنے ہاتہہ سے قتل کیا۔ عیسائی بہاگ نکلے اور بیشمار قتل و مجروح اسیر ہوئے۔ بہادر طارق نے تعاقب نہ چہوڑا اور عیسایون نے پہر ایک مقابلہ کیا۔ اور دست بدست لڑائی ہوئی مگر مسلمان بازی لے گئے اس کے بعد طارق نے اپنی

وغیرہ ممالک یورپ کو اپنا شاگرد بنا لیا۔ طب۔ تاریخ۔ ریاضی۔ ہیئت۔ علم نباتات۔ فلسفہ۔ انجنیری۔ فلاحت
معماری۔ فن جہاز سازی۔ نجاری۔ آہنگری۔ ہر ایک قسم کی صنعت و حرفت کا مخزن اسپین ہی تہا۔ مگر
باوجود اسقدر علم و فنون کی کثرت کے پہر سپین کی سلطنت اسلامیہ کا بگڑنا اور بگڑنا بہی ایسا کہ باوجود نو سو سال
کے آزادانہ اور خود مختار حکومت اور مستقل سکونت کے آج ایک بہی فرد اسلام کا نام لیوا انکا دنظر نہیں آتا اور جو
صدمہ اسلام کو سپین میں پہونچا ہے وہ روئے زمین پر کسی جگہہ مسلمانوں کو نہیں پہونچا۔ پس سپین کے حالات خاص
غور کے قابل ہیں اور اون لوگون کی خاص توجہ طلب ہین جو صرف مغربی علوم کی تعلیم پڑہتے ہوئے ہین انکو
بنظر غائر دیکہنا چاہیے کہ اگر محض فلسفیانہ خیالات ہی ترقی کے باعث ہوتے تو سپین جو فلسفہ وغیرہ علوم کی
کان تہا کیون ڈوبتا۔ اور جسقدر ہم تاریخون میں سپین کی ترقی علوم و فنون کا حال پڑہتے ہین افسوس کہ ہمکو کہنا
پڑتا ہے کہ کوئی اسلامی ملک سپین کی علمی اور سوفسطائی ترقی کو نہیں پہونچ سکتا۔ ہم مغربی علوم کے درس
تدریس کے برخلاف نہیں زمانہ کی ضرورت ہمین مجبور کرتی ہے کہ یورپ کے فنون و علوم کو حاصل کرین بلکہ
جہان سے ہمکو کوئی اچہی بات ملے اسکو لے لیں۔ لیکن مغربی علوم پر شیفتہ ہوکر اسلامی صفات اور
محمدی اخلاق سے نفرت نہ کرین جو آج کل مغربی علوم کی تعلیم کا عموماً نتیجہ دیکہا جاتا ہے۔

ہم سپین کے حالات نہایت اختصار سے لکہین گے اور زمانہ عروج و اقبال محض تاریخی سلسلہ قائم رکہنے
کے لیے لکہا جائے گا۔ عہد زوال کے حالات کی بہی اس خلاصہ میں گنجائش نہیں لیکن زمانہ عروج سے زیادہ
ہونگے جن لوگون نے یورپین مورخون کی تاریخین پڑہی ہین اگر طرز بیان استدلال یا کہین کہین واقعات
مین اختلاف پائین تو معاف کرین کیونکہ نہ ہمارے مآخذ ایک سے ہین اور نہ غرض تالیف ایک ہے۔

سپین پر اسلامی حملات

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد ۸۹ سنہ ہجری مین گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر ہوا۔ یہہ نصیر عبدالعزیز بن مروان
کا آزاد شدہ غلام تہا۔ اور ابہی خورد سال ہی تہا کہ فتح عراق مین حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے
ہاتہہ پڑا۔ اور اسلامی احسان و مروت سے اُسکا بیٹا اعلیٰ درجہ کی تربیت پاکر عربی شرفا کا سر عسکر بلاد افریقہ شمالی
مین موسیٰ مذکور نے فتوحات نمایان حاصل کین یہہ شخص اس قسم کا موحد خدا پرست تہا۔ کہ ایک دفعہ افریقہ مین
قحط پڑا نماز استسقا پڑہی گئی خطبہ مین ولید کا نام نہ لیا گیا۔ لوگون نے اعتراض کیا اُس مرد خدا نے جواب
دیا کہ ایسے موقعہ پر سوا ذات حی قیوم کے اور کسی فانی مخلوق کا نام لینا جائز نہیں۔

اسی خدا پرست دیندار کا غلام آزاد طارق بن زیاد تہا جو مراکش کے شہر طنجہ کا حاکم تہا۔ یہ شخص بہی مذہبی جسارت

طارق کو مال غنیمت میں ایک ہزار شاہانہ تلواریں اور سترہ سو تاج ہاتھہ آئے تھے جس سے سپین کی قدامت سلطنت کا پتہ لگتا ہے طارق سلنے ۲۶ یا ۲۸ رمضان ۹۲ھ کو یہ فتح حاصل کی۔

بہادر طارق آرکی ووڈ۔ مالاگا۔ آلویرا کو فتح کرتا ہوا ٹولیڈو دار سلطنت سپین تک پہنچگیا۔ سرداران گاتھہ کچھہ تو پہاڑوں میں بھاگ گئے اور کچھہ طارق سے آملے جنپر عیسائی مورخ غداری بے وفائی کا الزام لگاتے ہیں۔ جو انصاف سے بعید ہے وادی بیکا میں یہ لوگ جم کر لڑے۔ شاہ راڈرک کے قتل کے بعد بھی ادھر ادھر ہاتھہ پاؤں مارتے رہے۔ اور عزیزوں۔ اور متعلقوں۔ ملازموں کو لڑاتے۔ تعاقب بھوک۔ پیاس وغیرہ تکالیف میں ضائع کرا چکے اور کوئی انکو امن کی جگہہ نظر نہ آئی تو اسوقت انہوں نے ہتھیار رکھے اور صرف جان ہی سے نجات نہ پائی بلکہ مسلمانوں کی طرف سے بدستور حکومت میں شریک کیے گئے اور تمام اعلے ذمہ داری کے عہدے انکو دیے گئے۔

موسی گورنر افریقہ کا سپین آنا

جب موسی گورنر افریقہ نے اس عظیم الشان فتح کی خبر سنی بہت خوش ہوا اور ۱۸ ماہ رمضان ۹۳ھ ہجری کو ۱۸ ہزار جوان لیکر طارق سے آملا۔ اس موقعہ پر عیسائی مورخ ایک دراز قیاس بات لکھتا ہے کہ موسی گورنر افریقہ طارق کی اس فتح کی خبر سنکر حسد کرنے لگا۔ اور اسکو سپین میں آگے بڑھنے سے روک دیا۔ مگر یہ سراسر فضول ہے موسی اور طارق کا تعلق باپ بیٹے کا سا تھا طارق کی فتوحات عین موسی کی فتوحات تھیں۔ موسی آقا اور طارق غلام اور موسی کا تربیت یافتہ اور یہہ دونوں مجاہد فی سبیل اللہ غازی اشاعت اسلام کے حامی ایسے پاک بے نفس لوگوں پر حسد کا ذلیل الزام لگانا کمال درجہ کی بیحیائی ہے۔

بہادر موسی کارمونا۔ سیوائل فتح کرتا ہوا ٹولیڈو کے قریب طارق سے جا ملا۔ اور یہاں سے تمام اسلامی فوج لیکر کوہ پیرنیز تک پہونچ گیا۔ جہاں کھڑے ہوکر چاروں طرف نظارہ کیا تو اس نے ارادہ کیا کہ فرانس جرمنی آسٹریا۔ اٹلی۔ یونان وروم وغیرہ ممالک یورپ کو فتح اور اعلان توحید باری تعالی کرتا ہوا براہ قسطنطنیہ دمشق دار الخلافہ اسلام میں پہونچ جائے نہایت تعجب ہے کہ صرف بیس ہزار فوج کے ساتھ وہ تمام یورپ کی فتح کا یقین کامل رکھتا تھا۔ حالانکہ اسوقت بھی یورپ آباد اور اس میں زبردست طاقتور سلاطین موجود تھے۔ عیسائی فوجیں اور مردم شماری کی تعداد کروڑوں تھی مگر موسی وغیرہ مسلمان مجاہدین صحابہ کرام کی تقلید کے حبل المتین کو مضبوط طور سے پکڑے ہوئے تھے دین کی راہ میں جان ومال قربان کرنا انکے نزدیک کوئی بات نہ تھی کفار کو پیٹھہ دکھانا گناہ کبیرہ جانتے تھے

چھوٹی جمیعت کو تین حصون مین تقسیم کرکے تمام جزیرہ نما کو چھان ڈالا۔ مگر اسی ایک معرکہ سے ان چند ہزار غازیون کی تمام سپین مین دھاک بندھ گئی۔ اور کوئی بھاری مقابلہ پیش نہ آیا۔ متواتر شہر و قلعہ مسلمانون کے سامنے سر اطاعت خم کرنے لگے اور مسلمانون کا عام رعب سکہ بیٹھ گیا۔

طارق کا ایک سردار المغیث سات آدمیون کے ساتھ قرطبہ کو بڑھا۔ شام کے وقت بارش و باران کی طوفان مین شہر کے قریب پہنچ کر درخت انجیر پر جو فصیل قلعہ سے ملا ہوا تھا ایک چالاک سپاہی چڑھ گیا اور درخت سے کود کر فصیل پر جا پڑا اور اپنے عمامہ کے ذریعہ کئی ایک ساتھیون کو اوپر کھینچکر کمال چابکدستی سے غافل دربانون کو قید کر لیا اور شہر پناہ کے دروازے کھولدیے۔ اسلامی رسالہ شہر مین داخل ہوکر تمام ضروری مقامات پر قابض ہو گیا۔ گورنر قرطبہ ایک خانقاہ مین جا چھپا مگر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد مطیع ہو گیا۔

عیسائی مورخ جو مسلمانون کی بہادری کا اقرار کرتے ہوئے جھجکتے ہین اس موقعہ پر بھی یہودیون کو باعث فتح کہتے ہین۔ لیکن یہہ انکے تعصب کا نشان ہے۔ بنئیے یہودی جو ترازو باز دو کا ندار سود خوار کبھی بھی جنگی حرارت نہ رکھتے تھے اور سپین مین عیسائیون کے تشدد سے محض ناکارہ دولت کی لالچی قوم تھی تلوار کے نام سے ناآشنا تھے۔ بھلا کیا مدد دے سکتے تھے ہان رسد وغیرہ سامان مسلمانون کو دیا ہوگا اور کئی گنا فائدہ اٹھا لیا ہوگا۔ یہہ تمام فتوحات مسلمانون کی خاص اپنی ہمت و شجاعت کا نتیجہ تھا۔ نہ کہ یہودیون کی مدد اور عیسائیون کے نفاق سے ابتدائی مسلمان کبھی بھی غیرون کے دست و بازو کے دست نگر نہین ہوئے۔ سپین کا اسطرح ایک دو معرکون مین ہی چند ہزار غازیون کے سامنے بیدست و پا ہو جانا محض مسلمانون کی مشہور شجاعت کا نتیجہ تھا۔ وہ مسلمانون کی نصف صدی سے اُن کارنامون سے بخوبی واقف تھے۔ جو لاکھون رومیون کے مقابلہ مین اسیطرح چند ہزار بہادر مسلمان عربی شمشیر کے جوہر دکھاکر بڑے بڑے معرکے سر کرتے رہے تھے ہرقل جیسے شاہنشاہ کا مقدس ارض قدس روتے دھوتے چھوڑنا۔ اور اسلامی شمشیر کے خوف سے یورپ بھاگ آنا سپین کے عیسائیون کو یاد تھا سپین کے ہمسایہ ملک مین جو کچھ بہادران اسلام کی تلوار نے رومیون اور بربریون سے سلوک کیا تھا اس سے اہل سپین ناآشنا نہ تھے اور خود بھی لاکھون کی جمعیت سے ایک چھوٹا آٹھ دن تک جان توڑ مقابلہ کیا۔ اور تین حصہ فوج کے سامنے سے بھاگنا پڑا۔ پھر ایسی حالت مین سوا مسلمانون کے تہور اور جان فروشی اور شجاعت کی سپین کا سر تسلیم خم کرنا اور کس امر کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ مسلمانون کا اسقدر رعب چھا گیا۔ کہ سرداران گاتھ باوجود جمعیت کثیر کے سامنے بھی نہ ٹھہر سکے اور مسلمان تعاقب مین زیادہ سرگرم ہوئے تو تابعدار خراج گذار بن گئے۔

سے طبعاً نفرت رکھتے تھے انکا زمانہ اُن تمام غیر مشروع امور جبر و ظلم - اور اس نفاق او اختلاف کے دور کرنے مین خرچ ہوا جو عبد الملک کی سیاست حجاج کے ظلم ولید کے جبر دار گرہ کے سے بنی امیہ کے برخلاف مسلمانون مین پایا جاتا تھا - اس لیے سپین مین جو کارروائی ہو رہی تھی وہ اس جگہہ کے اسلامی جوش کا نتیجہ تھا دربار خلافت سے کوئی مدد نہ تھی ہشام بن عبد الملک کے عہد خلافت مین جب پھر کشور کشائی پر توجہ ہوئی تو مسلمانون نے ۱۰۹ سنہ ہجری مطابق ۷۲۸ء مین ابوگنن پر قبضہ کر لیا - اور عبد الرحمن گورنر سپین نے تمام فرانس کی فتح کا ارادہ کیا اور رابو ٹویز کو جو فتح ٹو نور پہ اترا رہا تھا - دریاے گارون کے کنارے پر شکست فاش دیکر ایکوئی ٹینا پر چڑھائی کی دوسری طرف سے چارلس شاہ فرانس مقابلہ کو نکلا - ٹو نور اور پواٹیرز کے درمیان لڑائی ہوئی جسمین چارلس نے فتح پائی عیسائی مورخ اس لڑائی کو دنیا کی پندرہ فیصلہ کرنے والی لڑائیون مین شمار کرتے ہین اور چارلس شاہ فرانس کی شجاعت اور بہادری کے بارہ مین حد سے زیادہ غلو کرتے ہین اس مین شک نہین کہ چونکہ ابتک عیسائیون نے سپین افریقہ شام بلکہ روم مین بھی کسی جگہہ مسلمانون کو شکست نہین دی تھی اور آج عیسائی فتح پاتے ہین اس خیال سے جسقدر معرکہ ٹو ٹورز کو شاندار خیال کرین بجا ہے - اور چونکہ فرانس مین مسلمان نہ بڑہ سکے جس کے کئی اور اسباب تھے اس لیے اس توقف و تساہل جسقدر حاشیہ چڑہائین روا ہے لیکن یہہ نتیجہ نکالنا - کہ فرانسیسیون کی تلوار کے خوف سے مسلمانون فرانس مین قدم نہین رکہا نادرست ہے عبد الرحمن کا یہ دہاوا محض اسلیے ہوا تھا - کہ فتح فرانس مین ایک لشکر کا بت غنیمت مین ملا جو موتی جواہرات سے جڑاؤ تہا - عبد الرحمن نے حسب شریعت محمدی بت کو توڑ کر مجاہدین اسلام مین تقسیم کر دیا اور خمس عبید بن عبد الرحمن سلمی گورنر افریقہ کے پاس بہیجدیا جسکے وہ ماتحت تہا عبید اس سے ناراض ہو گیا - کہ کیون سالم بت اس کے پاس نہین بہیجا گیا غازی عبد الرحمن کو ڈرایا دہمکایا وہ پاک باز مسلمان یہ جواب لکہتا ہے اما بعد فان السموٰت و الارض لو کانتا رتقا لجعل اللہ للمتقین بینہما مخرجا یعنی تان اللہ قال ان یغنی مما تتہدلی بہ ۔ اس کے بعد وہ جانباز بہ نیت غزا چند غازیون کے ساتہہ اشتیاق شہادت مین فرانس مین گہس گیا اور بغیر کسی قسم کی احتیاط کے باوجود فوج قلیل کے ایسے مقام پر جہان کسی قسم کی امید امداد کے نہ تہی شاہ فرانس کے مقابلہ کو جا پڑا جسکا نتیجہ صریح شکست تہا - رہا فرانس کی طرف مسلمانون کا نہ بڑہنا اسکی وجہ یہہ تہی کہ ہشام بن عبد الملک کے عہد مین ہی بنی ہاشم مین سے زید بن علی بن امام حسین نے دعوی خلافت کیا اور یہہ واقعہ ایسا تہا - کہ ہشام کو اسطرف توجہ کرنی ضروری تہی - ہشام کے بعد دو سال کے عرصہ مین تین خلیفہ مقتول معزول ہوئے اور اخیر خلیفہ مروان الحمار ۱۳۲ھ مین ہی سلطنت کا خاتمہ کر نیوالا ہوا - عباسی خلیفہ عبد اللہ سفاح نے بنی امیہ کے خاندان اور رفقا کو چن چن

جان دینے اور بہشت مول لیتے۔ ایسے بہادرون کو اپنے عزم کے پورا کرنے مین کوئی روک سکتا تہا۔ موسی فرانس پر چڑہائی کی تیاری کر رہا تہا۔ کہ خلیفہ ولید نے موسی کو کسی مصلحت سے واپس دمشق بلا لیا۔ موسی ۹۵ھ ہجری مین واپس ہوا۔ یہہ خیال بہی درست نہین کہ خلیفہ ولید نے کسی بدگمانی سے موسی کو واپس بلایا تہا۔ اگر ایسا ہوتا تو موسی واپسی کے وقت افریقہ اور سپین کو صرف اپنے تین بیٹون مین ہی تقسیم نکر جاتا۔ چنانچہ موسی نے سپین مین اپنے بیٹے عبد العزیز کو اور مراکو مین اپنے بیٹے عبد الملک کو اور بربر مین عبد اللہ کو حاکم مقرر کیا اور خود معہ طارق دمشق کو چلا گیا۔ جہان کہ وہ ولید کی بیماری یا فوت ہونے کے بعد پہونچا تہا۔ ہماری خیال مین اس واپسی کی وجہ صرف یہہ تہی کہ ولید چاہتا تہا کہ اُس کے بعد اسکا بیٹا خلیفہ ہو اور باپ عبد الملک کی وصیت تہی کہ بعد ولید سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہو۔ اب ولید سلیمان کو ولی عہدی سے خلع کرنا چاہتا تہا۔ اور بڑے بڑے سردارون مثلاً قتیبہ بن مسلم فاتح ترکستان و چینی تاتار حجاج ظالم گورنر عراق کو اپنی رائے سے متفق کر لیا تہا۔ اور موسی بہی چونکہ اسی درجہ کا جلیل القدر عہدہ دار تہا۔ اُسکو بہی اپنا ہم صلاح کرنا چاہتا تہا۔ اسیواسطے موسی کو بہی بلا لیا تاکہ وقت ضرورت اُس کے بیٹے کی امداد کر سکے۔

مگر ولید کے مرنے کے بعد سلیمان بن عبد الملک ہی خلیفہ ہوا۔ قتیبہ بن مسلم جیسا بہادر مروا یا گیا۔ اور حجاج تو مر چکا تہا لیکن اُسکا بہادر بہتیجا محمد بن قاسم فاتح ہندوستان اس جرم و عداوت کے سبب قتل کرایا گیا۔ موسی کو بہی کوئی ملکی یا جنگی خدمت سلیمان کے عہد مین نہ ملی جس سے ہماری خیال کی تائید ہوتی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک موسی اور طارق کی طرف سے صاف نہ تہا۔ بخلاف اس کے سلیمان نے عمر بن عبد العزیز کو جنسے ولید کی رائے اتفاق نہین کیا تہا اور اسی جرم مین تین سال قید بہی کیے گئے تہے اپنا وزیر اور اپنے بعد انہین کو خلیفہ مقرر کرنے کی وصیت کی۔ پس اور کوئی وجہ موسی کی طلبی کی نہین ہو سکتی۔

خلیفہ ولید کے انتقال کے بعد ۹۶ھ مین سلیمان بن عبد الملک خلیفہ اسلام ہوا۔ مگر اُسکو اپنی ولی عہدی کے معاملہ کے سبب سے ولید کے جرنیلون اور مقتدر عہدہ دارون سے بدگمانی رہی۔ اور اسکا عہد خلافت مین اندرونی سرکشیون کا تدارک ہی ہوتا رہا۔ اور قتیبہ اور محمد بن قاسم جیسے بہادر فاتح ہلاک کیے گئے۔ اس وجہ سے غیر ممالک خصوصاً سپین مین کوئی فتوحات مین ترقی نہ ہو سکی مگر باوجود اسکے اوائل ۹۸ھ مطابق ۷۱۹ع مین عبد الرحمن بن عبد اللہ غافقی نے فرانس پر حملہ کیا اور فرانس کے جنوبی حصے المعروف سپٹی مونیا کے امصار کرکاسون اور تربون پر قابض ہو گیا۔ اور ایکوئی ٹینا پر حملات شروع کردیے شہر ٹولوز کی فصیل کے نیچے ایوڈیز ڈیوک آف ایکوئی ٹینا نے مسلمانون کو شکست دی اس شکست کی وجہ یہہ تہی کہ اسوقت خلیفہ دمشق امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ تہے جو جنگ و جدال

ہشام بن عبدالملک خلیفہ دمشق کے عہد مین عنبسہ بن سحیم الکلبی نے عیسائی مقبوضات واقعہ سپین پر دہاوا کیا
لیکن ان شرائط پر صلح ہوگئی۔ (۱) نصف علاقہ عیسائی مسلمانون کو دیدین (۲) مسلمان قیدی معہ
سازوسامان رہا کیے جاوین۔ (۳) جزیہ ادا کرین (۴) مسلمانون کے دشمنون سے لڑین اور دوستون
کی مدد کرین ان شرائط سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی قومون نے پوری اطاعت مان لی تہی۔

سپین کی سلطنت امویہ

جب ۱۳۲ھ مین خاندان بنی امیہ کا اخیر خلیفہ مروان الحمار قتل اور باقی افراد خاندان قتل قید مفرور ہوگئے
اور عباسی اقبال کا ڈنکا بج گیا۔ عبداللہ (سفاح) بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم تاجدار
ہوگیا۔ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک اموی جریدہ طور سے بہاگا اور دریائی فرات تک سلامت
نکل آیا ایک گاؤن مین کچہ دم لے رہا تہا کہ عباسیون کا سیاہ نشان لہراتا نظر آیا۔ پہلے گہبرا گیا۔ اور پہر کچہ سوچ
بہائی اور بدنام غلام اور صغیر سن بیٹے کے ساتہہ دریا کو بہاگا۔ دشمن نے ہرچند ٹہیرنے کو کہا۔ مگر وہ دریا تیر
غلام اور بیٹے ساتہہ پار اتر گیا۔ اور بہائی دشمنون کے ہاتہہ سے قتل ہوا اب چہپتا چہپاتا۔ دوڑتا بہاگتا
پہاڑون۔ بیابانون جنگلون کو طے کرتا ہوا افریقہ پہونچ گیا۔ جہان اُسکو اُسکے خیرخواہ رفقا اور اپنے خاندان
کے متعلقین ملگئے چارون طرف نظر اٹہا کر دیکہی تو کہین امن کی جگہہ نظر نہ آئی آخر ہسپانیہ کی ہجرت اس خیال
سے پسند کی گئی کہ ایک تو سمندر پار عباسیون کے مرکز حکومت عراق سے بہت دور ہے دوئم و ہان
عہدہ دار تمام خاندان بنی امیہ کے تربیت یافتہ اور ممنون احسان مین بہرحال ایک مصیبت زدہ اولوالعزم
شاہزادہ کو کہین نہ کسی طرف جانا ہی تہا۔ اور ایسی مہاجرت کے لیے سپین سے بہتر اور کون جگہہ تہی سپین
پہنچنے سے پہلے شمالی افریقہ کے علاقہ بربر مین پانچ سال ہاتہہ پاؤن مارتا رہا۔ اور جب دیکہا کہ عباسی
[illegible] عباسی خلافت زوال اقبال دن بدن بڑہ رہا ہے ناچار
کا ارادہ کیا یہان اہل شام اور اہل یمن کے دو گروہ تہے جنمین خلافت کی کمزوری کے سبب نزاع
فساد تہا شامیون کو تو بنی امیہ کے ساتہہ تعلق مخلصانہ تہا ہی مگر اہل یمن کو بہی امیہ سے کوئی عناد نہ تہی
عبدالرحمن نے اپنے غلام ورکو سپین روانہ کیا جو دونون فریقون سے بیعت کا پیغام لایا۔
عبدالرحمن کی عمر اسوقت پوری بیس ۲ سال [illegible] سیرت مین ممتاز۔ قد موزون۔ قوائی جسمانی
شکل اور شباہت مین دلیرانہ اور شاہانہ تمکنت ٹپکتی تہی چند رفقا کے ساتہہ جہاز مین سوار ہوکر
سپین کا رخ کیا۔ جون ہی سپین پہونچا عام مسلمان جوش مسرت سے پیش آئے اور اسکو ہاتہون ہاتہہ

قتل کیا۔ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک جان بچا کر سپین پہونچا اور ہسپانیہ کے مسلمانون نے بادشاہ بنا لیا۔ اور زبردست عباسی مخالفون کا کھٹکا لگا رہا اور اپنی سو سو سالہ حکومت مین عباسی جانب سے کھٹکا اور خاص سپین کے اندرونی مشکلات کو بھی دور کرتا رہا۔ اور اس کے بہادر جانشینون کو بھی خلفائے عباسیہ بغداد کی طرف سے اطمینان نہوا۔ ہارون الرشید خلیفہ بغداد نے شارلیمن شہنشاہ فرانس سے صرف سپین کے خلفائے بنی امیہ کے علی الرغم دوستی کر رکھی تھی ایسی حالت مین سپین کے مسلمان فرانس کو کسطرح فتح کر سکتے تھے فرانس کی فتح کے لیے خاص اہتمام اور انتظام اور پوری توجہ کی ضرورت تھی جو بوجہ مخالفت خلفائے بغداد ناممکن تھی تمام شمالی افریقہ مراکو۔ بربر وغیرہ مین عباسی فوجی جلال چھایا ہوا تھا۔ اگر فرانس کے فتح مکمل کا خلفائے سپین ارادہ کرتے تو غالباً عباسیون کی بربری فوجین سپین پر حملہ کر دیتین۔ انہین وجوہات سے مسلمانان سپین فرانس کو فتح نہ کرسکے ورنہ انکو فرانسیسی تلوار نے کبھی مرعوب نہین کیا اگرچہ فرانس فتح نہوا اور نہ کوئی اسلامی فوج کشی دلجمعی سے ہو سکی مگر پھر بھی خلفائے امویہ سپین نے کئی دفعہ فرانس کے جنوبی علاقہ کو ترک تازان اسلام کا جولانگاہ بنائے رکھا۔ پس عیسائی مورخون کا خلاف واقعات یہہ خیال دلانا ہے کہ ٹورز کی لڑائی نے مسلمانون کو فرانسیسی شمشیر سے ڈرا کر بڑھنے سے روک لیا۔ اور اس لڑائی کو دنیا کی پندرہ فیصلہ کرنے والی لڑائیون مین شمار کرنا بھی عیسائی مورخون کا خانگی فیصلہ ہے۔ ایک طرف لشکر فرانس معہ جملہ رعایا برایا کے اور دوسری طرف بہت تھوڑے سے مجاہدین جو محض شہادت کی آرزو مین بے احتیاطی کے ساتھ دشمن کے مضبوط اور مامون جنگلی علاقہ مین بے یار و مددگار گھس گئی مگر اس معرکہ کو صرف اس لیے بڑا عظیم الشان معرکہ کہا جاتا ہے کہ عیسائیون نے فتح اور مسلمانون نے شکست پائی اور بعد مین ان بواعث سے جو ہمنے اوپر بیان کیے ہین فرانس بچ گیا۔ اور عیسائی مورخون کو زور قلم دکھانے کا موقعہ ملگیا۔

عیسائی مورخ یہ بھی لکھتے ہین کہ معرکہ ٹورز نے یورپ کو مسلمان ہونے سے بچا لیا۔ یہہ ایک اخلاقی اعتراض ہے جو اسلام پر عائد کیا گیا ہے اگر عیسائی مورخ انصاف سے کام لیتے تو ہرگز یہ کلمہ منہ سے نہ نکالتے۔ تاریخ نہین بتا سکتی کہ کہین بھی مسلمانون نے مفتوحہ ممالک کی مطیع اقوام کو زبردستی مسلمان کیا ہو۔ شام روم آرمینیا سسلی وغیرہ جزائر بحیرہ روم۔ ہندوستان۔ یورپ مین ترکی کی مردم شماری ہسپانیہ کی صریح نظائر ہین کہ مسلمانون کا مفتوحہ ممالک مین بھی سلوک ہوتا تو خود سپین مین کروڑون عیسائی امن و امان کے ساتھ ان خلفائے بنی امیہ کے ماتحت کسطرح رہ سکتے کہ جنکو فرانس اور یورپ کے انقلاب مذہبی کا موجب تصور کیا جاتا ہے غرض یہہ خیالات بھی عیسائی مورخون کا خیال ہے جو محض اپنی تصانیف کو پرجوش اور موثر بنانے کے لیے لکھا گیا ہے۔

ہارون الرشید کے زمانے مین صرف دو سال چند ماہ عبدالرحمٰن زندہ رہا۔ یہہ عباسی خلفائے شجاعت علمیت صلاحیت و دیانت مین جملہ صفات امارت رکہتے تہے۔ ایک ہادی کا چلن مشکوک ہے جو ایک سال کے اندر ہی بار خلافت سے سبکدوش کیا گیا۔ ان خلفائے عباسی نے پولیٹکل خیال سے اس اموی خاندان کے برخلاف ہر طرح سے کوشش کی۔ ہارون الرشید کی شارلمین شہنشاہ فرانس سے دوستی بڑہ گئی اس دوستی کی ابتدا خواہ کس طریق سے ہوئی ہو۔ لیکن خلیفہ بغداد اور شاہ فرانس کی کہین بہی حدود نہ ملتی تہین عباسیون کا مقابلہ عموماً رومی عیسائیون سے ہوا جنکے برخلاف فرانس کے عیسائیون سے مدد کی کیا امید ہو سکتی تہی جبکہ پوپ روم جیسا زبردست مذہبی سرغنہ فرانس وغیرہ بلاد یورپ مین اسلام کی مخالفت کا زہریلا بیج بو رہا تہا۔ اس دوستی کا منشا سوائے اسکے اور کیا ہو سکتا تہا کہ سپین کے سلاطین بنی امیہ کی ترقی کو مسدود کیا جائے اور اس دوستی مین فرانس فایدہ مین رہا۔ کیونکہ عبدالرحمٰن اور اسکی اولاد گو بہادر تہی لیکن یہ طاقت ان مین ہرگز نہ تہی کہ ممالک محروسہ عباسیہ پر حملہ کر سکین۔ اور کوئی نقصان پہنچا سکین ہان فرانس جسکی بہادرانہ شان مین عیسائی مورخ گیت گا رہے ہین۔ جو اموی جان فروش غازیون کے ہاتہ سے بمشکل بچ سکتا اوسکو در برطانیہ کلان بلجم۔ ہالینڈ کوئی مجاہدین شمشیر کے ہاتہہ سے نہ بچا سکتا اسی عباسیہ شیعہ پر جبکہ سپین کے اکثر سردار عبدالرحمٰن سے باغی ہوے تہے شارلمین نے باغی سردارون کی امداد کی امید پر شمالی ہسپانیہ پر حملہ کیا اور زاراگوزا کی عبرت خیز میدان اور ورہ ران سس بلینہ مین خوش اقبال عبدالرحمٰن کے مخالفون کے ہاتہ سے ہی اپنی نہایت چیدہ بہادرون کو کٹوا کر ہمیشہ کے لیے سپین کی دست اندازی سے دست بردار ہو گیا۔

اور عبدالرحمٰن کے لیے مصیبتون کا خاتمہ ہو گیا۔

ہم لکہہ آئے ہین کہ فرانس کو چارلس شاہ فرانس کی تلوار نے بقول عیسائی مؤلفین نہین بچایا بلکہ عباسیون اور مروانیون کی قدیم رقابت نے بہادران سپین کو فرانس مین اطمینان سے کام کرنے نہین دیا اور خلفاء عباسیہ جنکی تعریف سے اسلامی تاریخین بہری ہین۔ اس قومی جرم سے ہرگز بری الذمہ نہین ہو سکتے یا یون کہو کہ اگر غازیون بیش قدمی سے عیسایت کی جگہہ اسلام نے بقول مورخین یورپ جگہہ لینی تہی تو خلفائے عباسیہ نے اسلام کی اشاعت اور ترقی کو روک کر ایک بڑے بہاری اخلاقی جرم کا ارتکاب کیا۔ وہ ضرور کیا کیونکہ اموسیہ یا عباسیہ سب تہے انسان تہے خود غرض سلطان تہے اسلامی خلافت اور امامت کے مقدس اور معظم خطاب کا سوائے عمر بن عبدالعزیز مروانی رضی اللہ عنہ کے ایک بہی مستحق نہین مانا کہ ان مین سے اکثر عالم فقیہہ محدث۔ شجاع۔ مجاہد تہے لیکن شان خلافت صرف حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی ذات بابرکات مین ہی عیان تہا۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے عباسیہ سے ایسے صریح قومی غلطی کا اظہار ہوا! اس مین شک نہین کہ اس منحوس واقعہ کی ابتدائی

تسلیم کر لیا عباسیون کا گورنر سپین اور یوسف گورنر قرطبہ نے اگرچہ مخالفت کی۔ لیکن عبدالرحمن غالب اور سپین پر قابض ہوگیا ابن مغیث عباسیون کا جنرل افریقہ سے فوج جرار لیکر سپین پر چڑہ آیا۔ اور عبدالرحمن کو کار مونا مین محصور کر لیا۔ دو ماہ کے محاصرے کے بعد جب عبدالرحمن نے دیکہا کہ عباسی غافل و بے پرواہ پڑے ہین رات کو سات سو منتخب بہادرون کے ساتہہ شمشیر بکف جان سے ہاتہہ دہو کر عباسی لشکر پر آپڑا اور سب کو تہ تیغ کر دیا مقتولون کے سر کاٹ کر اور ہر ایک کے نام کا پرزہ لکہہ کر اسکے کان مین لٹکا دیا اور تمام سرون کو ایک حجازی سوداگر کے ہاتہہ منصور عباسی خلیفہ بغداد کے پاس بہیجدیا گو یہ ایک وحشیانہ فعل معلوم ہوتا ہے مگر اول تو عباسیون نے نقلاے امویہ کے ساتہہ بڑہ بڑہ کر وحشت انگیز فعل کیے تہے دوئم ان سرون کی روانگی سے فوج و سرداران عباسیہ پر اپنا بہادرانہ رعب جمانا منظور تہا۔ چنانچہ اس کے بعد عباسی کہلم کہلا عبدالرحمن کے گلے نہ پڑے۔

عباسیون کی شکست فاش نے عبدالرحمن کی کامیابیون کا رستہ کہولدیا۔ چونکہ جن لوگون کے ذریعہ عبدالرحمن کو تخت سپین ملا تہا وہ اسکو اپنے ڈہب پر رکہنا چاہتے تہے اور عبدالرحمن اس مزاج کا تہا۔ نہین کہ خلیفہ ہو کر کسی سے دبے اسلیے اکثر لوگ باغی ہوگئے سرداران طلیطلہ (ٹولیڈو) بہی قید قتل کیے گئے اور اہل یمن کے سرغنے بہی تباہ ہوگئے اور تمامی اضلاع سرکش سردارون کو بہی مطیع کر لیا۔ اسیطرح عبدالرحمن کے دس سال بغاوت فرو کرنے مین لگ گئے جسمین اس نے جبر و ظلم اور تشدد سے بہی کام لیا۔ لیکن ایک عبدالرحمن جیسے نو دولت کو جسکی مخالفت پر عباسیون کی ماتحت تمام دنیاے اسلام تیار ہو آزاد خیال انتخاص کا سپین مین رکہنا صریح ضرررسان تہا۔ اس لیے ان تدابیر سے جو ہمیشہ شاہان وقت اس قسم کی بغاوتون کے فرو کرنے مین عمل مین لاتے رہے ہین اور بذریعہ سلطانی سیاست رعب جماتے رہے ہین عبدالرحمن مجبور تہا سپین کے عرب اور بربری جو طارق کے حملے کے وقت سے آباد اور ہر طرح سے اندرونی نظم و نسق مین آزاد چلے آتے تہے اور دربار خلافت سے دور رہنے کے سبب اور پہر خاندان دمشق کی کمزوری کی حالت مین اور بہی زیادہ خلیع العذار بن چکے تہے۔ وہ عبدالرحمن جیسے ہوشیار منتظم کے سلسلہ انتظام مین جگڑنا کب پسند کرتے تہے اسلیے اگر مجبوراً عبدالرحمن کے ہاتہہ سے تشدد ہوا تو اسکو معذور رکہنا چاہیے عبدالرحمن کو منصور عباسی صقر فروش کہا کرتا تہا یعنے جسطرح چرغ (باز) اپنے شکار پر گرتا ہے اسیطرح عبدالرحمن جریدہ طور سے جنگلون سمندرون کو طے کر کے محض اپنی ہمت و استقلال سے سپین پر قابض ہوگیا غرض یہ اولوالعزم بہادر ۳۳ سال ۴ ماہ کی حکومت کر بعد ۵۹ سال کی عمر مین ۱۷۲ہجری مین فوت ہوا عبدالرحمن کے ہم عصر بغداد کے خلفاے عباسیہ منصور۔ مہدی۔ ہادی۔ ہارون الرشید گزرے ہین

بڑھا دیا تھا ہشام کے بعد اُس کے بیٹے حکم کو اسکا پہل کھانا پڑا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال اُن لوگون کا ہو سکتا
ہے جو اسلامی اصول اور قواعد خلافت سے ناآشنا ہین یا سپین کی جدید سلطنت امویہ کی ترقی کے اسباب پر نظر
عمیق نہین ڈال سکے۔

عبد الرحمٰن اور اُسکے جانشینون کو حادثہ جانکاہ ۱۳۲ھ ہجری کا بھولا نہین تھا اور جو کچھ تباہی و بربادی اس
عالی شان خاندان بنی امیہ پر آئی تھی وہ دنیا کے صفحون پر اب موجود تھی اس تباہی کے اسباب غرور و
عجب عیاشی بد دینی۔ خودرائی۔ نفس پرستی۔ علم و عمل کی بیقدری تھی اور عباسیہ خلافت کا استقلال نہین خراب ہو
اور نہی دینی خوبیون سے ہوا تھا۔ اور اب سپین کے بنی امیہ عباسیہ طاقت کے مقابلہ مین تبھی قائم رہ سکتی تھی جبکہ سپین
عباسیون کی نسبت خاص ممتاز اسلامی وصف ہو۔ اور وہ وصف یہی تھا کہ سپین کی حکومت کو مثل عہد خلافت
راشدہ عام علما و فقہا کی کمیٹی بنایا جائے تاکہ پارلیمنٹری حکومت کی طرح ہر ایک مسلمان حکومت کے لیے سہیم ہو سکے علاوہ
اسکے خلفاء سپین کے لیے صرف ایک عیسائی مغربی اقوام ہی نہین جہان جوہر شجاعت دکھا کر اپنی سلطنت
کو مضبوط یا وسیع کر سکتے تھے اور عیسائیون سے بجز مجاہدانہ خیالات کے جنگ کرنا فضول تھا۔ اور جہادی خیالات
کا پیدا کرنا علماء دین کے ہاتھ ہوا کرتا ہے ہشام نے اپنی ترقی کی اس فلسفی کو سمجھ لیا اور عام قدر دانی سے عراق
اور حجاز تک کے علماء فقہا کو سپین کھینچ لیا۔ اور قرطبہ کو مدینۃ المحدثین بنا لیا۔ مشہور مدنی محدث امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب موطا کی تعلیم ہونے لگی مذہبی جوش بہت بڑھ گیا جو عیسائیون کی لڑائیون مین نہایت
مفید ثابت ہوا۔ یہ کہنا بیجا نہین کہ اُس وقت کے مقتدر اور عظیم الشان خلیفہ ہارون الرشید کی فوج و دربار
مین وہ اسلامی جوش نہ پایا جاتا تھا جو سپین کے غازیون مین موجود تھا۔ یہ حکمت و تدبیر اس قسم کی ہے کہ زمانہ حال
کے مسلمان سلاطین مین سے جس نے یہ مسلک اختیار کیا ہے وہ مخالفون کی صدمات سے کچھ عرصہ کے لیے بچ گیا ہی
پس کوئی اعتراض نہین کہ ہشام کی نرم مزاجی اور علماء   کے رسوخ سے حکم کو مصیبتین پیش آئین عیسائی
مورخ جو ہمیشہ ایسا ہی نتیجہ نکالا کرتے ہین کہ جس سے آیندہ مسلمان فائدہ نہ اٹھا سکین بلکہ اور غفلت کے گڑھے
مین گرین۔ اسپر تو کوئی افسوس نہین لیکن بعض مسلمان مورخ جنکو سلاطین و امراء اسلام کی ہر ایک بات بے
عیب ہی معلوم ہوا کرتی ہے۔ اور بادشاہ خواہ کیسا ہی قوم و ملت کے واسطے غیر مفید ہو اُس کی عام داد و دہش
اور ظاہری شان و شوکت پر بھی بھول کر اُس کی مدح مین لمبے لمبے تعریفی فقرات لکھہ دیتے ہین اس حکم کو بھی
کچھ برا نہین لکھتے۔ اس بغاوت علما کی وجہ یہ تھی کہ حکم اپنے باپ دادا کی طرح زاہد پرہیزگار پابند
مذہب نہ تھا۔ اور سلطان کی آزاد شرابی رعیت کے فساد عقیدہ کا باعث ہوا کرتی ہے علاوہ اُس کے دمشق کے
اخیر خلفاے امویہ کی بربادی کا موجب بھی شریعت سے بے اعتنائی ہوئی تھی ایسے خلیفہ کے تخت کو تی

سی عبدالرحمن سے ہوئی کہ اسلام میں دو خلیفہ مقرر ہوئے اس سے پہلے چین سے لیکر کوہ پرنیز اور دریائی گنگ واقعہ ہند سے لیکر سا بیریا اور بحر روس کے بیابانی علاقہ تک ایک خلیفۃ المسلمین کا خطبہ پڑھا جاتا تہا اور صرف ایک شخص کے اشارے پر اسلامی دنیا کا ہیر پہیر تہا۔ اور ایک واحد شخص کے ہاتہ میں ایشیا، افریقہ یورپ کی کل تہی پس دوسرے خلیفہ کا وجود ایک ضرر رسان بدعت تہی جسکا دفعیہ مذہباً ہی درست تہا مگر ہمین یہان ہمدردانہ پہلو دیکہنا ہے جس سے یہ صاف صاف دکہائی دیتا ہے کہ بہادران سپین کا قدم فرانس میں محض عباسی رقابت کے سبب سے نہ جا۔

ہشام بن عبدالرحمن

ہشام ۱۷۲ ہجری مطابق ۷۸۸ء میں تخت ہسپانیہ پر متمکن ہوا۔ اُس کے باپ عبدالرحمن نے مسلم و عیسائی ہر ایک گروہ پر اپنی سیاست کا سکہ بٹہلا دیا تہا۔ اور ہر ایک بانی سلطنت کو جو ابتدائی میں مشکلات پیش آیا کرتی ہیں انپر غالب آکر پورا تسلط جما لیا تہا۔ پس ہشام کے سامنے میدان صاف تہا ہر ایک نے اس کے سامنے سر اطاعت خم کر لیا۔ مگر ہشام طبیعت کا فیاض۔ رحم دل۔ کریم النفس غربا نواز تہا۔ عبدالرحمن جیسے جابر کے بعد اہل سپین کو ہشام ایک فرشتہ معلوم ہوا اس نے انتظام ملکی اور امن و امان کے پہیلانے میں ہر طرح کوشش کی۔ علما و صوفیائے کا اُس کے عہد میں بہت زور ہو گیا۔ ہر ایک کام اس مذہبی گروہ کے اشارے پر ہوتا تہا۔ اگرچہ ہشام رقیق القلب اور امن پسند تہا۔ مگر شوق جہاد میں باپ سے کم نہ تہا۔ ہشام ۱۷۵ھ مطابق ۷۹۱ء میں علاقہ فرنگ پر حملات کرتا ہوا شہر اربونہ اور جرندہ تک جا پہونچا جہان عیسائیوں کی فوج کثیر سے مقابلہ ہوا۔ شکست جنگ کے بعد دشمن بہاگ نکلا دونوں شہروں کی فصیل و قلعہ گرا دیے گئے تمام علاقہ فتح کرتا ہوا۔ علاقہ برطانیہ میں جا داخل ہوا۔ وہان کئی ماہ تک کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ آخر دشمن کو شکست ہوئی قلعے گرائے گئے۔ اور الکا مال غنیمت لے کر سالما غانما واپس ہوا۔ اس کے بعد پہر ۱۷۸ ہجری و ۷۹۴ء کو جہاد پر نکلا۔ اور سرحدی اضلاع پر اسلامی رعب جما کر پہر لوٹا۔ یہ نیک نہاد اور بہادر خلیفہ ۱۸۰ ہجری مطابق ۷۹۶ء میں فوت ہوا۔

حکم بن ہشام

ہشام کا جانشین اسکا بیٹا حکم ہوا۔ اسکے عہد میں فقہائے قرطبہ نے سرکشی کی بعض مورخین اس بغاوت کا الزام ہشام کے نرم انتظام پر دہرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ ہشام نے علما و فقہائے کا اختیار

عبدالرحمن اوسط

حکم کے بعد اسکا بیٹا عبدالرحمن اوسط تخت نشین ہوا۔ یہہ عبدالرحمن رزم بزم دونون مین یکسان تہا۔ باپ کے عہد مین اپنی جنگی لیاقت کا کئی دفعہ ثبوت دے چکا تہا۔ ۲۰۶ہجری مین وزیر عبدالکریم کو غزائے کفار پر روانہ کیا بلاد بتہ کے کئی قلعے بزور شمشیر فتح کئے گئے مسلمان قیدی رہا کرائے گئے۔ اور بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوا ۲۰۸ہجری مین عبدالرحمن اوسط نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلاد فرنگ کو بہیجا جسنے دشمن کے ایک بہاری لشکر کو شکست دیکر منتشر کیا اور اسی سال ماہ رمضان مین مسلمانون نے ایک اور ایک فتح نمایان حاصل کی ۲۱۳ہجری مین پہر ہپانی کی ور برشلونہ اور جزیرہ والون سے دو ماہ تک لڑائی ہوتی رہی اور کئی قلعہ گراکر واپس ہوا۔

یہہ عیسائی جنہون نے اسقدر زور پکڑکر ہسپانیہ کی اسلامی طاقت کو تردد اور آخر کو کمزور پہر جلاوطن کردیا۔ طارق اور بعد کے مجاہدین اسلام کے خوف سے ہسپانیہ کی شمالی پہاڑی صوبہ آسترازین کے دشوار گذار غارون مین جا چہپے تہے۔ انکی تعداد ۳۰ مرد اور دس عورتین لکہی ہین کچھ تو انکی خفیف تعداد اور کچھ پہاڑون غارون کے رستہ کی دشواری نے مسلمانون کو اس جماعت کی پوری بیخ کنی سے روک دیا۔ باقی عیسائی تو اطاعت قبول کرکے ذمی ہوگئے اور ملازمت تجارت حرفت زراعت کے ہر ایک صیغے مین امن امان سے ترقی کرتے ہوئے عیسائی سلطنت کے عہد سے بہی بڑہکر فارغ بال ہوگئے۔ اور عیسائیون کی آبادی کا حصہ کثیر اسلامی مدارس مین جو ہر ایک قوم اور مذہب کے لیے نہایت فیاضی سے کہلے ہوئے تہے تعلیم پاکر مسلمانون کے علم ادب اور طریق معاشرت کے قبول کرنے مین نہایت سرگرم ہوئے۔ اور فاتح قوم کے عادات و اطوار کو ہی نہین بلکہ مذہب کو بہی خوشی خوشی مان لیا۔ اور چونکہ اسلام مین قوم و رنگت کی ہرگز تمیز نہین اسلیے یہہ نومسلم ملکی۔ فوجی۔ علمی غرضیکہ ہر ایک سوسائٹی مین عربون اور بربریون سے کم ممتاز نہ تہے وہ چالیس مرد و زن کی قلیل جماعت جو وحشی درندون کی طرح غارون مین پناہ گزین ہوگئے تہے۔ اس خیال پر جمی ہوئی تہی کہ ہمین کے اصلی مالک ہم ہین اسلیے انکو جب کبہی موقعہ ملا اپنی جماعت سے باہر بہی مسلمانون کی عیسائی رعیت مین اس جوش کو پہیلاتے رہے حب وطن کے الفاظ مین کوئی ایسا جادو بہرا ہے کہ خواہ انسان کیسی ہی ردی اور کمزور حالت مین ہو۔ مگر حب وطن اور حب قوم کے جوشیلے لفظ ضرور ایک دفعہ سننے والے کے خون مین جوش پیدا کردیتے ہین۔

غرضیکہ اس پناہ گزین مختصر جماعت کو وقتاً فوقتاً تازہ کمک پہنچتی رہتی تہی اور اسطرح قوت پاکر غارون سے نکل آئی اور مسلمانون کے سرحدی اضلاع کو لوٹنے لگے اس قوم کے سرغنہ پیلی او کی سر کی شادی بہادر الفنسو والی لشتبریا سے ہوگئی اور اسطرح دونون کے اتفاق سے ایک زبردست جتہ مسلمانون کی برخلاف ہوگیا اور یہہ واقعہ ۱۹۵ہجری کا ہے

لڑائی بہی جہاد و غزا کا درجہ حاصل نہین کر سکتی تہی اور اعتقاد غزا کے بغیر خشکی بغیر کامیابی محال تہی پس ان وجوہات سے
علمائے اسلام نے بسرپرستی مولانا یحییٰ تلمیذ امام مالک رضی اللہ عنہ حکم پر زور دینا شروع کیا کہ اپنے افعال و عادات
کو شریعت کے مطابق کرے جب نصیحت اور ملامت سے کام نہ نکلا تو حکم کے معزول کرنے کا منصوبہ کیا۔ اور ہزارون
عجمی جو حکم کے معاون تہے بازاریون کے ہاتہہ سے قتل ہو گئے تمام باغی جمع ہو کر حرم سرائے سلطانی کو
چلے حکم نے یہ دیکہہ کر ایک منتخب دستہ سوارون اپنے چچازاد کے ماتحت باغیون کے گہرون پر جو جنوبی حصہ
شہر مین آباد تہے خفیہ روانہ کر دیا جنہون نے جا کر قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ باغی یہ سنتے ہی حرم سرائے
سلطانی کا محاصرہ چہوڑ کر اپنے اپنے گہرون کو بچانے چلے گئے حکم نے دوسری فوج بہیجکر پیچہے سے مصیبت برپا
کر دی اور باغی درمیان مین آکر فنا ہو گئے لیکن حکم نے عام باغیون کو ہی قتل کیا۔ اور مقتدر علما و فقہا کا
قصور معاف کر دیا اس خانہ جنگی کو دیکہہ کر عیسائیون نے شہر برشلونہ (بارشلونا) فتح کر لیا۔ اور ١٨٧ھ ہجری
مین ٹولیڈو بہی لے لیا۔ حکم نے اپنے چچازاد بہائی کو فوج روانہ کیا جسنے دشمن کو شکست دی مگر اسکا حوصلہ
پست نہ کر سکا جسکی وجہ وہی تہی جو اوپر لکہی گئی ہے جہادی جوش کم ہو گیا تہا۔ فوج کرایہ کی ٹٹو تہی پس ١٩١ھ
مین شاہ لذریق نے لشکر جرار لے کر طرطوشہ کو آگہیرا۔ اب حکم کی آنکہین بہی کہلین اور بمشورہ علما پابند شریعت
ہو کر جہاد کا اعلان دیا۔ ہزارون مجاہدین جمع ہو گئے حکم نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کو سر عسکر بنا کر روانہ کیا
اور قبل اسکے کہ عیسائی اسلامی علاقہ مین قدم رکہین۔ اسلامی لشکر عیسائیون پر جا پڑا طرفین کے بہادرون
نے خوب بہادری و مردانگی دی اور قومی خدمت کا خوب حق ادا کیا مگر مسلمان غازی عیسائی جوش پر غالب آگئے
اور میدان جیت گئے عیسائی اکثر قتل اور قید ہو گئے۔ عبد الرحمن بہت سا مال غنیمت لیے واپس ہوا۔ ثم
سنہ ٢٠٠ ہجری مین اپنے وزیر عبد الکریم بن مغیث کو غزا کے لیے روانہ کیا جو متواتر حصار فتح کرتا اور
کے قلعے گراتا ہوا عیسائیون کے وسط علاقہ مین جا پہونچا۔ عیسائیون نے اسوقت متفقہ کوشش سے مقابلہ کیا
اور آس پاس کی ممالک کے عیسائی بہی شریک جنگ ہو گئے دونون فوجون کے درمیان ایک دریا تہا اس لیے عبد الکریم
پیچہے ہٹ گیا اور عیسائی جوش تہور مین دریا اتر گئے جو بالکل اسلام کا عین منشا تہا۔ لڑائی کئی دن تک ہوتی
رہی آخر دشمن کئی لاشین میدان مین چہوڑ کر دریا پار بہاگ گیا۔ اور کئی عیسائی جنرل شاہزادہ قید ہو گئے۔
چونکہ دریا بکثرت بارش سے چڑہ گیا۔ اس لیے عبد الکریم پار نہ ہو سکا۔ اور تیرہ روز کی خفیف خفیف لڑائیون
کے بعد واپس ہوا۔ اور ٢٠٦ھ خلیفہ حکم فوت ہوا۔ یہہ خلیفہ ہارون الرشید کا ہم عصر تہا۔

اپنے مذہبی فرائض کو نہایت آزادی سے ادا کرتے تھے۔ تجارت صنعت و زراعت کا اکثر حصہ انہیں کے ہاتھ
تھا۔ کوئی محصول ٹیکس ناجائز ان پر نہ لگی تھی۔ نفرت اور کراہت کا نام تک مسلمانان سپین میں نہ تھا۔ اس لیے
امن و امان اور آزادی کے شکریہ میں اسلامی گورنمنٹ کا انتظامی امور میں ہاتھ بٹانا اور مدد دینا لازم تھا۔ لیکن
عیسائی جو بیوفائی اور غدر کے پتلے تھے انہوں نے الٹا اسلامی گورنمنٹ کے بگاڑنے کا منصوبہ باندھا اور شمالی
سپین کے مذہبی دیوانوں کے جوش بڑھانے کے واسطے سپین کے راہبوں پادریوں کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی۔
جس کا سرغنہ یولوجیس سرگرم پادری تھا انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا انتظام تو ٹھیک ٹھاک ہے۔ شجاعت
کی بھی کمی نہیں اس لیے سرحدی عیسائیوں کو زیادہ جوش اور جان فروش بنانے کے لیے اپنی جانیں قربان کرنی
شروع کیں اور طرح تو یہ عیسائی مسلمانوں کے ہاتھ سے مر سکتے نہ تھے پس علانیہ بازاروں محلوں میں جناب محمد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کرنی شروع کی جسکی سزا موت تھی اور ایسی خودکشی کا نام شہادت رکھ کر ایسے
مجرم خودکش کو ولی اللہ بنا کر شمالی سپین اور دیگر بلاد یورپ کے عیسائیوں کو امن پسند مسلمانوں کے برخلاف اکسانی
اور دست بشمشیر ہونے کا آلہ بنا لیا۔ اس خفیہ کمیٹی نے مسلمانوں کو بھڑکانے کے لیے ایک فلورا نام مسلمان
لڑکی کو بھگا کر اپنے ہاں چھپا دیا تو پلیس نے سراغ نکالا وہ عیسائی مذہب کا دم بھرنے لگی عدالت نے اس لڑکی کے
الفاظ ارتداد اور توہین اسلام پر زیادہ نوٹس نہ لیا صرف سمجھانے کے لیے بھائی کے حوالہ کر دیا جہاں سے
پھر عیسائیوں نے بھگائی اور گرفتار ہوئی اور توہین آمیز کلمات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شان
میں کہتی رہی اگرچہ اسکی سزا قتل تھی۔ لیکن عدالت نے رحم کیا کہ صرف قید کی سزا دی اس کمیٹی کے ممبروں
نے سر بازار مسلمانوں کو چھیڑنا اور مذہب اسلام اور مقدس بانی اسلام کے حق میں صلواتیں سنانی شروع
کیں جب کوئی سبب پوچھتا تو کہتے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح سے شہادت حاصل کریں یہ ناشائستگی جو
گورنمنٹ کے قانون مجریہ وقت کے خلاف ورزی سے ان عیسائیوں نے کی جسکی سزا صریحاً موت تھی کسی
طرح بھی شہادت کا درجہ نہیں پا سکتی عمداً مذہبی قضیے چھیڑنا اور دوسروں کے دل دکھانا اور راہ چلتے
چلتے مسلمانوں کو دیکھ کر پیغمبر اسلام کے شان میں الفاظ ناشائستہ بکنا۔ پاکیزگی کس طرح ہو سکتی ہے۔ یہ
تمام شرارت محض عیسائی دنیا کو مسلمانوں کے برخلاف ہتھیار اٹھانے اور عوام میں انتقامی جوش پھیلانے
کے لیے تھی۔ عین عید کے دن ایک اعظم رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کو بازار میں کھڑا ہو گیا
اور عام مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ قرطبہ کے عیسائی مجتہد نے معہ بچے عیسائیوں کے اس کی لاش
کو نہایت عزت و تعظیم کے ساتھ شہید کر ڈالی۔ گلیشن کا معزز خطاب دیکر دفن کیا اور شاہ ولایت کا خطاب
دیکر اور مریدوں کو ایسی قربانی پر برانگیختہ کیا۔

جبکہ ابھی عبد الرحمن اول نے سپین مین قدم نہین رکھا تھا - اور دمشق کی خلافت کا رعب اٹھ چکا اور سپین مین کوئی
واحد شخص طاقتور موجود نہ تھا جو سپین کو مخالفون سے بچا رکھتا -
نکاح کے بعد فوراً ہی تمام شمالی صوبے مسلمانون کے مقابلہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مغربی صوبہ گلشیا کے عیسائیون کو
ساتھ ملا کر متواتر کامیابیون سے مسلمانون کو مار کر جنوب کی طرف ہٹا دیا اور بہت سے شہر مثلاً براگا - پورٹو - سٹورگا
لیون - سالامانگا - سیگوایا - وغیرہ جیسے شہرون پر قبضہ کر لیا - اور خلیج بسکے کے سرحدی اضلاع مین مزہ سے رہنے لگے
اور بسبب جمعیت قلیل کے جنوبی سپین مین نہ بڑھ سکے مگر ایک خوفناک گروہ قایم ہو گیا - عبد الرحمن جس نے بیکسی و بیمددگاری
کی حالت مین سپین پہنچا مدت تک اسکو اسلامی قومون مین ہی رسوخ و اعتبار تدبیر و تلوار سے قائم کرنا پڑا - اور
جسقدر اسکو موقعہ ملا اُس نے سپین کی اسلامی علاقہ سے باہر بھی بہت کچھ اسلامی رعب کو قائم کیا اور ان سرحدی
سرکش عیسائیون مین جو مقابل ہوا اسکو اچھی طرح بغاوت کا مزا چکھا دیا - مگر کئی مشکلات سے جنمین عبد الرحمن اول
گرفتار رہا - ان لٹیرے عیسائیون کا قلع قمع نہ کر سکا کیونکہ جب فدہ بھی اُنپر زور پڑتا فوراً پہاڑی و دشوار گذار دور
دراز مقامات مین پناہ گزین جا ہوتے جہان ایک منتظم فوج کو پہونچنا مشکل ہوتا - عبد الرحمن اول کی فوج کشیون
سے اتنا ضرور فائدہ ہوا کہ اُس کے بیٹے ہشام نے تین چار معرکے مار کر شمالی سپین کے بڑے بڑے شہر فتح
کر لیے اور مسلمانون کا رعب جما دیا مگر اس سے بھی ان سرکش عیسائیون کا استیصال نہ ہو سکا -
خلیفہ حکم نے اپنی زندہ دلی اور بے اعتنائی شریعت سے مسلمانون کو بھی بغاوت پر مجبور کر دیا اس وقت مین پھر شمالی
سپین مین فساد برپا ہوا جسکو فرانس اور اٹلی تک سے مدد ملتی رہی حکم کا وزیر عبد الکریم اور اسی عبد الرحمن
اوسط کو متواتر جہات سے عیسائیون کا زور توڑنا پڑا خود اپنے عہد مین عبد الرحمن اوسط نے اور زیادہ مستعدی
دکھائی اور پرجوش عیسائیون کے کئی شہر اور قلعے فتح اور ویران کئے - اور ضرور عبد الرحمن بیخ کنی کر دیتا
جہان اسلامی فوج کا پہونچنا آسان یا ممکن تھا - وہان کے عیسائی جب کبھی موت کی صورت نظر آتی تھی
فوراً اطاعت مان لیتے اور جزیہ دینا قبول کر لیتے - اور جزیہ اور اطاعت کی صورت مین کوئی مجاہد اسلام تلوار
نہین اٹھا سکتا بعض عبد الرحمن کے بہادرون کو بھی ایسے گریز صفت مخالفون کو چھوڑنا ہی پڑتا - ان وجوہات
سے سپین کی شمالی علاقہ مین یہ فساد کا مادہ موجود رہا اور آخر مسلمانون کی جلاوطنی کا موجب ہوا - خلیفہ عبد الرحمن
اوسط کو صرف شمالی سپین کے عیسائیون سے ہی جو علانیہ مخالف تھے تکلیف اُٹھانی نہ پڑی بلکہ خاص دار الخلافہ
قرطبہ کے عیسائیون نے آتشی فساد بھڑکانے مین ایسا سوانگ بدلا جو کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا - سپین
کے عیسائی خلفائے قرطبہ کے ماتحت نہایت آرام کی زندگی بسر کرتے تھے انکو حکومت و سلطنت مین برابر
حصہ ملا ہوا تھا تعلیم و تربیت کے دروازے ان کے لیے ویسے ہی کھلے تھے جیسے کہ خاص مسلمانون کے لیے

ملوا ہی کافی نہین ہوئی بلکہ قوم فاتحہ کی امن پسندی عدل و انصاف آزادی مذہب کی شہرت عامہ زیادہ اثر دکہاتی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ انگریزی کی وسعت ممالک کا باعث زیادہ تر یہی نیکنامی ہے اسوقت سپین کی اسلامی سلطنت ان اوصاف سے موصوف تہی اور عیسائی بہ طیب خاطر مسلمانون کی حلقہ بگوش بنتے جاتے تہے راہ۔ فرزانہ گورنمنٹ کا جو اثر ہوا کرتا ہے وہ عیسایون پر پڑنے لگا تہا چنانچہ بقول عیسائی مورخ جو ایسے پادری یولوجیس عُفی عنہ شہید انقرطبہ کی تحریر کا حوالہ دیتا ہے سپین کے عیسائی اپنی قدیم زبان لاطینی اور علم ادب کو نفرت کرتے تہے اور عربون کے برابر زبان دانی مین لیاقت پیدا کرنے کی کوشش کرتے یادریون کی تصانیف اور انجیل مقدس کی جگہہ عربی نظمون اور فسانون اور مشہور ادبا کی تصانیف اور عربی تحریر کا شوق سے مطالعہ کرتے اور قرآن مجید کی آیات کو بطور سند ادب اظہار فضیلت یاد رکہتے عیسائی عیسائی قوم کے نوخیز عربی زبان کے سوا اور کچہ نہین جانتے اپنے کتب خانون کو صرف عربی کتابون سے معمور رکہتے ہین اور انہین کے مطالعہ سے دلچسپی اور پسندیدگی ظاہر کرتے ہین اپنی زبان اور مذہب کی کتابون کی طرف ہو لکر بہی نہین دیکہتے ہزارہا عیسایون مین بمشکل ایک بہی نہین ملتا۔ جو لاطینی زبان مین لکہہ پڑہ سکتا ہو۔ حالانکہ عربی زبان مین شاعری کے درجہ تک عیسائی ترقی کر گئے ہین۔ عربی تہذیب و شائستگی اور عربون کے طریق معاشرت کو قوم خاندان گہرون مین ترقی دے رہے ہین۔ اور اپنی مذہبی قومی ملکی طریق تمدن سے نفرت کرتے جاتے ہین وہ اہل عرب سے محبت اور دیسی بہائیون سے کراہت کرتے ہین۔

پس یہ واقعات یولوجیس جیسے مذہبی پیشوا کو صرف اسلامی سلطنت کے استقلال و ترقی کا ہی اظہار نہیں اور خاموش اور باطن مین زبردست اور موثر ذریعہ معلوم نہ ہوا بلکہ عیسائی مذہب کی بیخ و بن سپین سے اکہاڑنے کا آلہ دکہائی دیا اُس نے اس معاملہ مین عیسایون سے میلجنے کی کتابین تصنیف کین عربی تعلیم یافتہ عیسائیون کو ملامتین کین جنہون نے اسلامی گورنمنٹ کی صلح کل پالیسی آزادمنشی انصاف پسندی انجیل کے بلا مانع درس و تدریس۔ ہر ایک قسم کی آزادی دکہا کر یولوجیس کو مفتری ثابت کیا۔ مگر عیسائی مجتہدین نے ایسے لوگون کو خارج از دین کہدیا اور ایسے لوگون سے مایوس ہو کر شمالی سپین کے جاہل اور جنگ جو عیسایون کو جنپر ابہی اسلامی تمدن کا کوئی اثر نہین پڑا تہا۔ اور سپین کی قدیم عظمت کو قائم کرنے کے لیے ہمیشہ مسلمانون سے شمشیر بکف رہتے تہے اپنے خیالات کا حامی سمجہا عیسائی امرا نے بہی یولوجیس کے خیالات کے مضبوط کرنے اور لوگون نے ایسے شہدا کی بہیلا کر عوام کو سرفروش بنانے مین کوتاہی نہ کی۔

اب جبکہ ملک مین آثار بدامنی نظر آنے لگے تو گورنمنٹ اسلام نے بہی توجہ کی اور علما کی کمیٹی مین قرار پایا کہ جو لوگ

اس مقتول کی نسبت کئی کرامات اور پیش گوئیون کو منسوب کر کے یورپ کے عیسائیون مین مسلمانون کے ظالمانہ افعال کا شور مچا دیا اس کے بعد ایک عیسائی اسلام لانے کے بہانے قاضی کے پاس گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین بکواس کرنے لگا۔ قاضی نے ہر چند منع کیا مگر باز نہ آیا اور باوجود قاضی کی سفارش کے بحکم سلطان قتل ہوا۔ انہین دنون مین سلطان کے باڈی گارڈ کے ایک عیسائی سپاہی نے جو اس خفیہ کمیٹی کا ممبر اور پادری یوتوجیس کا مرید تہا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی اور مارا گیا۔ اگلے اتوار کو چہ اور راہبون نے قاضی کے سامنے دیوانہ وار چلانا شروع کیا۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنی شروع کی قاضی نے ہر چند سمجہایا لیکن جس منصوبہ کو ٹہان آئے تہے وہ تب ہی پورا ہو سکتا تہا جبکہ وہ قتل کیے جاتے آخر یہ بہی لہو لگا شہیدون مین مل گئے اسیطرح اور تین راہبون کو خبط ہوا اور خودکشی کے مرتکب ہوئے اسطرح دو ماہ کے کم عرصہ کے اندر گیارہ شخص مارے گئے مجرمون کو شہید اور جہان دفن گئے گئے اسکا نام گنج شہیدان رکہا گیا۔

بس یہہ گیارہ شخص عیسائیون کے ٹہرکانے کے لیے کافی سے زیادہ تہے ہر ایک کے واقعہ قتل کے ساتہہ ایسے خلاف عقل افسانے اور حیرت انگیز داستانین مشہور کی گئین جس سے مقتولون کی بیکسی مظلومی اور مسلمانون کی ظلم وسفاکی وخشت وخونخواری عیسائیون سے شدید مخالفت کا اظہار ہوتا تہا اور سننے والون کو لون مین ایک قدرتی انتقامی جوش پیدا ہوتا تہا۔ یہ اُس قسم کی کارروائی ہے جیسے کہ زمانہ حال مین آرمینا مقدونیہ کی عیسائی رعایا پر ترکون کی فرضی مظالم کی داستانین گہڑ گہڑ کر یورپ مین ترکی کی عداوت اور نفرت کا بیج بویا جاتا ہے۔ اور یورپ کے اکثر سادہ لوح ان فسانون کو صحیح مان کر ترکون کو ظالم وحشی وغیرہ وغیرہ کے القاب سے پکارتے ہین اور سلطان ترکی کے برخلاف ہر ایک قسم کے خلاف انصاف عملی کارروائی کرنے کو تیار ہوجاتے ہین یہہ سبق جو زمانہ حال مین ایک پولیٹیکل تدبیر بن گئی ہے اسکے ابتدائی موجد قرطبہ کے عیسائی صاحبان تہے۔ جو عیسائیون مین اسی قومی خدمت کے عوض سنٹ ولی شہید وغیرہ کے مقدس لقب سے پکارے جاتے ہین واقعی ان راہبان قرطبہ کی اس قربانی کا سپین ہمیشہ ممنون احسان رہیگا جنہون نے ایک ایسی تدبیر نکالی کہ اپنی عزیز جانون پر کہیل کر عیسائیون مین تازہ جوش بہر دیا اور ہر ایک عیسائی کو مسلمانون کا تشنہ خون بنا دیا۔ اور سپین کی گئی گذری جنگی حرارت کو پہر از سر نو قائم کر لیا۔ قومی شاعرون اور بہاٹون نے ان شہدائے قرطبہ کی شان مین تیغ زبان کے خوب جوہر دکہلائے اور بزم و رزم مین عیسائی جوش کے ابہارنے کے لیے ایک مفید آلہ رہی۔

اس کارروائی نے مسلمانون کی ترقی کو سخت نقصان دیا۔ ملک گیری اور کشورکشائی کے لیے صرف

کے دربار کا معتوب شدہ قوال (کلاونت) زریاب نام سپین پہونچکر عبدالرحمن کے دربار کی زینت بن گیا۔ اور مشرقی تکلفات اور تنعم اور عیش کے اسباب کا موجد ہوا جس سے سپین کی ادبار کا آغاز ہوا۔ اسی نے تنبور پر پانچواں تار چڑہایا۔ ہزار سے زیادہ راگ راگنیاں اسکو یاد تہین وہ موسیقی کا کامل استاد اور کئی راگون کا موجد تہا۔ اُس نے طریق معاشرت مین بہی کئی ایک اختراعات کین۔ جواب تک سپین مین اُسکے نام سے مشہور ہین۔

محمد بن عبدالرحمن

عبدالرحمن کے عہد مین قرطبہ کے پادریون نے جو شہادت (خود کشی) کا دلفریب ڈہکوسلا نکال کر سپین کے شمالی سرحدی جنگجو اور دیگر ممالک کے عیسائیون مین اسلامی گورنمنٹ کی مخالفت کا بیج بویا تہا سپین کے خاص عیسائی رعایا بہی گو بظاہر کوئی جرأت نکر سکی لیکن ان واقعات قتل کو کب پسند کرتی تہی خلیفہ عبدالرحمن نے متواتر فوج کشی سے عیسائیون کے زور توڑنے مین ہرچند کوشش کی مگر اس کشت و خون سے بغاوت کا اور مادہ بڑہتا رہا۔ قرطبہ کی کیتہی چند عیسائیون کی قربانی کو عیسائی جوش کے بڑہانے کا باعث جانکر اور عبدالرحمن اور اسکے اراکین سلطنت کی رحمانہ اور نرم کارروائی سے اور زیادہ دلیر ہوگئی۔ عبدالرحمن جیسے یولوجیس اور دیگر پادریون کو جنپر بغاوت کا الزام ثابت ہوچکا تہا۔ اور مسلمان لڑکی فلورا کا بہکانا اور چہپانا اُس کے ذمہ عاید ہوا تہا۔ مگر عبدالرحمن نے چندروز نظربندی کے بعد سب کو چہوڑ دیا۔ اس سے یولوجیس اور اُسکے ہمراہی زیادہ دلیر ہوگئے مگر اب عبدالرحمن کی جگہہ محمد سریر آرا تہا جسکو کہ عیسائی مورخ ظالم اور ناتربیت یافتہ کہتے ہین مگر انصاف کیا جاوے تو محمد کے سامنے واقعات ہی ایسے پیش آگئے تہے کہ ہر ایک گورنمنٹ کو ہلاسی ہوئیگی اسکو تسدد کرنا پڑتا ہے عبدالرحمن نے اپنی طویل حکومت مین ہر طرح سے چشم پوشی کی اور عیسائیون کی بدزبانی اور اسلامی توہین کو سنا۔ لیکن رحم کو ما تہہ سے نہ چہوڑا اور عموماً تہمائش پر ہی بارہا اکتفا کیا نتیجہ یہہ نکلا کہ عبدالرحمن کی تمام عمر عیسائیون کے برخلاف جنگ وجدل مین ہی گذر گئی اور نتیجہ بہی کچہ مفید نہ نکلا۔ اب حسب دستور سلطان کے ہوتے ہی قرطبہ کی عیسائی کمیٹی نے زیادہ مستعدی دکہائی۔ مرد تو شہید ہو ہی چکے تہے یولوجیس کے خیال مین ایک عورت کی قربانی عیسائی جوش ابہارنے کے لیے ضروری تہی اور عورت بہی وہ جو تبدیل مذہب کے سبب عیسائی دنیا مین شہرت پاچکی تہی اور اسکی معمولی نظربندی کے افسانے نہایت دردانگیز نظمون کے ذریعہ عیسائیون کی زبان زد ہوچکے تہے اوس کے حسن دلفریب اور اُٹہتی جوانی کی یاد سخت سے سخت دلون کو بہی ہلا دیتی تہی۔ پس یولوجیس نے سادہ لوح فلورا کو قربانی پر آمادہ کیا اور اس شہادت (خود کشی) کو آسمانی بادشاہ کے حضور عزّ

شہید ہو چکے ہین اور انکو شاہ ولایت عیسائی بنا چکے ہین ان سے توکوئی تعرض نہ کیا جائے۔ لیکن آئندہ جب کوئی ایسا عیسائی مجرم اسلامی عدالت کے حکم سے قتل کیا جاوے اسکو شہید شاہ ولایت کا خطاب دینا جرم ہوگا واقعی گورنمنٹ کے فیصلہ اور احکام کی سخت توہین تہی جسکو گورنمنٹ مخالف مجرم سرکش تجویز کرے رعایا اگر اسطرح عزت کرے یا یون کہو کہ جو گورنمنٹ کی عدول حکمی کرے رعایا کی طرف سے اسکا اعزاز ہو اور یہہ صریح بغاوت تہی جسکا تدارک ہر ایک گورنمنٹ کیا کرتی ہے۔

اسکے بعد بعضے سردار قید ہوگئے اور یولوجیس اور فلورا کو جیل خانہ جانا پڑا۔ پادری یولوجیس اور باقی پادری رہا کیے گئے اب مسلمانون کے برخلاف عیسائیون کا جوش بہت بڑہ گیا۔ اور عبدالرحمن کو ہمہ تن متوجہ ہونا پڑا ۲۲۳ھ مین تہ اور قلعہ فرات پر چڑہائی کی اور ۲۲۴ و ۲۲۵ھ مین عیسائیون کے ممالک پر چند دستہ فوج کے روانہ کیے جنہون نے ہزارہا عیسائی قتل اور قید کیے ۲۲۶ھ مین پہر عبدالرحمن نے ارلوط اور طانیہ پر فوجین روانہ کین اسجگہہ استریا اٹلی فرانس سے بہی عیسائی بہ تعداد کثیر آگئے مسلمان جنکی تعداد بہت قلیل تہی گہبرا گئے رات بہر لڑائی ہوتی رہی لیکن صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی مجاہدین اسلام نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عیسائی بہاگ نکلے۔ اور کروڑون کا مال غنیمت چہوڑ گئے۔ اولوالعزم عبدالرحمن نے اسی سال اپنے بیٹے عبداللہ کو بلاد فرنگ کو روانہ کیا جسنے ایک سخت جنگ کے بعد ہزارہا عیسائیون کو قتل کیا اور انکی کوپریون کی مینار بطور یادگار فتح میدان جنگ مین بنوائی اسی سال لذریق عیسائی بادشاہ شہر سالم کے لوٹنے کو آیا جسنے عبدالرحمن کے سردار فرتون بن موسی کے ہاتہ سے شکست فاش کہائی۔ اور جو قلعہ عیسائیون نے اسلامی حدود پر تعمیر کیے تہے گرائے گئے ۲۲۸ھ مین عبدالرحمن نے حارث بن زنیم کی ماتحت فوج روانہ کی حارث زخمی ہوکر قید ہوگیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔

عبدالرحمن نے یہ سنکر ایک اور لشکر اپنے بیٹے محمد کے ماتحت روانہ کیا جسنے شاہ نربیہ کی فوج کے حصہ کثیر کو تہ تیغ کیا۔ اور حارث کو قید سے چہوڑا لیا ۲۳۰ھ ہجری عبدالرحمن نے رومی بیڑا جہازات کو شکست دی ۲۳۵ھ ہجری مین عبدالرحمن نے لشکر جرار جہاد پر روانہ کیا جو عیسائیون کو دباتا ہوا بتہ تک پہنچ گیا۔ اور عیسائیون کو جم غفیر کو شکست دیکر تتر بتر کیا ۲۳۶ھ ہجری مین بارشلونہ فتح کیا۔ یہ وہ شہر تہا۔ جو خلیفہ حکم کے عہد مین عیسائیون نے فتح کیا تہا ۲۳۸ھ مین ایک اور فتح حاصل کی ۲۳۸ھ ہجری مین یہ بہادر خلیفہ ۳۲ سال کی سلطنت کے بعد راہی فردوس برین ہوا۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ خلیفہ جسقدر رزم کا شایق تہا اسی قدر بزم کا بہی مشتاق تہا۔ ہارون الرشید کے عہد مین جو تجمل و شوکت اور زیبائش و آرائش بغداد کو حاصل ہوئی تہی اسی کی تقلید مین قرطبہ کو ثانی بغداد بنایا گیا۔ شاندار عمارتون مفید عام کامون کے اجراء علوم و فنون کی قدردانی ملک کی آسایش کے سامان مہیا کیے۔ ہارون الرشید

مارے گئے۔ اسی سال بیبان فتح ہوا ۲۴۸ھ ہجری مین محمد نے نیلوزبر جڑہائی کی اور کئی قلعے فتح کیے۔ ۲۴۸ھ ہجری مین برسلونا کے عیسائی حاکم نے مقابلہ کیا ۲۴۹ھ مین بتہ کے کئی قلعہ فتح ہوئے ۲۵۱ھ مین محمد کے بیٹے منذر نے لذریق شاہ فرنگ کی فوج کثیر کو مقابلہ مین شکست فاش دی مرکوین خونخوار معرکہ کے بعد پامال کیا گیا جسمین اور بیشمار قیدی کیے گئے صرف افسران فوج ہی ۲۴۹۲ تہے ۲۵۲ھ ہجری بتہ اور ٹانہ کے نواح مین فتوحات نمایان حاصل کین ۲۵۳ھ ہجری مین حرفتی کے اکثر قلعہ فتح ہوئے اس کے بعد متواتر ہر سال محمد حملات کرتا رہا اور عیسائیون کا زور توڑتا رہا ۲۷۳ھ ہجری مین خلیفہ محمد فوت ہوا۔

خلیفہ عیسائیون کی بغاوتون مین اسقدر مشغول رہا کہ اسکی اندرونی ملک کا انتظام بہی درست نرہا خاص قرطبہ کے عیسائی کیشی زیادہ مار آستین ثابت ہوئی۔

محمد کے بعد اسکا بیٹا منذر ایک سال گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد مرگیا اور بدستور بغاوت کا زور رہا۔

منذر کے بعد اسکا بہائی عبداللہ بن محمد خلیفہ ہوا۔ اُس کے عہد مین بہی عیسائیون سے متواتر معرکہ ہوتے رہے مگر بغاوت کا استیصال نہ ہوسکا۔ اور ۳۰۰ھ مین مرگیا۔

عبدالرحمن الناصر الدین اللہ خلیفہ اعظم

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ایک صدی سے سپین کی اسلامی گورنمنٹ کو کسقدر مشکلات نے گہیر رکہا تہا۔ جو عیسائی جماعت گو ابتدائی بہادران اسلام کی شمشیر خارا شگاف سے بچ بچا کر ۳۰۰ کی تعداد مین ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوکر موذی درندون کی طرح دم توڑ رہی تہی اب دم ٹہونک کر خلیفہ سپین کی نوجوان کا مقابلہ کرنے لگے اور سرحدی امصار کو لینے لگی ایک ڈاکو کی حیثیت سے نکل کر شاہ دین پناہ کے خطاب سے پکارے جانے لگے قاعدہ ہے کہ جب باغیون کا گورنمنٹ قلع قمع نہ کرسکے تو اس طلب طبائع پر بہی اثر پڑے بغیر نہین رہتا۔ بقول خربوزہ سے خربوزہ رنگ بدلتا ہے سرکشی خودمختاری کی آرزو بڑہجاتی ہے عبداللہ کی بعض خودغرضانہ حرکات اور منذر کے واقعہ قتل سے مسلمان ہی عبداللہ کے خیرخواہ نرہے نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر مسلمان صوبے دربار خلافت کی برائے نام مطیع رہ گئے بلکہ اکثر صوبہ خودمختار ہوگئے۔

ایسی نازک حالت مین عبدالرحمن ثالث اکیس برس کا ناتجربہ کار نوجوان اپنے دادا عبداللہ کا جانشین ہوا۔ ایوان سلطنت پر ہر طرف سے مایوسی چہائی ہوئی تہی کہ جوان بخت عبدالرحمن نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی اور تخت پر بیٹہتے ہی اس قسم کی مدبرانہ بہادرانہ چالین چلا کہ جملہ خودغرض سردارون کو کان ہوگئے جسنے سر اٹہایا اُس کو کچل دیا۔ مسلمان سردارون کے دل سے ہوس خودمختاری نکال کر عیسائی باغیون کے درپے ہوا

جلنے کا ذریعہ بتایا۔ فلورا جو مذہبی خیالات مین مجھلا تھی اس شہید گر یولوجیس کے چکمہ مین آ گئی اور جھٹ گرجا سے نکلتی ہی قاضی کے پاس پہنچی اور بے دھڑک اسلام اور بانی اسلام کی توہین کرنے لگی اور اس نادانی مین ایک اور حسینہ بھی اس کے ساتھ تھی۔ قاضی کو ان نوجوان لڑکیون کی حالت پر رحم آ گیا۔ اور بہت کوشش کی کہ ان ہر باتون سے باز آئین اور اپنے الفاظ کو واپس لین تاکہ رقیق القلب قاضی کو قانون کی تاویل کرنے کے لیے کوئی وجہ مل سکے مگر وہ پکّے اوستادون سے تعلیم پا کر صرف موت کی طالب تھین اس لیے مجبوراً اون سے قانونی سلوک کیا گیا۔

یولوجیس جسپر باغیانہ خیالات پھیلانے کے علاوہ فلورا کے بہکانے کا الزام لگا تھا۔ اب ایک اور مسلمان لڑکی کے اغوا کا الزام لگا۔ اور جرم اعانت مین ماخوذ ہوا۔ اور بجائے اس کے کہ معقولیت سے تردید کرتا اس جرم کے علاوہ علانیہ اسلام اور بانی اسلام کی توہین کرنے لگا۔ قاضی ایسے قومی مذہبی لیڈر کے منہ سے یہ کلمات سنکر ہکا بکا رہ گیا اور کہا کہ مین ایک تربیت یافتہ عالم کے منہ سے ایسے دل خراش کلمات سنکر سخت حیران ہوا۔ مگر یولوجیس نے جو منصوبہ باندھا ہوا تھا۔ وہ تہذیب کے تقاضا کے برخلاف تھا۔ شاید تہذیب و تربیت مانع ہوگی مگر اپنی خودکشی (شہادت) سے عیسائی اقوام کا جنگی جوش بڑھتا تھا باز نہ آیا۔

ناچار قاضی نے اُس کی مثل مقدمہ اعلی عدالت مین بھیجدی جہان کہ یولوجیس نے باوجود ممبران کونسل کے سمجھانے بجھانے اور نرمی و حلم کی زیادہ سختی سے بانی اسلام کی توہین کا اعادہ کیا اور کونسل نے مجبوراً اُس کی موت کا حکم دیا۔

یولوجیس جو قرطبہ سے باہر بھی عزت و شہرت حاصل کرچکا تھا چنانچہ ٹولیڈو کے عیسائیون نے یولوجیس کو ہی اپنا مجتہد بنانا چاہا تھا۔ اُس کی موت نے اسلامی گورنمنٹ کو اور بدنام کر دیا۔

فرانس تک کے لوگ قرطبہ پہنچے اور شہدا قرطبہ کے ہڈیون کو صندوق مین بھر کر فرانس لے گئے اور وہان ہڈیون کی زیارت اور حالات شہادت سُنا کر عیسائیون کو مسلمانون کی جان کا دشمن بنا دیا۔ اور ایسے شدید الظلم مسلمانون کے رُوکنے بلکہ سپین سے نکالنے کے لیے ایک بہت بڑے پیمانے پر تحریک کرنے لگے محمد بن عبدالرحمن جسکو عیسائی مورخ ظالم لکھتے ہین زیادہ چوکنا ہو گیا۔ اور اسکو ملک سے ایسے فاسد مادہ کے دور کرنے مین باپ سے بڑھ کر زور لگانا پڑا۔ اور مفسد اشخاص کو سخت سزائین دین۔ محمد نے سنہ ۲۴۲ ہجری مین عیسائیون سے جنگ عظیم کیا۔ اور ۸ ہزار مخالفون کو تہ تیغ کیا سنہ ۲۴۲ ہجری مین بارسلونا تک تاخت و تاراج کی گئی۔ اور قلعہ طراسہ فتح ہوا سنہ ۲۴۵ ہجری و سنہ ۲۴۶ ہجری مین عیسائی جہازون نے شہر اشبیلیہ کو تاراج کیا۔ جامع مسجد جلائی مسلمانون کو قتل کیا۔ اسلامی بیڑہ نے دو عیسائی جہاز جلا دیے اور دو گرفتار کیے۔ مگر مسلمان بہت

مغرور اہل ٹولیڈو کو فاقہ مستی سے مجبور ہو کر مطیع کر لیا۔ اب تمام سپین اس کے زیر حکم تھا اور کوئی متنفس عیسائی
بربری عرب عبدالرحمن کے مقابلہ پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا چونکہ اب سپین کے حریف خلفائے بغداد
اپنی عظمت کو کھو چکے تھے اور وہاں صرف خلیفہ کا عزل نصب قتل و قید ہی ایک قومی کام تصور ہو رہا تھا اس لیے رومیوں
کو ادھر سے کوئی بڑا خوف نہ رہا تھا۔ مگر عبدالرحمن کی عربی شمشیر نے تمام یورپ کو خوف زدہ کر دیا اور جو خطرہ کہ کبھی
موسی بن نصیر اور طارق سے یا عبدالرحمن اول سے یورپ کو پیدا ہوا تھا۔ وہی نقشہ موت اب عبدالرحمن ثالث
کے دل ہلا دینے والی فتوحات نے سلاطین یورپ کی آنکھوں کے سامنے کھینچ دیا قسطنطنیہ کے یونانی شہنشاہ
اور پوپ روم نے قیمتی تحائف ارسال کر کے میعادی صلح کی اور عبدالرحمان ثالث کی تیغ بران سے اپنے آپ کو
محفوظ کیا۔ اور جس طرح کہ شارلیمن شاہ فرانس کی چال خلفائے بغداد سے کام نکال لیگئی تھی اسی طرح عبدالرحمن
ثالث کی غلطی نے رومیوں کو فائدہ پہونچا دیا میعادی صلح کے ذریعہ سپین کے گرم جوش مسلمانوں سے
اطمینان حاصل کر کے کمزور خلفاء بغداد کے علاقہ پر رومی دھاوے ہونے لگے۔ اور مسلمان تیغ ظلم سے بیدریغ ہلاک ہو گئے
مقام حیرانی ہے کہ امویوں اور عباسیوں کی قدیم مخالفت کو نہ ہارون الرشید دور کر سکا اور نہ ہی عبدالرحمن
ثالث بلکہ عیسائی اس عداوت سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

عبدالرحمن ثالث کی ترقی اقبال اور مجاہدانہ ترددات نے امرائے مراکو اور بربر کو بھی دامن گرفتہ بنا دیا جو بنی فاطمہ کے
زیر فرمان تھے واقعی صداقت اسلام کا نمونہ عبدالرحمن تھا۔ جو تقلید صحابہ کرام کی زندہ یادگار تھا۔ علماء و فقہا امراء
رعایا کوئی فریق بھی اس سے ناراض نہ تھا اسکا کوئی کام قرآن و سنت کے خلاف نہ تھا فتوحات کثیرہ سے دولت
بڑھ گئی اسکے خرچ کے لیے نئے نئے مصرف نکالنے پڑے عبدالرحمن کو اپنا سکہ بٹھلانے اور باغیوں سرکشوں کا
زور گھٹانے میں ۹ سال گذر گئے تھے اب جبکہ کوئی جولانگاہ نہ رہا تو ملک کی اندرونی ترقی میں مصروف ہوا۔

اشاعت تجارت صنعت حرفت میں کوئی صیغہ نہ تھا جسمیں کہ عبدالرحمان نے ترقی سامان نہ بڑھائے ہوں
جدید شہر قصبہ گاؤں بسائے کنوئیں تالاب نہریں۔ ذرائع آب پاشی کھدوائیں محصول تجارت میں کمی اور تجارت
کی آزادی بڑھا دی۔ صنعت و حرفت کی یہاں تک قدردانی کی کہ مشرق کے مشہور صناع و کاریگروں کو صرف سپین
ہی اپنی عزت و قدردانی کی جگہ نظر آنے لگی اور اس قسم کے لوگ چاروں طرف سے سمٹ کر قرطبہ پہونچ گئے۔

اور قدردان عبدالرحمان نے مدینۃ الزہرا مقابل قرطبہ بصرف زر کثیر تعمیر کرایا جسپر ۲۵ سال تک سپین کی تہائی
آمدنی خرچ ہوتی رہی جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی تھی اس شاندار عمارت میں دس ہزار مرد و زن خدمتگار رہتے۔ مدینۃ
الزہرا کے حالات لکھنے کی یہاں گنجائش نہیں عربی تاریخوں کو دیکھنا چاہیے افسوس کہ یہ دنیا کی بے نظیر عمارت دشمنوں
کے ہاتھ سے تباہ ہوئی۔

جو نوجوان شہزادی کو فوج کا سپہ سالار اور فوج مین مردانہ جوش دیکھ کر خفیف سے مقابلون کے بعد خود بخود مطیع ہوگئے اور قلعون اور شہرون کے دروازے اس بلند اقبال خلیفہ کیلئے کہول دیے۔

عبدالرحمن ثالث کے غزوات ۲۲ تک ہین جنکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین عبدالرحمن کو تخت نشین ہوئے ابہی تین برس بہی گذرے تہی کہ اردونو ثانی شاہ لے اون کے صوبہ مریڈر کو فصیل شہر مریڈا تک لوٹ لیا نوجوان سلطان فوراً مقابلہ کو بڑہا اور کئی کامیابیان حاصل کین اور ایک مرتبہ شکست کہائی جس سے عیسائیون نے دلیر ہوکر لیون اور ناوار کی متحدہ فوجون نے تمام علاقہ کو ڈہونڈ ڈہونڈ کے تہ وبالا کر ڈالا۔ لیکن جلدی سلطانی فوجون سے متواتر شکستین کہاکر عذر پائی اب بہادر سلطان نے دشمن کے استیصال کا عزم بالجزم کر لیا۔ اور دشمن کو مار کر تمام میدانی علاقون سے نکال دیا اور مسلمان باغی ابن حفصون جو اونکا مددگار عیسائیون کو شکست دیکر قلعہ لے لیے اب چونکہ تمام علاقہ فتح ہوگیا جسپر کہ اسکے بزرگون کا کبہی قبضہ تہا۔ اس لیے شایق غزا خلیفہ عبدالرحمن ثالث اب دارالحرب پر چڑہ گیا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم مضبوط سات فصیلون سے محصور تہا فصیلون کے درمیان خندقین پانی سے لبریز تہین چارون طرف کوہستانی سلسلہ آسمان سے باتین کر رہے تہے اس فتح پر ہمیدار سلطان نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اُس کے بعد رومیر عیسائی بادشاہ سے مقابلہ ہوا سلطان کے ساتہ ایک بڑی فوج اور رومیر کے ساتہ اس سے زیادہ فوج تہی پہلے تو عیسائیون کو شکست ہوئی مگر تازہ مدد کی پہنچنے سے مسلمانون کو شکست دی جہان مسلمان پچاس ہزار مارے گئے یہہ شکست اگرچہ سخت ہولناک تہی مگر بہادر عبدالرحمن کے حوصلہ مین ذرہ فرق نہ آیا۔ اور جہاد کا عام اعلان دیدیا اور مجاہدین نے متواتر کامیاب حملون سے دشمن کو بڑہنے سے روک لیا۔ اور گذشتہ جنگ کے مسلمان شہدا سے بڑہکر عیسائیون کو تہ تیغ کیا۔ اور مسلمان بڑہتے بڑہتے وہان تک پہنچ گئے کہ جہان ابتک فاتح مسلمانون کا قدم نہین پڑا تہا۔ اب دشمن کو سوائے اسکے چارہ نرہا کہ عبدالرحمن کے رحم پر اپنے آپ کو چہوڑ دے۔ عبدالرحمن جسقدر تلوار کا دہنی تہا اسی قدر قول کا پکا فیاض رحمدل تہا۔ عیسائیون سے جو وعدہ کرتا اسکی پوری پابندی کرتا۔ اور اصول اسلام کے مطابق عدل وانصاف کرتا۔ دشمن چونکہ پورا زور لگا چکا تہا اور لاکہون بہادرون کو بہادر عبدالرحمن کی تلوار ہمیشہ کے لیے خواب راحت مین سلا چکی تہی اور متعصب عیسائیون نے اسلامی گورنمنٹ کے خلاف جو جو غلط فہمیان پہیلا رکہی تہین وہ دیندار سلطان عبدالرحمن کی عادلانہ سلوک سے غلط ثابت ہو چکی تہین اس لیے اون تمام عیسائیون نے سلسلہ ختم کر دیا کہ جہان جہان عبدالرحمن کے حملات کا گمان ہوسکتا تہا۔ ٹولیڈو والون کو اپنی لوہا ایسی فصیلون پر بہت بہروسا تہا اور وہ عبدالرحمن کو سابقہ سپہ سالارون کی طرح کمزور غیر مستقل مزاج جانتے تہے مگر جب اولوالعزم عبدالرحمن نے ٹولیڈو کے مقابل ایک شہر بنا کر محاصرہ کی ٹہانی تو

کی ترقی نے سپین کو تنزل کے رستہ پر ڈالدیا اور یہ وجہ تنزل کسیقدر موزون بھی ہے اور جیسا کہ ہم عہد دول
عباسیہ مین لکھ آئے ہین کہ معتصم خلیفہ بغداد نے انقلاب پسند عربون کو حکومت سے علیحدہ کر کے اُن کی ہمدردی
کو کھودیا جو عربون کو عربی خلافت کے ساتھہ تھی اور جسکا وجود ترکون مین ہرگز نہین پایا جاتا تھا اسیطرح عبدالرحمن
ثالث نے بھی اُن بہادر عربون پر بربیون کے نسل کی ہمدردی کو کھودیا جو اپنے بزرگون کی فاتحانہ ناموری قائم رکھنے
اور بہادر سپوت کا لقب حاصل کرنے کے لیے جان بازیان دکہلانے کے لیے کوشش کرتے تھے عبدالرحمن نے
عربون کا زور ہی نہ گھٹایا بلکہ عربی سلطنت کا زور کم کردیا۔

لیکن صرف اسی وجہ کو تنزل کا سبب خیال کرنا درست نہین ہے واقعات سے یہ درست ہوجائیگا کہ امویہ سلطنت
کے زوال پذیر ہونے کے بعد طوائف الملوکی کے زمانہ مین کوئی غلام سردار زیادہ مشہور نہین ہوا۔ عربون مین سے
ہی کوئی نہ کوئی خاندان نامور رہا ہے ہان اگر یہ کہا جائے کہ غلامون کے بڑھنے سے عربون کے دل ٹوٹ گئے
اور دل شکنی نے اموی سلطنت کو غیر ہردلعزیز بنادیا تو صحیح ہے۔

میرے خیال مین اس تنزل کی وجہ عیش پسندی آرام طلبی تھی جو عبدالرحمان ثالث کے اخیر یا اُن عہد مین
سپین مین چھا گئی۔ عبدالرحمان نے پچاس سال حکومت کی ۷۰ سال کی عمر مین فوت ہوا۔ اخیر ۳۲ سال ہی دارالخلافہ
قرطبہ کو عروس ملک بنانے مین ہی گذر گئے اور جسکی تقلید ارکین سلطنت متمولین وغیرہ جملہ اشخاص نے کی اور
جسطرح کہ عبدالرحمان ثالث خود اپنے اسلامی خدمات سے خلیفہ اعظم بن چکا تھا اسیطرح وہ اپنے دارالخلافہ کو عباسیون
کے دارالخلافہ بغداد سے بڑھانا چاہتا تھا اور بڑھانے گیا۔ اکل و شرب۔ ملبوسات۔ عمارات نشست و برخاست
وغیرہ طریق تمدن مین وہ وہ جدید فیشن اور پرتکلف طریقے زندہ دل اہل سپین نے نکالے کہ بغدادیوں کو
مات کردیا۔ پس ضرور تھا کہ ان مشرقی تکلفات کا خمیازہ بھی ملتا اور جسطرح کہ اہل ہند و محض کتابی کیڑے رہ
گئے تھے اسیطرح اہل قرطبہ بھی یونانیون کے محض اخلاق فلسفہ کو ازبر سے دنیاوی عیش و عشرت کے دلدادہ
ہو کر اسلامی قیود سے آزاد ہونے لگے اور اُسکی بنیاد کو عبدالرحمان ثالث نے نہین رکھی مگر اُس نے عام
علوم کی اشاعت مین کوشش کی اور بلاتمیز قوم و مذہب ہر ایک علم و فن کے جاننے والے کی قدردانی کی۔ نہایت
آزادی کے ساتھہ ہر ایک علم کی تعلیم ہونے لگی اسلیے طبعاً یہ نتیجہ تھا۔ کہ پرجوش جان فروش مسلمانون کی جگہہ
کم ہمت بزدل۔ خودغرض مذہب سے آزاد قومی لڑائیون سے نفرت کرنے والا گروہ پیدا ہو۔ اگرچہ عبدالرحمان
ثالث کے سامنے اور اُسکے بعد بھی ایک دو پشت تک اُسکا کوئی صریح خراب نتیجہ نہ نکلا۔ مگر اس قسم کا زہریلا مادہ تھا
منصور کے مرتے ہی ملک مین پھوٹ نکلا۔ مین ناظرین سے معافی مانگتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ میری اس
رائے کو غور سے پڑھین۔ اور ہندوستان کے نئے تعلیم یافتہ نسل سے مقابلہ کرین تو معلوم ہوجائیگا کہ نوجوان مغربی تعلیم یافتہ

دار الخلافہ قرطبہ اپنی سنگین فصیلون اور مستحکم عمارتون سے دشمن کی ہر ایک ممکن سے ممکن حملے سے محفوظ تہا۔ اس
کے بازار فراخ خوشنما کشادہ نفیس تہے اس کے باشندے اطوار پسندیدہ اخلاق حمیدہ علم و فراست ملبوسات
اکل و شرب و شاہسواری مین مشہور تہے قرطبہ یونورسٹی مین تعلیم پانے کے لیے۔ آفریقہ۔ ایشیا۔ یورپ سے
شوقین طالبعلم آتے تہے سپین کے مدارس علم عروض الہیات۔ قانون۔ طبعیات وغیرہ اکثر علوم مین شہرہ
آفاق تہے یہ وہ زمانہ تہا جبکہ مہذب برطانیہ کلان کے بزرگ چوبی جہونپڑون مین رہتے اور گہاس پہوس
کے فرش پر سوتے تہے۔ نوشت و خواند صرف راہبون کا سینہ بسینہ فن تصور ہو رہا تہا۔ انگریزی زبان جو آج
تمام سوم کا مخزن شمار ہوتی ہے ادہوری۔ ناکمل تہی صرف قسطنطنیہ اور اٹلی مین کہین علمی روشنی دکہائی دیتی تہی
لیکن اور تمام بر اعظم یورپ پر ظلمت کی تاریک گہٹا چہا رہی تہی یورپ مین ایک سپین ہی تہا جہان علوم و فنون
کا سمندر موج زن تہا۔ اسی کی علمی موجون نے یورپ کو سیراب کرنا شروع کیا تہا۔

عبدالرحمن ثالث سے جسقدر سپین مین تاجداران بنی امیہ گذرے تہے وہ امیر کہلاتے تہے خلفاے بغداد
کی کمزوری نے عبدالرحمن کو خلیفہ اعظم الناصر الدین اللہ کے خطاب سے مخاطب ہونیکا موقعہ دیا اور واقعی وہ اس
مقدس در معزز خطاب کا ہر طرح سے لائق تہا۔

مگر قانون قدرت ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ سورج کا کمال جب دوپہر کو ہوتا ہے تو پہر زوال شروع ہوتا ہے جسطرح کہ
ہارون اور مامون عروجی زمانہ کے بعد خلافت عباسیہ کو زوال شروع ہوا اسطرح عبدالرحمن ثالث کے زمانہ عروج مین
بہی تنزل کے اسباب پیدا ہو گئے۔ بغداد کے خلیفہ معتصم باللہ نے جن ضروریات سے ترکون کو اپنا باڈی گارڈ
بنایا اور عربون کی جگہہ ترکون کا رسوخ و اعتبار بڑہایا۔ وہی ضرورتین کم و بیش عبدالرحمن ثالث کو پیش آئین
عرب اور بربری سردار جو سپین پر فاتحانہ حقوق رکہتے تہے۔ عبدالرحمان ثالث کے دادا و پردادا کے عہد مین خود
مختاری کا خیال خام پکا کر ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنا چکے تہے۔ اب عبدالرحمان ثالث نے غلامون کو زرخرید کر کے
باڈی گارڈ کے رسالہ مین بہرتی کیا۔ چونکہ یہ لوگ خاندانی غرور اور نسبی فخر نہ رکہتے تہے اسلیے بہ نسبت سرداران
عرب و بربر کے اطاعت و وفاداری کا زیادہ اظہار کرتے تہے اور ایسے نو دولت ارا کین سے کوئی خطرہ نہ تہا
غلامون کی اس ترجیح سے قدیم خاندانون کا زور گہٹ گیا۔ اور انکی جگہہ غلام امارت اور حکومت کے درجہ کو پہونچ گئے
خاندان خلافت کے ساتہہ جو عربون کی ہمدردی تہی کم ہو گئی اور غیر نسل کے غلامون نے اگرچہ پر زور ہاتہون کے سائے
مین جگہ پایا اور عبدالرحمان ثالث کی فتوحات کا اکثر باعث رہے اور نامدار آقا کی خوشنودی اور خدمات اسلامی مین
ساعی و سرگرم رہے اور جسطرح کہ مصر کے مملوک غلام خاندان صلاح الدین پر مسلط ہو کر آخر خود مختار فرمانبردار بن
گئے اسیطرح سپین کے غلام بہی باعث اختراق سپین ہوئے یہ خیال بعض مورخین کا ہے کہ غلامون

متعصفانہ قانون جاری نہ تہا۔ جو غیر مذاہب والون کی آزادی اور ترقی کا ہارج ہو ہم اس عہد کی برکتین نہین گن سکتے ہیں اس کتاب مین صرف زوال و عروج کے دونو پہلو دکہا کر اسباب پر بحث کرنا ہے۔ جو عہد عبدالرحمان ثالث مین مختصر طور سے لکہہ چکے ہین خداوند تعالی ایسے جلیل القدر رعایا پرور خلیفہ پر اپنی رحمت کا ملہ کی پہول برسائے آمین ثم آمین۔

حکم بن عبدالرحمان ثالث

خلیفہ اعظم عبدالرحمان ۳۵۰ ہجری مین فوت ہوا اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا حکم المستنصر باللہ خلیفہ سپین ہوا اگرچہ عبدالرحمن ثالث کی شمشیر خون آشام نے سپین کے شمالی عیسایون کی طاقت کو ہی ساقط نہین کیا تہا۔ بلکہ فرانس جرمن اٹلی یونان قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ اُس کی ہیبت سے کانپتے تہے۔ اور اسکی حصول خوشنودی کے لیے مدینۃ الزہرا کی عمارت کے لیے قیمتی اور نادر مصالح بہیج بہیج کر اپنی جان بچاتے رہے۔ لیکن یہ کہنا پڑتا ہے کہ سپین کے بہادر وطن دوست عیسایون نے کبہی بہی یہ خیال ترک نہین کیا۔ کہ "سپین عیسایون کا ہے"

مسلمانون کو وہ ہمیشہ غاصب ہی سمجہتے رہے یہہ لوگ گو جاہل نا تربیت یافتہ تہے لیکن شجاعت اور مذہب و قوم کی حمایت مین بلا کے کالے تہے کٹتے مرتے تہ تیغ ہوتے تہے مگر موقعہ پر پرزے نکالنے سے کبہی نہین چوکتے تہے ہان اسلام کی اس فیاضانہ اصول نے انکو نابود ہونے سے بچا لیا۔ کہ جب دشمن ہتہیار رکہہ کے جزیہ دیدے تو پہر تلوار اٹہانی اسلام مین حرام ہے۔

عبدالرحمان کے مرتے ہی ان شورہ پشت عیسایون نے عہد نامون کو بالائے طاق رکہا اور اسلامی علاقہ کو لوٹ لیا۔ خلیفہ گو زیادہ علم و فن مین محو تہا اور اس حیثیت سے اُسکو ایک پروفیسر یا انجنیر کہا جائے تو بیجا نہین لیکن خاندانی ہمت اور بہادر باپ کی شجاعت سے کافی حصہ رکہتا تہا۔ حکم نے شہر فرو آندین کو پامال اور کئی شہرون کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔ عیسایون نے صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی۔ مگر عیسائی ایسے کہان کے امن پسند تہے اور پہر بغاوت کی اور حکم کے غلام غالب نے فتح نمایان حاصل کی اس کے بعد ابن یعلی تجیبی ہذیل غالب نے باری باری فتوحات عظیمہ سے عیسایون کا زور توڑا علاقہ قطلونیہ اور آرتبہ تسخیر کیا گیا۔ اسی سال رومی جنگی بیڑہ اشبونہ مین وارد ہوا مگر سپین کی جہازی طاقت نے جو اُسوقت بحیرہ روم مین کمال طاقتور تہی رومیون کو قبل از جنگ ہی ڈرا کر بہگا دیا۔

یہ فتوحات دو تین سال کے عرصہ مین ہوئین اور باغیون نے یقین کر لیا کہ حکم عبدالرحمان کا لائق جانشین ہے عبدالرحمان ثالث کی ہیبت ہی عام طور پر ایک دو پشت تک سلطنت سنبہالنے کے قابل تہی۔ اس لیے حکم کے

مین سے کسقدر خلوص دل سے صلوۃ ادا کرتے ہین اور کسقدر روزون کی فرضیت کو مانتے ہین ملائکہ اور
کتب سماوی کی نسبت انکا کیا خیال ہے یوم الاخر اور حشر و نشر کی بابت انکا کیا اعتقاد ہے محرمان
شرع کی نگاہ سے دیکھتے ہین اس مقابلہ مین صاف تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ مشکل ونس فیصدی مغربی تعلیم یافتہ
مکلفین جوان اسلامی اصول کے پابند اور معتقد ہون پس یہہ بڑے نام مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید حقہ مین اسلام کی کیا خدمت کرسکتے ہین پس یہی نتائج سپین
مین پیدا ہوئے جنہون نے اسلام کی حقیقی عملی جوش کو کم کردیا اور خود غرضانہ پالیسی نے اسلام کے اجتماعی حکمت
کو کہو دیا اور خلیفہ اعظم عبدالرحمن کی عالی شان عمارت کو گرا دیا نیک نیت عبدالرحمان کا اس مین کوئی قصور
نہین عواقب امور کا علم خدا تعالی جانتا ہے اور جسطرح کہ ہارون الرشید مامون رشید معتصم باللہ کا دامن عیوب
سے پاک ہے۔ اسیطرح عبدالرحمان ثالث کا عہد بہی نقائص سے مبرا ہے۔ یہہ اولوالعزم بہادر خادم اسلام
نیاض عادل منصف خلیفہ ۵۰ سال کی حکومت کے بعد ۳۵۰ ہجری مین سپین کو کمال شان و شوکت
کے ساتہہ چہوڑ کر فوت ہوا۔

عبدالرحمان ثالث کے عہد کی ترقیون کے بیان کی اس مین گنجائش نہین شائقین سپین کی عربی تاریخین
مطالعہ کرین مگر یہہ کہنا بیجا نہین کہ جو عظمت قرطبہ کو باعتبار آبادی و ترقی دولت حاصل تہی اسکی نظیر آج لنڈن
کے سوا اور کہین روئے زمین پر نہین ملتی قرطبہ دس میل لمبا تہا۔ اور اسیقدر چوڑا ہوگا لیکن کئی باتون مین ابہی
تک انگلستان فرانس اسکا مقابلہ نہین کرسکا۔ ایک مدینۃ الزہرا کی نظیر صدیون تک یورپ نہین دکہا سکیگا۔
اور کس طرح دکہا سکتا ہے کہ جب باوجود اسقدر ترقی فنون سپین جیسے کاریگر انگلستان فرانس پیدا نہیں
کرسکا یا عبدالرحمان ثالث جیسے دریا دل دولتمند بادشاہ تخت پر بیٹہا نہین سکا۔ قرطبہ کی ایک
جامع مسجد ہی ایک ایسی عالی شان یادگار ہے جو اسوقت باوجود ویرانی و پریشانی اور کسی سرپرست بلکہ
نمازیون کے نہ ہونے کے سبب سے اپنا ماتم خود کر رہی ہے مگر انصاف اور عبرت پسند آنکہون سے ہزار
زبان سے اقرار کر رہی ہے کہ جامع مسجد قرطبہ واقعی تیری نظیر دنیا مین نہین ہے اور تیرا بانی نہایت اولوالعزم صنعت
و حرفت کا قدردان اور اس قسم کا کریم النفس دریا نوال بادل تہا۔ کہ اسکی سیر چشمی کے سامنے قارون کی خزانے
کوڑی کی برابر قیمت رکہتے تہے۔ یہ عالیشان اسلامی یادگارین کوئی قرطبہ ہی سے مخصوص نہین سپین کے
ہر ایک حصے مین۔ مدارس۔ کالج۔ شفاخانے۔ حمام۔ عجائب خانے، کتب خانے (لائبریریان) تفرج
گاہین۔ پبلک کے لیے مباحثون لکچرون۔ جلسون کے لیے مکانات (ہال) موجود تہے۔ ملازمت تجارت
صنعت کے دروازے مسلمان۔ عیسائی۔ یہودیون کے لیے برابر کہلے تہے کوئی ایسا غیر

ہشام بن حکم اور وزیر اعظم منصور

ہشام خورد سال تھا اسلیے اُسکے عہد مین سوا انکے وزیر منصور کی فتوحات اور کارنامون کے ہشام کا کوئی واقعہ ایسا نہین
جو تاریخ مین لکہنے کے قابل ہوا سلیے منصور کا حال لکہا جاتا ہے یہہ خود بالغ ہونے پر بہی برائے نام خلیفہ رہا۔
منصور کا نام محمد بن ابی عامر ہے جو قبیلہ معافر مین سے تہا اور معافر عرب کے مشہور قبیلہ حمیر کی ایک شاخ ہے یہان عرب
فاتح بہادرون مین سے تہا جو شروع شروع مین طارق کے ساتہہ سپین مین داخل ہوئے اسکا باپ معمولی حیثیت
کا آدمی یونیورسٹی مین قانون کا پروفیسر تہا مگر منصور کو باپکا محدود پیشہ پسند تہا۔ طالب علمی کے زمانہ سے
نکلکر کورٹ مین ملازم ہوا۔ اور وہان سے خزانے کے دفتر مین کلرک ہو گیا۔ اور اپنی دانائی اور صداقت سے
محلسرائے سلطانی تک رسائی پیدا کر لی۔ اور دیانت اور ذکاوت کے سبب خلیفہ حکم کی محبوبہ ملکہ عروہ والدہ ہشام
کا خاص معتمد ہو گیا۔ اور حکم نے قاضی اور پہر اپنے بیٹے ہشام کے مقبوضات کا کارکن بنا دیا جن خدمات کو
منصور نے نہایت دیانت اور امانت نجابت سے پورا کیا خلیفہ حکم کے فوت ہونے پر ہشام تو خورد سال تہا عنان حکومت
اسکی مان ملکہ عروہ کے ہاتہہ تہی جسکو منصور پر ہر طرح سے اعتبار تہا جس نے جہاد و غزا مین کمال مستعدی
دکہا کر مسلمانون کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ اس نو دولت کے بخلاف دو تین خاندانی سردارون نے سر اٹہایا جنکو اپنے
منافقانہ خیالات پر عزیز جانین دینی پڑین۔ فلسفہ نے ملک مین بد اعتقادی پہیلا رکہی تہی اور علماء اسلام
گورنمنٹ کو اسکا باعث قرار دیتے تہے عقلمند منصور نے اس گروہ کے خوش کرنے کے لیے ایسی تمام کتابون
کو علماء کے فتوے کے مطابق جلا دیا اگرچہ کتابون کے جلانے سے عقاید کا اضطراب دور نہ ہو سکتا تہا
لیکن شکستہ دل علماء کو اپنے ساتہہ ملا لیا۔ جو آیندہ جہادی لڑیون مین خوب کام آئے اور دوسرا گورنمنٹ
کے اس فعل نے گورنمنٹ کے دامن سے داغ بدنامی دہو دیا۔ قدیم خاندانون اور سردارون کا زور گہٹانے
کے لیے اس نے بہی عبدالرحمان ثالث کی تقلید کی اور جدید فوج بربر اور افریقہ کے حصون سے بہرتی کی مگر
یہہ تجویز عبدالرحمان کی طرح خوفناک نہ تہی۔ عبدالرحمان نے غلامون کا زور بڑہایا جنکا آبائی مذہب عموماً
عیسائی ہوتا تہا۔ اور منصور نے بربر اور افریقہ کے مسلمانون کا جن سے کسی خطرہ کا اندیشہ نہ تہا اور یہہ
نو دار و شاید کسیقدر سپین کے مسلمانون سے زیادہ پرجوش ثابت ہوئے یہہ لوگ اور باقی فوج منصور
کی داد و دہش حسن سلوک۔ قدر شناسی شجاعت مربیانہ احسان و شفقت سے منصور کے گرویدہ
ہو رہی تہی۔ منصور نے اپنی ستائیس سالہ وزارت مین جو در حقیقت خود مختار خلافت تہی پچاس
غزوات کیے۔

وقت مین کوئی زبردست مخالف مقابل نہ ہوا۔ بلکہ آردون بن اذفونش اور اسکے چچیرے بہائی مین اختلاف پڑا اور ہر ایک نے حکم سے مدد کی التجا کی۔ آردون بن اذفونش کے مخالف نے حکم کی اطاعت مان لی اور بارسلونا طرکونہ کے عیسائی سردار جو سرکشی کا خیال رکہتے تہے قیمتی تحائف بہیجکر خاشیہ بردار بنگئے اسلامی سرحد کے قریب کے تمام قلعے گرا دیے گئے۔ اور یہ سخت شرط بہی عیسائیون کو ماننی پڑی کہ سلطان کے مخالفون کے منصوبون سے سلطان کو مطلع کرتے رہین گے اس کے بعد غرسیہ شاہ نے سفیر بہیجکر اطاعت قبول کی ام الذرین ہونہ بیٹے کو خود دربار حکم مین حاضر ہوئی۔ اور اطاعت آمیز عہدنامہ لکہا گیا۔ بلکہ اور سفرائی کی آمد پر کمال درجہ کا جنگی نظارہ دکہایا گیا۔ اور فوجی عظمت دکہانے مین کوئی کسر اٹہا نہ رکہی۔ جب یہ لوگ دربار حکم مین حاضر ہوتے سے ٹوپی اور پاؤن سے جوتی اتار لیتے اور خلیفہ کے ہاتہ چومتے اور دعائین دیتے ہوئے کہتے انا عبد امیر المومنین اور الٹے پاؤن واپس جاتے۔ مگر یہ عبدالرحمن کی سطوت و جبروت اور اس کے تربیت یافتہ سرداران فوج کا تہا حکم خود کتابی کیڑا تہا۔ وہ مطالعہ کتب مین اسقدر محو تہا کہ جنگی نیکنامیون کی طرف اسکو توجہ کرنے کے لیے فرصت ہی نہ ملتی تہی۔ اسکو ہمیشہ اپنا کتب خانہ معمور کرنے کی دہن لگی رہتی تہی۔ مشرقی دنیا کے ہر ایک شہر مین اسکے اپنے ایجنٹ سفر کیے ہوئے تہے۔ جو نادر کتابین خرید کرکے قرطبہ روانہ کرتے رہتے تہے اگر کوئی کتاب قیمتاً نہ ملتی تو نقل کرکے بہیجتے حکم کی قدردانی کا یہ عالم تہا۔ کہ بعض دفعہ ابہی نفس مضمون مصنف کو دماغ مین ہی ہوتا۔ کہ خلیفہ حکم مطلع ہو کر اسکو گران بہا خلعت بہیجدیتا اور خواہش ظاہر کرتا کہ اسکا ایک نسخہ حکم کے شاہی کتب خانہ کے لیے روانہ کرے اسطرح حکم نے پانچ لاکہہ کتابون کا ذخیرہ جمع کرلیا تہا جو اسوقت مین جبکہ چہاپہ کا نام و نشان نہ تہا غنیمت سی تہا۔ اور ان پانچ لاکہہ کتابون مین کوئی ایسی کتاب نہ تہی جسکا مطالعہ خلیفہ حکم نے نہ کیا ہو۔ اور اسپر حواشی اور نوٹ نہ لکہے ہون جو اسکے کمال درجے کے مطالعہ پر دلالت کرتا ہے۔

ابو الفرج اصفہانی نے جب اپنی کتاب الاغانی حکم کے پاس روانہ کی تو اس قدردان خلیفہ نے صرف صلہ قیمت مین ایک ہزار دینار بہیجدیے تہے۔

حکم کا علمی مذاق خواہ کسقدر قابل تعریف تہا اور اسکے عہد مین علم طب ہیئت۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ کیمیا۔ طبیعیات نے اسقدر ترقی کی کہ یورپ کی ترقی علمی کا باعث ہوا اور عظم اسم کا اُستاد مانا گیا۔ لیکن اسقدر علمی توغل نے جو شاہان بااختیار کے ہرگز شایان نہین حکم کو باپ کی غازیانہ نیکنامی حاصل کرنے کے قابل نہ بنایا۔ اگر عبدالرحمان کی طرح شمشیر زن ہوتا تو ضرور مرعوب یورپ مین قدم نہ ہٹا سکتا حکم کی اس صلح پسندی نے عیسائیون کو اپنا آپ سنبہالنے کے لیے خوب موقعہ دیدیا۔ اور آیندہ وقت پر مشکلات کا باعث ہوئے حکم سنہ ۳۶۶ھ مین فوت ہوا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا ہشام قریبا بارہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔

جب ایلچی واپس گیا اور قیدی عورت کا حال بیان کیا منصور نے فوراً غیرت اسلامی اور حمیت ایمانی سے جو ہاں کی شاہ غرسیہ یہ سنکر حواس باختہ ہوگیا۔ اور لکھا کہ مینے کیا قصور کیا ہے جس سے حضور نے تکلیف اُٹھائی ہے۔ منصور نے کہا کہ تمنے خلاف عہدنامہ مسلمان عورت کو قید رکھا ہوا ہے۔ شاہ غرسیہ نے فوراً عورت مذکور کو معہ اور دو مسلمان عورتون کے منصور کے پاس بہیجدیا۔ اور اپنی بریت اور صفائی کے لیے عظیم الشان گرجے کو گرادیا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔

منصور کی ہمت و شجاعت خصوصاً پابندی شریعت کا شہرہ عام ہوگیا۔ اور سپین کے ہر حصہ سے مسلمان اور افریقہ اور بربر تک کے مجاہدین جوان اُس کے جہنڈے تلے جمع ہوگئے اُس نے کشامل اور لیون کے عیسائیون پر جاڑے اور گرمی مین لگاتار حملات پرجوش غازیون کی امنگ اور اسلامی آرزوءون کو پورا کرنیکے لیے شروع کردی جاڑے کے موسم مین گرم ملکون پر اور گرمی کے موسم مین سرد ملکون پر دہاوے کرنے لگا۔ اور عیسائیون کو جو پہلے فرصت ملا کرتی تہی اب متواتر حملون سے جاتی رہی اور مسلمان ادنی اعلی مشتاق جنگ سپاہی بنگئے اسکی یقینی کامیابیون اور مستحکم سلطنت اور اعلی نظم و نسق نے اُن عیسائی سردارون شہزادون کو بہی منصور کی فوجی ملازمت کا شوق دلادیا جو صدیون مسلمانون سے لڑتے بہڑتے رہے تہے انہون سمجھ لیا تہا کہ منصور کے مخالف کو سوائے مقہور ہونے کے اور کوئی چارہ نہین عدل و انصاف عام قدردانی عیسائیون اور مسلمانون کے لیے یکسان تہی یہ عیسائی شاہزادے اور سرداراُن تمام معرکون مین حصہ لیتے تہے جو منصور عیسائیون کے برخلاف کرتا تہا۔ چنانچہ غزوہ عظیم سنٹ یاگو مین سب نے حصہ لیا جسکا حال ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

غزوہ سنٹ یاگو

منصور کا سب سے مشہور غزوہ سنٹ یاگو ہے۔ جو اسوقت صوبہ غلیسیہ کے اخیر مین اور حال کے نقشہ مین پرتگال کی سرحد سے شمال کی طرف ملک ہسپانیہ مین گوشہ شمال و مغرب کے تنہا پر واقعہ ہے یہ حضرت یعقوب حواری عیسی کی قبر خیال کیجاتی ہے جو حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے بارہ حواریون مین سے ایک مقدس شاگرد گذرے ہین بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بزرگ بیت المقدس سے داعی الی اللہ ہوکر عیسائی مذہب کی منادی کے لیے نکل کہڑے ہوے اور یورپ کے اس مغربی انتہائی مقام پر پہونچکر واپس ہوئے اور شام مین فوت ہوئے شاگرد انکی لاش اٹھا لائے اور اس کینسہ مین دفن کردیا۔ اور ہسپانیہ اور

جنمین وہ اور اسکے جنرل ہمیشہ مظفر اور منصور رہے ان غزوات کی تفصیل کی یہان گنجایش نہین صرف چند لکہے جاتے ہین جس سے اسکی حمایت اسلام اور ہمدردی اسلامیان اور فتوحات عالی شان کا پتہ لگ سکتا ہے۔

غزوات منصور

ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ خلیفہ حکم صلح پسند مطالعہ کتب کا شائق تہا۔ عیسایون کو اپنی حالت درست کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ اور حکم کی آنکہین بند ہوتے ہی رومیون کے اتفاق سے عیسائی اسلامی علاقہ پر چڑہ آئے منصور نے ہمت و استقلال سے کام لیا اور سخت لڑائی کے بعد عیسایون کو بہگا دیا۔ خاص و عام کے دلون مین اسکی محبت بڑہ گئی۔ مال غنیمت کو حسب شریعت تقسیم کر دیا اور علما و فضلا کے مراتب بڑہا دیے۔ اور ہر ایک کو باعتبار لیاقت مرتبہ دیا۔ بدعت اور فسق و فجور کا قلع قمع کر دیا۔ شریعت کا اعزاز کیا ان باتون سے منصور گو نوخیز نودولت تہا مگر ارکین سلطنت سے بڑہ کر مسلمانون مین محبوب تہا۔ اور اسی تقلید صحابہ کرام کا نتیجہ تہا کہ پچاس غزوات کیے اور ہر ایک مین فتمند رہا۔ اسی واسطے اسکا لقب منصور پڑ گیا۔

اسقدر جہادی فضیلت اسپین کیا تمام اسلامی دنیا مین کبہی کسی ایک جنرل کو حاصل نہین ہوئی دمشق کے بنی امیہ اور بغداد کے بنی عباس ایسے فوج کشیون کے بانی ہین۔ لیکن تعداد اور نتیجہ مین کوئی اسکی برابری نہین کر سکتا غزنی (افغانستان) کا مجاہد تاجدار سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ منصور ہسپانوی سے بلحاظ تعداد دوم نمبر پر ہے جسنے ہر سال ہندوستان پر مفید اور کامیاب حملات سے اسلام کی مستقل اشاعت کا راستہ نکالا۔ عجب شان الٰہی ہے کہ سنہ ۳۹۲ ہجری مین منصور کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان محمود غزنوی کے حملات ہندوستان پر شروع ہوئے۔ جو ہمارے اس دعوی کی قوی دلیل ہے کہ اگر مسلمان ایک طرف سے کمزور ہوئے تو کسی دوسری طرف سے کسر نکال لی۔

منصور نے اپنی بہادری اور شجاعت کا اسقدر سکہ جما لیا کہ جسطرح آجکل انگریزی رزیڈنٹ اور ایجنٹ ماتحت ریاستون مین رہتے مین اور ریاست کے نیک و بد کے نگران رہتے ہین اسیطرح منصور نے ہر ایک عیسائی ریاست مین اپنے ایجنٹ مقرر کیے ہوئے تہے۔ چنانچہ شاہ غرسیہ کے پاس بہی سفیر رہتا تہا غرسیہ مین ایک گرجا تعمیر ہوا افتتاحی رسم کے وقت منصور کا رزیڈنٹ بہی موجود تہا۔ اور گرجا کے وسیع صحن مین پہر رہا تہا کہ ایک عورت سامنے نظر آئی اور کہا کہ میرا پیغام منصور کو پہنچا دینا کہ تم تو آرام سے زندگی بسر کر رہے ہو۔ اور ایک مسلمان عورت کئی سالون سے قید فرنگ مین مصیبتین برداشت کر رہی ہے تم امیر المسلمین ہو کر خدا کو کیا جواب دوگے۔

کے مغربی کنارے مضمون ذیل کو ادا کرتا ہوا واپس ہوا تھا ہے

الٰہی چو بحر پیشم بدہ	عنان تگاور کشیدہ شدہ
نبودے اگر بحر اندر میان	بگردیدمے بہر تو در جہان
کہان و مہان را ندادادمے	بمعبودی تو ہمے خواندمے
ولیکن چگونہ روم بیشتر	بحسرت روم باز پس زین سفر

اسی طرح بہادر منصور کو واپس ہونا پڑا۔ منصور کا یہ غزوہ بجنسہ محمود غزنوی کے حملہ سومنات کو مشابہ ہے سینٹ یاگو ہسپانیہ کی مغربی حد پر ساحل سمندر کے قریب واقع تھا۔ سومنات ہندوستان کے مغربی گوشہ سمندر پر آباد تھا۔ سنٹ یاگو عیسائیون کا معبد اور سومنات ہندوءون کا مندر رہا۔ منصور اور محمود اور بہی کئی باتون مین ملتے جلتے ہین منصور نے ۳۹۲ سنہ ہجری مین وفات پائی اور محمود نے اسی سال ہندوستان پر پہلا حملہ کیا منصور بہی ہمیشہ فوج کو ہمیشہ جہاد پر لگائے رکہتا تہا۔ محمود بہی ہر سال ہندوستان پر حملہ کرتا تہا۔ دینی جوش مین دونون برابر تہے۔ ہان علمیت و فضیلت عامہ مین منصور بڑہا ہوا تہا۔ محمود ایک بادشاہ کے ہان پیدا ہوا اور خود مختار سلطان تہا۔ منصور ایک غریب خاندان سے نکلا۔ اور وزیر اعظم کے لقب سے ممتاز تہا۔ مگر اسلامی خدمات حسنہ مین منصور ان خلفاء و سلاطین سے کسی طرح کم نہین جنکی ذات پر اسلام ہمیشہ فخر و مباہات کرتا رہیگا سنٹ یاگو کی فتح سے واپس ہوکر بمقام حصن یاسہ عیسائی سردارون کو انعام و اکرام دیکر رخصت کیا اور خود فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قرطبہ کو لوٹ آیا۔

سینٹ یاگو کی فتح نے منصور کی فتوحات سپین کو مکمل کر دیا۔ اب سپین مین ایسا کوئی علاقہ نہ تہا جہان خلیفہ قرطبہ کا سکہ و خطبہ جاری نہ ہو۔ منصور کی فتوحات کوئی سپین مین ہی محدود نہ تہین۔ بلکہ مراکو اور بربر کے حدود تک بہی پہنچ گئین۔ خلیفہ اعظم عبد الرحمن نے سوطہ پر تصرف کیا تہا۔ منصور نے طنجہ اور ساحلی شہر لیلے۔

منصور کی استقلال ہمت کے لیے ایک ہی مثال کافی ہے ایک دفعہ منصور فتح کرتا ہوا دور تک دشمن کے ملک مین چلا گیا۔ رستہ ایک دشوار گذار درہ سے گذرتا تہا۔ دشمن نے اسپر قبضہ کر لیا اور رستہ روک لیا بہلا منصور اسکا کیا اثر پڑ سکتا تہا مکانات بنانے اور کہیتی باڑی کرنے کا حکم دیدیا اور فوج کو چارون طرف عیسائی علاقہ کی تاخت و تاراج پر مقرر کیا۔ عیسائیون مین مقابلہ کی طاقت تو تہی نہین دوامی اقامت کے اطوار دیکہہ کر گہبرائے اور پیغام دیا کہ اگر مال غنیمت دیدو تو درہ سے گذر سکتے ہو منصور نے کہا کہ ایسا کبہی نہین ہو سکتا مسلمان جو چیز ایک دفعہ کفار سے لے چکے ہین وہ واپس نہین دے سکتے۔ بدستور عیسائی علاقہ پر حملات کرتا رہا عیسائیون کے ایلچی برابر آتے تہے اور کئی داؤ پیچ کہیلتے تہے مگر منصور پر کچہہ اثر نہ ہوتا تہا۔ آخر عیسائیو

متصلہ ممالک یورپ مین سب سے زیادہ اور مقدس اور متبرک زیارتگاہ شمار ہوتی تہی یونان۔ اٹلی۔ بلکہ نوبہ اور مصر تک
کے عیسائی زیارت کے لیے آتے تہے اور منصور سے پہلے کوئی مسلمان حملہ آور یہان تک نہ پہونچا تہا۔ چونکہ یہ مرز
کیتہلک گرجی تصویرون بتون کے رو سے بت پرستون کے مندرون کی مثال تہا اسلیے منصور نے بت
شکنی کا ارادہ کیا اور اس علاقہ مین جہان تک "لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد عبدہ و رسول اللہ"
کی آواز نہین پہونچی تہی وہان تثلیث کی جگہہ توحید اور ابنیت کی جگہہ عبدیت کا اعلان کرنا چاہا۔
اور ماہ جمادی الآخرہ ۳۸۷ ہجری کو غزائے کفار کے لیے نکل کہڑا ہوا۔ جب شہر قلمیہ مین پہونچا تو عیسائی سردارون
کی جماعت کثیر نے اپنی ذات اور فوج کو فوجی خدمات کے لیے پیش کیا۔ حالانکہ وہ جانتے تہے کہ منصور عیسائی کعبہ
کے فتح کے لیے جا رہا ہے مگر اسوقت عیسائیون کی حالت اسقدر کمزور ہو رہی تہی کہ اُن مین معمولی اخلاقی جرءت
بہی باقی نہ جاتی تہی اور جسطرح کہ آجکل ایشیائی قومون کا حال ہے وہی حالت اسوقت عیسائیون کی ہو رہی تہی۔
اپنے ذاتی مفاد اور شاہی اغراض کے حصول کے لیے کمینہ سے کمینہ اخلاقی ذلت کا ارتکاب کر سے بہی شرم نہ
کرتے تہے اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جس گورنمنٹ کا اقبال کمال کو پہونچ جاتا ہے اس کی رعایا مذہبی اور قومی
فوائد کو خیرباد کہہ کر اپنے مذہبی ننگ و ناموس کو صرف ذاتی رسوخ بڑہانے کے لیے گورنمنٹ کی خدمتین
پیش کرتے ہین اور ابتدائی عہدنامے خواہ کچہ ہون لیکن اپنا اعتبار بڑہانے کے لیے خود بخود اپنی گردن پر کسی قسم
کے اخراجات کا بوجہہ اُٹہا لیتے ہین یہی حال اسوقت ہسپانیہ کے عیسائیون کا تہا۔ اور اسلامی گورنمنٹ
کا اقبال ترقی کے نصف النہار تک پہونچ گیا تہا۔ قلمیہ سے آگے پہاڑی رستہ تہا اسلیے باربرداری
اور کمسریٹ بذریعہ جہازات دریائے ڈوئرو واقعہ پرتگال کے رستہ حصن تک پہنچا دیا جہان سے کل
سامان بذریعہ باربرداری لشکر تک پہونچ گیا۔

یہان سامنے ایک مرتفع و دشوار گذار پہاڑ تہا فوج تو کجا معمولی پیادہ کا گذرنا بہی جان پر کہیلنا تہا۔ اولوالعزم
اور مستقل مزاج منصور نے پہاڑ کٹوانا اور سرنگ سے اُڑانا شروع کیا۔ اور جدید سڑک کے رستہ کوہستان
عبور کر گیا۔ اور امصار ساحل سمندر کو فتح کرتا ہوا کوروسیہ تک جا پہونچا اور علاقہ تسخیر کرتا ہوا ماہ شعبان مین
سنٹیاگو پہونچ گیا۔ لوگ پہلے ہی بہاگ گئے تہے صرف ایک مجاور رہ گیا تہا جسکی حفاظت جان اور
قبر کی عزت و حرمت بحال رکہنے کا حکم دیدیا۔ اور دنیا پرست راہبون کا اسباب اور بت پرستی کا سامان
توڑتاڑ کر لوٹ لیا۔ جنگی مقامات گرادیے لیکن قبر یعقوب حواری کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔

اس سے آگے شہر سنٹ مانکشی پر پہونچا جو ہسپانیہ کی مغربی انتہائی آبادی تہی جہان سے آگے بحر اقیانوس کا سمندر
اولوالعزم منصور کی مجاہدانہ عزم بالجزم کو روک رہا تہا۔ اور جسطرح کہ عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ مراکو

رضی اللہ تعالی عنہم جان و مال کو فدائے اسلام کر کے یسارعون فی الخیرات کا نمونہ کامل ہو گئے۔
منصور کی عام فیاضی کا نتیجہ تہا کہ جو عیسائی قید ہو کر آتے تہے منصور کے سلوک رحیمانہ دیکہہ کر اسکی نوج مین شامل ہو جاتے
اور اپنے اپنی قوم وملک کے برخلاف ہتہیار اٹہاتے۔ شیر دل منصور کو کبہی یہ کمزوری اور بزدلی کا خیال نہین گذرا کہ نصرانی
جنگ مین کبہی عذر کرینگے اسلیے انکو فوجی اعلی عہدہ نصیب جانین دل کا اسقدر مضبوط اور متحمل شدائد تہا کہ ایکدفعہ
اسکے پاؤن مین ایسی بیماری ہو گئی کہ ڈاکٹرون کی تجویز سے داغ دیا گیا۔ مگر منصور برابر امرائے سلطنت سے
بات چیت کرتا رہا اور احکام دیتا رہا۔ داغ کے درد کو بالکل محسوس نہ کیا۔ لوگون کو اُس وقت معلوم ہوا جبکہ گوشت
اور چمڑے کے جلنے سے بدبو پہیل گئی۔ انتظام کا اسقدر سخت تہا کہ کوچ کے وقت آواز تک سنائی نہ دیتا اور گہوڑون
تک کوئی نہ ہنہناتا ایک سپاہی نے بطور دل لگی تلوار میان سے نکالی اسی جرم مین قتل کیا گیا۔ اعتقاد کا اسقدر
پکا تہا کہ غزوات جہادی لڑائیون مین جسقدر گرد و غبار اُس کے چہرہ پر پڑتا وہ غلام و خادم رومال سے جہاڑ کر
جمع کر لیتے جو جمع ہوتے ہوتے ایک تہیلی ہو گئی تہی اور منصور نے وصیت کر رکہی تہی کہ قبر مین میرے ساتہہ یہہ
گرد رکہی جاوے تاکہ بفحوائے حدیث شریف[1] لا یجمع علی عبد غبار فی سبیل اللہ ودخان جہنم
آتش دوزخ سے نجات ہو چنانچہ اسکی وفات پر ایسا ہی کیا گیا۔ یہہ تہی عقاید کی پختگی جس سبب سلمانون
کا ہر ایک گروہ خصوصًا علما منصور کے پسینہ کی جگہہ خون گراتے تہے اور فتوحات کثیرہ کا باعث ہوتے
تہے۔ کتاب و تلوار کو علم دوست فرمانبردار کیطرح منصور نے ہمیشہ پہلو بہ پہلو رکہا۔
یوپ اور شاہان یورپ جو سپین کی سرحدی عیسائیون کی سرگرمی بڑہایا کرتے تہے منصور کی چستی و چالاکی اور
سلمانون کی قومی جان فروشی دیکہہ کر دم بخود ہو گئے کسی کو سکت نہ ہوئی کہ عیسائی بہائیون کو منصور کے
پنجہ سے چہوڑا سکین اور ان عیسائیون کو آیندہ کے لیے مفید آرہ بنا سکین۔ ہان ان شورہ پشت اور دشمنان
اسلام بکس بے یار و مددگار عیسائی ریاستون کو صرف اسلام کی عام فیاضی اور منصور کی پابندی شریعت
نے ہی بچا لیا۔ اسلامی گورنمنٹ کی اطاعت نے جو محض رفع الوقتی تہی اس مادہ فساد کو دور نہ ہونے
دیا۔ بلکہ اصول اسلام کی تعمیل کر کے ایسے مطیع اور ذمی کفار کو ہر طرح سے پنپنے دیا۔
آخر یہہ قوم کا دل سوز خادم اور سپین کا مدبر ناخدا اسلام کا پرجوش حامی۔ تیغ و قلم کا دہنی ۳۹۲ھ
مین جبکہ وہ جہاد پر گیا ہوا تہا فوت ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

---

[1] ترجمہ - جس شخص کے چہرہ پر جہادی لڑائیون کی گرد پڑے گی وہ دوزخ مین نہین جائیگا۔

نے منظور کیا کہ جملہ مال غنیمت اور عیسائی قیدی لیکر صحیح سلامت لشکر اسلام درہ سے گذر جاوے اور عیسائی علاقہ کو خالی کردے
مگر منصور نے کہا میرے ساتھی کہتے ہین کہ وطن پہنچنے تک ہمارے دوسرے جہاد کا وقت آجائیگا اس لیے تب تک ہم
اسی جگہہ مین رہینگے تاکہ آمد و رفت کی فضول تکلیف سے بچین۔ یہہ جواب سنکر عیسائیون کے طوطے اڑگئے اور نہایت
عجز و الحاح کے ساتھہ درخواست صلح پیش کی جب عیسائی تضرع کرنے لگے اور ہر ایک قسم کے شرائط ماننے پر
تیار ہوگئے تو بہادر منصور نے اس شرط پر درہ سے گذرنا منظور کیا کہ تمام مال غنیمت اور قیدیون کو عیسائی
اپنی باربرداری پر لادکر حد اسلامیہ تک پہنچائین اور اسلامی فوج کو رسد وغیرہ بھی دین راستہ سے مردون کی
لاشین اور دیگر موانع اٹھاکر سڑک بنائین۔ عیسائیون نے سب کچھہ منظور کیا اور مشہور عیسائی ہمدردی کو بالائے
طاق رکھہ کر عیسائی قیدیون کو خود ہانک کر مسلمانون کے حوالہ کر آئے۔

اسلامی اخوت منصور مین کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ منصور کسی غزوہ سے واپس آرہا تھا کہ راستہ
مین ایک عورت نے کہا کہ تمہاری امارت مین میرا بیٹا عیسائیون کی قید مین پڑا ہے خدا کو کیا جواب دوگے
غیور منصور جسکو ایک ایک مسلمان اولاد سے زیادہ عزیز تھا فوراً علاقہ مذکور پر چڑھہ گیا۔ اور بڑی تلاش کے
بعد اُس عورت کے بیٹے اور دیگر مسلمانون کو قید فرنگ سے رہا کرایا

منصور کی غازیانہ شہرت غیر ملکون کے مسلمانون پر مقناطیسی اثر کررہی تھی۔ چنانچہ بربر کی ایک قوم صنہاجہ وطن
مالوفہ کو چھوڑکر قرطبہ پہنچے اور منصور سے کہا کہ چونکہ آجکل آپکے سوا اور کوئی جہاد فی سبیل اللہ کا شایق نظر
نہین آتا اس لیے آپکے پاس حاضر ہوئے ہین تاکہ ثواب غزا حاصل کرسکین۔ منصور نے ساز و سامان سے مدد کی لیکن اس
قوم نے اور کسی کو اپنے ساتھہ لانے سے انکار کیا۔ صرف بدرقہ ساتھہ لے لیا۔ علاقہ جلیقہ مین دو تین لڑائیان
لڑکر دشمن کو شکست فاش دی اور غنیمت کا مال کثیر لے کر واپس ہوئے منصور صنہاجہ کی پرجوش اسلامی حرارت
کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور نہایت قدردانی سے پیش آیا۔ ہسپانیہ کے مسلمانون کو بھی رشک پیدا ہوا اور
غزا کی درخواست کی ہر طرف سے مجاہدین آکر جمع ہونے لگے منصور خود سالار بنا اور لیون کا رخ کیا۔
جہان عیسائی بھی بہ تعداد کثیر جمع ہوگئے تھے کئی رات دن تک لڑائیان ہوتی رہین ایکدن ایک عیسائی
پہلوان جو شکل و شباہت اور ہمت و شجاعت مین بے نظیر تھا۔ دونو صفون کے بیچ مین آکھڑا ہوا اور مبارز طلب
کیا قوم صنہاجہ کا ایک جوان جلالہ نام مقابل ہوا۔ اور ایکدوسرے پر وار کرنے لگے عیسائی پہلوان نے نیزہ کی
وار کی لیکن جلالہ کا بال بال بچ گیا۔ مگر جلالہ نے جو تلوار کی ضرب لگائی تو عیسائی دو ٹکڑے ہوکر گرا۔ پیر عام حملہ
کیا گیا۔ اور عیسائی بہاگ گئے۔ اور ہزارون قید اور قتل کیے گئے بیشمار مال غنیمت ہاتہہ لگا۔ یہہ ہے امیر المسلمین
کی ایثار نفس و ہمدردی ملت اسلامی اخوت پابندی قرآن و سنت کا نتیجہ کہ قوم جان فروش جنگجو اور مثل عہد صحابہ کرام

صدی مین سپین مین کوئی بیس ۲۰ خود مختار ریاستین بن بیٹھین جن مین سے سیوائل۔ الجیراس۔ غرناطہ
ساراگوزا۔ طلیطلہ۔ ویلنسیا۔ مرسیا۔ المیریا کے خاندان زبردست تھے جو ہر ایک دوسرے کی جان کا دشمن تھا
عیسائی جنکو منصور نے لڑائی کے قابل نہ چھوڑا تھا۔ اس ضعف صدی مین اپنی طاقت بڑھانے اور مسلمان ریاستون
مین تفرقہ اندازی کرتے رہے اور کبھی کبھی دخل در معقولات کر کے حسب پسند چرب نوالہ بھی حاصل کرتے رہے الفونسو
شمالی رئیسون کو ساتھہ ملا کر معقول جمعیت پیدا کر لی اور طوائف الملوکی کے زمانہ مین مسلمان امرا کو اپس ہی مین لڑا کر
کمزور کرتا رہا اور کئی ایک ضروری قلعے اور مقام بلا جنگ لیتا رہا۔ جب مسلمانون مین کوئی صورت اتفاق نظر نہ
آئی اور خلیفہ اعظم اور منصور جیسے بہادر کشور کشا کے مسلمانان سپین مین پیدا ہونیکی کوئی امید نہ رہی تو
عیسائیون نے سنہ ۴۵۶ ہجری مین پہلا حملہ اسلامی علاقہ پر کیا اور سب سے پہلے مشرقی سپین کی شہر بلینیہ کو فتح کیا اور پھر شہر برشتر
اور سرقسطہ کو فتح کیا اور قتل عام کیا قیدی اسقدر ہوئے کہ ایک ایک عیسائی سردار کو پندرہ پندرہ سو
کنواری لڑکیان غنیمت مین ملین پر جوش غازیون نے کہین کہین دل کھول کر مقابلہ کیا لیکن وہ صرف
ہانڈی کا ابال تھا۔ کوئی دیندار سردار یا بادشاہ نہ تھا خود مختار حکام نے اپنے بچاؤ کے لیے عیسائیون سے
معاہدے کر رکھے تھے جنکو قومی غداری کا نتیجہ ملجاتا تھا۔ غرضیکہ اسطرح سے مسلمانون کے بہت سے شہر اور
صوبے عیسائیون نے چھین لیے یہانتک کہ دار الخلافہ قرطبہ لینے کے لیے قسمین کھانے لگے ملوک طوائف
عموماً اذفونش شاہ ٹولیڈو کو خراج دیتے تھے حتی کہ ابن عباد والی قرطبہ بھی اسیطرح خراج گذار تھا۔ اب
عیسائیون کی طاقت اسقدر بڑھ گئی اور ملوک طوائف اس قدر کمزور ہوگئے کہ انکی معمولی اطاعت اور خراج
گذاری پر عیسائی قانع نہ تھے وہ تو عظیم الشان مسلمانون کے دار الخلافہ قرطبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتے
تھے۔ اس لیے ابن عباد کا مرسلہ خراج واپس کر دیا۔ اور لکھا کہ اگر فلان فلان قلعہ دیدو تو خراج منظور ہوسکتا
ہے ورنہ قرطبہ فتح کیا جائے گا۔ اور یہہ مراسلہ ایک ایسے سفیر کے ہاتھہ روانہ کیا کہ جسکی اردل مین پانچ سو سوار
تھے گویا ایک خاصہ جنگی ہراول تھا۔ سفیر اس شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ قرطبہ مین داخل ہوا۔ ابن عباد والی قرطبہ
جسکا دل پہلے ہی جلا ہوا تھا زیادہ بھڑک گیا۔ اور اسطرز جابرانہ کو خلاف آداب شاہانہ تصور کر کے بقول "
گسنور مغلوب یصول علی الکلب " تمام اہل سفارت کو مروا ڈالا۔ صرف تین کس زندہ واپس گئے جنہوں نے
اذفونش کو مطلع کیا اذفونش اگرچہ پہلے ہی محاصرہ قرطبہ کے لیے تیار تھا۔ مگر ابن عباد کی یہہ جرات دیکھہ
سمجھ گیا کہ اب مسلمانون نے کروٹ بدلی ہے۔ اس لیے واپس ٹولیڈو کو چلا گیا اور زیادہ اہتمام سے تیاری
کرنے لگا۔ ادھر ابن عباد نے بھی ہاتھہ پاؤن مارنے شروع کیے ایسے نازک حالت مین علما و مشائخ قرطبہ
کا دینی جوش بھڑک اٹھا۔ اور سب نے اسبات پر اتفاق کیا کہ سپین کے ملوک طوائف عیاش اور آرام طلب

سپین کا عہد تنزل

افسوس منصور رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد زوال شروع ہوا ہشام بن حکم خلیفہ سپین بالغ ہونے پر بھی امور خلافت سے علیحدہ رہا اور ہمیشہ عیش میں ہی رنگ ریان مناتا رہا۔ خلافت اور وزارت کے جملہ کاروبار منصور کے ہاتھ مین تھے منصور کے بعد اسکا بیٹا عبد الملک سلطنت کے کاروبار پر مسلط ہوا۔ اور باپ کے قدم بقدم چلا اسکے سات سالہ وزارت مین امن عیش اور راحت میسر رہی بدستور غزوات کرتا رہا اور ۳۹۹ھ مین فوت ہوا جسکی جگہہ اسکا بھائی عبد الرحمٰن کار فرما ہوا۔ ابتدا مین تو باپ اور بھائی کی طرح انتظام سلطنت مین مصروف رہا۔ لیکن آخر عبد الرحمان کو خلافت کی لالچ دامنگیر ہوا۔ اور برائے نام خلیفہ ہشام سے ولی عہدی کا طالب ہوا اور خاندان بنی امیہ کی برائے نام خلافت کا نشان مٹانے لگا۔ اور موجودہ اختیارات پر قانع نہ ہوا۔ بیدست و پا ہشام نے عبد الرحمان کا ولی عہد ہونا منظور کر لیا۔ اور سر دربار مضمون عہد خلافت سنایا گیا۔ جسپر جملہ علما فقہا امرا نے دستخط کر دیے لیکن شاہزادگان بنی امیہ کو سخت ناگوار گزرا۔ اور فساد کھڑا ہو گیا۔ آخر مغرور اور لالچی خود غرض عبد الرحمان جسکو اپنی طاقت و اقبال کے سامنے سپین مین کوئی مد مقابل معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور عبد الرحمان داخل کی اولاد کو کمزور و ہیچ سمجھتا تھا۔ انہین کے ہاتھ سے حرص و لالچ کی طفیل جان کھو بیٹھا۔ اور جو اتفاق و اتحاد کا درخت اسکے باپ منصور نے لگایا تھا کاٹ دیا۔ اب عبد الرحمان کے قتل سے دربار مین دو فریق ہو گئے ایک تو خلیفہ عبد الرحمان کی اولاد کے مددگار تھے دوسرے عبد الرحمان مقتول وزیر کے ورثا کے ساتھ تھے جو عبد الرحمان وزیر کے قاتلون سے انتقام لینے کے درپے تھے اسلیے پہلے ہشام معزول اور پھر دوبارہ بحال ہوا اور پھر ۴۰۲ ہجری مین خلیفہ ہشام قتل کیا گیا اور عظیم الشان خاندان بنی امیہ کی خلافت کا نشان روے زمین سے مٹ گیا۔ اور سپین مین فتنہ و فساد پڑ گیا۔ اور جو تلوارین صدیون تک مخالفین اسلام کی گردنیں اڑاتے رہی تھین اب اپنے ہی خلیفہ کا گلا کاٹنے لگین بیس سال کے عرصہ مین ہی طرح متواتر عزل و نصب قتل و قید کا بازار گرم رہا۔ عرب بربر سقلیہ تین گروہ دربار کے مالک تھے جسکا زور چلتا تھا اور اپنے مذہب کا خلیفہ لا بیٹھاتا تھا۔ جو بیچارہ جان عزیز گنوا کر راہی ملک عدم ہوتا تھا۔ ہر ایک خلیفہ کسی نہ کسی زبردست گروہ یا امیر کا دست نگر یا کٹھ پتلی تھا۔ ان واقعات مین جو جوش و داد و ظلم ان اموی شاہزادون پر ہوا انکے لکھنے سے جگر پاش پاش ہوتا ہے جسطرح کہ بغداد کے خلفا تیغ ظلم سے ہلاک ہوتے رہے یہی حال قرطبہ کے شاہزادون کا تھا ایسی حالت مین جبکہ کوئی زبردست طاقت ملک مین نہ رہی۔ ہر ایک صوبہ خود مختاری کا دم بھرنے لگا۔ بغض و نفاق۔ کاہلی عیاشی چھا گئی اور یہہ حالت کوئی پچاس سال تک رہی اور اس نصف

لیکن ابن خلدون اس قوم کو بربر نسل لکھتا ہے۔ جو ابتدائی فاتحان افریقہ کے وقت مسلمان ہوئے لیکن جنگل مین رہنے سہنے کے سبب عام مسلمانون سے انکا میل ملاپ کم ہوگیا۔ اور صحرا نشینی سے احکام اسلام بھول گئے صرف شہادتین جانتے تھے اور بس۔ اتفاقاً ایک شخص نے اس قوم سے ۴۴۰؁ ہجری مین کسی طرح حج کیا جہان تمام دنیا کے چیدہ دیندار اشخاص کے افعال و اعمال دیکھکر خیال کیا کہ ہکی قوم کے لاکھون انسان کیلئے لاتعقل اور اسلام سے بے بہرہ مین پس حجر کی فلاسفی نے اپنا زبردست نورانی اثر اس شخص پر ڈالدیا۔ خود بھی شریعت سے واقفیت پیدا کی اور ایک اور صالح متقی عالم عبداللہ گرونی نے ہکی قوم کی تربیت کے لیے افریقہ جانا منظور کیا۔ اور رستہ کی کٹھن مشکلات و ٹہا کر دونون حسب قوم مغرب اقصی مین قوم مذکور کے پاس پہنچ گئے۔ اور شریعت محمدی کی تعلیم دینی شروع کی اور انتظام کے لیے انکا امیر ابوبکر بن عمر مقرر کیا جو قبیلہ متونہ مین سے تہا باہمی اتفاق اور تقلید شریعت سے دن بدن اُنکے اخلاق و عادات اور جمعیت مین ترقی ہونے لگی۔ آس پاس کے مفسدونکو دباکر سوس الاقصی اور سلجماسہ تک علاقہ مطیع کر لیا ابوبکر کے انتقال کے بعد اسکا بھتیجا ابوبکر ابن ابراہیم بن عمر جانشین ہوا۔ جو ۴۶۲؁ ہجری مین فوت ہوا اور جملہ قبائل نے متفق ہوکر یوسف بن تاشقین بن عمر اُسکے چچازاد بہائی کو امیر بنالیا۔ جو اتقا و ورع زہد و صلاح شوق غزا ہمدردی اسلام۔ محبت خیر الانام پابندی شریعت مین صحابہ کرام رضہ کا زندہ نمونہ تہا۔ اُس نے قوم کی ترقی و اقبال کو کمال تک پہنچا دیا اور صحرا نشین جاہلون کو اسلامی خصائل سے آراستہ کردیا اور اسقدر حمایت اسلام کا جوش بہر دیا کہ سپین کے مسلمان جو کسی وقت بیز روی زمین مین ممتاز اور اقوام کے محسن و استاد و شمار ہوتے تھے آج اس چند روزہ ترقی یافتہ قوم کو اپنا محافظ و حامی جاننے لگے اور جو قوم قریباً چار سو سال تک وحشت و جہالت کے سبب گمنامی کی حالت مین پڑی رہی تہی۔ آج محض احکام الٰہی کی تعمیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخلصانہ تقلید سے اس قابل ہوگئی کہ زبردست اور مقتدر سلاطین امویہ اور عباسیہ کی غائبانہ یادگارون کو سنبھالکر شوکت اسلام کو قائم رکہیں سپین کی طرح نہ انمین کوئی فلسفہ دان تہا نہ ہیئت دان نہ کوئی طبیعات کا عالم تہا نہ کیمیائی ترکیبون کا موجد نہ کوئی فاریابی راگ کا شایق نہ تکلفات مین فائق نہ شاعری مین غلطان نہ مدح سرائی مین ہیجان نہ استاتنعم پر شیفتہ نہ عیاشانہ زندگی پر فریفتہ نہ مذہب سے کراہت نہ شریعت سے نفرت نہ تاویلات کا شوق۔ نہ الحاد و زندقہ کا ذوق بلکہ قرآن نے جو روحانی و جسمانی ترقی کا سیدھا سادہ شاہراہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ الخ مین بتلا دیا اوسپر عمل تہا۔ زمانہ حال مین جاپان کی پچاس سالہ ترقی کو دیکھکر لوگ عش عش کر رہے ہین لیکن اس قسم کی ترقی کا زمانہ جاپانیون کے عہد کا چہارم ہے۔ مسلمان جو اندھون کی طرح ترقی کے رستہ ٹٹولتے پہرتے ہین اور غیر قومون کی چکاچوند روشنی سے اسلامی خزانون کو نظر اٹھاکر نہین دیکھتے اور اسلامی قواعد کو

بے دین بے غیرت ہو گئے ہین مسلمان بہائیون کے برخلاف عیسایون کی مدد کرتے ہین سپین کا تمام سلامی
علاقہ عیسایون کا خراج گذار ہے اب قرطبہ پر مصیبت نازل ہونیوالی ہے۔ یہی حال رہا تو اسلام سپین چند روز کا مہمان
ہے فساد عقیدہ نے اسلامی اخلاص کو دور کر دیا ہے سپین کی شکست اعمال مسلمانون سے کچھ نہین ہو سکیگا عمدہ کے
لیے افریقہ کے عربون کو بلایا جاوے اور نصف مال دیگر عیسایون کو ممالک اسلامی سے نکالا جائے قرطبہ کے شیخ
الاسلام عبداللہ بن محمد بن ادہم نے کہا کہ افریقہ کے عرب لالچی ہین وہ اسلامی اخوت اور ہمدردی کو نہین
جانتے وہ آئین گے تو ہمارے شہرون کو لوٹ لین گے۔ اور عیسایون سے زیادہ مصیبت برپا کرینگے
بہتر ہے کہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین والی مراکو کو مدد کے لیے بلایا جائے جو شریعت حقہ کا پابند اور
معتقد صحابہ کرام ہے۔

علماء قرطبہ نے شیخ الاسلام کی اس تجویز کو مان لیا اور سب متفق ہو کر ابن عباد والی قرطبہ کے پاس گئے اور تجویز
مذکور پیش کی ابن عباد نے مان لی۔ اور بماتحتی شیخ الاسلام چند علماء مراکو روانہ کیے گئے۔

امیر المسلمین یوسف بن تاشفین جو عامل بالشریعت تھا مظلوم مسلمانون کی امداد سے کسطرح انکار کر سکتا تھا
امداد دینے کو تیار ہو گیا۔ لیکن قبل اسکے کہ اسکی اسلامی خدمات لکھی جائین امیر المسلمین کی قوم کا حال لکھا جاتا ہے جس سے
خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی صداقت ہوتی ہے۔ لن یصلح امر اخر ھذہ الامۃ
الا بما صلح الاولون اور ہماری کتاب کی علت غائی یہی ہے کہ بغیر اتباع شریعت مثل صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین قومی ترقی و اصلاح محال ہے اور اس قسم کے نظائر تیرہ سو سال گذشتہ مین بارہا
امت محمدیہ مین پیش آچکے ہین جنکا مختصر ذکر کتاب ہذا مین کیا گیا۔ خداوند تعالی ہم مسلمانون کو صراط مستقیم
پر قائم رکھے جو قرآن و سنت ہے۔ آمین بہ برکت رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قوم مرابطین امیر المسلمین یوسف بن تاشفین

یوسف تاشفین قوم مرابطین سے تھا جو کئی قبائل لمتونہ۔ جدالہ۔ لمطہ۔ وغیرہ پر مشتمل تھی اسکی اصلیت مین مورخین کا
اختلاف ہے بقول ابن اثیر انکا نسب بہ سبب مشہور قبیلہ حمیر سے ملتی ہے جو امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
کے عہد خلافت مین یمن سے بہ نیت غزا شام گئے۔ اور فتوحات ابتدائی مین شامل رہے۔ وہان سے مصر اور
پھر موسی ابن نصیر کے ساتھ بلاد مغرب مین پہونچے اور وہان سے طارق فاتح ہسپانیہ کے ساتھ داد جہاد دیتے رہے
اسکے بعد بوجوہات چند در چند جنگی کامون سے علیحدگی اختیار کی اور صحرا نشین ہو گئے اور ان سے کئی قبیلے
پیدا ہوئے۔

تھا اور یہہ بے غرتی پست ہمتی بیدینی اسوقت سپین کے مسلمانون مین عام تہی۔ جنکا خمیازہ انکو اٹھانا پڑا امیر المسلمین
نے بہی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اس لڑائی مین یورپ کے اکثر ممالک کے عیسائی اور پادری راہب شامل ہوئے تہے۔
اور صلیبین اٹھائی تہین اور یہہ پہلا صلیبی جنگ شمار ہونا چاہیے یہان سے ناکام یاب ہوکر یورپ کو پوپ روم
نے بیت المقدس پر جہونکدیا اور یہہ لڑائی ۴۷۹ھ ہجری کے ماہ رمضان مین موضع ذلاقہ علاقہ
بطلیوس واقعہ غربی اندلس مین ہوئی۔ امیر المسلمین کو کہا گیا تہا کہ ابن عباد نہین لڑے گا اسلیے ابن
عباد کو مقدمۃ الجیش مقرر کیا جس نے شاہ ٹولیڈو کے مقابل پہاڑی پر ڈیرہ جا لگایا۔ اور فوج امیر
المسلمین اس پہاڑی کے پیچھے رہ گئی۔ شاہ ٹولیڈو نے خیال کیا۔ کہ اسلامی فوج صرف اسی قدر ہے جو ابن
عباد کے ساتھ ہی ہے فتح کا یقین کر لیا۔ اور ابن عباد کو تاریخ جنگ مقرر کرنے کے لیے لکھا۔
ابن عباد نے منگل کا دن لکھا جسکو منظور کیا گیا۔ لیکن دہوکہ دیکر پہلے ہی جمعہ کی صبح کو ابن عباد پر ٹوٹ
پڑا اور گہیر لیا۔ مسلمان ادہر ادہر بہاگنے لگے تہا اور ابن عباد نے کمال تہور سے مقابلہ کیا اور بے نظیر شجاعت
کا اظہار کیا۔ تلوار کھینچ کر دشمن کے ڈہیر کرنے لگا۔ اس کے نیچے تین گھوڑے شہید ہوئے اور جسم
تلوار و نیزہ کے زخمون سے چور ہو رہا تہا۔ لیکن لڑائی کے سمندر مین نہنگ خونخوار کی طرح بے خوف
خطر تیرتا پہرتا تہا۔ امیر المسلمین عین لڑائی کے وقت عیسائی کیمپ پر جا پڑا اور جلا کر راکھہ کر دیا اور پہر عیسائی
فوج پر حملہ کیا۔ اسطرح عیسائیون کو درمیان لے کر تہ تیغ کیا اور عیسائی بہاگ نکلے امیر المسلمین یہہ فتح عظیم پاکر
چند روز تک اندلس رہا جب واپس جانے لگا تو علما و مشائخ اندلس نے ملوک طوائف کی بیدینی۔ بد چلنی
عیاشی جور و ظلم نفاق و حسد کی شکایت کی کہ یہہ لوگ مسلمانون کی حفاظت نہین کر سکتے آپ انکو برطرف کرکے
سپین کے اسلامی علاقہ کو خاص اپنے زیر سایہ لے لین گو علما سپین کی یہ درخواست معقول تہی۔
لیکن امیر المسلمین کو اسلامی حیا و شرم مانع ہوئی کہ مجاہد فی سبیل اللہ ہوکر غاصب کا شرمناک خطاب حاصل
کرے اسلیے ملوک طوائف کو بندگانہ طور سے پند و نصائح کین۔ اور منہیات و معاصی کی ارتکاب سے منع
کیا اور پابندی شریعت اور کفار سے لڑنے کی تاکید کی اور انکی امداد کے لیے ایک بہاری فوج سپین مین چہوڑ دی
لیکن چار پانچ سال تک ملوک طوائف نے کوئی جہاد نہ کیا اور بدستور سابق عیش و عشرت اور غیر مشروع امور مین ڈوبے
رہے اور کئی ایک ناجائز غیر شرعی ٹیکس لگا دیے امیر المسلمین کے پاس جب شکایات علی التواتر پہنچنے لگین تو اس
دیندار خدا پرست سلطان نے علمائے عراق سے فتوی پوچھا جواب ملا کہ ایسے ملوک سے ملک کا چہیننا شرعاً درست ہے
امیر المسلمین اس شرعی حکم کی تعمیل کے لیے ۴۸۳ھ کو ثانی جبل الطارق سے عبور کر گیا اور چند لڑائیون
کے بعد بعض کو قید اور بعض کو قتل کرکے مراکو بہیجدیا۔ اور سپین کے اکثر صوبجات پر تسلط کر لیا امیر المسلمین

تنیخ ترمیم کی رائین پیش کرتے ہین انکو یوسف بن تاشفین کی قوم کی ترقی دوازدہ سالہ کی ہسٹری غور سے پڑہنی چاہیے۔ اور مقابل کی درماندہ پست ہمت سپین کی اسلامی آبادی کے اعلی درجہ کی لیاقت علوم وفنون اور تہذیب وتربیت اور فیشن ایبل تمدن پر خیال کرکے موجودہ خیالات کا مقابلہ کرین تو صاف صاف کہل جائیگا۔ کہ خدا تعالے کا فرمان ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ“ بالکل درست ہی۔ قوانین واحکام اسلام کو تا قیام قیامت کوئی انسانی قانون پہنچ نہین سکتا۔ اور جسقدر قوم کی ترقی مذہب اسلام کی صحیح اور پوری پیروی سی ممکن ہے اور کسی تدبیر سے ممکن نہین۔ سیاست اخلاق تدبیر منزل مدن کے مضبوط اور مفید قواعد اسلام نے جو ضبع کر دیے ہین عمل کرنے کی دیر ہے ترقی ہاتہہ باندہے کہڑی ہے۔ قوم مرابطین نے نہ یورپ سے اخذ کیا نہ امریکہ سے کچھ لیا۔ اپنر احسان صرف اسلام اور چند علماے اسلام کا تہا۔

دراصل ترقی تو اخلاقی اور روحانی ترقی ہے جو یوسف بن تاشفین نے فتح زلاقہ کے بعد دکہلادی کہ مال غنیمت مین سے ایک کوڑی نہ لی اور سپین کے مفتوحہ علاقہ مین کوئی پولیٹیکل اثر نگاہ اٹہایا اور جب مسلمانون کی حالت پوکار اور عراق تک کے علمارنے فتوی دیا تو مجبوراً مسلمانون کے فائدہ کے لیے تسلط کیا۔ دوسری ترقی دنیاوی ہے جنکو آج کل ترقی کہا جاتا ہے ان مین بہی یہ قوم بڑہ گئی جنوبی یورپ کی ایک صدی کی جابرانہ سلطنت کی بنیاد ہلادی اور عیسائی بہادران کو جنکو فتح بیت المقدس کی خواہین آرہی تہین اور آخر درست تہین ایک ہی معرکہ مین ہزارہا عیسائی تہ تیغ کرکے اسلامی شمشیر کا لوہا منوالیا۔ اور اس فتح سے دولت وعظمت کا دریا مراکو مین بہالیا۔ آور اہل مراکو کو قوم فاتحین مین شامل کرلیا۔ اور جنگی تلوار نے صدیون تک عیسائیون کو کاٹ کر سپین کو پانچسو سال تک سنبہالے رکہا۔

جنگ فلاذقہ (اسکر الیاس)

جب علماے سپین نے دردانگیز حالات سنائے اور خط معتمد ابن عباد بہی دیا تو غیور امیر المسلمین یوسف بن تاشفین فوراً روانگی سپین کے لیے تیار ہو گیا۔ اور مجاہدین کی فوج جرار لیکر آبناے جبل الطارق عبور کرایا ابن عباد نے بہی اعلان جہاد دے رکہا تہا قرطبہ کی فوج کے علاوہ سپین کے رور علاقون کے والنیٹر (مجاہد) بہی جمع ہوگئے تہے۔ اذفونش بہی یہ سنکر جو پہلے ہی تیار بیٹہا تہا۔ فوج کثیر کے ساتہ طلیطلہ (ٹولیڈو) سے روانہ ہوا۔ چونکہ سپین کے طوائف الملوک کو اپنا لوہا منوا چکا تہا اُس نے سلطان مراکو کو بہی اسی ہاتون ہی مین اڑانا چاہا۔ اور ایک خط تہدید آمیز عربی زبان مین غلو ومبالغہ سے بہرا ہوا روانہ کیا جو مسلمان منشی سے لکہوا گیا تہا جو محض چندروزہ دنیاوی عزت کے لیے مسلمانون کے برخلاف عیسائیون کا مددگار

زمانہ حال میں ایران میں ترقی کا سنگ بنیاد رکھا ہے اور خود مختار سلطنت کو پارلیمنٹری حکومت سے بدل کر مثل عہد خلافت راشدہ پابند شوری کر دیا ہے۔ اور افغانستان کی رگ حمیت کو مضبوط کیا ہوا ہے جن ملکوں میں یہ گروہ وقعت کھو چکا ہے وہاں اسلام واقعی اسلام نہیں بلکہ ایک بہروپ سوانگ نظر آ رہا ہے اور یہ بہروپئے مسلمان کبھی بھی اصول اسلام کے پابند نہیں ہو سکیں گے۔ اور نہ کبھی نور اسلام سے مستفید ہونگے خدا تعالی اپنے فضل وکرم سے صراط مستقیم دکھائے۔

محمد بن تومرت (مہدی) بانی سلطنت موحدین

اس شخص کا حال اس خیال سے لکھا جاتا ہے کہ ناظرین پر یہ بات کھل جائے کہ مہدی موعود کے عقیدہ نے کسقدر لوگوں کو مہدی منتظر کے دعوی پر آمادہ کیا ہے گو وہ کاذب تھا۔ لیکن اسکو کس حد تک کامیابی ہوگئی بانی خاندان اسمعیلیہ عبید اللہ (مہدی) کا حال لکھا جا چکا ہے کہ کس قدر عظیم الشان سلطنت اسمعیلیہ مصر کا موجد ہوا حسن بن صباح نے کیسی خوفناک سلطنت قایم کی اور یہی حال اس محمد بن تومرت کا تھا۔ اس لیے اگر کوئی خبطی چند سال کامیابی بھی حاصل کرے اور چند ہزار یا چند لاکھ مریدان نا تسلط بھی پیدا کرے تو بھی یہ کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتی اور نہ وہ مہدی بن سکتا ہے ایسے کئی مہدی بن چکے ہیں یہ محمد بن تومرت جبل سوس کا رہنے والا شریف علوی حسنی کہلاتا تھا۔ ملک مغرب میں تعلیم پائی اور پھر مشرق کو چلا گیا۔ اور علماء عراق سے بہت کچھ علمی استفادہ حاصل کیا۔ بقول بعض امام غزالی کا بھی شاگرد تھا۔ عابد زاہد قانع صوم وصلوۃ کا نہایت پابند تھا۔ اسکو ایسی خوابیں آنے لگیں کہ جسکی تعبیر کی گئی کہ محمد مذکور صلاح امت کرے گا۔ پہلے پہل تو امر معروف اور نہی عن المنکر کرتا رہا۔ علوم پڑھاتا اور شاگردوں کی تعداد بڑھاتا رہا جنمیں بڑے بڑے جید عالم مثل عبد المومن بن علی الکربلی۔ القیسی۔ ابو حفص عمر بن یحیی اور عبد اللہ ابو تسریسی جیسے فاضل بھی شامل تھے عبد اللہ ایک متبحر عالم۔ اور زبردست فاضل تھا۔ اسکو کہا گیا۔ کہ اپنی علمیت کو ظاہر نکرے جبتک کہ بطور معجزہ اظہار کی ضرورت نہ پڑے یہ شخص کمال درجے کا مستقل مزاج تھا سوائے شیخ کے کسی سے بات چیت نکرتا تھا اسکو لوگ بیعلم گنگ بلکہ پاگل جانتے تھے۔

محمد بن تومرت نے ان تمام باتوں کو بخوبی ذہن نشین کر لیا تھا کہ جن سے عوام کے عقیدت وارادت بڑھتی ہے ایک زبردست عالم کے لیے جو علوی حسینی بھی ہو اور زیور صلاحیت سے بھی آراستہ ہو عام قبولیت کا پیدا کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ اور جب کرامات وخرق عادات ایک انسانی تدبیر اور چند مخلص اور مدبر رفقا کی تائید کا نتیجہ خیال کیا گیا ہو تو ایسے شخص کے لیے عوام کالانعام کے پھانسنے کے لیے میدان وسیع ہوتا ہے

یوسف بن تاشفین سنہ ۵۰۰ھ ہجری مین فوت ہوا اسکے اوصاف حمیدہ سنکر ایشیا کا مشہور فاضل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
عراق سے مراکو کو روانہ ہوا تہا۔ مگر رستہ ہی مین خبر وفات سُنکر واپس ہوگیا۔ یہ ایسا پاکیزہ نفس اور متبع
شریعت تہا کہ جب علما نے کہا کہ ایک خلیفہ بغداد کی خلافت پر امت محمدی کے حصہ کثیر کا اتفاق ہے اُسکی اجازت
بغیر آپکی امارت صحیح نہین اور فاسد امارت کی حالت مین آپکے احکام اولو الامر منکم کے دائرہ مین نہین آسکتے خلیفہ
بغداد اسوقت گو عضو معطل تہا۔ اور اُسکی دوستی اور دشمنی کا کوئی اثر نہ تہا۔ مگر اس زبردست سلطان نے شرعی
فتوی کے سامنے گردن جہکا دی اور ایلچی مستظہر باللہ خلیفہ بغداد کے پاس بہیجکر اظہار اطاعت کیا خلیفہ نے
اسکو مراکو سپین وغیرہ کا والی تسلیم کرکے ناصر الدین امیر المسلمین لقب دیا۔ یوسف بن تاشفین کی وفات کے بعد عیسائیون
نے پہر اجماع کیا اور چونکہ یورپ کے عیسائی اب اسلامی ممالک کے مرکز ملک شام مین فتح کا ڈنکا بجا چکے تہے اور بیت
المقدس پر نشان فتح گاڑ چکے تہے اب بہادر یوسف بن تاشفین کے مرنے پر پہر سپین کی طرف جہکے اور
اذفونش شاہ ٹولیڈو سنہ ۵۰۲ھ ہجری مین لشکر جرار لیکر چڑہ آیا۔ امیر المسلمین علی بن یوسف بن تاشفین بہی
مراکو سے فوج لیکر اندلس مین جا پہونچا۔ سخت جنگ کے بعد عیسائیون کو شکست ہوئی اکثر قتل و قید ہوئے چند
اور لڑائیون کے بعد اذفونش سے بیس سالہ میعادی صلح ہوگئی۔ لیکن کبہی صلح کو قیام ہوا تہا جو اب ہوتا۔
جبہی مہدیون کا افریقہ مین غل ہوا جنکا ذکر آگے کیا جائے گا۔ اذفونش خود تو عہدنامہ کے خیال سے مقابل
نہ آیا۔ لیکن ابن ردمیر نے تمام سپین کی عیسائی فوجین لیکر علی بن یوسف کو سنہ ۵۱۲ھ ہجری مین شکست
دی اُس کے بعد علی بن یوسف تو محمد بن تومرت مدعی مہدویت کے جہگڑون مین پہنس گیا۔ اور اُسکا بیٹا ابن
ردمیر عیسائی بادشاہ سے لڑتا رہا جسمین ابن ردمیر مارا گیا۔ عیسائی مورخین کا یہہ خیال غلط ہے کہ علی بن یوسف
کے خاندان پر ہسپانیہ کے زنانہ مزاج عیش پسند مسلمانون کا اثر پڑا اور اسقدر جلد تباہ ہوئی ہان کچھ نہ کچھ
ضرور اثر پڑا ہوگا۔ لیکن بربادی کا موجب ظہور مہدی تہا۔ جو یوسف بن تاشفین کے خاندان کی نسبت البتہ زیادہ
گرم جوش سادہ مزاج پابند شرع معلوم ہوتا تہا۔ اور سلاطین مراکو اب جاہ و جلال بر خلاف زمانہ ماضی رکہتے تہے یوسف
بن تاشفین کی طرح اُن مین ایسی عادات کم تہین جو عام مسلمانون کے دلون کو کشش کرسکین اُسکو عیسائی متعصب مورخ
ملاؤن کی کارروائی سے منسوب کرتا ہے گو یہ ناول نویس مورخ عبارت کی چستی اور منشیانہ طرز تحریر سے ناظرون کو
دہوکے مین ڈالدیتے ہین مگر یہ انکی ایک پولیٹکل چال ہے جس سے وہ اس مفید مذہبی گروہ کی محبت اور عظمت کو
سادہ لوح ناظرین کے دلون سے اُٹہا کر اسلام کو کمزور کرتے ہین ورنہ قوم مرابطین کی ترقی کا ذریعہ
اور یوسف بن تاشفین کی عظمت و شوکت کا وسیلہ ہی علما رہے تہے جس کے سبب سے مختلف قبیلون
نے یوسف بن تاشفین کے ہاتھ بیعت کی اور یوسف کو سلطان مغرب بنایا۔ یہی علما متقدمین ہین جنہون نے

ایک کتاب عقاید مین تصنیف کی۔
لوگون کی ارادت بڑھانے کے لیے عبداللہ مذکور کو کہا کہ اب موقع آپہونچا ہے اپنی علمیت ونطق کو ظاہر کرو اور اسکو چال بتادی لیکن مہدی مذکور صبح کی نماز کے لیے مسجد مین اگیا۔ دیکھا کہ ایک شخص عمدہ پوشاک پہنے ہوئے محراب مسجد مین بیٹھا ہی پوچھا تم کون ہو جواب ملا کہ مین عبداللہ ابونشر یسی ہون مہدی نے کہا کہ تم تو بات چیت کرنیسے عاری تھے۔ اب کسطرح بولنے لگے اُس نے کہا کہ آج رات کو آسمان سے فرشتہ آیا اور میرے قلب کو دہویا اور مجھکو قرآن اور موطا پڑہایا مہدی اور حاضرین یہ سُنکر زار زار رونے لگے اور امتحان لینے لگے۔ عبداللہ نے قرآن بہایت فصاحت سے پڑہا اور مدلل تفسیر کی اور اسیطرح موطا اور مسایل فقہی کے امتحان مین پورا نکلا۔ لوگ جو عبداللہ کو گونگا (ابکم) جاہل جانتے تھے حیران ہوگئے اور اسکو مہدی مذکور کی کرامت کا اثر مان گئے اور اسکو مہدی علیہ السلام پکارنے لگے۔ جب دیکھا کہ لوگ اُس کے ارشاد کی تعمیل کو باعث نجات وفلاح جاننے لگے ہین تو اُس علاقہ کے فہمیدہ اور چیدہ اشخاص جو مہدی کی چالاکیون کو سمجھنے کے قابل یا نادان نوجوانون کو اس شخص سے علیحدہ رہنے کی ہدایت کرتے تھے انکی ایک فہرست لکھی گئی۔ اور مشہور کیا۔ کہ عبداللہ ابونشر یسی کو ایسا نور معرفت بخشا گیا ہے کہ جس سے وہ جنتی اور دوزخی مین امتیاز کرسکتا ہے اور مجھکو خدا نے اہل دوزخ کے مارنے اور اہل جنت کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ اور مجھکو الہام ہوا ہے کہ فلان کنوئین مین خدا تعالی نے ملائک اُتارے ہین جو عبداللہ کے قول کی تائید کرینگے۔ اور اس مطلب کے لیے اُس کنوئین مین اپنے تین رازدار مرید بٹھادیے۔ مہدی لوگون کے ہمراہ کنوئین پر گیا اور دو رکعت نفل ادا کیے اور پہر نہایت خشوع وخضوع سے دعا مانگ کر کہنے لگا کہ یا ملائکۃ اللہ عبداللہ ابونشر یسی کہتا ہے کہ مین دوزخیون اور بہشتیون کو پہچان سکتا ہون کنوئین کے اندر سے آواز آئی کہ عبداللہ سچ کہتا ہے لوگون کا اعتقاد اور زیادہ بڑہ گیا۔ مہدی نے اس خیال سے کہ کنوئین والے شخص اگر زندہ رہے تو شاید راز افشا نہ ہوجائے کہا کہ اس چاہ مین ملائک کا نزول ہوا ہے اگر کہلا رہا تو اُس مین پلید و ناپاک اشیا کے گرنے کا احتمال ہے بہتر ہے کہ اس چاہ کو مٹی سے بند کردیا جائے چنانچہ کنوان بند کیا گیا۔ اور وہ تینون شخص ہلاک ہوگئے۔ مریدان صادق الاعتقاد کا اسطرح سے جان دینا کوئی عجب نہین حسن بن صباح بانی مذہب ملاحدہ اور شاہ اسمٰعیل صفوی کے رفقا کے کارنامے تاریخون مین درج ہین۔
مہدی نے اسکے بعد تمام باشندگان کوہستان کو طلب کیا۔ جب سب حاضر ہوچکے تو عبداللہ ابونشر یسی نے جس کے پاس مخالفان مہدی کی فہرست موجود تھی۔ جاہل جوان خوش اعتقاد اشخاص کو جنتی تبلا کر داہنی جانب (اصحاب المیمنہ) کو دیا اور دیگر اشخاص سے ملنے نہ دیا۔ اور اشخاص مندرجہ فہرست مخالفان مہدی کو دوزخی

اور تاویلات کی رکیک دلائل سے اپنے خودغرضانہ دعاوی کی تائید کرسکتا ہے محمد تومرت دلکش اقوال و افعال
سے مریدون کی تعداد بڑہاتا رہا جب اپنی صداقت و صلاحیت کا سکہ بٹہلا چکا۔ تو مراکو پہنچا عورتون کو خچرون
پر سوار کہیلے سنہ آتے جاتے دیکہا جو اس ملک کا عام دستور تہا۔ محمد بن تومرت کو یہہ بات خلاف شرع
معلوم ہوئی خچرون کو مار کر ہنکا دیا ایک عورت گر پڑی جو امیرالمسلمین کی لڑکی تہی اسلیے دربار سلطانی
مین حاضر کیا گیا۔ علماے مراکو کو مباحثہ مین مغلوب کیا۔ اور دربار مین ایسی پر زور وعظ کی کہ امیرالمسلمین
علی بن یوسف زار زار رونے لگا۔ مالک بن وہیب مآل اندیش زیرک وزیر تہا۔ اُس نے امیرالمسلمین
سے عرض کی کہ یہہ شخص انقلاب پسند ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بہانہ سے ملکی اقتدار حاصل کرنا
چاہتا ہے۔ اُسکو قتل یا قید کرنا مناسب ہے۔ مگر بعض وزرا نے تردید کی اور کہا کہ جس مجلس مین اُسکو
قتل یا قید کا حکم دینا شاہانہ استقلال کے برخلاف ہے ایک تنگدست فقیر سے خوف زدہ ہونا آپ
جیسے امیرالمسلمین کی شان کے برخلاف ہے بے سمجھ وزرا کا یہ جادو اثر کر گیا۔ اور محمد بن تومرت
کو عزت کے ساتہہ رخصت کیا۔ بلکہ اُس سے دُعاے خیر طلب کی۔ دربار سے نکلتے ہی رفقا کو
کہا کہ مالک بن وہیب کی موجودگی مین تمہارے لیے مراکو کا قیام خطرناک ہے۔ یہ سنکر سب وہان سے اغمات
اور پہر ایک دشوار گذار پہاڑ جبل تنمل پر ڈیرہ جا جماے اور جو جنگجو اور جاہل اقوام کا مسکن اور سوس
کے متصل تہا یہہ واقعہ ۵۱۴ھ ہجری المقدس کا ہے۔

یہان پر وہ لوگون کو وعظ سُناتا اور شرائع اسلام بتاتا اور موجودہ دول کی اطاعت خلاف شرع ظاہر
کرتا اون سے جنگ و جدل کرنے کی ہدایت کرتا رہا۔ خود سادہ اور نہایت کم قیمت پوشاک پہنتا ایک چپاتی
اور تہوڑے سے روغن زیتون پر گذارہ کرتا۔ عموماً صائم رہتا اسقدر زہد و ورع اور حمایت شرع کا جوش
دیکہکر خلق کثیر اوس کے ساتہہ ہوگئی جنکا نام موحدین رکہا اور بعض روایات کے حوالہ سے کہدیا کہ مہدی موعود
مغرب اقصی یعنی ملک مراکو مین ظاہر ہوتا ہے چونکہ سید حسینی محمد نام اور مدعی صلاح تہا دس مرید کہڑے
ہوگئے جنمین سے پہلا شخص عبدالمومن تہا انہون نے کہا کہ نشان مہدویت آپ کی ذات مین پائے جاتے
ہین اسلیے مہدی منتظر آپ ہی ہین اور امام مہدی کا خطاب دیکر بیعت عامہ کی گئی۔

اب امیرالمسلمین کی بہی آنکہین کہلین اور اپنی غفلت اور سہل انگاری پر پچہتایا۔ فوجین روانہ کین۔ مہدی مذکور نے
فتح و ظفر کی پیشینگوئی اور الہامی دعوون سے فوج کا دل بڑہا دیا جسنے شاہی فوجون کو ایسی شکست دی۔ کہ
مراکو کی دیوارون تک بہی آ اتار لیا اس فتح سے اُسکی مہدویت کا موحدین کو اور زیادہ یقین ہوگیا۔ اور شمالی افریقہ
کے ہر ایک حصہ سے جوق جوق لوگ آکر اُسکی بیعت کرنے لگے۔ اور ایک کتاب مرشد نام توحید مین اور اسیطرح

کہہ سکتے بہرحال اُس نے اسلام کی یہہ خدمت ضرور کی کہ مسلمانون کو سرفروش بنایا اور پرجوش سپاہیون کی طرح
لڑایا سنیگال سے لیکر کوہ پرنیز تک و بحیرۂ رقیانوس سے لیکر بحیرۂ شام تک تمام مسلمانون نے سر اطاعت
جہکایا اور یہی امر اسبات پر دلالت کرتاہے کہ محمد بن تومرت کے جانشین عام مسلمانون کے عقائد کی برخلاف نہ
تہے اور اگر کوئی جزوی اختلاف رکھتے تھے تو چندان متعصب تہے۔ محمد بن تومرت کو مہدی منتظر جانتے یہی بڑا
اختلاف تہا۔ جو عام مسلمانون کو بُرا معلوم ہوتا ہوگا اور سلطنت موحدین کے زوال کا یہی ایک سبب
ہوا۔

عبد المومن بانی سلطنت موحدین

عبد المومن نے سنہ ۵۴۱ ہجری تک مراکو کے علاقہ کو صاف کر لیا۔ خاندان مرابطین کے متعلقین کچھ
مارے گئے اور کچھ مطیع ہوگئے ہسپانیہ مین پھر طوائف الملوکی کا دورہ ہوگیا اور قومی اور ملکی فوائد کی
جگہہ ذاتیات کے لالچ مین پڑ گئے۔ غیر مفید علوم کے ورق گردانی سے الجنۃ تحت ظلال السیف پر تو وہ اعتقاد
صادق رہا نہ تہا۔ جو پرجوش طارق بن زیاد وغیرہ فاتحان سپین مین ہوتا تہا۔ دو صدیون سے افتراق
و نفاق کی مہلک مرض سپین پر چہائی ہوئی تہی حقیقی اتقاء و ورع سے محروم ہو چکے تہے عیاشی تن پرستی
مین محو تہے۔ اس لیے وہ اس قابل نرہے تہے کہ اپنی حفاظت آپ کرسکین امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے عیسائی
دست برد سے بچایا مگر سپین کے ملوک و امرا نے سہلے یوسف بن تاشفین کی آنکھین بند ہوتے ہی اسکے خاندان
پر زوال آگیا۔ اور سپین عیسایون کا شکارگاہ بن گیا۔ جس شہر یا علاقہ کو چاہتے شکار کر لیتے اور مسلمان حکام
اسلامی وقار کہو کر عیسائی گورنمنٹ کو اپنے استحکام کا باعث جانکر اسلامی جہتہ سے علیحدگی اختیار کر لیتے
بلکہ بعض دنیا پرست تو مسلمانون کے برخلاف تلوار اٹہاکر۔ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا کے مصداق بنتے ایسی حالت مین اہل سپین
کے دور اندیش علما اور دیندار مسلمانون نے دیکھا کہ ملک ہاتہہ سے جاتا ہے سپین مین کوئی اولو العزم پر
جوش نظر نہین آتا۔ جو مسلمانون کی عام سرپرستی کرسکے اور عیسایون کی دست برد سے بچا سکے انکی نگاہ
جدید سلطنت موحدین پر پڑی۔ اور عبد المومن کے پاس معزز علما کی سفارت بہیج کر درخواست امداد کی عبد
المومن نے اس موقعہ کو غنیمت سمجہا اور لشکر جرار فوراً سپین مین اتار دیا پہلے پہل تو ملوک طوائف سے
ہی مقابلہ پڑا جنکو پرجوش موحدین کے سامنے ہارنا پڑا اور اسیطرح عبد المومن کے چند سال ضائع ہوگئے
اور عیسایون نے میدان خالی پاکر سنہ ۵۴۲ ہجری مین شہر مریشا سہ۔ علاقہ جیان اور سنہ ۵۴۳ ہجری

مبتلا کر قتل کر دیا اور بقول ابن اثیر ستر ہزار مسلمان تہ تیغ کیے گئے جس تجویز سے اس شخص نے مخالفون سے ملک کو صاف کیا کبھی کسی کو یہہ تجویز نہین سوجھی اب جسقدر باقی رہے وہ اُس کے سچے خادم اور جان فروش تھے اور ایسے پر جوش مریدون کا لشکر جرار لے کر امیر المسلمین علی والی مراکو سے لڑنے چلا اس فوج کا سر عسکر عبد المومن تھا مراکو کی شاہی فوج سے ۵۲۴ھ ہجری تک کئی لڑائیان ہوتی رہین جنمین اکثر موحدین غالب رہے۔ اسی اثنا مین مہدی مذکور بیمار ہو کر مر گیا۔ اور عبد المومن کو اپنا خلیفہ مقرر کر گیا جسنے متواتر لڑائیون سے سلطنت مرابطین کو نابود کر دیا اور تمام مغرب کا سلطان اور سلطنت موحدین کا پہلا بادشاہ ہوا جس خاندان کی حکومت ۱۴۲ سال ۶۶۸ھ ہجری تک رہی۔

نفح الطیب مین لکھا ہے کہ سلطنت موحدین عظیم الشان اسلامی سلطنت تھی۔ اور مسلک خلفائے راشدین پر چلتے تھے۔ اور محمد بن تومرت کا سکہ چلاتے و خطبہ پڑھتے تھے۔ واقعی یہہ قیاس درست معلوم ہوتا ہے۔ محمد بن تومرت کے دعوی مہدویت اور ترقی کے وسائل غدر آمیز کو اگر قطع نظر کیا جائے تو سلطنت موحدین کی دیگر واقعات حمایت اسلام ہمین بہی سلاطین موحدین کی اسلامی عظمت تسلیم کرنی پر مجبور کرتے ہین سپین کو کوئی مستقل فایدہ نہ پہونچا جسکے وجوہات آگے بیان کیے جائینگے لیکن جنگی فتوحات سپین اور افریقہ سے عیسائیون کے نکالنے کا بہت بڑا کام نکلا۔ جو عبد المومن کی سچی اخوت اور حمیت اسلام کا کامل ثبوت ہے محمد بن تومرت خواہ مہدی منتظر نہ ہوا ور اُس نے کوئی حقیقی اصلاح بہی نہ کی ہو۔ لیکن اس مین شک نہین کہ جس جوش عملی کے ذریعہ خاندان مرابطین نے سلطنت حاصل کی اور جنگ کفار مین نام پیدا کیا تہا۔ وہ جوش اب مسلمین سپین کی بری صحبت یا نشہ سلطنت سے کم ہو گیا تہا۔ چنانچہ ۵۱۳ھ ہجری مین امیر المسلمین علی بن یوسف بن تاشفین سپین کے عیسائیون سے شکست کہا چکا تہا۔ گو اس شکست کا باعث انہین موحدین کی سرکشانہ بغاوتین تہین اور اس وجہ سے دلجمعی سے علی والی مراکو عیسائیون سے لڑ نہ سکا بلکہ سپین مین خود آ ہی نہ سکا۔ اُسکا بیٹا بہی غیر مفید لڑائیان کرتا رہا۔

مگر با اینہمہ محمد بن تومرت نے ایک جدید سلطنت کی بنیاد سے جسکو ساتہہ زیادہ تر رابطہ روحانی تہا اس عملی جوش کو قائم ہی نہین رکہا بلکہ اپنے دعوی مہدویت اور سنجیدہ افعال و حرکات سے اور زیادہ پر جوش بنا دیا اسلیے اگر بجائے مہدی کے اسکو شیخ طریقت کہا جاتا تو نہایت معذون ہوتا۔ ضرور اس کے فریب آمیز حرکات اسکو کسی مقدسانہ خطاب کے لائق نہین چہوڑتے اور کہنا پڑتا ہے کہ بعد کی نسلون مین اس فریبانہ پالیسی کو محمد بن تومرت کی کامیابیون نے زیادہ فروغ دیا۔ اور حقیقی امامت و کرامت کو مخدوش کر دیا چالاک خبطیون نے مذہب کو ایک آلہ جلب منافع بنا لیا ہم نے اُس کی کوئی تصنیف نہین دیکھی اسلیے اُس کے عقیدہ کی نسبت ہم کچھ نہین

کو فتح کرنا شروع کیا شاہ سسلی نے ۱۵۰ - ایک سو پچاس جہازات کا بیڑا روانہ کیا - اسلامی بیڑہ سے سخت لڑائی ہوئی مسلمان فتح یاب ہوئے اور سات جہاز عیسایون نے گرفتار کرلیے مہدیہ والے چھ ماہ کے بعد امان لیکر شہر سے نکل گئے جو سب کے سب سمندر مین ڈوب گئے اور شاہ سسلی کی اس کمینہ حرکت کا منتقم حقیقی نے انتقام لے لیا جو عبد المومن کی فتوحات سے گھبرا نہ ہو کر مسلمان رعایا سسلی پر قتل و غارت کا زلزلہ گرا گیا تھا - ۵۵۵ھ ہجری مین عبد المومن مہدیہ مین داخل ہوا اور بیس دن کے قیام کے بعد مہدیہ قدیم والی حسن بن علی کو حکومت دیکر مراکو چلا گیا - اور ۵۵۸ھ مین مرگیا - اُسکا بیٹا محمد جانشین ہوا جو جلدی ہی معزول کیا گیا - اور پھر دوسرا بیٹا یوسف امیر المومنین ہوا جو بقول ابن خلکان عالم جلیل فاضل نبیل کامل ادیب مورخ قاری اور قرآن مجید اور صحیح بخاری کا حافظ تھا -

یوسف بن عبد المومن

عبد المومن بھی عیسایون کو افریقہ سے نکال چکا تھا - مگر یوسف بن عبد المومن نے تو افریقہ کو بالکل ہی صاف کر دیا - اور حدود مصر سے لیکر سپین تک کامل تسلط جما لیا جب افریقہ کا قرار واقعی انتظام کر چکا تو ایک لاکھ سوار جرار لیکر ہسپانیہ مین داخل ہوا اور تمام اُن شہرون کو یکے بعد دیگرے عیسایون سے فتح کرنے لگا - جو کبھی مسلمانون سے لیے گئے تھے عیسایون نے کئی جگہہ جم کر مقابلہ کیا - مگر پر جوش موحدین کے سامنے کہین بھی لڑ نہ سکے اور شکست کھاتے کھاتے نوبت بایجا رسید کہ سوائے دار السلطنت ٹولیڈو کی سنگین دیوارون کی کوئی مامون و محفوظ جگہہ مل سکی اور بہادران مراکو کے آگے محصوری کے سوا کوئی چارہ نہ چل سکے استحکامات شہر نے غازیان اسلام کو بہت کچھ روکا اور کئی ماہ تک محاصرہ رہا یہہ وہ زمانہ تہا جبکہ شاہان یورپ سلطان نور الدین سے ملک شام مین شکست پاکر اور طرف مدد دینے کے قابل نہ رہے تہے - لیکن اولو العزم سلطان یوسف نے اس عرصہ مین دیگر امصار و بلاد مقبوضہ اذفونش کی فتح و غارت سے دار السلطنت ٹولیڈو کے بازو کاٹ دیے اور عیسائی طاقت کو زائل کر دیا - اب اذفونش کو سپاہ و رسد وغیرہ کی کمی ستانے لگی - اور سلطان یوسف کی بہادرانہ عزم بالجزم اور مجاہدانہ جوش نے حواس باختہ کر دیا صلح کی درخواست کی جو اذفونش کے ظالمانہ حرکات کے خیال سے نامنظور کی گئی - شہر مین پانی نہ رہا تھا لوگ پیاس سے مرے جاتے تھے کئی راتون کی متواتر گریہ و زاری سے اُس ذات باری تعالیٰ نے جسکے خزانہ رحمت سے مومن و مشرک گبر و ترسا دوست و دشمن وظیفہ خوار ہین باران رحمت کو نازل کیا جس سے شہر کے حوض اور تالاب بہر گئے اور محصورین کے حوصلے بڑہ گئے یوسف نے اسکو آسمانی امداد جانکر ضعیف الاعتقادی سے سات سالہ میعادی صلح کر لی ۵۶۵ھ ہجری مین ابن مردنیش مسلمان حاکم مشرقی سپین اور عیسایون نے ملکر سلطان یوسف کا مقابلہ کیا - ایک دو شکستون مین ہی عیسائی تو علیحدہ ہو گئے اور ابن مردنیش کو موت کے منہ چھوڑ گئے جس کی سزا مین ابن مردنیش کا ملک تہ و بالا ہو گیا اور

مین طرطوشہ مین اور اس کے تمام قلعہ اور آرا گون اور افراغہ فتح کر لیے اور مسلمانون کے خون کی ندیان بہا دین اور اسلامی تسلط کا نام و نشان مٹا دیا ۔ سنہ ۵۴۵ ہجری مین اذفونش شاہ ٹولیڈو نے چالیس ہزار سوار لیکر قرطبہ دار الخلافہ اسلام کا محاصرہ کر لیا ۔ یہہ وہی قرطبہ تہا کہ جس سے لاکہون جانباز نکلتے تہے اور جسکی ہیبت سے عام یورپ کانپتا تہا یا اب یہہ حالت ہوئی کہ دشمن کہلے بندون ہنستا اہٹاتے چلا آیا ۔ اور قرطبہ کو صرف اپنی ہی لوہا لاٹہہ فصیل پر سہارا کرنا پڑا ۔ اور سپین مین کوئی ایسا نظر نہ آتا تہا کہ کوئی اسکو اذفونش کی شمشیر خار اشگاف سے بچا سکے ایسی حالت مایوسی مین عبد المومن نے ابا ذکریا یحیے بن یرموز کو قرطبہ کے بچانے کے لیے روانہ کیا ۔ لیکن اذفونش نے تمام راستے روک رکہے تہے مگر ابن یرموز نے پہاڑون مین سے گذر کر قرطبہ کا متصلہ پہاڑ پر ڈیرہ جا لگایا اذفونش قرطبہ کا محاصرہ چہوڑ کر ابن یرموز کے مقابلہ کو چلا ۔ قرطبہ کے بہادر جنرل ایوب عمر سائب نے ابن یرموز کو قلعہ مین داخل کر لیا ۔ اور اذفونش مایوس ہو کر چلا گیا ۔ یہہ قرطبہ کا پہلا محاصرہ ہے جو تین ماہ تک رہا ۔ اب عیسائیون نے مسلمان سردارون کو موحدین کے برخلاف بہڑکانا شروع کیا ۔ نادان ملوک طوائف عیسائی چال مین آگئے ۔ اور عبد المومن سے لڑنے لگے عیسائی مدد کے بہانہ سے دخل در معقول دیگر مسلمانون مین کامل نفاق کا بیج بونے لگے ۔ مشرقی سپین کے حاکم ابن مردنیش کی مدد پر دس ہزار سوار روانہ کیے لیکن شکست کہائی اور تین ماہ کے محاصرہ کے بعد شہر قرمونہ موحدین نے لے لیا ۔ قحط اور دیگر مشکلات نے موحدین کو کوئی اعلی پیمانہ پر کارروائی نہ کرنے دی ۔ لیکن آیندہ عبد المومن کے بیٹے ابو سعید نے بہت کچھ پہرتی دکہائی ۔ شہر غرناطہ وہان کے حاکم میمون بن بدر اللمتونی نے عبد المومن کو دیدیا اور عیسائی امیدون کو ملا دیا ۔ اور بہی کئی شہرون کے مآل اندیش مسلمان حکام نے عبد المومن کی اطاعت اختیار کر کے ہماری جمعیت کو بڑہا دیا ۔ لیکن امیر ابراہیم اور اس کے داماد ابن مردنیش سے لڑائی ہوتی رہی جسمین پہلے تو موحدین کو شکست اور پہر فتح ہوئی ۔

عبد المومن کے عہد کا بہت بڑا کارنامہ فتح مہدیہ واقعہ طرابلس ہے ۔ یہہ ایک بہت بڑا شہر تہا ۔ سنہ ۳۰۲ ہجری عبید اللہ المہدی بانی سلطنت اسمعیلیہ مصر نے آباد کیا تہا ۔ اور عظیم الشان جنگی مرکز تصور ہوتا تہا عیسائیون کا زور دیکہکر مہدیہ کا والی حسن بن علی مراکو مین عبد المومن کے پاس چلا گیا تہا ۔ جسکا ذکر اس سے پہلے لکہا گیا ہے ۔

عبد المومن افریقہ کے درد انگیز اور مہدیہ کی تباہی کا حال سنکر زار زار رونے لگا تہا ۔ اور متواتر تین سال تک چڑہائی کی تیاری کرتا رہا ۔ سنہ ۵۵۴ ہجری مین ایک لاکہہ فوج لے کر بذریعہ جہازات روانہ ہوا ۔ اور ٹونس کو فتح کرتا ہوا آر دیلہ متصل مہدیہ جا اترا اور ایسے مضبوط شہر کے محاصرہ کو فضول جانکر دیگر امصار واقعہ طرابلس

گدہے ساٹھ ہزار زرہ ایک لاکھ ترتالیس ہزار خیمہ تھے سونے چاندی کی کچھ انتہا نہ تھی سلطان یعقوب نے خود کچھ نہ لیا مال
غنیمت مجاہدین پر بانٹ دیا دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ عیسائی بادشاہ چند آدمیون کے ساتھ بمشکل جان بچا کر
ٹولیڈو پہونچا سر منڈوا دیا اور تمام لذاید کو چھوڑ دیا قسم کھائی کہ جب تک سلطان کو شکست نہ دون گا نہ بچھونے پر لیٹون گا
اور عورت کے قریب جاؤن گا۔ اور نہ گھوڑی پر چڑھون گا۔ اور اس قسم کی پرجوش حرکات دکھائین کہ تھوڑی ہی مدت
مین فوج کثیر جمع کر لی۔ اور دوبارہ سلطان یعقوب کے گلے آپڑا۔ لیکن غازیون کی تلوار نے بدستور ہمان آتش در
در کاسہ کا نتیجہ دکھلا دیا۔ فتحمند ان نے تعاقب سے ہاتہ نہ اٹھایا۔ اور عیسائیون نے جاکر ٹولیڈو ہی مین دم لیا یعقوب
نے طویل اور شدید محاصرے سے قلعہ والون کا دم ناک مین کر دیا جبکہ محصورین کے لیے نجات رہائی کے سب
رستے مسدود ہو گئے تو اسلام کے رحیمانہ اصول سے کام لینا چاہا اور اپنے آپ کو سلطان کے رحم پر چھوڑ کر اپنی
جان ومال کو بچانا چاہا۔ کیونکہ انکو یقین تہا کہ یعقوب جیسا پابند شرع عالم سلطان کبھی درخواست ان کو رد نہین کر سکتا
اسلیے شاہ ٹولیڈو نے اپنی والدہ بیٹیون عورتون کا کمزور اور قابل رحم ڈپوٹیشن امیر المومنین یعقوب کی خدمت مین
روانہ کیا جسکا صاف یہہ مطلب تہا۔ کہ اب کوئی جنگی مرد لڑنے والا نہین رہا۔ شہر مین کوئی سکت نہین تاہم عورتین
حاضر ہین جو چاہو سلوک کرو شاہی خاندان کی یہ معزز بیکس بیگمات دربار سلطان کے حضور مین رو دینے
لگین۔ اور نہایت عجز والحاح سے طالب امان ہوئین امیر المسلمین جو رحم مجسم تہا ان شاہی خاندان کی عورتون
کی ایسی عاجزانہ حالت دیکھہ کر رو پڑا۔ اور اگرچہ اسکو اپنی فتح کا یقین کامل تہا اور ٹولیڈو کی فتح سے عیسائی طاقت
کا خاتمہ نظر آتا تہا لیکن ایسی کمزور اور بے پناہ عاجزانہ سفارت کا رد کرنا اسلامی جوانمردی سے بعید معلوم ہوا۔ اور
عورتون پر ہاتہ اٹھانا انسانی شرافت کے خلاف دکھائی دیا اس لیے ان عورات کی درخواست پر ٹولیڈو انکے ہی
قبضہ مین رہنے دیا اور محاصرہ اٹھا لیا۔ عیسائیون نے تو مطلب نکال لیا۔ لیکن مردانہ عادات اور اخلاقی
جرات پر بدنما دہبہ لگا لیا۔ ضرور امیر المسلمین نے ٹولیڈو بلکہ سپین کو کہو دیا۔ لیکن روز روشن کی طرح
دکھلا دیا کہ اسلام کے شیدا خلفائے بیکسون۔ مغلوبون عاجزون پر طاقت پاکر کسطرح رحم عفو فیاضی کا سلوک
بحکم خدا و رسول کرتے ہین۔ تاریخ نہین بتا سکتی کہ غیر مذہب کے کسی بادشاہ نے ایسے قدیمی خونخوار دشمن کے
ساتھ ایسا شریفانہ اور رحیمانہ برتاؤ کیا ہو۔ یعقوب یہہ فتح عظیم پاکر قرطبہ کو چلا آیا اور اسی جگہہ شاہ ٹولیڈو کا ایلچی
حاضر ہوا اور پنج سال کے لیے صلح قرار پائی اس فتح عظیمہ سے سپین مین اسلام کا ڈنکا بج گیا۔ شاعرون
نے قصائد فتح کے طومار باندھ لیے۔ اور یعقوب نے بہی عطیات وافرہ سے انکو مالا مال کر دیا ایک شاعر منفرد نے چار
بیت کا قصیدہ لکھا اور امیر المسلمین یعقوب نے فی شعر ایک ہزار دینار کی چالیس ہزار دینار انعام دی یعقوب عیسائی طاقت کا فیصلہ کر دیتا
لیکن خدا نفاق کا ناس کرے جو عربون کی طبیعت ثانی ہو چکی تہی افریقہ شمالی کی عربون نے بغاوت کر دی

فوج کثیر ضائع ہوئی ۵۶۷ھ ہجری مین ابن مردنیش مرگیا اولاد کو وصیت کر گیا۔ کہ عیسایون کی دوستی کا اعتبار نکرین اور سلطان یوسف کی اطاعت کرلین چنانچہ اظہار اطاعت پر سلطان یوسف نے کمال عزت کی اور تمام انکا موروثی علاقہ انہیں کے پاس رہنے دیا اور استحکام رابطہ کیلیے ابن مردنیش کی بیٹی سے شادی بہی کر لی ۵۷۰ھ مین شاہ سلسلی نے دو سال صلح کی اور ۵۸۰ھ مین مغربی سپین پر حملہ کیا وہین اسی سنہ مین بیمار ہوکر ماہ ربیع الاول ۵۸۰ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور جبل تمل واقعہ مراکو پر مہدی اور عبدالمومن کے پہلو مین دفن کیا گیا۔

یعقوب بن یوسف

یعقوب شریعت محمدی کا نہایت پابند تہا۔ علما کی قدر کرتا اور انکے مشورے پر چلتا حدود شرعی کو اپنے ملک مین خوب جاری کیا جس سے انکی سلطنت زیادہ ہر دل عزیز ہوگئی ۵۸۶ھ ہجری مین سپین کے عیسایون کو شکست دیکر چند شہر فتح کر لیے۔ شاہ ٹولیڈو جمع آوری فوج کے لیے وقت نکالنا چاہتا تہا اس لیے ۵ سال کے لیے صلح کرلی بڑی وجہ یہہ تہی کہ اسوقت تمام یورپ شام مین سلطان صلاح الدین سے زکین کہا رہا تہا اور شاہ ٹولیڈو کو کہین سے مدد کی امید نہ تہی۔ مگر جونہی فراہمی فوج کرچکا۔ اور یعقوب بہی مراکو پہونچ چکا۔ اسلامی علاقہ کو لوٹنا اور مسلمانون کو قتل اور عورتون بچون کو قید کرنا شروع کیا سلطان یعقوب یہہ عہد شکنی سنکر جل گیا فوج کثیر جمع کی۔ مگر عین روانگی کے وقت یعقوب ایسا بیمار ہوا کہ شاہی طبیب بہی مایوس ہوگئے اب افریقہ کے عرب اور بربر جو موقعہ طلب و انقلاب پسند طبائع رکہتے تہے تاخت و تاراج کرنے لگے شاہی فوجین تو بہی بغاوت فرو کرتی رہین اور شاہ ٹولیڈو خوب دل کہولکر سپین پر ہاتھ صاف کرتا رہا اور یہان تک حوصلہ بڑہا کہ سلطان یعقوب کو تہدید آمیز خط لکہا اور طعن و طنز دیکر علانیہ پیغام جنگ دیا۔ بہادر یعقوب فوراً فوج کثیر لیکر سپین پہنچگیا۔ عیسائیون نے دور دور سے ممالک یورپ سے فوجین منگوائی تہین یہہ وہی زمانہ تہا کہ عیسائی صلاحی شمشیر سے خوف زدہ ہو کر بیت المقدس کی آرزو فتح کو خواب و خیال سمجہہ چکے تہے اور صرف سپین کو ہی انتقام لینے کا میدان جانتے تہے۔

ارک کا جنگ عظیم

دونون فوجون کا مقابلہ قرطبہ کے شمال موضع ارک مین ۹ شعبان ۵۹۱ھ ہجری کو ہوا۔ عیسایون کے جوشیلے حملے اور مسلمانون کے متہورانہ مقابلہ کے سبب سے مسلمان بہ تعداد کثیر شہید ہوئے اور بہاگ نکلے مگر سلطان یعقوب و مشائخ موحدین کے استقلال و ہمت سے مسلمان لوٹ کر عیسایون پر حملہ آور ہوئے اور اسقدر شجاعت سے لڑے کہ عیسائی بہاگ گئے۔ ایک لاکہہ چالیس ہزار قتل اور تیس ہزار قید ہوئے مال غنیمت مین چہیاسی ہزار گہوڑے ایک لاکہہ خچر چار لاکھ

خاندان برباد ہوا تہا۔ انہی بواعث سے موحدین کا استیصال ہوا۔ باہمی کشت وخون اور عزل ونصب کا بازار گرم رہا۔ اس خاندان کے ۱۷ امیر ۶۶۷ھ ہجری تک گذرے ہین جو مہدی کا خطبہ پڑہتے اور سکہ چلاتے تہے مگر دسوین امیر ابوسعید ادریس نے مہدی کا سکہ وخطبہ اُڑا دیا اور تکذیب مہدی مین ایک کتاب تالیف کی یہ شخص زبردست عالم تہا۔ مگر ظالم بہی سخت تہا بلکو مغرب کا حجاج کہتے ہین صرف مشائخ موحدین مین سے ایک سو شیخ (عالم) قتل کئے مخالفون کو لاکہون تک مروا یا۔ ایک دن چار ہزار مسلمان قتل کر کے انکی سرون کو مراکو کی دیوارون سے ٹنکا دیا۔ یہہ ظالم ۶۳۰ھ ہجری مین مرا تہا۔

والیان ٹیونس

انہین موحدین کی ایک شاخ ٹیونس مین حکمران تہی محمد بن تومرت (المدعی انہ المہدی المنتظر) کا ایک خاص مصاحبین مین سے ایک ابوجعفر عمر الہنتاتی تہا جو عبدالمومن کا وزیر اور ولی عہد تہا۔ ولایت عہد تو عبدالمومن نے منسوخ کردی لیکن وزارت کا کام کرتا رہا۔ اسکے بعد اسکی اولاد عبدالمومن کے جانشینون کو وزیر وشیر رہی محمد نام کی کہ عہد حکومت مین ابوجعفر مذکور کے پوتے عبدالواحد نے ٹیونس پر مستقل قبضہ کر لیا۔ اور ۳۷۰ سال ۹۸۱ھ ہجری تک اسکی اولاد کے قبضہ مین رہا ۲۸ حکمران اس خاندان سے ہوئے جنہون نے عیسائیون سے کئی ایک معرکے کیے اس خاندان کا چراغ خاندان عثمانیہ نے گل کیا۔

بنی مرین

بنی مرین ایک بربری قبیلہ تہا۔ خانہ بدوش صحرانشین تہے۔ اور بہیڑ بکری چراتے اور یہی انکی کل کائنات تہی پہلے انکو گہوڑے پالنے کا شوق ہوا۔ اور ہوتے ہوتے شاہ سوار بن گئے اور موحدین کی جنگی خدمت کرنے لگے۔ چونکہ سرزمین بربر مین اسیطرح ایک جنگی قوم مرابطین اور یہہ دروشانہ گروہ موحدین کا اسی اتفاق سے شاہ مغرب بن چکا تہا۔ اس لیے یہ کثیر التعداد قوم بہی رئیسانہ خیال پکانے لگی۔ سلطان یعقوب کے عہد تک فوجی خدمات سے جنگی حوصلہ بڑہ گیا۔ اور اپنا ایک رئیس محمد بن ابوبکر بنا لیا۔ جو ۵۹۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا عبدالحق ۶۱۴ھ تک رئیس قوم رہا اور اپنی طاقت بڑہاتا رہا۔ امیر محمد ناصر بن یعقوب ۶۱۶ھ مین مرا اور سلطنت موحدین کا شیرازہ کہلا۔ کئی ایک خود مختار حاکم بنگئے اور عبدالحق مذکور کی جانشین فرزند عثمان نے ۶۳۰ھ ہجری تک سلاطین موحدین سے لڑ لڑ کر کئی ایک قبائل کو اپنے ماتحت کر لیا ادہر سلطنت موحدین روز بروز زوال آتا گیا ادہر بنی مرین کی قوت بڑہتی رہی عثمان کا بیٹا محمد ۶۴۳ھ ہجری تک اور اسکا بہائی

اور قوم مرابطین کا ایک سردار باغی ہوگیا ۔ اس لیے یعقوب کو واپس مراکو آنا پڑا ۔ اور بغاوت کو فرو کیا مگر عیسائیون کو پر و بال نکالنے کا موقعہ ملگیا۔

لطیفہ

حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی رضی اللہ تعالی عنہ فتوحات مین لکہتے ہین کہ مین ۵۹۱ھ مین شہر فاس مین تہا اس لشکر موحدین کو دیکہکر ایک مرد خدا ولی اللہ نے کہا کہ خدا تعالی نے اس لشکر کی فتح کا ذکر ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا " مین فرمایا ہے اور لفظ فتحا مبینا سے بشارت فتح نکلتی ہے مبینا کا الف چہوڑ کر حساب کرین فَتْحًا ۔ مُّبِينًا ۔ بحساب ابجد ۵۹۱ھ نکلتے ہین یہ اس ولی اللہ کا الہام تہا جسکے مطابق موحدین کو یہہ فتح عظیم حاصل ہوی یعقوب بعمر ۴۸ سال ۵۹۵ھ مین فوت ہوا ۔ بقول شریف غرناطی ابن خلکان کا یہہ خیال غلط ہے کہ یعقوب کی قبر ملک شام مین ہے ۔ یعقوب شریعت حقہ کا نہایت پابند اور تعمیل احکام شرعی مین ہمیشہ سر بخم تہا گو اسکا ذاتی معاملہ ہی کیون نہ ہو ۔ اس سلطان کی تعریف مین تاریخین بہری پڑی ہین۔

محمد بن یعقوب اور جنگ عقاب

یعقوب کے بعد اسکا بیٹا محمد ملقب ناصر سلطان مراکو ہوا ۔ جو انیس سالہ نوجوان ناتجربہ کار تہا ۔ باپ کے امراء اور سپین کے مشہور بہادرون کو بے عزت و قتل کرنے لگا اور مشائخ موحدین کو جو سلطنت کی جان تہے ۔ اپنے اطوار ناشائستہ سے دل شکستہ کر دیا ۔ عیسائی جو موقعہ کے انتظار مین تہے بہ تحریک پوپ روم بہ جمعیت کثیر بیکر اسلامی علاقہ پر چڑہ آئے امیر محمد ناصر بہی چھ لاکہہ فوج لیکر مقابلہ کو چلا اور فوج کی کثرت پر مغرور ہوکر باپ دادے کے دستور جنگی کو چہوڑ دیا اور ایسے غرور سے ذلیل ہوا ۔ مقام عقاب پر ماہ صفر ۶۰۹ھ ہجری مین لڑائی ہوئی اور عیسائیون نے فتح پائی چھ لاکہہ مسلمانون مین مشکل ایک ہزار مسلمان امیر محمد ناصر کے ساتھ سلامت میدان سے واپس گئے یہ شکست سپین مراکو وغیرہ ممالک مغرب کے لیے سخت حادثہ تہا ۔ آج تک ایسی سخت نقصان رسان شکست کبہی مسلمانون نے عیسائیون سے نہین کہائی تہی عیسائیون نے بہت سے شہر اور قلعے مسلمانون سے لے لیے ۔ اس شکست نے سپین ہی مین نہین بلکہ مراکو مین بہی سلطنت موحدین کو نقصان پہنچا دیا ۔ کئی ایک باغی و سرکش کہڑے ہوگئے ۔ ایک نیا حریف خاندان بنی مرین مدعی سلطنت بن گیا ۔ اور امیر محمد ناصر ۶۱۰ھ ہجری مین فوت ہوگیا ۔ اور خاندان عبد المومن مین فساد پڑ گیا ۔ اور جن اسباب نے یوسف بن تاشفین کا

یورپ کی یہ امداد زیادہ تر اس وجہ سے تھی کہ کہیں مسلمان سرزمین سپین سے نکل کر فرانس وغیرہ ممالک یورپ مین
قدم نہ رکھیں اور یہ انکا خیال غلط بھی نہ تھا۔ موسیٰ بن نصیر فاتحہ سپین کے الفاظ اب تک تاریخ کے صفحون پر سونے کے
سنہری حرفون سے لکھے ہوئے موجود تھے عبدالرحمان داخل اور عبدالرحمان ثالث کی اولوالعزمیان ابھی بھولی
نہین تھین منصور کی فتوحات کا ناسور ابھی مندمل نہین ہوا تھا۔ پس یورپ نے یہ سوچ رکھا تھا کہ سپین کی
شمالی ریاستین اسلامی حملات کیلئے سد شدید ہو گئین اور سپین کی اسلامی طاقت کا زوال کم سے کم یورپ کیلئے فراغ
خاطر کا باعث رہیگا اور واقعی دور اندیش اہل فرنگ کی تدبیر درست نکلی اسی کامیاب تجربہ کو یورپ نے مشرقی ممالک
مین وسیع کر دیا خصوصًا ترقی سے عیسائی صوبجات کی علیحدگی اور خودمختاری دلا کر ترکی کو مضمحل کیا گیا ہے۔ یہ تجربہ
سپین سے سیکھا ہے یورپ جو حالات سلف سے مفید سبق لیتی ہے۔ اور تاریخ کو بطور افسانہ نہین بلکہ پولیٹکل
معلومات کے بڑھانے اور ملکی و سیاسی تدابیر حاصل کرنے کے لیے پڑھتے ہین انھون نے عروج اسلام
کے عہد سے ایسے سبق حاصل کر لیے ہین کہ جنکی تعمیل سے آج روئے زمین کے ٹھیکہ دار بن رہے ہین۔ افسوس
کہ تاریخ جسکے موجد مسلمان ہی تھے آج مسلمانون مین مفقود ہے اور یورپ جو فن تاریخ مین مسلمانون کا شاگرد
تھا۔ آج مورخانہ کمال مین مفید تصانیف کے ذریعہ عیسائی طاقت کو معراج پر پہنچا رہا ہے۔

پس ظاہر ہو گیا کہ یورپ والے جو سپین کے شمالی عیسائیون کو مدد دیتے تھے درحقیقت وہ اپنا بچاؤ کرتے تھے اور ہر ایک
وہین و اختلال کے موقعہ پر تاک مین تھے پاؤن مارتے رہے اب جبکہ خاندان خلافت تباہ ہو چکا اور بجائے جلال تک
کوئی عبدالرحمان یا منصور نہ نکلا بلکہ واحد طاقت کی جگہہ ۱۵ آخود غرض لالچی شہوت پرست سپین کے مالک بنگئے
اور آپس مین ہی کٹ مرنے لگے بلکہ عیسائیون کی مدد سے بعض مسلمان حکام استحکام سلطنت کرنے لگے جنھون
نے اسطرح خود بھی مسلمانون کو تہ تیغ کیا۔ اور اپنے محسن دوستون کو بھی تباہ کیا۔ انکی یہی شاہ طلیطلہ کا اسطرح
استیصال ہوا عیسائی ملازمون اور دوستون نے اسلامی فوج کو کمزور کیا۔ اور پھر تمام علاقہ کو دبا کر طلیطلہ کو طویل
محاصرہ کے بعد لے لیا جو عیسائیون کے استقلال کا پہلا زینہ تھا۔ طلیطلہ پر مرابطین اور موحدین نے سخت حملے
کیے لیکن فتح نہ کر سکے اور آج عیسائیون نے محض رعب و دہشت سے خالی کرا لیا۔ مسلمان رعایا یا قتل کی گئی یا عیسائی بنالی
گئی البتہ پیچھے مسلمان حاکم کو اُس کے عوض ایک اور شہر دیا گیا۔ اسطرح مشرقی و وسطی و غربی اندلس کے لیے شہر صلح و جنگ
حکمت و تدبیر سے عیسائی چھین رہے تھے کہ یوسف بن تاشفین نے میدان زلاقہ جیت کر عیسائی ترقی کو مسدود اور متزلزل کر دیا
مراکو مین چونکہ ابھی سلطنت مرابطین جدید ہی قائم ہوئی تھی اور افریقہ کے عرب و بربر شورہ پشت تھے اس لیے یوسف بن
تاشفین سپین مین مستقل طور سے لڑ سکا اور نہ ہی عیسائی طاقت کا قلع قمع کر سکا مگر یوسف بن تاشفین کے مرتے ہی
مراکو مین محمد بن تومرت (مہدی) کا جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ اور سپین کے موقعہ طلب عیسائیون نے فائدہ اٹھا لیا

ہوتے ہوئے ۶۶۵ھ ہجری تک سلاطین موحدین کو زک دیتے رہے اور ملک بڑھاتے رہے اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق
نے خاص مراکو ۶۶۷ھ ہجری کو فتح کر لیا۔ اور موحدین کا اخیر سلطان واثق قتل ہوا۔ اور یعقوب بن عبدالحق کل
شمالی افریقہ کا واحد خود مختار حکمران تسلیم کیا گیا۔

عیسایون کی ترقی

ہم پہلے ذکر کر آئے ہین کہ ابتدائے فاتحان سپین کی تلوار نے سپین کے عیسایون کو ایسا خوف زدہ کر دیا کہ بارہ
ہزار کی جمعیت کے ساتھ طارق نے شاہ سپین کی آٹھ گنا فوج کو شکست دیکر طلیطلہ (ٹولیڈو) جیسے حصن حصین
کو جسمین ۲۰ تاجدار حکمران رہ چکے تھے۔ اور عیسیٰ اور سلیمان علیہما السلام بھی یہان قدم رنجہ فرما چکے تھے
بلا مزاحمت فتح کر لیا۔ اور موسیٰ بن نصیر ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ یورپ کی فتح کے لیے تیار ہو گیا۔ عیسائی یا
تو ذمی ہو کر مطیع ہو گئے یا سپین سے بھاگ گئے ایک چھوٹی سی جماعت ۳۰ یا ۴۰ آدمیون کی پہاڑ کی غار مین سپین
کا خیال لیے بیٹھی رہی جسکی تعداد نے مسلمان فاتحون کو انکی بیخ کنی کی طرف توجہ نہ دلائی اس جماعت کے ذریعہ
مسلمانون کی عیسائی رعایا مین خیالات بغاوت پھیلتے رہے اور فرانسیسی بھی وقتاً فوقتاً ایسے لوگون کو مدد دیتے
رہے۔ عبدالرحمن ثالث خلیفہ اعظم نے اس قدر زور پکڑا کہ سپین کے سرکش عیسائی ہی نہین بلکہ اس اولوالعزم
سلطان سے تمام یورپ کانپ اٹھا اور اسکی دوستی اور خوشنودی پر ہی اپنی حیات کا مدار سمجھا سپین کے
عیسایون نے بھی خلیفہ اعظم کے باجگذار خدمت گذار بن کر اپنی جان بچالی خلیفہ اعظم کی وفات کے بعد سپین کے
عیسایون نے یورپ کی پشت گرمی سے پھر سر اٹھایا۔ اور بیوفائی اور بدعہدی سے مسلمانون کو ستایا
کہ خدا نے وزیر منصور کو مجاہد فی سبیل اللہ بنایا۔ جسنے یورپ خصوصاً پوپ روم کی امیدون کو خاک مین ملا کر اپنا
تسلط جما لیا۔ کہ عیسائی سردار منصور کے مخالف عیسایون سے لڑتے اور اسطرح منصور کی رضامندی
حاصل کرتے رہے۔ منصور کی وفات کے بعد اس قدر فساد پڑا کہ مسلمانون نے اپنے ہی خلفاء کی گردنین
اتارنی جہاد اکبر سمجھ لیا۔ اور آئے دن کے عزل و نصب نے سلطنت بنی امیہ کو گرا دیا اور ایک خلیفہ کی جگہہ
پندرہ خلیفۃ اللہ امیر المومنین بن بیٹھے اور آپس مین چھری کٹاری ہونے لگے نفاق و افتراق حسد
و بغض سے ایک دوسرے سے ملک چھیننے لگے اور سپین ہو بہو جسکی لاٹھی اسکی بھینس کا نقشہ
بن گیا۔ اور یہ حالت کوئی پچاس سال تک رہی عیسائی جو ہمیشہ بہادران اسلام کے تاخت و تاراج کی تختہ مشق
رہتے تھے اور پنپنے نہ پاتے تھے اس فرصت کے زمانہ مین سپین کی شمالی عیسائی ریاستین جو محض خلیفہ اعظم
اور خلیفہ منصور کی رحم دلی سے معرض ہستی پر رہ گئی تھین خاصی جنگجو ہو گئین جنگجو یورپ سے بھی مدد پہونچ گئی۔

کوئی زرک تازہ نہ نکلا جو سپین کی خبر لیتا یہ مسلمانون کا تو یہہ حال تہا۔ کہ ہر ایک خاندان تخت سلطنت کا خواہان
تہا اور امیر المسلمین بننے کی آرزو ہر ایک زبردست قبیلہ کے لیڈر کے دماغ مین سما رہی تہی اور ادہر عیسایون
کے مذہبی اور پولیٹیکل باگ ایک واحد شخص کے ہاتہ مین تہی جسکے اشارے پر جنوبی اور وسطی یورپ چلتی تہی
اور جسکے ارشاد کی تعمیل اور عدم تعمیل کو نجات اور عذاب کا باعث جانتے تہے یہ مقدس اور معزز شخص پوپ معدوم تہا جب
کبہی عیسایون نے مسلمانون سے زک کہائی اور اوسان خطا ہوے پوپ نے تازہ امداد بہیجکر ہمت بند ہوا دی
اور چونکہ سپین کے مسلمانون کا ادبار یورپ کی سلامتی و اقبال کا نشان تہا اس لیے بطور خود بہی عیسائی جو کہ صلیبی
لڑائیون مین حصہ لیتے تہے اور یہ وہ زمانہ تہا۔ کہ عیسائی مشرق کا فیصلہ کر چکے تہے خاندان صلاح الدین مرحوم
برباد ہو چکا تہا۔ اور دمیاط جیسے بندرگاہ پر صلیب کا نشان لہرا چکا تہا۔ اور بیت المقدس مین بہی تثلیث کے گیت
گائے جا چکے تہے عیسایون کی ایشیائی ترقی کو تاتاریون کے خونخوار طوفان نے روک دیا تہا۔ اب صرف ایک سپین
ہی تہا جہان عیسایونکو اظہار تعصب کا موقعہ مل سکتا تہا انکی شاہی طاقت کو مرابطین اور موحدین دونون تسلیم کیے
تہے گو مسلمان مورخ عیسایون کو آخیر دم تک طاغیہ باغیہ ہی لکہتے رہے۔ موحدین کے عہد زوال مین شاہے
شاہنشاہ سپین مین گئی۔ جون جون علاقہ عیسایون کے قبضہ مین آتا گیا مسلمان جلاوطن یا عیسائی کئے جاتے
رہے اور مسلمانون کو دہکیل دہکیل کر ایک مختصر سے علاقہ مین بند کر دیا جسکا دار السلطنۃ غرناطہ تہا یہی تجربہ
اب مسلمانان ترکی پر استعمال کیا جاتا ہے کہ رومانیا۔ سرویا۔ ہرزیگوینا۔ بوسینا۔ بلگیریا۔ صوبجات ترکی اور روم ا
کے مسلمان دم توڑ رہے ہین۔

سپین مین طوائف الملوک تو نفاق اور قومی بیوفائی کی سزا بہگت کر عیسایون کے ہاتہ سے تباہ ہو چکے تہے صرف
ایک دو خاندان رہ گئے تہے جنکو عیسائی ہمیشہ برسرپیکار رکہتے اور مدد کے بہانے سے کوئی نہ کوئی شہر چہین لیتے غرناطہ
کی حکومت بنو احمر کے ہاتہ تہی جو حضرت سعد بن عبادہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تہا اسوقت
بنی احمر کا امیر محمد بن نصر تہا اسکا دوسرا رقیب سپین مین ابن ہود تہا۔ ان دونون مین لگاتار فساد اور کشت
خون رہتا تہا۔ عیسایون نے ابن ہود کو اپنی دوستی کے سبز باغ دکہانے شروع کیے اور ابن احمر کی روک تہام کے لیے دہوکہ
سے تیس نہایت مضبوط اور مستحکم قلعہ لے لیے ابن ہود عیسائی حمایت مین چلا گیا۔ اور مسلمانون کو جو اس سے کم وبیش
ہمدردی تہی کہو گیا۔ اور بدنیر کے ہاتھ سے ہاتہ سے قتل ہو گیا پہلا عیسایون نے اوسکے خاندان کی کیا۔ دکرتی
تہی جہٹ انتظام کے بہانے سے ابن ہود کے اکثر علاقہ کو ہضم کر لیا جب ابن ہود کو اللہ جل شانہ کے فرمان "الذین یتخذون

الکافرین اولیا من دون المؤمنین ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا" ترجمہ :- ۵ سورۃ جو لوگ
مسلمانون کو چہوڑ کر کافرون سے دوستی کرتے ہین اس امید پر کہ ان سے فائدہ اور عزت ہو اور کسی وقت کام دینگے یہ تمام باتین عزت وغیرہ کی خدا کے
ہاتہ مین کفار سے کچہ فائدہ نہین ہوگا۔ صوفی

اور کئی شہر لے لیے حتیٰ کہ دار الخلافہ قرطبہ پر بہی حملہ کیا گیا۔ عبد المومن کے حملات نے قرطبہ کو اُسوقت تو بچا لیا اور کئی شہر بہی لے لیے۔ لیکن عیسائی گورنمنٹ کو کچہ زیادہ نقصان نہ پہونچا سکا۔ ہان اُسکے بہادر بیٹے اور پوتے نے سپین کی عیسائی طاقت کو اس قدر پامال کیا کہ عیسائی شکست یافتہ بادشاہ کو طلیطلہ کی لوہا لاٹہہ فصیل کے سوا کوئی نہ بچا سکا ممکن ہے کہ طلیطلہ کی حصانت بہی مانع فتح ہوئی ہو۔ اور بقول مورخین سلطان کو نزول باران سے تائید آسمانی کا خیال پیدا ہوا ہو اور سلطان یعقوب کو شاہی خاندان کی عورتون پر بہی رحم آیا ہو۔ لیکن بات یہہ ہے کہ وہ مراکو سے زیادہ عرصہ غیر حاضر نہین رہ سکتے تہے اس لیے طویل محاصرہ نہین کر سکتے تہے جس سے طلیطلہ نے دونون دفعہ حالت نزع سے تازہ زندگی حاصل کی اور آیندہ مسلمانان سپین کا سوہان روح بنا۔

محمد بن ناصر یعقوب کو جنگ عقاب مین ایسی بہاری شکست ہوئی کہ چہ لاکہہ مسلمانون مین سے صرف ایک ہزار بچے اور جب شکست پاکر بہی عیسائی بڑہتے ہی رہے تہے تو اب فتح عظیمہ کی صورت مین انکی ترقی مین کیا شکل تہی ادہر محمد ناصر کے مرنے سے موحدین مین چل گئی اور پچاس سال یہی حالت رہی جبتک ۶۶۸ھ ہجری مین بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبد الحق نے مراکو فتح نہ کر لیا۔ سپین کے مسلمان تو کئی صدیون سے غیرون کی امداد کے بہروسہ جیتے تہے نہ انہین اسلامی غیرت تہی۔ نہ ایمانی حمیت انما المومنون اخوۃ کی جگہہ انما المشرکون اخوۃ پر عمل کرتے تہے مسلمانون کو چہوڑ کر عیسائیون کو مدد دیتے تہے مسلمانون کا گلا کاٹتے تہے اور آپس مین لڑتے تہے اور باہمی رقابت کے خیال سے عیسائیون کو بلا جنگ وجدال مفید اور مضبوط قلعہ شہر دیدیتے تہے اب جونہی افریقہ کے مجاہدین کی آمد بند ہوئی عیسائیون نے تمام سپین کو فتح کر لیا خاص دار الخلافہ قرطبہ ۶۳۳ھ مین لیا گیا۔ لوٹ مار قتل و قید سے جو جو مصیبتین مسلمانون کو پیش آئین اُنکو سنکر سنگدل سے سنگدل شخص بہی بلا خون روئے نہین رہ سکتا جسکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین ہے سپین کے مسلمان تو زندہ درگور ہو چکے تہے اہل مراکو مین بہی کوئی ضبط و انتظام نہ تہا ابہی ایک خاندان پیدا ہوا نہین کہ ساتہہ ہی مفسد مخالف ظاہر ہو گئے ہین اور افریقہ کے اس مفسد مادہ نے نہ تو مرابطین کو ٹکنے دیا اور چالیس سال کی مدت قلیل مین ہی اُنکی سطوت وجرأت کو کہو دیا محمد بن تومرت (مہدی) نے جائز و ناجائز تدابیر سے جدت ارادت کا جوش بہر کر ایک جمہوری سلطنت کی بنیاد رکہی جسکو عبد المومن نے موروثی سے بدل دیا عبد المومن کا زیادہ وقت اپنی جدید سلطنت کے انتظام مین گذرا اُسکے بیٹے اور پوتے نے سپین مین اعلیٰ درجہ کی اسلامی خدمات کین اور عیسائی طاقت کا قریبًا خاتمہ کر دیا۔ افسوس کہ یہہ مانہ شجاعت بہی چالیس سال تک نہ پہونچ سکا اور افریقہ کی سرکش اقوام نے بغاوتین شروع کر دین اور آخر موحدین کو بہی وہی روز بد دیکہنا پڑا جو مرابطین نے دیکہا تہا۔ کئی سال تک افریقہ سے

تھا کہ جنپر مقابل اقوام کا کبھی اثر نہ پڑا) تھا۔
ہان ہندوستان ایک بات مین سپین سے ممتاز ہے کہ سپین کو اُن لوگون نے مسلمانون سے لیا جو اپنے آپکو
گاتھہ عیسایون کے وارث جانتے تھے اور صدیون تک مسلمانون سے دست بہ شمشیر رہ چکے تھا اسلیے انہون نے قابو پاکر
مسلمانون پر ہر ایک ظلم روا رکھا اور ہندوستان مین ایسی قوم اسلامی گورنمنٹ کی جانشین ہوی جسکو ہندوستان کے
فاتح مسلمانون سے سپین کے عیسایون کی طرح کوئی کینہ نہ تھا اس لیے سپین کی طرح ہندوستان کے مسلمانون
کو اُن تکالیف کا سامنا نہ ہوا جو ہندوستان کے مفتوح اقوام مرہٹہ وغیرہ سے ہوتا

حملات بنی مرین

اہل غرناطہ کی سفارت کی درخواست منظور کرکے سلطان یعقوب نے پہلا حملہ ۶۷۳ ہجری مین سپین پر کیا اور
عیسایون کو شکست دی دوسرا حملہ ۶۷۶ ہجری مین کیا۔ اس دفعہ سلطان بغرض حصول ثواب جہاد خود سپہ
سالار تھا۔ ابن احمر والی غرناطہ اور ابو محمد والی مالقہ بھی سلطان کے پاس حاضر ہوے لیکن سلطان نے انکی باہمی
عداوت اور پھوٹ دیکھکر ایسے منافق اشخاص کو فوج کے ساتھہ رکھکر برا نمونہ دکھانا مناسب خیال نہ کیا اور دونو
کو اپنے اپنے علاقون کو واپس کردیا عیسایون نے بھی اجماع سے ۵ زمین شش شد آسمان گشت ہشت
کا نقشہ جما دیا لڑائی شروع ہوی عیسایون نے قومی جنگ کا خوب حق ادا کیا۔ اور اظہار مردانگی مین کچھ کسر باقی
نرکھی لیکن جنت الفردوس زیر سایہ شمشیرست پر ایمان رکھنے والے مجاہدین بازی لے گئے اور عیسائی بھاگ نکلے
انکا بہادر اور قوم کا فخر سپہ سالار ذوقنہ میدان جنگ مین غازیون کی شمشیر جنگ کا طعمہ ہوا۔ چالیس ہزار عیسائی مارے
گئے۔ اور ۷۸۰۳ قید اور باقی بھاگ گئے کروڑون کا مال غنیمت ہاتھہ لگا۔ جنگ عقاب واقعہ ۶۰۹ ہجری کے
بعد یہہ پہلا موقعہ ہے کہ مسلمانون نے عیسایون پر فتح عظیم حاصل کی اس فتح سے شہر رندہ۔ جزیرہ خضرا۔
طریف جبل طارق پر بنی مرین کا قبضہ ہوگیا اس بڑہتی طاقت کو دیکھہ کر عیسائی گھبرائے اور جانتے تھے کہ
مراکو کے جانباز بہادرون کا سپین مقابلہ نہین کرسکتا۔ اور مرابطین اور موحدین کی تلوار دانے فیصلہ کردیا
تھا کہ سپین کے عیسائی گورنمنٹ کو یورپ سے خواہ کس قدر امداد دی جائے مراکو کے جفاکش بہادر پابند احکام
اسلام غازیون سے کوئی نجات نہین دلاسکتا۔ مراکو کے ان دونون شاہی خاندانون کو افریقہ کے
خانگی جھگڑون نے آرام نہ لینے دیا ورنہ وہ فیصلہ کردیتے اس لیے اس دفعہ عیسائی گورنمنٹ نے مسلمانون کی
پھوٹ سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ سلطان یعقوب کی اس فتح سے ابن احمر والی غرناطہ کو شک پیدا ہوا دہ جانتا
تھا۔ کہ سپین مین صرف اُسی کا کوس لمن الملکی بجے اور لیاقت و طاقت بھی نہین اسنے خیال کیا کہ بنی مرین

کے عدمل حکمی کا نتیجہ مل چکا تہا اور عیسایون کی خود غرضی دوستی اُس کے کچہ کام نہ آسکی اور عیسایون کو ابن ہود کی طرف سے فراغت ہو چکی تو اب ابن احمر کے فکر مین پڑے ابن احمر نے بہی بعض جنگی مقامات دیکر پیچہا چہڑانا چاہا چند روز کے لیے چہوڑا یا مگر عیسائی تو اِس کانٹے کو نکالنا چاہتے تہے کہ ۶۷۲ھ ہجری مین ابن احمر مر گیا۔ اور اسکا بیٹا محمد الفقیہہ والی غرناطہ ہوا۔ اس نے دیکہا کہ عیسائی ہماری محکومی پر قناعت نہین کرتے۔ تہدید۔ تحفہ۔ خراج۔ کوئی شے اُنکے تعصب کو نہین روک سکتی اسلیے ناچار سفارت بطلب امداد سلطان یعقوب بن عبد الحق مرینی والی مراکو کے پاس افریقہ بہیجدی جسنے کئی ایک حملے سپین پر کئے عیسایون کا زور ٹوٹ تو گیا البتہ بنی مرین کے حملات کی وجہ سے ۲۳۰ سال اور مسلمان سپین کی ہوا کہاتے رہے۔

سپین جسطرح ابتدائے فتوحات مین ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے مشابہ ہے اسطرح زوال مین بہی مشابہت رکہتا ہے امیہ کے عہد مین سپین اور ہندوستان مین فتوحات شروع ہوئین سپین کا بہادر منصور ۳۹۲ھ ہجری مین فوت ہوا اور سپین کا زوال شروع ہوا اسی سال سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان پر حملات شروع ہوئے اور جون جون سپین مین سلطنت اسلامی کو ضعف آتا گیا اوسیقدر ہندوستان مین اسلام کا زور بڑہتا گیا ۱۰۰۰ھ ہجری مین سپین کے مسلمانون کو جلاوطن یا مقتول۔ عیسائی ہونا پڑا اور یہی سال ہندوستان کے کمال عروج کا تہا۔ جبکہ جلال الدین اکبر تخت ہندوستان پر جلوہ افروز تہا۔ سلطنت بنی امیہ کے زوال پر جسطرح خانہ جنگیان ہوئین اور طوائف الملوکی کا زور ہوا۔ اور سپین کے مسلمانون پر بے حمیتی اور بزدلی چہا گئی اور بار بار مجاہدین افریقہ کی طرف ہی دیکہنے لگے اور خود بے دست و پا ہوگئے یہی حال اخیر عہد مغلیہ مین ہندوستان کے مسلمانون کا تہا۔ ہندوستان کی مفتوح قوم ہنود و مرہٹون نے مسلمانون کو قتل و غارت سے ہاتہہ رنگنے شروع کیئے اور بے حمیت مسلمان ابراہیم خان کاردی جیسے مرہٹون کے مددگار بن گئے۔

ہندوستان کے مسلمان طوائف ملوک ہر ایک اپنی ہی خیر منانے لگا۔ اور مسلمانان ہندوستان کے گناہ بہادران افغانستان پر پڑے اور جو فضیلت جہاد مسلمانان مراکو کو حاصل ہوتی رہی وہی غازیان افغانستان کو نصیب ہوئی۔ غازی احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ نے چند حملات سے اسلامی شوکت کو از سر نو ہندوستان مین تازہ کر دیا اور مشہور معرکہ پانی پت پر داد جہاد دیکر مرہٹون کی تین لاکہ فوج کو تہ تیغ کر کے مرہٹون کی خیالات شاہنشاہی ہند کو ملیامیٹ کر کے ایک تیسری خوش قسمت قوم کے لیے میدان صاف کر دیا۔

اور جو فضل سلاطین مرابطین اور موحدین سے سپین مین ہوئی تہی وہی احمد شاہ غازی سے ہوئی بربری اور افغانی فاتحین نے سپین اور ہندوستان کے کمزور اور بے غیرت طوائف الملوکی کا حکومت مین ہاتہہ رہنے دیا حالانکہ یہہ فاسد مادہ قابل اخراج تہا۔ اور اُسکی جگہہ جدید پرجوش بربری اور افغانی قوم کا زور بڑہتا تا

خوان و عظین کی آتش بار تقریرون نے مسلمانون مین جانبازی کا جوش بہر دیا جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ عیسائی بُرے کو شکست ہوئی کئی ہلاک ہوئے کئی اور کئی غرق یا گرفتار کیے گئے سپاہ سالار اسلام امیر یوسف بن یعقوب یہہ بحری فتح پاکر اندلس مین داخل ہوا اور چاہا کہ منافق ابن احمر کا فیصلہ کرے اور کچہ مدت کے لیے عیسائیون سے صلح کر لی۔ عیسائی خدا سے چاہتی تھی کہ کسی طرح یہ بلا ٹل جائے فوراً ابن احمر کے برخلاف مدد دینے کو تیار ہو گئے مگر سلطان یعقوب کو عیسائیون کا مسلمانون کے معاملات مین دخل دینا سخت ناگوار گذرا صلح سے انکار کر دیا۔ اور اسی قصور مین اپنے بیٹے یوسف کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا دوسرے بیٹے ابی زیال کو سپہ سالار کر دیا۔ جسنے ابن احمر کا بہت سا علاقہ فتح کر لیا شہر مریہ کے چھڑانے کے لیے ابن احمر جا رہا تہا کہ عیسائیون نے اسکی دار السلطنۃ غرناطہ کو گہیر لیا۔ یہ سُنکر دیندار سلطان یعقوب کو غیرت اسلامی نے اجازت نہ دی کہ نفاق سے عیسائی فائدہ اٹہائین ابن احمر کے مدد کو تیار ہو گیا۔ جسنے مالقہ واپس دینے کا اقرار کیا۔

عیسائی شاہ سپین کی ملاقات

ابن ذونش شاہ سپین اور اسکے بیٹے شانجہ کے درمیان عداوت پڑ گئی شانجہ نے اکثر علاقہ باپ سے چہین لیا شاہ سپین نے سلطان یعقوب سے مدد کی درخواست کی اور سلطان نے اس اختلاف کو غنیمت جانکر درخواست کو منظور کر لیا۔ ابن ذونش خود سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا۔ جسکا شاہانہ اعزاز خیر مقدم کیا گیا ابن خلدون لکھتا ہے۔ کہ شاہ سپین نے مثل ماتحتون کے سلطان کے ہاتہہ تعظیماً چوم لیے مگر سلطان نے فوراً پانی منگوا کر دربار ہاتہہ دہوئے اور انما المشرکون نجس کا عملی ثبوت دیدیا۔ سلطان کی یہہ احتیاط کمال دور اندیشی پر مبنی تہی۔ کیونکہ سپین مین عیسائیون کا ڈنکا بجتا تہا۔ سلمان قومی خیال چھوڑ کر ذاتی منافع کے لیے عیسائیون کا توسل اطاعت ملازمت اختیار کر کے اسلامی جہتہ کو نقصان پہونچا رہے تہے اس لیے سلطان نے اس فعل طہارت سے عیسائی ملاپ کی کراہت کو ظاہر کیا تہا سلطان کا یہہ فعل مذہبی نہین بلکہ ایک پولیٹیکل تہا جسکی مرتکب ہر ایک قوم ہوتی رہتی ہے ساتوان حملہ سلطان نے شاہ سپین کو ایک لاکہ روپیہ بطور ضیافت دیا اور سنہ ۶۸۱ ہجری مین لشکر جرار کے ساتہ دار الحرب سپین مین داخل ہوا۔ قرطبہ کے نواح مین شانجہ سے کئی لڑائیان ہوئین اور پہر طلیطلہ دار السلطنت شانجہ پر حملہ آور ہوا۔ تمام علاقہ کو تہ و بالا کر دیا اور شاہ سپین کو تخت و تاج دلا کر واپس ہوا۔ ابن احمر شانجہ سے جا ملا مگر کچہ فائدہ نہ ہوا ابن احمر پر چڑہائی کی گئی مگر آخر صلح ہو گئی۔

آٹہوان حملہ سنہ ۶۹۲ ہجری مین ٹولیڈو پر کیا گیا۔ مگر فتح نہ ہوا علاقہ تاخت و تاراج کیا گیا۔

نوان حملہ سنہ ۶۹۴ ہجری مین سلطان یعقوب بہت سی فوج لیکر سپین مین داخل ہوا۔ کئی شہر اور مضبوط قلعے فتح

کا پاؤن سپین مین جم گیا تو میری طاقت نہین رہے گی۔

عیسایون نے بہی اس نفاق کو غنیمت سمجھا۔ اور دم دینے لگے کہ ہم تمہاری آزادی مین خلل انداز نہین ہونگے عیسائی سپہ سالار ذقنہ کا سر کاٹ کر ابن احمر کے پاس روانہ کیا گیا تہا تاکہ اسکی تشہیر کی جائے اور سپین کے ڈرپوک مسلمانون کے دلون سے عیسائی رعب دور کیا جائے مگر ابن احمر نے ذقنہ کا سر نہایت عزت کے ساتہہ عیسایون کے پاس بہیجکر دوستی کا ثبوت دیا۔ مگر یعقوب جو مسلمانون پر تلوار اٹہانی نہ چاہتا تہا۔ درگذر کر گیا۔

تیسرا حملہ اشبیلیہ پر ہوا۔ اور دشمن کے ملک کو کہونڈ ڈالا مگر عیسائی مقابلہ پر نہ آئے۔ چوتہا حملہ ۶۷۶ھ ہجری مین ہوا اور قلعہ قطیانہ۔ جلیانہ وغیرہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اس سال شریس پر حملہ ہوا۔ قلعہ ورطہ۔ شلوقہ۔ غلیانہ۔ قناطر فتح کیئے گئے۔ پانچوان حملہ قرطبہ پر ہوا۔ ابن احمر کو اسکی سابقہ حرکات پر ملامت کی اور اتفاق کی ضرورت اور عیسایون کی شرارت کو سمجھایا بارے ابن احمر راستہ پر آگیا۔ اور فتح قرطبہ کے لیے ساتہہ ہولیا اور قلعہ بنی بشر کو فتح کیا اور قرطبہ کو گہیر لیا۔ عیسائی مقابلہ سے دل چرا گئے اور میدان مین نہ نکلے اور گرد کی تمام قلعے مسلمانون نے فتح کر لیے اور قرطبہ کے مدد کے تمام رستے بند کر لیے جب عیسائی ہر طرح سے ناامید ہو گئے تو صلح کی طرف جہکے اگرچہ دیندار سلطان کو صلح کا پیغام رد کرنا خلاف حکم خدا و رسول معلوم ہوتا تہا مگر قرطبہ جیسے مضبوط اور مستحکم شہر پر بزور شمشیر قبضہ کرنا کچہ آسان نہ تہا۔ عیسایون نے کئی دفعہ محاصرہ کیا اور باوجودیکہ قرطبہ مین کوئی مقتدر با رسوخ گورنر نہ تہا۔ مگر قرطبہ کی لوہا لاٹہ فصیلون نے ہی عیسایون کو ناکام واپس کیا تہا اخیر مین مسلمانون نے خود حوالہ کیا تہا۔ غرضیکہ قرطبہ کی فتح طلیطلہ (ٹولیڈو) کی طرح مشکلات پیدا کرتی تہی علاوہ اسکے سلطان یعقوب خلفائے سپین کی اس عظیم الشان یادگار کو بزور شمشیر فتح کرکے برباد کرنا نہین چاہتا تہا۔ جو حملات کی صورت مین بالکل ممکن تہا۔ مگر سلطان یعقوب نے قرطبہ کے عیسائیون کی درخواست صلح ابن احمر کے پاس بہیجدی اور اسکو صلح و جنگ کا اختیار دیدیا جس نے صلح کو منظور کر لیا یعقوب نے کروڑون کے مال غنیمت مین سے کچہ نہ لیا۔ اور کہا کہ وہ یوسف بن تاشقین کی طرح صرف ثواب جہاد لینا چاہتا ہے۔

ابو محمد والی مالقہ نے ابن احمر سے ڈر کر مالقہ سلطان یعقوب کو دیدیا جس سے ابن احمر بگڑ گیا۔ اور عیسایون سے سازش کرکے عمال سلطان سے مالقہ چہین لیا۔ اور عیسایون نے جزیرہ خضرا کو جو بنی مرین کا جنگی ہیڈکوارٹر تہا گہیر لیا اور محصورین کو نہایت تنگ کیا۔

چہٹا حملہ جزیرہ خضرا کے بچانے کے لیے کیا گیا عیسایون کی عہد شکنی سنکر سلطان حیران ہو گیا اور عام اعلان جہاد دیدیا ۷۲ جہاز مراکو کے اور ۳۷ جہاز اسپین کے کل ۱۰۹ اسلامی جہاز جمع ہو گئے۔ لیکن عیسایون کے جہازون کی تعداد ۴۰۰ تہی جس سے پایا جاتا ہے کہ عیسائی طاقت کسقدر بڑہ گئی تہی۔ مگر علمائے مورخین اور قصبہ

مین کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ شاہ شانجہ پہلے شیرلی مین لی عہد امیر یوسف کا مہمان ہوا۔ اور پہر سلطان یعقوب کے خدمت مین حاضر ہوا۔ سلطان نے اظہار دولت و اقبال کے لیے لاکھون روپے خرچ کر دیئے اور فوجی نظارہ دکھا کر اپنی زبردست طاقت کا نقشہ عیسائی بادشاہ کے دل پر جما دیا۔ جس نے سلطان کی تمام شرائط کو بلا چون و چرا مان لیا۔ شاہ شانجہ نے بیش بہا تحائف پیش کیے۔ لیکن اس فاضل سلطان نے جو علم کا نہایت قدردان تہا۔ کہا کہ جو کتابین مسلمانون کی عیسائیون نے قرطبہ وغیرہ سے لوٹی ہین وہ واپس کیجائین۔ شاہ سپین نے وہ کتابین ۱۶ اونٹون پر لاد کر سلطان کے پاس بہیجدین۔ یہہ بہادر سلطان ۲۹ سال کی حکومت کے بعد ۶۸۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سلطان ضرور سپین کی عیسائی طاقت کا فیصلہ کر دیتا۔ لیکن ابن احمر والی غرناطہ کے نفاق و حسد نے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلنے دیا۔ یہہ ابن احمر سپین مین زبردست طاقت رکہتا تہا اور بنی مرین کے حملات کو اپنے رسوخ و قوت کے بہنے مین حارج جانتا تہا۔ سپین کا اکثر اسلامی حصہ اسکی ماتحتی یا زیر اثر تہا جس وجہ سے سپین کے مسلمان سلطان یعقوب کی جہادی کارروائیون مین شوق سے شامل نہ ہوتے تہے۔ بلکہ اعراض کرتے تہے۔ اور سلطان مسلمانون پر تلوار اُٹہانی مناسب جانتا تہا۔ اس وجہ سے اُسکو عیسائیون سے اکثر صلح کرنی پڑی اور عیسائی طاقت بنی رہی۔

امیر یوسف بن یعقوب

سلطان یعقوب کے بعد اسکا بیٹا یوسف سلطان ہوا۔ اُس نے ابن احمر اور شانجہ سے تجدید صلح کی مگر مراکو کی انقلاب پسند قومین جو مرابطین اور موحدین کی زبردست سلطنتون کو خاک مین ملا چکی تہین بنی مرین کے برخلاف اُٹھ کہڑی ہوگئین۔ اسوقت تو کوئی زیادہ نقصان نہ پہونچا۔ لیکن سرکشی وطغیانی کا مادہ جمع ہونا شروع ہو گیا اور موقعہ طلب عیسائیون نے عہد شکنی کر کے علاقہ سلطانی کو لوٹ لیا۔ اس لیے ۶۸۹ھ ہجری مین سلطان کے سپہ سالار سپین نے دارالحرب پر چڑہائی کر کے عیسائیون کو شکستین دین مگر ۶۹۰ھ کی بحری لڑائی مین مسلمانون نے سخت شکست کہائی اور مسلمان بہ تعداد کثیر شہید ہوئے دوسرے مقابلہ مین عیسائیون کے چند جہاز گرفتار ہوئے ۶۹۱ھ ہجری مین سلطان یوسف نے شہر لیس اور اشبیلیہ پر ناکام حملہ کیا۔ اور ۶۹۲ھ ہجری مین ابن احمر والی غرناطہ اور شانجہ شاہ سپین نے سلطان کے برخلاف اتحاد کر لیا۔ جو ایک پولیٹیکل چال تھی۔ ابن احمر کو سپین کا سلطان بننے کا خبط ہو رہا تہا۔ اس لیے وہ سلاطین مراکو کا سپین سے قطع تعلق کرنا چاہتا تہا۔ اور عیسائی جانتے تہے کہ اگر سلاطین افریقہ کا سہارا نہ ہو تو سپین کے سلطان ابن احمر ہو یا کوئی اور جلوا شے بے دود

کیے اور مسلمانون کا ایسا رعب چھایا کہ عیسائی کہین بھی جم کر نہ لڑے اور خوف زدہ ہو گئے چنانچہ شاہ سپین نے صلح کی درخوست کی سلطان نے انکار کیا مگر عیسائیون نے زیادہ اصرار صلح کیا۔ اور کہا کہ ہم سلطان کی ہر ایک شرط ماننے کو تیار ہین جب سلطان نے دیکہا کہ عیسائیون کی طرف سے سوائے لفظ صلح کے اور کچہ شنوائی نہین دیتا تو کئی ایک شرائط پر صلح کر لی جنمین سے چند ایک یہہ تہین۔

(١) مسلمان تاجرون سے عیسائی علاقہ مین کوئی محصول نہین لیا جائیگا۔ جو مسلمانون کی تجارتی دلچسپی اور پولیٹیکل پالیسی پر دلالت کرتا ہے یہہ وہی پالیسی ہے جسپر آج یورپ عمل کر رہا ہے اور کشید زر کے علاوہ وسعت ممالک کا نے بر دست آلہ بنا رہا ہے۔

(٢) مسلمان امرا اور ملوک کے فسادون مین عیسائی دخل نہین دینگے۔ اس سیاہی چال پر بہی آج یورپ ہی کا عمل ہے عیسائی سلاطین کسی غیر مذہب کے بادشاہ کو یورپ کے معاملات مین دخل دینا نہین چاہتے جس سے یورپ کی ہوا نہین بگڑتی۔

(٣) سرحدی عیسائی ممالک مین گورنر سلطان مراکو کی مرضی کے مطابق ہونگے۔

عجب شان الٰہی ہے کہ آج یہی شرط سلطان روم سے منوائی جا رہی ہے۔ اور جن تدبیر سے اسلامی طاقت کمزور اور عیسائی طاقت پر زور کی جا رہی ہے ؎ بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ مسلمانون کے ہتہیار آج انہین پر چلائے جاتے ہین۔ اور جن تدابیر کے موجد مسلمان تہے آج انہین کے برخلاف اُن تدبیرون سے کام لیا جا رہا ہے یہ وہ مبارک زمانہ تہا کہ شام مین عیسائی طاقت حالت نزع مین تہی۔ یافا۔ انطاکیہ۔ طرابلس کئی قلعے کے بعد پہر سلطان مصر نے فتح کر لیے۔ اور باقی امصار انصاری بہی دم توڑ رہے تہے۔ چنانچہ عکا۔ صور جیسے مشہور شہر کہ جنکی فتح کو صلاح الدین ایوبی بہی ترستا رہا تہا۔ صلاح الدین خلیل بن قلادون نے ٦٩٠ھ ہجری مین فتح کر لیے اور اس عہد مین عثمان غازی جد اعلی سلاطین ترکی ایشیا کوچک مین رومی طاقت کو پامال کر رہا تہا۔ اور ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قائم کر رہا تہا۔ اور ہندوستان مین سلطان علاؤالدین خلجی راس کماری تک نشان فتح گاڑ رہا تہا۔ اور سرداران مغل (تاتار) مع فوج اور قوم کے خود بخود صداقت اسلام دیکھکر مسلمان ہو رہے تہے اور یورپ اسلامی ترقیات کو دیکھکر مبہوت ہو رہا تہا۔ چنانچہ سپین کی عیسائی طاقت ایسی کمزور ہو گئی کہ باوجود ابن حسن کے بہکانے اور ہر طرح کے مدد دینے کے مقابلہ سلطان سے کانون پر ہاتہ دہرا اور صاف اقرار کر لیا۔ کہ سلطان یعقوب حقیقی امیر المسلمین ہے مسلمان اُسکی ارشاد کی تعمیل کو فرض جانتے ہین اور اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ رابطہ اتحاد بڑہانے اور سلطان کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے درخواست ملاقات کی سلطان نے اس موقعہ ملاقات پر اسلامی شوکت و عظمت دکہا کر اپنا رعب جمانے

مین طویل محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ سلطان ابوالحسن عیسائیون کے مقابلہ کی تیاری کر رہا تہا کہ افریقہ مین بغاوت
اٹھہ کھڑی ہوئی۔ یہان تک اُس فساد کے زمانہ مین ابوالحسن ۷۵۲ھ ہجری مین فوت ہو گیا اور اُسکا بیٹا ابوالعنان
سلطان مراکو ہوا۔ مگر اُسکو اور وارثون نے آرام نہ لینے دیا اور انہین خانہ جنگیون مین خاندان بنی مرین کا ۹۰۰ھ
ہجری مین خاتمہ ہو گیا۔ اور اُسکی جگہہ وزرا کا خاندان بنی اوطاس اور پہر اشراف السعدین مراکو پر قابض ہو گئی
جنسے کوئی اسلامی خدمت متعلق سپین ظہور مین نہ آئی۔ اس وجہ سے انکے حالات قلم انداز کیے جاتے ہین اور ہسپانیہ
کا یہہ حال ہوا۔ کہ بہادر اور اسلام کا خادم ابوالحجاج یوسف ابن احمر نماز عید الفطر پڑہتا ہوا ایک حبشی غلام کے ہاتھ
سے ۷۵۵ھ ہجری مین شہید ہوا۔ اور اسکا بیٹا محمد الغنی باللہ سلطان غرناطہ ہوا اور ۷۶۰ھ ہجری مین معزول اور پہر ۷۶۳ھ
ہجری مین تخت نشین ہوا۔ مگر اب کی دفعہ اُس نے ہر ایک مخالفت کو دبا لیا۔ اور یہان تک اس کی حکومت وسیع ہوئی
کہ مراکو اور ٹیونس کے سلاطین بہی اُسکی ماتحت ہو گئے اور کئی شہر قلعہ عیسائیون سے چہین لیے وجہ یہہ ہوئی تہی کہ
عیسائی شاہ سپین ۷۵۱ھ مین فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا پطرس بادشاہ ہوا۔ لیکن اُسکا بہائی باغی ہو گیا۔ ایسے
اولوالعزم عقلمند الغنی باللہ نے اسلامی طاقت کو نہایت دانشمندی سے مجتمع کر کے عیسائی ممالک پر چڑہائی
کی ۷۶۷ھ ہجری مین بہت سا علاقہ فتح کر لیا۔ اور سلطان عبد العزیز بن ابوالحسن والی مراکو کی مدد سے جزیرہ
خضرا بہی ۷۷۰ھ ہجری مین فتح کر لیا۔ اور دوبارہ اسلام کو رواج دیا۔ اور غرناطہ کو وہی قرطبہ والا اجلال حاصل ہو گیا
سپین مین کوئی عیسائی ایسا نہ تہا جو اُس کے مقابل ہو سکے تو ابتدا مین ہنشہ کے بیٹون کا نفاق بہی اسلامی
طاقت کا مؤید ہوا۔ لیکن دراصل یہہ وجہ تہی کہ عام بغاوت فساد کے لیے تو سپین کی عیسائی رعایا ہی کافی تہی
اور معمولی لڑائیون اور خاص سپین کے فلسفی مزاج مسلمانون کے مقابلہ کے لیے سپین کے پرجوش عیسائی سلطنتین
شمشیر بکف رہتی تہین مگر جب کبہی افریقہ کے پرجوش مسلمان میدان مین نکلے اور سپین کے مسلمانون کے
حوصلہ بڑہائے اور بہیئت اجماعی معرکہ آرا ہوئے سپین کے بہادرون کو بجز یورپ کی تحریک اور یورپ کی امداد
کے سہارا نہ مل سکا۔ یہ کہنا بیجا نہین کہ سپین سے مسلمانون کو یورپ کی اجماعی طاقت نے نکالا۔ اور جب کبہی
یورپ کی امداد وقت پر نہ پہونچ سکتی مسلمانون کی مجموعی طاقت کا مقابلہ سپین کے عیسائی نہ کر سکے ایسی حالت مین یا
تو جزیہ خراج دیکر وقت ٹال لیا۔ یا مفتوحہ علاقہ چہوڑ کر میعادی صلح کی آڑ لیکر بیٹھ گئے یا بالکل بیدم ہو بیٹھے
یہی حالت محمد الغنی باللہ کے عہد مین ہوئی اس بہادر سلطان نے مراکو ٹیونس وغیرہ شمالی افریقہ اور سپین
کی اسلامی طاقت کو مجتمع کر لیا۔ اور ادہر یورپ خصوصاً اٹلی کو جو مقدس پوپ کا صدر مقام تہا ایک ایسا خوفناک
محاصرہ پیش آیا کہ جسکا شان گمان بہی نہ تہا مسلمان عہد امویہ۔ عباسیہ۔ سلجوقیہ مین بہت زور دن پہ ہے لیکن
یورپ مین کسی نے بہی مستقل جہاد کی قائم نہ کی تہی اس سے یورپ صدیون کے تجربے سے اطمینان کر چکا

ابوسعید سلطان مراکو کے بعد اسکا بیٹا ابوالحسن علی تخت نشین ہوا۔ چونکہ جبل الطارق کی فتح سے افریقہ کو مسلمانوں کی آمد و رفت مین سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی تہی اسلیے ابن احمر ۷۳۲ ہجری کو مراکو مین سلطان ابوالحسن کے پاس گیا اور جبل الفتح کے قبضہ کی ضروریات کو ظاہر کر کے فوجی امداد کی درخواست کی سلطان نے اپنے بیٹے ابومالک کے ماتحت فوج جرار روانہ کی ابن احمر نے بہی سپین مین اعلان جہاد دیدیا۔ مجاہدین بہ تعداد کثیر جمع ہو گئے چھ ماہ کے سخت محاصرہ کے بعد جبل الطارق پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا۔ فتح سے تین روز بعد عیسائی شاہ سپین بہی آپہنچا مگر ابومالک اور ابن احمر کے جہادی جوش سے ڈر گیا۔ اور میعادی صلح کر کے واپس چلا گیا سلطان ابوالحسن نے جبل الفتح کو اور مستحکم کر لیا۔ اس فتح کے بعد تلمسان واقعہ شمالی افریقہ مین بغاوت ہو گئی اور سلطان ابوالحسن ادہر مصروف ہو گیا۔ اور عیسائیون نے اسلامی علاقہ سپین مین اودہم مچادی اور ابوالحجاج یوسف المعروف ابن احمر کو بہی خراج گذار بنا لیا۔ مگر جون ہی تلمسان کی بغاوت فرو ہوئی سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے کو جہاد سپین پر روانہ کیا جو عیسائیون کو دباتا ہوا عیسائی علاقہ مین برخلاف رائے افسران تجربہ کار دور تک نکل گیا۔ اور واپسی کے وقت غفلت کی حالت مین معہ فوج کثیر دشمن کے ہاتہ سے قتل ہوا۔ سلطان اس خبر وحشت اثر کو سنکر نہایت مغموم ہوا۔ اور انتقام کے لیے ایک بڑا جہاز روانہ کیا جس نے معمولی کامیابی حاصل کی اسکے بعد خود سلطان ابوالحسن اور ابن احمر نے طریف کا محاصرہ کر لیا مگر پرتگالی فوج کے بروقت آپہنچنے سے لڑائی کا نقشہ بدل گیا۔ اور عیسائیون کے حوصلہ بڑہ گئے لڑائی کے وقت کچھ عیسائی فوج اسلامی کیمپ پر جا پڑی عورتون نے خوب مقابلہ کیا جسمین سے ابوالحسن کی دو بیگمون مسمات عائشہ اور فاطمہ نے کمال مردانہ تہور سے مقابلہ کیا۔ افسوس کہ ان بزدل نامردون نے عورتون پر ہاتھ اٹہاتے وقت ذرہ شرم نہ کیا۔ اور مردانہ فتوحات کے خلاف یہ شیر دل شاہزادیان بے مروت عیسائیون کے ہاتھ سے ذبح کی گئین۔ حالانکہ انہین بیگمات کے بزرگ عیسائی بیگمات کی خاطر طلیطلہ جیسے عظیم الشان اور مفید جنگی صدر مقام کے تسلط سے دست بردار ہو گئے تہے۔ اور آج اس اسلامی احسان کا بدلا تلوار سے اتارا گیا۔ ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تابکجا عیسائیون نے کیمپ مین آگ لگادی۔

جب کیمپ پر یہ آفت آرہی تہی سلطان ابوالحسن کا بہادر بیٹا عیسائی صفون کو چیر کر قریب فتح کے پہونچ چکا تہا کہ کیمپ کی بربادی کی خبر سن پائی۔ لڑائی مین شکست ہو گئی اور کیمپ کو لوٹ کر عیسائیون نے ہر طرف سے حملہ کیا۔ دس ہزار مسلمان شہید ہوئے ابن احمر تو غرناطہ اور ابوالحسن جزیرہ خضرا کو چلا گیا اس شکست سے عیسائی نڈر ہو گئے اور اسلامی علاقہ کو غرناطہ سے بارہ بارہ کوس تک فتح کر لیا۔ ابوالحسن نے پھر [illegible] شکست کہائی اور اس قدر کمزور ہو گئے کہ ابن مرین کا جنگی ہیڈکوارٹر جزیرہ خضرا بہی عیسائیون نے ۷۴۴ھ ہجری

ہوڑون کو دانہ کہلاؤن گا - بایزید یلدرم سے یورپ کانپ اُٹہا - اور بایزید جیسے الوالعزم سے یہہ کچہہ بعید نہ تہا کہ وہ اپنے لفظون کو عملی لباس پہناتا - قسطنطنیہ کا اُس نے محاصرہ کر لیا تہا - کہ مسلمانون کا باہمی نفاق قسطنطنیہ کی عیسائی زندگی مین اور چند سال بڑہا گیا - تیمور نے انگورہ کے میدان مین بایزید کو قید کر کے یورپ کے سر سے بلا ٹالدی - اور ایشیا کوچک مین سلجوقیون کی مردہ ہڈیون مین جان ڈالنے کی کوشش کی مگر خداوند تعالی نے جسکا علم سب پر محیط ہے ناقص الخلقت تیمور کی انسانی کوششون پر پانی پہیر دیا بایزید یلدرم کے پوتے مراد خان ثانی نے متواتر حملات یورپ سے ترکی رعب کو قائم رکہا - اور پڑ پوتے سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ کی فتح سے یورپ کا صدیون کا طلسم توڑ دیا - اور قسطنطین اعظم کے مقبوضہ ممالک کی وراثت کا استحقاق پیدا کر لیا - اور یورپ کی متحدہ افواج پر اپنی شمشیر کی بُرائی کو بارہا آزما کر پوپ روم کے صدر کو فتح کرنے کی تیاری کر رہا تہا کہ پیام اجل کو لبیک کہنا پڑا - یہہ ایک صدی کا زمانہ سلطان بایزید یلدرم کے جلوس سے لیکر سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کے سن وفات تک کا ہسپانیہ کی اسلامی زندگی کو بڑہا گیا - اور عیسائیون نے ہسپانیہ مین کوئی فاتحانہ کارروائی نہ کی - سلطنت غرناطہ مین دن بدن زوال آتا گیا - اور محمد الغنی باللہ کے بعد سو سال تک کوئی الوالعزم مجاہد پیدا نہ ہو سکا - اودہر عیسائیون نے جب دیکہہ لیا تہا - کہ مشرق کی طرف سے سلاطین عثمانیہ دبائے آتے ہین اور ادہر سلطنت غرناطہ کافی سے زیادہ مضبوط ہو گئی - تو سپین کے عیسائیون نے اپنی ترقی کے رستہ مسدود ہی نہ دیکہے بلکہ موجودہ حالت کا قائم رکہنا کچہہ مشکوک معلوم ہوا - اور یہہ عام تاریخی تجربہ ہے کہ جب کسی قوم کی جنگی حالت تنزل پذیر ہو تی ہے تو وہ ضرور ہی تجارت کی طرف جہکتی ہے - مثلا یہودی - پارسی - ہنود وغیرہ اسی ضرورت نے ہسپانیہ والون کو بحری سفر کی طرف متوجہ کیا - یا مسلمانون سے مجبور ہو کر کسی اور بر اعظم کی تلاش مین مصروف ہوئے اور اس سو سال کے عرصہ مین کامل ملاح سیاح ہو گئے اور سمندری کیڑے بنگئے اور اس سے پہلے جو بحری طاقت سپین اور افریقہ کے مسلمانون کو حاصل تہی وہ ہسپانیہ کے عیسائیون کو حاصل ہو گئی - اور غرناطہ کی سلطنت جسکو نفاق عیاشی نے نہایت کمزور کر دیا تہا اس کے چہیننے کے لیے یہی طاقت بہم پہونچائی گئی تہی نیز شاہ فرڈی ننڈ اور ملکہ ازبلا کے نکاح نے کسٹائل اور ارا گون کے دو زبردست عیسائی طاقتون متحد کر دیا - اب صرف عثمانیہ ترکون کی تلوار نے یورپ کو حواس باختہ کر رکہا تہا - غرناطہ پر حملہ کرنے سے روکتی تہی جون ہی سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ ۸۸۶ھ مین فوت ہوا اور اس کے بیٹون مین چند سال تک کشت خون ہوتا رہا اور ترک باہمی خانہ جنگی مین مصروف ہوئے اور الوالعزم سلطان محمد ثانی کا جانشین بایزید جیسا نرم مزاج سلطان ہوا تو یورپ کو یقین

تہا کہ مشرقی یورپ میں مسلمان مستقل اقامت نہیں کرتے یا نہیں کرسکتے بلکہ اب تک ایشیائے سے بہی عیسائی طاقت کے پاؤن اکہڑ چکے تہے۔ کئی ایک شہر قلعہ زرخیز علاقہ قیصر روم کے ماتحت تہے اور خود قیصر کے دار السلطنۃ قسطنطنیہ کے استحکامات جسپر مسلمان ۹ دفعہ ناکام حملے کرچکے تہے یورپ کے حوصلہ افزائی کررہے تہے مگر اچانک جو انمرد ترک عثمان غازی نے اس بعید رہین طلسم کو توڑ دیا اور ایشیائے کوچک کے متعدد امصار قلعجات قیصر سے چہین کر اپنے جانشینوں کیلیے وسعت ممالک کا رستہ کہولدیا یہہ قوم کا سچا پرجوش خادم بانی خاندان عثمانیہ ۷۲۶ھ سنہ ہجری مین عملی کارروائیون سے قرن اولی کا نمونہ دکہاکر فوت ہوا۔ یہہ وہی زمانہ تہا۔ جبکہ ابن احمر اور سلطان ابوالحسن والی مراکو نے چندسال بعد جبل الطارق عیسایون سے فتح کیا تہا۔ اور سپین کا عیسائی بادشاہ دست تاسف ملتا ہوا واپس ہوا تہا۔ سلطان عثمان خان کے بعد اسکے خلف الرشید سلطان اورخان نے اپنی تمام ہمت یورپ کی طرف مصروف رکہی اور بلگیر یا سر و یا تک کو شہسواران اسلام کا جولان گاہ بنادیا اور بیڑا جہازات بندرگاہ گیلی پولی پر اسکے بہادر بیٹے سلیمان نے مستقل چہاؤنی ڈال لی تہی اور مشرقی یورپ پر تسلط جمانیکا پورا ارادہ کرلیا تہا سلطان اورخان ۷۶۱ھ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اُس کے جوانمرد بیٹے سلطان مراد اول نے تخت نشین ہوتے ہی اپنا دار السلطنت ایڈریا نوپل مین تبدیل کرلیا اور یورپ اور مقدس پوپ کو ظاہر ہوگیا۔ کہ اب کی دفعہ مسلمان پختہ ارادہ مستقل سکونت کے ارادہ سے آئے ہین۔ اور بلقان صوبہ تہریس البانیا مقدونیہ کے تسلط سے یورپ کو چونکادیا اور کسووا کے مشہور میدان مین اور جنوبی یورپ کے متفقہ فوج کے لاکہون بہادر تہ تیغ کرکے ترکی حکومت کے پاؤن جما لیے تہے۔ اور جس قدر کہ خطرہ کبہی عبدالرحمن داخل یا عبدالرحمان ثالث خلفائے سپین سے یورپ کو پیدا ہوگیا تہا اس سے بڑہکر اب یورپ کو خطرات کا سامنا ہوگیا یہی وجہ ہے کہ یورپ خصوصاً پوپ کی تمام توجہ ترکون کی پیش قدمی روکنے مین مستعد ہوگئی اور انکو سپین کی ہوش نرہی سپین کے عیسائی کبہی بہی مسلمانون کی مجموعی طاقت سے عہدہ برآنہ ہوسکے اسلیے بہادر اور دانشمند محمد الغنی باللہ جو افریقہ اور سپین کے مسلمانون کو متحد کرچکا تہا سپین کے عیسائی مقبوضات کو مفتوح کرنے لگا۔ اور اس فرصت کے زمانہ مین کہوئی ہوئی ثروت کو پہر قائم کرلیا۔ عیسایون نے کچہ مقابلے کئے مگر مشرقی یورپ کے مشکلات اور سپین و افریقہ کے مسلمانون کا اتحاد دیکہکر دم سادہ گئے۔ اور جزیہ خراج۔ اطاعت۔ تحائف سے وقت ٹال گئے سلطان مرادخان اول عثمانی ۷۹۲ھ سنہ مین اور محمد الغنی باللہ سلطان سپین ۷۹۳ھ سنہ ہجری مین فوت ہوگئے۔ الغنی باللہ کی جگہہ اسکا بیٹا یوسف سلطان غرناطہ ہوا۔ لیکن نفاق جو مسلمان کی طبیعت ثانی ہوچکی تہی خاندان بنی احمر مین سرایت کرگیا عیسائی ضرور فائدہ اُٹہا لیتے مگر اودہر سلطان مرادخان کی جگہہ سلطان بایزید یلدرم سلطان ہوا جسنے اپنی سلطنت کو فرشتے بیکر دریائے ڈینوب تک وسیع کرلیا۔ اور علانیہ کہہدیا کہ مین روم واقعہ اٹلی کے گرجے سینٹ پیٹر مین

(۷) کل مسلمان قیدی چھوڑ دیے جائینگے۔
(۸) جو مسلمان افریقہ وغیرہ کو ہجرت کرنا چاہین انکو روکا نہ جائیگا۔
(۹) جو عیسائی مسلمانون کے ہاتھہ سے قتل ہو چکے ہوئے ہین انکی باز پرس نہین ہوگی۔

عیسائیون کی عہد شکنی اور مسلمانون کا انجام

یہہ عہدنامہ محض غرناطہ جیسے ناقابل تسخیر شہر کے لیے لکھا گیا تھا جسکی فتح مین عیسائی دو سو سال سے دانت پیس پیس کر مرچکے تھے مگر نیک نیت عیسائیون نے کبھی ان شرائط پر عمل کیا وقتاً فوقتاً سب توڑدی گئین قیمتی [illegible] چھین لین۔ کبھی سرکاری ضرورت کا بہانہ کیا گیا۔ اور کبھی عدول حکمی کا الزام لگایا گیا۔ شریعت محمدی کا نفاذ صرف نکاح تک ہی محدود رہ گیا۔ اوقاف کے ضبط کرنے سے مذہبی مکانات کو اجاڑ دیا حتی کہ مسلمانون کو جبراً عیسائی کرنے لگے۔ عموماً یہ کہا جاتا تھا کہ تمہارے بزرگ عیسائی تھے تم بھی عیسائی ہوجاؤ۔ اور سلطنت کے ان حکومتی کاروبار سے فائدہ اٹھاؤ۔ جو بصورت مسلمان ہونیکے عیسائی گورنمنٹ تمہین نہین دے سکتی اور جب اس لالچ سے بھی کچھ زیادہ عیسائی نہ ہوسکے تو صرف کہا گیا کہ ایسے نومسلم خاندان قانوناً عیسائی [illegible] کہلا سکتے۔ اسطرح سے لاکھون جبراً عیسائی کیے گئے [illegible] کے مسلمانون نے یہہ حالت دیکھکر دست بگیر و سر شمشیر تیز پر عمل کیا۔ [illegible] کرنے والون مین سے چند ایک کو مار ڈالا [illegible] پھر اب کیا تھا عیسائی گورنمنٹ کو خاصہ بہانہ مل گیا۔ اور حکم دیدیا کہ جو مسلمان عیسائی مذہب اختیار نہ کرے وہ قتل کیا جائے گا۔ اس سے لاکھون قتل اور ہزارون عیسائی کیے گئے۔ اور جنہون نے پہاڑی مقامات مین پناہ گزین ہوکر مردانہ مقابلہ کیا اور عیسائیون کو بہ تعداد کثیر قتل کیا۔ وہ بچ رہے اور عیسائی گورنمنٹ ملنے [illegible] لوگون کو مجبور ہوکر سپین سے نکلجانے کے لیے رستہ دیدیا۔ جسکی تعداد بقول مورخین خدا جانتا ہے بیس لاکھون مسلمان بے خانمان اپنے ہزار سالہ وطن کو ہزار حسرت ویاس چھوڑکر مراکو۔ الجزائر۔ ٹیونس قسطنطنیہ شام مصر کو چلے گئے جس سے اکثر افریقہ کے عربون کے [illegible] سے تباہ و برباد ہوئے اور جو مسلمان ظاہراً عیسائی ہوگئے تھے اور دل سے مسلمان تھے اگر کبھی نماز وغیرہ کوئی فریضہ اسلام ادا کرتے ہوئے دیکھے جاتے تو آگ مین جلائے جاتے پھانسی پر لٹکائے جاتے جسکی تعداد بھی ہزارون تک پہونچ گئی۔ اور اسطرح سے سپین ۱۶۱۰ھ مین ہی مسلمانون سے خالی ہوگیا۔ ابن احمر کا اخیر سلطان ابو عبداللہ

ہوگیا۔ کہ سلطان بایزید سے یورپ کو کسی خطرہ کا احتمال نہیں بس اس موقعہ کو غنیمت جانکر سپین کا مضبوط شہر
مالقہ اور ۸۹۳ھ ہجری مین مسلمانون سے لیا گیا۔ اور غرناطہ کے تمام علاقہ پر عیسائی تسلط ہوگیا۔ اور اکیلا
بے یارومددگار غرناطہ رہ گیا۔

غرناطہ

جبکہ عظیم الشان خاندان بنی احمر کی طاقت سلب ہوچکی اور باہر سے کوئی بچانیوالا نرہا کیونکہ مجاہدین افریقہ
کی جوشیلی کارآمد امداد تو ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ کی بند ہوچکی تھی عثمانیہ ترکون نے گو کبھی علانیہ
نہین کی تھی لیکن اُنکی خوفناک پیش قدمی معناً غرناطہ کی سلطنت کا بچاؤ کرتی رہی اب یزید ولد سلطان
محمد فاتح کی کمزور سلطنت نے وہ ڈر بھی کھو دیا اور خود سپین مدت سے اسلامی عصبیت کھو چکا تھا۔ اس لیے
موقعہ شناس عیسایون نے جھٹ غرناطہ کو گھیر لیا۔ اور مسلمانان غرناطہ نے حتی المقدور حوصلہ نہ ہارا
طویل محاصرے کی تکالیف بھوک پیاس قتل وجراحت وغیرہ سب برداشت کین مگر قلعہ ندیا۔
محصورین کی اسقدر جگرداری سے ثابت ہوگیا کہ غرناطہ جیسا سنگین اور محکم شہر بزور شمشیر فتح نہین
ہوسکتا تو صلح کا سلسلہ ہلا دیا گیا۔ اور امان کا وعدہ دیا گیا مسلمانون کو چونکہ اسلامی دنیا کے کسی حصہ
سے مدد پہنچنے کی امید نہ تھی اور مصر اور قسطنطنیہ سے باوجود قاصد روانہ کرنے کے کوئی فریادرس نہ ہوا
شہر کی آبادی اور اوقات مین دن بدن کمی ہورہی تھی اور محاصرین کی غیرمحدود اور زور افزون طاقت
مین ہر طرح اضافہ متصور تھا۔ اس لیے مجبوراً ۶۷ شرائط پر غرناطہ حوالہ نصاری ۸۹۷ھ ہجری مین کیا گیا۔
عہدنامہ کی بڑی شرطین یہ تھین۔

(۱) تمام باشندگان غرناطہ ادنی واعلی صغیر وکبیر کو جان ومال سے امان دیجائیگی۔
(۲) مسلمانون کے مکانات باغات اور اراضیات وغیرہ جائداد غیرمنقولہ سے کچھ تعرض نہین کیا جائیگا۔
(۳) مسلمانون کے جملہ مقدمات دیوانی فوجداری حسب شریعت محمدی فیصلہ ہونگے اور حدود شرعی کو سالم کیا
جائے گا۔
(۴) مساجد خانقاہین۔ مذہبی مکانات اوقاف وغیرہ بدستور رہین گے ان مین کبھی دخل نہین دیا جائیگا
(۵) کوئی عیسائی کسی مسلمان کے گھر مین بلا اجازت داخل نہین ہوسکیگا۔
(۶) عیسائی اور یہودی قوانین مسلمانون مین مروج نہین ہونگے۔

نے نہایت جوش سے اپنی خدمات کو حمایت اسلام کے لیے پیش کیا۔ اور دشمن کو بارہا نیچا دکھایا۔ چنانچہ اخیر وقت
مین بھی مسلمانون نے سپین کے بہادر اور جری اور جان نثار الدر جل اور خود غرض ابو عبداللہ اخیر سلطان
غرناطہ اور غیور جنرل موسی کی بیعت مین جانبازی مین کچھ فرق نہ کہا اور بہ ہر حالت ہر ایک ملک اور ہر ایک
زمانے کے مسلمانون کی رہی اور ہے گی صرف کام لینے والون کی ضرورت ہے جو مقلد صحابہ کرام ہون۔
(۳) اسلام کی سچی محبت یونانیون کے مضر اخلاق فلسفہ نے کم کیا جس سے قومی شہادت کا جوش
فرو ہوتا گیا۔ اور جنگی حرارت دن بدن نقصان پذیر ہوتی رہی۔ قومی احساس پر ذاتیات کا غلبہ
ہو گیا۔
(۴) ایک مقتدر واحد سلطنت کی جگہہ ۱۵ خود مختار ریاستین قائم ہو گئین اور آپس مین لڑکر اخوت اسلامی کی
حبل المتین کو توڑنے لگین اور عیسائیون سے مدد لینے لگین جب عیسائیون کو مسلمانون مین دخل ملا تو انہون
نے اسلامی طاقت کے کم کرنے اور مدد کے بہانے سے مفید اور کار آمد جنگی مقامات باتون ہی باتون مین لے
لیے اور ایک مضبوط طاقت اسلامی مقابلہ کے لیے قائم ہو گئی۔ اور بے سمجھ طوایف الملوک مین سے کئی
خاندان اللہ جل شانہ کے اس سیاسی اور انتظامی فرمان " لا یتخذ المؤمنون الکافرین
اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیٔ " کی عدول حکمی کی سزا مین عیسائی
دوستون کی چالبازیون سے تباہ ہو گئے۔ افسوس کہ دانا یورپ نے اس گر کو اپنا دستور العمل بنا لیا
اور مسلمانون کو متفرق اور کمزور کرنے کے لیے نئے نئے تجربون سے اسکو پولیٹیکل علم کا درجہ دے
لیا۔ چنانچہ زمانہ حال مین مسلمان سلاطین ایک دوسرے سے جدا اور باہم ازادی کے ساتھ خط و
کتابت کرنے کے بھی مجاز نہین خود عرب جو مخزن اسلام اور مہبط رسالت تھا وہان اس قاعدہ کو دیکھ
رہا ہے۔ اور نادان مشائخ عرب کو امارت اور خلافت کے لیے ابھارا جارہا ہے پس سپین کی ہی نہین
بلکہ روئے زمین کے مسلمانون کی تباہی کا سب سے بڑا باعث یورپ کی دوستانہ یا مخالفانہ دست
اندازی اور مسلمانونکی نادانی اور نفاق ہے۔
(۵) اسپین کے مسلمان عیسائیون کے عام خلط ملط سے اسلامی شعار اسلامی عزت۔ اسلامی جوش
بھول گئے اور صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ اور عیسائیون کے دم جھانسون مین آکر دولت و اقبال ننگ و
ناموس مذہب و ملت سب کچھ کھو بیٹھے۔
(۶) مسلمانون کا جوش بے قاعدہ اور منکبرانہ تھا جب کبھی مسلمان اُٹھے عیسائی نہ ٹھہر سکے اسپین مسلمان
مغرور ہو گئے بخلاف اس کے عیسائیون نے اگرچہ صدہا سال تک اسلامی حملات کے صدمات اُٹھائے لیکن حقیقی

محمد عباس فاس واقعہ افریقہ کو چلا گیا جسکی اولاد ۱۳۰۳ھ ہجری میں گلیون مین بھیک مانگتی دیکھی گئی تھی جو بالکل
شاہان مغلیہ ہندوستان کی مفلس اور نادار نسل واقعہ دہلی سکے مشابہ ہے نعوذ باللہ من الحور بعد
الکور + ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
لکھا ہے کہ اہل غرناطہ نے قسطنطنیہ اور مصر سے مدد مانگی اور قیاس کیا گیا ہے کہ باوجودیکہ وہ مدد دے سکتے تھے
کچھ توجہ نکی۔ واقعی یہ ایسا قصور ہے کہ سلاطین ترک اس قومی الزام سے بری نہین ہوسکتے
مگر بات یہ ہے کہ عثمانیہ سلطنت مین زوال شروع ہوچکا تہا۔ سلطان مراد ثانی کا اخیر عہد اور سلطان محمد ثالث کا
شروع عہد تہا۔ فرانس۔ اٹلی۔ اسٹریا۔ اور دیگر صوبے اور ریاستین متحدہ طاقت سے ترکون کی پیش قدمی
روک کر کافی مضبوط ہوگئی تہین۔ عیسائیون کی بحری طاقت بحیرۂ روم پر قابض ہوچکی تہی۔ اور خود ترک
ایرانیون کی لڑائیون مین مصروف تہے۔ اور وہ اس قابل نہ تہے کہ دور دراز ملک سپین کے مسلمانون کی
مدد کرسکتے اور یہی ترکی انحطاط عیسائیون کی دلیری اور مسلمانون کی جلاوطنی کا موجب ہوا تہا۔ الجزائر اور
ٹیونس ترکون کی ماتحت تہا مگر کسی بہادر امیر کے تہ ہونے اور خود دربار عثمانیہ کے تساہل کے سبب ہسپانیہ اور دیگر
عیسائیون کے جہازات کو کاٹ کر سپین کے کمزور مسلمانون کو زبردست عیسائیون سے نہ بچا سکتا تہا پس ہمین
کہنا پڑتا ہے کہ خدا کی یہی مرضی تہی کہ مسلمانون کا نام ونشان سپین مین نہ رہے اور عیسائیون کی طاقت بڑہے
فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

نتیجہ

سپین کے عروج وزوال کے مختصر حالات لکہے گئے ہین اور یہ مسلمانان عالم کے لیے ایسا عبرت انگیز
سبق ہے کہ اُس سے وہ آیندہ اور موجودہ حالت کا اندازہ کرکے اپنے نفع ونقصان کا رستہ تلاش کرسکتے
ہین۔ ہم ان وجوہات کو لکہتے ہوئے ناظرین کی توجہ کو پہر غور وعمق کے لیے ادہر کہینچتے ہین تاکہ غافل مسلمانون
کو بہی کچھ بیداری نصیب ہو۔

(۱) مسلمانون کی ترقی کا زمانہ خاص وہی شمار ہوسکتا ہے جب کہ مسلمانون کی ہر ایک کارروائی صرف
قومی عزت اور محبت کے لیے ہوا کرتی تہی اور اس قومی عزت اور حب الوطنی کا خیال تعمیل احکام قرآن سے پیدا
ہوتا تہا۔ جون جون پابندی مذہب کا خیال کم ہوا ترقی رکنے لگی۔

(۲) عام مسلمانون مین ہمیشہ قومی جوش موجود رہا۔ بربادی کا موجب عیاشی۔ بیدین۔ خودغرض سلاطین اور
امراء۔ سرغنہ مسلمان ہوئے جب کبہی کوئی پرجوش خادم قوم سلطان یا سردار نکلا عام مسلمانون

کی سبب متعمد الیہ ہوگیا سلیمان کے بعد اُسکا بیٹا ارطغرل بے نظیر جنگی خدمات کے سبب سپہ سالار بن گیا
اور ارطغرل کے بعد اسکا بیٹا عثمان خان کمانڈر انچیف ہوا۔ یہہ عثمان خان غازی متعمد علیہ جہادی معرکون اور
فتوحات کثیرہ کے باعث غازی کے مقدس لقب سے موسوم ہو گیا۔ اور ۶۹۹ھ ہجری مین جب علاؤالدین
سلطان قونیہ مغلون کی لڑائی مین مقتول ہوا۔ تو عثمان غازی باتفاق امرا و رعایا بحق دامادی علاؤالدین کیخسرو
تخت قونیہ پر جلوس فرما ہوا۔ عثمانیہ سلاطین کا یہہ پہلا سلطان ہے جسکی نسبت سے سلاطین ترکی
کو عثمانیہ کہا جاتا ہے۔ اس اولوالعزم سلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی چارون طرف نظر دوڑائی
تو ایک طرف سلجوقیون کے کنار سلطنت کے نشان دکہلائے دیے جنپر ہاتھ اُٹھانے سے حق مانع
تھا اور دوسری طرف سلاطین مصر کا علاقہ واقع ایشیا تھا۔ جنکے ساتھ نبرد آزمائی خلاف اسلام تھی پس
اسکو اپنی شجاعت کے جوہر دکہلانے کے لیے عیسایون سے بہتر کوئی مقابل نظر نہ آیا اور رومیون کے
علاقہ واقعہ ایشیا کوچک کو اپنی جولانگاہ بنا کر صدیون کے اس عیسائی طلسم کو توڑنے کا ارادہ کر لیا
اور چہوٹتے ہی قراحصار کو فتح کر کے اپنا دارالحکومت بنا لیا۔ اور پہر تہوڑے کے ہی عرصہ مین ریینہ
کول۔ یعنے شہر کو فتح کر کے دارالسلطنت کو وہان منتقل کر لیا۔ اور صوبہ نیکو میدیا دبنیا قیصر
روم سے چہین لیا قلعہ ازنق پر رومیون نے سخت مقابلہ کئی سال تک کیا قیصر قسطنطنیہ نے بیڑہ جہازات
مدد کو روانہ کیا۔ مگر خشکی پر اترنے ہی بہادر ترکون نے غارت کر دیا اور پہر شہر مرمرہ پر تسلط کر لیا۔
اور ملوک روم نے عثمان خان کے مقابلہ کے لیے اتفاق کر لیا۔ اور تیس ہزار جرار فوج سے قیون
حصاری کے قریب اسلامی لشکر سے سخت جنگ کیا۔ مگر عثمانی فوج جو مشتاق شہادت تھی اور اُن کا
غازی سُلطان اپنی متواترانہ حرکات سے فوج کو جان بازی کا نمونہ دکہا رہا تھا۔ بازی لے گئے۔ اور
عیسائی سپاہی اور سردار بیشمار قتل کیے گئے باقی ماندہ بروسہ کو بہاگ گئے۔ سلطان نے تمام
علاقہ مین اپنے عمال مقرر کر دیے اور اپنے شہر کو جنگی ہیڈکواٹر بنا لیا۔ ۷۰۶ھ ہجری مین قلعہ۔ بکلہ
آق حصار۔ توق حصار کو فتح کر کے مسلمانون کو وہان آباد کیا۔ اور اس صدیون کے دارالحرب مین
شعار اسلام کو جاری کیا اسی سال ۷۰۶ھ مین بارود کا اختراع ہوا۔ مگر توپ ۷۶۲ھ ہجری مین نکلی سلطان
عثمان خان نے قیصری لشکر پر سکہ بٹھلا لیا۔ اور عیسایون کو اپنی تلوار سے مرعوب کر لیا تھا۔ پس موقعہ
کو غنیمت سمجھا اور مدبر جہان کشا سلاطین کی طرح عیسائی امصار کو مغلوب کرنا شروع کیا۔ ۷۱۲ھ ہجری
مین حصن کبوہ طرفلو۔ نکور وغیرہ کئی ایک مضبوط قلعے فتح کر لیے۔ اور ۷۱۳ھ ہجری مین قلعہ انوس
وغیرہ کو لے لیا اور تمام علاقہ کا قرار واقعی نظم ونسق کر دیا۔ ۷۲۲ھ ہجری مین سُلطان نے بروسہ کا

حب الوطنی کو کبھی بھی نہ بہلایا۔ اور موقعہ پر لڑائی سے صلح سے جسطرح ہوسکا مطلب نکال لیا۔ قاعدہ ہے کہ کمزور مگر عقلمند اور مآل اندیش قوم اپنی بہتری کا کوئی نہ کوئی رستہ نکال لیتی ہے۔ یہی خیال سپین کے عیسائیوں کا تہا۔ زمانہ حال مین بہی جو مفتوح قومین فاتحہ اقوام کی جابرانہ رو سے نکلجاتی ہین وہ ترقی پاسکتی ہین۔

سلطنت عثمانیہ

اس عظیم الشان خاندان کے مفصل حالات لکہنے کی اس مختصر مین گنجائش نہین ہے اور نہ اسکے متعلق تاریخ کی لکہنے کا یہہ محل ہے یہان صرف چند اسلامی خدمات کا ذکر کرنا منظور اور عروج و زوال کے اسباب ہدیہ ناظرین کرنے مطلوب ہین اس لیے اس خاندان کے سلاطین مجاہدین کے غزوات و ترقی و تنزل کے حالات لکہے جائینگے۔ یہ خاندان تاتاری نسل کی شاخ ترکون مین سے ہے۔ تاریخ اسلام مین پہلے پہل ترکون کا ذکر خلیفہ معتصم باللہ عباسی کے حالات مین آتا ہے جسنے ترکون کو حکومت مین شریک کرلیا۔ اور رفتہ رفتہ خلفائے عباسی پر ترکون کا اسقدر تسلط ہوگیا کہ خلیفہ برائے نام رہ گیا۔ یہہ ترک مدت دراز تک رومی عیسائیون کے حملات روکتے رہے ترکون کے بعد آل بویا کا عروج ہوا جو ترکون سے ملتے جلتے رہے انہون نے بہی جہانتک ہوسکا۔ بڑا بہلا کام کیا آل بویہ کے بعد سلجوقی ترکون کا ایشیا مین ڈنکا بجا۔ جنہون نے قسطنطنیہ تک عیسائی سلطنت کی طاقت کی جڑ کو ہلا دیا اور یہہ بہی تاتاری نسل تہے انہین کے تربیت یافتہ اتابک تہے جنہون نے یورپ کی متفقہ افواج کا منہ توڑ مقابلہ کیا۔ اور اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ یہہ اتابک بہی تاتاری نسل تہے۔ صلاح الدین غازی اگرچہ کرد تہا۔ لیکن اتابکون کا ممنون احسان تہا فارس کے اتابک بہی اسلامی حمایت مین ممتاز رہے مصر کے مملوک گو زیادہ تر غلام تہے مگر ترکون کی تعداد ان مین کافی تہی۔ ایشیا کوچک کے سلجوقی بھی رومیون کی روک تہام کے لیے ایک سد شدید تہے ہندوستان کا خاندان غلامان جنہون نے ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کی بنیاد رکہی تاتاری نسل تہے۔ خاندان عالیہ عثمانیہ بہی اسی نسل کی ایک شاخ ہے پس یہہ کہنا بیجا نہین کہ ترک اسلامی خدمات گیارہ سو سال سے کر رہے ہین اور قسطنطنیہ کا موجودہ حکمران خاندان شاہی سات صدیون سے حمایت اسلام کا بیڑا اٹہائے ہوئے ہے۔ ہم اس سے پہلے لکہہ آئے ہین کہ حادثہ چنگیزی مین جسطرح اور مسلمان امرا اور خاندان جلاوطن ہوگئے اسیطرح عثمانیہ ترکون کا جد اعلی سلیمان شاہ ۶۱۱ھ مطابق ۱۲۱۴ء مین خراسان سے آرمینا اور پہر وہان سے قونیہ پہونچا اور سلجوقی شاہ قونیہ کو قیمتی امداد دینے

گھر نے نکلکر عثمان خان کے گھر داخل ہوا اور عثمان کے ناف سے ایک درخت پیدا ہوا کہ جسکا سایہ
تمام زمین پر پہیل گیا ہے اور کوہ و بیابان اُس کے نیچے آگئے مین نہرین اور چشمہ بہ نکلے ہین لوگ پانی
پیتے ہین اور نفع اٹھاتے ہین عثمان خان بیدار ہوکر شیخ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا اور خواب بیان
کی اُس کی اللہ نے ہو رہا کاشفہ عثمان خان کو بشارت دی کہ تم بادشاہ ہوگئے اور تماری نسل سے کئی ایک
عظیم الشان سلطان پیدا ہونگے اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچائین گے مین اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کرتا ہون
اس بی بی کے بطن سے سلطان اورخان ہوا جس کی اولاد سے کل سلاطین عثمانیہ حامی دین اسلام
پیدا ہوئے۔

سلطان عثمان خان جو مقدس تلوار بطور ورثہ یادگار چھوڑ گیا تہا۔ وہ ہر ایک جدید عثمانیہ سلطان
کی کمر مین بطور نشان تاج پوشی مسجد جامع ایوب مین بندہوائی جاتی ہے۔ اور اُس نیک نیت زاہد
و متقی۔ پابند قرآن و سُنت عادل و باذل مقلد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک تلوار کا
اثر ہے کہ چند سو سال سے سلاطین عثمانیہ اسلامی خدمات۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا مین بجا لارہے ہین
کہ جسکی باقبال قدامت کا مقابلہ یورپ کا کوئی خاندان شاہی نہین کرسکتا۔

سلطان اورخان

غازی عثمان خان کے بعد اُسکا چھوٹا بیٹا اورخان سلطان مقرر ہوا۔ اور بڑا بیٹا علاءالدین وزیر ہوا
اور یہ ایک نادر مثال ہے کہ بڑے بھائی نے کمال ایثار نفس سے چھوٹے بھائی کی ماتحتی قبول کی
مگر یہہ وزارت درصل ملکی ومالی اختیارات کی رو سے سلطنت تہی۔ اورخان نے اپنی تمام توجہ جنگی امور کی
طرف مصروف رکھی اور کشورکشائی مین مشغول رہا اور علاءالدین انتظام ملکی و مفید تجاویز کے سوچنے
مین لگا رہتا تہا۔ اُسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ سلطنت عثمانیہ جلدی سے ہر ایک شعبہ مین ترقی کر گئی۔
بروصہ جسکو اورخان باپ کی وفات کے وقت محاصرہ کیئے ہوئے تہا۔ جلد فتح ہوگیا اور اورخان نے
اسکو اپنا دارالسلطنۃ مقرر کیا۔ یہہ شہر بلحاظ آبادی۔ رونق۔ شادابی کے ایشیائے کوچک مین اول نمبر
ہے۔ سلطان اورخان نے تہوڑے ہی عرصہ مین اپنی سلطنت کو آکہائی ڈاڈینیلز تک وسیع کرلیا
اور بڑی فوج کے علاوہ ایک زبردست جہازی بیڑہ بہی تیار کرکے یورپ مین پاؤن جمانے کے لیے
کافی سامان مہیا کرلیا۔ اینڈرونیکو مین شہنشاہ قسطنطنیہ کے خلاف اُس کے پوتے نے بغاوت کی

محاصرہ کر لیا۔ چونکہ قلعہ و فصیل کمال مستحکم تھی اور سامان جنگ وغیرہ محاصرین کے پاس کافی موجود تھے اس
لیے محاصرے طول کھینچا اور الوالعزم اور جفاکش سلطان نے بروصہ کے نزدیک دو قلعے تعمیر کر لیے ایک میں
اپنا چچازاد بھائی اور دوسرے میں ایک اپنا غلام جنرل متعین کر دیا۔ اور اسطرح محاصرہ پر زیادہ زور ڈالکر
محاصرہ کا ارادہ کر لیا اور خود بھی شہر کو چلا آیا۔ اور دیگر عیسائی شہروں کو فتح کرنے لگا جہاں سے کہ
کو مدد بھو نچتی رہی تھی عقلمند سلطان نے سمجھ لیا کہ قلعہ بروسہ کو بزور شمشیر فتح کرنے اور مسلمانوں کو
کٹوانے کی جگہ یہ۔ باقی عیسائی امصار کی فتح سے محصورین بروسہ کی کمر توڑی جائے اور دشمن کو بھوک
کے عذاب سے مجبور کیا جائے اس لیے ۷۲۳ھ ہجری میں قلعہ قوکربہ بلاد ملانی اور اخیاز کو اور ۷۲۶ھ میں
بلاق آباد۔ قاندری حصن لوبی حصن صحالو۔ اور سر سبز و شاداب علاقہ قرہ مرسل کو فتح کر کے بروسہ
کے بازو کاٹ لیے گئے اور اپنے بہادر بیٹے اور خان کو لشکر کثیر دیکر فتح بروسہ کے لیے روانہ کیا اور
خود سلطان عثمان خان مرض نقرس کی شدت کے باعث اپنے شہر میں ہی رہ گیا۔ اور ایام محاصرہ
بروسہ میں یا بقول بعض بعد فتح عثمان خان اسی مرض میں ۷۲۶ھ میں ۶۹ سال کی عمر اور ۲۷ سال
کی سلطنت کے بعد راہی فردوس بریں ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلطان عثمان خان بہادر عادل صالح یتیموں۔ بیوگان۔ غربا۔ و مساکین۔ کا مددگار شائق غزا و جہاد تھا
اُس کی تمام عمر مخالفین دین کا زور گھٹانے اور اعلائے کلمۃ اللہ میں بہ تقلید صحابہ کرام گزری اسی تقلید حقہ
کی وجہ سے جدھر سلطان عثمان خان نے باگ اُٹھائی فتح و نصرت ہمرکاب رہی۔ زہد و تقویٰ میں نمونہ صحابہ
تھا۔ چنانچہ باوجود اسقدر فتوحات و سلطنت کے عظمت کے مرتے وقت صرف۔ پگڑی۔ کوٹ پیٹی۔
تلوار گھوڑا چھوڑ گیا۔ نہ کوئی دولت تھی نہ خزانہ جو کچھ اُس کے ہاتھ میں آتا تھا وہ قوم اور ملک کے فوائد پر
خرچ کر دیتا تھا۔ اور علما و صلحا کی نہایت عزت اور مدد کرتا تھا عقیدہ اسکا اس قدر مضبوط تھا کہ بادشاہی
سے پہلے کسی کے ہاں سفر میں مہمان ہوا جس مکان میں عثمان خان کو اتارا گیا سوتے دفعہ دیکھا کہ وہاں
ایک کھونٹی سے قرآن مجید آویزاں ہے یہ دیکھکر اس مکان میں سونا قرآن مجید کی تعظیم کے خلاف سمجھا
اور رات بھر ہاتھ باندھے قرآن کے سامنے صبح تک کھڑا رہا۔

اسی قوت ایمانی کا نتیجہ تھا کہ وہ جملہ غزوات میں منصور و مظفر رہا اور ایشیا کوچک سے رومیوں کی صدیوں
کی طاقت کو قریبا نیست و نابود کر دیا اور اپنے جانشینوں کے لیے ایک وسیع رقبہ کی حکومت
کے علاوہ قیصری علاقہ میں فتوحات کا رستہ دکھا گیا۔ سلطان عثمان کو عارف باللہ شیخ ادہ بالی القرمانی
سے کمال محبت تھی۔ ایک رات سلطان نے بادشاہ ہونے سے پہلے خواب میں دیکھا کہ چاند شیخ مذکور کے

بے جا نہ ہوگا۔ اور دربار عثمانیہ جادۂ اعتدال سے باہر نہیں نکل سکا سلطان اورخان نے عثمانیہ سلطنت کی بڑی بڑی خدمات کین۔

(۱) یورپ مین فتوحات کا رستہ کھولا اور مسلمانون کی توجہ کو بجائے باہمی کشت و خون کے ایک ایسی طرف پھیر دیا کہ جس مین مسلمانون کا ہر ایک فریق بخوشی شامل ہوکر ایک پرجوش اسلامی سپاہی بن گیا اور افسردہ قومی مذہبی حرارت کو از سر نو تازہ کر لیا جس عملی اجتماعی جوش نے یورپ کو بعد مین لب گور تک پہونچا دیا۔

(۲) ایک جان نثار پرجوش منتظم فوج ینگچری قائم کی۔

(۳) جہازی بیڑہ قائم کیا جس کے باعث سمندر پر بھی ترکی تسلط شروع ہوگیا چنانچہ اسی بیڑہ کے ۸۰ جہازات کے ذریعہ عرباشا نے یورپ مین قدم رکھا اور بندرگیلی پولی وغیرہ قیصر کا جنوبی علاقہ فتح کیا گیا۔ گیلی پولی وغیرہ کو امیر سلیمان بن اورخان نے فتح کیا تھا یہ بہادر شاہزادہ گھوڑے سے گر کر فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ شاہزادہ مراد خان فتح یورپ پر مامور ہوا۔ جسنے اپنے بھائی سلیمان مرحوم کی جگہہ کمانڈر ہوتے ہی رومیلیا پر چڑھائی کی۔ اور شہر جوالی کو فتح کیا جو قسطنطنیہ سے تین منزل پر واقع تھا۔ اور لگاتار کفار سے لڑتا رہا۔ اور شہر دھتوقہ کو فتح کیا۔ بوڑھا سلطان اورخان بیٹے کی وفات کے سبب مغموم ہوکر ۱۲۶۱ہجری مین ۸۳ سال کی عمر اور ۳۵ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ اور شہر بروسہ مین دفن کیا گیا۔ اس سلطان نے مدارس مسجدین تعمیر کین۔ بہادر۔ سخی۔ دیندار شائق غزا تھا۔

سلطان مراد خان اوّل

سلطان اورخان کے بعد اسکا بیٹا مراد خان تخت نشین ہوا۔ اور اپنا دارالحکومت بروصہ واقع ایشیا سے ایڈریانوپل واقع یورپ مین منتقل کر لیا۔ جو یورپ مین دوامی اور مستقل حکومت کا نشان تھا۔ مراد خان کے بہادر سپہ سالار شاہین نے جلدی ہی کوہ بلقان تک تمام علاقہ اور صوبہ تربس سخر کر لیا۔ ترکون کی اس روزافزون پیش قدمی اور ترقی سے صرف قسطنطنیہ کے قیصر کو ہی موت کی کہانی نہ دی رہی تھی بلکہ تمام شرقی اور جنوبی یورپ کے گھر گھر مین ماتم بپا تھا اس لیے قیصر قسطنطنیہ اور دیگر شاہان یورپ کی متفقہ فوج نے ترکون کو یورپ سے نکالنے کے لیے مقابلہ کیا مگر سلطان مراد خان نے سخت جنگ کے بعد تمام یورپ کو دکھلا دیا کہ اسلامی شمشیر دیگر پرجوش مجاہدین کے ہاتھہ مین ہو۔ تو یورپ کو سوا شکست کے اور

اور عمر پاشا گورنر ایدن سے مدد طلب کی جو باجازت سلطان فوراً ۲۸ ہزار فوج کے ساتھ سمندر پار ہوگیا
اور بلگیریا سے سرویا تک ترکی چمک دکھا کر واپس ہوا - اور یہہ پہلا موقعہ ہے کہ ترکون کو یورپ مین شمشیر
بازی کا موقعہ ملا جس سے فایدہ بھی اٹھا لیا ایشیا کوچک کا بہت سا زرخیز علاقہ قیصر سے چھین لیا اور
یورپ کے بندرگاہ گیلی پولی پر بھی ۷۵۶ھ مین ترکون کا قبضہ ہوگیا - اور صیا اور رضا فانی قلعہ بھی
فتح ہوگئے - یورپ مین عثمانیہ ترکون کی یہہ پہلی مبارک فتح ہے - اسی سلطان کے عہد مین ینگچری فوج
کی بنیاد پڑی

فوج ینگچری

۷۶۳ھ ہجری مین جب سلطان اورخان کو مشرقی یورپ مین فتوحات حاصل ہوئین تو وہان سے حسب شریعت
پانچوان حصہ قیدیون کا سلطان کو ملا - ایسے قیدیون کی تعداد دن بدن بڑھنے لگی مدبر سلطان نے اُن
قیدیون مین سے کم عمر عیسائیون کو جنگی تعلیم دلانی شروع کی جو سلطان کی الطاف و تربیت سے خاصے
سپاہی نکل آئے اور سلطان نے اپنے پیرو مرشد حاجی بکتاش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعائی خیر اور تقرری
نام کے لیے بھیجا اُس عارف باللہ ولی اللہ نے اپنے سفید آستین کو اُن مین سے ایک کے سر پر رکھ کر
اُنکا نام ینی شہری ینگچری رکھا اور دعا کی بعد فرمایا کہ یہہ لوگ ہمیشہ مظفر و منصور رہین گے - یہہ فوج
سلطان کی باڈی گارڈ بنائی گئی جسکی تعداد سلطان سلیمان اعظم کے وقت ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی -
اس فوج نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے - یورپ مین پہلی باقاعدہ فوج یہی ہے اس سے پہلے جاگیردار وقت
ضرورت کے وقت فوج بھیجا کرتی تھی - اس فوج نے یہانتک زور پکڑا کہ سلاطین عثمانیہ کا عزل نصب بلکہ حیات
و ممات فوج ینگچری کے ہاتھ تھی اور وہ زمانہ دور نہ تھا کہ جو کچھ غلامون کے ہاتھ خاندان عباسیہ اور امویہ کا انجام
ہوا تھا - وہی آل عثمان کا ہوتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو اس خاندان کا قیام منظور ہے جو باوجود اُن تمام
خرابیون کے جو دیگر ممالک و خاندانون مین بربادی کا باعث ہوئین اس خاندان کا پایہ خلافت بدستور
مضبوط رہا - اور ہر ایک عہد مین کوئی نہ کوئی سلطان یا وزیر اعظم مدبر ایسا نکلتا رہا کہ جو اُن خرابیون پر غالب
آتا رہا - گو فوج ینگچری کی خودسری سے مدت تک سلاطین اور مقتدر امرا کا قافیہ تنگ رہا مگر آخر سلطان محمود
خامس نے اس فوج کا قلع قمع کیا اور جدید نظام کے مطابق فوج آراستہ کی گئی جو آج دشمنون کے دانت کھٹے
کر رہی ہے - اس بات سے انکار انصاف کا خون ہے کہ ینگچری ملک و ملت کے کمال خیرخواہ تھے - اور اگر
یہہ کہا جاے کہ اسی فوج کے متعصبانہ جوش کے خوف سے سلاطین و وزرا کا قانون قرآن مجید رہا ہے تو شاید

ام مٹادیا۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ وغیرہ کی متفقہ افواج ایک لاکھ سے دریائے ڈینوب کے قریب مقام
وپلس خونخوار جنگ ہوا۔ اور شکست فاش دیکر بڑے بڑے عیسائی وزراؤن کو قید کرلیا اور سردار سب کے
برو کہدیا کہ تم کیون میرے ملک مین آنے کی تکلیف گوارہ کرتے ہو۔ مین خود جلدی ہی ہنگری جرمن
لی کو فتح کرتا ہوا روم کے بڑے گرجا سینٹ پیٹر کی قربان گاہ پر اپنے گھوڑون کو جو کھلاؤنگا اس جوانمرد
لطان سے یہ کوئی بعید امر نہ تھا۔ اس لئے تین پشت کے متواتر تجربون سے یقین کرلیا تھا۔ کہ عیسائی خواہ
س قدر زور لگائین ترکون کی تلوار کی ضرب نہین اٹھا سکتے اور بہادر ترک عیسائی فوجون پر ایسے گرتے ہین
یسے شہباز شکار پر۔ ایک صدی کی متواتر فتوحات نے ترکون کو شیر دل بنا دیا تھا۔

بایزید نے تیز اور تند حملات اور دشمن پر غضبناک پھرتی کے ساتھ ایلغار کرنے سے یلدرم (برق) کا خطاب
ل کرلیا۔ لیکن میرے خیال مین چونکہ بایزید کے ہاتھ سے عیسائی اور مسلمان دونون یکسان مار کھاتے
ہے بلکہ مسلمان سلاطین اور رؤسا زیادہ تر بے خانمان ہوئے اور بجلی بھی دوست دشمن خشک و ترکو
سان جلاتی ہے اس خاصیت سے بایزید کو یلدرم کہا جاوے تو زیادہ موزون ہے ایشیار کے سلجوقی
لاطین نے شاید کچھ ابتدائی چھیڑ چھاڑ کی ہو۔ لیکن بایزید جیسے برق مزاج سلطان کو بہانہ ڈھونڈنے
کیا ضرورت تھی۔ سلجوقی ریاستون کو ایک ایک کرکے مار لیا۔ والیان ریاست یا تو لڑائی مین فنا ہوئے
ھاگ کر بایزید سے بھی زیادہ ظالم و سفاک تیمور گورگان کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ قونیہ کا سلطان
ؤالدین تو لڑائی مین قتل ہوا۔ اور اس کی بیٹی تیمور کے پاس پہنچی۔ تیمور اور بایزید دونون یکسان کشور
ائی پر مٹے ہوئے تھے بایزید نے بھی دریائے ڈینوب سے لیکر فرات تک اپنی سلطنت کو پھیلا
یا تھا۔ اور تمام درمیانی کانٹون کو نکال لیا تھا۔ مصر کے مملوکون کا بہادر سلطان برقون عثمانی برق
ے کانپ رہا تھا ان تمام مسلمان سلاطین نے تیمور کو اکسایا۔ تیمور جو ایشیاء کے مسلمانون پر تلوار
زمائش کرچکا تھا۔ عثمانی سلطان کی ترقی کو کسطرح دیکھ سکتا تھا۔ سلجوقی پناہ گزین سردارون کی مدد
ائی مین شیر کو چھیڑنا شروع کیا۔ اور کفار کی بجائے مسلمان سلاطین سے جنگ و جدل کو خلاف
ع لکھ کر بایزید کو اسلام کا اخلاقی ملزم ٹھیرایا۔ حالانکہ خود را فضیحت و دیگران را نصیحت کا پورا مصداق خود
ور تھا۔ اس ظالم کے ہاتھ سے لاکھون مسلمان قتل اور ہزارہا عالیشان شہر قصبہ تباہ ہوئے مگر بایزید نے
رچہ مسلمان علاقون کو اپنی سلطنت مین ملحق کرلیا۔ لیکن کہین بھی قتل عام نہ کیا۔ لڑائی مین کشت خون
ان نہین کرتا۔ قونیہ سلجوقون کا دار الخلافہ محض بایزید کے حسن سلوک اور احسان و مروت سے فتح ہوا
ا۔ بایزید کے انتظام اور امن و امان کو دیکھ کر کنجیان خود حوالے کی گئین اور اسیطرح باقی قلعجات اور امصار

کچھ نصیب نہین ہوسکتا۔ یورپین فوج کو شکست ہوئی۔ اور ہزارون قتل اور قید ہوے قیصر قسطنطنیہ کو صلح پر مجبور کیا۔ اور مقدونیہ اور البانیہ کو ممالک محروسہ مین داخل کرلیا۔ یورپ کی جنوبی اور شرقی سلطنتون نے پھر ترکون کے برخلاف جہاد کا اعلان کیا اور عیسائیون کے پرجوش چیدہ فوج کے ساتھہ بمقام کسووا ۱۳۸۹ء مین خونخوار مقابلہ کیا۔ لیکن جان فروش ترکون نے باوجود قلیل فوج کے شمشیر خارا شگاف سے لاکھون عیسائی قتل کیے عیسائی بہت کم زندہ بچکر گئے قیدیون مین سرویا کا بادشاہ لزار بھی زندہ گرفتار ہوا۔ مگر افسوس کہ سلطان مراد خان ایک عیسائی قیدی کے ہاتھہ سے جو سلطان کے قدمون پر گر کر اظہار اطاعت کر رہا تھا۔ ضرب خنجر سے ۷۹۲ھ ہجری مین شہید ہوا۔ جسکے عوض مین وہ نامرد غدار اور لزار شاہ سرویا قتل کیے گئے اس جنگ عظیم سے سرویا۔ بلگیریا۔ بوسینیا پر ترکون کا تسلط ہوگیا۔ یہ بہادر اولوالعزم۔ عابد زاہد۔ صوفی مشرب سلطان ۶۵ سال کی عمر اور ۳۰ سال کی حکومت کے بعد یورپ مین ترکی سلطنت کے پاؤن جما کر فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا بایزید سلطان ہوا۔

سلطان بایزید یلدرم

بایزید عام شجاعت اور اولوالعزمی مین اپنے بزرگون کے برابر تھا۔ لیکن دیگر اخلاقی امور مین اُنکا مقابلہ نہین کرسکتا تھا۔ تخت پر جلوس کرتے ہی اپنے بھائی یعقوب کو جو فوج مین ہردل عزیز تھا قتل کرا دیا۔ اور یہ عثمانیہ خاندان مین پہلی برادرکشی ہے جو تخت کی لالچ کے لیے کی گئی۔ یورپ کی مفتوح قومون کی بداخلاقی عیاشی بھی اسی عہد مین ترکون کو اثر کرنے لگی شاہ سرویا نے بایزید سے اپنی بہن کا نکاح کر کے پیچھا چھوڑایا تھا۔ یا یون کہو کہ عثمانیہ خاندان مین ایک معتبر جاسوس مقرر کیا گیا۔ اور یورپ کا خیرخواہ عیسائی ایجنٹ کراماً کاتبین کیطرح بایزید کے ساتھ لگا دیا۔ اوسکی وجہ عیاشی قرار دیا جاتا ہے تاہم بہرحال ایک پولیٹیکل غلطی تھی جسکی بنیاد بایزید نے رکھی اور جسکی تقلید بعد مین سلاطین و امرا ترکی مین عموماً ہوتی رہی امرا مین عورات کا اثر بھی سلطنت کے کاروبار پر کبھی نہ کبھی پڑتا رہا۔ پھر یہ کہنا بیجا نہین ہوگا کہ ترکون کے سادہ اطوار اور اسلامی عادات کا بگاڑ اسی عہد سے شروع ہوا۔ گو اثر مدت کے بعد نکلا ہو۔

بایزید کی شجاعت کا ہم اقرار کر چکے ہین وہ اپنے باپ کے عہد مین ہی کفار کی لڑائیون مین بہت کچھہ نام پیدا کر چکا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے ہر طرف پیش قدمی شروع کی قیصر قسطنطنیہ جسکے پاس بہت ہی تھوڑا علاقہ رہ گیا تھا جسکو سالانہ خراج گذار بنا لیا قسطنطنیہ مین بھی مسلمانون کے لیے ایک محلہ اور مسجد تعمیر کرا لی اور انکے لیے مسلمان قاضی مقرر کروا دیے۔ ایشیا مین صرف ایک خلادیفیا قیصر کے پاس رہ گیا تھا۔ جسکو فتح کرنے سے قیصر

دہمت مین ضرب المثل تہا اوسکی شیرانہ دہاک سے جہان کانپ اٹہتا تہا۔ بہادر بایزید پر ضرور کوئی اثر نہ پڑا ہوگا لیکن
فوج کیسی تاثر سے نہین بچی ہوگی خیر کوئی سبب ہو ترکون کو شکست فاش ہوئی اور بایزید ایک سال کی قید مین
ہی غم وغصہ مین مبتلا ہوکر بیمار ہوا۔ اور تبریز پہونچکر فوت ہوا۔ اُس کی لاش تیمور نے وابس روم بہجوا
دی۔ تیمور نے سلجوقی شاہزادون کو انکی موروثی ریاستین دلا دین گو بظاہر تیمور کا یہہ فعل اچہا دکہائی دیتا
ہو لیکن قومی خیال سے نہایت قابل نفرت ہے۔ سلجوقیون کی مدد مردہ اور بوسیدہ ہڈیون مین جان ڈالنا تہا
اور ایسے کمزور ہاتہون مین حکومت دینے سے سوا انکی ذاتی تن پروری اور شکم پرستی کے اور کوئی فایدہ قوم کو
نہین پہونچ سکتا اور دوسری طرف انگورہ کی شکست نے بایزید جیسے عالی ہمت شجاع سلطان کو قوم کی سرپرستی
سے دور کرکے یورپ کو سہارا ہی نہین بلکہ بچا لیا۔ اور جن ممالک اعصار معابر مین " اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ " کی صبح وشام منادی ہونے والی تہی۔ اسکو تیمور نے روک دیا
اور توحید کی جگہہ تثلیث کی معاونت کی۔ تیمور کا یہہ قومی جُرم سخت قابل نفرین ہے تیمور نے بایزید
کے ساتہہ جو سلوک کیا وہ بقول بعض نرم تہا اور بعضے کہتے ہین کہ لوہے کے پنجرے مین ڈالکر ساتھ
ساتھ لیے پہرتا رہا جس ذلت کو بایزید برداشت نکرسکا۔

تیمور کی فتوحات تمام سلاطین سے وسیع تہین لیکن اُسکے ہاتہہ سے مسلمانون کی قتل عام مسجدون کے جلانے
اور مسلمان عورتون کی بیحرمتی اور پردہ دری اسلامی ممالک کی بربادی اور عام تاخت وتاراج کے سوا اور
کچھ نہین ہوا۔ اور ہمیشہ اُس کی تلوار مسلمانون کا گلا ہی کاٹتی رہی۔ اس لیے وہ اس قابل نہین کہ اُس کا
ذکر اس کتاب مین مفصل کیا جاوے۔ تیمور نے سلطان مصر کو کافر لکہا تہا مگر سلطان نے جو جواب
دیا وہ ایسے واقعات ہین کہ تیمور کے کافر ہونے مین کوئی شک نہین رہتا۔ تیمور کی عادت تہی یا اُس کی
پولیٹیکل چال کہ وہ علما کو ہمیشہ ساتہہ رکہتا اور انکی بہت مدد کرتا۔ کچھ تو اس مرض و لالچ سے اور کچھ تیمور
کے خوف سے علما تیمور سے کلمہ حق نہین کہہ سکتے ہونگے۔ مگر حلب کے فاضل شیخ محمد بن الشحنہ کی اخلاقی
جرات نے تیمور کو ساکت کردیا جبکہ تیمور نے علماے حلب سے دریافت کیا۔ کہ تم علی۔ معاویہ
یزید کے حق مین کیا کہتے ہو۔ ایک حلبی عالم نے مشہور جواب دیکر کہ ہر ایک مجتہد تہا تیمور کو ناراض
کردیا۔ مگر فاضل ابن شحنہ نے کہا کہ علی خلیفہ برحق تہے اور معاویہ خلیفہ نہ تہا۔ اور یزید فاسق تہا تیمور
کو ساکت کردیا۔ تیمور کی ایسی ظالمانہ حرکات تہین کہ اگر اسکی اولاد مین سلطنت نہ آتی تو مسلمان مورخ ضرور
اُسکو چنگیزخان اور ہلاکو شمار کرتے اور شاید اسلام سے خارج جانتے مگر مورخین شیعہ کو تو
اُسکی تشیع نے اور مورخین اہل سنت جماعت کو شاہان مغل کی پاس خاطر نے ایسی صاف گوئی سے

کو ور اور انکے سلجوقی حکومت سے بیزار ہو کر بایزید کے حلقہ بگوش بنگئے۔ ضرور بایزید نے تلوار سے بہی کام لیا لیکن تیمور کی طرح نہین۔ پہر تیمور کا الزام لگانا درست نہ تہا۔ وجہ صرف "دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند" اتہی تیمور بہی دنیا کی فتح کا عزم رکہتا تہا۔ اور بہت کچہ کامیاب ہوا تہا۔ اور بایزید بہی اُس اپنے زمانہ کا سکندر ثانی بننا چاہتا تہا یورپ کو بے خوف وخطر پکار کر کہدیا تہا کہ مین جلدی ہی تمہاری مذہبی صدر مقام روم واقعہ اٹلی کو اپنا اصطبل بناؤن گا۔ قسطنطنیہ کی استحکامات اور لوہا ناٹھ فصیلین جو ابتک بہادران اسلام کو روکتی رہی تہین وہ سلطان بایزید کی نگاہ مین ہیچ معلوم ہونے لگین۔ اور بہت جلد قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور قریب تہا کہ بایزید فاتح قسطنطنیہ کے نام سے مشہور ہو مگر ابہی اور پچاس سال قسطنطنیہ کی عیسائی زندگی باقی تہی۔ اور اس زندگی کا باعث خود مسلمان نے ہی ہونا تہا۔ تیمور اور بایزید کے درمیان خط وکتابت ناکامی سے ختم ہوچکی تہی اور تیمور ہی البادی اظلم کا مصداق بنکر عثمانیہ سلطنت کے قصبہ سیواس مین قتل عام کرکے بہادر ترکی جرنیل کو مع چار ہزار فوج کے جنہون نے ہتہیار رکہہ کر اطاعت مان لی تہی زندہ دفن کرا کر اپنی شہرہ سفاکی کا ثبوت دیدیا۔ سلطان بایزید جو قسطنطنیہ مین فتح کا نشان گاڑنے والا تہا مجبوراً محاصرہ سے ہاتھ اٹہا کر تیمور کے مقابلہ کو روانہ ہوگیا۔ انگوریہ کے نواح مین مقابلہ ہوا۔ لکہا ہے کہ تیمور نے تاتاریون کو جو بایزید کی فوج مین بہ تعداد کثیر تہے قوم وجنسیت کا واسطہ ڈالکر قابو کر لیا جنہون نے عین لڑائی کے زور شور مین بہاگنا شروع کیا۔ اور باقی فوج بہی انکی تقلید سے بہاگ نکلے۔ غیور سلطان بایزید یہ حالت دیکہہ بذات خود تلوار کہینچ تیمور کی فوج قلب پر حملہ آور ہوا۔ اور تمام صفون کو چیرتا ہوا جہان تیمور موجود تہا۔ جا پہنچا۔ مگر کسی تیموری بہادر کا حوصلہ نہ پڑا کہ اس عثمانی شیر کا مقابلہ کرے آخر گہوڑے کی ٹہوکر کہانے سے گرا۔ یا یون ہی کمندین ڈالکر اس شیر ببر کو قید کر لیا۔ شکست کی وجہ صرف تاتاریون کی غداری ہی نہین ہوسکتی بلکہ اور وجوہات بہی تہے اول تو تیمور کی فوج پانچ لاکہہ۔ اور بایزید کی فوج لاکہہ سوا لاکہہ تہی اس موقعہ پر جمع اور فوج مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہوگا۔ اور تیسرے بہی تیمور سے پانچوان حصہ فوج میدان جنگ مین لاسکا اسی سے دونون کی شاہی طاقت کا اندازہ ہوسکتا ہے دوسری وجہ یہہ تہی کہ تیمور کا ظلم گو جہان سوزی کے درجہ تک پہونچا ہوا تہا۔ لیکن پہر بہی عموماً نتیجہ بخش تہا۔ اور بایزید جس علاقہ اسلامی کو فتح کرتا رہا وہان کے والیان سلطنت کو بیدخل کرتا رہا اس وجہ سے مصر تک کے سلاطین اُس کو نفرت سے دیکہتے تہے اور اسکے زوال کے خواہان تہے اس لڑائی مین وہ تمام جلاوطن والیان ملک تیمور کے ساتہہ تہے انہون نے بغرض انتقام کشی کوئی کسر اُٹہا نہ رکہی ہوگی علاوہ اسکے گو سلطان بایزید تہور وشجاعت مین بے نظیر تہا مگر گرگ کہن تیمور "الحرب خدعۃ" مین زیادہ مشاق تہا اور استقلال

سلطان مراد خان ثانی

سلطان مراد خان ثانی کو تخت پر بیٹھتے ہی ایک مدعی سلطنت مصطفیٰ نامی سے لڑائی درپیش آئی جو اپنے آپ
کو سلطان بایزید کا بیٹا بیان کرتا تھا جسکو معرکہ انگوریہ مین مقتول خیال کیا گیا تھا یہ شخص سلطان محمد کے
عہد مین شکست پاکر قیصر قسطنطنیہ کے پاس چلا گیا تھا۔ اور قیصر نے عثمانیہ طاقت کے کمزور کرنے کا ذریعہ جانکر اور
یورپین علاقہ کی واپسی کا اقرار لے کر فوج سے مدد کی جسنے اول تو ایک دو جگہہ فتح پائی مگر آخر خود سلطان مراد
کے آنے سے شکست پاکر پکڑا گیا۔ اور پھانسی دیا گیا۔ قیصر کا علاقہ عہد شکنی کی سزا مین تاخت و تاراج کیا گیا
اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا۔ عین حملہ کے وقت جسکا نتیجہ غالبًا فتح ہوتا ترک ہٹ گئے جسکی وجہ یہ تھی کہ
سلطان مراد خان کو چھوٹے بھائی مصطفیٰ کی خبر پہونچ گئی۔ اور اس خانگی فساد کا دور کرنا مقدم خیال کیا گیا
بغاوت کے فرو کرتے ہی فورًا یورپ کی خبر لینے کو تیار ہو گیا۔ جزیرہ زانٹی سلطنت وینس سے چھین
لیا۔ اور ذلیل شرائط منوا کر اور یونان کا جنوبی حصہ فوریا اور سالونیکا فتح کرتا ہوا صوبہ ٹرنسلوینیا
واقعہ ہنگری مین داخل ہوا۔ اور ستر ہزار قیدی لے کر واپس ہوا۔ قاعدہ ہے کہ جس ملک مین
قومی عصبیت موجود ہو وہ شکستہ حالت کو درست کر سکتی ہے اور یورپ اسباب مین جملہ اقوام سے ممتاز ہے
سلاطین یورپ نے جو شکست سلطان بایزید سے دریائے ڈینوب پر کھائی تھی اس سے دیکھہ لیا تھا کہ کن
اسباب سے ترکون کی جوش پر غالب آ سکتے ہین اور یورپ مین زندہ رہ سکتے ہین۔ فوج کی بے انتظامی
کو دور کیا گیا۔ اور سلاطین کو چھوڑ کر عام عیسائی آبادی پر سہارا لیا گیا۔ مذہبی جوش بھڑکایا گیا۔ اور
جبتک کہ تمام انتظام ٹھیک ہو سکا عیسائی خاموش رہے اور زیادہ یہی وجہ تھی کہ شکست انگوریہ کے
بعد عیسائی سلطان محمد اول کے چند سالہ عہد مین نہ ہلے۔ اب چونکہ تیاری مکمل ہو چکی تو ہنگری کا بہادر
گورنر جان ہنیادرس میدان مین نکلا۔ ترکون کو کئی شکستین ہوئین اور دریائے ڈینوب سے پار
اور اس سے دلیر ہو کر یورپ کی چیدہ اور بہادر فوج کے ساتھہ بمقام نیشا ترکون کو شکست فاش دی۔ اور رومیلیا
کو لوٹ کر برباد کر دیا اور بے شمار قیدیوں اور مال غنیمت کے ساتھہ واپس ہوا۔ آخر فریقین کے درمیان حد
فاصل دریائے ڈینوب قرار پا کر صلح ہو گئی مگر جون ہی ایشیا مین ایک باغی رئیس ابن قرمان نے سر اٹھایا
پوپ روم کی اس تاویل سے کہ کافر سے اور مسلمانون سے قول و قرار کی پابندی لازم نہین ہے
تحریری عہدنامہ سے ڈھائی ماہ کے اندر ہی اندر عیسائی دریائے ڈینوب سے عبور کر آئے۔ اور ادھر سلطان

سا کا ہوگا۔ معزز خاندان صفویہ ایران تیمور اور اسکی اولاد کا ممنون احسان تہا۔ اور ہندوستان خود تیمور کا
خاندان کا مشکور رہا۔ پس تیمور کی برائیان بہی نیکیون سے یاد کی گئی تہین۔ ورنہ اُس نے کوئی ایسی اسلامی
خدمت نہین کی کہ جسکے رو سے وہ قابل تعریف شمار ہو سکے۔ قتل نفوس سے حجاج تو مردود و ملعون خیال
کیا جائے۔ اور تیمور جس نے اصفہان مین ستتر ہزار۔ اور دہلی مین ایک لاکہہ قابل رحم قیدی صرف
اس بیجا خیال سے بہیڑون کی طرح ذبح کرا دیے کہ تیمور کے پاس انکی حفاظت کے لیے کافی سپاہ
نہ تہی۔ اور دہلی کا پندرہ روز قتل عام مزید برآن تہا۔ حلب مین جبکہ مسلمانون کے گلے پر چہری پہر رہی
تہی۔ اور تیموری قتل عام سے بے گناہ مسلمانون کے خون کی ندیان بہ رہی تہین بے رحم تیمور جلسہ
عیش مین شراب نوشی کر رہا تہا۔ تیمور نے اگرچہ اپنی طرف سے عثمانیہ خاندان کی بربادی مین کوئی کسر
نہ اُٹہا رکہی تہی۔ مگر خدا کو اس پاک اعتقاد خاندان سے خدمت اسلام کا کام ابہی بہت کچہ لینا منظور تہا
تیمور کی انسانی کوششون کو خاک مین ملادینا۔ اور بایزید کے بعد اُس کے بیٹے محمد اول نے ایشیا مین
پہر عثمانی اقتدار پیدا کر لیا۔ اور جن سلجوقیون کو تیمور حکمران بنا گیا تہا۔ انکی طاقت کو سلطان محمد نے
توڑ دیا۔ یا زیر رسوخ کر لیا۔ یورپ مین عثمانی طاقت کو کچہ زوال نہ پہنچا تہا۔ اسکی وجہ کچہہ تو یہہ تہی کہ عثمانیہ
سلاطین کی چار پشت کی متواتر شمشیر زنی نے قیصر قسطنطنیہ کو تو بالکل زندہ درگور کر دیا تہا۔ اور عام
عیسائیون کو بہی سرد کر دیا اور ہنگری تک مرعوب اور مبہوت کر دیا تہا۔ سلاطین آسٹریا۔ جرمن۔ فرانس۔
اٹلی بہی چند سال پہلے ایک لاکہہ بہادر معرکہ ڈنیوب مین ترکون کی نذر کر چکے تہے اور یہ قاعدہ ہے
کہ ایسی جابر اور مہیب قوم فاتح کا اثر جلدی ہی دلون سے محو نہین ہو سکتا۔ اور یورپ اس
وقت زمانہ حال کیطرح موقعہ شناس اور باخبر بہی نہ تہی۔ یا یون کہو کہ ابہی عیسائی ترکون کے مقابلہ
کے لیے کافی تیار نہ تہے۔ اس لیے انگوریہ کی شکست سے یورپ مین عثمانیہ سلطنت کو کوئی نقصان نہ
پہنچا۔ مدبر سلطان محمد نے عیسائیون سے جدید عہدنامے کر لیے۔ اور عیسائیون نے بخوشی منظور کر لیے
سبب سے دل جمعی حاصل کر کے دولت کے والی سینوب اور ابن قرمانی سے ایشیا مین معرکہ آرا
ہوا۔ اور فتحیاب ہوا۔ گو بلحاظ فتوحات سلطان محمد اول کا عہد کوئی شاندار نہین لیکن اس خیال
سے کہ سلطان محمد نے بگڑی ہوئی کہیل کو سنبہالا اور انگوریہ کی شکست سے جو سلطنت کا خاتمہ نظر آرہا
تہا اس مایوسی کو کامیابی سے بدل دیا اور سلطنت کے پراگندہ اجزا کو جمع کر لیا۔ اور محمد جامع
کے لقب سے مشہور ہوگیا۔ اگر اسکو بانی سلطنت عثمانیہ کہا جائے تو بے جا نہین ہے۔ یہہ
سلطان ۱۰ ماہ ۸ سال حکومت کر کے سنہ ۸۲۴ ہجری مین ۴۸ سال کی عمر مین فوت ہوا۔

فروکیا اور مرتد سکندر بیگ کو شکست دیکر ملک سے نکال دیا۔

طنطنیہ جسکی فتح کی آرزو مین بڑے بڑے عظیم الشان شاہنشاہ مر چکے تہے اور کئی دفعہ ناکامی کے ساتھ
عاصرہ اُٹہا چکے تہے اُس کی فتح کی نام آوری محمد ثانی کے نام لکہی تہی عثمان خان کے عہد سے لیکر ابتک
ہر ایک عثمانی سلطان فتح قسطنطنیہ کے لیے قدم آگے بڑہاتا رہا۔ اور قیصری طاقت کو محدود کرتا رہا۔ اور بایزید
یلدرم اور مراد خان ثانی محاصرہ بہی کر چکا تہا۔ گویا قسطنطنیہ کی فتح سلاطین عثمانیہ کے پیش نہاد ہمت تہی
دُسکی تمام توجہ اور کوشش اس فتح کی طرف مبذول تہی۔ دیگر سلاطین اور خلفاء سے زیادہ سرگرمی
کے ساتھ یہہ کام سلاطین عثمانیہ سے اس وجہ سے سرانجام ہوا۔ کہ خلفائے دمشق کے وقت قیصر روم کافی
قت رکہتا تہا۔ اور ایشیاء روم کی شمالی اور مغربی حصہ پر برابر قابض رہا۔ خلفائے بغداد نے اپنا دار الخلافہ
طنطنیہ سے دور بغداد مین منتقل کر لیا۔ قیصر روم کے زور گہٹانے کے لیے صرف موسم گرما کی یورشین
لیکن جنسے ایشیا مین عیسائی زور تو توڑا گیا۔ لیکن عیسائیون کی کثیر آبادی اور خود قیصری اثر کے تسلط نہ اُٹہا
سلام کا یہہ با اقبال زمانہ بہی جلدی ہی ختم ہو گیا۔ خلافت بغداد کے ضعف آنے پر دو سو سال تک
عیسائی اور اسلامی فوجین برابر تول کی لڑائی لڑتی رہین۔ اور مسلمان اور عیسائی رعایا کو برباد کرتی رہین
خر قسطنطنیہ کی فوجون نے بہت سا اسلامی علاقہ فتح کر لیا۔ اور مسلمانون کو قتل و غارت سے برباد کر دیا یہانتک
سلجوقی بہادرون نے حفاظت اسلام کا بخوبی حق ادا کر کے قیصری فوجون کو مار کر ایشیا کوچک سے نکالدیا۔ قیصر
قسطنطنیہ نے یورپ کی عیسائی طاقتون کی متحدہ کثیر فوج لے کر خود حملہ کیا اور پر جوش مجاہد الپ ارسلان
کے ہاتہ سے شکست کہا کر قید ہوا۔ مگر سلجوقی شجاعت کا زمانہ بہی جلد ختم ہو گیا۔ اور ملک شاہ کے مرنے پر
سلجوقی سلطنت کا شیرازہ کہل گیا۔ اور ایشیا کوچک مین ایک علیحدہ سلجوقی سلطنت قائم ہو گئی مگر قسطنطنیہ کی
فتح کے لیے اس مین کبہی طاقت پیدا نہ ہوئی سلطان قونیہ نے ارطغرل اور اُسکی قوم کو رومی سرحد پر
جاگیرین دین تو ارطغرل اور اسکے بہادر بیٹے عثمان خان کے لیے سوا اسکے اور کوئی ترقی کا رستہ نہ تہا۔
وہ قیصری علاقہ مین قدم بڑہاتے کیونکہ تین طرف اسکی محسن خاندان سلجوقیون کا علاقہ تہا۔ اور
انکا تجربہ تہا کہ قسطنطنیہ کی یونانی فوجین کبہی سچے مجاہدین کے آگے نہین ٹہیر سکین عثمانیہ سلاطین کے
لیے عیسائی ممالک سے بہتر اور کوئی جولان گاہ نہ تہا۔ جہان کہ وہ مسلمانون کو مذہبی حمایت سے لڑ سکتے نہ
غازیانہ جوش سے کام لے سکتے انکا یہ قیاس بہت ٹہیک نکلا بر ایک سلطان نے قدم آگے بڑہایا اور
کی ہی بنیاد دار السلطنت ادرنا نوبل واقعہ یورپ بدل کر اپنی مستقل ریاست یورپ کا اعلان کر دیا۔
قسطنطنیہ کو نیم جان بنا دیا۔ اور میدان کسوود اور نکوپولس پر یورپ کی متفقہ افواج کو شکست دیکر قسطنطنیہ

مراد جو صوفیانہ خیال کے سبب سے پہلے ہی کچھ زیادہ دنیاوی امور کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اب اپنے بڑے بیٹے علاؤ الدین کی بے وقت موت سے دل برداشتہ ہوکر تخت وتاج نابالغ بیٹے محمد کو دیکر حلقہ درویشوں مین جا شامل ہوا تھا مگر نصاری کی عہد شکنی کی خبر سنکر پھر سلطنت کے بچانے کے لیے صومعہ درویشی نکلنا پڑا اور فوج کی کمان لے کر آورنہ واقعہ ساحل بحیرہ اسود تک جا پہونچا سلطان مرادخان نے جو صوفیانہ خیال کے سبب لڑائی سے گریز کرتا تھا عہدنامہ نیزون سے باندہ کر عیسایون سے دکہلایا۔ لیکن مسلمانون کی مقابلہ مین جبکہ عیسایون کو اپنی فتح کا یقین تھا عہدنامہ کی کون پرواہ کرتا تھا لڑائی زور شور سے ہونے لگی عین شدت جنگ مین بہادر لیڈی آلاس شاہ ہنگری گہوڑا دوڑاتا ہوا سلطان مرادخان کے خیمہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اور سلطان کو مقابلہ کے لیے بلایا سلطان نے گہوڑے کو تیر سے مار کر شاہ ہنگری کو زمین پر گرایا جسکا سر بہادر ینگچریون نے کاٹ کر عیسایون کو دکہلایا اور جو بہی شکست کا باعث ہوا۔ بڑے بڑے بہادر سردار میدان مین کٹ گئے اور فوج کثیر تہ تیغ ہوئی سلطان جسکے دل پر دنیا کی بے ثباتی کا گہرا اثر ہو چکا تھا اس عظیم الشان فتح کے بعد پہر درویشانہ زندگی کی طرف مائل ہو گیا۔ تو ینگچریون کے فساد اور پہر والی البانیا کے فرزند جارج کسرائٹ الموسوم بہ اسکندر تربیت یافتہ سلطان کی بغاوت نے صوفی مشرب مرادخان کو ثابت کردیا ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست　　بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

تو بر تخت سلطانی خویش باش　　باخلاق پاکیزہ درویش باش

بادشاہون کے لیے حفاظت خلائق سے بہتر کوئی عبادت نہین اور خدمت سے زیادہ کوئی ریاضت نہین ہے۔ ینگچریون کا فساد تو فوراً رفع ہوگیا۔ مگر سکندر بیگ مرتد ہوکر ایک جعلی پروانہ سلطانی کے ذریعہ البانیا پر مسلط ہوگیا۔ سلطان جو پہلے چندبار مدگذر کر چکا تھا۔ اب کی دفع اُس کی سرکوبی پر مستعد ہوگیا۔ مگر سلطان کو جان ہنیادس گورنر ہنگری کے مقابلہ کو جانا پڑا جو سرویا کو تاراج کرتا ہوا مقدونیہ کو آرہا تھا۔ مشہور تاریخی مقام کسوا پر تین روز کی متواتر خونریز لڑائی کے بعد ہزارون عیسایون کو شکست دیکر واپس ہوا۔ اور ادریا نوپل پہونچ کر سنہ ۸۵۶ ہجری ۴۹ سال کی عمر مین بعارضہ سکتہ فوت ہوا۔ اور اپنے بیٹے کو فتح قسطنطنیہ کی وصیت کر گیا۔

سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ

سلطان محمد ثانی ۱۹ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور جلوس فرما ہوتے ہی ابن قرمانی کی بغاوت

ہوئی نہ تہا۔ یہہ عظیم الشان شہر ترکون نے محض اپنی شجاعت بہادری و فیروزمندی سے فتح کیا تہا۔

قسطنطنیہ

قسطنطنیہ قدیم شہر بائی زنیم کے موقعہ پر آباد ہے جسپر باری باری ایرانی اور یونانی قابض ہو چکے تہے۔ اخیر میں قسطنطین اول نے فتح کیا اور اُس کے قریب ہی نیا شہر آباد کیا۔ جسکا نام قسطنطنیہ مشہور ہوگیا قسطنطین وہی عیسائی ہوا تہا جسکے نومریدانہ اعتقاد کی کوئی انتہا نہ تہی سلطنت روما جب مشرقی اور مغربی دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو شرقی حصہ کا دار السلطنۃ قسطنطنیہ مقرر ہوا اور بعد اس قیصر کی عہد سے لیکر ترکون کی فتح تک یہان مستقل سلطنت رہی جسمین بڑے بڑے مشہور اور زبردست شاہنشاہ ہوگذرے ہین اور یورپ ایشیا افریقہ بہت سا حصہ اُنکے ماتحت رہا ہے مُسلمانون نے پہلے پہل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مین قسطنطنیہ پر حملہ کیا جسمین بڑے بڑے جلیل القدر صحابی مثل ابوایوب رضی اللہ عنہ کے شامل تہے بعد ازان کئی ایک ناکام حملے اور محاصرے مسلمان کرتے رہے۔

قسطنطنیہ تین طرف سمندر سے اور ایک طرف خشکی کی طرف سے محیط ہے خشکی طرف کئی ایک فصیلین اور خندقین کہدی ہوئی تہین جنمین پانی لہریں لیتا تہا۔ مورچون اور برجون پر توپین چڑہی ہوئی تہین اسوجہ سے قسطنطنیہ کی فتح مشکل نظر آتی تہی سُلطان محمد نے قیصر کی اجازت سے باسفرس سے یورپین کنارے پر قلعہ تعمیر کیا اس قلعہ کی بابت مختلف روائتین ہین کہتے ہین کہ سلطان نے قیصر سے بیل کے چمڑے کے برابر زمین لی اور بیل کے چمڑے کی باریک باریک تسمے بہیان نکالکر جوڑ لیا۔ اور اسیطرح ایک طویل رسی کی طرح بناکر بہت سی زمین اس مین داخل کر لی مگر یہہ ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے قیصر اور اسکا تمام دربار ایسا نادان کم فہم نہ تہا جو اتنا نہ سمجہ سکا ہو کہ بیل کے سالم چمڑے مین صرف اسقدر زمین آسکتی ہے جسمین ایک چارپائی بچھ سکے اور اسقدر قلیل المقدار زمین کے لیے سلطان محمد کو جو بہت سا قیصری علاقہ دبا چکا تہا اجازت کی ضرورت ہو پس ہمارے نزدیک یہہ روایت قابل وقعت نہین ہے بہر حال سُلطان نے قیصر سے صریح لفظون مین تعمیر قلعہ کی اجازت چاہی اور قیصر نے طوعاً و کرہاً دیدی یا سلطان نے بلا اطلاع قیصر خود بخود قلعہ تعمیر کرنا شروع کر دیا جس سے قیصر کے ساتہہ جہگڑا پیدا ہوا۔ اور ممکن ہے کہ سُلطان محمد نے حملہ قسطنطنیہ کے لیے بہانہ نکالا ہو کیونکہ وہ جانتا تہا کہ اس قلعہ کے تعمیر سے قیصر خاموش نہین رہے گا۔ اور ایسی حرکات کا مرتکب ہوگا۔ اور مجبوراً کہلی ابتدا کرے گا۔ چنانچہ قیصر نے سلطان کو تعمیر قلعہ سے روکنا چاہا۔ اور تہدید آمیز خطوط لکہنے شروع کیے سُلطان ہر ایک خط کا جواب نہایت متانت اور لیاقت سے دیتا رہا یہان تک

اعظم کی وراثت کا حق پیدا کر لیا اور قیصر کو قسطنطنیہ کی محدود اور مختصر زمین کے اندر سے پابجولان کر کے خراج
گذار بنا لیا۔ مگر قسطنطنیہ کی فتح اور قیصر کا نام سلطنت سے بغیر روم کی شاہنشاہی کا خطاب موزون نہ ہوسکتا تہا۔
یہی کھٹکا دور ہوسکتا تہا۔ اس لیے یلدرم نے محاصرہ کر لیا تیموری حادثہ نے قسطنطنیہ کو اس دفعہ بچا لیا۔
یلدرم کے بیٹے نے صرف اتنا کیا کہ یورپ مین ترکون کی ہوا نہ بگڑنے دی۔ اور پوتے کے ساتہہ دل کہولکر
عیسائیون نے کامیاب لڑائیان کین جنکا خاتمہ اسی میدان کسووا مین ہزیمت عیسائی ہار کر کیا گیا۔ اور قسطنطنیہ
تو بے یار و مددگار رہکر محصور کیا گیا۔ مگر اس دفعہ بہی ترکون کا خانگی فساد قسطنطنیہ کی عمر بڑہا گیا۔ اس دفعہ کا محاصرہ
لینے والا مراد خان ثانی فوت ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے محمد ثانی کو فتح قسطنطنیہ کی وصیت کر گیا جس نے اس
وصیت کو پورا کیا اس موقعہ شناس اور عقلمند سلطان نے سمجہ لیا تہا۔ کہ کسووا کی شکست اور
شاہ ہنگری کی قتل نے عیسائیون کو چند سال تک گلے پڑنے کے قابل نہین چہوڑا۔ اور قسطنطنیہ کے عوض
وہ اپنے گہرون کو ترکون سے بچانا مقدم خیال کرتے مین۔ صلح کے جدید عہد نامے لکہے گئے جنکو مدبر سلطان
نے منظور کر کے قسطنطنیہ کے مطمئن حملہ کے لیے رستہ صاف کر لیا۔ پہر اس سے بہتر موقعہ سلطان محمد
ثانی کے لیے اور کون ہوسکتا تہا۔ ترک جوش قومی پابندی مذہب جانبازی کے اوصاف رکہتے تہے اور
اپنے پاک نبی کی بشارتون پر دل سے یقین کرتے تہے۔ ترکون کا سلطان نوجوان اولوالعزم تدبیر و شجاعت
مین بے نظیر تہا۔ اور قسطنطنیہ کا قیصر اس وقت قسطنطین تہا۔ جسنے قسطنطنیہ کے بچانے کے لیے ہر ایک
قسم کی کوشش کی اور اپنے عقیدے کو بہی قسطنطنیہ پر قربان کر دیا اور یونانی اور لاطینی کلیسا کو ایک کر دینے
کے لیے منشا ظاہر کیا اور پوپ روم نے اور جینوا والون نے مدد بہی کی اور پوپ نے عیسائی طاقتون کو تحریک
بہی ہر طرح سے دی مگر باوجود ان تمام مذہبی تحریکون کے عیسائی طاقتون کا قسطنطنیہ کی مدد کے لیے نہ آنا پرجوش
ترکون کی تلوار کے خوف سے تہا وہ چند بار بہادر سردار اور چیدہ فوجین ترکون کی شمشیر کی نذر کر چکے
تہے وہ قسطنطنیہ کی مدد اپنی بربادی سے بہتر نہین کر سکتے تہے۔

پس قسطنطنیہ کو اپنی مضبوط فصیلون اور قدرتی رکاوٹون اور خاص اپنی طاقت پر بہروسہ کرنا پڑا یہ قیاس بہی
واقعات کے برخلاف ہے کہ قسطنطنیہ مین لڑنے والا کوئی نہ تہا۔ قسطنطنیہ کی فوج اور رعایا نے مقابلہ نہایت
جوش سے کیا۔ ترک جسقدر فصیل گراتے محصورین فورا بنا لیتے۔ محاصرین کی ہر ایک کوشش کو عرصہ تک
ناکامی مین ملاتے رہے قسطنطنیہ مین آبادی کی تعداد لاکہون تک تہی بس جبکہ قسطنطنیہ کی فتح سے یونانی کلیسا
کا خاتمہ نظر آرہا تہا۔ اور لڑائی بہی مسلمانون سے تہی جنکو وہ کافر سمجہتے تہے اور قسطنطین شاہ قسطنطنیہ
دم تک بہادرون کیطرح حفاظت کرتا رہا تو پہر کسطرح باور ہوسکتا ہے کہ قسطنطنیہ مین لڑنے والا

جبکی لگاتار آتشبازی نے شہر والون کو زندہ درگور کردیا مگر ابہی قلعہ والون کے اوسان قائم تہے اور سمندر
کی طرف سے انکو کسی حملہ کا اندیشہ نہ تہا عقلمند سلطان نے جب دیکہا کہ خشکی کے حملات نے کچہ فائدہ نہین دیا۔ تو چار
سو سلطانی جہازون کو ایک انوکہی تدبیر سے بندرگاہ قسطنطنیہ مین داخل کردیا جس سے محصورین کے اوسان
خطا ہوئے مگر قیصر قسطنطین نے اس مایوس حالت مین بہی نامردانہ زندگی پسند نہ کی اور جسطرح کہ سپین
کے نامرد مسلمانون نے طلیطلہ۔ قرطبہ۔ غرناطہ جیسے شہر جو مضبوطی مین قسطنطنیہ سے کم نہ تہے اپنے ہاتہ
سے عیسائیون کے حوالہ کر کے داغ بدنامی لیا تہا اسطرح قسطنطین نے جیتے دم ترکون کو قسطنطنیہ مین
داخل ہونے دیا اخیر وقت جبکہ ترکون کے چارون طرف کے حملات کا جواب دینے کی قسطنطنیہ کو
طاقت نرہی اور قیصر اور اسکے بہادر رفقا کو قسطنطنیہ کی قسمت کا فیصلہ ہوتا نظر آیا تو سچے محبان وطن کیطرح
گرجا سنیٹ ایا صوفیہ مین جاکر اخیری دعا اور نماز ادا کی اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر دوامی الوداع
کرتے ہوئے اپنے مورچون پہ چلے گئے۔

فتح کا نظارہ

مسلمان دیندار او متشرع سلاطین ہمیشہ مشائخین متصوفین اور علماء مقدسین کو جہادی لڑائیون مین ساتھ
رکہتے ہوئے اور ان حضرات کے یمن انفاس اور برکات اور تاثیر کلمات سے بڑے بڑے معرکے جیتتے رہے ہین
سلطان محمد کے بزرگ ہمیشہ اس مقدس گروہ کے عقیدتمند رہے سلطان کا باپ تو دو دفعہ سلطنت
کو لات مار کر بقول ؎

مگو جائے از سلطنت بیش نیست که ایمن تراز ملک درویش نیست

گوشہ درویشی کو ترجیح دے چکا تہا سلطان محمد ثانی کو یہ ارادت بزرگون سے وراثتاً ملی تہی اور ذاتی علمی
لیاقت سے وہ زیادہ تر گردہ مذکور کے وجود با جود کی قومی ضروریات سے واقف تہا اس عظیم الشان مہم مین
دیگر حضرات متصوفین کے علاوہ حضرت عارف باللہ آقا شمس الدین اور آقا بیق کو بہی اپنے وزیر احمد پاشا کو
بہیجکر شمولیت جہاد کے لیے بلا لیا تہا۔ ولی اللہ آقائے شمس الدین نے وزیر کو بحالت استغراق ہنوز تہو
فرمایا تہا کہ اسی سال فلان روز فلان جگہہ سے فلان وقت غازیان اسلام شہر مین داخل ہونگے اور تم بہی
سلطان کے پاس موجود ہوگے وزیر نے یہ کشفی حالات سلطان سے عرض کردیے تہی سلطان اور اسکی
فوج حملات کرتی کرتی تنگ گئی۔ آخر جب روز مقررہ کا وقت قریب آپہنچا اور فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی
وزیر کہبرایا اور آقائے شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ڈیرہ کی طرف سرپٹ دوڑ گیا اس خدا رسیدہ

کہ میعاد صلح گذر گئی اب سلطان علانیہ فوج کشی مین ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ کئی بھاری بھاری قلعہ شکن توپین ڈھلوائی گئین۔ بندوقین منوائی گئین۔ گولہ بارود توپین میگزین۔ رسد وغیرہ بکثرت فراہم کیا گیا۔ جس قلعے کا اوپر ذکر کیا ہے اُس کے مقابل ایشیا ساحل پر پہلے ہی قلعہ موجود تہا دونون قلعون مین توپین چڑہا دین جنکی زد سے کوئی جہاز نہ نکل سکتا تہا۔ اسیطرح سے مدبر سلطان نے قسطنطنیہ کو یورپ مین جہازات کی امداد سے مایوس کر دیا۔ ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ ترکون کے خوف نے عیسائیون کو قسطنطنیہ کی مدد سے روکا ہو مگر یہہ بہی خیال ہو سکتا ہے کہ قسطنطنیہ کی مضبوطی اور سامان کثیر اور آبادی وسیع پر یورپ کو بہروسہ ہوگا یہہ قسطنطنیہ مدت تک اپنا بچاؤ کر سکے گا اور جبکہ آٹھ سو سال سے مسلمان بیسیون دفعہ ناکامی کے ساتھہ واپس آچکے تہے تو یورپ کا یہہ بہروسہ بے دلیل نہ تہا۔ ترکون کا نقصان صریح نظر آتا تہا اور اس نقصان سے یورپ کا ہر طرح سے فائدہ تہا یہ یورپ کی خاموشی کے یہہ وجوہات تہے مگر سب سے زیادہ قوی وجہ سلطان محمد کی شیرانہ صولت اور ترکون کی غازیانہ شجاعت تہی پوپ و مہنے چلا چلا کر دہائی مچائی اور اطالین کلیسا کی ترقی جتائی اور خود قیصر بہی بہادر جان ہنیاڈ رس گورنر ہنگری کی انتظار مین آنکہین پہاڑ پہاڑ دیکھتا رہا مگر پوپ روم کے شدید اکرو من کیتہلک عیسائی میدان مین نہ نکل سکے۔

سلطان محمد ثانی جب تیاری مکمل کر چکا تو مشائخ۔ اور علماء صوفیاء کو جنکا مقناطیسی اثر مسلمانون پر پڑ سکتا تہا ساتھہ لے کر دو لاکہہ ساٹھ ہزار فوج کی جمعیت سے قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔ اور شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر پہنچ کر صفون کو ترتیب دیا ماہ جمادی الاول ۸۵۷ھ ہجری مین محاصرہ کر لیا۔ بہادر سرداروں پر مورچے تقسیم کر دیے اور مناسب موقعون پر گراں ڈیل توپون کو نصب کر دیا۔ ابتدا مین شہر والے مدت کے جنگی مشق نہ رکہنے کے سبب یا قسطنطنیہ کے استحکام یا قیصر کی کسی مذہبی غلطی کے سبب یا ذاتی عیاشی کی وجہ سے سست رہے لیکن آخر رعایا نے کمال جوش غیرت سے کام لیا ترکون کی توپین جسقدر حصہ فصیل گراتی تہین اُسکو محصورین جہٹ مرمت کر لیتے اور ترکون کو مار کر ہٹا دیتے ترکون نے جو خندق کو بہر کر قابل عبور بنا لیا تہا محصورین نے ترکون کو بزور شمشیر ہٹا کر خالی کرا لیا۔ صرف اندر ہی سے مقابلہ نہ کیا۔ بلکہ شہر سے باہر نکلکر بہی بہادرانہ شبخون کیا گیا۔ اور ترکون کو نقصان پہنچایا گیا۔ اور کئی دفعہ ترکون کے مورچے اور دمدمے برباد کیے گئے۔ مگر ترک جنہین اقبال مند قومون والا جوش ہمت استقلال موجود تہا ایسے نقصانون کی کچہہ پروا نہ کرتے تہے ایک دفعہ بہادر ترک عمیق خندق کو لکڑیون پیپون وغیرہ سے بہر کر خندق کو عبور کر گئے اور فصیل تک پہنچ گئے۔ مگر فصیل کی بلندی اور محصورین کی مدافعت سے ناکام واپس ہوئے گو قسطنطنیہ والون کے پاس بہی کافی توپین تہین لیکن قدردان فنون سلطان محمد خان کے توپخانہ کا کہان مقابلہ ہو سکتا تہا۔

پر غضب تہا اسقدر آتشباری کی اور سلطانی جہازات نے بھی گولون کی بوچھاڑ کی قیصری جہاز غرق ہوگئے قیصر نے قبل از فتح درخواست صلح کی تہی اور سلطان نے قسطنطنیہ کے عوض اور علاقہ دینے کی تجویز پیش کی جسکو بدقسمت قیصر نے نامنظور کردیا قیصر کی لاش عام مقتولون کے ڈہیر مین پائی گئی تین دن تک شہر لٹتا رہا۔ اور تیسرے دن امان دی گئی عیسایون کے معابد انہین کے پاس رہنے دیے ہان گرجا ایا صوفیہ جسکو مظفر و منصور سلطان شہر مین داخل ہوتے ہی مسجد بنا چکا تہا بدستور آج تک عالیشان مسجد شمار ہوتا ہے یونانی بطریق کو بدستور با اختیار رہنے دیا گیا۔ عیسایون کو امداد دے کر اور بالجبر ارسلمان خاندانون کو ایشیاء سے بلاکر قسطنطنیہ مین آباد کیا اور رعایا کو کئی ایک مراعات دی گئین۔

یہ عظیم الشان فتح ۲۹ جمادی الاخرہ ۸۵۷ھ کو ہوئی تھی۔

قبر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مین جو لشکر فتح قسطنطنیہ پر مامور ہوا اور حدیث شریف اول جیش من امتی یغزون مدینہ قیصر مغفور لھم کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے اصحاب مثل ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عمر عبد اللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے شامل فوج تہے قسطنطنیہ مین حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہوئے اور کفار کی شرارت بے ادبی کے خیال سے انکی قبر کو زمین کے برابر ہموار کیا گیا سلطان محمد نے حضرت آقائے شمس الدین عارف باللہ سے قبر مذکور کا نشان معلوم کرنے کے لیے عرض کی اُس عاشق باللہ نے نور عرفان سے مراقبہ کرکے فرمایا کہ فلان جگہہ سے نور کے شعلے نکل رہے ہین زمین کہودنے سے کتبہ نکلا جسپر لکہا تہا۔ کہ ھذا قبر ابو ایوب انصاری سلطان یہ کرامت دیکھہ کر اس ولی اللہ کی جلال روحانی سے ایسی ازخودرفتگی کی حالت طاری ہوئی کہ زمین پر گرنے لگا مگر پکڑ کر سنبہالا دیا گیا۔ یہہ وہی سلطان ہے کہ جسکا مضبوط اور قوی دل کبہی سخت سے سخت خونریز معرکون مین بہی نہین ہلا تہا۔ مگر اس پرزور صداقت کے سامنے دل کو قابو مین نہ رکہہ سکا۔ اُسکو سلطان محمد کی پاکیزگی اعتقاد خیال کریں یا اوس ولی اللہ کا روحانی تصرف ہر طرح اسلامی تنویر کا ایک صحیح اور سچا فوٹو تہا۔ سلطان محمد فاتح نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر بنوادی اور پہر ایک جامع ایوب کے نام سے بطور یادگار مسجد تعمیر کرادی جہان ہر ایک عثمانیہ نیا سلطان بطور رسم تاج پوشی عثمان خان بانی خاندان عثمانیہ کی شمشیر تبرکا کمر مین حمائل باندہتا ہے۔

لے اندر آنے کی ممانعت کر رکہی تہی وزیر نے خیمہ کی طناب اٹہا کر دیکہا کہ حضرت سر برہنہ سجدہ مین پڑے ہین۔ اور فتح قسطنطنیہ کی دعا مانگ رہے ہین تہوڑی دیر بعد تکبیر گویان سر اُٹہا کر خیمہ کے اندر سے ہی کہا کہ الحمد للہ قسطنطنیہ فتح ہو گیا۔ وزیر نے جو مڑ کر شہر کی طرف دیکہا تو غازیون کو اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے فصیل پر چڑہتے ہوئے دیکہا فوراً گہوڑا دوڑا کر موقع پر پہونچ گیا۔ سلطان نے وزیر کو اپنے پاس کہڑا دیکہ کر اور وقت و تاریخ فرمودہ شیخ یاد کر کے کہا کہ مجہکو فتح قسطنطنیہ سے اس قدر خوشی نہین جسقدر مجہ کو اس امر کی خوشی ہے کہ میرے عہد مین ایسے جلیل القدر مستجاب الدعوات صاحب کشف و شہود ولی اللہ موجود ہین اور فوراً اس فتح کے شکرانہ مین ایک عاجز مخلوق کی طرح بارگاہ احکم الحاکمین سلطان السلاطین مین سجدہ شکر بجا لایا۔ اور یہہ کہکر کہ مجہکو فتح قسطنطنیہ ہی کافی ہے مال غنیمت کو فوج کے لیے ہی مخصوص کر دیا ہر ایک سپاہی کو بیشمار زر و جواہر اور اقمشہ نفیسہ ہاتہ لگے حملہ آورون کا مقابلہ عیسائیون نے ہر گلی کوچہ مین بہادرانہ کیا۔ جانون کو قربان کیا۔ لیکن ہتہیارون کو ہاتہ سے نہ رکہا اس لیے چالیس ہزار قتل اور ساٹہ ہزار قید ہوئے سلطان بوقت ظہر شہر مین داخل ہوا اور گرجا ایا صوفیا مین ہو نکلا اذان کا حکم دیا اور بارہ سو سال کی تثلیث کی جگہہ توحید کو رواج دیا۔ نماز ظہر وہین ادا کی اور مسلمانون کی صدیون کی آرزو کو پورا کیا۔ اور جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیش گوئی "لتفتحن بالبلد المفعول القسطنطنیۃ ولنعم الامیر امیرھا ولنعم الجیش جیشھا" گو دی کی سلطان محمد ثانی کے حق پرست ہاتہون نے دنیا مین روز روشن کی طرح صحیح و صادق کر دکہایا۔ اسی فضیلت کے حصول کے لیے بڑے بڑے خلفا و سلاطین زور لگا چکے تہے۔ مگر مشیت ایزدی نے یہ تاج سعادت فرق محمدی کے لیے امانت رکہا تہا سچ ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔

این سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عیسائیون مین یہہ پیشنگوئی مشہور تھی کہ قسطنطنیہ کو وہ بادشاہ فتح کرے گا جو جہازون کو خشکی پر چلائے گا ظاہر بین اسباب پرست اسکو ضرور مجذوب کی بڑ خیال کرتے ہونگے کہ جہازون کا خشکی پر چلنا عادت و نیچر کے خلاف ہے مگر سلطان محمد نے اس انوکہی تدبیر سے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے صحیح ثابت کر دیا۔ اور اس سے ہی عیسائی بزرگون کی پیشینگوئی کے مطابق سلطان محمد نہایت قابل عزت ہے اور وہ تجویز یہہ تہی کہ باسفورس سے لیکر بندرگاہ قسطنطنیہ تک صاف چوبی تختے بچہوا دیے اور چربی سے انکو چکنا کر کے ان چربی دار تختون پر سے جہازون کو فوج وغیرہ دہکیل کر راتون رات نو میل بندرگاہ تک لے گئے اور صبح ہوتے ہی یہہ جہاز بندرگاہ مین اتارے گئے۔ قیصر نے اپنے جہازون کو روانہ کیا مگر ترکی توپخانہ نے جو ساحل

مقابلہ ہی نہین کر سکے بلکہ آٹھہ سو سال تک مشرقی یورپ مین تو قدم نہ ٹکنے دیا اور خود بارہا اسلامی ممالک و امصار کو مغلوب و مقہور کیا۔ اسکا سبب یہی ایک مذہبی زبردست طاقت تھی جسکا صدر مقام اٹلی تھا بایزید اور سلطان محمد فاتح کی فتح اٹلی سے یہہ غرض تھی کہ عیسائی مذہب کے صدر مقام کو فتح کر کے یورپ کی مرکزی طاقت کو سلب کیا جائے اگر پوپ کا فیصلہ ہوجاتا تو یورپ بے سر ہوجاتا اور شاہان یورپ کو ایک ایک کر کے مار لینا بالکل آسان تھا مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین سچ ہے ع تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ سلطان محمد فاتح کو اپنی قوم و ملت سے ہی دست بشمشیر ہونا پڑا۔ جبکہ سلطان محمد اٹلی کی فتح کی تیاریون مین مصروف تھا ایشیا کے مسلمان حکمرانون نے سلطان کے برخلاف منصوبہ باندھنے شروع کئے ایشیا کوچک کے کمزور سلجوقی حکمران عثمانیہ شاہنشاہ کے روز افزون ترقی سے جلتے اور ڈرتے تھے حسن الطویل ترکمان شاہ ایران جو تیموری خاندان کے زوال پر ایران کا بادشاہ بن گیا تھا۔ عیسائی شاہ طرابزون کے ملک کو دامادی حقوق سے اپنا حق تصور کرتا تھا۔ سلطان کے فتح طرابزون سے برہم ہو رہا تھا پس سب لوگ سلطان محمد کے برخلاف کوششین کر رہے تھے سلطان یہہ خبرین سنتے ہی فوراً اٹلی کی مہم چھوڑ کر ایشیا کو چل پڑا اور سلجوقیون کو قرار واقعی سزا دیکر قرمان وغیرہ کا بہت سا علاقہ فتح کر کے اپنے بیٹے مصطفے کو گورنر بنا دیا۔ اور چونکہ یہہ دیندار سلطان مسلمانون پر تلوار اٹھانی نہین چاہتا تھا۔ اس لیے شاہ ایران کے گلے نہ پڑا اور اپنی جولانگاہ یورپ کو واپس چلا گیا۔ گو پابند شرع سلطان محمد تو شاہ ایران کو ٹال گیا تھا مگر ایرانیون نے اسلامی اخوت کا پاس نہ کیا۔ اور حسن بیگ شاہ ایران اور یوسف بیگ نے لوٹیرے تاتاریون کو عثمانیہ علاقہ پر چھونک دیا۔ اور شہر توقات کو جلا کر راکھہ کر دیا۔ اور باشندون کو قتل یا قید کر دیا۔ ایرانی اس سے دلیر ہوکر اور آگے بڑھے اور علاقہ قرمان پر جا پڑے جہان شاہزادہ مصطفے بن سلطان محمد نے ایک خونریز لڑائی کے بعد ایرانیون کو شکست دی اور انکے مغرور سردار یوسف بیگ کو قید کر کے قسطنطنیہ بھیجدیا اسکے بعد ۸۷۵ھ ہجری مین ایرانیون نے یوسف بیگ کا انتقام لینے کے لیے فوج کثیر سے بسر کردگی زینل شاہ بن حسن بیگ شاہ ایران حملہ کیا جسکو بہادر مصطفے نے زندہ نجانے دیا۔ اور لشکر کو پامال کیا۔ اور شاہ ایران کا سخت خستہ پایا مگر سلطان محمد اس عرصہ کے اندر کوئی زیادہ مفید کام نہ کر سکا۔ اور ان بدبخت مسلمانون نے اُس اولوالعزم سلطان کا قیمتی وقت کھو دیا جون ہی سلطان کو ایشیا کی طرف سے اطمینان ہوا یورپ کی طرف متوجہ ہوا ۸۷۵ھ ہجری وینس کا جزیرہ وادعفو اور البانیا فتح کیا۔ یونان والشیار۔ سرویا۔ بوسینا۔ البانیا۔ ربائرس۔ کریمیا۔ قرمانیہ۔ مجمع الجزائر کے بڑے بڑے جزیرون مین سلطان محمد فاتح نے عثمانیہ تسلط بٹھایا ۸۸۵ھ ہجری مین سلطان جزیرہ

سلطان محمد کی دیگر فتوحات

قسطنطنیہ کی فتح سے قیصر قسطنطین اول کے وراثت کا استحقاق حاصل ہوگیا اور یورپ کی فتح کا راستہ صاف ہوگیا جس عیسائی صدر مقام کو ناممکن الفتح خیال کیا جاتا تہا۔ بہادر سلطان محمد فاتح کی شمشیر خارا شگاف کشا نے ۱۵ ہفتہ کے محاصرہ سے تسخیر کرکے رومیون کی بارہ سو سال کی سلطنت کو خاک مین ملادیا قسطنطنیہ کے نظم و نسق سے فراغت پاتے ہی کشور کشائی پر متوجہ ہوگیا ۸۶۳ھ ہجری مین بوسینا پر حملہ آور ہوا۔ اور بہت سا علاقہ فتح کرلیا۔ اور ۸۶۱ھ ہجری جزیرہ روڈس سے خراج طلب کیا جسکے بچاؤ کے لیے پوپ روم نے شاہان یورپ کو ترکون کے مقابلہ پر برانگیختہ کیا اور فوج کثیر سردیا کے نواح مین عثمانی علاقہ پر یورش کرنے کے لیے جمع ہونے لگی۔ سلطان مین یہہ کہان تاب تہی کہ دشمن کو اپنے ملک پر حملہ کرنے کا موقعہ دے فوراً سرویا کو روانہ ہوگیا اور ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ بلگیریا دار الخلافہ سرویہ کو گھیر لیا۔ عیسائیون نے مذہبی جنگ کا خوب حق ادا کیا چالیس یوم تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ عیسائیون کا بہادر جرنیل جان ہنیاوس زخمی ہوکر مرا۔ اور آسٹریا کی چالیس ہزار فوج میدان مین کٹ گئی مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہوا سلطان نے اُسکی کسر جنوبی علاقہ مین نکال لی اور یونان کا شہر اتہنیز فتح کرلیا ۸۶۳ھ ہجری مین سرویا پر جا پڑا اور سا علاقہ لے لیا ۸۶۶ھ مین ایشیا کے ایک عیسائی سلطنت کو جو خاندان قسطنطین اعظم کی یادگار تہی اور جسکا دار السلطنت بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر طرابزون مین تہا فتح کرلیا۔ اسکی وجہ یہہ تھی کہ یہہ عیسائی بادشاہ شاہ ایران کو سلطان محمد کے برخلاف اکساتا تہا اور اسی مطلب کے لیے شاہ ایران کو اپنی بیٹی بہی بیاہ دی تھی سلطان محمد نے مجبوراً اس کانٹے کو نکال دیا ۸۶۷ھ ہجری مین بہادر سلطان نے یورپ مین ترک تازی کا سلسلہ شروع کردیا۔ بوسینا ہرزی گوینا افلاق۔ بعد ازان سقلاب البانیا کو مغلوب کیا۔ اور کئی ایک قلعون پر قابض ہوگیا۔ سرحد پر قلعہ آق حصار تعمیر کیا اور بہاری مضبوط توپون سے مستحکم کردیا اور بندرگاہ اوٹرانٹو کو فتح کرکے اٹلی پر چڑہائی کے سامان جمع کررہا تہا اور قریب تہا کہ اپنے پردادا بایزید یلدرم کے قول کو عملی لباس پہنا کر روم کے بڑے گرجا مین ترکی گہوڑون کو دانہ کہلائے مگر اب کی دفعہ بہی مسلمانون کا باہمی نفاق عیسائی مذہب کی کان رومتہ الکبریٰ کو بچا گیا اور مسلمانون کی باہمی بغض وعداوت نے یورپ پر اسلامی جھنڈا لہرانے ندیا۔ رومتہ الکبریٰ کی فتح سے یورپ کی کمر ٹوٹ گئی کیونکہ ہر زمانہ مین پوپ روم کی تحریک اور کوشش سے اسلام کے نہایت مقتدر سلاطین و خلفاء کا عیسائی

سلطان بایزید بن سلطان محمد فاتح

افسوس کہ محمد کی آنکھیں بند ہوتے ہی اُسکے بیٹوں بایزید اور جمشید میں تخت و تاج کے لیے فساد ہو پڑا اور
سلطان محمد نے جن تلواروں کو اٹلی کے لیے تیز کر رکھا تھا۔ وہ خود اسکی پیاری اور جان نثار فوج پر اپنے
برش کے جوہر دکھانے لگیں پوپ روم جو سلطان محمد فاتح کے مظفرانہ عزم سے ڈر کر روم سے بھاگنے
کی تیاری کر رہا تھا ترکوں کی اس خانہ جنگی سے مطمئن ہو گیا۔ عیسائی اُسکو پوپ کی کرامت کہیں یا سینٹ کا
معجزہ ہر طرح بجا ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق خدا تعالی کو دونوں
مذہبوں کا قیامت تک دوش بدوش قائم رکھنا منظور ہے جو موسی فاتح سپین اور سلطان محمد جیسے
پرزور فاتحوں سے [illegible] بچا لیا [illegible] اسوقت پوپ کو جو ہمیشہ تمام یورپ کو بچاتا رہا۔ اب خود اُسکو کوئی
بچانے والا نہ تھا [illegible] ہوش کا پاس کرے جسنے سلطان محمد کی وصیت کو جو اُسکی قبر پر کندہ تھی "
میرا ارادہ رہوڈس کو فتح اور مغرور اٹلی کو مغلوب کرنے کا تھا" بھلا کر اُسکی اولاد کو آپس ہی میں چھری کٹاری
کر دیا اور کئی ایک لڑائیوں کے بعد بایزید مستقل ہوا اس عرصہ میں عیسائی بہت کچھ سنبھل گئے بلکہ مفتوحہ
ممالک کے عیسائی بھی [illegible] تمرد اختیار کرنے لگے۔ بایزید کو جوں ہی خانگی جھگڑوں سے نجات ملی عیسائی متمردوں
کو سزا دینے لگا ۸۸۸ھ میں علاقہ بغدان کے کئی شہر اور ۸۸۹ھ ہجری میں وزیر یعقوب پاشا نے بوسینا کے
والی ورغیل کو قید کر لیا [illegible] لیا گیا پر خشکی اور تری دونوں طرف سے حملہ کیا گیا اور عثمانی تسلط
قائم کیا گیا۔ البولونیا کا بہت سا حصہ عثمانی علاقہ میں شامل ہوا۔ اور دس ہزار اسیران جنگ لے کر واپس ہوا۔
۸۹۱ھ میں کئی ایک قلعہ فتح کیے گئے بایزید نے اپنی طرف سے جنگی کارروائیوں میں کوتاہی نہیں
کی مگر ہاں وہ سلطان محمد فاتح جیسی لیاقت نہ رکھتا تھا۔ سلطان محمد کے جانشین کو جس قسم کا مستعد اور اولوالعزم
ہونا چاہیے تھا وہ بایزید ثابت نہیں ہو سکا بایزید ان اوصاف میں جنکو سلطنت سے کچھ واسطہ نہیں اور وہ سلطان وقت کے
لیے کچھ ضروری نہیں زیادہ میلان رکھتا تھا تصوف کی چاٹ اس خاندان میں غازی عثمان خان سے
وراثتاً اسکو ملی تھی اسکا دادا سلطان مراد خان دو دفعہ تخت سے کنارہ کر چکا اور گوشہ عزلت کو ترجیح
دے چکا تھا۔ بایزید سب سے زیادہ درویش سیرت تھا۔ اسی محبت کا اثر تھا کہ محمد فاتح کا بیٹا
تزکیہ نفسانی کے لیے [illegible] کی طرح ایک چلہ بھی کھینچ چکا تھا۔ پس اس مذاق صوفیانہ کا سلطان
قتل بنی آدم کو کبھی دل سے پسند نہیں کر سکتا۔ مگر پھر بھی اپنے زمانہ میں کئی ایک غزوات میں عثمانی
تلوار کے جوہر دکھاتا رہا اٹلی پر حملہ نہ کرنے کی وجہ کچھ تو یہی درویشانہ مذاق اور کمزور رحیمانہ مزاج

روڈس کے فتح کے لیے ایک لاکہہ فوج بذریعہ جہازات روانہ کی یہہ جزیرہ جنگ صلیبی کے وقت سے عیسائیون کے قبضہ مین تہا اور یہان کے بہادر یوحنا حواری کے نائٹ (شہ سوار) کہلاتے تہے جو اسلامی جہاز سمندر مین دیکہتے لوٹ لیتے اور ترکون کے جہازون پر بہی چند بار ہاتہہ پہیر چکے تہے اس لیے اس کی فتح نہایت ضروری تہی مگر یہہ جزیرہ ایسا مضبوط تہا کہ ساحل تک جہازون کو پہونچنا مشکل تہا اگرچہ ترکون نے بہت کچہہ ہمت دکہائی مگر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد ناکام واپس ہوئے شاید یہہ اولوالعزم سلطان کوئی اور تدبیر نکالتا۔ لیکن اس عرصہ مین شاہ ایران کے مقابلہ پر خود سلطان کو جانا پڑا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اب کی دفعہ سلطان ایران کی طرف سے ہمیشہ کے لیے اطمینان حاصل کرنا چاہتا تہا۔

مگر راستہ مین ہی جمعہ کی رات ۵ ربیع الاول ۸۸۶ھ ہجری مین ۵۱ سال کی عمر مین ۳۱ سال سلطنت کرکے راہی فردوس برین ہوا۔ سلطان مین وہ تمام صفات موجود تہین جو ایک کشورکشا شاہنشاہ کے لیے ضروری ہوتی ہین۔ وہ تدبیر و حکمت عملی مین ید طولی رکہتا تہا ہر ایک مشکل کو تدبیر سے حل کرنے کی کوشش کرتا اور جب تدبیر سے کام نہ نکلتا تو شمشیر پر ہاتہہ رکہتا جس مین وہ اعلی درجہ کا سپاہی جرنیل تہا۔ ملکی انتظام اور وضع قوانین مین وہ اپنے بزرگون بلکہ شاہان ہمعصر سے سبقت لے گیا اور اسی وجہ سے وہ سلطان قانونی مشہور ہوا۔ عزم و استقلال مین بے نظیر تہا۔ علوم و فنون کا نہایت قدردان۔ اور علماء۔ صوفیا۔ کی نہایت عزت کرتا تہا۔ ہم اس کی تعریف مین مورخین اسلام کے چند فقرات پر کفایت کرتے ہین وہ لکہتے ہین کہ "ہو السلطان الجلیل الفاضل النبیل اعظم الملوک جہاداً واقواہم اقداماً واجتہاداً واکثرہم توکلاً علی اللہ ہو الذی رئیس ملک بنی عثمان وقنن لہم قوانین وصارت کالطوق فی اجیاد الزمان ولہ مناقب وفضائل جلیلة وآثار باقیة فی صفحات اللیالی والایام ومآثر لا یمحوہا تعاقب السنین والاعوام"

سلطان محمد فاتح تک جسقدر سلاطین عثمانیہ گذرے ہین وہ سب کے سب خالص اسلامی حمیت رکہنے والے تہے اس کے بعد گو بڑی بڑی فتوحات ہوئین اور دور دراز تک عثمانیہ سلطنت پہیل گئی۔ لیکن اس کے ساتہہ ہی یورپ کا نفوذ یورپین عورتون تجارتی حقوق کے ذریعہ یا کسی اور طرح سے عثمانیہ سلطنت مین اثر کر گیا۔ گو بعد مین بڑے بڑے عظیم الشان سلطان مثل سلیمان اعظم وغیرہ سریر آرا ہوئے یورپین نفوذ کا تپ دق عارض ہو گیا جس نے اس زبردست سلطنت کو سخت ناتوان کر دیا۔

جو لصبوت لڑکے کو ضائع نہین کیا۔ یہہ سنکر سلطان جو ایک خدا پرست انسان تہا بقول ؎

جور و سے نگر دد خدنگ قضا | سپر نیست مر بندہ را جز رضا

تقدیر الٰہی کے سامنے گردن جھکا کر خاموش ہو رہا۔ اور تن بہ تقدیر دیکر اسکا نام سلطان سلیم رکہا اور شاہزادون کیطرح اس کی پرورش کا حکم دیا۔ سچ ہے واللہ غالبٌ علیٰ امرہ ولکنّ اکثر النّاس لا یعلمون واللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرًا۔

ابیات

گراتیغ قہر اجل در قفاست | برہنہ است گو جوشن چند لاست
بہ بد بختی و نیک بختی قلم | بگردید و ما ہم چنان در شکم۔
کند ہر چہ خواہد بر د حکم نیست | کہ جان دادن و کشتن او را یکیست
نہ دانا بسعی از اجل جان ببرد | نہ نادان بنا ساز خوردن بمرد

سلیم تعلیم و تربیت پاکر صاحب شمشیر و قلم بنگیا اور اپنی فوق العادت شجاعت سے فوج مین ہر دلعزیز ہو گیا۔ جب سلطان بایزید بوڑہا ہو گیا اور بیماری نقرس کے سبب چلنے پہرنے سے رہ گیا۔ تو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ احمد کو ولیعہد مقرر کرنا چاہا۔ سلیم باغی ہو گیا۔ اور اڈرنوبل کی فوجین لے کر باپ سے لڑا اور شکست پاکر قید ہونے کو تہا۔ مگر سلطان بایزید نے تعاقب کنندگان کو روک لیا۔ مگر شاہزادہ احمد ینگچری فوج کے خوف سے جو سلیم کی مددگار تہی سلطان نہو سکا اور ینگچری فوج کے دباؤ کا یہہ پہلا واقع ہے۔ سلطان بایزید نے دیکہا کہ احمد تو سلطان ہونے سے رہا سلیم کو بلا لیا۔ اور تخت و تاج اُسکو دیکر خود الگ ہو گیا۔ رشتہ دیمتوقہ مین باقی ایام زندگی بسر کرنے کے لیے جا رہا تہا کہ ایک جگہہ نماز کے لیے اترا وضو کرتے ہی ہاتھ پاؤں پہول گئے۔ اور زہر کا اثر شروع ہو گیا اور نماز پڑہنے سے پہلے ہی ۹۱۸ھ مین ۶۲ سال کی عمر اور ۳۱ سال کی حکومت کے بعد سلیم کی بیرحمی سے فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سلطان سلیم اوّل

یہہ سلطان شجاعت علو ہمت عجب سیاست فتوحات تمام لیاقت مین خاندان عثمانیہ کے لیے فخر ہے۔ اور اس نے سلطنت عثمانیہ کے لیے بہت کچہ خدمات کین اور سلاطین کو عثمانیہ معزز اور مقدس خطاب خادم و محافظ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا مستحق اُسی اولوالعزم سلطان نے بنایا جس کے سبب سے

تہی اور کچھ وہ غیر ہر دل عزیزی جو جمشید بہائی کی مقابلہ سے پیدا ہوئی اس جمشید کے ہمراہی ہزارہون تباہ ہوئے انکے متعلقین اور دوست وغیرہ بایزید کو دل سے نہین چاہتے تہے اور سلطان محمد فاتح جیسا رعب وانتظام نرہا اور اس خانگی فساد سے ترکی طاقت کو بہت کچھ نقصان پہونچا۔ انکا باعث بایزید کو خیال کیا جائے یا مشیت ایزدی کو مان لیا جائے۔ بہرحال کچھ ہو۔ سلطان محمد فاتح کے منصوبون سے اٹلی کو نجات ملگئی۔ اسکا الزام بایزید کے سر دہرنا موزون نہین مسلمان مورخ اسکی تعریف مین بہت کچھ لکھتے ہین اگرچہ بایزید کوئی ملکی بڑی فتح نکرسکا اور سلطان محمد فاتح کا جانشین ہونے کے سبب اپنے عہد کو کچھ شاندار ثابت نکرسکا۔ کیونکہ وہ جبتک سلطان محمد سے آگے بڑہکر یورپ مین قدم نہ مارتا ہرگز نام پیدا نہ کرسکتا اور یہ ممکن نہ تہا کہ سکندر اعظم کا بیٹا ہی ویسا ہی جہان کشا ہو۔ اور بایزید بہادر باپ کی طرح نبرد آزما ہو۔ مگر ملکی انتظام اور ترقی علوم فنون مین یہ عہد بہت بڑہ گیا۔ سلطان بایزید نے سیکڑون مسجدین خانقاہین مدرسے شفاخانے سرائین تعمیر کین اور بیش بہا تنخواہین معلمون کی مقرر کین مشائخ صوفیا، اور علما، کی دستگیری سے اشاعت اسلام کو تازہ رونق بخشدی شرفائی حجاز اور خادمان حرمین شریفین کے وظائف اور تنخواہین مقرر کین اسی جلب قلوب کا نتیجہ تہا کہ سلطان بایزید کا بیٹا جا کر سلیم حرمین شریفین کا خادم اور عرب کا مالک ہوگیا۔ جسکے باعث آج عثمانی سلطان کل اسلامی دنیا کا محبوب اور اسکی ترقی ہر ایک مسلمان کو مطلوب ہے۔

سلطان بایزید کو ایک مشہور منجم نے کہدیا تہا کہ آپ کی سلطنت آپکا بیٹا چہین لیگا۔ جو آیندہ پیدا ہوگا۔ سلطان نے بتقاضائے بشریت حکم دیدیا کہ میرے ہان جو لڑکا پیدا ہو اسکو مار دیا جائے ایک ایک بیگم کے ہان خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ مان رونے لگی۔ دائی کو بہی رحم آگیا۔ اور کپڑے پہنا کر مشہور کردیا کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے سلطان کو اطمینان دلادیا جسکا نام سلیمہ سلطان رکہا گیا۔ اور لڑکیون کی طرح پرورش ہونے لگی مگر سلیمہ تمام لڑکیون کو مارتی دباتی ان سے ہر ایک شے چہین لیتی۔ اور مردانہ اطوار ظاہر کرتی ایک دفعہ سلطان عید کے دن حرم سرا مین گیا۔ تمام لڑکیان لائی گئین مٹھایان اور میوجات رکھے گئے لڑکیان حسب عادت مٹھائی میوہ وغیرہ لینے لگین۔ مگر سلیمہ سب کے مارنے اور میوجات چہیننے لگی سلطان حیران ہوا۔ اسی اثنا مین ایک بڑا زنبورہ مٹھائی پر آبیٹھا سب لڑکیان ڈر کر ادہر ادہر خواصون کی گودون مین جا چہپین مگر سلیمہ سلطان بلاخوف وخطر اسی جگہہ مٹھائی کھاتی رہی یہانتک کہ زنبور کو ہاتھ سے پکڑکر مل دیا۔ سلطان یہہ دیکھکر زیادہ متعجب ہوا اور دائی کو کہا کہ سچ بتا یہہ لڑکا ہے یا لڑکی دائی نے صاف صاف کہدیا کہ لڑکا ہے مینے صرف خدا اور قیامت کی جوابدہی سے ڈر کر اسے

سے کردیا جسکی ماں عیسائی بادشاہ طرابزون کی لڑکی تہی اس بیوی سے تین لڑکے علی ۔ ابراہیم ۔ اسماعیل
ہوئے جنمین دوپشت کی خون کی آمیزش نے فقر و درویشی کے بجائے شاہانہ جنگی خیالات پیدا کردیے
حیدر تو باپ کا انتقام لیتا ہوا شروان والون کے ہاتھ سے قتل ہوا ۔ اسی ہوس سلطنت سے حیدر کا
جانشین علی اپنے ماموں یعقوب بن حسن شاہ ایران کی فوج سے لڑکر مرا ۔ اور ابراہیم و اسماعیل گیلان
بہاگ گئے ۔ ابراہیم تو اسی نواح مین مرگیا ۔ اور اسماعیل جانشین ہوا ۔ جو مجموعہ صفات عجیبہ تہا وہ
تمام باتین جو عام لوگون کے دلون کو خاص ارادت کی کمند مین پہنا سکتی ہین اسماعیل مین موجود تہین ہمت
و شجاعت مین فرد تہا ۔ جنید ر ۔ حیدر ۔ اور علی کے متواتر قتل ہونے سے مریدون کا انتقامی جوش
بڑہ گیا تہا اور اسماعیل سے عام ہمدردی پیدا ہو گئی تہی شاہ ایران کی مقابلہ کی تو ابہی طاقت نہ تہی حاکم
شروان کو شکست دیکر دل ٹھنڈا کیا ۔ اور اپنی شجاعت کا سکہ بٹھا لیا ۔ اور موقعہ پاکر اپنے محسن نانا کی یادگار
مٹانے کے درپے ہوا یعقوب بیگ شاہ ایران کے بیٹے الوند بیگ و ر ایک اور ترکمانی امیر کو شکست
دیکر تبریز کو دار الخلافہ بنا لیا ۔ پیرزادہ اور سید تو تہا ہی مریدون کے علاوہ عام شیعون نے اولاد
حسین سمجھکر خوشی سے خیر مقدم کیا ۔ اور سنیون نے اس خیال سے کہ ایک مشہور شخصیت مآب خاندان
کو سلطنت مل رہی ہے اور حسینی خاندان کے ارادتمند صوفیون کی کئی ایک شاخین ملک مین پہیلی ہوئی تہین
صفویہ خاندان کے عروج کو بُری نظر سے نہ دیکہا جسکا عوض اسماعیل نے بہت بُرا دیا ۔ اب چند سال سے فقیر
و امیر اور گدا شاہ بنگیا ۔ چونکہ اسکی چارون طرف زبردست سلطنتین ۔ عثمانی مملوک تیموری چنگیزی موجود
تہے ۔ اور سب کے سب اہل سنت جماعت تہین اُس نے اپنے نانا کی جدید سلطنت کو بگڑتے دیکہکر سوچ
لیا کہ بغیر مذہبی جوش کے ایسی مقتدر سلطنتون کے درمیان زندگی مشکل ہے اور ان سلاطین سے چونکہ
شیعہ لوگ نفرت کرتے تہے اور شیعہ مذہب کا جوش چندبار ملک و سلطنت پر غالب آچکا ہوا تہا
اس لیے اس مآل اندیش مدبر نے بھی شیعہ مذہب کی سرپرستی کو ہی اپنی قیام سلطنت کا باعث
سمجہا ۔ اور سات ترک قبائل کو سُرخ ٹوپی پہناکر قزلباش نام رکہا اور حب علی اور بغض علی کے عقیدہ پر زور
دیا اور شیعہ غالی بن گیا اور سنہ ۹۰۲ ہجری مین کل ایران پر قابض ہو گیا ۔
یہہ ہے شاہ اسماعیل کی ابتدائی مختصر تاریخ سلطان سلیم اور شاہ اسمعیل کے محاربات کے موجبات کو لکہنا
شیعہ سنی کے جہگڑے کو تازہ کرنا ہے جو زمانہ حال کے اسلامی اغراض و مقاصد کے خلاف ہے ۔ اگر اسمعیل
نے ایران مین سنیون کے لاکہون مرد عورت تیغ ظلم سے ہلاک کیے تو سلطان سلیم نے روم کے ستر ہزار
شیعون کے ناحق خون کا گناہ اپنے اعمالنامہ مین لکہا لیا ۔ اگر شاہ اسماعیل نے شیعہ شاہ قلی کے

آج سلطان **عبدالحمید خان** غازی طال اللہ عمرہٗ اسلامی دنیا مین خلیفۃ المسلمین
و امام المسلمین تسلیم کیے جاتے ہین اور ہر ایک مسلمان جسکے دل مین اسلامی نور موجود ہے سلطان عبدالحمید خان
کی تدابیر کی کامیابی کے لیے دست بدعا ہے۔ اگر اس خدمت کو جو خاص آل عثمان کے لیے ہے قطع نظر
کیا جائے تو سلطان سلیم اول کا نام مجاہدین اسلام کی فہرست سے خارج کرنا پڑتا ہے۔ اور جو قاعدہ
انتخاب ہمنے اختیار کیا ہے اُسکے رو سے جنگی فتوحات کا مفصل ذکر اس کتاب کے اندراج کے
قابل نہین۔ سلطان سلیم نے اپنی تلوار کا امتحان صرف مسلمانون کی گردنون پر ہی کیا۔ اور اسلامی
ممالک کو ہی فتح یا ملحق کیا۔ اس لیے سلیم نے کوئی ایزادی اسلامی ممالک مین نہین کی بلکہ اور
اسلامی خاندانون کو تہ تیغ کر کے انہین کے ممالک کو جہان پہلے ہی اسلام عہد فاروقی سے سالم
ہو چکا تہا۔ اور وہ ممالک اسلام کے مرکز تصور ہوتے تہے انہون کو زیر و زبر کیا گو اس مین بقول
مورخین سلیم کا قصور نہ ہو مگر چونکہ عثمانیہ خاندان کا ایک زبردست سلطان گذرا ہے اس لیے سلسلہ تاریخ
تمام کرنے کے لیے مختصر حال لکہا جاتا ہے سلطان سلیم کا زبردست حریف شاہ اسمٰعیل بانی سلطنت
عالیہ صفویہ بن حیدر بن جنید بن ابراہیم بن خواجہ علی بن صدرالدین شیخ صفی الدین اسحاق بن
جبرئیل بن شیخ صالح بن شیخ قطب الدین بن شیخ صلاح الدین بن رشید الدین بن محمد الحافظ
بن عوض الخاص بن فیروز شاہ زرین کلاہ بن سید محمد الاعرابی بن سید ابوالقاسم حمزہ بن امام موسی
کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم تہا۔ شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے صفویہ کہلاتے
تہے۔ اس کے بزرگ شہر اردبیل واقعہ ایران مین بطور پیران طریقت درویشانہ متوکلانہ زندگی بسر
کرتے تہے خواجہ صدرالدین سے تیمور کو عقیدت تہی فتح انگوریہ کے بعد خواجہ ممدوح کی سفارش سے
ترک قیدی رہا کیے گئے۔ جو خواجہ صاحب کے مرید بن گئے اور بسبب جلاوطنی بے خانمانی وہین رہنے
لگے۔ ان سپاہی منش مریدون کا اثر خواجہ صاحب کے پوتے جنید پر پڑا جسنے بجائے درویشانہ کے امیرانہ
شان اختیار کیا۔ او سلطان جنید بنکیہ جو بظاہر سلطان العارفین مراد لیجاتی تہی مگر دراصل ہوس سلطنت
کا مرادف تہا اور اسی خوف سے حاکم آذربائجان نے سلطان جنید کو اردبیل سے نکالدیا۔ اور دیار بکر کے
حاکم امیر حسن الطویل ترکمان کے پاس گیا جس نے کمال عزت سے اپنی بہن کی شادی جنید سے کردی جس سے
خیالات مین اور بلند پروازی آگئی مگر حاکم شروان کے مقابلہ مین زخمی ہو کر مر گیا اور اسکا بیٹا حیدر جانشین
ہوا جسمین باپ اور بیٹے دونون کی طرف سے خیالات امارت موجود تہے حیدر کا ماموں امیر حسن الطویل تیموری
شاہزادون کو ایران سے نکال کر خود مختار بادشاہ ہو چکا تہا۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح سلطان حیدر

کی کوشش کی مگر سلطان سلیم کو شاہ اسمعیل سے کچھ ایسی نفرت تھی کہ درخواست صلح پر مطلق توجہ ہی نہ کی۔ واپسی پر آرمینیا۔ کردستان فتح کیے گئے۔ اور اس طرف ابھی فتوحات کا دائرہ وسیع کر رہا تھا۔ کہ قسطنطنیہ مین ینگچریون کے فساد کی خبر پہونچی اسلیے جرنیل بقلو محمد پاشا کو چھوڑ کر قسطنطنیہ چلا گیا جسنے علاقہ جزیرہ فتح کر لیا اور ایرانیون کو بھی کئی شکستین دین۔

ان دونو بہادر بادشاہون کی لڑائیون مین لاکھون مسلمان ہلاک برباد ہوئے اور سب سے زیادہ افسوس ناک یہہ نتیجہ نکلا کہ بعد مین صدیون تک ایرانیون اور ترکون مین تلوار چلتی رہی اور اسطرح سے دو پرجوش اسلامی گروہ آپسمین ہی کٹتے رہے اور دشمن فائدہ اُٹہاتے رہے اسی سلطان سلیم کو اگر ایرانی لڑائی پیش آتی تو ایسا جابر سلطان معلوم نہین کہ کیا آفت لاتا یا دشاہ اسمعیل بھی اگر اپنے جان نثار ارادتمندون کو کسی مفید مصرف پر لگاتا تو نہ اسقدر مسلمانون پر تباہی آتی اور نہ ایرانی اور عثمانی تناقض اسقدر ضرر رسان پہلو اختیار کرتا یہی وجہ ہے کہ ہم دونون کو جو اپنے عہد مین بہادر شجاع صف شکن فاتح گذرے ہین مجاہدین اسلام مین شمار نہین کرتے۔

سلطان سلیم کی قسمت مین ابہی ایک اور قومی جرم لکھا تھا جسکی تردید مین سلطان سلیم کے حمایتی ایسا کوئی عذر نہین پیش کر سکتے جیسا کہ شاہ اسمٰعیل کے ظالمانہ فسانے سُنا کر سلطان سلیم کو بری الذمہ کرتے ہین۔

آلقانسو الغوری سلطان مصر سے پیش آئی۔ وجہ مخالفت چند عثمانی شاہزادون کو مصر مین پناہ دینے یا شاہ اسمٰعیل سے خفیہ سازش کرنے کی بتائی جاتی ہے اس کے سوا اور کوئی وجہ سابقہ عداوت مورخین پیش نہین کرتے دونون سُنت جماعت تھے۔ پس عثمانی شاہزادون کو پناہ دینا کوئی اسلامی یا اخلاقی جرم نہ تہا سلطان سلیم کی تیغ ظلم سے بہاگ کر ان بیکسون نے مصر مین پناہ لی تہی نہ توان بیچارون کو سلیم جیسے قوی بازو سلطان سے مقابلہ کرنے کی طاقت تہی اور نہ کسی اور کو سلیم کے چھیڑنے کی سکت تہی۔ سلاطین مصر بایزید یلدرم کے وقت سے آل عثمان سے ڈر رہے تھے۔ تحائف و ہدایا دیکر بنا بچاؤ کرتے رہے تھے عثمانی شاہزادون کی پناہ دہی مین محض اخوت اسلامی اور اخلاق انسانی متقاضی ہوئی تھین۔ اگر بے رحم سلیم کے حوالہ کیے جاتے تو یہہ بے مروتی بزدلی۔ نامردی کے خطاب لیتے جو کوئی غیور انسان پسند نہین کرتا۔ سلیم جو اپنے بزرگوار باپ کو زہر دے چکا اور بھائی کا گلا گھونٹ چکا تہا۔ ان بیچارے شاہزادون کو ضرور ہی پہانسی پر لٹکاتا جنکا خون سلطان مصر کے ذمہ ہوتا۔ پس ان بیچارے قابل رحم شاہزادون کی پناہ دہی کو مصر پر فوجکشی کے لیے وجہ تسلیم کرنا محض خوشامد ہے۔ دوسرا الزام شاہ اسمعیل صفوی سے سازش کرنے کا لگایا جاتا ہے

ہاتھ سے عثمانی علاقہ جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ تو سلطان سلیم نے کون سی رحم دلی سے کام لیا۔ دونون
مسلمانون کے حق مین تمبور و حجاج تھے۔ ہان اتنا کہنے سے ہم نہین رکتے کہ شاہ اسمٰعیل کو اسکے مرید
اور فوج انسان سے بڑھ کر سمجھتے تھے اور اُسکے سامنے سجدہ کرتے تھے اور اُسکی رضامندی کو نجات اُخروی
کا باعث مانتے تھے۔ اور اُسکو الوہیت و ربوبیت کا مظہر جانتے تھے۔ ادہر سلطان سلیم خدا کی ادنیٰ مخلوق
اور امارت یا خلافت کے درجہ سے زیادہ شمار نہ ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ شاہ اسماعیل کو جو سلیم کے بھتیجون
احمد کے پناہ گزین بیٹون کی مدد کے بہانہ سے اپنے نانا امیر حسن شاہ ایران اور پرنانا عیسائی شاہ طرابزن
کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ اور سلیم کے ملک پر چڑھائی کرنے کی تیاری کر رہا تھا اُسکے تمام منصوبون کو سلطان
سلیم کی پیش دستی سے اس قادر مطلق نے جسکے سوا اور کوئی استحقاق الوہیت نہین رکھتا جنگ خالدران
مین جو تبریز کے نواح مین فریقین مین ہوئی خاک مین ملا دیا۔ اور اُسکی فوج کی وہ غالبانہ ارادت جسکی نسبت
بیان کیا جاتا تھا کہ شاہ اسمٰعیل نے ایک دفعہ امتحاناً اپنا رومال ایک اونچے پہاڑ سے نیچے
دریا مین گرا دیا اور اس رومال کو تبرکاً لینے کے لیے ہزارون خوش اعتقاد پہاڑ سے کود پڑے اور
ایک ہزار جوان اپنے پیر و مرشد پر جانین قربان کر کے دریا مین غرق ہو گئے کسی کام نہ آسکے۔
شاہ اسماعیل کے ایک لاکھ جانباز جنگی بہادر جنکی دھاک سے دنیا کانپ رہی تھی۔ ترکون کی شمشیر
سے عہدہ برآنہ ہوسکے اور خود شاہ اسمٰعیل زخمی ہو کر گرا۔ اور قید ہونے کو تھا۔ اگر جان نثار خادم
سلطان علی بڑھ کر ترکون کو یہ نہ کہدیتا کہ مین شاہ اسمٰعیل ہون۔ اس طرح شاہ اسمٰعیل مثل فرعون
موسیٰ کا صحیح مصداق بنکر عثمانی شیر کے آگے سے بھاگ نکلا۔ سلطان سلیم نے فتح پا کر رحم کو خیرباد کہدیا۔
ہزارون اسیران جنگ قتل کیے گئے قیدیون مین شاہ اسمٰعیل کے چاہتی بیوی بھی تھی جو سلوک اسکے ساتھ
کیا گیا۔ وہ نہایت ہی قابل نفرت تھا شاہ اسمٰعیل کی درخواست اور بیش بہا فدیہ کے باوجود بھی بیگم شاہ کی
حوالہ نہ ہوئی۔ اور ایک ادنیٰ سپاہی کو دی گئی ضرور یہہ ایک ظالمانہ وحشیانہ فعل تھا مگر شاہ اسمٰعیل ایسی
حرکات کا بارہا مرتکب ہو چکا تھا۔ جب کسی سردار امیر بادشاہ پر فتح پاتا تو انکی عورتون کو عام سپاہیون کے
حوالہ کرتا قیدیون کو قتل کرواتا علما صلحا امرا مشائخ ہزارون قتل کر چکا تھا پس سلطان سلیم کے ہاتھ
سے جو کچھ ہوا وہ انتقام واجبی تھا۔ سلطان سلیم ایران کی ملکی فتح اور شاہ اسمٰعیل کی پوری بیخ کنی کرنی
چاہتا تھا مگر خدا معلوم سرزمین روم مین کیا اثر ہے کہ جسطرح رومی فوج نے سکندر کی آرزون کو خاک
مین ملا دیا اور وطن کی مقناطیسی محبت سے آگے بڑھنے سے انکار کیا۔ اسیطرح اولوالعزم سلطان
سلیم کو جو سکندر کا جانشین تھا رومی فوج نے واپسی پر مجبور کیا۔ شاہ اسماعیل نے ہرچند صلح

عزالدین ایبک ہوا جسکے ساتھ اُس نے شادی بھی کر لی مگر خلیفہ بغداد نے حکم بہیجا کہ عورت کے بجائے کسی ایوبی مرد کو سلطان بنانا چاہیے ملک اشرف موسی بن یوسف بن مسعود بن ملک الکامل بن ملک العادل بن ایوب سلطان مقرر ہوا۔ جو پانچ سال بعد معزول کیا گیا اور عزالدین ایک غلام سلطان صالح ایوبی سلطان بنگیا۔ جو بانی خاندان مملوکان مصر ہوا۔ شجرۃ الدر کے ایما سے اس لیے قتل ہوا کہ وہ ایک دوسری عورت والی موصل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا تہا۔ اور شجرۃ الدر بہی اسی جرم مین عورتون کے ہاتہہ سے ماری گئی۔ اور عزالدین کا دہ سالہ بیٹا سلطان ہوا۔ یہہ خاندان مملوک بحریہ کہلاتا تہا۔ جنہون نے ۱۳۴ سال حکومت کی۔ اور چودہ سلطان ہوئے تاتاریون کا زور دیکہہ کر عزالدین کا بیٹا معزول کیا گیا اور ملک مظفر قطز سلطان ہوا۔ اسی بہادر نے خونخوار تاتاریون کو جو تمام اسلامی دنیا کو زیر و زبر کر چکے تہے۔ مرج وابق مین شکست فاش دیکر اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ اور اُسکا جانشین ملک ظاہر بیبرس تہا جس نے تاتاریون کے حملات کو روکا۔ اور انطاکیہ۔ بعزرس۔ قیصریہ حصن الاکراد اور قیساریہ۔ یافا۔ مرقبہ وغیرہ کے فتح سے عیسائیون کا زور ملک شام سے گہٹا دیا۔ اور مشہور تاریخی مقام عکا ہو ہی نیم جان بنا دیا یہ سلطان بہت ہی پرہیزگار پابند شریعت تہا محمل شریف کے ابتدا اسی کے عہد مین ہوئی جو مسلمانون کی ترغیب حج کے لیے مصر مین پہرایا جاتا۔ اور حاجیون کی جماعت کثیر کے ساتہہ ہر محترم زاد اللہ شرفا کو روانہ ہوتا۔ اس سلطان نے خود بھی حج کیا اور صدقات کثیر دے مستحقین حرمین شریفین کو مالا مال کر دیا اور کعبہ شریف کا اپنے ہاتھ سے عرق گلاب سے دہویا۔ جو اسکے کمال راسخ الاعتقادی پر دلالت کرتا ہے۔ انہین مملوکون مین سلطان منصور قلاؤون الصالحی تہا جسنے اسی ہزار تاتاری فوج کو حمص کے نواح مین شکست فاش دیکر اسلامی جلال کو قائم رکہا تہا۔ اور مرقب جیسے ناممکن الفتح قلعے کے تسخیر اور صیون اور لاذقیہ اور طرابلس کے مشہور شہر کو جو ایک سو چاسی سال سے عیسائیون کے قبضہ مین تہا فتح کر کے عیسائی طاقت کو قریبا نابود کر دیا۔ اسکی بہادر فوج مملوکون نے طرابلس کے قریبی جزیرہ کو جہان شکست یافتہ عیسائی پناہ گزین ہوئے تہے بلا کشتی وجہاز سمندر مین گہوڑے ڈالکر اور تیر کر جزیرہ فتح کیا تہا۔ اسی کے عہد مین مملوکون نے نوبہ واقعہ مشرقی افریقہ کو فتح کیا اسی منصور کا بیٹا صلاح الدین خلیل تہا جسنے عکا کی کامل فتح سے سلطان صلاح الدین ناصر ایوبی کے روح کو خوش کیا اور اہل فرنگ کی جڑ کو ملک شام سے کاٹ دیا اور صور۔ صیدا۔ بیروت۔ انطرسوس۔ اور تمام ساحلی اضلاع کی فتح و تصرف سے فلسطین کی مقدس زمین کو یورپین اقتدار سے بالکل صاف کر دیا۔ مملوکون کی یہہ اسلامی خدمت تاریخ کے صفحون پر ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی رہے گی۔ مملوک بحریہ کا اخیر سلطان ملک صالح شعبان بن الحسین بن الناصر

لیکن واقعات اسکے خلاف ہین اگر واقعی کوئی سازش ہوتی تو جسوقت سلطان سلیم ایران پر چڑہا تہا اور فوج اسمٰعیل کی لڑائی سے دل چراتی تہی سلطان مصر کوئی عملی کارروائی کرتا۔ اور علانیہ یا خفیہ کسی قسم کی مدد دیتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ترکون کو ایرانیون اور مصریون کی مجتمع فوجون کا مقابلہ کرنا مشکل ہوجاتا۔ مگر سلطان مصر کے دیکہتے دیکہتے بہادر سمعیل کی فدائی فوج کا صفایا کیا گیا۔ اور شاہ اسماعیل کی ننگ وناموس تک برباد ہوگئی مگر سلطان مصر جسکو شاہ اسماعیل کا دوست بلکہ متعصب اور خوشامدی شیعہ لکہنے سے بہی گریز نہیں کرتے کبہی بہی ایرانیون کے کام آیا ہان شام کے علاقہ مین فوج کا جمع کرنا سو ایک احتیاطی امر تہا ہر ایک مال اندیش گورنمنٹ سلطنتون کی جنگی تیاریون سے ہوشیار ہوکر بطور تدبیر حفظ ما تقدم سرحدی مقامات پر ایسی تدبیرین عمل مین لایا ہی کرتی ہے اور خاصکر اس صورت مین جبکہ سلطان سلیم جیسا قاہر وجابر کشور کشا ہمسایہ ہو تو ترکی سپہ سالار سنان پاشا کا سلطان سلیم کو لکہنا کہ مین اس خوف سے فرات کے آگے نہین بڑہ سکتا کہ کہین شام کی مصری فوج پیچہے سے حملہ کرکے مجکو سلطانی علاقہ سے جدا نہ کردے اس سے بہی ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ فرات سے آگے عرب تہا جہان پر سلطان مصر کا شاہی تعلق تہا اور پیش قدمی سے ترکون کا صاف منشا سلطان مصر کے علاقہ کو غصب کرنیکا تہا مصری تو حملہ آور نہ ہوے مگر سلطان سلیم جسکو ہمسایون کے لیے قضائی مبرم تہا خود حملہ آور ہوا۔

مصر کے مملوک

قبل اسکے کہ ہم سلطان سلیم کے واقعات مصر کو حال اجمالاً لکہین۔ مملوکان مصر کا اختصاراً حال لکہا جاتا ہے مملوک بمعنے غلام کے ہین اور جسطرح کہ ہندوستان مین خاندان غلامان گذرا ہے اسیطرح مصر مین غلام مملوک ہوے ہین سلطان صلاح الدین کے بہائی ملک العادل کے پوتے ملک الصالح نے دیگر دعویداران سلطنت کا زور گہٹانے کے لیے بارہ ہزار غلام خرید کرجنہین زیادہ تر چرکس تہے ایک اپنی فوج قائم کی جسکا نام فوج مملوک رکہا گیا جو ملک صالح کی خدمات وفاداری سے کرتے رہے یورپ کے عیسائی سلطان صلاح الدین ایوبی کے بعد ہی لگاتار مصر اور شام پر حملہ آور ہوتے رہے چنانچہ ایک دفعہ ملک صالح کے عہد مین فرانسیسیون نے مصر کی کنجی دمیاط کو فتح کرلیا۔ اور مصر کو سخت خطرہ لاحق ہوگیا مگر انہین مملوکون نے ترکی جنرل بیبرز کے ماتحت مقام منصورہ پہر عیسائیون کو شکست دیکر فرانسیسی شہنشاہ کو قید کرلیا۔ اور یورپ کے حوصلون کو توڑ دیا ملک صالح کے بعد اسکا بیٹا چند ماہ کی حکمرانی کے بعد مرگیا۔ اور ملک صالح کی دانشمند اور فرزانہ بیگم مسمات شجرۃ الدر نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی اور اس کا نائب

کو اسلامی ترقی کا ذریعہ سمجھ چکے تھے اس لیے شام والون نے اس انقلاب کو اسلام اور اپنی ذاتی اغراض کے لیے غیر مفید خیال نہ کیا۔ تمام شہرون نے سلطان سلیم کے لیے دروازے کھول لیے چار ماہ تک سلطان شام مین رہا اور پھر مصر کو بڑہا۔ مملوکون نے اپنا سلطان بہادر طوبان بے کو مقرر کرلیا۔ جو غوری کا بھانجا تھا جسنے مقام رضوانیہ پر ترکون کا مقابلہ کیا۔ لڑائی کے عین زور شور مین شیر دل طوبان بے معہ اور دو مملوک سردارون کے چند مملوک شاہسوارون کو لے کر ترکی قلب پر اس ارادہ سے حملہ آور ہوا کہ سلطان سلیم کو یا قید کرلائین گے یا مار کر ڈھیر کرینگے یہ بہادر دستہ ترکون کے انتشار مورچون سے نکلکر اور عثمانی صفون کو چیر کر عین قلب مین پہنچ گیا۔ اور سنان پاشا سپہ سالار فوج عثمانی کو جو قلب مین موجود تھا سلطان سلیم جان کر بہادر طوبان نے نیزون سے چھید ڈالا اور باقی دو افسرون نے ایک ایک پاشا کو قتل کیا۔ اگر اسجگہہ سلیم ہوتا تو زندہ نہ بچ سکتا طوبان ہی یہ بہادرانہ دست برد کرکے برق رفتار گھوڑون کو ایڑ لگا کر صحیح سلامت عثمانیہ مورچون سے نکلکر واپس آ گیا۔ باقی مملوکون نے بھی تہورانہ حملات سے اظہار شجاعت مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن عثمانیہ توپخانہ نے ان بہادر شاہسوارون کی ایک بھی پیش جانے نہ دی اور پچیس ہزار مملوک عثمانی آتش فشانی کی نذر ہو گئے طوبان بے چند سوارون کے ساتھ مقام عفویہ کو بھاگ گیا۔

اس شکست کی وجہ خیر الدین بیگ اور غزالی بیگ کو قرار دینا درست نہین ہے اگرچہ انہون نے اپنی قوم اور وطن کے ساتھ غداری کی اور انکی بیوفائی کی وجہ سے ضرور کچھ نہ کچھ مملوک اس لڑائی مین حصہ نہ لے سکے مگر دراصل اگر خیر الدین وغیرہ زور بھی لگاتے تو بھی عثمانی توپون سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے تھے۔ رسالہ خواہ کسقدر تہور و شجاعت رکھتا ہو۔ آلات آتش فشان کا ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا خصوصاً جبکہ سلطان سلیم جیسا اولوالعزم فاتح سپہ سالار ہو۔ خیر الدین بیگ وغیرہ مملوکون کی قومی بیوفائی اگرچہ نہایت قابل افسوس ہے مگر یقینی شکست کی حالت مین ایک مسلمان سلطان کی طرف رجوع لانا نشان زیرکی ہے اسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ مملوک چھ سو سال تک جزدی طور سے مصر کے حکمران رہے اور انہوںین جیسے بر دست فاتح کے ساتھ ہی دست بشمشیر ہوئے۔ اور ظالم محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ مصر کی فریبانہ چال سے جب تک تیغ ظلم سے ہلاک نہ ہوئی ملک مصر مین مملوکون کا ڈنکا بجتا رہا۔ بس ہمارے خیال مین ترکون کی فتح کا باعث انکی آئینی فوج اور زبردست آلات آتشین تھے۔ جن سے ترکون کے علاوہ اور مسلمان سلاطین بہت ہی کم مانوس تھے۔

اس فتح کے بعد سلیم کی کچھ فوج قاہرہ پر قابض ہوگئی جسکو بہادر طوبان نے بلائے ناگہانی کی طرح

منصور قلادون تہا ان کے بعد چرکس مملوکون کا دور شروع ہوا جنکا پہلا سلطان برقوق ہم عصر سلطان بایزید برق عثمانی تہا۔ اور اخیر سلطان قانصو غوری تہا جسپر کہ اس پہلے خادم اسلام خاندان کا سلطان سلیم کے خود غرض ہاتہون سے ۸۰۳ اسال کی حکومت اور ۲۳ سلاطین کے بعد خاتمہ ہوا۔ اسلام کے سچے بہادرون نے فرنگستان کی اُن آرزؤن کو خاک مین ملا دیا جو وہ اسلامی ممالک کی تسخیر سے رکہتے تہے۔ ظالم تاتاریون کو بارہا مار کر نکالدیا ارمنی عیسائی فرنگیون کے ساتہ ساتہ اسلامی امصار پر قابض ہوگئے تہے انکو بہی انہین مملوکون نے تہ تیغ کیا۔

بس ایسے حامیان اسلام پر تلوار اُٹہانا سلطان سلیم کی علمیت و دیانت بلکہ اسلامی حالت کی بہی سخت منافی ہے سلطان سلیم جسکی سطوت و جبروت کا مدار صرف اہل اسلام کے قتل پر تہا۔ ارض مقدس حجاز کے تصرف کے لیے رستہ نکالنا چاہتا تہا۔

سلطان سلیم کی مصر پر چڑہائی

سنہ ۹۲۲ ہجری مین سلطان سلیم نے ڈیڑہ لاکہہ فوج کے ساتہہ مصریون پر چڑہائی کی۔ سلطان غوری بہی مقابلہ پر آیا اور مرج و ابق مین اگست سنہ ۱۵۱۶ء مین خونریز معرکہ ہوا۔ مملوک جنکو اپنی فوج سوارون پر زیادہ بہروسہ تہا سلیم کے توپخانہ نے بہون ڈالا ہزارون اپنے بوڑہے سلطان غوری کے ساتہہ میدان جنگ مین ضائع کیے گئے۔ اس فتح سے شام کے تمام علاقہ پر سلطان سلیم اول کا قبضہ ہوگیا۔ حلب کے خطیب نے خطبہ مین سلطان سلیم کے القاب کے ساتہہ خادم حرمین شریفین زاد اللہ شرفًا کا لقب بڑہا دیا۔ سلطان سلیم اس قبل از وقت خوشامد سے اسقدر مسرور ہوا کہ پچاس ہزار کا قیمتی خلعت عطا کیا۔ اس سے بہی ہمارے دعوی کی تصدیق ہوتی ہے کہ سلطان سلیم کو قبضہ حجاز کا کسقدر خیال تہا اور مملوکون سے لڑائی محض انہین اغراض کے حصول کے لیے کی گئی تہی سلطان سلیم کو اپنے زبردست توپخانہ اور قواعد دان فوج کی ثابت قدمی سے جو بندوقون سے مسلح تہی مصریون کی غیر منتظم فوج پر فتح کا کامل یقین تہا اور جب انہین توپون اور بندوقون کے سبب سے بہادر اسمٰعیل صفوی اور اسکی جانباز فوج قزلباش پر عظیم الشان کامیابی حاصل کر چکا تہا تو سلیم اول جیسا صاحب شمشیر و قلم سلطان مصر کا چرب نوالہ کس طرح چہوڑ سکتا تہا۔ چنانچہ ایک ہی لڑائی سے ہی مصر پر تسلط ہوگیا۔ رعایا چونکہ مسلمان تہی اور یہہ لڑائی محض سلطنت کے لیے تہی اسکو مذہب سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اور یورپ کی لڑائیون خصوصًا فتح قسطنطنیہ سے سلاطین عثمانیہ کی غازیانہ شہرت اسلامی دنیا مین پہیل چکی تہی اور شام وغیرہ ملک کے پرجوش مسلمان آل عثمان

انہین کا جاری تہا اس سلسلہ مین سلطان سلیم کے داخلہ مصر کے وقت محمد دوازدہم عباسی خلیفہ تہا سلطان نے
اس سے علم - جبہ - شمشیر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو نشان خلافت تصور ہوتے تہے لے لیے اور اس خیری نام نہاد
خلیفہ عباسی کو اپنے ساتہہ قسطنطنیہ لیتا گیا - اور اس طرح ایک مذہبی مرحلہ خلافت بہی طے کر لیا اور اپنے آپکو
عباسیون کا جائز جانشین و کہا کر آل عثمان کو مقدس اور معزز خلیفۃ المسلمین کے خطاب کا مستحق بنالیا
اور جسطرح تبریز کے مشہور صناع قسطنطنیہ لے گیا تہا - اسیطرح مصر کی کاریگرون کی جلاوطنی کا باعث ہوکر دار
الخلافہ قسطنطنیہ کی ترقی کا سبب ہوا - اور دو سال کے بعد شام مصر عرب فتح کر کے یہ عالی ہمت عظیم
الشان فاتح سلطان واپس قسطنطنیہ ہوا - اور یورپ مین سلاطین اور رؤسا سے جدید معاہدہ کر کے جنگی جہاز
کے بنانے اور بڑہانے مین مصروف ہوگیا - سات بڑے اور ایک سو چہوٹے جنگی جہاز جدید تیار
کیے اور فوج کثیر ایشیا کوچک مین جمع کرنی شروع کی اور قریب تہا کہ جزیرہ رہوڈس کی فتح سے عثمانی فوج
کی اسی بدنامی کو مٹا دیتا جو سلیم کے نامور دادا محمد ثانی کے ناکام حملے سے پیدا ہوئی تہی مگر قبل اسکے کہ وہ اپنے
ارادہ کو ظہور مین لائے ایک ایسا دنبل نکلا کہ جسمین ایک مرغی رکہتے اور گل جاتی تہی جسکا زہریلا اثر تمام
بدن مین پہیل گیا - اور سارے جسم پر دنبل نکل آئے اور کوئی علاج کارگر نہ ہوسکا - اور اسی گاؤن کے قریب
کہ جہان اُس نے اپنے بزرگوار درویش سیرت باپ کا باغیانہ مقابلہ کیا تہا وہین بقول بعض باپ کی بد دعا
کے اثر سے نہایت تکلیف درد و رنج اٹہا کر ۹ شوال ۹۲۶ھ ہجری ۵۴ سال کی عمر اور ۹ سال کی سلطنت
کے بعد فوت ہوا -
یہ سلطان بہت بڑا عالم پابند مذہب - مورخ فارسی ترکی کا زبردست شاعر - اولوالعزم بہادر جفاکش صاحب تدبیر
و رائی - مگر بے رحم تہا اُس نے اپنی قلیل مدت سلطنت مین لگاتار فتوحات سے عثمانیہ سلطنت کی وسعت
اور عظمت کو بڑہا دیا اور اپنی آیندہ نسل کے لیے اسلامی دنیا کے اندر ایک ایسی مشترک مخلصانہ بنیاد قائم کر
گیا کہ جب تک خدمت حرمین شریفین اُنکے متعلق ہے مسلمان سلاطین عثمانیہ کو جان سے عزیز سمجہتے
رہینگے واقعی سلطان سلیم نے خاندان عثمانیہ کے لیے بہت کچہہ قیمتی اور مفید خدمات کین - دو سال کے عرصہ
قلیل مین مین سو سال کے ایک بہادر خاندان کے استیصال کے بعد شام مصر عرب مین قرار واقعی انتظام
کر لینا سلطان سلیم کی انتظامی اور سیاسی لیاقت کا بدیہی ثبوت ہے - لیکن شام اور مصر - جسنے یورپ کے
مذہبی دل عیسائیون اور خونخوار تاتاری مغلون کو اپنی سرزمین مین قدم نہین لگانے دیا تہا - ترکون کا خیر مقدم
کہنا محض اسلیے تہا - کہ سلطان سلیم ایک مسلمان اہل سنت جماعت سلطان تہا اور عام لگاہون مین اسکے
افعال پر جوش نظر آتے تہے - اور چونکہ خود مشرقی علوم اور اور زبانون کا زبردست عالم تہا - اس لیے اپنے

پہونچکر تہ تیغ کردیا سلطان سلیم نے اور تازہ زبردست فوج روانہ کی جس نے تین دن رات متواتر خونخوار جنگ
کیا اور فریقین کے ہزارہا جوان مارے گئے۔ اور کچھہ فیصلہ نہ ہوا۔ آخر سلطان سلیم نے ایک مملوک سردار
کی صلاح سے عام اعلان دیدیا کہ جو مملوک ہتھیار رکھ دیگا وہ جان سے امان پائیگا۔ چونکہ مملوک اپنی کمزوری اور
سلطان سلیم کی زبردست طاقت سے واقف تھے اعلان کے شائع ہوتے ہی آٹھ سو سرغنہ ہتھیار رکھکر سلطان
کی خدمت مین حاضر ہوگئے اور لڑائی بند ہوگئی۔ مگر سلیم نے سب کو دوسرے دن قتل کراکر اپنا نام بے رحم عہد
شکن اور قاہرہ کے قتل عام مین پچاس ہزار انسان مار کر سفاک مشہور کرالیا۔ بہادر قرہ بی بھی جان
بخشی کا وعدہ لیکر حاضر دربار ہوا۔ جو غدار قوم خیرالدین سے صاف لے لاگ گفتگو کرنے کے جرم مین قتل
ہوا۔ طومان بی پہر نئی فوج بہرتی کر کے مقابل ہوا۔ مگر توپخانہ کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی اور ہزارون ہمراہی
میدان مین ضایع کراکر ایک عرب سردار کے ہان پناہ گزین ہوا جن احسان فروشون نے مروت کو خیر
باد کہکر سلطان سلیم کے حوالہ کردیا۔ اور بہانہ جو سلیم نے محض ایک جہوٹہی تہمت لگاکر بہادر مملوکون کے
اخیر سلطان کا سر قلم کردیا۔ اور مصر کا گورنر وہی خیرالدین بیگ مقرر ہوا۔ بس سنہ ۹۲۳ھ مین مصر عثمانیہ سلطنت
کا ایک صوبہ ہوگیا۔ شام و مصر کے تسلط سے اب ارض مقدس حجاز کا تصرف ضروری تہا مگر یہان سلطان
کو جنگی کارروائی کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہ آئی۔ شریف مکہ برکات بن محمد کو فرمان بحالی عہدہ شریف اور قیمتی خلعت
بہیجکر ہی مطیع کرلیا جسنے مکہ معظمہ وغیرہ تمام حجاز مین سلطان کا خطبہ و سکہ جاری کردیا وجہ اس خاموشی کی یہہ
تہی کہ سلیم کے باپ بایزید مرحوم نے حرمین شریفین کے شرفا علما وغیرہ کو عثمانیہ سلطنت کا وظیفہ خوار بنا
لیا ہوا تہا۔ اور سلاطین عثمانیہ نے قدردانی علما و مشائخ سے اسلامی دنیا مین خاص شہرہ حاصل کرلیا
تہا علاوہ اس کے خاندان عثمانیہ کا عروج دن بدن بڑھہ رہا تہا اور سلاطین آل عثمان نے اپنے آپ
ہر طرح سے محافظ حرمین زادہما اللہ شرفاً کے قابل ثابت کردیا تہا اس لیے اہل حجاز نے اس تبدیلی کو
اسلام کے لیے مفید خیال کیا۔ اور واقعی ایسا ہی ثابت ہوا شریف برکات بن محمد نے اپنے بڑے بیٹے
شریف ابونمی کو سلطان کے پاس مصر روانہ کیا جسکی کمال عزت و توقیر کی گئی حرمین شریفین کے منتظمین کے
لیے بیش بہا وظائف مقرر کیے گئے اور صدقات کثیرہ تقسیم کیے اور تالیف قلوب مین ہر طرح کوشش ہوئی
مملوک خاندان سے پہلے مصر کے سلطان شاہان ایوبیہ تہے جو برائے نام خلیفہ بغداد کی ماتحت تہے۔ مگر
جبکہ ہلاکو نے المستعصم باللہ اخیر خلیفہ عباسی کو قتل اور بغداد کو تہ تیغ کیا اور کوئی خلیفہ نہ رہا۔ اور مصر مین
ایوبیہ خاندان کے زوال پر مملوک فرمان روائے مصر ہوئے تو ملک ظاہر بیبرس نے ایک عباسی
شاہزادہ کو جو بغداد سے بہاگکر مصر پہنچا تہا خلیفہ مصر بنا لیا جسکو سلطنت سے تو کوئی تعلق نہ تہا لیکن خطبہ و سکہ برابر

کہلاتا تھا سلیم کے بعد صرف ایک سلیمان ہی وارث تاج وتخت تہا اس لیے سلطان سلیمان کو اپنے بزرگون کی طرح عثمانی شاہزادون کے خون سے ہاتھ رنگنے نہ پڑے۔ اور اپنی مالی وجانی جنگی طاقت کو مخالفین دین کی لڑائیون مین صرف کیا۔

اگرچہ اس وقت عیسائی طاقتین بہت کچہ زور پکڑ گئی تہین اور سلیمان کے باپ اور دادا کی چالیس سالہ حکومت کی عدم فوج کشی کے سبب عیسائی بہت کچہ سنبھل گئے بلکہ چارلس پنجم نے ہسپانیہ۔ ہالنیڈ۔ بلجم۔ ریاستہائی اسٹریا۔ نیپلز۔ سسلی۔ جرمنی کو ایک مجتمع اور متحدہ سلطنت بناکر شاہنشاہ یورپ کا خطاب حاصل کر لیا تھا۔ اور اس سے پہلے اندلس سے فاتحان عرب کا اخیر نشان غرناطہ فتح کرکے اسلامی طاقت کا استیصال کر چکا تھا ہسپانوی اولوالعزم جہازران ملک امریکہ کی دریافت کر چکے تہے اور پیرو اور میکسکو کی سونے چاندی کی کانون پر قابض ہوچکے تہے اور دیگر اقطار عالم کے کئی ایک جزائر اور امصار پر قبضہ کر چکے تہے واقعی یہ وقت اسلام کے لیے نازک تہا اگر آل عثمان کے جوانمرد مجاہد سلطان سلیمان نے ہمیشہ کے لیے دنیا کو دکہا دیا کہ اگر مسلمانون کا سرپرست بہ تقلید صحابہ کرام محض باعلائے کلمۃ اللہ کو مدنظر رکھ کر انفروا خفافًا وثقالًا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون

پارہ دس سورہ توبہ۔

کا اعلان کرے اور اپنی غازیانہ حرکات اور مخلصانہ ترددات سے ہمدردی اسلام کا صحیح نمونہ دکہا دے تو اسکو یورپ کی دولت وثروت سے کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا۔ سلطان سلیمان کے عہد مین امپراطور چارلس پنجم کے علاوہ شاہ فرانسیس اول شاہ فرانس۔ پوپ پیودہم۔ ہنری ہشتم شاہ انگلستان مجس ہنگری والی پولنڈ وغیرہ فرمانروایان یورپ تہے۔ ایشیا مین شاہ اسماعیل صفوی ایرانیون مین پرجوش تازہ روح پہونک کر ایک زبردست مستقل سلطنت کی بنیاد ڈال چکا تھا۔ ہندوستان مین جلال الدین جسکو وراثتًا ایک دو صوبے ہی ملے تہے اپنی انتظامی اور جنگی طاقت کے بدولت ایک ایسی سلطنت کا استحکام کر رہا تہا کہ جسکی وسعت کوہ ہندوکش سے لیکر برہا تک پہیلنے والی تہی اور ۲۲ صوبے اور ۵۲ باجگزارون کی مقتدر سلطنت بننے والی تہی مگر ان مین سے ایک بہی عثمانی تاجدار کی عظمت اور شوکت کو نہین پہونچ سکتا اسی عظمت کی وجہ سے یورپین مورخ اسکو سلیمان اعظم اور مدبرانہ نظم ونسق اور مفید قوانین کی تدوین سے ترک اسکو سلیمان قانونی کہتے ہین۔

یہہ سلطان تین زبانون عربی۔ فارسی۔ ترکی کا زبردست شاعر تہا۔ جیسا کہ وہ حسن صورت مین بے نظیر تہا اسیطرح وہ حسن سیرت مین بے مثل تہا۔ غزا اور جہاد کا نہایت شائق تہا اس کے غزوات کی تفصیل

ہر ایک فعل کو مذہبی رنگ دیکر اپنے بچاؤ کی صورت نکال لیتا تہا جیسے کہ ایرانیون کی لڑائیون کو سنیون کی حمایت کی وجہ مشہور کیا اور سلطان غوری پر تشیع یا شیعون کی دوستی کا الزام لگا کر عوام کو بگڑنے نہ دیا۔ چونکہ اسکا ذاتی چال چلن مطابق شریعت دکہائی دیتا تہا۔ اور مذہبی عقائد مین تعصب کی درجہ تک پہونچا ہوا تہا۔ اور علما، فضلا، مشائخ کی عزت کرتا تہا۔ اور ساتہہ ہی جسطرف باگ اُٹہاتا تہا فتح و نصرت استقبال کو آتی تہی۔ اور مسلمان ہمیشہ ایسے سلطان کی اطاعت قومی ترقی کے لیے نہایت ضروری سمجہتے رہے ہین اس لیے صرف شام مصر عرب نے ہی اسکے سامنے گردن نہ جہکائی تہی بلکہ شمالی افریقہ کے بہادر خیر الدین نے سلیم کی حمایت مین آمادگی ظاہر کیا اور عثمانی جہنڈے کے نیچے الجزائر وغیرہ افریقی علاقون مین سلیم کا سکہ و خطبہ جاری کر دیا حالانکہ سلیم نے اپنے ہاتہہ سے ادہر ایک قطرہ خون کا بہی نہ گرایا محض اسکی بہادرانہ شہرت اور ظفر مندی مذہبی جوش کام کر گیا۔ سلطان سلیم خاندان عثمانیہ مین نہایت نامور جلیل القدر سلطان تہا۔

سلطان سلیمان اعظم

اب ہم عثمانیہ تاریخ کے اس حصہ مین پہونچے ہین کہ باعتبار شوکت و اقبال وازدیاد جاہ و جلال عام نظم و نسق اجرائے قوانین فتوحات کثیرہ وسعت ممالک کے روسے صرف سلاطین عثمانیہ ہی سے بڑہا ہوا نہین بلکہ اپنے زمانہ کے تمام شاہان روئے زمین سے ممتاز ہے اگر ہم اس سُلطان کو فتوحات کے روسے ولید موی اور عام انتظامی قابلیت مین ہارون عباسی سے دوئم نمبر پر رکہین تو بالکل بجا ہوگا۔ صدیون کے بعد یہی ایک مسلمان پیدا ہوا جسنے الجزائر واقعہ شمالی افریقہ کے مغربی کنارہ سے لیکر جزیرہ سوماٹرا جاوا تک ایک واحد امیر المومنین کا سکہ بٹہا کر اہل اسلام کی پراگندہ طاقت کو مجتمع کر لیا اور شک نہین کہ سلیمان کے جانشین بہی اگر اس کی طرح اولوالعزم مدبر پابند شرع جفاکش معاملہ فہم ہوتے تو پہر ایک دفعہ امویہ اور عباسیہ واحد خلافت کا نقشہ جم جاتا۔ اور اسلامی طاقت کے اجزا توڑے پہوڑے نہ جاتے۔

باپ کی وفات کے وقت صوبہ سروخن کا گورنر تہا اسلیے وزرا نے سلیم کی موت کو سلیمان کے آنے تک اخفا رکہا۔ ماہ شوال سنہ ۹۲۲ھ مین بعمر ۲۶ سال تخت نشین ہوا۔ مگر اس سے پہلے اپنے لایق باپ کی اعلی تربیت سے ملکی اور جنگی تجربہ حاصل کر چکا تہا ایران کی فوج کشی کے وقت سُلطان سلیم اسی کو اپنا جانشین کر گیا تہا جس نے حق نیابت خوب ادا کیا اور یورپین اور ایشیا روم مین کسی کو سر نہ اُٹہانے دیا۔ سلطان سلیمان نبرد آزمائی اور انتظام ملکی اور علمی فضیلت مین تو باپ کے برابر تہا۔ مگر دیگر اوصاف مین باپ سے بڑہا ہوا تہا۔ اُوس کا رحم و انصاف یگانہ و بیگانہ دوست دشمن کے لیے یکسان تہا۔ اسکے عدل و احسان کا دروازہ مسلم و غیر مسلم سب کے لیے برابر

اور فرانس اور اٹلی مین اتفاق نہ تہا اس وجہ سے سلیمان کو عیسائیون پر فتوحات حاصل ہوئین لیکن ہمکو اس رائے سے اتفاق نہین ہے۔ اس سے پہلے سلطان مراد خان اول اور مراد خان ثانی بایزید یلدرم محمد فاتح کے ساتھ یورپ کی اکثر طاقتیر مجموعی قوت سے زور آزمائی کرچکی اور ذلت اٹھا چکی تھین مانا کہ اب عیسائی بیدار ہوچکے تہے اور انکی طاقت زیادہ منتظم اور مضبوط ہو گئی تہی مگر ادہر بھی بمصر۔ حجاز۔ شام کی پرجوش مسلمان آبادی اور حفاظت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا سے خلیفۃ المسلمین کے مقدس لقب کی ایزادی سے خاندان عثمانیہ کی طاقت مین کمال درجہ کا اضافہ ہوچکا تہا اسلامی دنیا مین غزا و جہاد کا پورا جوش اسوقت صرف سلاطین عثمانیہ مین پایا جاتا تہا مسلمان سلاطین عثمانیہ کی مذہبی حرارت اور اسلامی حمایت کے دل سے قدر کرتے تہے سلطان سلیمان نے عام عدل و انصاف ظالم حکام کی سزادہی سے عام شہرت حاصل کرلی تہی اور جابر سلطان سلیم کے وقت کی تمام کدورتون کو اپنی تدبیر و دانش سے دور کردیا تہا فوج بری تو ہمیشہ سے ترکون کی زبردست تہی جنگی بیڑا جہازات جسکی بنیاد دو سو سال سے پڑی ہوئی تھی ہر ایک مدبر سلطان نے اس مین کچھ نہ کچھ اضافہ کیا۔ سلطان محمد فاتح کے عہد مین اگر یورپ سے بیڑا جہازات زیادہ قوی نہ تہا تو کم بھی نہ تہا۔ سلطان سلیم نے ایشیا۔ اور افریقہ کی فتوحات عظیمہ سے فارغ ہوتے ہی اپنی توجہ جہازات کے بنوانے اور بڑہانے مین ہی خرچ کی اگر موت مہلت دیتی تو یہہ اولوالعزم سلطان معلوم نہین کہ کیا کیا انقلاب پیدا کرتا۔ سلطان سلیمان نے بھی بیڑا جہازات مین ترقی دی اور مین اسلامی حمیت و تقلید شریعت کے سبب عام ہمدردی اہل اسلام کو حاصل کرلیا۔ تو پہر ایسے جوان بخت۔ مدبر شجاع۔ عزیز قوم سلطان کے مقابلہ مین یورپ کا اتفاق ہی کیا کرسکتا تہا۔ اور یورپ کی خوش قسمتی اور ترکون کی بدقسمتی تہی کہ سلطان سلیمان کا مقابلہ یورپ نے مجموعی طاقت سے نہین کیا بلکہ سلطان کا دامن عطوفت پکڑ کر تازہ زندگی کو حاصل کیا جسکا خمیازہ آج اس جوانمرد سلطان کی اولاد ان احسان فراموش و دل یورپ سے اٹہا رہی ہے بہرحال اسوقت عیسائیون کی خاموشی کی بہی وجہ عثمانی اقبال کا عروج تہا۔ ہسپانیہ اور پرتگال دور دراز براعظمون کا کہوج نکال کر اپنی اولوالعزمی کا ثبوت دے رہی تہی کیا اگر واقعی ان مین سکت ہوتی تو بیت المقدس کو آل عثمان کے قبضہ مین جانے دیتے جو کچہ ہوا عثمانی شمشیر کا اثر تہا جسکی وحشت سے امپراطور چارلس پنجم تک کانپتے تہے

حملہ سوم

[illegible] جو ایشیائے کوچک سے بارہ میل کے فاصلہ پر جنوب مغربی گوشہ مین کوہستانی علاقہ ۴۰۵ مربع میل کے رقبہ ہزار آبادی کے جزیرہ روڈس پر ہوا قسطنطنیہ اور مصر کے رستہ کے درمیان واقع ہے صلیبی جنگون کے وقت

کی اس کتاب مین گنجائش نہین ہے ہم مختصر طور سے اس بہادر سلطان کے جنگی کارنامون کا حال لکھتے ہین

حملہ اول

تخت پر جلوس فرما ہوتے ہی اپنے باغی گورنر دمشق سے مقابلہ کرنا پڑا جسکا نام جان بردی بیگ غزالی تہا مصر کے سلطان غوری سے جب سلطان سلیم کا مقابلہ مرج دابق مین ہوا تہا تو یہہ غزالی اور خیر الدین بیگ چرکس مملوک اپنے مالک و مالک سے منہ پہیر کر اور بے وفائی کا ٹیکا لگا کر عین اثنائے جنگ مین سلیم سے یہ وعدہ لے کر کہ انکو شام اور مصر کی حکومت دیجائے گی بہین ویسار کی فوج کے ساتھ بہاگ نکلے تہے اور مملوکون کی شکست کا باعث ہوئے تہے سلطان غوری میدان مین مارا گیا۔ اور سلطان سلیم نے مصر کا گورنر خیر الدین کو اور دمشق شام کا گورنر اسی غزالی کو مقرر کیا تہا سلطان سلیم کی وفات پر خود مختار سلطان بن بیٹہا۔ اور حلب کا محاصرہ کر لیا مگر فتح نہ کر سکا۔ اور ناکام ہو کر دمشق کا استحکام کرنے لگا۔ کہ اتنے مین قسطنطنیہ سے ۹۲۶ھ مین فرہاد پاشا فوج کثیر لے کر آ پہونچا اور سخت جنگ کے بعد غزالی کی فوج کو تہ تیغ کیا اور غزالی کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس روانہ کیا۔ اور شام کا انتظام کر کے فرہاد پاشا واپس ہوا۔ ترکون کی یہہ مستعدی دیکھکر یہ شاہ اسمٰعیل صفوی جو سرحد پر فوج جمع کر رہا تہا دم بخود ہو گیا۔

حملہ ثانی

عیسائی محاربون کا۔ یہہ پہلا محاربہ ہے اور یہہ غزوہ اولین گنا جاتا۔ شاہ ہنگری نے سلطان سلیمان کے ایلچی کو جو وصول خراج کے لیے گیا تہا قتل کر دیا۔ سلطان سلیمان یہہ ظالمانہ حرکت دیکھکر مقابلہ کے لیے ماہ جمادی الآخر ۹۲۷ھ ہجری مین ۵۰۰ جہازات پر فوج میگزین۔ کمسریٹ وغیرہ لاد کر براہ دریائے ڈینوب روانہ ہوا۔ پہلے قلعہ ہوکز ذکو کو فتح۔ اور پہر بلگیریڈ کے مشہور معروف قلعہ کو گہیر لیا یہہ وہی قلعہ ہے کہ جہان سے اس سلطان کے بہادر پردادا سلطان محمد فاتح کو ناکام واپس جانا پڑا تہا۔ سخت لڑائی کے بعد فتح کیا گیا۔ اور اس فتح سے عیسایون پر ایسا رعب چہاگیا۔ کہ خود بخود قلعون کی کنجیان اقبال مند سلطان کے سامنے حاضر کر دین۔

مورخین کا قول ہے کہ سلطان کے یارائے اقبال سے اسوقت عیسایون مین عداوت برپا تہی۔ اور ہسپانیہ

فتح ہوا۔ سلمانون کو نہایت خوشی ہوئی اور صدیون کی تکلیف دور ہو گئی اور مادہ تاریخ یفرح المؤمنون بنصر اللہ نکلا۔

حملہ چہارم

شاہ فرانس کا استغاثہ

شاہ فرانس نے مخالفون سے تنگ آکر جب اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی اور یورپ مین کوئی معاون و مددگار نظر نہ آیا تو سنہ ۹۳۲ ہجری مین ایلچی بھیجکر سلطان سلیمان کے آگے استغاثہ کیا کہ اُس کے ملک کو دشمنون کے ہاتھ سے بچایا جائے سلطان نے محض غیرت شاہانہ سے بے یار و مددگار شاہ فرانس کی درخواست کو منظور کر کے فوج جرار فرانس کو روانہ کر دی رستہ مین گئی جزائر مقبوضہ ہسپانیہ موجود تھے مگر ترکی بیڑے نے اپنے بہادر امیر البحر خیر الدین کے ماتحت کارہائے نمایان کیے اور فرانس کے جنوبی اضلاع کو فتح کر کے فرانس کے حوالہ کیا اور اہل فرانس کو اپنا خادم و دعاگو بنا لیا۔ اور نہایت فیاضی اور علو ہمتی سے فرانس کا کوئی شہر جزیرہ بندرگاہ پولیٹیکل بہانہ سے نہ لیا حالانکہ اُسوقت اگر سلطان سلیمان چاہتا تو فرانس ہرگز انکار نہ کرتا۔ کیونکہ اول تو سلطان کی شوکت دوئم ہسپانیہ جیسے دولت عدو اور زبردست مخالف کا زور توڑنے کے واسطے ضروری تھا کہ ترک کچھ مدت جنوبی فرانس پر متمکن رہین مگر سلطان نے یہ غاصبانہ الزام لینا پسند نہ کیا کہ فرانسیون نے مدد کے لیے بلایا اور دوستی کے لباس مین دشمنون کی طرح کچھ ملک دبا کر بے چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی کا مقولہ صادق کیا۔ یورپین مورخ خواہ اسکا کوئی باعث خیال کرین لیکن فرانسیون کی حالت اُسوقت اُس سے بدرجہا ناقص تھی۔ جیسے کہ ترکی کی حالت محاربہ روس ۱۸۷۸ء مین تھی۔ یا مصر کے اعرابی پاشا کے فساد کے وقت خود سلطان سلیمان کو قیصر چارلس کی زور گھٹانے کی بہت ضرورت تھی اور گھٹا سکتا تھا۔ کیونکہ شمالی افریقہ کی تمام مسلمان آبادی ہسپانیہ کی عیسائی سلطنت کو اسلام کا جانی دشمن جانتی تھی عثمانیہ بیڑا جہازات کچھ کم طاقتور نہ تھا۔ پس اگر سلیمان نے فرانس کے سر پر کوئی بوجھ نہین رکھا یا موجودہ زمانہ کی یورپین سلطنتون کی طرح کوئی پولیٹیکل اڑنگا نہین لگایا تو محض سلطان سلیمان شاہانہ بلند نظری کی وجہ سے تھا۔

حملہ پنجم

سنہ ۹۳۲ ہجری یا سنہ ۹۳۳ مین ہنگری پر حملہ کیا گیا۔ اُسکا سبب یہہ تھا۔ ہنگری والون نے اطاعت کے عہد

سے اہل یورپ کے قبضہ تصرف مین آیا اور یہان کے بہادر سنیٹ جان کے نائٹ (یکہ سوار) کہلاتے تھے اور
مسلمان تاجرون اور حاجیون کے جہازات کو لوٹتے اور مسلمانون کو قید کر لے جاتے سلاطین اسلام نے
چند بار اُس کے برخلاف کوشش کی۔ لیکن ناکامی ہوئی سلطان محمد فاتحہ جیسا مدبر بہادر بھی کامیاب نہ ہوسکا
جب سے مصر عثمانی ممالک مین داخل ہوا عثمانیہ جہازات بھی انکی تاخت وتاراج کی نشانہ بننے لگے اور قبضہ
مصر کے لیے روڈس کی فتح سلطنت عثمانیہ کی لیے نہایت اہم ہوگئی۔ سلطان سلیمان ماہ رجب ۹۲۸ھ
کو دو لاکھ فوج اور چار سو جہازات کے ساتھ روانہ ہوا ۔ اور ماہ رمضان سن مذکور روڈس پہونچا آر
جزیرہ کے صدر مقام رہودس کو عیسایون نے نہایت ناقابل تسخیر بنا رکھا تھا دو فصیلین اندر باہر اسقدر بلند
اور مضبوط تھین کہ محاصرین کا گولہ ہرگز اندر نہین جاسکتا تھا مگر اندر والون کا ہر ایک گولہ محاصرین کو نشانہ
بناتا تھا۔ علاوہ اسکے ہر ایک کوچہ اور محلہ بجائے خود مورچہ تھا۔ ہر ایک فصیل سات گز چوڑی اور دو نون فصیلون
کے درمیان ۴۸ گز کا فاصلہ تھا جسکو مٹی اور پتھرون سے بہر کر ہموار کیا گیا تھا اور سمندر کی طرف سے
گول حوض کی طرح ایک کہاڑی تھی جسکے اندر داخل ہونیکا ایک ہی مخصوص دروازہ تھا جسپر بڑی بھاری زنجیر
آہنی پڑی تھی جس سے دشمن کے جہازات بندر رہوڈس مین داخل نہین ہوسکتے تھے دہانہ مذکور کے دونون
طرف برجون پر متعدد گران وزن توپین چڑہی ہوئی تھین۔ فصیل کے باہر بہت بڑے چوڑے خندق کہدے
ہوئے تھے جسپر بھی مناسب موقعون پر توپین نصب تھین اسیلیے خشکی اور تری جسطرف سے مسلمان حملہ
آور ہوتے تھے گولون کی بوچھاڑ سے دھڑادھڑ کرتے تھے اور حملہ آورون کا کوئی گولہ بھی عیسایون کو
نقصان نہ پہونچا سکتا تھا مجبور ہو کر خشکی کی فوجین حملہ کرنے سے رک گئین۔ اور ریت مٹی پتھر کے مورچون
کی آڑ مین پیش قدمی کرنے لگے اسطرح مٹی وغیرہ ڈالکر مورچون کو آگے بڑہاتے گئے اور اس ترکیب سے
ترکی توپخانہ زیادہ کارگر ہونے لگا۔ اور خندق کے قریب پہونچکر اُسکو بھی بھر دیا گیا اور بیرونی مورچہ چھین
لیے اور سرنگ لگا کر فصیل بارود سے اُڑا دی گئی اور کئی جگہہ شگاف کر دیے گئے یہہ حالت دیکھکر عیسایون
نے امان چاہی جو دی گئی۔ لیکن رات کو کسیطرح چند امدادی جہاز پہونچ گئے اس سے قلعہ والون کی حوصلہ بڑہ
گئے پہر لڑائی شروع ہوگئی ترکون نے اس حملہ مین بائیس ۲۲ ہزار گولون سے قلعہ والون کو زندہ درگور کر دیا
اور قلعہ کو بہت نقصان پہونچایا۔ عیسایون نے تنگ آکر امان طلب کی جو رحمدل سلطان نے فوراً دیدی
اور چار ہزار کی تعداد مین عیسائی معہ مال و اسباب رہودس سے نکلکر اٹلی اور پہر مالٹا چلے گئے ہزارہا مسلمان
جو مدتون سے عیسائیون کی قید مین تھے رہا کرائے گئے اور مالٹا پران نائٹون کا قبضہ برابر ۱۲۱۳ھ ہجری
تک رہا جب تک کہ بونا پارٹ نے مالٹا کو فتح نہ کیا رہوڈس کی فتح ماہ صفر ۹۲۹ھ مین ہوئی گویا چھ ماہ کے بعد

گیا۔ بہادر سلطان فتح کے نشان اُڑاتا ہوا آسٹریا کے دارالسلطنہ وائنا سے ایک منزل تک جا پہونچا اور ایک نہایت مضبوط قلعہ کو گھیر لیا۔ اور شاہ آسٹریا کوئی مدد نہ دے سکا اور نہ ہی عثمانی تیر کے مقابل ہو سکا قلعہ والون نے ہر طرف سے مایوس ہوکر بشرط امان قلعہ حوالہ کر دیا اور سلطان نے قلعہ گرا دیا اور آسٹریا کے علاقہ مین اسلامی شمشیر کا سکہ بٹھا کر ۶ ماہ کے بعد واپس ہوا۔

حملہ ہفتم

۹۳۸ھ ہجری مین سلطان سلیمان ایک لاکھ بتیس ہزار چیدہ فوج اور چار سو توپین لے کر آسٹریا کے دارالسلطنۃ وائنا کے فتح کے ارادہ پر روانہ ہوا آسٹریا والون نے اپنی سلامتی صرف دینا کی چار دیوارون کے اندر محصور ہونے ہی مین خیال کی۔ اور کھلے میدان مردانہ مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا۔ سلطان نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور لڑائی سخت شروع ہوگئی۔ سلطان کی اولوالعزمی اور ہمت وتدبیر اور عثمانی توپخانہ کی عمدگی اور ترکون کی شجاعت سے قریب تہا کہ دینا فتح ہو جاتا اور آسٹریا بھی طاقت کھو کر سلیمان کی اولاد کے لیے مار آستین نہ بنا رہتا۔ مگر خدا کو منظور نہ تہا اور لگاتار بارشون سے دریا اسقدر چڑھ گیا کہ سیلاب کے پانی نے ترکون کے کیمپ کو تہ آب کر لیا اور فوج سلطانی نے درختون وغیرہ پر چڑھ کر پناہ لی اور یہہ حالت دو رات دن رہی۔ بڑی سلطان نے مجبوراً محاصرہ اُٹھا لیا اور سلطان نے واپسی کے وقت ہنگری کے شہر بوتکر کے حاکم کی اطاعت قبول کی اور خلعت فاخرہ اور تین گھوڑے معہ مرصع زین عنایت کیے اور قسطنطنیہ کو چلا آیا۔

حملہ ہشتم

اس حملہ کا یہ باعث تہا کہ شاہ آسٹریا نے جرمنی وغیرہ کو ساتھ ملا کر اصلاع مقبوضہ سلطان مین لوٹ مار شروع کر دی تھی پس سلطان ۹۳۹ھ ہجری کو جرمنی کو سزا دہی کے لیے روانہ ہوا۔ اور امیر البحر احمد پاشا بمع جہاز لے کر عیسائیون کی بحری مقبوضات کی فتح پر گیا جسنے کئی ایک شہر قلعہ تسخیر کیے اور سلطان نے جرمنی کے مشہور قلعے اور شہر فتح کر لیے اور آسٹریا کی مدد کا مزہ چکھا دیا اور غنیمت کا مال کثیر لے کر واپس ہوا۔

حملہ نہم

پیمان کو چند بار توڑ دیا تھا اور پند و نصیحت سے راہ راست پر نہین آتے تھے پس سلطان اس دفعہ قرار واقعی انتظام
کے خیال سے دو لاکھہ یا تین لاکھہ فوج جرار کے ساتھ خود سپہ سالار بنکر روانہ ہوا۔ اور بلگیریڈ پہونچکر کشورکشائی
کی کمر باندہی۔ دریائے صاوہ تک تمام رعایا مطیع ہوگئی شہر ہرلک کے سامنے پل باندہ کر دارالحرب مین داخل
ہوا اور پل توڑ کر اپنی فوج کی واپسی کا راستہ بند کر دیا اور بہادر سلطان نے فوج سے ظاہر کر دیا کہ بغیر فتح
کے واپس جانا محال ہے۔ شاہ ہنگری فرال لارنس جسنے ترکون کی ضعف صدی کی عدم توجہ یا غفلت کے سبب
فراہمی فوج اور درستی سامان جنگ کا انتظام بخوبی کر لیا تھا۔ اور اپنے آپ کو ترکون کا مدمقابل بلکہ بڑہکر سمجھتا
تھا۔ جانباز فوج لے کر دارالخلافہ سے پانچ منزل درے ترکون کا مقابلہ کیا دینداد سلطان نے
لڑائی سے پہلے عجز و نیاز کے ساتھہ خداوند تعالے سے دعا مانگی۔ پہر میمنہ۔ میسرہ۔ قلب۔ و جناح
کی ترتیب کی۔ اپنے فوج کے سامنے توپون کے بیلون کی قطار زنجیرون مین جکڑ کہڑی کر دی جنکے اوپر سے
گولے اولون کی طرح برستے تھے توپخانے کے پیچہے فوج ینگچری نو صفون مین قائم ہوگی اور اسی فوج
قلب مین خود سلطان سلیمان تہا۔ عیسائیون نے قلب پر حملہ کیا۔ مگر بیلون کی باڑ اور گولون کی بچھاڑ سے
نقصان کثیر اٹھا کر پیچہے ہٹے اور میمنہ پر جا پڑے جہان رومیلیا کے مسلمان غازیون سے سخت مقابلہ ہوا اور سلیمان
کے انتظام صفوف کو نہ توڑ سکے آخر فوج میسرہ پر جہکے جہان کے ایشیا کے اسلامی مجاہدین شمشیر بکف ہوئے اور
دشمن کو غضب کی آتش فشانی سے بہون ڈالا اسجگہہ توپ کے گولہ سے شاہ ہنگری ہلاک ہوا۔ اور اسکی فوج غروب
شمس تک لڑکر بہاگ نکلی سلطان نے دس منزل تک تعاقب کیا اور بیس ہزار عیسائی میدان مین قتل ہوئے
ہزارون قیدی اور کروڑون کا مال غنیمت ملا۔ اور ہنگری کے تمام جنوبی حصہ پر تسلط شاہانہ جما کر ماہ ذی
قعدہ الحرام سنہ مذکور واپس ہوا۔

حملہ ششم

اب تک تو بلگریڈ عثمانی سیلاب کو روکتا رہا۔ اور اسکی فتح کے بعد ہنگری کی بہادر فوجین وسطے یورپ کے لیے۔
ڈال تھی جسکو جوان دولت سلطان نے ایک ہی خونخوار معرکہ مین نیم جان کر دیا۔ اب جرمنی۔ آسٹریا۔ وغیرہ
سلطان کے برخلاف اتحاد کر لیا۔ پہر یہہ خبر سنکر کہ شہر بدون مسلمانون سے چہین لیا۔ اور عہد
توڑ دیا ہے سلطان یہہ سنتے ہی ماہ رمضان ۹۳۵ سنہ ہجری کو روانہ ہوا۔ ہنگری کی شاہزادی ملکہ اول
سلطان کی خدمت مین حاضر ہوگئی اور سالانہ خراج دینا منظور کیا۔ اور اپنی قوم اور ملک کو سلطان
سے بچا لیا۔ سلطان ہنگری سے ہنگر۔ ہاون کو روانہ ہوا۔ جسکو سخت جنگ کے بعد فتح

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ تہا جسکو متعصب شاہ اسمٰعیل صفوی نے برباد کردیا تہا۔ سلطان سلیمان نے
اسکی از سر نو تعمیر کرادی اور وہان ایک بہت بڑا لنگر جاری کردیا جہان سے غربا و مساکین۔ فقرا طلبہ
مسافرون کو مفت کہانا ملتا تہا۔ اور اب تک جاری ہے۔ اس حملہ مین عراق کا آباد اور زرخیز علاقہ ممالک
عثمانیہ مین ایزاد ہوا۔ اس مہم کا مادہ تاریخ فتحنا العراق ہے۔

حملہ یازدہم

خیر الدین پاشا جو ایک رومیلیا کے سپاہی کا بیٹا اور تجارت پیشہ تہا۔ معہ اپنے بہائیون کے ہسپانیہ وغیرہ کے
عیسائی قزاقون کی دستبرد اور شمالی افریقہ کے مسلمانون کے میل ملاپ سے قزاق بن گیا۔ اور شمالی افریقہ
کی مسلمان ریاستون کی کمزوری کے سبب چند شہرون پر قابض ہوگیا۔ اور کمال مآل اندیشی سے تاجدار
سلطان سلیم اول کی اطاعت کو قبول کرلیا۔ اور اسکے جہازون پر عثمانی علم لہرانے لگا۔ گو وہ خود بہی بہادر امیر
البحر تہا۔ مگر عثمانیہ شاہنشاہ کے زیر حمایت آنے سے اسکا اقتدار و استقلال بہت بڑہ گیا۔ اور ہسپانیہ کے زبردست
بیڑون کو خیر الدین کے گلے پڑنے کا حوصلہ نہ رہا۔ خیر الدین نے الجزائر کو بہی فتح کرلیا۔ اور ٹیونس کو بہی
لے لیا۔ اگرچہ وہان کے مخروج عرب سلطان کی قومی غلطی سے قیصر چارلس کو ٹیونس پر تصرف کرنے
اور مسلمانون کے قتل و غارت سے اپنے مذہبی تعصب کے اظہار کا موقعہ ملا تہا۔ مگر خیر الدین نے بہی ہسپانیہ
کے جزیرہ منورکا کی اینٹ سے اینٹ بجاکر بدلہ لے لیا۔ سلطان سلیمان کے وقت کئی ایک امیر البحر تہے
اور وہ بحری لڑائیون مین کمال مہارت رکہتے تہے مگر خیر الدین کی شجاعت اور مہارت جنگی سب سے بڑہی
ہوئی تہی بحیرۂ روم کے عثمانی بیڑہ کا وہی کمانڈر تہا۔ فرانس کی مدد پر بہی عثمانی بیڑہ لے کر گیا تہا۔
اس حملہ مین بہی سلطان نے اسکو پانچ سو ۵ جہازات دیکر روانہ کیا۔ اور خود بہی خشکی طرف سے عیسائیو
پر دباؤ ڈالنا چاہا۔ یہہ حملہ ہسپانیہ کا زور توڑنے کیلئے کیا گیا تہا۔ جسنے ہسپانیہ اٹلی اور جنو وینس کی
بحری طاقتون کو ملا کر مہیب صورت اختیار کرلی تہی اگر عقلمند خیر الدین شمالی افریقہ کو عثمانیہ سلطنت سے
منضم نہ کرتا تو اس سے چار صدی پیشتر ہی الجزائر اور ٹیونس وغیرہ کو یورپ نگل جاتا۔ مگر دور اندیش خیر الدین
کو خدا جنت نصیب کرے کہ سلاطین عثمانیہ کی حمایت سے شمالی افریقہ کے مسلمانون کو اور چار سو سال
تک اسلامی زندگی بخشی مگر نہایت حیرانی ہے کہ اسی الجزائر کا گورنر خیر الدین تو ایک وقت فرانس
کو دشمنون کے ہاتہ سے نجات دیتا ہے اور اسکی تازہ زندگی کا باعث ہوتا ہے اور وہی احسان فراموش
خود الجزائر اور ٹیونس کے غاصبانہ قبضہ سے شمالی افریقہ کے مسلمانون کو زندہ درگور کرتا ہے۔ فاعتبروا

۹۳۹ھ ہجری مین سرویہ پر حملہ کیا گیا اور رستہ مین ۱۷ قلعہ فتح کیے گئے۔ آسٹریا کا بہت سا علاقہ چھین لیا اور
چونکہ آسٹریا تک تمام رستہ صاف کرچکا تہا اور ہنگری۔ سرویا وغیرہ کو مطیع باجگذار بناچکا تہا۔ اور آسٹریا کے
خیر خواہ جرمنی کو آٹھوین حملہ مین مغلوب اور مرعوب کرکے تین سال کی میعادی صلح کرچکا تہا اس لیے اب اکیلے
آسٹریا کو مار لینا سلطان کو کچھ مشکل نہ تہا مگر جسطرح سلطان بایزید یلدرم کے ہاتہہ سے اٹلی کو سلمانون کے
نفاق نے بچا لیا تہا اسطرح اب ایرانیون کے ارادہ فساد نے سلطان کو عیسایون سے صلح کرنے پر مجبور
کیا اور آسٹریا بچگیا۔

حملہ دہم

شاہ ایران سلطان سلیم کے انتقال پر بھی فوجین جمع کر رہا تہا۔ اور ممالک عثمانیہ پر حملہ کے لیے تیار تہا مگر سلطان
سلیمان کی فتح دمشق سے جہجک گیا اور اب چونکہ سلطان ابتدائے تخت نشینی سے اب تک ۱۳ سال سے
یورپ کی لڑائیون مین مصروف رہا اور چند سال سے ہر سال آسٹریا وغیرہ کی سرکوبی کے لیے وسطی یورپ
کو جاتا رہا اس مصروفیت سے شاہ ایران نے فائدہ اٹہانا چاہا۔ گو بظاہر اور بہی کئی اسباب مخالفت تھے
اس لیے سلطان نے سلاطین یورپ سے صلح کرلی سلطان نے ۹۴۰ھ ہجری مین اپنے وزیر اعظم کو پہلے
روانہ کیا جسنے کئی قلعہ شہر فتح کرلیے اُس کے پیچھے خود سُلطان ہی چل پڑا۔ شاہ ایران ادہر ادہر بہاگتا
پہرا جب عثمانی فوج نے کہین بہی آرام نہ لینے دیا تو خراسان کو بہاگ گیا سلطان نے تبریز دار السلطنۃ شاہ
ایران مین جا مقام کیا اور جاڑا آنے پر بغداد کو روانہ ہوا۔ ایرانی گورنر بہاگ گیا۔ اور شہر بغداد پر سلطان
سلیمان کا قبضہ ہوگیا۔ اور اس عباسی دار الخلافہ کی فتح سے کمال ناموری حاصل کی باپ نے عباسیون کے
اخیر خلیفہ سے تبرکات محمدی علیہ السلام لے کر استحقاق خلافت حاصل کیا تہا۔ اور بیٹے نے بغداد کی فتح
سے خلیفۃ المسلمین کے خطاب کو زیادہ تر موزون بنا دیا بغداد پر قبضہ جمادی الاول ۹۴۱ھ مین ہوا۔ بہار کے
آنے پر بغداد سے شاہ ایران کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ مگر شاہ ایران نے عاجز ہوکر صلح کے لیے درخوست
اور سلمانون کی خونریزی اور ملک کی بربادی جتا کر اور دوامی خیر خواہی کا وعدہ کرکے طالب صلح ہوا۔
سلطان سلیمان جسنے کبہی کفار کی درخوست صلح کو بہی مسترد نہین کیا تہا۔ ایک سلمان بادشاہ کی
درخوہست کو کسطرح روک سکتا تہا۔ علاوہ اس کے وہ یورپ کی غزوات کا مشتاق تہا۔ اس لیے صلح کرکے
قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔

بغداد وغیرہ بڑے بڑے ضروری مقامات مفتوحہ سُلطان سلیمان کے تصرف مین رہے بغداد کے قریب ہی

رومیلیا کے عیسائی اگرچہ رعایا تھے لیکن عیسایون کی مدد سے نہ چوکتے تھے اس لیے سلطان نے سنہ ۹۵۱ھ مین
قلعہ واکیون تیتقلا - لاشور - استبرغون وغیرہ سے عیسائی ناحق شناس قوسا کی طاقت کو معدوم
کر دیا - اور قلعہ استولین ممالک عثمانی مین شامل کیا گیا مسجدین تعمیر کین اور اسلام کو خوب رواج دیا -

حملہ پانزدہم

ہسپانیہ نے تو بحیرہ روم کی بحری لڑائیون مین پورا حصہ لیا اور پھر ایک جگہہ عثمانی بیڑے سے منہ کی کھائی
مگر پرتگال بحیرہ روم سے علیحدگی کے باعث ترکون کی شمشیر کی برائی نہ دیکھہ سکا اور جسطرح ہسپانیہ نے مغرب
مین امریکہ کی دریافت سے دولتمندی حاصل کی تھی اسیطرح پرتگال کی عالی ہمت جہازران مشرق کو بڑھے
اور افریقہ کی مغربی اور جنوبی کمزور دیسی ریاستون پر تسلط جماتے ہوئے بحیرہ ہند کے درمیان کوس لمن الملکی
بجانے لگے اور اسوقت ہندوستان مین کئی متعدد اسلامی سلطنتین حکمران تھین - شمالی ہندوستان کے
صوبجات مین مغلیہ حکومت تھی اور بنگال مین شاہ علاؤالدین - دکن مین بہمنی خاندان کی پانچ شاخین
حکمران تھین اور گجرات مین سلطان مظفر گجراتی پادشاہ تھا پرتگیزون نے اسی کے علاقہ پر یورشین
کین - اور چند جزیرہ اور شہر فتح کر لیے چونکہ شاہ گجرات کے پاس جنگی جہاز نہ تھے اور عام مہارت جنگی مین
پرتگیزون سے کم تھا اس لیے سلطان سلیمان کے پاس ایلچی بھیجکر پرتگیزون کی قزاقی کی شکایت کی سلطان نے
سلیمان پاشا امیر البحر کو ہندوستان کو روانہ کیا جو عدن وغیرہ کو فتح کرتا اور پرتگالی بیڑہ کو دباتا ہوا ہندوستان
کے مغربی ساحل پر پہنچگیا - اور کئی ایک شہر بھی فتح کئے مگر جزیرہ دیو جو پرتگیزون کا صدر مقام تھا - باوجود
شدید محاصرہ کے فتح نہ ہو سکا - اسکی وجہ ناموافقت ہوا یا قلت سامان یا سلاطین ہند کا ساتھ نہ ملنا
یہ سب باتین ترکی امیر البحر کی کم ہمتی پر دلالت کرتی ہین ہندوستان جیسے اسلامی ملک مین جہان متعدد
متعدد سلطان تھے ان تمام باتون کا انتظام ہو سکتا تھا - اصل بات یہہ ہے کہ ترکی فوج کی جس جبلی خاصیت
نے سلطان سلیم اول کو فتح ایران سے فائدہ نہ اٹھانے دیا اسطرح اب ترک وطن کی یاد مین اکتانے لگے
اور سکندری فوج کی طرح فتح ہندوستان سے گھبرانے لگ چونکہ صرف پرتگیزون کو عثمانیہ زور دکھایا جا چکا اور
بحیرہ قلزم وغیرہ عثمانی سمندرون مین پرتگیزی جہازات کے دخول کا اندیشہ نہ تھا - اور پرتگیزون کو شاہ
گجرات کا تعلق سلطان سلیمان سے معلوم ہو گیا - اور ایذادہی کم ہو گئی اس لیے سلیمان پاشا واپس قسطنطنیہ
ہو گیا -

حملہ شانزدہم

یا اولی الابصار مگر جب وہ وقت نہیں رہا تو یہ بھی نہیں رہے گا۔ بفحوائے تلک الایام نداولہا بین الناس ضرور فرانس وغیرہ کا یہ جال تار عنکبوت کی طرح کمزور ثابت ہوگا صرف ایک کام کرنے والے پرجوش متقی اولوالعزم سلطان کی ضرورت ہے جو۔ سلیمان۔ سلیم۔ محمد۔ بایزید۔ کی طرح تدبیر و شجاعت میں یکتا ہو۔ قوم دستور حمایت اسلام کے لیے موجود ہے گو مخالفین نے مسلمانوں کے قومی اتحاد کے بگاڑنے میں کوتاہی نہیں کی مگر یہ اسلامی اخوت کا مضبوط سلسلہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا اخیر اس کا تجربہ تو خود زمانہ دکھادے گا۔ ہم اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں خیرالدین نے ریاست وینس اور جینوا۔ ہسپانیہ۔ اٹلی کے متفقہ بیڑے کو کمال بہادری اور مہارت جنگی سے شکست دیکر تباہ کیا ۲۵ جزیرے فتح کرلیے اور اٹلی کے مغربی ساحل کو تاراج کردیا۔ وینس والوں نے ۱۶۰ جہاز کھو کر سابقہ عہدشکنی پر ندامت ظاہر کی اور ٹریپولی اور رومانیا وغیرہ کے قلعہ اور تین لاکھ ریال نقد دیکر اطاعت قبول کی اس حملہ میں ۲۸ قلعہ عثمانیہ سلطنت میں داخل ہوئے۔

حملہ دوازدہم

یہ حملہ ۹۴۲ھ ہجری میں علاقہ بوسنیا پر کیا گیا۔ اور بہت سے شہر اور قلعہ فتح کرکے اور بیشمار مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

حملہ سیزدہم

اس حملہ کا باعث یہ تھا کہ ہنگری کی ملکہ اردل تابع سلطان کے ماتحت اور پردروہ جہان تھی اس کے مرنے پر آسٹریا نے ملکہ مذکور کا ملک لینا چاہا۔ اس لیے سلطان ۹۴۳ھ ہجری میں جنگ آسٹریا کے لیے روانہ ہوا۔ مگر جونہی سلطان نے حدود آسٹریا میں قدم رکھا شاہ آسٹریا ڈر کر بھاگ گیا۔ اور دشوارگذار پہاڑوں میں چلا گیا۔ ترکوں نے پیچھا کیا لیکن مسافت بعیدہ اور کوہستانی علاقے کے سبب قابو نہ آسکا ترکوں نے آسٹریا کے ملک کو تاخت و تاراج سے برباد کردیا اور دشمن کے لیے کوئی فائدہ بخش امر باقی نہ رہنے نہ دیا۔ اور قلعہ اسطبور اور زشوہ بزور شمشیر فتح کر مظفر و منصور واپس ہوا۔

حملہ چہاردہم

ملک کے تاراج کرنے مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لوٹ مار قتل وغیرہ سے ملک کو برباد کر دیا۔ اسیطرح
ملک اجاڑتا ہوا حدود فارس تک جا پہونچا۔ بھلا ایسا جبر وظلم طہماسپ کی تدبیر اور مروت کا مقابلہ کب
کرسکتا تھا۔ نتیجہ یہہ نکلا۔ کہ بھائی سے عہدہ برآ نہ ہوسکا۔ اور بغداد کو چلا گیا۔ جسکا گورنر محمد پاشا تھا وہ
قاسب میرزا کا مخالف تھا۔ میرزا مذکور پر تشیع کی جھوٹی تہمت لگا کر سلطان سلیمان کو ناراض کرنا چاہا مگر
یہہ ہرگز یقین نہین آتا کہ شاہ اسمٰعیل کا بیٹا شیعہ نہو ہان یہہ ہوسکتا ہے کہ باپ اور بھائی کی طرح شیعہ
غالی اور تبرائی نہو۔ یا ضرورت نے اسکو ایسا نہ رہنے دیا ہو۔ اور محمد پاشا نے اسپر الزام تبرا
لگایا ہو۔ اور بغداد کی رہائش قاسب میرزا کو پولیٹیکل وجوہات سے خطرناک جتلایا ہو۔ کیونکہ ابھی چند
سال گذرے تھے کہ سلطان سلیمان نے بغداد کو شیعون سے لیا تھا۔ اور ایک شیعہ شاہزادہ
کا بغداد کے اندر رہنا خلاف مصلحت خیال کیا گیا ہو بہرحال کوئی وجہ ہو قاسب میرزا سلطان کے خوف
سے کردستان کو بھاگ گیا۔ جہان سے قید ہو کر شاہ طہماسپ کے ہاتھہ سے سخت عذاب اُٹھا کر قتل کیا گیا
ناظرین حیران ہونگے کہ ترکون نے تین دفعہ ایران پر حملہ کیا۔ اور تینون دفعہ شاہ ایران بھاگتا
پھرا۔ باوجود اس کے پھر دوامی قبضہ کیون نہ کیا گیا۔ وجہ یہہ ہے کہ سُلطان سلیم سے پہلے معرکہ جو سلطان
محمد فاتح اور بایزید کے وقتمین ہوئے وہ صرف عثمانیہ ممالک کی حفاظت کے لیے تھے قابل وقعت
پہلا حملہ سلطان سلیم اول کا تھا جو ۱۵۱۴ء اسمٰعیل پر کیا گیا شاہ مذکور نے اگرچہ دل کھولکر بہادرانہ مقابلہ
کیا مگر سلیم کی منتظم فوج کے سامنے نہ ٹھیر سکا اور اولوالعزم سلیم شاہ اسمٰعیل کے طاقت بالکل ہی پامال کرنا چاہتا
تھا۔ مگر ایک تو فوج گھر بار کی محبت سے مجبور ہو کر واپسی کی درخواست کر رہی تھی دوئم شاہ اسماعیل نے ملک
کی زراعت وغیرہ کو جلا کر سلطانی فوج کے لیے ایک پرگاہ نہین چھوڑا تھا اور قحط نے نازک حالت اختیار
کر لی تھی اسلیے سلیم مجبوراً واپس ہوا اور ایران سے جاتے ہی مصر پر چڑہ گیا۔ وہان کی فتح سے فارغ ہو کر جلدی
ہی فوت ہو گیا۔ ورنہ سلطان سلیم کا فتح ایران کے لیے مکرر چڑہائی کرنا اور ایران کو الحاق کی کوشش کرنا کچھ عجیب
نہ تھا کیونکہ سلطان سلیم کو یورپ کی طرف سے کچھ فکر نہ تھی اُن سے جدید معاہدے کیے گئے تھے اور اُن مین کوئی فاتح
قسطنطنیہ کے بھاد یوتے کی گلے پڑنے کا حوصلہ نہ تھا پس وہ اپنی تمام طاقت کو ایکطرف پورا پورا لگا سکتا تھا اس
کی فوج پیادہ اور اعلیٰ درجہ کا توپخانہ خود شاہ اسمٰعیل کو نیچا دکھا چکا تھا اور اسمٰعیل کی دولت تھا بس اس سے اچھا موقع
الحاق ایران کا کوئی نہ تھا اگرچہ وہ مذہبی جوش جو شاہ اسمٰعیل نے شیعون مین بھر دیا تھا اخیر دم تک سلیم جیسے
متعصب سنی المذہب سلطان کو ایران کے دوامی قبضہ سے مانع تھا مگر سلیم کا ہمت واستقلال ان سب
مشکلات پر غالب آ سکتا تھا۔ پس سلطان سلیم کے ایران پر قبضہ کرنے کی وجوہات وہی دو مین ایک فوج کا

ایران کے تخت پر شاہ طہماسپ سر آور تہا۔ اسکا دوسرا بہائی قاسب مرزا حاکم شروان تہا دونون بہائیون مین اختلاف
پڑا اور لڑائی تک نوبت پہونچی قاسب میرزا بہاگ کر سلطان سلیمان کے پاس پناہ گزین اور طالب امداد ہوا۔
سلطان نے بہت سا زر و دولت دیکر اور بکمال عزت و تکریم سے اس احسان کو اتار دیا جو قاسب کے باپ
شاہ اسمعیل صفوی نے سلیمان کے چچا زاد بہائیون پر کیا تہا۔ شاہ اسماعیل نے جس وعدہ امداد کو پورا نہیں کیا
تہا۔ بلکہ غیور سلطان سلیم اول کے ہاتہہ سے خود برباد ہوا۔ اسکے برخلاف سلطان سلیم نے دنیا کو دکہلا دیا کہ
عثمانی شہنشاہ تاج بخشی کی کافی طاقت رکہتا ہے اور جو کسی کو وعدہ دیتا ہے پورا کرتا ہے۔ اس حملہ سے صرف
اظہار شوکت ہی منظور نہ تہا بلکہ اسمین بہت بڑی پولیٹیکل کامیابی تہی ایک تو قاسب میرزا اگر ایران کا تاجدار بنجاتا
تو کم سے کم اپنی زندگی مین تو ترکون کو نہ ستاتا اور ترک ایشیا سے دلجمعی حاصل کر کے یورپ مین زیادہ فراغت
اور جرات سے کام کر سکتے۔ دوئم شیعہ سُنی کی خونخوار عداوت جو صدیون کے بعد حریفانہ طور سے عہد شاہ
اسمعیل سے پہر تازہ ہو گئی تہی دبجاتی اور شاید غالبانہ تشیع کی صورت ہی بدلجاتی سلطان نے قاسب میرزا
کو فوج دیکر پہلے روانہ کیا اور خود بہی ماہ صفر ۹۵۵ھ مین روانہ ہوا۔ اور شروان کو فتح کرتا ہوا۔ ماہ جمادی
الآخرہ مین تبریز دار السلطنۃ ایران مین پہونچ گیا۔ اور شاہ طہماسپ وہان سے ہٹ گیا۔ سلطان سلیمان نے
حسب وعدہ قاسب میرزا کو تبریز دلا دیا۔ مگر قاسب میرزا نے جور و ظلم شروع کیا۔ رعایا پر جرمانہ کرنے
لگا۔ اور لوگون کو ناراض کر لیا۔

عقلمند سلطان نے سمجہہ لیا کہ قاسب میرزا سلطنت ایران نہین سنبہال سکتا اسلیے اسکو ساتہہ لیکر شیروان کی تسخیر
کے لیے روانہ ہوا جسکو کہ شاہ طہماسپ نے عثمانی عمال سے چہین کر سلطان کی چڑہائی کے ارادہ کو زیادہ سرگرم کیا
تہا یہہ قلعہ ایرانیون نے نہایت مضبوط کر رکہا تہا محاصرہ کیا گیا اور سُرنگ لگا کر بارود سے کچہہ حصہ اڑا دیا
گیا۔ محصورین نے تنگ آکر قاسب میرزا کو شفیع بنا کر امان طلب کی اور فیاض سلطان نے دیدی قلعہ
کا حاکم سکندر پاشا مقرر کیا گیا اور جاڑا بسر کرنے کے لیے دیار بکر کو روانہ ہوا ابہی شہر آمد ہی مین پہنچا تہا کہ
پہر چہیڑا گیا کہ شاہ طہماسپ نے سلطان کی واپسی کی خبر سنکر آذربائیجان کو تاخت و تاراج سے برباد کر دیا ہے
سلطان نے فوراً وزیر احمد پاشا کو فوج جرار دیکر روانہ کیا۔ جو باوجود موسم کے ناموافقت کے مخالف کو
بہگاتا ہوا تبریز پہونچ گیا۔ اور طہماسپ کی فوج کثیر کو نواح تبریز مین تہ تیغ کیا قاسب میرزا نے سلطان سے
عرض کیا کہ اگر اسکو کچہہ فوج دیجائے تو اصفہان قم کاشان کی فتح سے جہان کہ شاہ طہماسپ کے خزائن محفوظ
ہین دشمن کو سخت نقصان پہونچا سکتا ہے سلطان نے اسکی درخواست منظور کی اور کردون اور ایرانیون
کی فوج قاسب میرزا کے ساتہہ کر دی اور خود دریائے فرات سے عبور کر کے حلب کو چلا گیا قاسب میرزا نے

بہتری عثمانیہ رعایا ہوتے ہی مین سمجھنے لگے تہے اور خود بخود سلیمان کی حمایت مین آنا قبول کر رہے تہے مگر انکا خلفائے سعد مین سے شیخ ابی عبداللہ محمد سلطان کے برخلاف دہمکین مار رہا تہا۔ اور حملہ کا خوف دی رہا تہا۔ سلطان نے ہرچند فہمایش کی لیکن باز نہ آیا۔ آخر الجزائر کے چند سلطانی ملازمون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

حملہ نوزدہم

پرتگیزون نے افریقہ کے گرد گہوم کر ۹۴۳ھ ہجری اسلامی ممالک کے بندرگاہون کو تاخت و تاراج کر دیا تہا اسی وجہ سے سلطان نے بیڑۂ جہازات بماتحتی سلیمان پاشا ہندوستان کو روانہ کیا تہا جسنے بحیرۂ عرب اور ہند مین پرتگالی بیڑہ کو متواتر شکستین دیکر سواحل عرب کو کسیقدر محفوظ کر دیا تہا۔ لیکن پرتگیزون نے جنوبی ساحل عرب پر آفت برپا کر دی ۹۴۸ھ مین ۸۵ جہازون کے ساتہہ بندر جدہ کو گہیر لیا۔ بہادر شریف مکہ ابونمی نے جہاد کا اعلان دیدیا اور مجاہدین کو خوراک اور سامان جنگ اپنی گرہ سے دیا اور نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور چونکہ ترکون کا ارادہ حرمین شریفین پر قبضہ کرنے کا تہا اس لیے شریف مکہ کے ساتہہ اسقدر عرب مسلمان جمع ہو گئے کہ پرتگیزون کو پیچہا چہوڑانا مشکل ہو گیا۔ اور ناکام واپس کیے گئے لالچی یورپ کو یہ واقع بخوبی یاد رکہنا چاہیے کہ جبتک شریف مکہ بغیر سلطانی فوج کے ۸۵ جہازونکی پرتگیزی فوج کا مقابلہ کر سکا اور حرمین شریفین کو بچا سکا تو سلطانی فوج کی موجودگی اور روے زمین کے مسلمانون کی عام ہمدردی کی موجودگی مین حجاز مین یورپ مین قدم کس طرح جم سکتے ہین اُسکے بعد پرتگیز تو اور نہ آئے مگر یمن کے مشائخ نے فساد کہڑا کر دیا جسکو ۹۶۴ھ مین سلطانی فوج نے فرو کیا۔

حملہ بستم

سلطان پوری توجہ پرتگرون کے استیصال کے لیے اس لیے نہ کر سکا کہ وہ ہسپانیہ کے برخلاف اعلی پیمانہ پر غزا کرنے والا تہا چنانچہ ۹۶۷ھ مین سنان پاشا کے ماتحت ایک زبردست بیڑا طرابلس کو روانہ کیا طرابلس اور مہدیہ کو چند سال پہلے بہادر بابالی پاشا نے بزور شمشیر ہسپانیہ کے عیسایون سے چھینا تہا اور عثمانیہ حمایت مین آگیا تہا یورپ کی تمام بحری طاقتون کے دو سو جنگی جہازون نے جزیرہ جربہ کو جو مہدیہ کے مقابل تہا فتح کر لیا اور مہدیہ اور طرابلس کے لیے تیاری کر رہے تہے کہ عثمانی بیڑہ نے کچہ جہاز غرق اور کچہ قید کر لیے باقی بحال تباہ اٹلی کو بہاگ گئے عثمانی امرا بہت سے جہازات اور عیسائی سردار قید کر کے نہایت شان و شوکت سے واپس قسطنطنیہ ہوا۔

وطن کی یاد میں بیدل ہونا دوم قحط کا پڑنا اور موسم کی ناموافقت۔ سلطان سلیمان اعظم نے پہلے حملہ میں شاہ ایران کو خراسان کی طرف بھگا دیا۔ دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور جاڑے میں بغداد فتح کیا۔ شاہ ایران نے نہایت عجز و الحاح سے درخواست صلح کی اور بغداد و عراق سلطان کے تصرف میں رہا سلطان سلیمان نے اس حملہ میں باپ سے بڑھ کر فائدہ اٹھایا عراق کے قبضہ سے عرب سے ایران کا تعلق توڑ دیا۔ چونکہ حجاز اور یمن پہلے ہی عثمانی عملداری میں تھے اب فتح عراق سے کل عرب پر آل عثمان کا شاہی تصرف جم گیا اور ایران کی ترقی کو روک دیا۔ دوسرا حملہ طہماسپ میرزا کے لیے کیا گیا اس دفعہ بھی شاہ ایران بھاگ مگر قاسب میرزا لائق ثابت نہ ہوا۔ اور سلطان سلیمان کی مدد سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا اور خود سلطان سلیمان شائق غزائے کفار تھا اور آسٹریا اور ہسپانیہ جیسے زبردست مخالف یورپ میں رکھتا تھا اور کئی کامیاب لڑائیاں عیسائیوں سے لڑ چکا تھا۔ اس لیے وہ سلطان سلیم کی طرح زیادہ عرصہ یورپ سے غیر حاضر نہ رہ سکتا تھا۔ اور ایران کے جدید پرجوش شیعوں کے مطیع و منقاد کرنے کے لیے ایک مدت درکار تھی ہیں ان وجوہات سے سلیم اور سلیمان جیسے بہادر مستقل مزاج سلاطین ایران پر قبضہ نہ جما سکے علاوہ اس کے سلطان سلیمان جیسا پابند شرع سلطان شاہ ایران کی درخواست کو رد نہیں کر سکتا تھا جیسا کہ کامل فتح کے بعد اگلے حملہ میں ہی ہوا۔

حملہ ہفتم

شاہ طہماسپ نے جوں ہی ہوش سنبھالی اور ترکوں کے صدمہ کا زخم مندمل ہوا۔ عہد نامہ کو بالائے طاق رکھا اور عثمانی علاقہ کو لوٹنا شروع کیا اس لیے سلطان سلیمان سنہ ۹۶۱ ہجری میں فوج جرار لے کر روانہ ہوا اور وان کو فتح کرتا ہوا نخجوان پہونچا جو اب شاہ ایران کا دارالحکومت تھا۔ شاہ طہماسپ تو بھاگ گیا۔ اور شہر پر عثمانی جھنڈا لہرانے لگا۔ سلطان سلیمان نے اس دفعہ طہماسپ کو عہد شکنی اور عثمانی رعایا کی ایذا رسانی سے غصہ میں آکر ایران کے قتل و غارت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا بڑے بڑے شہر گرا دیے ملک جاڑ دیا گیا۔ شاہ طہماسپ نے بذریعہ ایلچی اپنے گذشتہ افعال سے ندامت ظاہر کی اور صلح کی درخواست کی صلح کے مکمل ہونے پر سلطان سلیمان قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔

حملہ ہشتم

جبکہ تمام اسلامی دنیا میں سلطان سلیمان کا اسلامی جوش تسلیم کیا گیا تھا اور شمالی افریقہ کے سلمان اپنی

کچھ شک تھا وزیر محمد پاشا نے قلعہ کو چند روز مین فتح کر لیا۔ مگر سلطان شدت مرض اور کثرت بارش کے سبب
بہت تکلیف اٹھا کر بسواری پالکی بلگریڈ پہونچا۔ اور وہان سے بیلین واقعہ ہنگری مین وارد ہوا جہان ہنگری اور سلوینیا
کا تاجگذار شاہ سیجسمنڈ پولی حاضر خدمت ہو کر اداب بجالایا یہان سے سلطان سرکش اقوام کو دباتا اور فتوحات
کرتا ہوا اسکدرواز (ذیجات) جو سابقہ حملات مین غیر مفتوح رہا تھا اسکو فتح کرنا چاہتا تھا۔ شہر کو پانچ دن کے
قلیل عرصہ مین ترکون نے فتح کر لیا۔ مگر قلعہ جو آسمان سے باتین کرتا تھا۔ اور حصانت اور مضبوطی مین بے نظیر تھا۔
اور جنگل گرد و دلدل دریائی محیط تھا وہان سرنگ لگانا اور حملہ کرنا مشکل تھا مگر ترکی انجنیرون نے سرنگین تیار کر
لین اور دیوار کے قریب تک مورچے بنا کر لیے اور تین حلے بھی کیے گئے مگر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی سلطان
زیادہ بیمار اور کمزور ہو گیا جب زندگی سے مایوس ہو گیا۔ تو نہایت تضرع و زاری سے خداوند تعالی سے
فتح قلعہ کے لیے دعا مانگی۔ اور اسکی دعا قبول ہوئی۔ سرنگ کے ذریعہ ایک بڑا برج اڑا دیا گیا۔ مگر فتح
کے ساتھ ہی شاہنشاہ سلیمان اعظم کی روح بھی اعلی علیین کو پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ۔

یہ فتح سلطان کی زندگی مین اور بقول بعض بعد وفات حاصل ہوئی دونون صورتون مین سلطان کی مجاہدانہ
عظمت کی صریح دلیل ہے وہ شاہنشاہ اعظم کہ جسکی شوکت و اقبال کا ڈنکا یورپ ایشیا افریقہ مین بج رہا تھا
اور دنیا کی تمام آسائشین اسکو حاصل تھین ۷۰ سال کے عالم ضعیفی مین جبکہ وہ مرض نقرس سے چل
پھر بھی نہین سکتا تھا۔ اور سخت بیمار اور کمزور تھا۔ اسطرح دار السلطنۃ اور محلات شاہی سے دور میدان
جنگ مین اپنے جان باز سپاہیون کے ساتھ اپنی ذات کو راہ خدا مین قربان کرتا ہے اور یہی ہمت و ثبات
اور محبت جہاد تھی جسنے عثمانیہ سلطنت کو اسقدر مضبوط کر دیا کہ یورپ کی متفقہ فوجون کو بارہا خشکی اور تری
پر شکستین دیکر دکھلا دیا کہ اسلامی مجاہدین کا مقابلہ دنیا کی کوئی قوم نہین کر سکتی اسوقت ہسپانیہ اور پرتگال
کا بحری جلال کمال پر تھا۔ اور جنیوا۔ نیپلز۔ اٹلی کے جنگی بیڑے بھی کافی طاقت رکھتے تھے ریاست وینس
مخالفون کی امداد کے لیے موجود تھی مگر ترکی امیر البحر خیر الدین پیالی طرغود سلیمان وغیرہ سے کہین بھی عہدہ
برآنہ ہو سکے اور جب غازی سلاطین عثمانیہ نے انکو افریقہ اور ایشیا مین کشور کشائی کا موقعہ دیا تو دور و
دراز ممالک مین گھولنے جانے شروع کیے سلطان سلیمان کو اپنے بزرگون کی نسبت یورپ کی زیادہ قوی
سلطنتون سے مقابلہ کرنا پڑا تھا مگر سلطان کا جہادی جوش ہمیشہ غالب آتا رہا اور تعمیل احکام شرعیہ سے
مسلمانون کو اپنا گرویدہ بناتا رہا چونکہ ترکی فوج ممالک دشمن مین بزور آزما ہو رہی اور چند متفرق جگہہ لڑ
رہی تھی اور سامنے دشمن بھی زبردست موجود تھا اس لیے عقلمند وزیر اعظم محمد پاشا نے سلطان کی

حملہ البست یکم

شاہ ہسپانیہ نے فتح جربہ اور عیسائی بیڑہ کی شکست کی خبر سُنکر چند عثمانی جزیرہ اور شہر تاراج کردیے اور اسکام مین زیادہ سرگرمی مالٹا کے نائٹون نے دکہائی جنہون نے ابہی چند سال پہلے سلطان سلیمان کی مروت سے تازہ زندگی پائی تہی اسلیے سلطان نے ۹۷۳ھ مین سنان پاشا امیر البحر کو ۱۸۱ جہازات دیکر معہ سپہ سالار مصطفے پاشا کے جزیرہ مالٹا کے لیے روانہ کیا۔ مالٹا کو نائٹون نے رہودس سے بہی زیادہ مستحکم کر لیا ہوا تہا۔ اول قلعہ سنٹ الموکا محاصرہ ہوا۔ زمین سنگلاخ تہی سرنگ لگانا محال تہا مگر ۸ ہزار ترک کسواکر بزور شمشیر قلعہ سر کیا گیا۔ اور محصورین مین سے کوئی بہی زندہ نہ چہوڑا گیا۔ پہر دوسرے بڑے قلعہ کو محصور کیا۔ اور دس دفعہ حملے کیے گئے مگر ہر ایک دفعہ ترک پس پا کیے گئے اہل قلعہ نے بیچاری قیدیون کے سرون کو بڑی توپون مین بجاے لوگون کے رکہہ کر ترکون پر فائر کیا۔ بیشمار ترک اس محاصرہ کے دوران مین حملہ کرنے کے وقت شہید ہوے اور کوئی صورت فتح کی نہ نکلی۔ اور سسلی سے عیسائی مدد کے آنے کی بہی خبر مشہور ہوئی۔ اس لیے محاصرہ اُٹہایا گیا۔ محاصرہ ڈانیا کے بعد سلیمان اعظم کو یہہ دوسری ناکامی تہی۔

حملہ البست دوم

جب مالٹا کا محاصرہ بحری فوج نے کیا ہوا تہا خود سلطان بری فوج لے کر اسٹریا سے لڑ رہا تہا اور یہی وجہ تہی کہ فریڈ امداد مالٹا نہ ہو سکا۔ سلطان نے قریبًا تمام بڑے بڑے شہر فتح کر لیے اور عیسائیون نے زر چند خراج دیکر اطاعت قبول کی اور سلطان واپس ہوا۔

حملہ البست سوم

نوجوان میکسیمین ثانی قیصر جرمن نے تخت پر بیٹہتے ہی عہد نامہ کو بالاے طاق رکہا اور سلطانی علاقہ کے تاخت و تاراج کرنے لگا اور دو شہرون پر قبضہ بہی کر لیا۔ سلطان سلیمان اب ۷۵ سالہ بوڑہا ہو گیا تہا لیکن بوڑہاپے کے علاوہ درد نقرس مین مبتلا تہا۔ ٹخنے اور پاؤن کی انگلیون مین ورم ہو گیا تہا۔ اطبا نے سفر کو مضر بتایا اور منع کیا۔ مگر اس عاشق اسلام سلطان نے کہا کہ مین غزا و جہاد مین مرنا چاہتا ہون اسلیے ۹ شوال ۹۷۳ھ ہجری کو فوج کثیر لے کر روانہ ہوا۔ اور اسٹریا کے فتح ہونے مین اس دفعہ

مرحوم کے عہد تک کمال رہی اور جس خاندان کے مورث اعلی نے بحالت جلاوطنی ۵۰۰ سوار ونکے ساتھ روم مین آکر پناہ لی تہی تین صدیون کے متواتر اتباع شریعت اور محبت جہاد فی سبیل اللہ سے دنیا کی سب سے زبردست اور مسلمانون کے حقیقی سرپرست و احد سلطنت بن گئی ہر ایک قوم کی عزت و وقعت اسی جنگی عنصر پر موقوف ہے اسکے ہوتے وہ تمام اندرونی حوادث سے ہی محفوظ نہین رہتی بلکہ بیرونی ممالک سے بہت کچھہ مالی فواید حاصل کر سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ راقم نے سلطان سلیمان کے عہد کی انتظامی ترقیون مالی اصلاحون اجرائے قوانین کا ذکر نہین کیا جسکی اگر تفصیل لکھی جائے تو ایک علیحدہ ضخیم کتاب مین بھی گنجایش نہین ہوسکتی ترقی علوم مین سلطان سلیمان کی مساعی قابل مشکوری ہین تمام ممالک مین مدرسے جاری کیئے بیش بہا دوامی طور پر معافیات اوقاف معلمونکی تنخواہ اور طلبہ کے وظائف کے لیے مقرر کیئے خاص مکہ معظمہ زاداللہ شرفاً مین مذاہب اربعہ کے لیے الگ چار مدرسے مقرر کیے ملک مین علم توحید و تصوف کی تعلیم کے لیے خانقاہین تعمیر کین - خاص حرمین شریفین مین کئی ایک تعمیرات قیمتی سے اور ظاہری شان بڑہادی بس جسطرح کہ سلطنت عثمانیہ کا اس سلطان کے وقت مین عروج ہوا - اسطرح کہہ سکتے ہین کہ اُس کے مرنے سے ہی زوال شروع ہوگیا - گو اثر دیر سے نکلا ہو - بعد ازان سوا جزیرہ کریٹ اور سایپرس ٹیونس کے اور کوئی اضافہ نہین ہوا - گو وہ موجودہ ضعف مین قبضہ عثمانیہ مین نہین رہے سلطان سلیمان کے بعد بہی اگرچہ کبہی کبہی ترک عالیشان فتوحات حاصل کرتے رہے لیکن وہ تمام معرکہ عموماً عثمانیہ ممالک کے بچانیکے لیے تہے نہ کہ بڑہانے کے لیے چونکہ ہر ایک اپنے گہر کے بچانے کی کوشش کرتا ہے اور اکثر حالتون مین بچا لیتا ہے اسطرح ترک عثمانیہ ممالک کے بچاؤ کے لیے اکثر لڑتے رہے اور دشمنون کا منہ موڑتے رہتے جب کبہی کوئی لائق سلطان ہوا یا کوئی بہادر سپہ سالار تو عثمانی عزت و وقار کو قائم رکہا - اور مسلمانون سے پرجوش کام لیا ہان ترکی فوج ہر ایک عہد مین آبائی شجاعت کے ساتھ ملک و قوم کی فدائی رہی ہے اور کوئی نہ کوئی بہادر فوج پر سالار بہی نکلتا رہا ہے اسکے آیندہ کا عہد عثمانیہ جسکو ہم عہد زوال سے تعبیر کرتے ہین بعض سلاطین کی کم ہمتی عیاشی شرعی تقلید کی کمی کے سبب سے شروع ہوا اور عیسائی سلطنتین جو زمانہ کی سختی زمی اٹہا کر بہت کچھہ تجربہ حاصل کرچکی تہین عثمانیہ دربار کے غرور و عجب سے بہت کچھ فائدہ اُٹہا چکی تہین خود سلطان سلیمان اعظم جسکی تعریف و لیاقت مین مورخین متفق اللفظ ہین ایک ایسی غلطی کا مرتکب ہوا کہ جو سلطنت عثمانیہ کے لیے سوہان جان بن گئی یا یون کہو کہ اُس سے سلطنت عثمانیہ کی آزادی چہن گئی غدار اور رشوت خوار وزرا کی ذریعہ یورپین سلطنتین دن بدن آگے ہی بڑہتی گئین اور عثمانیہ سلطنت کے ہاتہہ پاؤن باندہتی رہین اور فائدہ اُٹہاتی رہین -

ہوتے کے اخفا مین اسقدر احتیاط کی کہ سلطانی اطبا کو بھی مروا ڈالا اور سلطان کی شدت مرض کو مشہور کر دیا فوج کو حسن خدمات کے صلہ مین انعام دینے شروع کیے امرا کی عزت افزائی اور ترقی مدارج کی گئی - اور لڑائی وغیرہ کے تمام فرمان بدستور جاری ہوتے رہے اور کسی سردار وغیرہ کو سلطان کے مرنے کی خبر نہ ہوئی مگر شاہزادہ سلیم کو جو کوتاہیہ مین گورنر تھا خفیہ طور سے اطلاع دی جو ۹ ربیع الاول ۹۷۵ھ ہجری کو بلا اطلاع قسطنطنیہ پہنچگیا اور تخت نشین ہوکر احکام جاری کیے اور دانا و منتظم وزیر اعظم محمد پاشا نے سلطان کی یوم وفات ۷ ماہ صفر ۹۷۵ھ سے لیکر برابر آسٹریلے سے لڑائی جاری رکھی اور کئی شہر فتح کرنے کے بعد فوج کو بلگریڈ کی طرف ہٹانا شروع کیا اور جبکہ قسطنطنیہ مین سلیم ثانی کی تخت نشینی کی خبر موصول ہوگئی تو سلطان کے فوت ہونے کی خبر ۴۸ روز بعد مشہور کی گئی اور اسقدر عرصہ مین سلطان سلیم کے پہونچنے تک کوئی خلل نہ آنے دیا آسٹریا نے تین لاکھ ریال نقد دیکر ۸ سالہ میعادی صلح سلطان سلیم سے کر لی اور سلیم ثانی باپ کی لاش لیکر قسطنطنیہ کو روانہ ہوا - سلطان سلیمان ۴۶ سال کی سلطنت اور ۷۴ سال کی عمر مین فوت ہوا - دفن کرنے کے وقت حسب وصیت سلطان سلیمان علیہ الرحمۃ ایک کپڑے مین بندھا ہوا ایک کاغذ ساتھ قبر مین رکھنے لگے - شیخ الاسلام نے جو کاغذ پڑھا تو اس مین وہ چند سوال درج تھے جو سلیمان مرحوم نے اسی شیخ الاسلام ابو سعود العمادی سے پوچھے تھے اور انکے مقابل مین شیخ الاسلام کے جواب شرعی لکھے تھے اور انکے مطابق ہی سلطان مرحوم کاربند ہوتا رہا - دیندار سلطان کو چونکہ بازپرس آخرت پر یقین و اعتقاد واثق تھا اسی اپنی تسلی و بریت اور شفاعت کے لیے ایسا مخلصانہ فعل کیا تھا کہ دنیاوی سلطنت مین مینے جو بڑے بڑے کام کیے ہین محض پیروی شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے ہین جنکی صحت و سقم کا ذمہ وار شیخ الاسلام ہے سلیمان ایک بندہ فرمان قرآن واجب الاذعان تھا سلطنت رانی مین اُس نے کبھی غرور سلطانی اور تقاضائے نفسانی کو دخل نہین دیا - جائے غور ہے کہ سلیمان اعظم جیسا عظیم الشان سلطان جسکی شمشیر خارا شگاف سے یورپ ایشیا افریقہ کانپ رہا تھا عذاب و عقاب اخروی سے کس قدر ترسان تھا - اور کسقدر زبردست عقیدہ رکھتا تھا - اور آج وہمی فلسفہ کے شیدا کیا گیا منکرانہ تاویلین کرتے ہین اور کس طرح احکام شریعت سے گریز اور اعتقاد عقبی سے انکار کر رہے ہین -

تمام ترقیون کی جڑ جنگی طاقت ہے جس طاقت کے بل پر آج یورپ تمام دنیا کا ٹھیکہ دار بن رہا ہے صرف زر و دولت قومی عزت کا ذریعہ نہین ہو سکتی یورپ کے یہودی اور ایشیا کے پارسی اور ہندو کچھ کم دولت نہین رکھتے مگر ان مین سے ایک قوم بھی جنگی طاقت کی عدم موجودگی کے سبب مقتدر قومون مین شمار نہین ہوتی کل کی بات ہے کہ گمنام جاپان جنگی طاقت کے سبب نامور ہو گیا ہے - مسلمانون کی طاقت سلطان سلیمان

فرانس کو ابہارا جاے اور تباہی سے بچاکر اسقدر طاقتور بنایا جاے کہ ہسپانیہ وغیرہ کی زبردست طاقتون کا
مقابلہ کرسکے اور یورپین سلاطین کی طاقت کا وزن برابر رہے اور فرانس اور ہسپانیہ کی رقابت سے سلطنت
عثمانیہ آیندہ فائدہ اُٹہاسکے یا فرانس سلطنت ہسپانیہ اور اُسکے مددگارون کو روک سکے اور یہہ چال اسی
قسم کی ہے کہ جسطرح برطانیہ کلان افغانستان سے برت رہی ہے اور تقویت پہنچا رہی ہے مگر نتیجہ
خدا کے اختیار مین ہے سلطان سلیمان نے خواہ پولیٹیکل غرض سے یا محض شاہانہ فیاضی
سے ایک قابل امداد سلطنت کو جو اب گور تک پہنچ چکی تھی فوجی امداد دیکر بچا لیا اور ان مراعات سے اسکی
مالی حالت کو تجارت کے ذریعہ جو بحیرۂ ہند سے لیکر بحیرۂ روم کے مغربی کنارہ تک عثمانیہ ملکون مین ہوتی
تھی سنبھال لیا۔ اور جسقدر تجارتی فوائد ہسپانیہ اور پرتگال کو نئی دنیا کے لمبے اور کٹھن سفرون
حاصل ہوتے تھے وہ سلطان سلیمان نے اپنے دامن گرفتہ پروردہ فرانس کو پُرانی دنیا مین دیدیے
جسمین یورپ کی کسی سلطنت کو دخل نہ تہا اور اگر محض دوست پروری تھی تو ایسی فیاضی کی مثال یورپ ہرگز
پیش نہین کرسکتا ان شرائط سے فرانس کا اقتدار بڑہ گیا اُس کے کمزور بیڑے کو عثمانی حمایت کے سبب کوئی
مخالف چہیڑ نہ سکتا تہا۔ اور وسیع سلطنت عثمانیہ مین فرانسیسیون کو خود فرانس سے زیادہ آرام دہ وسایل موجود
تھے پس فرانس عثمانیہ طاقت کی آڑ مین تازہ زندگی پاکر اس قدر تقویت حاصل کرچکا کہ وہ یورپ مین اپنی کہوئی
عظمت کو دوبارہ قائم کرسکا۔ مگر یہی رعائتین جو فرانس کے لیے ذریعہ نجات اور زندگی ہوئین افسوس کہ سلطنت
عثمانیہ کے لیے موجب زوال ہوئین سخت حیرانی ہے کہ تجارتی حقوق کے علاوہ مقدمات دیوانی اور فوجداری
کے انفصال کا اختیار بھی فرانسیسی کونسل کو دیدینا سلیمان جیسے عقلمند سلطان نے کسطرح منظور کیا اور فلسطین
مین مذہبی اختیار دیکر اسطرح سے۔ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ کے خلاف عمل کیا۔ بات یہی ہے کہ مغرور سلطان
نے کمزور فرانس کی ہستی کا کچھ خیال نہ کیا اور چالاک فرانس نے صرف مالی اور تجارتی حقوق ہی حاصل نہ کیے بلکہ
سیاسی اور پولیٹیکل اختیارات بھی لے لیے جسکی تقلید دیگر سلاطین یورپ نے بھی بعد مین کی اور کم ہمت یا رشوت
خوار دربار عثمانیہ یا بے سمجھ نادان سلاطین کو دھوکہ دیکر ہر ایک نے سلطنت عثمانیہ سے نفع اُٹھانے کی کوشش
کی جسکی آج یہہ نوبت ہے کہ ہر ایک منافع والا کام یورپ کے ہاتھ مین ہے اور ہر ایک سفیر یورپ نے اپنے
سفارت خانہ مین سلطان ترکی بنا بیٹھا ہے اور باغیون کے لیے ماوا و ملجا ہے اگر بظاہر تجارتی رعائتین
ایسی ہی تہین جیسے کہ مقدر شاہان مغلیہ نے ابتداء مین انگریزون کو دی تہین۔ اور عروج اقبال کے
سبب ترک اور مغل کوئی بھی انجام کو نہ سوچ سکے اور آیندہ کی شدنی امور کی نتائج کو سمجھ ہی کون سکتا ہے ان
مراعات سے عثمانیہ سلطنت کو پولیٹیکل فائدہ بھی کچھ نہ ہوا۔ اور فرانس نے کبھی بھی ہسپانیہ یا آسٹریا کے برخلاف

یہ غلطی جو سلطان سلیمان جیسے مدبر سے واقع ہوئی اُن رعایات ذیل کی بابت ہے جو کمزور فرانس کو دی گئین مراعات یہہ ہین۔

(۱) ترکی اور فرانس کی رعایا ایک دوسرے ملک مین آمد و رفت او معمولی محصول دیکر تجارت کر سکتے ہین۔

(۲) شاہ فرانس ترکی مین جہان چاہے اپنا قونسل مقرر کر سکتا ہے اور وہی فرانسیسی رعایا کی باہمی تنازعات کا فیصلہ کرے گا سلطان حکام اور قاضی دخل نہین دینگے۔

(۳) اگر ترکی اور فرانسیسی رعایا کے مابین دیوانی مقدمہ ہوگا تو فرانسیسی مترجم کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

(۴) فرانسیسی رعیت کے مقدمات فوجداری کا اخیر فیصلہ باب عالی کرے گا۔

(۵) شاہ فرانس کے تجارتی جہاز اور پونچانے وغیرہ سامان حرب محفوظ رہین گے اور بلا مرضی شاہ فرانس سلطان اُن سے کوئی کام نہین لے سلیگا۔

(۶) کسی فرانسیسی کے قرضہ کے ذمہ دار فرانسیسی قونسل یا کوئی اور فرانسیسی رعیت نہوگی اگر شاہ فرانس کے ملک مین وہ فرانسیسی ہوگا تو قرضہ بے باقی کرا دیا جائے گا۔

(۷) شاہ فرانس کی رعایا ترکی مین وصیت کر سکے گی۔ اگر بلا وصیت مر جائے تو اُسکا جملہ مال و اسباب قونسل کی معرفت اُسکے ورثا کو پہنچا دیا جائے گا۔

(۸) فرانسیسیون کو ترکی مین کامل آزادی حاصل ہوگی انکو فلسطین کے مقدس مقامات مین اپنے مذہبی عہدہ دار مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اُنکے مکانات اور گرجے بشرط اطاعت و نیک چلنی کبھی ضبط نہ کیے جائین گے۔

(۹) اور یورپین سلطنتین جو باب عالی سے اتحاد نہین رکھتین فرانسیسی علم کے نیچے تمام ترکی سمندرون مین جہاز رانی کر سکتی ہین اور فرانسیسیون کے زیر حمایت عثمانیہ ممالک مین رہ سکتی ہین۔

(۱۰) دونون پادشاہ ایک دوسرے کی رعایا کو غلام نہین بنائینگے۔

ان شرائط مین تمام فوائد مالی و ملکی فرانس کو دیے گئے جب سلطان سلیمان اعظم کی طاقت اور تدبر پر اور ساتھ ہی فرانس کی کمزوری اور نیم بسمل حالت پر خیال کیا جاتا ہے تو اسقدر وسیع مراعات عطا کرنے کی وجہ بات اور کچھ سمجھ مین نہین آسکتین کہ سلیمان سلطانی غرور سے اُسکے نتائج کو نہین سوچ سکا اور ایک ایسی زبردست سلطنت کہ جسکے قدمون پر فتح و نصرت قربان ہوتی ہو اور کوئی اسکے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا ہو ایک قبل رحم حیران پرورده سلطنت کی نسبت کیا گمان کر سکتا ہے خصوصاً سلاطین اسلام کہ جنکے پاک دل ہمیشہ نفاق اور بغض کے تعارض سے صاف رہے ہین ہان سلیمان کا یہہ پولیٹیکل خیال شاید ہوگا کہ فرانس

کہ جسطرح اُسکے باپ سلیم کی شجاعت و لیاقت اُسکے دادا بایزید کی ذلت کا باعث ہوئی تھی وہی حالت پیش آنیوالی ہے
بن جبکہ بیگناہ مصطفے فرط محبت سے سنگدل باپ کے خیمہ مین سلام کرنے کو داخل ہوا وہین بے رحم جلادون کے ہاتھ
سے قتل کیا گیا۔ اور اسی سلطانہ خرم کی شرارت سے دوسرا بیٹا بایزید اپنے بچاؤ کی تدبیر کرتا ہوا مارا گیا۔ اور
اسی طرح اُس روسی خاتون نے اپنے بطنی بیٹے سلیم ثانی کے لیے رستہ بالکل صاف کر لیا اور عثمانیہ خاندان
کے زوال کا بنیادی پتھر رکھدیا جو واقعات آیندہ سے ظاہر ہوگا۔

سلطان سلیمان کا دیوان کے جلسون مین باقاعدہ طور سے حاضر نہ ہوتا۔ اور بلا حصول تجربہ اعلی عہدہ دینا
اور سلطان کے منظور نظر وزیر اعظم کا یہ خود غرضانہ عمل کہ اپنی بیش بہا جائداد کو کسی خانقاہ یا مسجد کے
نام وقف کرنا۔ اور اس جائداد وقف شدہ کا متولی اپنی اولاد کو بنانا اور آمدنی کا حصہ کثیر اپنی اولاد کے لیے
مخصوص کرنا جس کی تقلید بعد امرا بھی کرنے لگے یہی وجوہات زوال شمار کرتے ہین۔ لیکن تھوڑی سی
غور سے ہر ایک کا معقول جواب دیا جاسکتا ہے۔ ان باتون نے سلطنت عثمانیہ کو کوئی زیادہ نقصان
نہین پہنچایا۔ سلطان سلیمان اعظم کے جنگی کارنامہ بطور اختصار لکھے گئے ہین اُسکی ماتحت ۲۱ گورنمنٹین
(صوبجات تھے) (۱) روسیلیا جسمین دریائے ڈینوب کا تمام جنوبی علاقہ یونان تک داخل تھا (۲) مجمع
الجزائر (۳) الجیریا (۴) طرابلس واقع افریقہ (۵) افن جسمین ہنگری کے شہر شامل تھے (۶) متور
جسمین بنات ٹرنسلونیا۔ علاقہ شرقی ہنگری داخل تھے (۷) اناطولیہ (ایشیائے کوچک) (۸)
کرمانیہ (۹) اسیواس (۱۰) صول قدر علاقہ کوہ طارس (۱۱) طرابزون (۱۲) دیار بکر (۱۳)
وان جسمین علاقہ کردستان اور آرمینا شامل تھے۔ (۱۴) حلب (۱۵) دمشق (۱۶) مصر (۱۷)
حجاز جسمین مکہ مدینہ شامل ہے (۱۸) یمن و عدن جس کے ماتحت خلیج فارس و بحیرہ عرب اور شمال مغربی
ہندوستان کا ساحلی علاقہ بھی ہوتا تھا (۱۹) بغداد (۲۰) موصل (۲۱) بصرہ ان ۲۱ صوبون کے
گورنرون کا عزل و نصب وغیرہ سلطان کے ہاتھ مین تھا۔ اور صوبہ والیشیا، اور مالدیویا خراج نقد دیتے
تھے ماوزحان کرمیا۔ اور تلدا گوسا۔ واقعہ بحیرہ اوڑیا تک لڑائی کے وقت فوج دیتے تھے اور
تمام وسیع ممالک کا انتظام مالی و ملکی نہایت ہی عمدہ کیا گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے سلیمان اعظم کی آمدنی
کل روئے زمین کے سلاطین سے زیادہ تھی۔

اس سلطان کو تعمیرات کا بھی بہت شوق تھا۔ علم و فضل کا نہایت قدردان تھا۔ اس کے عہد مین سلطنت
عثمانیہ ترقی کے نصف النہار تک پہونچ گئی تھی جسکے بعد زوال شروع ہوگیا جسکی وجہ بعض سلاطین کا
مناہی و ملاہی مین پڑنا اور تقید شرعی کا چھوڑنا تھا جسکی وجہ سے اسلامی جوش کم ہوگیا اور عیاشی کا شوق

جو اسوقت ترکون کے زبردست دشمن تھے مدد نہی سلیمان اعظم کے بیٹے سلیم ثانی نے ہرچند فرانس کو اسٹریا کے برخلاف ہتھیار اٹھانے کو کہا مگر کامیاب نہوا فتح قبرص کے ایام مین فرانسیسی بیڑے کو بھی اپنے محسن عثمانیہ کی تقلید مین ہاتھ پاؤن ہلانے کو کہا گیا۔ مگر فرانس کے دیکھتے دیکھتے ہسپانیہ جنیوا۔ نیپلز۔ اٹلی۔ وینس۔ کے متحدہ بیڑے نے عثمانیہ بیڑے کو غارت کردیا جسکا ذکر سلطان سلیم کے حال مین لکھا جائیگا۔ اسوقت بھی فرانس کی دوستی کچھ کام نہ آئی۔ اور یہی چال فرانس بعد مین چلتا رہا۔ یہہ روایت بھی قابل تسلیم نہین ہوسکتی کہ فرانس کے پاس کوئی جنگی جہاز نہ تھا جبکہ اُسکے تجارتی جہازون کی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے جو سلطان سلیم ثانی کے اور اُسکے بعد عثمانیہ ممالک کے سواحل بحریہ تجارت سے مالا مال ہورہے تھے اس لیے فرانس سے جنگی امداد کی امید فضول تھی ہان یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ ہسپانیہ کی ترقی کو فرانس مین روک دیا اور ایک زبردست مخالف کی طاقت کو محدود کردیا۔ اگر ہسپانیہ فرانس پر تصرف کرلیتا جو بالکل قرین قیاس تھا۔ تو ہسپانیہ عیسائی دنیا کا واحد شہنشاہ تسلیم کیا جاتا جو عثمانیہ سلطنت کے لیے سخت خطرناک تھا۔ ان وجوہات کے سوا اور کوئی وجہ خیال مین نہیں آسکتی۔ کہ سلیمان اعظم جیسے ممتاز سلطان کو جسنے اپنے لائق اور بہادر بیٹے مصطفے کو صرف اس وہم سے اپنے روبرو مروا ڈالا تھا۔ کہ بیٹے کی بہادرانہ ہردلعزیزی کہین بایزید ثانی اور سلیم اول والا ہی نقشہ نکھاوے اور دوسرے بیٹے بایزید کو بھی اسی خیال سے محبت پدری کو خیرباد کہہکر قتل کروا دیا تھا۔ فرانس کو اسقدر وسیع اعتبارات کیون دیدیے بجز کوئی وجہ ہو چونکہ بعد مین نتیجہ خراب نکلا سلطان اعظم کا یہ فعل اعتراض سے خالی نہین ہوسکتا۔

صرف یہی یورپ مین نعوذ ہی عہد سلیمانی کے معز یادگار نہین بلکہ رشوت کا رواج بھی اسی عہد مین ہوا۔ جسکا بانی سلطان سلیمان کا داماد رستم پاشا بیان کیا جاتا ہے۔ جو اپنی ساس سلطانہ خرم کے زور پر جسکو سلطان سلیمان کی طبیعت پر وہی اقتدار تھا۔ جو نورجہان بیگم کو جہانگیر شاہ دہلی پر تھا چھا رہا۔ صورت و سیرت جوڑ توڑ مین دونو بیگمات برابر تھین جسطرح نورجہان نے جہانگیر کو شہریار کے سوا باقی بیٹون کا مخالف کردیا تھا۔ اسیطرح سلطانہ خرم نے اپنے بطنی فرزند سلطان سلیم ثانی کی ولیعہدی کے لیے سلیمان کے باقی بیٹون کو مقہور کرادیا۔ مگر نورجہان تو اپنے منصوبہ مین کامیاب نہ ہوسکی اور سلطانہ خرم کو کامیابی حاصل ہوگئی جو سلطان کی تندخوئی جابر طبیعت کا نتیجہ تھا۔

سلطانہ خورم دراصل ایک روسی کنیز تھی جسنے اپنی اعلی درجہ کی خوبصورتی سلیقہ شعاری فرزانگی سے سلطان کی مزاج پر قابو پایا ہوا تھا۔ اور دونون بڑے بیٹون مصطفے اور بایزید کی طرف سے سلطان کو اسقدر بدگمان کردیا تھا کہ شاہزادہ مصطفے کی شجاعت و لیاقت اور فوج مین ہردلعزیز ہونا دیکھکر خیال کرلیا

جلدی پوری ہوسکتی ہے ترکی کو صرف سلاطین کے استقلال مزاج اور شاہانہ ہمت اور ذاتی شجاعت کی ضرورت ہے ہیر یورپ کی گیدڑ بھبکیوں سے ترکی کا کچھ نقصان نہیں ہوسکتا۔ رہا دست بدستی مقابلہ سو اس کی بھی ہمارے زمانہ کے سلطان عبد الحمید خان طال اللہ عمرہٗ نے سابقہ تلافی کرلی ہے اور وہ خشکی میں یورپ کی کسی سلطنت سے مغلوب نہیں ہوسکتا جیسکا ذکر سلطان عبد الحمید خان کے حال میں لکھا جائیگا۔

سلطان سلیم ثانی

سلطان سلیم ثانی اپنی والدہ سلطانہ خورم کی کارستانیوں سے عثمانیہ سلطنت کا ایک اور وارث بلا مقابلہ رہ گیا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۹۷۴ھ میں تخت نشین ہوا۔ یہ عثمانیہ خاندان کا پہلا سلطان ہے جس نے علانیہ شراب خواری کا ارتکاب کیا جسکی تقلید فوج نے بھی کی اور اسلامی نور جو فتوحات کثیرہ کا باعث ہوتا تھا ماند پڑ گیا۔ اسی مخموری کی وجہ سے عیسائی طاقتیں برابری کا دم بھرنے لگیں زیکات کی فتح کے بعد اسٹیریا سے تو آٹھ سالہ میعادی صلح ہوگئی تھی۔ اور چند فتوحات کا باعث وہ تجربہ کار بہادر تھے جنہوں نے عرصہ دراز تک سلیمان جیسے شجاع ترین مجاہد فی سبیل اللہ کے زیر تربیت رہ کر بیسیوں معرکوں میں اسلامی شمشیر کے جوہر دکھائے ہوئے تھے۔ اور سلیم ثانی کو محمد پاشا جیسا مدبر فرزانہ خیر خواہ ملک و قوم وزیر اعظم ملا ہوا تھا جسنے سلیمان کی مردہ لاش سے ۴۸ روز وہی کام عین دار الحرب میں لیا تھا۔ جو خود بہادر اور منتظم سلیمان اپنی زندگی میں لیا کرتا تھا۔ اور دشمن سے برابر لڑائی جاری رکھی۔ اور فتوحات بھی حاصل کیں۔ سلیم اس وزیر کی عزت کرتا تھا۔ اور اسکی رائے پر چلتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان کی مخموری کا اثر انتظام ملک پر نہ پڑا ادھر وسلطان کی نالائقی کے سبب عثمانیہ ترقی رک گئی مگر فتح قبرس اور ٹیونس سلیم کے عہد کے عظیم الشان واقعات میں جو بہادر سپہ سالاروں کی کارروائی اور فوج کی جنگی جہاد کا نتیجہ تھا خود سلیم کسی مہم میں کبھی شامل نہ ہوا۔

فتح سائپرس (قبرس)

یہ جزیرہ ریاست وینس کے زیر حمایت تھا پہلے مدت تک مملوک سلاطین مصر کو اسکا خراج ملتا رہا اور سلطان سلیم اول کے عہد سے قسطنطنیہ آتا تھا۔ مگر ریاست وینس سلطان سلیمان کے عہد میں ہسپانیہ وغیرہ کے ساتھ ملکر مخالفانہ کارروائی کر چکی تھی۔ اور سائپرس والے بھی کئی دفعہ سرکشی کے مورد ہو چکے اور سال بسال ایسے عظیم الشان وسیع زرخیز جزیرہ کا عیسائیوں کے تصرف میں رہنا دوامی مشکلات کا مرکز بنا

رہ گیا اور رعایا بھی بقول اَلنّاسُ علیٰ دینِ ملوکہم سست ہو گئی ۔

سابقہ سلاطین شایق غزا و جہاد شمشیر زن کشور کشا مرد میدان تہے سلیمان کے بعد شراب خوری شہوت پرستی و کم ہمتی سلاطین کا خاصہ ہو گیا ۔ جنگ و جدل کا دار و مدار عموماً وزرا پر چھوڑ دیا گیا ۔ جو دو تین پشت تک تو سلیمان اعظم کے تربیت یافتہ تھے عثمانیہ شوکت کو قائم رکھتے رہے اور بعد مین بھی عثمانیہ خاندان کی خوش قسمتی سے ہر ایک عہد مین کوئی نہ کوئی ایسا عثمانی جرنیل نکلتا رہا جو سلطنت کی وقار کو سنبھالے رہا ۔ مگر سلیمان کے بعد بھی چند ایسے سلطان تخت نشین ہوئے ہین کہ جن کی رگون مین اپنے بہادر فاتح بزرگون کا خون جوش مارتا تہا ۔ مگر بعض نالائق سلاطین کی کم ہمتی بزدلی سے فوج خصوصاً ینگچری ایسے لالچی فتنہ پرداز ہو گئے تہے کہ کئی لائق وزرا بلکہ بعض وقت سلاطین کی ذلیل موت کا باعث ہوئے ۔

یہہ تمام خرابی عدم تقید شرعی کے سبب سے پیدا ہوئی سلیمان اعظم کے عہد تک جملہ سلاطین عثمانیہ پکے مسلمان پابند قرآن ۔ اور بہ تقلید صحابہ کرام ترقی اسلام کے خواہان تہے اس لیے فوج و رعایا بھی ایسے دیندار سلاطین کو اُولُو الْاَمْرِ مِنْکُمْ جانتے اور چونکہ وہ خود مقتدر بہادر تہے فوج کو سرتابی کرنے کی مجال نہ ہوتی تہی ۔ اور سلیمان کے جانشینون مین یہہ اسلامی اوصاف بہت کم موجود تہے اس لیے نہ تو دشمنون پر اثر ڈال سکے اور نہ فوج کو قابو رکھ سکے جسکا نتیجہ زوال ہوا ۔

آیندہ کے حالات سے فوج ینگچری کا تمرد سخت رنجیدہ ہوگا ۔ لیکن گو بعض دفعہ محض لالچ و خود غرضی کر ہی کام مین لایا گیا ۔ لیکن عموماً سلاطین کی معزولی اور وزرائی سلطنت کے قتل کے واقعات محض قومی جوش سے پیدا ہوئے ۔ جب دیکھا گیا کہ سلطان عیاش اور سلطنت کا کام نہین سنبھال سکتا تو معزول کیا گیا ۔ جب کوئی وزیر یا سپہ سالار مفید سلطنت نہ نکلا تہ تیغ کیا گیا ۔ اور یہہ خیال اس بات کی قوی دلیل ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی خیر خواہی عموماً مد نظر ہوتی تہی ۔ مخالفت صرف نکمے سلاطین اور ارکان سلطنت سے ہوتی تہی جب کوئی لائق بہادر سلطان یا سپہ سالار وزیر اعظم پیدا ہوا ترکون نے فتوحات کا تار باندہ دیا اور تمام اگلی پچھلی کسر نکال لی ۔ اس لیے اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ مسلمانون مین ترک ہون یا عجم قومی جوش اور حب وطن مذہبی سرفروشی کا مادہ اور قومون سے بڑھا ہوا ہے نقص صرف شاہان اسلام و جہانبانون کا ہے اگر کوئی ان سے کام لینے والا ہو ۔ تو ہر زمانہ مین اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے برابر ہی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ پر جانین قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہین ۔ اور شجاعت و بسالت مین ترک وغیرہ فرد ہین ۔ اسی وجہ سے سلطنت عثمانیہ آج تک یورپ کے محسود سلاطین مین اترائی چلی آتی ہے ترکون کا قومی جلال اور خاندان عثمانیہ سے دلی محبت و خلوص یورپ کی مراد پوری نہین ہونے دیتا اور

اور باقی عثمانی جہازون نے خاص عیسائی قلب پر حملہ کیا اور خود بہادر کپتان پاشا نے بسیالا لارڈ ان جان کے جہاز پر
حملہ کیا اور ایک گھنٹہ تک سخت گھسان کی لڑائی ہوتی رہی کہ اسی اثنا مین کپتان پاشا جو خود لڑائی مین حصہ لے
رہا تھا اور غیر محتاطی سے کام کر رہا تھا ایک گولہ کی ضرب سے شہید ہو گیا اور عیسائی کود کر کپتان پاشا کے
جہاز مین آگئے اور اُسکا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کر دیا۔ جس کو دیکھکر ترکونکی ہمت ٹوٹ گئی اور شکست کھائی
۱۳۰ ترکی جہاز گرفتار کیے گئے اور ۹۴ جلائے گئے اور تیس ہزار ترک ہلاک ہوئے عیسائیون
کے صرف پندرہ جہاز اور آٹھ ہزار آدمی ضائع ہوئے۔ اس معرکہ سے ترکون کا فاتحانہ رعب یورپ
کے دلون سے اُٹھ گیا۔ اور یورپ کو ثابت ہو گیا۔ کہ اگر یورپ کا باہمی اتفاق ہو تو ترکون پر فتح پانا اور
یورپ سے نکال دینا کچھ مشکل نہین پس ہمارے نزدیک شکست لیپانٹو سے ہی عثمانیہ سلطنت کے زوال کی
تاریخ شمار ہونی چاہیے جسکے بعد عیسائیون کے حوصلے بڑھ گئے اور ترک جارحانہ حملات کے عوض عموماً
صرف مدافعانہ پہلو پر رہ گئے۔ جیسا کہ حالات آیندہ سے ظاہر ہوگا۔

بیڑے کی تباہی اور شکست کی خبر سُنکر سلطان سلیم ثانی کا ہی نشہ کافور ہو گیا۔ مارے غم تین رات دن
کھانا نہ کھایا اور تمام ہمت جدید جہازون کے بنوانے اور تکمیل بیڑے پر صرف کی اور سات ماہ کے عرصہ
مین ۱۵۰ جدید جنگی جہاز قسطنطنیہ کے کارخانون سے تیار ہو کر سمندر مین ڈلوائے گئے اور امیر البحر
الوج علی ۲۵۰ جہازون کا زبردست بیڑا لے کر ابنائے دار ڈنیلز سے نکلا یونان کے مغربی سمندر مین
عیسائی بیڑے سے مقابلہ ہوا ہر چند عیسائیون نے کوشش کی لیکن الوج علی کو یونان کے مغربی سواحل
سے نہ نکال سکے۔ اور نہ کوئی شہر عثمانیہ سلطنت کا فتح کر سکے مدبر اور تجربہ کار امیر البحر الوج علی جانتا تھا
کہ یورپ کی مختلف قومون کا زیادہ عرصہ تک متفق ہو کر مقابلہ کرنا اور ایک طویل جنگ کو جاری رکھنا مشکل
ہوگا اس لیے وہ دانستہ لڑائی کو طول دے رہا تھا چنانچہ نتیجہ حسب مراد نکلا۔ عیسائیون نے کوئی جنگی کامیابی
بھی حاصل نہ کی تھی اور وسیع اور مقتدر سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ایک طولانی جنگ کا اجرا بعض چھوٹی
چھوٹی ریاستون کے لیے وبال جان تھا علاوہ اس کے وینس اور ہسپانیہ مین بھی کدورت پیدا ہو گئی
تھی اسلیے ریاست وینس نے جسکا علاقہ لڑائی سے برباد ہو رہا تھا اور ترکون کی ہمسائگت کے سبب اسکو
زیادہ خطرات کا سامنا تھا اُس نے فرانس کے سفیر کے ذریعہ تیس لاکھ ڈیوکٹ نقد بطور تاوان اور
دگنا خراج دینا منظور کیا اور جزیرہ قبرس کا دعویٰ بھی چھوڑ دیا جس سے عثمانیہ سلطنت کا سکہ پھر بیٹھ گیا۔
مگر یہ سب کچھ وزیر اعظم محمد صقلی کی تدبیر وہمت کا نتیجہ تھا جسنے لیپانٹو کی شکست سے عیسائیون کو کوئی مادی
فائدہ نہ پہنچنے دیا اور چند ماہ مین زبردست بیڑہ تیار کر کے دشمن کی قوت کو توڑ دیا۔ اور ترکون کا بحری

تہا پہلے ۹۷۸ ہجری مین ۳۰۶ جہازات مصطفے پاشا کی سرکردگی مین روانہ کیے گئے اور شہر نقوسیہ دار السلطنت سائپرس کو ایک ماہ کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ یہان جسقدر عیسائی مشہور سردار مارے گئے تہے اُنکے سر کاٹ کر چاندی کے طشتون مین رکھکر قلعہ کرینہ والون کو دکھلائے گئے جنہون نے خوف زدہ ہو کر امان لیکر قلعہ حوالہ کر دیا۔ اور وہ چہوڑ دیے گئے اور پہر قلعہ ماغوسہ کا محاصرہ کیا گیا۔ جسکے گرد ۱۰ گز چوڑی اور ۲۹ گز گہری خندق کہودی ہوئی تہی اور قلعہ پر ۲۴۰ توپین نصب تھین بندوقون کا کوئی شمار نہ تہا۔ علاوہ اس کے دیگر سامان آتشین اور آلات جنگ کی مقدار کثیر موجود تہین محصورین کی سخت آتشبازی نے مسلمانون کو سخت نقصان پہونچایا مگر ترکون کی نہایت قدمی اعلی مہارت جنگی اور بے نظیر شجاعت کے سامنے قلعہ کا استحکام اور بیشمار آتش بار سامان کچھ کام نہ آسکا۔ اور یورپ کی امداد سے ناامید ہو کر امان لیکر قلعہ حوالے مصطفے پاشا کر دیا۔ اور محصورین مین کچہ تو یورپ کو چلے گئے اور باقی رعایاے عثمانیہ بنکر رہ گئے اور تمام جزیرہ پر عثمانی جہنڈا لہرانے لگا۔

عثمانی بیڑے کی شکست اور فتح

سائپرس کی فتح سے پوپ روم کو یورپ کے بہڑکانے کا موقع مل گیا۔ اور ہسپانیہ۔ وینس۔ جنوا۔ مالٹا۔ اٹلی نیپلز کی تمام یورپین بحری طاقتون کو ترکون کے برخلاف متحد کر لیا تہا اس لیے فتح سائپرس کے بعد عثمانیہ بیڑہ نے مجمع الجزائر کی طرف رخ کیا اور جزیرہ کتھایہ فتح کر لیا۔ اور جزیرہ کورفو تاراج کر دیا۔ یہہ دونون جزیرے ریاست وینس کے ماتحت تہے۔ اور اسیطرح جزیرہ کریٹ۔ زانتی۔ سفلونیا۔ ناوآرینو کو لوٹ لیا۔ اور لنگنوا اور انٹی واری کو فتح کر لیا۔ چونکہ ابہی عیسائی بیڑا جمع نہین ہوا تہا۔ اس لیے عثمانیہ بیڑے کے مقابل کوئی نہ ہوا۔ وزیر پرتو پاشا نے جہازات کو مختلف بندرون اور جزیرون مین متفرق کر دیا۔ اور خود مال غنیمت سے بہرپور جہازون کے ساتھ واپس ہوا۔ ابہی خلیج کارنتہ مین ہی لیکر انداز تہے کہ عیسائی متفقہ بیڑا مسینا سے نکلکر جزیرہ سفالونیا سے آگے بڑہا۔ یہہ خبر سُنکر تو پاشا اور آلوچ علی نے کپتان پاشا مؤذن زادہ علی کو تا تکمیل بیڑہ حملہ سے روکنا چاہا مگر کپتان پاشا جو نہایت متہور تہا اُسنے اس تدبیر احتیاط کو منظور نہ کیا۔ اور خلیج سے باہر نکلکر لیپانٹو کے قریب صف آرا ہوا۔ عیسائی بیڑے کا افسر ڈان جان شاہ ہسپانیہ کا حرامی بیٹا تہا جو کئی معرکون مین نام پا چکا تہا۔ ڈان جان نے اپنا جہاز اور دو اور امیرون کے جہاز حملہ کے لیے آگے بڑہائے جسکے مقابلہ کے لیے ادہر سے بہی خود کپتان پاشا معہ پرتو پاشا اور خزانچی کے تین جہاز لے کر مقابلہ کو نکلا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔

پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ حلق الواد (غولط) گھیر لیا یہ قلعہ نہایت مضبوط تھا صرف خندق ہی ۶۰ گز گہری تھی جسکو کمال محنت سے بھروا گیا۔ فریقین نے خوب داد شجاعت دی۔ مگر آخر بہادر وزیر نے حملہ کرکے بزور شمشیر ۲۴ یوم کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا تعجب ہے کہ یہ قلعہ ہسپانیہ والون نے ۴۰ سال کے عرصہ مین مضبوط کیا تھا۔ اور ترکون نے ۳۴ روز مین فتح کر لیا۔ فتح کے بعد قلعہ گراو یا گیا۔ اور پھر ٹیونس کے قریب دوسرے قلعہ کو بھی سخت جنگ کے بعد فتح کیا۔ اور وہان کے عیسائی حاکم اور مسلمان فرمانروی حفصی کو قید کرکے قسطنطنیہ واپس ہوا۔ اور ٹیونس عثمانیہ سلطنت مین شامل ہوگیا۔ اور سلطنت آل حفصی کا ۳۸۷ سال کے بعد خاتمہ ہوا۔

سلیم کے عہد مین ایران سے لڑائی نہ ہوئی جسکی وجہ یہ تھی کہ ایران سلیم اول اور سلیمان اعظم کے ہاتھون ایسے مکرر صدمات اُٹھا چکا تھا کہ جلدی عہد شکنی کی طاقت نہ رکھتا تھا بنی علیان سکنائے جزیرہ دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ نے سلیم کی تخت نشینی کے بعد ہی بغاوت کی تھی جو جلد فرو کی گئی اور یمن کے باغی والی سامر کو عثمان پاشا اور سنان پاشا نے مغلوب کرکے یمن مین عثمانی رعب جما دیا۔

اسٹریا کے ساتھ بدستور صلح رہی۔ ہنگری۔ ٹرملونیا ماٹوویا خاص شرائط پر باج گذار رہے ماٹوویا کا حاکم بغدان پولنڈ کے سجمنڈ کی سازش سے باغی ہوا مگر شکست کھا کر روس کو بھاگ گیا اور زار روس نے دربار عثمانیہ کے خوش کرنے کے لیے عیسائی اخوت اور انسانی مروت کو خیرباد کہکر پناہ یافتہ بغدان کو قتل کرا دیا عجب شان آلہی ہے کہ ایک وقت روس سلطان ترکی سے اسقدر مرعوب تھا کہ ایک عیسائی والی ریاست کو پناہ دینے سے کانپتا تھا۔ اور آج خاص رعایائے سلطانی کو بحالت امن و امان آزادی دلانے کے لیے شمشیر بکف ہوتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وزیر محمد سقلی نے ایک ایسی تجویز کالی تھی کہ اگر وہ پوری ہوجاتی تو اُسکی ترقی رُک جاتی۔ کریمیا اور زیراف تو ترکون کی ماتحت ہی تھے۔ دریائے ولگا اور ڈان کا درمیانی فاصلہ الگ جگہہ صرف ۳۰ میل رہ جاتا ہے وزیر مذکور نے یہان ایک نہر کھدوا کر دونون دریاؤن کو ملانا چاہا اگر یہ نہر کھد جاتی تو عثمانی بیڑہ قسطنطنیہ سے روانہ ہوکر بحیرہ اسود بحیرہ زیراف اور دریائے ڈان سے گذر کر نہر مذکور کے رستہ دریائے ولگا مین داخل ہوسکتا اور بچہ آسانی کے ساتھ کسپین مین گھوم سکتا اس سے صرف ایران پر ہی اقتدار جمانے مین سہولت نہ ہوتی بلکہ استرخان اور ساحل ولگا کا تمام تاتاری علاقہ سلاطین عثمانیہ کے زیر حمایت آجاتا اور روس کو مشرق کیطرف بڑھنے کا موقعہ نہ رہتا وزیر محمد سقلی نے اس مہم کا دارمدار زیادہ تر کریمیا اور تاتاری فوجون پر رکھا اور استرخان کا فتح کرنا مدنظر رکھا گیا جو ابھی چند سال پہلے زار آیوان نے فتح کیا تھا اس مہم مین

اقتدا بدستور قائم کر دیا۔

فتح ٹیونس

سلطان سلیم ثانی کے عہد کا دوسرا واقعہ فتح ٹیونس ہے۔ ٹیونس میں ۶۲۶ھ ہجری سے آل حفص حکمران تہی جو سلطنت موحدین مراکو کی ایک شاخ تہی۔ خاندان عبد المومن کے زوال پر ٹیونس ایک مستقل سلطنت ہوگئی اور خشکی وتری مین اُسکی شان وشوکت کا سکہ بیٹھ گیا۔ ہسپانیہ کی نو خیز عیسائی سلطنت اور سسلی و اٹلی کے بیڑون کو تباہ کرتے رہے آخر جسطرح اور مسلمان خاندان برباد ہوئے ہین اسیطرح یہان بہی آل حفص مین اختلاف پڑا۔ اور ایک دوسرے کے برخلاف عیسائیون سے مدد لینے لگے نتیجہ وہی نکلا جو حکیم مطلق قادر لایزال نے اپنی پاک کتاب مین بطور قاعدہ کلیہ فرما دیا ہوا تہا۔ "اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا" یعنے جو لوگ مسلمانون کو چہوڑ کر کفار سے بامید امداد اتحاد کرتے ہین اور کفار کی دوستی سے عزت کی امید رکھتے ہین انکو کفار سے کبہی فائدہ نہین ہوگا۔ عیسائی جو سرزمین ٹیونس مین قدم نہین رکہہ سکتے تہے خود مسلمانون کی حمایت سے مدد کے بہانہ سے آنے لگے اور رفتہ رفتہ غاصبانہ قدم جمانے لگے نوبت یہان تک پہنچ گئی۔ کہ مسلمانون کا قتل و غارت اور ننگ و ناموس کی بربادی عام طور سے ہونے لگی۔ سلطان سلیمان کے عہد مین امیر البحر خیر الدین پاشا والی الجزائر نے محض اپنے قوت بازو سے ٹیونس کو فتح کرلیا۔ لیکن محمد حفصی والی ٹیونس نے ہسپانیہ سے مدد طلب کی اور چونکہ ابہی خیر الدین کو سلطنت عثمانیہ سے کوئی مدد نہین ملی تہی اس لیے سخت مقابلے کے بعد ٹیونس سے چلا گیا اور ہسپانیہ والون نے ٹیونس کو خیر الدین سے تو چہوڑ لیا لیکن خود "سے چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی۔" کا مصداق بنکر ٹیونس کے ہضم کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اور بظاہر ٹیونس کی حفاظت کے بہانہ سے ایک نہایت مضبوط قلعہ حلق الواد نام تعمیر کرلیا۔ اور اپنا جنگی ہیڈ کوارٹر بنا کر ٹیونس کے بے سمجہ فرمان روا کی آزادی کو اُڑا دیا اور ساحل ٹیونس کو عیسائیون کی واحد ملکیت بنا دیا جسکی طفیل اسلامی جزیرون اور جہازون پر آفت لاتے رہے اب سلطان سلیم ثانی کے عہد مین ۹۸۲ھ ہجری جبکہ سلطانی جدید بیڑے نے بہادر آوچ علی کے ماتحت یونان کے مغربی سواحل پر یورپ کے متفقہ بیڑے کا غرور فتح لیپانٹو کو مٹا دیا اور ہسپانیہ کے کمزور رفقا کا حوصلہ توڑ دیا مدبر وزیر اعظم محمد سقلی کی تجویز سے سلطان نے دشمن کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھانیکا موقعہ غنیمت جانکر مشہور جنرل سنان پاشا اور امیر البحر آوچ علی پاشا ۔ ۳۰۰ جنگی جہازون کا بیڑا لیکر ٹیونس

(۲) جو فرانسیسی مال و اسباب ترکی علاقہ مین لوٹا گیا ہو اسکا معاوضہ دینے اور لوٹنے والون کو سزا دینے کا سلطان نے وعدہ کیا۔ جو اسوقت محض ترکی تجارت اور آسایش ملک کے لیے بخیال ؎

نکو دار بازارگان و رسول — اگر بایدت نام نیکو قبول

شہنشاہ کہ بازارگان را بخست — در خیر بر شہر و لشکر ببست

تھی مگر آج یہی شرط سلطنت عثمانیہ کے لیے وبال جان ہو رہی ہے (۳) ترکی بحری فوج کو فرانسیسی جہازون کی حفاظت۔ امداد بلکہ مرمت تک حکم دیا گیا۔ اور سب طرح سے فرانس کی تجارت اور بحری طاقت دشمنون سے محفوظ رہ کر عروج پکڑنے لگی۔ مگر احسان فراموش فرانس کبھی ہی بلا مطلب دوستانہ مخلصانہ امداد نکرسکا اور سلطانون کا کسی عیسائی طاقت سے خلوص دلی کی امید رکھنا ہی بالکل فضول ہے جیسا کہ آیندہ واقعات سے ثابت ہوگا۔

سلطان مراد ثالث

سلطان سلیم ثانی کی وفات کے وقت اُسکا بیٹا مراد ثالث منیسا مین گورنر تہا۔ اس لیے سلیم کی وفات کو گیارہ روز تک خفا کیا گیا۔ عربی تاریخون مین اُسکی نسبت لکہا ہے "ولم ینقل عنه انه صدر منه شیٔ من الکبائر" یعنے اُس سے کبھی کوئی گناہ کبیرہ صادر نہین ہوا۔ علم و فضل مین بہی بزرگون سے بڑہا ہوا تہا اور سلیم ثانی کیوقت جو شراب خوری کا عام رواج ہوگیا اُسکو بند کیا ہان عورتون کا سلطان کی مزاج مین دخل ہوگیا۔ مگر شاہان یورپ بہی اس مرض سے پاک نہین فرق یہ ہے کہ شاہان یورپ کی بیگمات عیسائی نسل ہونے کے سبب مذہبی قومی ملکی اخلاص رکہتی ہین اور سلطان مراد کی منظور نظر وینس کی ایک عیسائی نسل خاندانی بیٹی تہی جسنے مذہب تو بدل لیا تہا۔ لیکن قومی اور ملکی جذبات بدستور قائم تہے جس نے وینس کو ہی ترکون سے بچائے رکہا اور دیگر سلاطین یورپ کی مطلب براری بہی کرتی رہی اسی سلطانہ کا رسوخ کم کرنے کے لیے سلطان کی والدہ نور بانو نے خوبصورت لڑکیون کو ڈہونڈہ ڈہونڈ کر سلطان کی خدمت مین پیش کرنا شروع کیا۔ اور اسیطرح ایک ہنگر اس کنیزکہ سلطانہ صفیہ سے بڑہ گئی اور سلطان کی والدہ کی غلطی یا خود غرضی سے ایک دفعہ محل سرای مین پانسو مہ جبین کنیزکون کی ایک پلٹن جمع ہوگئیں اور سلطان جسکے بزرگ میدان رزم بزم جانتے تہے محلسرے کا قیدی بن گیا اور یہہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ رشوت کا رواج وزرا اور دربار مین اسی عہد سے شروع ہوا۔ بلکہ خود سلطان نے اس خراب عادت مین حصہ لیا۔ وینس اور فرانس کو تو رعائتین حاصل ہی تہین دیگر سلطنتون

فوج صرف تین ہزار تھی اس لیے استرخان کی قلعہ نشین روسی فوج نے حملہ آور فوج کو پسپا کر دیا اور جو پانچ ہزار سلطانی فوج نہر کھود رہی تھی اسکو بھی اسی شاہزادہ سربی نوف نے پندرہ ہزار کے ساتھ حملہ کر کے تتر بتر کر دیا۔ اور یہہ ترکون اور روسیون کی پہلی لڑائی ہے۔ اس سے پہلے ایک دوسرے کے ہتھیارون سے ناآشنا تھے اور اسی ناآشنائی کی وجہ سے عثمانیہ وزراء نے ایسی مہم کا انحصار نامنتظم فوج اور غیر قوم پر کیا جو ترکون کی طرح ہرگز جانین نہین لڑا سکتے تھے اور ممکن ہے کہ تاتاری عثمانیہ ترقی کو اپنی آزادی کا مخل جانتے ہون کیونکہ روسی اگرچہ ریاست استرخان اور قازان کو فتح کر چکے تھے مگر ابھی تاتاری خوانین زار روس کو شکست دینے کی کافی طاقت رکھتے تھے چنانچہ اس ناکامیابی نہر سے ایک سال بعد ہی اکیلے خان کریمیا ہی نے روس کے دار السلطنۃ کو بزور شمشیر فتح کر کے برباد کر دیا تہا۔ اور بخلاف اس کے ترکون کا اقتدار زیادہ مہیب تہا۔ لیکن اس مہم کی ناکامیابی کی وجہ صرف یہی سمجھ مین آتی ہے کہ روسیون کو بہت کمزور خیال کیا گیا تہا اسی سبب تھوڑی ترکی فوج روانہ کی گئی اور وہ بھی نہر کھودنے والے بیلدارون وغیرہ کی حفاظت کے لیے زیادہ ناموزون تھی دشمن کی تعداد زیادہ اور انجام جو انکی تھی ناکامیاب ہو گیا۔ اور دریائے ڈان اور ولگا بلکہ نایزاف سے بھی عثمانیہ رعب اٹھ گیا اور زار روس کے منہ مین خون لگ گیا جس سے وہ آیندہ بڑھتا بڑھتا سخت خونخوار بھیڑیا بن گیا۔ وزیر محمد صقلی کی غلطی کہو یا سلیم ثانی کی تن پرستی باعث سمجھو کہ اس نے اس نیم وحشی دشمن کو قواعد دان ترکی فوج سے سیدھا نہ کر لیا اور اپنے تحت خان کریمیا کو ہی اسکے مقابلہ کے لیے کافی خیال کیا جسنے ماسکو کی غارتگری سے بابعالی کا یہ خیال صحیح ثابت کر دیا۔ مگر یہہ کوئی مستقل فایدہ نہ تہا۔ اس سے صرف کریمیا کی مدت حیات بڑھ گئی۔ ورنہ نہر کے رکنے سے جو سلطنت عثمانیہ کو نقصان پہونچا اسکا تدارک نہو سکا روس کی ترقی کے وسائل مشرق اور جنوب کی طرف برابر بڑھتے رہے اور ترکون کے گھٹتے رہے جبکی ابتدا ئی اسی سلطان سلیم کے عہد مین شروع ہوی سلطان نے ایک نہایت نفیس حمام قسطنطنیہ مین تعمیر کیا تہا اس مین پاون پھسل گیا۔ اور جسطرح گرا تہا وہ سیاہ ہو گیا۔ اور چند روز بیمار رہ کر ۹۸۲ھ ہجری مین ۵۲ سال کی عمر اور ۸ سال کی سلطنت کے بعد مر گیا۔ بیت الحرام کی مسجد کی تعمیر اسی سلطان کے عہد مین ہوئی تھی ترکی کا خود غرض دوست فرانس سلیم ثانی کے عہد مین بہی ترکی رعایا کی جیبین کترا رہا۔ امتیازات سے مالامال ہوتا رہا سابقہ مراعات کے علاوہ مندرجہ ذیل مراعات اور دی گئین۔

(۱) ہر ایک فرانسیسی کو جو ترکی مین آباد ہو جزیہ سے معافی دی گئی۔ فوجی خدمت سے معافی پہلے ہی بری تھے اب سلطان سے بہی فرانسیسی حقوق بڑہ گئے جس سے آیندہ بہت کچھ خرابیان واقع ہوئین

خونخوار جنگ کے بعد شکست دی اور شروان مین جعفر پاشا کو چہوڑکر خود براہ کریمیا واپس ہوا۔ اور خان کریمیا کو جو بغاوت کا منصوبہ کر رہا تہا شکست دے اور اسکا سر کاٹ کر قسطنطنیہ لے گیا۔ اور مقتول خان کے بہائی کو گورنر کریمیا مقرر کیا قسطنطنیہ پہنچنے پر بہادر پاشا کی نہایت عزت کی گئی سلطان نے دربار عام مین اپنی دستار عثمان کے سر پر رکہی۔ اور اپنی شمشیر بہادر پاشا کی کمر مین باندہ دی اور وزیر اعظم کے معزز عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔ جو وزیر محمد سقلی کی شہادت ٧٩٨۶ھ سے ایک دو تقرریون کے بعد خالی تہا محمد سقلی کے بعد احمد پاشا کی برطرفی پر سنان پاشا وزیر اعظم ہوا تہا۔ جسکو ٩٨٨ھ مین ایران کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ اس نے شاہ ایران کی درخواست پر صلح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور سلطان نے ناراض ہو کر سنان پاشا کو معزول کر دیا۔ جو سلطان مراد کی کمال جنگجوئی پر دلالت کرتا ہے اور فرہاد پاشا ایران کی لڑائی پر ٩٩١ھ بہیجا گیا۔ جسنے آذربائجان کو کہوند ڈالا۔ اور شہروان مین مضبوط قلعہ بنا کر گرجستان چلا گیا۔ اور وہان کے قلعے تعمیر کر کے انتظام کا سکہ بٹہا لیا۔ مگر ایران کے مقابلہ مین کوئی نمایان فتح نہ دکہا سکا۔ اس لیے وزیر اعظم عثمان پاشا ابن ازادمر ٩٩٣ھ ہجری مین فوج کثیر لے کر روانہ ہوا۔ اور ایرانی فوج کو کاٹتا اور دباتا ہوا تبریز مین جا داخل ہوا۔ اور شہر والون کو امان دیدی اور ایک جدید قلعہ اور ٣٥ یوم مین تعمیر کر لیا۔ اور اہل تبریز کے غدر کے سبب بچون عورتون کو چہوڑکر قتل عام کیا۔ جس ظلم کے اثر بد سے عثمان نہ بچ سکا اور بیمار ہو کر روم کو واپس ہوا۔ اور تبریز مین تینتیس ۳۳ ہزار فوج جعفر پاشا کے ساتھ چہوڑ دی اور ابہی تبریز سے روانہ ہوئے چار دن ہی گذرے تہے کہ شاہ ایران کا بہادر بیٹا حمزہ میرزا لشکر جرار لے کر مقابل ہوا وزیر عثمان پاشا نے باوجود سخت بیماری کے خود کمان ہاتھ مین لی اور صبح سے شام تک خونخوار جنگ ہوتا رہا۔ جب کوئی نتیجہ ترکون کے حملات سے نہ نکلا تو بہادر وزیر نے محض توپخانہ سے کام لیا۔ آٹھ سو توپون کے گولہ گیر و تیغ ایرانیون کی شجاعت کو خاک مین ملا دیا۔ اور بے شمار ایرانی گولون کے ہلاک ہوئے۔ اور باقی بہاگ گئے وزیر اسی جگہہ اترپڑا اور بہادران لشکر کو انعام و اکرام دینے لگا۔ اور آدہی رات کو بخشش کرتا ہوا فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ عثمان پاشا اگر بیمار نہ ہوتا تو فتح ایران مین کچھ شک نہ تہا۔ مگر تبریز کی ظالمانہ حرکات خداوند کو پسند نہ آئیں۔

عثمان پاشا کی وفات کے بعد فوج کی کمان سنان پاشا نے لی مگر واپسی کے وقت قلعہ سلماس کے قریب بہادر شاہزادہ حمزہ میرزا نے تیس ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا اور ترکون نے سخت نقصان اٹھا کر فتح حاصل کی۔

نے بھیجا تحفہ تحائف دیکر ممالک عثمانیہ مین باذن حجاز انگلستان کی مشہور بلکہ کہتے ہیں انہوں نے اپنے مذہب
پروٹسٹنٹ کے سوا احداثہ عقاید اور رومن کیتھلک عیسایون کی بت پرستی کے خیالات کو پیش کرکے
۱۵۸۳ء مین اپنا سفیر مقرر کرلیا۔ حالانکہ سفیر فرانس بہت کچھ مخالفت کرتا رہا اور فرانس کے بگڑنے کی
دھمکی دیتا رہا۔ مگر سلطان نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اسی طرح شاہ فرانس کی درخواست فوج کشی برخلاف
ہسپانیہ کو بھی نامنظور کیا گیا۔ اس مین بھی سلطانہ صفیہ کی شرارت کو دخل تھا فرانس نے جب سلطان سے
شکایت کی تو سلطان نے صریح لفظون مین کہدیا کہ اگر فرانس ہمارے کامون پر اعتراض کرے گا
تو اُس سے تمام رعائتین چھین لی جائین گی۔ جبکو سنکر فرانس دم بخود ہوگیا اور خوشامد سے بدستور
اپنا مطلب نکالتا رہا۔
سلطان مراد جسکو عیاش لکھا جاتا ہے عثمانیہ جنگی اقتدار قائم رکھنے مین اپنے بزرگون سے کم نہین رہا
اسکو صرف وزیر محمد سقلی سے ہی منسوب کرنا بے انصافی ہے وزیر مذکور کی صلاح ومشورہ پر چلنا بھی
سلطان مراد کی کمال دوراندیشی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر اس روایت کو مان لیا جائے کہ مراد ثالث
کے عہد مین کسی وزیر کی نہین چلتی تھی۔ اور سلطان عورتون کا محکوم تھا تو پھر اس قدر عظیم الشان فتوحات
اور ایزادی ممالک کا باعث محض عثمانی فوج کو جاننا اور مراد ثالث کو اسکا باعث نہ سمجھنا بھی غلطی ہے
ہان قدرتی طور سے مراد کی طبیعت کمزور تھی اور عورتون کی دوامی صحبت سے اور بھی مردانہ اوصاف
کم ہوگئے ہونگے۔ مگر پھر بھی عثمانیہ خون موجود تھا۔ ہر ایک مہم مین گہری توجہ دیتا رہا۔

جنگ ایران

بوڑھے شاہ طہاسپ کو بیوی نے زہر دیکر ۹۸۴ سنہ ہجری مین ہلاک کیا۔ اور اسکا پسر پنجم حیدر جانشین
ہوا جو چند گھنٹون کے بعد قتل کیا گیا۔ اور اسکا بھائی خونخوار اسمٰعیل بادشاہ ہوا۔ اور ۱۸ ماہ کے بعد ہمشیرہ
کے ایما سے ہلاک ہوا۔ اور طہاسپ کا بیٹا محمد خدابندہ تخت نشین ہوا۔ مراد اور اُس کے وزرا
نے ایران کی ابتری سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ اور ۹۸۶ سنہ ہجری مین مصطفی پاشا فاتح قبرس کو لشکر جرار
دیکر روانہ کیا۔ جو جارجیا، گرجستان، ٹفلس، شروان کو فتح کرتا ہوا موسم جاڑا بسر کرنے کے لیے
روم کو چلا آیا۔ اور عثمان پاشا ابن ازدام کو انتظام کے لیے چھوڑ آیا۔ عثمان پاشا نے والی شروان
کی بارہ ہزار فوج کو تہ تیغ کیا۔ اور پھر شاہ ایران کی فوج کے مختلف دستون سے بیس ۲۰ لڑائیان
لڑا۔ اور ہر ایک مین فتحیاب ہوا۔ اور پھر تیس ہزار ایرانی فوج کو چار دن کے متواتر

اور ایسی حالت مین مفسدین بد امنی کے پہیلانے مین کوئی کسر اٹہا نہین رکہتے ۔ ظالم اور لالچی حکام ایسے موقعہ پر رعایا کی ناراضگی کو زیادہ بہرکاتے ہین یہی حال سلطنت عثمانیہ کا ہوا ۔ ایشیا ۔ مصر ۔ تبریز تک فساد شروع ہوگئے مگر لائق وزیرون نے دبائے

جنگ ہنگری

سلطان مراد نے فوج کی توجہ بانٹنے کے لیے ہنگری پر چڑہائی کر دی اور ۱۰۰۱ہجری مین سنان پاشا نے قلعہ تبستریم اور تاجہ فتح کر لیا ۔ اور حسن پاشا نے آسٹرین سپہ سالار کو قید کر لیا ۔ سال آئندہ مین قلعہ قرآن فتح ہوا اور مضبوط اور مشہور قلعہ یانق جسکو عیسائی ناممکن الفتح خیال کرتے تہے محصور کیا گیا ۔ قلعہ کے چارون طرف پانی محیط تہا نہ سرنگ لگ سکتی تہی اور نہ حملہ ہوسکتا تہا ۔ توپون کی آتش فشانی بہی کچہ اثر نہ دکہا سکتی تہی بلکہ ایکدفعہ قلعہ والون نے ایک ایسا آتش گولہ مارا کہ علم محمدی علیہ الصلوۃ والسلام گرنے لگا مگر ایک شیر دل جوانمرد غازی نے علم مقدس کو تہامے رکہا ۔ آخر اسی علم محمدی صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی برکات سے قلعہ مین وبا پہوٹ پڑی اور محصورین بہ تعداد کثیر مرنے لگے جس سے مجبور ہوکر قلعہ بشرط امان حوالہ مسلمانان کیا گیا ۔

مگر اس کے بعد عیسائی باجگذار ریاستین ۔ ٹرنیلونیا ۔ مالاتویا ۔ والشیا بہی باغی ہوکر مخالفون کی مددگار ہوگئین سلطان یہہ خبرین سنکر بیمار ہوگیا ۔ اور ۱۰۰۳ہجری مین بچاس سال کی عمر اور بیس سال ۵ ماہ کی سلطنت کے بعد فوت ہوا ۔

زوال سلطنت

زوال سلطنت کا آغاز تو سلطان سلیمان کے فوت ہونے کیوقت سے ہی ہوگیا تہا ۔ اور سلیم ثانی کی بادہ خواری نے سلاطین کے اسلامی جلال کو کم کردیا تہا ۔ مگر پہر بہی عثمانیہ سلاطین کی مجاہدانہ شمشیر زنی کا خوف یورپ کے دلون مین ایسا نہین بیٹہا ہوا تہا کہ عثمانیہ سلطنت کو فوراً نقصان پہونچ سکتا علاوہ اسکے سلطان سلیمان اول کی تربیت یافتہ سردار موجود رہے اسلیے فتح ٹیونس اور سائپرس سے اور بہت سا علاقہ مل گیا بقول بعض سلطان مراد کو شہوت پرستی نے نکما کردیا ۔ تلوار بہی اٹہائی تو مسلمانون پر ترکی اور ایران کے لاکہون مسلمان نہ تیغ کرکے چند زرخیز صوبے تو لے لیے مگر شیعہ سنی کی مخالفت کو اور بہڑکا دیا ۔ اور موقعہ پاکر شاہ عباس اول نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکہکر مدت تک

ترکی فوج کے چلے آنے کے بعد ایرانیون نے تبریز کا محاصرہ کر لیا۔ اور دس ماہ کے ایام محاصرہ مین فریقین مین ۴۸ لڑائیان اور قلعے پر ۵۱ حملے کیے گئے مگر ترکون نے قلعہ نہ دیا آخر ۹۹۲ھ ہجری مین فرہاد پاشا ترکی فوج جرار لے کر آ پہنچا اور تبریز اور تفلس کو ایرانیون سے نجات دلوائی اور تبریز کے استحکام کے بعد اور دو قلعے تبریز اور وان کے درمیان تعمیر کیے اور فوج اور سامان جنگی سے بھر دیے فرہاد پاشا گرمیون مین ایرانیون سے لڑتا اور جاڑے مین عثمانیہ ممالک مین چلا آتا اسطرح کے متواتر معرکون سے ترکون کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور بیادر شاہزادہ حمزہ مرزا کے ناگہانی قتل سے ایرانی فوج کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ . . . . اور ایران کا اندرونی نظم ونسق بگڑ گیا محمد خدا بندہ شاہ ایران نے درخواست صلح کی مگر قبل از صلح لڑائی شروع ہوگئی اور فرہاد پاشا نے تین دن کی سخت لڑائی کے بعد ایرانیون کو سخت شکست دی اور دوسری طرف گورنر بغداد نے بھی کئی ایک ایرانی گورنرون کو شکست دیکر کئی جنگی مضبوط مقامات فتح کر لیے اور فرہاد پاشا نے قرابغ کے صوبہ کو فتح کر لیا۔

اور ۹۹۵ھ ہجری مین محمد خدا بندہ کو اُسکا بیٹا شاہ عباس اول معزول کر کے خود تخت نشین ہوگیا۔ یہہ محمد خدا بندہ نابینا تھا جبکہ ترکون سے لڑائی جاری تھی اُسوقت ایران کے شرقی حدود پر اوزبکون حملات شروع کر دیے شاہ عباس نے نہایت عقلمندی کو کام مین لا کر سلطان مراد سے صلح کی التجا کی اور صوبجات جارجیا۔ شیروان۔ لورستان۔ تبریز۔ معہ صوبہ آذربائجان کے دعوی سے دست بردار ہو کر اور عثمانیہ ممالک کی جزو تسلیم کر کے عہدنامہ کر لیا۔ اور یہہ بھی شرط ایزاد کی گئی کہ ایرانی اصحاب ثلاثہ کو تبرا نہ بھیجا کرین اور فریقین کے مستقل حدود مقرر ہوئین اور اسیطرح یہ پہلا جنگ ختم ہوا۔ اور ترکون کو یورپ کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ہوئی۔

لیکن سلطانی دربار کا شیرازہ پراگندہ تھا۔ محلسرای کی عورتون اور خواجہ سراؤن کی سفارشون اور رشوت خواری سے معزز عہدے جاگیرین ملتی تھین نتیجہ یہہ نکلا کہ لائق اشخاص کا عنصر دربار سے گھٹتا گیا۔ محمد پاشا گورنر روحلیا نے کم مالیت کا سکہ فوج کو تنخواہ مین دینا چاہا کئی جگہہ فوج نے بغاوت کی قسطنطنیہ مین ینگچیریون نے سلطان کو محمد پاشا مذکور کے قتل کرنے پر مجبور کیا۔ گو ینگچیری پاشا مذکور کی مخالفت مین راستی پر تھے۔ لیکن اس دفعہ سے ینگچریون کے حوصلے بڑھ گئے اور سلطانی رعب مین خلل آ گیا۔ اور آیندہ سلاطین کے لیے مصیبتون کا راستہ تیار ہو گیا اور سلاطین کی عیاشی کو بعد یہہ دوسری وجہ زوال سلطنت ہے قاعدہ ہے کہ جب ایک دفعہ حکومت کا رعب کم ہو جائے تو پھر جمنا مشکل ہوتا ہے

اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون - پارہ (۱۰) سورۂ توبہ - سنا کر ہر ایک حصہ ملک سے شائقین شہادت اس جہادی لڑائی مین حصہ لینے کے لیے جوق در جوق علم مقدس و متبرک کے زیر سایہ جمع ہو گئے اور سلطان اس شان و شوکت اور ٹھاٹھ سے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا کہ معمر لوگون کو غازی سلیمان اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور جاہ و جلال نظر آنے لگا -

علم محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جو سخت نازک حالت مین کھولا جاتا ہے وہ عام جہاد کے اعلان کے مرادف ہوتا ہے دنیا کے ہر ایک حصہ مسلمانون کو ایسے اثر سے وقت مین قوم اور مذہب کے بچانے اور علم مقدس کی عظمت کے قائم رکھنے کے لیے مقابلہ کفار پر جانا فرض ہوتا ہے اور سلطان ترکی کے پاس یہ ایک ایسی اتحاد اسلام کی ملکی تدبیر موجود ہے کہ یورپ کی کوی سلطنت خواہ کس قدر ایسے چلے نازک اور سخت موقعہ پر مسلمانون کو سلطان خادم حرمین شریفین کی مدد سے نہین روک سکتی - بشرطیکہ مسلمانون مین نور اسلام اور پابندی قرآن کا مادہ موجود رہے - اور انشاءاللہ تعالی قیامت تک رہے گا -

جنگ عظیم

سلطان محمد (۳ شوال ۱۰۰۴ھ) ہجری مین دار الخلافہ سے روانہ ہوا - اور بلگیریہ پہونچ کر قلعہ اگرای (ارلا) کو فتح کر لیا - آسٹریا کا سپہ سالار عظیم الشان عثمانیہ فوج کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر پہلے ہی پیچھے ہٹ گیا - اور بہت سات عیسائی طاقتون کی بیشمار فوج کے آجانے سے مقابلہ کو بڑھا - سلطان قلعہ معدن کو جارہا تھا کہ تیسری منزل پر عیسائی لشکر نے سلطانی فوج کو روک لیا - سلطانی فوج ابھی تیار نہین تھی کہ عیسائیون نے حملہ کر دیا ۲ ربیع الاول جمعرات کو تمام دن شام تک لڑائی رہی مگر فیصلہ نہ ہوا دوسرے دن عیسائی فوج نے زیادہ جوش سے کام لیا فوج جو لوہے مین غرق تھی یکبارگی ٹوٹ پڑی اور ترکون کی صفون کو چیر کر اور بھگا کر سلطانی خیمہ تک پہونچ گئی سلطان جو خود شمشیر زن نہ تھا میدان سے ہٹنے لگا - مگر سلطان کے استاد و مشہور مورخ خواجہ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روک کر ثابت قدم رہنے کی التجا کی اور ان اللہ مع الصابرین اور ان مع العسر یسرا - کی حوصلہ افزا بشارتین سناکر سلطان کو میدان جنگ مین قائم رکھا جسنے علم محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کو نہایت پردلی سے تھام لیا - اور دوسری طرف منفرق مسلمانون کو خدا تعالی کا حکم وَمَنْ یولّھم یومئذ دبرہٗ الّا متحرفاً لقتالٍ او متحیزاً الی فئۃٍ فقد باءَ بغضبٍ من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر - سورۂ

حدود ترکی کو پامال اور سنی رعایا کو نہ تیغ کیا جسکا ذکر آگے کیا جائے گا۔
ینگچری فوج کو قتل وزرا اور سلطان کو مجبور کرنے کی جرات ہوئی اور سلطانی سیاست کا خوف جاتا رہا جسکو دیکھ کر اور طبقات رعایا کو بھی سرکشی کا خیال پیدا ہوا۔ جب اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوا الامر منکم پر ایمان رکھنے والون کا یہ حال ہوا۔ تو عیسایون کو کیا دیر تھی تینون صوبے ٹرانسلونیا۔ مالدیویا۔ و اتیشیا۔ صدیون کے باجگذار اپنے اپنے صوبون کے متعینہ ترکون کو قتل کر کے میدان مین اتر آئے عثمانیہ سلطنت کے خزانے مسلسل فتوحات کے مال غنیمت اور باج وخراج سے بھرپور رہتے تھے فتوحات کا سلسلہ بند ہو چکا تھا۔ بلکہ رعایا بھی منہ آنے لگی۔ اندرونی انتظام بگڑ گیا۔ مالی حالت اور کمزور ہو گئی۔

سلطان محمد ثالث (۳)

جب سقدر ابتری جہار ہی تھی مراد (۳) کا بیٹا محمد ثالث تخت نشین ہوا جسنے اپنی ۱۹ بھایون کو قتل اور باپ کی تمام حاملہ کنیزکون کو دریا مین غرق کرا دیا تاکہ کوئی اور وارث ورقیب پیدا نہو سکے اور یہ اخیر سلطان تھا جسنے ولی عہدی اور شاہزادگی کے ایام مین صوبجات کی گورنری سے کچھ تجربہ حاصل کیا تھا اسکے بعد بخوف خروج بغاوت یہ قاعدہ بدل دیا گیا۔ اور شاہزادے دنیا ومافیہا سے بے خبر رہ کر محلسرا کے اندر زنانہ تربیت پانے لگے اور تخت نشین ہو کر آبائی استقامت وشجاعت کا نمونہ نہ دکھا سکے۔

سلطان محمد ثالث ۲۳ سال کا نوجوان بیدار مغز احکام شریعت کا بڑا پابند تھا۔ مراد کے اخیر عہد مین اسٹریا کیساتھ لڑائی جاری تھی اور میکائیل حاکم افلاق والیشیا نے کئی قلعے چھین لیے یہ اسٹریا اور ہنگری کی فوجون نے رومیلیا تک علاقہ کھونڈ ڈالا۔ اور تمام درمیانی علاقہ فتح کر لیا۔ سلطان نے فرہاد پاشا سپہ سالار کو روانہ کیا جسکو عیسایون کے ہاتھ سے سخت شکست ہوی۔ اور فوج کا حصہ کثیر میدان مین کٹ گیا۔ سلطان نے فرہاد پاشا کو قتل اور سنان پاشا کو جدید فوج دیکر مقابلہ پر روانہ کیا۔ مگر یہ بوڑھا جرنیل شمشیر زنی کی تمام سپاہیانہ طاقتین قدرت کے حوالہ کر چکا تھا۔ اس لیے ایسے دشمن غدار سے عہدہ برآ نہو سکا۔ اور شکست یاب ہوا۔ اس لیے خیر خواہان سلطنت نے عرض کی کہ اب وقت آگیا ہے کہ سلطان خود بنفسہ فوج کی کمان لے۔ ہرچند سلطان کی والدہ صفیہ خانم مانع ہوئی لیکن مدبرین سلطنت کی رائے غالب رہی۔ علم محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نکالا گیا۔ اور سلطان نے جان جہاد کا اعلان انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل

کی سفارش نسبت عیسائی مفسدین ترکی کے منظور کرنے کی بابت ظہور میں آتی رہی اس پر یوں سفیر فرانس نے کئی ایک عیسائی مجرمین بغاوت کا قصور معاف کرایا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی رعایا ترکی کو آیندہ سرکشی کا حوصلہ پیدا ہو گیا۔ اور سفرائے دول خارجہ کو اسطرح سے عیسائی رعایا کو اپنا رسوخ بڑھانے اور سلطانی رعب گھٹانے کا ڈھب آگیا۔ اور زوال سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیدار مغز سلاطین کبھی بھی اجانب کی دست اندازی کو ملک کی اندرونی انتظام مین گوارہ نہین کرتے کیونکہ ابتدا مین غیر سلطنت کا دخل خواہ کس قدر ہی کم یا موہوم خیال کیا جاوے لیکن آخر رنگ لاتا ہے۔

ایشیائی سلطنتین یورپ کی انہی چالاکیون سے تباہ یا نیم جان ہو رہی ہین فتح سر سین کے بعد چغال زادہ (سقالا زادہ) وزیر اعظم ہو گیا۔ اور اُس نے ان لوگون کو جو میدان سر سین سے بھاگے تھے سخت سزائین دینی شروع کین جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ اکثر سپاہی کھلم کھلا بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اور عبد الحمید جاگیر دار مفسد کے ساتھ ملگئے جسنے جمعیت کثیر بہم پہونچا کر ترکون کو کئی شکستین دین اور سلطنت تین سال کے بعد آتش بغاوت کو فرو کرسکی اور باغی سردار کو بوسینا کا گورنر بنا کر بھیجدیا گیا جہان اُسکی ناتربیت یافتہ فوج کا حصہ کثیر فنا ہو گیا۔

عیسائی معرکہ

فتح سر سین سے عیسائی طاقت کو بہت سا نقصان پہونچا تھا۔ لیکن ابھی انکی طاقت کے وسائل موجود تھے باغی صوبجات کی عیسائی رعایا حب وطن کے جوش اور قوم کی آزادی کے لیے لڑتی تھی۔ اس لیے انکو ترکی کی طرح کچھ زیادہ مصارف بہم پہونچانے کی ضرورت نہ پڑتی تھی علاوہ اس کے۔ جرمن واسٹریا اٹلی پولینڈ کی فوجین تو علانیہ اور فرانس وغیرہ کے مجاہدین خفیہ باغی عیسائیون کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے۔ اس لیے جنگ سر سین کے بعد بھی لڑائی جاری رہی۔

اور ۱۰۰۵ہجری مین سلطان محمد نے محمد پاشا ساطورجی کو گورنر ہنگری مقرر کیا اور اُسنے فوج کفار کو سخت شکست دی اگر حسن پاشا گورنر بوسینا اہمال وغفلت کو کام مین نہ لاتا تو اس دفعہ ایک مخالف بھی بچ کر نہ جاتا۔ مگر نفاق نے کام بگاڑ دیا۔ اور عیسائیون نے قلعہ یافق وغیرہ کئی قلعہ فتح کر لیے اور میکائیل ترکون کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر نیکوپولی پہونچ گیا اور محمد پاشا بھاگ گیا اور اسی جرم مین بحکم سلطانی قتل کیا گیا۔ اور میکائیل باوجود حملات متواترہ کے نیکوپولی فتح نہ کرسکا اور واپس لوٹ گیا۔ یہہ ایک باجگذار رئیس کی حالت تھی جو محض قومی جوش سے

تو پادشاہ نے سناکر اور سلطان کی استقامت دکھا کر جمع کر لیا۔ مارشل سقالا زادہ جس نے لڑائی میں ابھی تک حصّہ نہیں لیا تھا۔ اپنے آقائے نامدار سلطان محمد کو ایسی خطرناک حالت میں دیکھ کر دفعۃً حملہ آور ہوا۔ عیسائی جو فاتح بنکر لوٹ مار کر رہے تھے اُس ترکی شہباز کی جھپٹ اور دیگر مسلمانوں کے مکرر حملہ کی تاب نہ لا سکے اور صرف آدھ گھنٹہ کے بعد ہی بھاگ نکلے۔ پچاس ہزار عیسائی میدان میں مارے گئے۔ یا دلدل میں غرق ہوئے۔ سپہ سالار آسٹریا کا کل خزانہ سامان جنگ ترکوں کے ہاتھ لگا۔ ترکوں نے بھی یہ فتح عظیمہ جانوں پر کھیل کر حاصل کی۔ چنانچہ سپاہیوں کے علاوہ چار سو سرداران لشکر اور دس فیلڈ مارشل اور چار امیر کبیر اسلام پہ فدا ہو گئے۔ اور تاج شہادت پہن کر قومی خدمت کا حق ادا کر گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) کہتے ہیں کہ جب مسلمان پراگندہ ہو گئے اور سلطان نے میدان میں قائم رہنے اور غازیانہ مقابلہ کا فیصلہ کیا تو اسوقت نہایت خضوع وخشوع سے دُعائے فتح ونصرت مانگی اور ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ مسلمان لوٹ آئے اور فتح کے آثار ظاہر ہونے لگے جو سلطان محمد کی سعادت اسلامی کا نشان تھا۔

خلاصۃ الاثر کی روایت ہے کہ کسی عالم باعمل کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب میں کہا کہ چونکہ سلطان محمد سعید صالح تھا اس لیے بعد شکست خدا تعالی کی مدد سے یہ فتح عظیمہ حاصل ہوئی بہر حال سلطان مظفر ومنصور ہو کر ماہ جمادی الآخر ۱۰۰۵ھ ہجری میں قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔

اس فتح کی مبارکبادیں ریاست وینس۔ فرانس وغیرہ نے دینی شروع کیں۔ پولنڈ نے بھی قیام اتحاد کی التجا کی انگلستان ابھی مقتدر سلطنتوں میں شمار نہ ہوتا تھا۔ مگر مدبر اور فرزانہ ملکہ الزبیتھ کی تدبیر والتجا سے انگلستان نے بھی تجارتی حقوق حاصل کر لیے تھے۔ اس جنگ ہرتسیس میں انگلستان کا سفیر ترکی فوج کے ساتھ تھا۔ فرانس کا سفارتی تعلق اور خود غرضانہ اتحاد تو مدت سے چلا آتا تھا۔ مگر سلطان محمد کے اخیر عہد میں فرانس کے سفیر بریوی نے بہت کچھ سلطان کی مزاج پہ قابو پا لیا ترکی کو کچھ فائدہ نہوا البتہ فرانس کے باغیان مارسیلز وغیرہ سلطان کی دھمکی اور بحیرۂ روم کی ترکی بیڑہ کی موجودگی سے فرانس کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکے اور محض فرانس کی خاطر سے فلپ شاہ ہسپانیہ کی درخواست اتحاد کو سلطان نے مسترد کر دیا۔ شان الہی ہے کہ ایک وہ وقت تھا کہ فرانس سلطان ترکی کی دوستی کی آڑ میں اپنے ملک کو دشمنوں سے بچاتا ہے اور جلیل القدر سلطان بے خوف وخطر مخالفان فرانس کو تہدید آمیز فرمان کے ذریعہ متنبہ کرتا ہے اور آج وہی ہر ایک قسم کی شرارت خلاف اسلام پر آمادہ ہے یہ اُس غلطی کا نتیجہ ہے کہ سلاطین عثمانیہ سے عطائے امتیازات اور سفرائے دول خارجہ خصوصاً سفیر فرانس

سُلطان احمد اوّل

سلطان محمد نے اپنے لائق بہادر فرزند اکبر محمود کو تو سلیمان اعظم کی طرح محض اس وہم سے کہ کہین سلیم اول کی طرح اسکے لیے خطرہ جان ثابت ہو قتل کرادیا تہا اب دو بیٹے احمد اور مصطفےٰ باقی تہے بڑا بیٹا چودہ پندرہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اُسکی تاریخ جلوس خیر السلاطین ہے جو خاندان عثمانیہ کا چودہوان حکمران تہا۔ چونکہ اُس نے باپ کے عہد کی تمام بغاوتون سرکشیون کا قلع قمع کردیا اس لیے اُسکو بدر خاندان عثمانیہ کہا جاتا۔

سُلطان احمد نے تخت نشین ہوتے ہی علی پاشا وزیر اعظم کو آسٹریا کی لڑائی پر روانہ کیا۔ اور وزیر مذکور راستہ مین مرگیا اور محمد پاشا گورنر رومیلیا کو کمان دی گئی مگر مراد پاشا کی سعی سے ترکون اور آسٹریا مین بیس سال کے لیے صلح ہوگئی جسکی دونون سلطنتون کو ضرورت تہی ترکی کو ایران اور باغیان ملک کی وجہ سے اور آسٹریا کو اندرونی بے انتظامی کے سبب سے صلح کی ضرورت لاحق ہوئی۔

یہ معاہدہ ستواتورک کہلاتا ہے۔ یہہ پہلا موقعہ ہے کہ ترکی نے کسی عیسائی سلطنت کو مساوی درجہ پر تسلیم کیا اور آسٹریا جو ہمیشہ تیس ہزار ڈیوڈک سالانہ خراج سلطان کو دیتا تہا معاف کر کے یکمشت دو لاکھ کرون سلطان نے لینا منظور کر لیا اس سے پہلے سلاطین عثمانیہ اسٹریا وغیرہ کو باغی صوبجات سے زیادہ وقعت نہ دیتے تہے اسی عہدنامہ سے عثمانیہ فتوحات کا سیلاب رک گیا اور وسطی یورپ مین ایک برابر درجہ کی عیسائی سلطنت مستقل وجود قائم ہوئی۔ جس سے آیندہ عیسائیون کے حوصلہ بڑہ گئے۔ اور دیگر صوبجات باجگذار کو بہی سرکشی کی آمنگین پیدا ہو کر مخالفون کی طاقت بڑہانے اور عثمانیہ سلطنت کے زور گھٹانے کا باعث ہوگیا یہہ عہدنامہ محض شاہ عباس والی ایران کی عہد شکنی کے سبب سے ہوا تہا۔ افسوس کہ مسلمانون کا نفاق ہمیشہ مخالفین اسلام کو فائدہ پہنچاتا رہا۔

عباسیہ اور اموییہ مخالفت نے سپین کے اولوالعزم مجاہدین سے فرانس اور مغربی یورپ کو بچالیا اٹلی اور یورپ کے ہتبرک دارالخلافہ روم کو تیمور کی ہوس کشور کشائی نے بایزید یلدرم کے زبردست ہاتہون سے دوبارہ زندگی دلائی۔ غازی سُلطان محمد فاتحہ قسطنطنیہ اور بہادر سلیم اول اور خادم اسلام سلیمان اعظم رحم اللہ اجمعین کی شمشیر بران سے مسلمان شاہان ایران کے نفاق و شقاق نے یورپ کو بچالیا جسکے بچنے کی بظاہر کوئی امید نہ تہی اور شاہ کی کارروائی نے سلطنت عثمانیہ کے وقار شاہنشاہی کو نقصان پہونچایا۔

استعداد تھور دکھا رہا تھا اور ترک بلند ارادے رکھتے تھے وہ کچھ کر نہ سکتے تھے۔

فتح قانیسر

سلطان نے آخر ۱۰۰۸ہجری مین وزیر اعظم ابراہیم پاشا کو روانہ کیا جسنے قلعہ قانیسرہ کو گھیر لیا اور سخت جانگداز معرکہ ہوا۔ اور قریب تہا کہ مسلمانون کو شکست ہو۔ کہ ایک درویش صالح نے شیخ الاسلام صنع الدین جعفر کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ فتح قلعہ کے لیے یہ دعا پڑہو " اللھم قو قلوب المومنین بقوت الکرام البررہ والق الرعب فی قلوب الکفرۃ الفجرۃ " یہ دعا شائع ہوگئی اور مسلمان پڑہنے لگے اور اس کے اثر سے یہ عظیم الشان قلعہ فتح ہوگیا۔ اور اسکی خوشی مین سلطنت عثمانیہ مین تین دن تک شہرون کو سجایا گیا۔ اور اظہار خوشی کیا گیا۔ اس واقعہ سے عیسائیون کی پر جوش طاقت اور عثمانیہ فوج کی مایوس حالت کا بخوبی پتہ لگتا ہے کہ ایک وقت ترکون کی وہ مظفرانہ بلند پروازی تھی کہ بڑے سے بڑے ملک کو فتح کر کے بہی سیر نہ ہوتے تھے اور ترقی کے رستہ تلاش کرتے تھے اور یا آج ایک قلعہ کی فتح پر جامون سے نکلے جاتے ہین جو کمزوری اور زوال کا نشان تہا۔ چنانچہ عیسائیون نے جلدی ہی استون بلگریڈ پر قبضہ کر لیا جیکو ترکون نے سخت معرکہ کے بعد واپس لے لیا۔

سلطان نے ۱۰۱۰ہجری مین سنان پاشا ولد چنال کو آسٹریا کے مقابلہ پر روانہ کیا جس نے قلعہ فنیجہ کو فتح کیا۔

ایرانی جنگ

جب سلطنت عثمانیہ ان مشکلات مین مبتلا تھی تو شاہ عباس والی ایران نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکھ کر اس کمزور موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا ۱۰۱۱ہجری مین تبریز کے ترکی گورنر کو قید کر لیا۔ اور جو ایرانی صوبے ترکون کے ماتحت تھے یکے بعد دیگرے انکو فتح کرنے لگا سلطان نے جغال زادہ سنان پاشا گورنر حلب کو شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کیا مگر سلطان ۱۰۱۲ہجری مین ۳۹ سال کی عمر اور نو سال دو ماہ کی سلطنت کے بعد فوت ہوگیا۔ اور شاہ عباس ۱۰۱۴ہجری تک ترکی علاقہ کو تہ و بالا کرتا رہا۔

کے سوا اور کچھہ نہ کر سکا انگلستان کا عدم وجود اس وقت یکسان تہا ہسپانیہ اپنا رعب اور اعتبار کہو چکا تہا۔ اسٹریا اور اٹلی اور روسن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ مذہب کے جہگڑون مین مبتلا تھی۔ فرانس سے ترکی کا صدیون کا اتحاد تہا۔ اور اس اتحاد سے فرانس مشرق مین بہت کچھہ مالی اور سیاسی فوائد اٹھا چکا تہا۔ پس ان دونون انگریزون کی شرارت سے ایرانیون کو کوئی فایدہ نہ ہوتا جو کچھہ ہوا محض ہزارن کے اپنے زور بازو سے ہوا ان دونون انگریزون کا ہزارون مسلمانون کے قتل وخون اور شیعہ سنی کی مخالفت کے تازہ کرنے سے دل ٹہنڈا ہوگیا۔ اور انہون نے یورپ کے لیے بہت بڑی خدمت کی جنگی تقلید مین آج تمام اہل فرنگ ہاتھ پاؤن مار رہے ہین خدا مسلمانون کو گوش شنوا اور چشم بینا عطا کرے۔ آمین بحرمت طہٰ ویٰسین۔

شاہ عباس کا حملہ

شاہ عباس نے ۱۶۰۳ع مین اعلان جنگ کرکے ترکی علاقہ پر حملہ آور ہوا تہا۔ اور تبریز کے ترکی گورنر کو قید کرکے لایوان فارص کل صوبہ آذربایجان کو فتح کرچکا تہا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔ سلطان محمد نے ایرانیون کے مقابلہ پر فوج روانہ کی تھی کہ فوت ہوگیا۔ سلطان احمد نے کہ جسکے عہد مین بیرونی مشکلات کے علاوہ اندرونی بغاوتون کا بہی زور رہا سنہ ۱۰۱۵ہجری مین سنان پاشا بن جغال پاشا کو شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کیا جس نے اول تو کچہ فتوحات حاصل کین مگر بعض وزرا کی مخالفت کے سبب شکست یاب ہوا۔ اور فوج کا حصہ کثیر ہلاک ہوا۔ اور اس فتح سے شاہ عباس کا قبضہ ان تمام صوبجات ایرانی پر ہوگیا جو کبھی ترکون نے فتح کیے تہے اور بغداد پر بہی ناکام حملے ہونے لگے۔ سنہ ۱۰۲۶ہجری مین بوڑہے جوانمرد مراد پاشا کو فوج عظیم دیکر ایران روانہ کیا گیا۔ جسنے بڑہاپے کے سبب فوج کی کمان نصوح پاشا کو دیدی اور خود دیاربکر مین بیمار ہوکر مرگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہادر نصوح پاشا آگے بڑہا اور شاہ عباس کو جنگ عظیم کے بعد شکست دیکر تبریز پر بزور شمشیر قابض ہوگیا اور شاہ عباس نے پہاڑون مین پناہ جالی اور درخواست صلح کی نصوح پاشا نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ سلطان ترکی کا ایران مین خطبہ جاری کیا جائے اور مصارف جنگ کے علاوہ جسقدر ایرانی حملون سے ترکی رعایا کا نقصان ہوا ہے وہ بہی شاہ عباس ادا کرے۔ شاہ عباس نے جسکو ترکی سپاہ کی مستعدی سے اپنی بربادی کا یقین ہوچکا تہا۔ ان ذیل شرائط کو مان لیا اور فوج عثمانیہ کو مرسے ٹال دیا جو روم کو واپس چلی آئی۔ مگر شاہ عباس نے ان شرائط کو پورا نہ کیا اور کئی سال تک بلا

خدا تعالی موجودہ شاہان اسلام کو توفیق اتفاق و اتحاد عطا کرے کہ جسطرح یورپ باوجود مختلف عقاید کے ایشیائی قومون خصوصاً مسلمانون کے مقابلہ کے لیے دو قالب یک جان ہوجاتے ہین اسی طرح یہہ بھی بقائے اسلام کے لیے ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہینگے ہین۔ اور اجانب کی ریشہ دوانیون سے نجات پائین۔

باب عالی نے جسطرح ایران کے خوف سے اسٹریا سے صلح کرلی اسیطرح ٹرینلونیا مین بیتلم گابوربیت الغم گبر کو جدید حاکم بنادیا جو سلطنت عثمانیہ کا خیرخواہ رہاتہا۔ اور پولینڈ سے بھی تجدید صلح کی گئی۔ وینس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ ہالینڈ کو اب پہلی مرتبہ فرانس اور انگلستان کی طرح تجارتی حقوق دیے گئے۔ اور اہل ڈچ کی بدولت ترکی مین تباکو کا رواج ہوا اور قہوا کا تو پہلے ہی سلیمان اول کے عہد مین رواج ہوچکا تہا۔

محاربات ایران

باب عالی نے یورپ سے اسطرح فراغت حاصل کرکے ایران کی طرف توجہ مبذول کی جہان شاہ عباس اول نے ترکی کو بہت نقصان پہونچادیا تہا۔ شاہ عباس بہادر اولوالعزم تو تہا مگر کہا جاتا ہے کہ اس عہد شکنی کے باعث وو انگریز بہائی سر انٹونی شرلی اور سر رابرٹ شیرلی تہے جنہون نے شاہ عباس کی نوکری ملازمت کرلی ہوئی تہی۔ اور فنون سپاہگری خصوصاً قواعد اور توپ اندازی مین مہارت کامل رکہتے ہے چونکہ سابقہ معرکون مین ترکون نے ینگچری فوج پیادہ کی استقامت اور قواعددانی اور نیز توپخانہ کی عمدگی کے سبب ایرانیون کو پامال کیا تہا۔ اس لیے شاہ عباس کو ایسے لوگون کی ضرورت تہی۔ جب ان دونون انگریزون کا دربار ایران مین رسوخ ہوگیا۔ تو یورپین خاصہ کے مطابق مسلمانون کی بیخ کنی کے درپے ہوگئے۔ سب سے مفید تجویز یہی سوجہی ہوگی کہ اسلامی سلطنتون کو باہم لڑا کے کمزور کرایا جاوے۔ اور کم سے وسطی یورپ کو ترکی کے ہاتھ سے چہوڑایا جاوے امرائے ایران گو اس اسلامی جنگ کے مخالف تھے مگر سپہ سالار ایران علی وردیخان کی تائید اور خود شاہ عباس کی ہوس ملک گیری اور عثمانیہ سلطنت کی بے انتظامی نے شاہ عباس کو عہد شکنی پر آمادہ کردیا ان دونون انگریز عہد دارون نے شاہ کا حوصلہ یہہ کہکر بڑہادیا کہ وہ شاہان فرنگستان کو بھی ترکون کے برخلاف لڑائینگے سر انٹونی شرلی۔ جو اس کام کے لیے یورپ گیا اسکو کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ اُس نے تو منہ نہ لگایا جرمن وغیرہ نے اس تجویز کو تو پسند کیا۔ مگر عیسائی صوبون کی معمولی بغاوتون یا سابقہ لڑائیون کے ابہارنے

کہدیا اور مصطفےٰ کو معزول کرکے سلطان عثمان کی بیعت کرادی سلطان مصطفےٰ نے تین ماہ سلطنت کی

سلطان عثمان بن احمد اوّل

یہ سلطان تنومند خوبصورت جوان خلیق و ادیب بہادر و عقلمند تہا ترکی مین شعر بہی کہتا تہا سلطان مصطفےٰ نے وزیر اعظم محمد پاشا کو ایران کی لڑائی کے لیے روانہ کیا تہا۔ سلطان مصطفےٰ کی معزولی کی خبر سنکر بطلب انتقام واپس قسطنطنیہ چلا آیا۔ مگر یہان پہونچکر اُسکو معلوم ہوگیا کہ استحکام سلطنت کے لیے یہہ عزل ونصب ضروری تہا اس لیے پہر دوبارہ ۱۰۲۸ھ مین محاربہ ایران کے لیے روانہ ہوگیا اور ایرانیون کو تنگ کردیا اس لیے شاہ عباس نے درخواست صلح پیش کی اور جو حدود دونون ملکون کی سلطان سلیم ثانی کے عہد مین تہین وہ مقرر کی گئین۔

حملہ پولنڈ

جبکہ ایران کی طرف سے کچہہ اطمینان حاصل ہوگیا۔ تو بہادر سلطان عثمان نے پولینڈ پر چڑہائی کردی جو ہمیشہ خلاف عہدنامہ شرارت کرتا رہتا تہا۔ اس مہم کی کمان اسکندر پاشا کو دی گئی جسنے فتح عظیمہ کے بعد تینتیس ہزار پول کو قتل کیا۔ اور باغی غیاثی گورنر کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس قسطنطنیہ بہیجدیا۔ اور اہل پولنڈ نے علاوہ خرچہ جنگ کے ایک لاکہہ پاؤنڈ خراج سالانہ دینا منظور کیا۔ اور اسطرح سے ترکون کا سکہ بٹہادیا۔

یورپ کا متفقہ جنگ

سلطان عثمان جو شجاعت اور تہور کے علاوہ موقعہ شناس مدبر سلطان تہا اسکندر پاشا کی فتح عظیمہ سے پولینڈ کی کامل فتح کرنے پر تیار ہوگیا اور یورپ کے مذہبی جنگ سے اُسکو اس کانٹے کے نکالنے کا موقعہ ملگیا۔ پس ۱۰۳۰ھ ہجری مین سلطان سلیمان اعظم مرحوم کی زرہ بکتر لگاکر ۲ لاکھ مجاہدین کا لشکر لے کر روانہ ہوا۔ اس جرار فوج مین ایک لاکہ باقاعدہ فوج تہی۔ پولینڈ والون نے یورپ سے امداد طلب کی اور جرمن آسٹریا۔ فرانس۔ اٹلی۔ روس کی فوجون کے علاوہ خود سجمند شاہ پولینڈ کے ساتھ ۰۰۰‚۹۰ نے

عثمانیہ ایفائے وعدہ کی انتظار کرتا رہا کچھ تو ایشیا کوچک وغیرہ کی بغاوتون کچھ باب عالی کے تساہل اور زیادہ تر شاہ عباس کی ذاتی شجاعت سے ۱۰۲۵ھ ہجری تک یہی حال رہا۔ یہان تک کہ خود شاہ عباس نے ہی ترکی علاقہ پر حملہ کر دیا سلطان احمد نے وزرا کے کہنے سننے سے خود میدان جنگ مین جانے کا ارادہ کیا مگر حرم سرا کا ناز پرورد سلطان عین روانگی کے وقت جبکہ سلطانی کیمپ باسفورس کے ایشیائی ساحل پر لگ چکا تہا اور سلطان کی چڑہائی کی خبرین دور دور تک پہیل چکی تہین یہہ بزدلانہ کلمہ کہکر اب لڑائی کے لیے مناسب وقت نہین رہا یہہ مہم آیندہ سال تک ملتوی کیجائے رہ گیا۔

اور ۱۰۲۵ھ ہجری مین نصوح پاشا کو مقابلہ پر روانہ کیا گیا۔ جسنے سخت جنگ کے بعد کئی ایک قلعہ فتح کیے کثرت برف اور شدت سردی سے بہت سی فوج ضائع ہوگئی۔ اور لڑائی رک گئی۔ اور نصوح پاشا اس شبہ مین کہ وہ شاہ عباس سے مل گیا ہے بحکم سلطان قتل کیا گیا۔ اور شاہ عباس بدستور رعایائے سلطنت کو تہ تیغ کرتا رہا۔

سلطان احمد اول ۱۰۲۶ھ ہجری اور ۲۵ سال کی عمر اور چار سال کی سلطنت کے بعد فوت ہوگیا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بہائی مصطفے بن محمد تخت نشین ہوا۔ عثمانیہ خاندان کا قانون وراثت یہہ ہے کہ خاندان کے اہل ذکور مین سے جو عمر مین بڑا ہو وہ تخت نشین کیا جائے۔ اور برادرکشی کی ظالمانہ رسم کے سبب آج تک ہر ایک متوفی سلطان کا بیٹا ہی تخت نشین ہوتا رہا تہا۔ مگر سلطان احمد کی نرم دلی یا مصطفے کی زاہدانہ زندگی کے سبب مصطفے زندہ رہا اور عمر مین بڑا ہونے کے سبب تخت نشین ہوا اور سلطان احمد کی وصیت بھی یہی تھی اگرچہ وہ نہایت دیندار متقی پرہیزگار تہا اور ہر ایک لذات دنیوی سے کنارہ کش تہا۔ شاہانہ لباس سے اسکو نفرت تھی۔ سبز رنگ کا جوغہ پہنتا تہا۔ چرب غذا نہین کہاتا تہا صرف خشک چپاتی پر گذارہ کرتا۔ غرضیکہ ایک تارک الدنیا زاہد تھا۔ امور سلطنت سے دلچسپی نہین رکھتا تہا۔ یہہ اوصاف اگرچہ ایک معمولی مسلمان کے لیے قابل فخر ہے لیکن عثمانیہ خاندان کے سلطان کے لیے جسکے سلطنت کا شیرازہ بگڑا ہوا تہا۔ ان اوصاف کے علاوہ۔ الوالعزمی جنگجوئی۔ محنت شاقہ۔ تدبیر۔ شجاعت رعب سیاست کی ضرورت تھی جو باغیان سلطنت کو مقہور اور دشمنان ملک کو مجبور کرسکین اور سلطان مصطفے ان خصائل سے معرا تہا۔ اس لیے مفتی اعظم مولانا اسعد بن سعدالدین خدمتمین عارف باللہ شیخ محمود کے حاضر ہوا۔ جو اس عہد مین مسلمانون کا معتقد علیہ تہا سلطان مصطفے کی معزولی اور عثمان بن سلطان احمد کی تخت نشینی کی رائے پیش کی شیخ ممدوح نے اتفاق کیا وہان سے اٹھکر وزیر نے مصطفے آغا کو تجویز مذکور سے مطلع کیا وزیر نے شاہزادہ عثمان کو تخت نشین

جسنے بلا اطلاع مصطفے قید خانہ مین جاکر سلطان عثمان کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور کئی امرے کے گھر لٹ گئے۔ یہہ واقعہ ۸ ماہ رجب ۱۰۳۱ھ ہجری کا ہے۔

تاریخ شہادت سلطان عثمان

مات سلطان البرایا — فھو فی الاخری سعید
قال لی الھاتف ارخ — انّ عثمان شہید

یہ ہونہار سلطان ۱۸ یا ۱۷ سال کی نوجوانی اور چار سال ایک ماہ کی سلطنت کے بعد شہید کیا گیا۔ مگر دو روز کے بعد ہی لشکر عثمانی نے داؤد پاشا وزیر اعظم سے مطالبہ کیا۔ کہ کیون تمنے سلطان عثمان کو خود بخود قتل کر دیا ہے اس سے بڑا فتنہ برپا ہو گیا اور سلطان عثمان کے قتل سے بیس روز بعد داؤد پاشا ہی قتل کیا گیا۔ اور جو لوگ کہ قتل سلطان مین دخل رکھتے تہے سب قتل کیے گئے اور اونکے گھر بار لٹ گئے۔ باشندگان اناطول اور اسکے امرا انتقام خون کے لیے کھڑے ہو گئے انہون نے سلطان مصطفے کی بیعت نکی اور باغی ہو گئے اور ملک مین سخت فساد پڑ گیا حتی کہ ۴ ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ ہجری مین ایک سال ۴ ماہ کی سلطنت کے بعد معزول کیا گیا اور چند ماہ بعد فوت ہو گیا۔

سلطان مراد چہارم

مصطفے کی جگہہ سلطان مراد احمد تخت نشین کیا گیا جسکی عمر اسوقت گیارہ سال سات ماہ کی تھی یہ سلطنت کے لیے بہت ہی نازک وقت تہا۔ اندرونی انتظام بگڑا۔ فوج سرکش۔ گورنران ملوکات باغی شاہ عباس نے ایشیا کے صوبون کا حصہ کثیر دبا لیا تہا عیسائی صوبون سے ہی سلطانی رعب اٹھ چکا تہا۔ ادہر ہر طرف سے سلطنت کی تباہی کی خبرین آرہی تہین کہ صغیر سن مراد چہارم سلطان ہوا۔ مگر اسی عمر مین بقول سے

بالائے سرش ز ہوشمندی — می تافت ستارۂ بلندی

علامات فراست و شجاعت ظاہر تہین۔ استقلال شاہانہ چہرہ سے عیان تہا۔ وہ ابتدا مین اپنے فرزانہ والدہ ماہ پیکر کے کہنے پر چلتا رہا۔ وہ جوان ہو کر مشہور شجیع علمتہ بہادر طاقتور نکلا۔ وہ اس قدر شاہ زور تہا کہ گیارہ تہ کی آہنی چادرون کو جنکی مٹائی چار انچ ہوتی ہے تیر سے چیر ڈالتا۔ اور کوئی پہلوان اسکا تیر نہ نکال سکتا۔

ہزار فوج تھی لڑائی نے بہت طول کھینچا اور طرفین سے دو لاکھ جوان ہلاک ہوئے اگرچہ میدان ترکون کے ہاتھ رہا۔ اور بیشمار مال غنیمت اور کئی قلعے بہی سلطان نے لے لیے مگر پولینڈ کا استیصال نہ ہوسکا اور چند فاتحانہ شرائط منوا کر سلطان عثمان واپس ہوا۔ اور نہایت شان و شوکت سے داخل قسطنطنیہ ہوا۔

سُلطان کا ارادہ حج اور قتل

سلطان سے پہلے چند سلاطین کمزور اور عیاش تھے انکے عہد مین رعایا بھی پابند شرائع نرہی قہوہ خانے مثل بھنگڑخانوں کی بدمعاشون کے سٹیشن بنگئے شراب کا عام رواج ہوگیا۔ تمباکو بہی ترکون کا ایک قومی تمدنی شعار بن گیا۔ سپاہی خصوصاً ینگچری جو کبھی سلطنت کے ظفرمند فوج تہی آج سلاطین عثمانیہ کے واسطے وبال جان ہوگئی۔ بخت نشینی کے انعام کے حاصل کرنے کے لیے سلاطین کے عزل و نصب کو بہی ایک فرض عین جانتے تہے۔ سلطان عثمان نے ان تمام خرابیون کے دور کرنے پر کمر باندہی اپنے پولیس کا انتظام کڑا کردیا۔ اور خود پولیس کا نگران ہوا۔ قہوہ خانے وغیرہ بند کردیے شراب کا رواج روک دیا۔ لوگ جو عموماً ان باتون کے عادی تہے سلطان سے نفرت کرنے لگے یہ ینگچری جو ایک لالچی گروہ تہا۔ اور جنمین جبن و نامردی کمال درجہ کی نفو ذکر گئی تہی سلطان کے فاتحانہ ارادون اور انعام و اکرام نہ دینے کے سبب سے سلطان کے مخالف ہو رہے تہے عقلمند سلطان اس سرکش گروہ کی ہتکنڈون سے واقف تہا اُس نے ارادہ کر لیا کہ جب تک ینگچری فوج کا زور نہ گہٹایا جائے سلطانی رعب نہین جم سکتا اور نہ سلطنت کا انتظام چل سکتا ہے۔ سلطان نے تجویز سوچی دمشق پہونچکر عربون اور کردون کی نئی فوج بہرتی کرکے قسطنطنیہ واپس آئے اور ینگچریون کو تباہ کرے اس لیے حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا۔ اور ماہ رجب ۱۰۳۱ھ ہجری مین شاہی خیمہ وغیرہ اسکدار مین لگائے گئے۔ ینگچریون کو بہی سلطان کے اصلی ارادہ کی بہنک پڑگئی انہون نے سلطان کو ارادہ حج سے روکنا چاہا اور فتوی لکہا لیا کہ ان السلاطین لایکلفون بالحج۔ سلطان یہ فتوی سنکر سخت ناراض ہوا۔ اور بدستور ارادہ حج پر قائم رہا۔ فوج اور مفتی نے دلاور پاشا وزیر اعظم۔ دفتر دار۔ مولائے عمر معلم سُلطان کو قتل کرنے کے لیے طلب کیا۔ انہین لوگون کو باعث تحریک حج خیال کیا جاتا تہا۔ سلطان نے اُن عہدہ دارون کے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور دو روز تک اصرار و انکار ہوتا رہا آخر سپاہیون نے سلطان مصطفی کو قید خانے سے نکال کر تخت نشین کر لیا۔ اور وزرائے مذکور اور سلطان عثمان یدی قلعہ مین قید کیا گیا۔ سلطان مصطفی کا بہنوئی داود پاشا وزیر اعظم بنایا گیا

لیے عذاب دیا جسکے اخفا کا اسپر خواہ مخواہ الزام لگایا جاتا تھا۔ اور یہ دجلہ کے وسط مین عام لوگون کو دکھا کر کشتی پر جلادیا گیا۔ اور بغداد مین سنیون کے خون سے ندیان بہادین۔ دو مشہور علمائے اہل سنت نوری آفندی اور عمر آفندی کو امیر المومنین ابوبکر و عمر رضے اللہ تعالی عنہما کے سب و تبرا کرنے کے لیے حکم دیا۔ جو انکار کرنے کے جرم مین درخت پر لٹکائے گئے اور سکہ بھگلا کر دونون علماپر ڈالا جس سے دونون مظلوم شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بکر مرحوم کا لائق بیٹا محمد جو گورنری بغداد کا امیدوار تھا اسکو شاہ عباس نے خراسان بھیجکر قتل کرا دیا۔ اور خود کچھ عرصہ بغداد مین ٹھیر کر حافظ پاشا کے مقابلہ کے لیے موصل کو چلا گیا اور طویل محاصرہ کے بعد ناکام بغداد کو واپس ہوا۔ اور حافظ پاشا قسطنطنیہ سے جدید فوج لیکر واپس ہوا۔ اور بغداد کا محاصرہ کیا۔ مگر فوج نے بگڑ کر حافظ کو قید اور مراد پاشا کو سپہ سالار مقرر کیا۔ اور پہر حافظ پاشا کو بحال اور پھر اسکے قتل کا ارادہ کیا۔ اور حافظ پاشا نے حکمت عملی سے فوج کو قابو کیا۔ اور محاصرہ اُٹھا لیا۔ اور شاہ عباس نے حافظ پاشا کا پیچھا کیا۔ اور موقعہ پاکر حملات کرنے لگا۔ آخر ایک موقعہ پر عام مقابلہ ہوگیا جسمین حافظ پاشا نے مخالف کو شکست فاش دی اور ایرانی بہ تعداد قلیل زندہ واپس گئے اور حافظ پاشا نے مراد پاشا کو جو فوج کی بغاوت کا اصلی محرک تھا قتل کرادیا حافظ پاشا بحکم سلطانی حلب کو واپس ہوا۔ اور معزول کیا گیا۔ اور خلیل پاشا سر عسکر مقرر ہوا۔ جو مر گیا۔ اور اُسکی جگہہ خسرو پاشا مقرر ہوا جو ڈیڑہ لاکھ فوج لے کر مہم ایران پر روانہ ہوا۔ بغداد کا محاصرہ کیا گیا۔ اور باوجود سخت جنگ کے کوئی نتیجہ نہ نکلا اس لیے ناچار موصل کو چلا گیا۔ اور ایک جلسہ دعوت مین بلا کر اُن تمام سرداروں کو قتل کردیا جو باعث اختلال تھے۔ اور چالیس ہزار اور جدید فوج قسطنطنیہ سے طلب کی مگر معاملات بدستور ادبجے رہے اور شاہ عباس کی زندگی مین بغداد فتح نہ ہوسکا۔

شاہ عباس اول سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین فوت ہوا۔ یہ خاندان صفویہ ایران کا فخر اور سرتاج تھا شاہ اسمعیل بانی خاندان صفویہ کی طرح بہادر محب وطن اور اہالی شیعہ مین کمال درجہ کا ہر دلعزیز تھا۔ اسکی فتوحات خصوصاً استرداد مقامات متبرکہ بغداد۔ کاظمین۔ سامرہ۔ نجف اشرف۔ کربلائی معلی سے وہ عام شاہی درجہ سے ولایت وکرامت کے پایہ گرامی مین متصور ہونے لگا۔ اور اس نے واقعی وہ کچھ کر دکھلایا جو شاہ اسمعیل سے بھی نہ ہوا تھا۔ وہ تمام ملک جو چند عظیم الشان سلاطین عثمانیہ نے بہت قیمتی جانیں دیکر فتح کیے تھے وہ شاہ عباس نے واپس لیے مگر اصل بات یہ ہے کہ اگرچہ شاہ عباس جنگی اور ملکی لیاقت مین ممتاز تھا مگر ایران کی خوش قسمتی تھی کہ شاہ عباس کے عہد مین ایک بھی سلطان

شاہ عباس کا بغداد فتح کرنا

سلطان عثمان کے قتل اور مصطفے کے دوبارہ جلوس اور رعیت کی بغاوت کی خبرین سُنکر شاہ عباس عثمانیہ علاقہ پر ٹوٹ پڑا۔ اور ایران کا وہ تمام علاقہ جو سلاطین عثمانیہ نے فتح کیا تہا۔ ایران سے ملا لیا بلکہ خاص ترکی علاقہ کا ملحقہ حصّہ بھی دبا لیا۔ ایک بغداد باقی تھا جسپر چند ناکام حملہ شاہ عباس کرچکا تہا بغداد کا گورنر یوسف پاشا تہا۔ اسمین اور ایک جرنیل بکر آلصوباشی مین مخالفت پڑگئی اور ایک جرنیل نے وزیر کو مار ڈالا۔ اور بغداد پر متصرف ہوگیا۔ اور دار الخلافہ کے فساد و شورش کی خبر سُنکر خود مختار بن بیٹھا۔ دار السلطنۃ قسطنطنیہ سے اُسکی سرکوبی کے لیے حافظ پاشا کو فوج کثیر دیکر روانہ کیا گیا یہ خبر پاکر بکر آلصوباشی نے شاہ عباس کو لکہا کہ اپنے معتبر بہیجدین تاکہ بغداد انکے حوالہ کردیا جاے شاہ عباس نے تین سوار برائی خلعت گران بہا دیکر بغداد روانہ کیئے حافظ پاشا نے محاصرہ کیا۔ مگر فصیل قلعہ کی استحکام اور ایرانیون کی مزاحمت کے سبب فتح نہ کرسکا۔ اور باغی گورنر کو سند امارت بغداد بہیجدین تاکہ وہ ایرانیوں کے حوالے بغداد نکرے۔ بکر آلصوباشی نے اسکو نعمت غیر مترقبہ جانا اور ایرانیون کے سر کاٹ کر فصیل کے کنگروں پر لٹکا دییے اور شاہ عباس کے خلعت کو پہاڑ کر پاؤن مین روند ڈالا۔ شاہ عباس یہ خبر سُنکر فوج جرار لیکر بغداد پر چڑہ آیا۔ اور بغداد حوالے کرنے کے لیے کہا۔ بکر آلصوباشی نے جسکو بغداد کی کمال استحکام اور سلطنت عثمانیہ کی طاقت پر حوصلہ تہا جواب دیا کہ اگر شاہ عباس جیسے دس شاہ ان بہی زور لگائین تو بہی بغداد فتح نہین ہوسکتا۔ بکر آلصوباشی نے قلعہ کی توپوں سے ایرانیون کو بہوننا شروع کیا۔ اور حافظ پاشا نے کورحسین پاشا کو کچھ فوج دیکر مدد پر روانہ کیا۔ جسکو ایرانی جرنیل نے صلح کا مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا۔ اور کہات لگا کر دہوکے سے معہ ہمراہیان قتل کیا۔ اور پہر ترکی کیمپ پر یکبارگی حملہ کرکے بہگا دیا۔ اور اسباب لوٹ لیا۔ اب بغداد اکیلا رہ گیا تین ماہ تک محاصرہ رہا باشندے طول محاصرہ اور قحط سے تنگ آگئے۔ چنانچہ بعض مُردے کہانے لگے اور اکثر باشندے شہر سے نکلکر ایرانی کیمپ مین چلے گئے۔

بکر آلصوباشی کا بیٹا محمد جسکے سپرد قلعہ کی محافظت تھی شاہ عباس سے یہ عہدہ لیکر کہ باپ کی جگہہ اسکو حاکم بغداد بنایا جاۓ گا۔ ایرانیون سے ملگیا اور رات کے وقت قلعہ مین داخل کر لیا۔ اور بکر قید ہوکر شاہ عباس کے پاس حاضر کیا گیا۔ جہان اُسکا ناخلف بیٹا محمد موجود تہا وہ باپ کو سابقہ حرکت پر ملامت کرنے لگا۔ شاہ عباس نے بکر کو لوہے کی پنجرے مین بند کرکے جلتی آگ مین ڈال کر حصول خزانہ کے

تک تین لاکھ جانباز فوج سلطانی علم کے نیچے جان دینے کے لیے تیار تھی سلطان نے اپنے سپاہیانہ حرکات سے فوج کے دلون کو قابو کر لیا ہوا تہا۔ وہ اپنے سپاہیون کے برابر ہر ایک مصیبت جھیلتا اگر انکو کبھی کھانا نہ ملتا تو سلطان بھی نہ کھاتا تا۔ برف و باران کی تکلیف مین فوج کے ساتھ شریک رہتا چھ ماہ تک زین اسکا سرہانا۔ گھوڑے کی جھل اوسکا بچھونا اور فرش خاک اسکا پلنگ ہا۔ سلطان مراد اُس سے دو سال پہلے دیوان اور تبریز کی فتح مین ایرانیون کو اپنی شمشیر کے جوہر دکھا چکا تہا۔ اور فوج مین اہر لعزیزی اور سلک مین نیکنامی حاصل کر چکا تہا۔ لڑائی مین خود سپاہیون کی طرح حصّہ لیتا تہا۔ رستہ مین ظالم اور خائن حکام کو سزائین دیکر غریب رعایا کی دعائین لین خندق کے کھودنے اور مورچی بنانے مین فوج کا شریک رہا۔ غرضیکہ سلطان مراد نے قدیم عربون (صحابہ) کا صرف لباس ہی نہین پہنا تہا بلکہ ان بزرگون کے عادات حمیدہ کو بھی اختیار کر لیا تہا۔ شاہ ایران بھی فوج جرار لیکر تبریز سے ایلغار کرتا ہوا بغداد کی مدد کو پہونچ گیا۔ اور دریاے دجلہ کے کنارے فریقین مین سخت خونخوار جنگ ہوا۔ ایرانیون نے جان فروشی مین کوئی کوتاہی نہ کی۔ اور حملون کی تار باندہ دی مگر سلطان مراد چہارم جو اپنے عہد کا سکندر ثانی اور رستم ہمتن تہا۔ اپنی ذاتی شجاعت اور قواعدان فوج کے سبب میدان جیت گیا۔ اور شاہ ایران ہزارون جوان کٹوا کر بھاگ گیا۔ اب بغداد کو کوئی بچانے والا نہ ہا محاصرہ کیا گیا۔ سرنگین لگائی گئین۔ اور ترکی توپخانے نے کئی برج گرا دیے۔ سرنگ کے اڑنے سے ایک جگہہ سے ۸۰ گز دیوار اُڑ گئی جس رستہ سے ترکون نے اندر جانے کی کوشش کی مگر بہادر ایرانیون نے شگاف فصیل پر ایسی سخت لڑائی کی کہ ایرانی گولہ باری سے ہزارون جانین دیکر ناکام واپس ہوئے سلطان نے وزیر اعظم طیار پاشا کو بزدلی کا الزام دیا جسپر یہ نمک حلال وزیر تیسرے دن خود حملہ آور ہوا۔ اور ایرانی گولیون کی بوچھاڑ سے بہادر وزیر کا منہ چھلنی ہو گیا۔ مگر منہ نہ موڑا ترکون نے جانباز سردار کے تقلید مین جان توڑ حملہ کیا۔ طیار پاشا تو وہین شگاف فصیل پر شہید ہو گیا مگر ترک قلعہ مین داخل ہو گئے اور چالیس یوم کے محاصرہ کے ۸ شعبان ۱۰۴۸ھ ہجری بروز جمعہ کو دار السلام بغداد فتح ہو گیا بیس ہزار یا بقول بعض پچاس ہزار ایرانی قتل ہوئے اور ترک دس ہزار مارے گئے۔ ایام محاصرہ مین ایک دن ایک دیوہیکل ایرانی پہلوان نے قلعہ سے نکلکر للکارا کہ ترکون مین جو سب سے زیادہ شہ زور جوان ہو مبارزت کے لیے میدان مین نکلے۔ چونکہ زیادہ زور والا جوان اسوقت خود سلطان مراد تہا یہ کلمہ سنتے ہی مقابل جا کھڑا ہوا۔ اور طویل نبرد آرائی کے بعد مخالف کے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار خود اور کوپری کو ٹوٹتی ہوئی ٹھوڑی تک چلی گئی اور اس لڑائی مین جنگ مبارزت کی سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

تخت عثمانیہ پر نہ بیٹھا جو شمشیر زن کشور کشا ہوتا۔ شاہ عباس کے جسقدر مقابلہ ہوئے وہ ترکی جرنیلوں
سے ہوتے رہے جنکے سامنے چند بار نہایت ذلیل شرائط پر درخواست صلح کرنی پڑی۔ دربار قسطنطنیہ نہایت
مشکلات مین مبتلا تھا۔ باغیون نے سلطانی فوج کا دم ناک مین کیا ہوا تھا۔ اباز اور ابو الحسن نے ایشیا کوچک
مین اور فخر الدین نے شام مین فساد مچا رکھا تھا۔ ینگچری اور سلطانی سپاہی سلاطین کے عزل و نصب
اور کارآمد تجربہ کار وزرا کے قتل کو ہی ایک ملکی خدمت سمجھ بیٹھے تھے اور تاج عثمانیہ کی وہی حالت
تھی جو المتوکل خلیفہ بغداد کے عہد مین خلفائے عباسی کی تھی مگر باوجود اس کے ڈیڑھ لاکھ تک فوج
معہ سامان جنگ شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کرنی اور شاہ عباس کا ایران سے آگے عثمانیہ ممالک مین غاصبانہ
قدم نہ رکھنا ایران اور ترکی کے اصلی وسائل طاقت کو مؤذنہ کرنے کے صحیح اندازہ مین عباس نے ترکی جرنیلوں
پر جہان فتح پائی عموماً فوج کی باہمی عداوت و بے انتظامی کے سبب سے تھی اور ایک دو موقعون پر
بزور شمشیر ہی کامیابی حاصل کی تو وہ بھی ایک جرنیل کے مقابلہ مین کچھ قابل فخر نہین ہے بغداد کو دھوکہ
سے فتح کیا گیا۔ آرام طلب سلطان محمد اور احمد کے بعد ایک نوجوان اور بہادر سلطان عثمان نکلا تھا
جسکے وقت مین شاہ عباس نے کوئی وسیع کارروائی نہ کی۔ مصطفےٰ کے عہد مین بغداد فتح ہوا۔ سلطان
مراد کی صغیر سنی مین کچھ انتظام نہ ہو سکا۔ مگر سلطان مراد نے جون ہی اندرونی بغاوت کا انتظام
کر لیا۔ اور فوج اور امرا کے باغی عنصر کو فنا کر کے سلطانی رعب جما لیا۔ بغداد کی طرف رخ کیا۔
اگر شاہ عباس زندہ ہوتا۔ غالباً وہی نتیجہ نکلتا جو سلیم اول سلیمان اعظم اور شاہ اسمٰعیل صفوی
کے خونخوار معرکون کا نکلا تھا۔ مراد کی اٹھتی جوانی شاہ زوری کی جنگی شوق نے ترکون مین نئی روح
پھونک دی تھی مفسدین کا قلع قمع اور بغاوت کو دفع رفع مراد کے زبردست ہاتھون نے کر دیا۔
ان تمام باتون سے فراغت پا کر جوانمرد اولو العزم سلطان مراد چہارم بغداد کے فتح کے
لیے روانہ ہوا۔

فتح بغداد

سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین سلطان مراد چہارم ایک لاکھ فوج لے کر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اور عثمانیہ تاجدار
کا چند پشتون کے بعد بہ تقلید سلاطین اولین خود بنفسہ فوج کی کمان لینے اور قدیم عربون کا جنگی لباس
پہن کر نکلنے کی خبرون نے ممالک عثمانیہ مین جوش بھر دیا۔ الشیا کوچک شام۔ کردستان۔
جزیرہ عراق۔ مصر۔ عرب کی جنگجو قومین اور فوجین سلطان کی ہمراہ ہو گئین حتی کہ بغداد تک پہنچے

آج فرانسیسی علم نہ لہرا سکتا۔ اور نہ کریٹ ہی عیسائی تصرف مین چلا جاتا۔
مراد نے مہم ایران سے فارغ ہو کر البانیہ وغیرہ کے عیسائی متمردین کا بھی استیصال کر دیا۔ ظالم رشوت خوار۔ بدچلن لوگون کو سخت سزائین دیکر امن قائم کر دیا۔ ینگچری فوج جو شتر بے مہار تھی اُسکو ہزارون شوریدہ سرون کو قتل کرا کے انتظام بیٹھا دیا۔ مفتی صاحب جو بات بات پر سلاطین کے برخلاف فتوی دینے کے عادی ہو رہے تھے ایک مفتی اعظم کے قتل سے ہی دم سادہ گئے۔ باغی سردار یا تو ہلاک کئے گئے یا سلطانی طاقت کے سامنے سر تسلیم خم کر کے وفادارانہ خدمات بجا لانے لگے اور سلطنت عثمانیہ کا بیرونی ممالک مین وہی وقار قائم ہو گیا جو سلیمان اعظم کے وقت مین تہا۔
ناظرین تاریخ پر واضح رہے کہ سلطان مراد نے گیارہ سال کی عمر مین سلطنت حاصل کی اور سوقت سلطنت کیحالت نازک دیکھکر یورپین مدبرون کو سلطنت عثمانیہ کے زوال کامل کا یقین ہو چکا تہا۔ اور انکو پھر سلطنت کے سنبھلنے اور پنپنے کی امید نرہی تہی چنانچہ زمانہ حال کی طرح مراد کا ہمعصر انگریز مورخ سٹر بیٹر سلین سلطان مراد کی کم سنی اور سلطنت کی بے انتظامی دیکھکر عیسائی سلاطین کو صلاح دیتا ہے کہ وہ متفق ہو کر ترکی کے حصے بخرے کرلین۔ مگر شان الٰہی ہے کہ وہی دنیا کا نہایت مشہور اولوالعزم کشور کشا ثابت ہوتا ہے اور ترکی کے پراگندہ اجزا کو جمع کر کے عثمانیہ عظمت کو بڑہاتا ہے اور تین سو برس گذرنے تک سلطنت عثمانیہ بدستور محسود اقران چلی آتی ہے کو موجودہ سلطان عبدالحمید خان سلمہ اللہ المنان کے عہد مین چند عیسائی صوبہ ترکی کے قبضہ سے نکل گئے ہین اور بظاہر مورخین کے نزدیک بہاری الزام ہے لیکن یہہ افسوسناک حادثات اٹل تہے۔ جنکی بحث سلطان عبدالحمید خان کے حالات مین کی جاےگی۔ مگر وقت کے مطابق سلطان عبدالحمید خان نے عثمانیہ طاقت کو اسقدر مضبوط کر لیا ہے کہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کی کوئی واحد طاقت خشکی مین ترکی سے مقابلہ نہین کر سکتی بشرطیکہ سلطان اپنی مقدس طاقت خلافت کو کام مین لانے کی ضرورت محسوس کرے۔ اور خدا تعالی اُس مشکل وقت کو نہ لائے۔ ورنہ محمد فاتح اور سلیمان اعظم کا زمانہ نظر آنے لگیگا۔ وجہ یہہ ہے کہ ایران کے سوا کل اسلامی دنیا ایشیا افریقہ یورپ مین اہل سنت جماعت ہین اور ایران بھی زمانہ کا رنگ دیکھکر عام اسلامی جماعت سے الگ نہین ہو سکتا۔ پس کل مسلمان خادم حرمین شریفین سلطان ترکی کے خیر خواہ ہین۔ گو یورپ والون نے مسلمانون کو بہت سی زنجیر ولت مین جکڑا ہوا ہے۔ لیکن وقت پر سب ٹوٹ جائینگے اور معلوم ہو جائے گا کہ ترکی طاقت کے وسائل کس قدر وسیع ہین۔

عنہم بھی پوری ہوگئی - بغداد مین امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کے مقبرون کی مرمت کا حکم دیا جنکو شیعون نے بہت کچھہ گرا کر بگاڑ دیا تھا - اور قلعہ و فصیل کی مرمت از سر نو کردی اور دس یا بارہ ہزار فوج بغداد مین چھوڑ کر واپس قسطنطنیہ ہوا جہان وہ مظفرانہ شانانہ طمطراق کے ساتھہ ۱۰ جون ۱۶۳۹ عیسوی کو داخل ہوا - سلطان فولاد کے چمکدار زرہ بکتر لگائے ہوئے اور سکندر کی طرح چیتے کی کہال کندھون پر ڈالی ہوئی اور دستار مین مرصع کلغیان لگائے تاتاری شاندار سپ باد پا پر سوار ہاتھہ مین ہتھیارون کا گٹھہ لیے اور ۲۲ یا ۲۵ ایران کے خوانین ہتھکڑیان پہنے ساتھہ قید کیے ہوئے دار الخلافہ مین داخل ہوا - اور ہر طرف کے بارک اللہ غازی مراد کے سو ہانے نعرے سنکر اور سلام کا جواب دیتا ہوا محل شاہی مین داخل ہوا -

بغداد مین جو قسطنطنیہ سے بہت دور اور ایران کے نہایت قریب واقعہ تہا وہان صرف دس بارہ ہزار فوج چھوڑ کر سلطان کا چلا آنا اسباب کی کافی دلیل ہے کہ اس نے شاہ ایران کو ایسا کمزور کردیا اور ترکی رعب جما دیا تھا - کہ شاہ ایران کے مکرر حملے کی اسکو ہرگز امید نہین تھی چنانچہ جلدی ہی شاہ ایران نے درخواست صلح پیش کردی سلطان مراد جو دو مسلمان بادشاہون کے جنگ و جدل کو ہرگز پسند نہ کرتا تہا - اور یورپ کے عیسائیون کے لیے وقت نکالنا چاہتا تھا صلح پر راضی ہوگیا - اور جو حدود سلطنت سلطان سلیمان اعظم کے عہد مین دونو ملک کے تھی وہی مقرر ہو کر صلح مکمل ہوگئی - اس سے اریوان تو ایران کو دیا گیا - اور بغداد ترکی نے لیا - اور پھر اسی سال تک ترکی اور ایران مین کوئی فساد نہ ہوا -

بغداد سے واپس آکر سلطان مراد نے سلطنت کی خستہ حالت بحری طاقت کو از سر نو مضبوط اور محکم کرنے کا ارادہ کیا - اور کامیاب بہی ہوا - فرانس جو اپنے خودغرض سفیر کے دخل در معقول اور معزورانہ کارروائی کے سبب سلطان مراد کے عہد مین مشرق مین اپنا رسوخ کھو چکا تہا - اور اس کی جگہہ ہالینڈ اور انگلستان اپنا اڈا جما رہا تھا - بہت کچھہ مخالفت کے بعد آخر سلطان کی دوستی کے بڑہانے کے فکر مین ہوا اور جب تک کہ سلطانی احکام فرانس کے بچاؤ کے بارہ مین جاری ہوئے تو بربری بحری قزاقون کے ہاتھہ سے فرانس کے تجارتی جہازون کو بحیرۂ روم مین آنا مشکل ہوگیا - بلکہ فرانس کے ساحلی بنادر بہی ہمیشہ مسلمانون کے ہاتھہ سے تاراج ہوتے رہے - اور یہہ اثر عثمانیہ بیڑے کا تہا جسکے خوف سے فرانس وغیرہ بربری قزاقون کا کچھہ بگاڑ نہ سکتے تہی اگر بعد مین بہی عثمانیہ بیڑا مضبوط ہوتا تو ٹیونس اور الجزائر پر

رے کی سواری سے ڈرتا تہا۔ چنانچہ جب تاجپوشی کے لیے چلا تو تخت روان پر سوار ہوا۔ شروع شروع
وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ کی لیاقت اور دیانت سے ابراہیم کی بدچلنی کا اثر سلطنت پر نہ پڑا۔ مگر آخر یہ فرزانہ
ست باز اس احمق سلطان کے ہاتہہ سے قتل ہوگیا۔ اور سلطان کو کوئی روکنے والا نہ رہا جس خزانہ
سلطان مراد نے بہرپور کیا تہا وہ چند سالون مین ہی اس شہوت پرست سلطان نے برباد کردیا
راہان سلطنت نے ابراہیم کو معزولی سے تین ماہ بعد قتل کردیا ابراہیم نے ۸ سال ۹
سلطنت کی ۳۳ سال عمر پائی۔

ابتدائے محاربات رُوس

مگر جنگی کارنامون کے لحاظ سے کمزور ابراہیم کا زمانہ بھی خالی نہ رہا۔ مراد چہارم کے آخری حصہ سنہ ۱۶۳۶ء
مین کاسکون (قزاقون) نے قبضہ ذاف کو جو بحیرۂ ازاف اور دریائے ڈان کے دہانہ پر واقع ہے ترکوا
سے چہین لیا تہا۔ ابراہیم کے عہد مین وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ نے سنہ ۱۶۴۲ عیسوی مین ایک بر
دست فوج اور بیڑہ جہازات قسطنطنیہ سے بہر فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ خان کریمیا ہی تاتاری فوج لیکر
ہم مین شامل ہوگیا یہ کاسک زار روس کی ماتحت تہے جنہون نے ترکی فوج کو تین ماہ کے سخت جنگ کے
بعد واپس ہٹا دیا۔ غیور وزیر نے دوسرے برس زیادہ شدت سے حملہ کیا۔ اور خان کریمیا ہی ایک لاکھ
مجاہدین سے کر شامل جنگ ہوگیا۔ روسیون کے حوصلے پست ہوگئے اور شہر کو آگ لگا کر رات
فتبہاگ گئے اور زار نے معاملہ ازاف سے بے تعلقی ظاہر کرکے سابقہ اخلاص دوستی کی تجدید کی درخواست
کی کیونکہ روس اسوقت سلطنت عثمانیہ کی ٹکر نہ تہا۔ اُس نے اپنی آیندہ سلامتی ترکون کی دوستی مین خیال کی۔ ترکی
جرنیل نے شہر کو از سر نو مرمت کرکے بیس ہزار فوج ازاف مین دوامی طور سے مقیم کی روس کے کاسک
ترکی رعایا کو اور کریمیا کے تاتاری روسی رعایا کو لوٹتے رہے اور روسیون اور ترکون کی لڑائی کا
یہی آغاز ہے دونون سلطنتین ایک دوسری کی ذمہ الزام لگاتی رہین۔ آخر ابراہیم نے صاف لکھدیا کہ
اگر زار روس کاسکون کے افعال کا ذمہ دار بنے اور خان کریمیا کو قدیمی خراج دینا شروع کرے اور وہ تاتاریون
کو زار روس کے برخلاف مدد نہین دے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت روس سقدر کمزور
تہا کہ ترکی اسے اپنے ایک ماتحت باجگذار صوبے کی حیثیت سے بہی روس کو کم وقعت دیتی تہی۔ اور کریمیا کی
ریاست روس کے پرخچے اُڑانے کے لیے کافی طاقت رکہتی تہی چنانچہ سنہ ۱۶۴۴ عیسوی مین خان کریمیا
نے روس کے جنوبی صوبجات تاک روسیون کو بہگا کر تین ہزار قید کیے اور روسیون نے اگرچہ ازاف

سلطان مراد کی تخت نشینی کے وقت جسقدر خرابی تہی اُسکا عشر عشیر بہی اب ترکی مین موجود نہین مراد کے
عہد مین فوج مفسد مخالف تمام ایشیائی صوبون مین بغاوت اور قتل و غارت کا بازار گرم تہا شاہ عباس جیسا
بہادر ترکون کو شکست پر شکست دیکر فتوحات کا دائرہ وسیع کر رہا تہا۔ سلطان عمرہ شطرنج سے زیادہ وقعت
نہ رکہتا تہا۔ اور متواتر عزل و نصب سے سلطنت کا دیوالہ نکال چکا تہا۔ خزانہ بالکل خالی تہا۔ کھوٹا سکہ مروج تہا۔
مگر باوجود اسکے ایک لائق سلطان نے کئی پشتونکی بگڑی ہوئی حالت کو سمہال لیا۔ تو زمانہ حال مین جب ایشیا مین بالکل
امن و امان ہے فوج سلطان پر جان دینے کو تیار رہے دنیا کا ہر ایک مسلمان سلطان کے لیے دست
بدعا ہے ایران بھی برادرانہ تعلق رکھتا ہے جو کچھ ہو رہا ہے محض یورپ کی ایک دو سلطنتون کا طفیل
ہے۔ اس حالت مین نا امیدی کی کوئی وجہ نہین جب سلطان مراد نے انتظام درست کر لیا۔ تو اب صرف
یورپ کی گیدڑ بہبکیون اور ریشہ دوانیون سے ترکی کو کچھ نقصان پہونچ نہین سکتا۔ مانا کہ سلطان عبد الحمید خان
شمشیر زن نہین مگر اُسکا تدبر و دانش مخالفون نے بہی تسلیم کیا ہوا ہے اور زمانہ حال مین شاہ وقت کا
جسقدر مدبر و مال اندیش ہونا ضروری ہے اسقدر جنگجو کی ضرورت نہین ہے لڑائی کا مدار آجکل جرنیلون
پر ہے جسکی ترکی مین کبہی کمی نہین رہی۔ پہر جو لوگ تاریخ عثمانیہ سے واقف ہین اُنکو اسبات کو ماننے
مین ذرا بہی تامل نہین ہوسکتا کہ خواہ یورپ کس قدر دانت پیس پیس کر دہوکے جال پہیلائے سلطنت
عثمانیہ معدوم نہین ہوسکتی۔ ایک سخت معرکہ کے بعد ترکی جلال یورپ مین پہر قائم ہوسکتا ہے جو آزاد
شدہ عیسائی صوبون کی بدولت ایک نہ ایک دن ہو کر رہے گا۔ اور سلطان ترکی دکہا دیگا۔ کہ وہ مراد
اول اور سلیمان اعظم کا فاتح سپوت ہے۔

یہ تو جملہ معترضہ تہا۔ سلطان مراد کے عہد مین سیلاب سے بیت الحرام کا کچھ حصہ گر گیا تہا۔ اس لیے جدید عمارت
بنوائی گئی۔ اور کعبہ کا جدید دروازہ تعمیر ہوا۔ قدیم دروازہ خزانہ شاہی مین تبرکاً رکہا گیا۔ یہہ سلطان
بہادر حامی شرع منتظم مدبر تہا۔ اور ریاست وینس پر چڑہائی کرنے کی تیاری کر رہا تہا۔ کہ شدت بخار سے
۹ شوال سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو ۲۹ سال کی عمر اور ۱۶ سال گیارہ ماہ پانچ دن کی حکومت کے بعد راہی ملک بقا ہوا
انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلطان ابراہیم بن احمد

سلطان مراد کا کوئی بیٹا نہ تہا۔ سلطان ابراہیم اسکا بہائی تخت نشین کیا گیا۔ جو عیاش۔ ظالم۔ خودرائے
فضول خرچ تہا۔ حرم سرائے مین مدت تک رہنے سے زنانہ صفات کا اس مین غلبہ ہو گیا تہا۔

نہی۔ فرانس جو صدیون سے ترکی حمایت مین مالی اور سیاسی فائدہ اٹھاتا رہا تہا اسوقت کھلم کھلا عیسائی بہائیون کی مدد کے لیے غداری پر اتر آیا۔ اور ترکی کی دوستی اور عہدنامون کو بالائے طاق رکہکر میدان جنگ مین نکل آیا مالٹا کے نائٹ اگرچہ خود مختار تھے مگر فرانس کے زیر رسوخ تہے اور وہان فرانسیسی بہی بکثرت آباد تہے اسی بنا پر سفراے انگلستان اور ہالنڈ نے مالٹا کے نائٹون شرارت کو فرانس کے سر تہوپا تہا اور کم ظرف سلطان نے فرانسیسی جہازون کو قید کر لیا۔ کریٹ پر حملہ مالٹا والون کے سبب سے ہوا تہا پس کسی نہ کسی طرح فرانس کا ضرور خفیہ اس شرارت مین ہاتھ تہا۔ اور سلطانی حملہ کی صورت مین تمام رومن کیتھلکون مین جوش پیدا ہوگیا۔ اور فرانس مین مسلمانون کی لڑائی کا عام مذہبی جوش سے اعلان ہونے لگا مکار فرانس نے پہلے تو ہر طرح سے خفیہ مدد دی اور فرانسیسون کو ونیس کی فوج مین بہرتی ہونیکا اختیار دیا گیا۔ روپیہ اور جہازات بہی ونیس کو دیے گئے۔ اور جب اس سے مطلب نکلا تو خود فرانس نے جنگی جہاز اور فرانس کے ایما سے ہسپانیہ نے بہی تو جنگی جہاز روانہ کیے۔ یہہ تمام جوش دیکہہ کر یوسف پاشا سپہ سالار افواج کریٹ جو مزید کمکی فوج کی درخواستین سلطان کے پاس روانہ کر چکا۔ اور کچہہ نتیجہ نہ نکلا تہا۔ اور تیمو اور خانیہ کی فتح کے بعد خود قسطنطنیہ آیا اور قبل اس کے جدید بیڑہ تیار ہو سلطان نے اسکو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ تجربہ کار یوسف پاشا نے جو کریٹ اور عیسائی بیڑے کے جوش سے واقف تہا۔ عذر کیا اور ناقدر شناس سلطان نے اس خیر خواہ سلطنت کو قتل کرا دیا۔ جسکا خمیازہ سلطنت کو بہگتنا پڑا۔ نامکمل بیڑا تو مجمع الجزائر مین ہی طوفان کی ہو گیا۔ اور یوسف پاشا کے لائق جانشینون سے کریٹ فتح نہ ہوسکا اور پچیس سال تک محاربہ کریٹ نے طول پکڑا۔

سلطان محمد چہارم بن ابراہیم

سلطان ابراہیم کے حرکات ناشائستہ سے لوگ ناراض تہے محلسرا کی عورتون کا حکم چلتا تہا عہدے بکتے تہے رشوتین چلتی تہین۔ خزانے عیاشی مین صرف ہوتے تہے معمولی خراج بڑہایا گیا۔ اور جدید ٹکس لگائے گئے خیر خواہان سلطنت کو ذلیل اور قتل کیا گیا۔ ایک چہوٹی سی ریاست ونیس کے مقابلہ مین کوئی کامیابی نہ ہوسکی ان خرابیون کے دور کرنے کے لیے ابراہیم کو معزول کیا گیا اور پہر فساد کے اندیشہ سے قتل ہوا۔

ابراہیم کی جگہہ اسکا بیٹا محمد چہارم سات سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اس وقت سلطنت بگڑی ہوئی تہی۔ انتظام بگڑا ہوا تہا۔ فوج سرکشتہ بے مہار تہی۔ ارکان دولت کی کچہہ نہ چلتی تہی۔ وزراے

پر سخت حملہ کیا۔ لیکن بوسی پاشا ترکی گورنر سے کئی معرکون مین شکست پاکر پسپا ہوئے اور بارہ سو روسیون کے سر کاٹ کر بطور نشان فتح قسطنطنیہ بہیجدیے گئے اور آیندہ اسلام خان غوری خان کریمیا روس اور پولینڈ پر حملہ کرکے چالیس ہزار روسی پکڑ لایا۔ اگر خان کریمیا کو سلطنت سے مدد دیجاتی تو روس کو پا تو برباد یا اس کی طاقت محدود کر دیتا مگر بے سمجھ سلطان ابراہیم نے زار روس کی شکایت پر خان کریمیا کو لکھا کہ عیسائی قیدی جو خلاف معاہدہ قید کیے گئے ہین انکو رہا کرنا چاہیے۔ خان کریمیا مآل اندیش سردار تہا۔ اس نے جواب دیا کہ ہم سلطان کے غلام ہین مگر روسی دہوکہ سے صلح کرتے ہین وہ صرف پر پرزے نکالنے کے لیے فرصت ڈہونڈہتے ہین اور یہ عجز و الحاح تب تک ہی ہے جب تک کہ ہماری تلواریں ان کے سرون پر ہین اگر انکو موقع دیا گیا تو بحیرۂ اسود کا شمالی اسلامی حصہ ہی نہین بلکہ جنوبی سواحل بہی روسی بیڑے کے تاراج کردین گے دربار عثمانیہ کی تساہل سے دو نہایت مضبوط مقام روسیون کے قبضہ مین آچکے ہین اور وہان روسیون نے بیس سے زیادہ چھوٹے چھوٹے قلعہ بنائے ہین اگر ہم اس سال بہی یون ہی دیکھتے رہے تو روسی اکرمان پر متصرف ہوجائین گے اور صوبے مالڈیویا کو فتح کرین گے قاصد سلطانی تو یہ جواب سنکر ناکام واپس ہوئے مگر خان کریمیا کی بے لاگ باتون کا عیاش سلطان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور جو کچہہ اس مدبر خان نے کہا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا۔

محاربہ کریٹ

ابراہیم کے عہد کا دوسرا مشہور واقعہ جنگ کریٹ ہے جنگی بنا اسطرح شروع ہوئی کہ مالٹا کے ناٹہون کے جنگی جہازون نے ترکی جہازون کو جو مصر یا عرب کو جارہے تہے پکڑ لیا۔ اور کریٹ کے گورنر نے مالٹی قزاقون کو کریٹ مین خاطر و مدارات سے اتارا۔ اور ہر طرح سے حوصلہ دیا۔ کریٹ اسوقت ریاست وینس کے ماتحت تہا جس سے ترکی کی صلح چلی آتی تہی سلطان یہ حال سنکر سخت ناراض ہوا۔ ۴۰۰ یا ۴۰۰ جہازات کا جنگی بیڑا تیار کرکے جس مین پچاس ہزار فوج تہی ڈارڈنیلز سے روانہ کردیا۔ اور مالٹا پر حملہ کرنے کی افواہ اڑائی گئی مگر ہوا یہ کہ جنوبی ساحل پر پہونچکر یوسف پاشا سپہ سالار نے سلطان کے احکام جو اب تک خفیہ رکہی گئی تہی افسران فوج کو سنادیے ترکی بیڑہ کریٹ کے بندرگاہ خانیہ پر بلامزاحمت اتر گیا۔ وینس والون نے گو ترکون کو تنگ کیا۔ لیکن کریٹ کے کئی شہر ترکون نے فتح کرلیے اور خانیہ بہی ۱۶۴۵ء اور ریتمو ۱۶۴۶ء مین فتح ہوگیا بعد ۱۶۴۸ء جزیرہ کا صدر مقام کینڈیا کا محاصرہ کرلیا گیا جو برابر بیس برس تک قائم رہا۔ یہ طوالت محض سلطان ابراہیم کی سفاہت اور کم عقلی سے ہوئی جسکی کسی کو ہرگز امید

اول تو شکست ہوئی مگر آخر فتح اور خود وینسی امیر البحر کا جہاز ترکون کے لوگون سے ڈوب گیا۔ اس بحری جنگ مین
جنہون نے بہادری دکہائی تہی انکو انعام وخلعت دیے گئے۔ اور بزدلون کو قتل کرایا گیا۔ اس سے آیندہ
کے لیے ہر ایک کے کان کہڑے ہوگئے اور فوج کا انتظام درست ہوگیا۔ اور تہوڑے عرصہ بعد جزیرہ ٹینی
ڈوس و رلمنوس فتح کیا گیا۔ اور صوبہ دلیشیا مین بہی کئی برسون کے بعد ترکی فتوحات کا دورہ شروع
ہوا۔ موسم زمستان مین ٹرنیلونیا کے عیسائی باغی حاکم کے برخلاف چڑہائی کی جو ترکی جرنیلون کے مقابلہ
مین ایک دو فتح پاچکا تہا۔ اور اُسکو شکست فاش دی اُسکو اور حاکم والیشیا کو معزول کرکے ۱۴ سال
کے قدیم خاندان بصارابہ کا خاتمہ کیا۔ اور اپنی غرض کے مطابق ایک جدید گورنر مقرر کرکے اور چالیس
ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج مقرر کرکے واپس ہوا۔ مگر اس نمک حرام جدید گورنر نے بہی وہی وتیرہ بغاوت
اختیار کیا اور ترکون کے علاوہ ان عیسائیون کو بہی جو سلطنت عثمانیہ کی وفاداری مین ثابت قدم
رہے تہے ہزارون کی تعداد مین قتل کر دیا۔ اور ترکون کو دہکیل کر دریاے ڈینوب کے پار کر دیا
وزیر اعظم نے جدید فوج قسطنطنیہ سے بہیج کر دریاے باغ لوی کے کنارون پر سخت شکست دی۔ اور باغی
گورنر جان بچاکر پہاڑون کو بہاگ گیا۔

ان عیسائی صوبون کی متواتر بغاوتون کے باوجود پہر عیسائی حاکم کا مقرر کرنا اور ممالک محروسہ مین شامل
نہ کرنے کی یہ وجہ خیال مین آسکتی ہے کہ ان تمام صوبون کی عام رعایا عیسائی تہی جو فتح کی حالت مین جزیہ
دینا قبول کرتی اور اطاعت مان لیتی ایسی صورت مین اسلام ایسے لوگون کو ذمی قرار دیکر انکی سلامتی کا
ذمہ دار ہوجاتا ہے مذہبی اور پرائیویٹ معاملات مین انکو آزادی ہوتی ہے۔ اور عیسائی رعایا ہو یا کوئی اور
جسطرح اُس مذہب کا حاکم اُن لوگون کی اطمینان کے مطابق حکمرانی کرسکتا ہے غیر مذاہب کے حکام کام
نہین چلاسکتے اور گو چندسال غیر مذہب کی رعایا دم بخود رہی لیکن اصلی رضامندی کبہی نہین ہوسکتی
اور شکایت کا بازار گرم رہتا ہے جسطرح کے برطانیہ عظمی اور ہندوستان کا حال ہے سلطنت عثمانیہ
ایسی عام مراعات کی وجہ سے چار سو سال سے زیادہ تک صوبجات سرویہ وغیرہ مین غالب ہی عام رعایا
سلطنت کے سلوک سے خوش تہی متفقہ سلطنتون کی شرارت اور مذہبی تعصب سے اُن صوبون کی حکمران کبہی
کبہی بغاوت کرتے رہے اور جب تک کہ ترکون کی جنگی طاقت کا سکہ جما رہا سلاطین یورپ کی شرارت سے
نقصان نہ پہونچسکا جزیہ اور اطاعت کی صورت مین مسلمان سلاطین غیر مذہب کی رعایا پر کوئی زیادتی
نہین کرسکتے۔ اور یہ اسلامی رعایت صرف یورپ مین صوبون سے ہی نہین کی گئی۔ بلکہ ہندوستان کی یہ سیکڑون
ہندو ریاستین جو آج نظر آرہی ہین اسی اسلامی فیاضی کی یادگار ہین۔ دوسرے صورت تہی کہ عیسائی

کا عزل و نصب جاری تہا۔ ملک مین امن وامان کا نام تک نہ رہا۔ اور یہہ حالت کوئی دس سال تک رہی جو سلطان محمد کی نابالغی کا زمانہ تہا۔ اور سلطان اور اُسکی لائق والدہ کسی لائق وزیر کی تلاش مین تہی کہ خوبی قسمت سے قرعہ وزارت محمد پاشا کوبرلی کے نام پڑا جو ایک بڑا فاضل تجربہ کار مدبر تہا۔ ۱۰۶۶ ہجری مین اُس نے عہدہ وزارت کا چارج لیا اور سلطنت کی بگڑی کل کو درست کرنے لگا۔ یہہ وزیر ایشیا کوچک کے قصبہ کوبری مین پیدا ہوا تہا اور سلطانی باورچی وار وغہ اسپان خان سامان اور پہر اپنی لیاقت سے ترقی پاتے پاتے دمشق طرابلس یروشلم البانیا کی گورنری پر وسیع تجربہ حاصل کر چکا تہا۔ اور ایسی نازک حالت مین اعیان سلطنت کی نگاہ صرف محمد پاشا کوبرلی پر پڑی کہ وہ شائد کام سمہال سکے انہون نے والدہ سُلطان کے پاس محمد کوبرلی کی سفارش کی۔ اس ستر سالہ بوڑہے نے ان شرائط پر وزارت منظور کی کہ اُسکی کل تجاویز بلا حجت قبول کر لے جایا کرین اور اُسکے انتظام مین دخل نہ دیا جائے اور مجہپر کامل اعتبار کیا جائے اور کسی کی شکایت میرے برخلاف نہ سُنی جائے والدہ سلطان نے حلف اُٹہائی کہ یہہ تمام شرائط پوری کیجائینگی۔

وزیر اعظم محمد پاشا کوبرلی کا حسن انتظام

وزیر نے سلطنت کو اُن تمام شیاطین کے وجود سے پاک کرنا شروع کیا جنہون نے مدت سے بدامنی کر رکہی تہی قسطنطنیہ مین جاہل و متعصب مشائخ کا ایک گروہ موجود تہا جو اپنے خلاف عقائد اشخاص کو مروا ڈالتے۔ اور فساد کرواتے ایسے مفسدین کو جلاوطن کر دیا۔ اور انکے ایک بڑے شیخ کو جو گستاخی سے پیش آیا تہا قتل کرا دیا۔

یونانی بطریق اعظم جسنے حاکم والیشیا کو سلطنت کی کمزوری دکہا کر بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا تہا اور عیسایون کو سلطنت کے برخلاف لڑائی پر آمادہ کر رہا تہا پہانسی پر لٹکوا دیا۔ اور خفیہ پولیس کا محکمہ اسقدر وسیع اور مستعد مقرر کر دیا کہ اُس سے کسی سازش کا راز پوشیدہ نہ رہتا تہا۔ اس سخت انتظام مین اگرچہ ۳۶ ہزار آدمی قتل کیے گئے۔ لیکن ترکی کے وسیع علاقہ ایشیا افریقہ یورپ مین کسی کو چون وچرا کرنے کی طاقت نہ رہی اور تمام بغاوتین اور فساد دور ہو گئے امن وامان قائم ہو گیا سلطنت کا رعب جم گیا۔ فوج مطیع و منقاد ہو گئی۔ سلطنت کا دیوالہ پن جاتا رہا۔ اعتبار بڑہ گیا خزانے کی حالت سدہر گئی۔ اندرونی انتظام سے فارغ ہو کر ونیسی امیرالبحر کے مقابلہ پر فوج روانہ کی جسنے وہانہ وار ڈنیلز کو محصور کر رکہا تہا

مختلف سلطنتوں کی طاقت برابر رہنے سے دنیا مین امن رہتا ہے اسیطرح ہر ایک ملک کی رعایا کے مختلف فرقوں
کی مالی قوت کے ہموزن رہنے سے اُس ملک مین فساد کم ہوتا ہے۔ وزیر کی تیسری نصیحت پر ہر ایک مہذب
گورنمنٹ کا عمل رہا ہے۔
چوتھی نصیحت حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل ہے آپ فرماتے ہین ما ترک قوم الجہاد الا
عمّھم العذاب ہر ایک قوم کی عزت و وقار کا راز یہی جنگی طاقت ہے۔ سلاطین عثمانیہ نے جب سے اس
اصول کو چھوڑ دیا ہے ادبار و زوال کی گھٹا چھا گئی ہے۔ فوج آرام طلب، بزدل ہوگئی سلاطین لڑائی کے
نام سے کانپنے لگے اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ اس کے بعد سلطنت عثمانیہ کو ہر ایک سلطان کے عہد مین
محاربات پیش آتے رہے مگر وہ عموماً مدافعانہ تھے جس سے حملہ آور دشمن کا حوصلہ اور اعتبار ہے
بڑھتا رہا۔
وزیر محمد پاشا کی وصیت کے مطابق اسکا بیٹا احمد کوبرلی وزیر اعظم ہوا۔

احمد کوبرلی کے محاربات

جو فضیلت علمی مین باپ سے بڑھا ہوا۔ اور عام لیاقت ملکی اور جنگی مین اُس کے برابر تھا اور فیاضی اور رحمدلی مین باپ
سے زیادہ تھا۔
احمد کوبرلی کو باپ کی طرح کسی داخلی بغاوت کا سامنا نہ ہوا۔ البتہ وینس اور اسٹریا کے ساتھ جنگ جاری تھی
دونون نے صلح کا سلسلہ ہلایا۔ مگر چونکہ منافقانہ طور سے دفع الوقتی کے لیے تھا اسلیے فرزانہ وزیر نے
بے سود نامہ و پیام سے تنگ آکر اسٹریا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور اسقدر اعلی پیمانہ پر تیاریان
کین کہ سلیمان اعظم کا زمانہ یاد آگیا۔ خود محمد چہارم اڈریانوپل تک فوج کے ساتھ گیا۔ اور بوقت رخصتی کے وقت
حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خود اپنے ہاتھ سے وزیر احمد پاشا کوبرلی کے حوالہ کیا۔ جو ایک لاکھ
اکیس ہزار باقاعدہ فوج اور ۱۲۳ میدانی اور بارہ گران وزن قلعہ شکن توپین ساٹھ ہزار اونٹ دس ہزار
خچر مین لیکر روانہ ہوا تاتاری اور دیگر مجاہدین کی فوج اسکے علاوہ تھی اس تھار فوج کا مقابلہ قیصر اسٹریا
نہ کرسکا۔ اور ہنگری اور ٹرینلوینیا کے کل میدانی علاقہ پر ترکون کا قبضہ ہوگیا۔ نوحل کا مضبوط قلعہ جو ہنگری کی
کلید تصور ہوتا تھا فتح ہوگیا جس سے تمام متصلہ قلعون نے خود بخود اطاعت قبول کرلی۔ اور موسم سرما کے
سبب پیشقدمی رک گئی۔ قیصر نے پوپ روم کو لکھا کہ وہ دول یورپ کو امداد کی تحریک کرے پوپ کے کہنے سے فرانس
اور جرمن اٹلی کی بیشمار فوج مذہبی جوش کے ساتھ میدان جنگ مین پہونچ گئی۔ وزیر نے جاڑا گذرتے ہی

رعایا پر جبراً مسلمان حکام مقرر کیے جاتے اور بصورت سرکشی انکو فنا کیا جاتا لیکن یہ ممکن ہی نہ تھا بلکہ صریح
خلاف ملک داری ہے سات سو سال کا زمانہ حکومت کبھی عثمانیہ خاندان کو نصیب ہوتا۔ اور نہ اب تک
محسود اقران رہ سکتا۔

اسٹریا نے بھی جنگ سی سالہ سے فراغت پا کر ہاتھ پاؤں مارنے شروع کیے اور چند شہر فتح کر لیے
یونانیوں نے بھی بغاوت اور لوٹ مار شروع کی ان تمام معرکوں میں ڈیڑھ لاکھ عیسائی قتل کیے گئے۔
اور وزیر اعظم کی تدبیر و دانش سے فتح حاصل ہوئی۔

فرانس جو مدت سے منافقانہ چال چل رہا تھا محمد پاشا کوبرلی کے عہد میں اُس چال سے باز نہ آیا اور شاہ فرانس
کا ایک خط پکڑا گیا جو وینس والوں کو سلطنت عثمانیہ کے برخلاف کہکر ابھارا گیا تھا اس سے وزیر
اعظم کا غصہ بڑھ گیا۔ اور بگاڑ کھلم کھلا ہو گیا۔ فرانس وینس کے علاوہ اسٹریا کی مدد پر بھی تیار ہو گیا۔ مگر
بہادر وزیر اعظم نے کچھ پرواہ بھی نہ کی۔ اسکو بہادر ترکوں کی تلوار پر پورا اعتبار تھا کہ فرانس اس کا کچھ
بگاڑ نہیں سکتا بلکہ وہ مشرق میں فرانس کا دم ناک میں کر سکتا ہے۔

اسی اثنا ۱۰۷۲ھ ہجری میں وزیر اعظم محمد پاشا کوبرلی فوت ہو گیا اس پیر مرد جوان ہمت وزیر نے ہنگیریوں
کی سرکشی اور ایشیا کوچک کی بغاوت کا خاتمہ کیا اور فتح کریٹ کیلیے رستہ صاف کیا۔ باجگذار عیسائی
صوبوں ٹیلونیا و ایشیا وغیرہ ریاستہائے ڈینوب کو از سر نو محکوم کیا۔ بحری طاقت کو درست کیا نیپر اور
ڈان واقع روس کے کناروں پر قلعہ تعمیر کر کے بحیرۂ اسود کے شمالی علاقہ میں عثمانیہ سکہ بٹھا دیا۔
مالی انتظام سے سلطانی خزانہ بھر دیا۔ غرضیکہ ایک مستقل مزاج اور مدبر وزیر نے چند پشتوں کی بگڑی
ہوئی کل کو درست کر دیا۔ مرتے وقت وزیر نے سلطان محمد چہارم کو چار وصیتیں کیں (۱)
عورتوں کی صلاح پر کبھی نہ چلنا۔ اور ہر وقت محلسرا میں نہ پڑا رہنا۔ (۲) کسی رعیت کو بے اندازہ
دولتمند نہ ہونے دینا۔ نہ کبھی کسی ایسے شخص کو وزیر بنانا۔ (۳) خزانے کو ہمیشہ معمور رکھنا۔
(۴) فوج کو کبھی بے کار نہ رہنے دینا ہمیشہ فوجوں کو معروف کار زار رکھنا۔

پہلی نصیحت کی عمدگی سے گو کسی کو کلام نہیں۔ دوسری نصیحت پر عمل کرنے کا نقصان سلطنت عثمانیہ
اٹھا رہی ہے دولت کمانے کے تمام ذرایعہ عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں اور سلطنت عیسائی ساہوکاروں
سے دبتی ہے۔ انہیں ساہوکاروں نے قرضہ کی آڑ میں مصر چھین لیا ہے گورنمنٹ انگریزی خواہ کس
قدر محتاط اور مآل اندیش ہے مگر ہندوستان میں رعیت کے ایک خاص فرقہ کی زیادہ دولتمند ہونے
سے آج سنہ ۱۹۰۷ عیسوی کے مفسدانہ ہنگامے پنجاب اور بنگال میں ہو رہے ہیں۔ واقعی جس طرح

اور یہی حال احمد کوبرلی کے عہد مین رہا سلطان محمد نے ان خیرخواہان سلطنت کی انتظام مین کبھی دخل دیا بہر
یہہ اعتراض کہ اسکے وقت مین بہی عہدہ رشوت وسفارش حرم سرا سے ملتی تہی فضول ہین اس ترکی
ان ترکی سیلاب کو اس دفعہ یورپ کی مذہبی اتحاد نے روکا۔ اور چونکہ غالبانہ شرائط پر صلح ہوگئی اس سبب سے وزیر اعظم
کو اس وجہ سے اور نیز کریٹ کی مدت کے متدائرہ محاربہ کے فیصل کرنے کے لیے واپس کوچ کرنا پڑا یہان اسکو
پہر یورپ کے متحدہ جہازات سے مقابلہ ہونے کا پورا یقین تہا۔ کریٹ کا محاربہ اور محاصرہ عرصے
۲۵ سال سے چلا آتا تہا۔ اور فتح کا میسر نہ ہونا ترکون کے ضعف پر دلالت کرتا تہا۔ اور اس داغ بدنامی
کا مٹانا اسٹریا کی لڑائی سے زیادہ مقوم تہا۔ یہہ وجوہات ہین جن سے وزیر احمد کوبرلی کو واپس
آنا پڑا۔

فتح کریٹ

احمد کوبرلی جرار فوج سے کر سنہ [illegible] ہجری مین جہازون پر سوار ہوگیا۔ اور فوج کو فتح قسطنطنیہ۔ جنگ خالدون
محاصرہ رہوڈس بلگریڈ کے تاریخی واقعات سنا سنا کر سرفروش بنا دیا۔ بیڑا بخیریت خانیہ بندرگاہ
کریٹ مین پہونچ گیا۔ اور کینڈا کا محاصرہ شروع ہوگیا۔ ترکی انجنیرون نے جو احمد پاشا کوبرلی کی
سرپرستی مین سلیمان اعظم کے عہد جیسی لیاقت انجنیری حاصل کر چکے تہے۔ محاصرہ کینڈا مین خوب
مہارت دکہائی۔ محصورین نے خوب مردانہ مقابلہ کیا۔ ڈنیس اٹلی فرانس ہسپانیہ کے جہازات نے لڑائی
مین حصہ لیا۔ صرف فرانس سے بہادر ڈیوک لافولاد کے ماتحت مذہبی جنگ کے مشتاق پندرہ ہزار فرانسیسی
کریٹ کو بچانے کے لیے پہونچ گئے اور تہوڑا نہ جنگ کے بعد پسپا ہوئے فرانسیسیون اور مالٹا
کے نائٹون نے چند بار بحری اور بری حملے کیئے مگر ہر دفعہ ترکی توپخانہ اور بحری فوج سے نقصان
اٹہا کر ہٹتے رہے۔ اور کینڈا کا محاصرہ نہ اٹہا سکے۔ جب فرانسیسیون وغیرہ کو یقین ہوگیا کہ کینڈا وغیرہ
کسی طرح نہین بچ سکتا تو نہایت ناکامی سے کریٹ سے نکل گئے اور کئی جہاز ترکون کی نذر کر گئے
ریاست ڈنیس نے ہرچند کریٹ کے بچانے کی کوشش کی مگر وزیر اعظم کے زبردست ہاتہون سے
نہ بچا سکے آخر محصورین نے ہر طرف سے مایوس ہو کر قلعہ بشرط امان حوالہ کر دیا۔ اور تمام کریٹ پر عثمانیہ
قبضہ ہوگیا۔ اور احمد کوبرلی مظفر و سالما و غانما واپس ہوا۔ شان الٰہی ہے کہ جس کریٹ کو تن تنہا عثمانیہ
بیڑے نے یورپ کے متفقہ بیڑے کو شکست دیکر فتح کیا تہا۔ وہ قریبا اڑہائی صدی کے بعد بحری
کمزوری کے سبب یورپ کے متحدہ بیڑے نے چہین لیا۔ پس اسوقت اور آجکل کی طاقت کا اس سے بخوبی

بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ اور قیصر کے جدید تعمیر کردہ قلعہ تبریز ادر کو فتح کر کے مسمار کر دیا۔ سپہ سالار آسٹریا جو ابتک مقابلہ
سے دل چورا رہا تھا یورپ کی امدادی فوج کے آنے سے دلیر ہوگیا۔ اور سنٹ گوتھرڈ کے میدان مین شکست کھانے
کے بعد ترکون کو میدان سے ہٹا دیا جسکو یورپین مورخ فتح کامل تصور کرتے ہین لیکن نتیجہ پر نگاہ کرنے سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ گو وزیر کو مخالف کی پالیسی یا اپنی کسی غلطی سے نقصان اٹھانا پڑا۔ لیکن ابھی اسکی طاقت
اسقدر مضبوط تھی کہ وہ لڑائی کو عرصہ تک جاری رکھ سکتا تھا اور کامل فتح کی امید رکھتا تھا۔ بخلاف اسکے
خود آسٹریا مین تو یہہ سکت تھی نہین کہ عظیم الشان سلطنت عثمانیہ اور مدبر احمد پاشا کوپرلی کا مدت تک مقابلہ کر سکے
اور اسکے ہمراہی عیسائی فرانس وغیرہ بھی زیادہ عرصہ تک اس خطرناک جنگ کے صدمات اٹھا نہ سکتے تھے جنگ سے پہلے
قیصر آسٹریا کی درخواست صلح مین یہہ شرط تھی کہ جدید مفتوحہ علاقہ وزیر چھوڑ دے اور معاہدہ ستوارک کی بنا پر
عہدنامہ کیا جائے جسکو وزیر احمد کوپرلی نے نامنظور کیا تھا۔ اور اس جنگ عظیم کے بعد بھی معاہدہ حسب منشاء
وزیر عظم ہوا۔ جدید مفتوحہ علاقہ ترکون نے نہ چھوڑا۔ اور نہ معاہدہ ستوارک کا لحاظ کیا گیا۔ وزیر نے ہر طرح
سلطنت عثمانیہ کے حقوق کو فائق رکھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر واقعی آسٹریا کو غلبہ ہوتا۔ یا اس غلبہ کے
قائم رہنے کی اسے امید ہوتی تو ہرگز وہ ایسی مضر شرائط پر صلح نہ کی جاتی جبکہ فرانس جرمن انگلی اسکو ابھارنے
والے موجود تھے جو کچھ ہوا وزیر عظم احمد کوپرلی کی مستعدی و دانشمندی اور ترکون کی تلوار کے خوف سے ہوا
مورخین یورپ کا قاعدہ ہے کہ وہ ترکون کی اعلی سے اعلی ظفرمندی کو بھی دبی زبان سے مانتے ہین
اور اگر کہین عیسائیون کو کامیابی ہوتی ہے تو مضمون کے صفحے سیاہ کیے جاتے ہین اور ادنی ادنی
عیسائی سردارون کی بہادری کے افسانون سے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہین یہی حال اس
جنگ کا ہے۔ مگر جب اخیر مین آسٹریا نے ذلیل شرائط کو مان لیا اور ترکون نے اس مہم مین ہوخل جیسے مستحکم اور
مضبوط قلعہ کے علاوہ کئی قلعہ وسیع جدید علاقہ آسٹریا اور ہنگری کا ملک محروسہ مین ملا لیا۔ تو فتح و
غلبہ کا اور کیا نشان صریح ہو سکتا ہے۔ مگر معرکہ آرائی سے یہی فائدہ ہونا تھا جو اجرائے جنگ سے
پہلے عثمانیہ شمشیر کے خوف سے وزیر عظم نے حاصل کر لیا۔ پس اس مہم مین اگرچہ اولوالعزم وزیر کا منشا پورا نہ ہوا
اور دنیا پر تصرف نہ ہوسکا مگر عثمانیہ رعب بیٹھ گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اسوقت ترکی فوج کا نظام درست نرہا تھا۔ اور جرمن وغیرہ نے جدید اسلحہ سے کام لینا شروع کیا
تھا ترکی جرنیل کچھ تجربہ کار نہ تھے محض سفارشون سے افسر بنائے گئے تھے۔ ممکن ہے کہ یہہ باتین
درست ہون لیکن محمد پاشا کوپرلی جسنے عہدہ وزارت قبول کرتے ہوئے والدہ سلطان سے وعدہ لیا
تھا کہ اسکے انتظام مین دخل نہ دیا جائے اور کسی کی سفارش نہ کی جائے اور سلطان نے اس وعدہ کو پورا کیا

ترکی فوج کے آنے سے سپہ سالار پولینڈ کو ہٹنا پڑا اور ابراہیم پاشا نے صوبہ پوڈولیا کو فتح کرکے پولینڈ کے دوسرے صوبہ گلیشیا پر حملہ کردیا۔ اور جان سوبی نے جواب میکائیل کسنوفی کی جگہہ پولینڈ مقرر ہوگیا تہا۔ گہبراکر خان کریمیا کے ذریعہ درخواست صلح کی۔ اور یوکرین متنازعہ صوبہ کے علاوہ کامینیک اور پوڈولیا بہی ترکون کو دیدیا۔

اور یہہ بہادر اولوالعزم فخر اسلام وزیر سلطان سلیمان اعظم کا عثمانی جلال قائم کرکے واپس ہوا۔ اور کریٹ اور علاقہ کاسک واقع روس اور پولینڈ کی فتح سے سلیمانی علاقہ سے زیادہ ملک وسیع کردیا۔ مگر تکمیل صلح سے تین دن بعد یہ ترکون کا آفتاب قوم کا فخر۔ اسلام کا حامی۔ سلطنت کا جامع اور واضع قوانین فاضل اجل۔ عالم اکمل۔ عادل و باذل۔ مدبر و شجاع۔ پندرہ برس کی وزارت۔ اور اکتالیس برس عمر عالم شباب مین راہی فردوس برین ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کوبرلی کے عہد مین یورپین سلاطین کی پالیسی

اسٹریاکے جنگ مین فرانس جرمن۔ روس۔ پولینڈ۔ اٹلی کی فوجین متحدہ طاقت سے زور آزمائی کرچکی تہین اور اسٹریا ذلت کی شرائط مان چکا تہا۔ اس فتح سے ترکون کی خشکی کی لڑائی کی دہاک بندھ گئی۔ اور کریٹ کے محاربہ مین۔ وینس۔ فرانس جینوا۔ ہسپانیہ کے عیسائی بیڑے نے شکست کہائی اور خشکی و تری کی ناکامیون سے یورپ سہم گیا۔ بربر کے قزاقون نے اٹلی۔ فرانس۔ بلکہ آیرلینڈ تک کے بندرگاہون کو تاراج کردیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کی فوج بحری کے خوف سے ان بربریون کا کوئی بال بیکا نکرسکا فرانس جسکو بربری جہازون سے زیادہ نقصان پہونچ رہا تہا۔ اور بحیرہ روم مین سے کوئی اسکا جہاز سلامت نگذر سکتا تہا۔ شکایت کرتا رہا۔ مگر احمد پاشا کوبرلی جو فرانس کی غداری و بدعہدی کا بہی کافی انتقام جانتا تہا۔ ٹالتا رہا۔ فرانس نے ہرچند قطع تعلق اور اعلان جنگ کا خوف دلایا مگر احمد پاشا کوبرلی ان گیدڑ بھبکیون سے کیسے ڈرتا تہا۔ ہر دفعہ متانت سے جواب دیتا رہا۔ اور فرانس کا مشرق مین اقتدار مٹتا تہا۔ اور فرانسیسی تجارت کو نقصان پہونچاتا رہا۔ ترکی اور فرانس کے بگاڑ کے زمانہ مین انگلستان اور ہالینڈ ترکی مین اپنا اعتبار جماتے رہے اور تجارتی حقوق حاصل کرتے رہے فرانس نے جب دیکہا کہ وزیر احمد پاشا کی چال ہرطرح زبردست ہے۔ اور فرانس کی دوستی و دشمنی کی وہ کچھ پرواہ نہین کرتا۔ اور فرانس اکیلا کیا تمام یورپ سلطنت عثمانیہ کا کچھ بگاڑ نہین سکتا۔ اور ہر فرانس تجارت کی کساد بازاری سے دن بدن مغلوب ہوا جاتا ہے اور اسکی انگلستان اور ہالینڈ مشرقی تجارت سے چہین رہے ہین مجبوراً چاپلوسی اختیار کی اور مدبرانہ

اندازہ ہوسکتا ہے اس کمی کو سلطان عبدالحمید خان سلمہ اللہ تعالی دور کر رہا ہے اور وقت کی مطابق ہر سال
جنگی جہازات کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مگر یورپین اقوام کیطرح سلطان کے علاوہ جبتک مسلمان تاجرون
کمپنیون کے جہازات موجود نہ ہون اکیلا سلطان یورپ کی بحری طاقت کا مقابلہ کسطرح کرسکتا ہے ایران
اگر اسطرح توجہ کرے تو اسلامی بیڑے مین بہت کچھ اضافہ ہوسکتا ہے۔

جنگ پولینڈ و روس

اس لڑائی کی وجہ یہہ ہے کہ وہ کاسک (قزاق) جنکا علاقہ یوکرین کریمیا پولینڈ ماسکو کے درمیان واقع تھا
شاہ پولینڈ کی زیادتیون سے تنگ آکر سلطان محمد چہارم کے ماتحت ہوگئے اور سلطان نے انہین
مین سے ایک کو یوکرین کا گورنر مقرر کر دیا۔ پولینڈ اور روس جو ان کاسکون کو سد سکندری جانتے تھے۔
اور ان کاسکون کے ذریعہ ممالک عثمانیہ مین لوٹ مار کراتے رہتے تھے یہہ خبر سنکر بگڑ گئے۔ باب عالی سے
خط و کتابت کرتے رہے مگر اس زمانے کے زبردست پالیٹشن مدبر وزیر احمد پاشا کوبرلی نے پولینڈ کی
ہر ایک تحریر کا جواب دندان شکن دیکر صاف کہدیا کہ شہنشاہ اسلام کا فرض ہے کہ جو مظلوم اس کی
بارگاہ مین رجوع کرے ظالمون کے پنجہ سے ان مظلومون کو نجات دے اگر ظالم راہ راست پر آکر مظلوم
کا پیچھا نہ چھوڑے تو خدا پر بھروسہ کرکے اپنی شمشیر براں سے فیصلہ کرے۔
پولینڈ اور روس نے یوکرین کے کاسکون پر حملہ کر دیا اس لیے وزیر اعظم احمد پاشا کوبرلی سنہ ۱۰۸۲ ہجری
مین فوج جرار لیکر روانہ ہوا رومیلیا اور مالدویا سے گذر کر دریائے نیسٹر کے کنارے قصبہ خوزیم پر
سلیم غوری خان کریمیا بھی تاتاری فوج لیکر آملا اور شہر قنیجہ کو اور پھر ناقابل فتح شہر کنسیا کامی کو ترکوں
نے نو دن کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد شہر لمبرگ بھی ترکون نے بزور
شمشیر لے لیا۔ اور کئی قلعہ اور شہر عثمانی بہادرون نے تسخیر کر لیے جب میکائیل شاہ پولینڈ نے دیکھا
کہ نہ خود وہ عہدہ برآ ہو سکتا ہے اور نہ روس اسکو بچا سکتا ہے اس لیے ڈر کر صلح کر لی۔ اور صوبہ پوڈولیا ترکون کو اور
یوکرین سلطان کے ماتحت کاسکون کو دو لاکھ بیس ہزار ڈیوکٹ نقد سالانہ خراج اور اسی ہزار ڈیوکٹ یکمشت
دینے کا وعدہ کیا مگر جب اس فتح عظیم کی خبر آسٹریا اور پوپ روم کو پہونچی تو انگارون پر [illegible] شاہ پولینڈ کو
صلح پر ملامت اور بغاوت کی تحریک کی وزیر اعظم مکرر حملہ آور ہوا۔ پولینڈ کا سپہ سالار جان سوبی اسکے دریائے
ڈنیپر سے اتر آیا اور ولاکیا اور مالدویا کے عیسائی بھی بے وفائی اور بے حیائی سے پولینڈ والون کے ساتھ
شامل ہوگئے۔ روسیون نے بھی کافی مدد دی اول اول تو ترکون کو کمی جمعیت کے سبب شکست ہوئی مگر جدید

ثابت ہوگئی مسیح یہ سامان موت دیکھ کر سلطان کے قدمون پر گر پڑا اور اپنا مسیح کاذب ہونا مان لیا اور مسلمان ہوگیا۔ اور صداقت اسلام کے وعظ کہنے لگا جس سے ہزارون یہودی مسلمان ہوگئے۔
دوسرا مسلمان جو مدعی مہدویت تہا۔ قوم کا کرد تہا۔ علاقہ موصل مین اُس نے بہت زور پکڑا اور خلق کثیر اُسکی مطیع ہوگئی جسکو گورنر موصل نے پکڑ کر سلطان کے پاس بہیجدیا۔ اور اُس کے ساتھ بہی وہی مسیح کاذب والا معاملہ پیش آیا۔ مگر اُس نے توبہ سے انکار کیا۔ اور اپنی ضد پر قائم رہا جس کی پادرش مین مارا گیا اور بقول بعض سلطان نے اُسکو چہوڑ دیا جو عام شورش اور فساد عقاید پر خیال کرنے سے بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے ایسے مہدی اور مسیح کاذب کی قبولیت اور شہرت پر غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے خواہ انسان کیسے خبط یا غلطی یا خودغرضی مین پڑا ہو۔ اگر جذب قلوب اور ارادت بڑہانے کے وسائل سے واقف صاحب علم ہو کسقدر کامیابی حاصل کرسکتا ہے لیکن یہہ کامیابی ہرگز صداقت کی دلیل نہین ہوسکتی ہزار مرید ہون یا لاکھ امامت یا رسالت کے معزز دعوی کے لیے کافی وجوہات نہین خداوند تعالی ان وساوس سے امان مین رکھے۔

قرہ مصطفے کی وزارت اور ہزیمتین

احمد کوبرلی کی وفات کے بعد قرہ مصطفے جو سلطان کا داماد اور احمد کوبرلی کا نائب اور خسر پورہ تہا۔ حرم سرائے کی سفارش سے وزیر اعظم ہوگیا۔ یہہ وزیر۔ نالائق۔ مغرور۔ خودغرض تہا۔ اسلیے خاندان کوبرلی نے جو سلطنت کی عظمت بڑہا دی تہی۔ اور فوج کو یورپ کے مقابلہ کے لیے کافی تیار کرلیا تہا۔ اس نالائق اور ناتجربہ کار مغرور وزیر نے اس عظیم طاقت عثمانیہ کو اپنی خودرائی سے سخت نقصان پہونچایا۔ بلکہ سلطنت کے انحطاط کا رستہ کہولدیا۔ سلطنت عثمانیہ کا زوال زیادہ تر نالائق وزرا اور کم ہمت سلاطین کے سبب سے ہوا ہے۔ عام ترک فوج۔ مسلمان رعایا کا کچھ قصور نہین انکو جب کبہی کوئی لائق سر پرست ملا یورپ کی مجموعی طاقت کو پائمال کردیا۔ ترکون اور دیگر مسلمانون کا قومی جوش ہر زمانہ مین موجود رہا ہے اور رہیگا۔ کمی صرف کام لینے والون کی ہے جو اسلام کا سچا جوش رکھتے ہون۔

روسی جنگ

مصطفے پاشا کو سب سے پہلے روسیون سے لڑائی پیش آئی جسکا باعث یہہ تہا کہ جو کاسک واقعہ روس احمد کوبرلی کے عہد مین سلطنت عثمانیہ کے ماتحت ہوئے تہے اُنہون نے زار روس کی اطاعت قبول کرلی

جو فرانس کے مغرور سفیرون کا غرور توڑ چکا تہا۔ اور انکو دخل در معقول دینے کو قابل نہ چھوڑا تہا۔ جدید عہد نامہ پر راضی ہوگیا۔ اور فرانس کو مقام متبرکہ واقع قدس کا متولی چالیس سال بعد مان لیا۔ لیکن بحیرۂ قلزم کی جہاز رانی کی اجازت نہ دی جسکو مفتی مکہ معظمہ نے بہی بخیال دور اندیشی مخالعت کی تہی۔ افسوس کہ قلزم کے عیسائی جہاز رانی سے جو خطرہ عہد فاروقی اور ہارونی سے لیکر خیر خواہان اسلام ہمیشہ تصور کرتے رہے تہے وہ اخیر مین اس رائے صائب کی ترک کرنے سے موجودہ مسلمان بالمشافہ دیکھہ رہے ہین اور آج اسی غلطی کی تلافی کے لیے حجاز ریلوے کی پولیٹیکل ضرورت سلطان عبد الحمید خان کو پیش آئی ہے جسکی تکمیل کے بغیر نہ تو حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا محفوظ رہ سکتے ہین اور نہ خطۂ عرب پر خلیفۃ المسلمین کا اشباط کامل ہو سکتا ہے۔

لطیفہ

سلطان محمد چہارم کے عہد مین جبکہ وزیر احمد پاشا کوبرلی محاربہ کریٹ مین مشغول تہا ۱۰۷۶ھ ہجری مین ایک یہودی امام سباتہائے نام نے ازمیر واقعہ قدس مین دعوی کیا کہ جس مسیح کی موسیٰ علیہ السلام نے پیش گوئی کی تہی وہ مین ہی ہون۔ یہودی عیسی علیہ السلام کو مسیح موعود نہین مانتے تہے اور دوسرے مسیح کی انتظار کرتے تہے۔ یہہ شخص خوبصورت فصیح اللسان عالم یہودی تہا یہودی تمام طرف سے اس کے پاس آنے لگے یورپ کے تمام ممالک کے یہودیون نے اسکا دعوی تسلیم کر لیا بعض علما یہود نے انکار کیا۔ جسپر بلوے ہونے لگے۔ گورنر یروشلم یہودیون کی کثرت اجماع سے حیران تہا آخر گورنر نے یا وہ خود بخود قسطنطنیہ کے یہودیون کے بلانے سے قسطنطنیہ چلا آیا۔ رستہ مین جوق جوق یہودی اور کہین کہین عیسائی و مسلمان بہی اسپر ایمان لاتے رہے یہودیون نے اسکو مہبط وحی مان لیا اور کئی کرامات اور خوارق اس سے منسوب کر دیئے۔ جب یہہ شخص قسطنطنیہ پہنچا تو مدبر وزیر نے اسکو قید کر لیا۔ مگر ضعیف الاعتقاد یہودی باجازت وزیر جیل خانہ مین جا کر زیارت اور قدم چومنے لگے وزیر نے جو اس بدعت کو کم کرنا چاہتا تہا۔ زائرین پر محصول لگا دیا۔ مگر خوش اعتقاد یہودی بدستور جاتے رہے اور جیل مین گنجائش نہ رہی سلطان محمد چہارم نے اپنے روبرو طلب کیا جو ٹوٹی پہوٹی ترکی زبان مین غیر فصیح گفتگو کرنے لگا سلطان نے کہا کہ تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہون کپڑے اتار کر میدان مین کہڑا کیا۔ اور سکہ پہیکلا کر اسپر ڈالنے یا تیر اندازون کو تیر مارنے کا حکم دیا۔ سلطان نے کہدیا کہ اگر تم سچ مسیح ہوگے سکہ یا تیرون سے بچ جاؤ گے اور تمہاری صداقت

مدد کے لیے لکہا گیا جس خبر کو سنکر اسٹریا بدحواس ہو گیا۔ اور سلطان کی خدمت مین ایلچی بہیجکر تجدید صلح کا خواستگار ہوا۔ مگر وزیر نے ایسی شرائط پیش کین جسکو قیصر اسٹریا منظور نہ کر سکا۔ اور پوپ کی تحریک سے شاہ پولینڈ نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکہکر ۴۰ ہزار فوج سے اسٹریا کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ فرانس نے شاہ پولینڈ کو سمجہایا اور اسٹریا کی رفاقت اور ترکون کی مخالفت کے نقصان جتائے مگر شاہ پولینڈ جان سوبی اسکی بات نہ آیا۔ اور وہ بہی لڑائی کو جوش مین بڑہا چلا گیا۔ اسیطرح پوپ کی تحریک سے جرمن کی ریاستین بہی اسٹریا کے ساتہہ ہو گئین۔

وزیر مصطفے ۲ لاکہہ ۷۰ ہزار باقاعدہ فوج کے علاوہ تاتاری وغیرہ فوجون کے جسکی مجموعی تعداد سات لاکہہ تک دربارہ سے تو مین لیکر ۱۰۹۴ھ ہجری مین روانہ ہوا۔ اسقدر فوج کثیر کبھی جمع نہین ہوئی تہی بظاہر کامیابی یقینی تہی اور قیصر اسٹریا جسکے پاس صرف ۳۳ ہزار باقاعدہ فوج تہی ہاتہہ پاؤن بہول گیا۔ اور وائینا ایک جرنیل کے حوالہ کر کے بویریا کو بہاگ گیا۔ اور ۶۰ ہزار آبادی کو بہی بہگا لے گیا۔ مگر باقی ماندہ لوگ طلبائے مدارس اور کاریگرون تک شہر کے بچانے کے لیے مستعد ہو گئے۔ اور دن رات قواعد سیکہنے شروع کر دیے۔ بہادر کونٹ آف لارین نے جو خود شاہ کا مورث اعلی تہا بیس ہزار فوج قواعددان قلعہ مین داخل کر دی اور خود شاہ پولینڈ کی انتظار مین باہر رہا۔

مصطفے پاشا نے اول تو قلعہ یانق فتح کیا۔ اور پہر دینا کو روانہ ہوا۔ راستہ مین ایک سو قلعے فتح و تاراج و منہدم کر دیے گئے زراعت اجاڑ دی۔ ہزارون بیکس قتل کیے گئے ایک لاکہہ عیسائی قتل کیے گئے اور لونڈی معہ بچہ تین تین قرش تک بیچے گئے غرضیکہ اس حملہ مین تمام اسلامی اصول کو خیرباد کہا گیا اور ظالمانہ کاروائی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جسکا نتیجہ اس متکبر وزیر کو ملگیا۔ خود قتل فوج کو شکست سلطنت کا زوال شروع ہو گیا۔

دینا نہایت مضبوط اور مستحکم عمارت کے لحاظ سے نہایت خوبصورت تہا۔ عثمانی انجنیرون نے مورچہ بندی اور سرنگ لگانے مین کمال مہارت دکہائی ترکون نے چالیس اور محصورین نے سولہ سرنگین اڑائین ترکون نے اٹہارہ اور عیسائیون نے ۲۴ دہاوے کیے۔ اور ایک ایک انچہ زمین پر فریقین کٹتے مرتے رہے اور دادمردانگی دیتے رہے آخر پچاس دن کے محاصرہ کے بعد ایک بڑی سرنگ اور دو روز بعد دوسری سرنگ ترکون نے اڑا دی جس سے سالم پلٹن اس شگاف سے گذر سکتی تہی اگر دیگر سرداران فوج کے مشورہ کے مطابق اسوقت عام ہلہ کیا جاتا تو اس تیر کی سیلاب کو کوئی روکنے والا نہ تہا اور دینا ضرور فتح ہو جاتا۔ مگر خودغرض اور بے تدبیر وزیر نے اس خیال سے کہ اگر شہر عام ہلہ سے فتح کیا گیا تو مال غنیمت سے صرف اسکو پانچوان حصہ حسب قاعدہ ملیگا۔ اور باقی سپاہی لینگے حملہ کرنے کا حکم ہی ندیا اور ایسے عمدہ موقعہ سے فائدہ نہ اٹہایا۔ اب شاہ پولینڈ اور جرمنی ملکی افواج کی آمدآمد کی خبرین بہی آنے لگین اور سرداران فوج نے کہا کہ قبل پہنچنے اس امدادی فوج کے دینا کا فیصلہ کرنا چاہیے مگر اس خودپسند وزیر نے جسکو اپنی کثرت فوج اور اسٹریا کی شکستہ حالی سے فتح کا یقین کامل تہا سامنے تو دینا پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور نہ پولینڈ وغیرہ کی فوجون کے روکنے کا کچہ انتظام

اور زار پر سلطان کی کسی تحریر کا اثر نہوا۔ آخر وزیر نے چڑہائی کی اور کاسکون کا شہر تہرون یا ہرون بقول مورخین اسلام فتح کیا گیا۔ اور نمک کی کان پر قبضہ کیا گیا۔ جسکے سوا اسوقت روس کے پاس اور کوئی کان نمک نتہی۔ اور اس فتح کی خوشی مین دار الخلافہ اور دیگر شہرون مین خوشی کے جلسہ کیے گئے۔ اور سجائے گئے بقول یورپین مورخین ترک دریائے بوگ سے خوف زدہ ہو کر پیچہے ہٹ گئے اور صلح ہونے پر علاقہ متنازعہ روس کو دیا گیا۔ اور یہہ روس کی پہلی کامیابی شمار ہوتی ہے اس مین شک نہین کہ روسی جاہل و وحشی اور نو دولت اور نو خیز ہونے کے سبب دیگر عیسائیون سے زیادہ سر فروش تہے اور جنگی تکالیف کو اورون کی نسبت زیادہ برداشت کر سکتے تہے ممکن ہے کہ نالائق وزیر پر ان باتون کا اثر ہوا ہو لیکن یہ کہنا کہ روسی ترکون سے زیادہ زبردست یا بہادر تہے ٹہیک نہین کم ہمت وزیر مصطفے کیلئے خاندان کو برلی اسقدر جنگی سامان جمع کر گیا تہا اور ترکون کو ایسے مفید قومی رستہ پر ڈال گیا تہا کہ اگر مصطفے عقل و تدبیر سے کام لیتا اور اولو العزمی کو کام مین لاتا تو اسوقت روس کی طاقت زائل کرتا اور ماسکو کا فتح کرنا بالکل آسان تہا کریمیا کے تاتاریون کے علاوہ استرخان وغیرہ کے تمام تاتاری مسلمان ترکون کا خیر مقدم کہتے مگر افسوس کہ یہہ خود پسند عیاش۔ لالچی۔ وزیر ڈر گیا کسی اور سبب سے آگے نہ بڑہا جسکو یورپین مورخون نے شکست پر محمول کیا خیر کچہہ ہو روسیون کے منہ مین خون لگ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وزیر نے یہ صلح اسٹریا سے جنگ کرنے کے لیے کی تہی جسکی میعادی صلح مین ابہی چند سال باقی تہے۔ اور اندرونی بغاوت سے اسٹریا کا قافیہ تنگ تہا۔ ہنگری کا ایک میر کونٹ نکلی اسٹریا کی فوجون کو کئی شکستین دے چکا تہا۔ اور فرانس نے بہی اسٹریا کو زندہ در گور کر دیا تہا۔ اودہر کونٹ نکلی نے سلطان محمد چہارم سے امداد کی التجا کی دوسری طرف فرانس نے زور دیا کہ اسٹریا کی کچلنے کا یہ عمدہ موقعہ ہے اسلیے وزیر مصطفے روس کے ساتہہ جلدی فیصلہ کرنا چاہتا تہا۔ اور وہ روس کی نسبت جسین نو دولت سے وزیر کو چندان خطرہ نہ تہا ترکی کے قدیمی دشمن اسٹریا کا کچلنا زیادہ ضروری جانتا تہا۔ اس لیے روس سے ذلیل شرائط پر صلح کر کے فراغت حاصل کی اور روس کا حوصلہ بڑہا دیا۔

جنگ وانیا

وزیر نے باوجود مخالفت شیخ الاسلام و چند دیگر وزرا کے جو قبل از اختتام میعاد صلح لڑائی کرنا خلاف اصول اسلام بتلاتے تہے لڑائی کی تجویز پاس کرلی اور ابراہیم پاشا گورنر بودہ لیا کو کونٹ نکلی کی

امراؤں بربری ریاستوں سے عثمانی اقتدار کہو دیا اور دوستی کے لباس میں اسقدر نقصان پہونچایا کہ دشمنی کی حالت میں ناممکن تہا۔ یہہ ہے یورپ کی دوستی۔ ترکی چونکہ خود کئی سلطنتوں سے لڑرہی تہی فرانس سے علانیہ بگاڑنا نہیں چاہتی تہی بلکہ غدار فرانس کئی ایک عائتیں ایسے وقت میں حاصل کر رہا تہا۔

عیسائیوں کی فتوحات

یورپ والوں نے جو بہ تحریک پوپ دم مذہبی اتحاد برخلاف اسلام قائم کیا تہا اس کے رو سے وینس۔ جرمنی۔ پولینڈ۔ روس سے چوطرفہ جنگ شروع ہوگئی۔ وینس والوں نے امید سے بڑھ کر کامیابی حاصل کی یونان کا حصہ کثیر فتح کیا۔ البانیا اور سواحل بحیرہ ایڈریاٹک کے علاقہ کو تاخت وتاراج اور تسخیر کر لیا۔ اسٹریا کے سپہ سالار شاہزادہ یوجین نے ہنگری کے کئی امصار و قلعہ فتح کر لیے اور پولینڈ والوں نے بہی شکست کے بعد ترکوں کو نقصان پہونچایا۔ روسیوں نے تاتاریوں کا دم ناک میں کر دیا۔ اس لیے سلیمان پاشا وزیر اعظم سے جسنے چند فتوحات بہی حاصل کی تہیں۔ اخیر ناکامیابی کے سبب فوج بگڑ گئی۔ اور درپے قتل ہوگئی۔ سلیمان پاشا بہاگ کر قسطنطنیہ پہونچا۔ جہاں فوج کے خوف سے سلطان نے سلیمان پاشا کو قتل کرا دیا۔ اور اسکی جگہہ سیاوس پاشا وزیر اعظم ہوا

سُلطان محمد چہارم کی معزولی

سُلطان محمد چہارم نے سلطنت کا تمام بوجہہ مصطفیٰ پر رکہا ہوا تہا۔ خود ہمیشہ شکار اور لہو لعب میں مشغول تہا محمد اور احمد کوبرلی کی وزارت کے دنوں میں تو اس علیحدگی کا کچھ اثر نہ پڑا۔ اور نہ کسی نے خیال کیا۔ مگران لائق وزرا کے مرنے کے بعد سلطان کی اس علیحدگی اور لہو پسندی کو لوگ محسوس کرنے لگے جب نالائق مصطفےٰ پاشا کی ہاتہوں سلطنت تباہی کی حد تک پہونچی۔ کہ جبکو وزرا ابراہیم اور سلیمان بہی سنبہال سکے عیسایوں کی فتح کی خبریں آنے لگیں کئی شہر دشمن نے چہین لیے اور تب بہی سلطان نے شکار کے شغل سے ہاتہہ نہ اٹہایا۔ اور نہ سلطنت کے کاروبار میں توجہ کی قحط سے ملک تباہ ہو رہا تہا۔ آتش زنی کے متواتر واقعات سے رعایا الگ برباد ہو رہی تہی ایسی حالت میں سلطنت کی بہتری اسی میں خیال کی گئی کہ سلطان محمد چہارم کو معزول کیا جائے چنانچہ یہہ سُلطان سنہ ۱۰۹۹ ہجری میں ۳۹ سال کی حکومت اور ۴۹ سال کی عمر میں تخت سے اُتار اگیا۔ اور ۵ سال بعد مر گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سلطان علم دوست علم پرور تہا۔ علم تاریخ کا بڑا شائق تہا۔ مورخیوں کی بہت قدر اور پرورش کرتا تہا اپنے عہد کے واقعات لکہنے سے واسطے وقائع نگار مقرر کیے ہوئے تہے۔

کیا حالانکہ اگر لائق وزیر کوشش کرتا تو دریائے ڈینوب پر فوج پولینڈ کو روک سکتا تھا۔ دشمن بڑھا چلا آیا۔ اور یہاں کچھ بھی خیال نہ کیا گیا۔ ترکی لشکر جو ۱۸۰۰۰ میل کے دور میں پھیلا ہوا تھا برانیوں کی طرح غافل اور بے خوف و خطر پڑا ہوا تھا۔ اپنے اپنے کام میں لگا ہوا تھا کہ عیسائیوں نے ایک سخت حملہ کر دیا اور نادان وزیر کا اسوقت انکھیں کہلیں جب جان باز عیسائی عین کیمپ میں پہونچ گئے۔ اور زبردست حملے سے فوج کے ایک حصہ کو بہگا دیا۔ اتنے بڑے لشکر کا ایسے ناگہانی حملہ کے وقت انتظام مشکل تھا بے سود دن بہر کے مقابلہ کے بعد ترک ہر طرف سے بہاگ نکلے کچھ مارے گئے اور کچھ آوارہ ہوگئے۔ بقیہ السیف نامرد مصطفے پاشا کے ساتھ بلگریڈ پہونچ گئے دس ہزار ترک لڑائی میں مارے گئے۔ اور دیگر بیشمار مال غنیمت کے علاوہ توپیں ہی میں سو تہیں شکست کی بعد نگہری کی فوج جو ویناکی محاصرہ کئے ہوئے تہی بیفایدہ لڑتی رہی جسکو نقصان کثیر اٹھانا پڑا۔

قتل وزیر مصطفے پاشا

جب اس شکست کی خبر سلطان محمد چہارم کو پہنچی تو مصطفے پاشا کو ماہ محرم سنہ ۱۰۹۵ء میں قتل کرا دیا اور اسکی جگہہ ابراہیم پاشا وزیر اعظم ہوا۔ ویناکی شکست سے یورپ مارے خوشی کے اچھلنے لگا۔ اور سبکو ترکوں کے زوال کا یقین آگیا۔ پوپ روم نے یورپ سے ترکوں کے نکالنے کیلیے تمام یورپ میں آگ لگا دی۔ آسٹریا۔ پولینڈ روس ریاست وینس ہر طرف سے مقابلہ پر کہڑے ہوگئے۔ ماتحت عیسائی صوبہ سرویہ۔ بوسینا۔ وغیرہ باغی ہوگئے عیسائی رعیت بہی بیوفائی پر کمربستہ ہوگئی۔ اور اسطرح کی چارطرفہ لڑائی سے بہت سا عثمانی علاقہ بہی قبضہ سے نکلگیا۔ اور کچھ انتظام نہ ہوسکا۔ اس لیے ابراہیم پاشا معزول ہوا سنہ ۱۰۹۷ ہجری میں سلیمان پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔

فرانس کی بیوفائی

فرانس جسکی تحریک سے قرہ مصطفے نے آسٹریا سے جنگ چہیڑی تہی صرف فریبانہ چالیں چلتا رہا اور آسٹریا سے فایدہ اٹھانے کی کوشش کرتا رہا اور ترکوں کو ابہارتا رہا۔ اور سوائے ایکدو آسٹریا کے شہروں پر قبضہ کرنے کے اور کوئی صحیح عملی کارروائی نہ کرسکا بلکہ اس شکست کے بعد اس نے شمالی افریقہ کی اسلامی ریاستیں دبانے اور بحیرہ روم میں فرانسیسی بحری اقتدار جمانے کا موقعہ حاصل کر لیا۔ سلطان روم اسقدر مشکلات میں پہنسا تہا کہ وہ اپنے ماتحت دیاستہا پر کو مدد نہیں پہونچا سکتا تہا۔ پس ایماندار فرانس نے اپنے دوست ترکی کے ماتحت علاقوں پر حملہ کر دیا پہلے الجزائر کو پہر طرابلس اور مراکو کو مغلوب کر کے سلطان ترکی سے بالا بالا ہی براہ راست حسب مرضی خود معاہدہ کرلیا

امن و امان آزادی سے زندگی بسر کرتے رہے تہے۔ اور آسٹریا کے متعصب و ظالم حکام کے چند روزہ حکومت سے
تنگ آ گئے تہے اور ترکون کی مارتجی کو آسٹریا کے مقابلہ مین نعمت جانتے تہے۔ پس ایک لاکہہ باقاعدہ فوج لیکر وزیر
روانہ ہوا اور آسٹریا کی فوج کو کئی شکستین دیکر تمام بڑے بڑے شہر مثلاً۔ ہلیسا۔ ڈرین۔ سمندریا۔ بلگریڈ۔ فتح
کر کے سلطانی سکہ جما دیا۔ اور وزیر مظفر و منصور ہو کر واپس ہوا۔

سنہ ۱۱۰۶ھ مین پہر آسٹریا نے سر اٹہایا اور وزیر مصطفے سے شکست پائی اس سال ماہ رمضان مین سلیمان مرض
استسقا مین مبتلا ہو کر پچاس سال کی عمر اور تین سال نو ماہ کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ سلطان سلیمان کے عہد مین
روسیون اور پولون کے مقابلہ مین کریمیا کے خان نے بہت کچہہ کامیابی حاصل کی روس اور پولینڈ کی متفقہ
فوج کو شکست ہی ندی بلکہ خود حملہ آور ہو کر پولینڈ کو پامال کر دیا۔ مگر دنیس کے مقابلہ مین ترکون کو ہر جگہہ
زک ملی مورِیا کا صوبہ کلہم دنیس والون نے فتح کر لیا۔ اور ملکی انتظام کا سکہ بٹہا لیا۔ اور ایڈریاٹک کے
سواحلی علاقہ کو بہی لے لیا۔

مصطفے کوبرلی جو اپنے باپ اور بہائی کے جملہ اوصاف رکہتا تہا بہت سے نقصون کو دور کر کے زبردست حریف
آسٹریا کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ کیونکہ روس پولینڈ دنیس سب کی جرأت کا باعث یہی ایک قیصر آسٹریا تہا۔
اسکے مغلوب ہونے سے باقی تینون مخالف سلطنت عثمانیہ کا صدمہ نہین اٹہا سکتے تہے سلطان سلیمان
نے خود علم مقدس وزیر اعظم مصطفی کوبرلی کے حوالہ کیا تہا۔ اور وزیر جنگ آسٹریا کو جا رہا تہا۔ کہ سلطان سلیمان
فوت ہو گیا۔ اور سلطان احمد اسکا بہائی تخت نشین ہوا۔ اور مصطفے کوبرلی بدستور وزیر اعظم رہا وزیر نے بلگریڈ
پہونچکر کل سامان درست کر لیا۔ اور دریائے ڈینوب کے کنارے کنارے آگے بڑہا۔ اور شاہزادہ لوئیس آسٹریا
کی فوج لے کر مقابلہ کو نکلا۔ بمقام سالان کیمان دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ ترکی بیڑے نے فتح پائی
مگر خشکی پر معاملہ برعکس نکلا۔ سرداران فوج کی رائے تہی کہ ترکی مورچون کے پیچہے ہو کر آسٹریا والون کے حملہ کا
انتظار کیا جائے مگر وزیر اعظم نے جو ایک مشہور جرنیل تہا اسکو بزدل خیال کیا لڑائی شروع کر دی توپخانہ کو آگے
بڑہا یا گیا۔ مخالف نے دوسری طرف جدہر علم مقدس لہرا رہا تہا۔ بڑہنا شروع کیا۔ اسمعیل پاشا نے ایشیائی
فوج کے ساتھ شاہزادہ لوئیس پر حملہ کیا اُس کے سوار اُن باڑہین جو سپہ سالار آسٹریا نے درخت کاٹ کر اپنی
کیمپ کے گرد لگا دیے تہے پہنس گئے اور آسٹریا کے توپخانے نے انکو بہوننا شروع کیا۔ اور اسمعیل پاشا کو واپس
ہٹنا پڑا۔ عیسائی توپخانہ نے خاص وزیر کی فوج کو بہی نقصان پہونچایا۔ وزیر جو تہور اور شجاعت مین بے نظیر تہا
بجائے اسکے کہ کسی اور جرنیل کو حملہ کا حکم دیتا اپنی خاص اردل کے رسالہ کو لے کر تلوار کہینچ کر اللہ اکبر
کے نعرے مارتا ہوا۔ عیسائیون کی فوج قلب پر ٹوٹ پڑا۔ اور شیر نر کی طرح عیسائی صفون کو چیرتا ہوا

سلطان سلیمان ثانی بن ابراہیم

سلطان محمد چہارم کے بعد اُسکا بہائی سلیمان ثانی سلطان ہوا جو ۴۵ سال قید حرم سرائے مین رہ کر بہت کچھ
متانت و انکساری کفایت شعاری غربا پروری کا مادہ حاصل کرچکا تہا۔ یہہ سلطان پابند شرع متقی دیندار مختی ہر ایک
قسم کے لہو لعب سے متنفر تہا مگر اسکو سلطنت ایسے وقت مین ملی جبکہ سلطنت کی چولین ڈہیلی ہو رہی تہین
چارون طرف سے شکست کی خبرین آرہی تہین خزانے خالی تہے فوج مین سرکشی و تمرد کا زور و شور تہا۔
ینگچری اپنے افسر کو مار کر اور وزرا کے قتل کے درپے ہو گئے اور کئی ایک زیر لت مارے گئے وزیر اعظم سیاوس پاشا
(سیاوس پاشا) بہی مردانہ مقابلہ کرتا ہوا ینگچریون کے ہاتہ سے قتل ہوا اور [illegible] بوڑہا اسمعیل پاشا مقرر ہوا
آسٹریا نے بہت سا علاقہ فتح کر لیا اور وینس والون نے کئی شہر لے لیے اس لیے اسمعیل پاشا بہی تین ماہ بعد معزول
کیا گیا۔ اور نکفور طاغلی مصطفے سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین وزیر ہوا۔ اور اُسکی جگہہ عام انتخاب سے مصطفے کوبرلی برادر احمد
کوبرلی وزیر اعظم ہوا۔ فوج لیکر آسٹریا کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ مگر آسٹریا نے بلگریڈ جیسے ضروری اور مضبوط
قلعہ کو فتح کر کے ہنگری وغیرہ سے ترکون کو نکال دیا یہ خبر سُنکر سلطان سلیمان نے خود بذاتہ جہاد پر جانیکا ارادہ
کیا۔ مگر خزانہ خالی تہا۔ اس لیے مجبوراً رعایا سے درخواست امداد کی گئی۔ اور ہر ایک متمول کو دو دو سو سوار
دینے کو کہا گیا۔ مگر آسٹریا نے ہنگری۔ ٹرنسلوینیا۔ سرویا۔ بوسینا وغیرہ کی طرف سے برابر پیش قدمی جاری رکھی اس
لیے سلطان نے ذوالفقار آفندی کو سفیر بناکر قیصر آسٹریا کے پاس انعقاد صلح کے لیے روانہ کیا اور یہ پہلا
موقعہ ہے کہ عثمانیہ سلطان کسی عیسائی سلطنت سے خود درخواست صلح کرتا ہے۔ قیصر آسٹریا جسکے بزرگون فیاض
سلاطین عثمانیہ بارہا لب گور تک پہنچا کر اُسکی درخواست صلح کو منظور کر کے تازہ زندگی بخش چکے تہے اب ایک
دفعہ کی کامیابی سے مغرور ہو کر آنکھون پر بے مروتی کی پٹی باندہ کر سفیر عثمانیہ سے اس قسم کے آداب و تسلیم کا
خواہان ہوا جو ایک سلطان کو کبہی گوارہ نہ ہو سکتی تہی۔ دو تین جگہہ سجدہ کرائے اور پہر نہایت عجز و انکسار کے ساتہ مراسلہ
سلطانی کو قیصر کے ہاتہ چوم کر دینے سے عثمانیہ سلطان ایک ماتحت باجگذار رئیس سے زیادہ وقعت رکہتا ہوا دکہائی
نہ دیتا تہا۔ علاوہ اسکے شرائط بہی اسقدر کڑی اور سخت تہین کہ جسکو غیور سلیمان ثانی منظور نہ کر سکتا تہا۔ اس لیے دس ماہ
کے فضول نامہ و پیام کے بعد سلطان سلیمان ثانی نے جب دیکہا کہ مغرور قیصر صلح نہین کرتا اس لیے لڑائی پر نکلا سلطان
اور وزیر اعظم مصطفے نے اپنے اپنے تمام سونے چاندی کے برتن گلوا کر دار الضرب مین بہیجدیے اور دیگر ارکین
سلطنت اور پرجوش حامیان اسلام نے بہی ہر طرح کی مالی۔ جانی امداد دی وزیر نے عیسائیون کے تالیف
قلوب مین بہی کوئی کوتاہی نہ کی چنانچہ صوبجات مفتوحہ کے عیسائی جو صدیون سے سلاطین عثمانیہ کے زیر سایہ

سلطان مصطفیٰ ثانی بن سلطان محمد چہارم

سلطان احمد کے بعد اسکا بھتیجا سلطان مصطفےٰ ثانی تخت نشین ہوا۔ یہہ سلطان بہادر اولوالعزم جنگجو تھا تخت نشینی سے تین روز بعد ہی فرمان ذیل جاری کیا۔ جسکا خلاصہ عربی لکھا جاتا ہے

فرمان سلطانی

لایجوز لعبید اللہ ان یتمتعوا بالراحۃ وھم علی سریر السلطنۃ فمن الآن وصاعداً احتم ان التلذذ والکسل یخرج من دولتی العلیۃ لان الاعلی الاقل احاطوا بمملکۃ الاسلام واستاسروھم و سوف نارھم انشاء اللہ تعالیٰ واسیر امام جیوشی لان جد سلیمان العظیم الذی تتصاعد رائحۃ الطیب من قبرہ لم یکن یرسل وزرائہ فقط للجہاد بل کان یخرج بنفسہ للمبادرۃ فی الجہاد المقدس ان فخرہ ومجدہ قد انتشر فی جمیع الاقطار المسکونۃ وانا سوف اصنع نظیرہ فاطیعوا امیر المومنین وا السلام۔

اس دانا اور محب قوم سلطان عثمانیہ نے سلطنت کی کمزوری اور دشمنوں کی سینہ زوری کی صاف صاف وجہ اس فرمان مذکور مین بتلادی ہے کہ چونکہ سلطان عثمانیہ۔ عیاش۔ اور آرام طلب۔ کاہل۔ جہاد۔ لڑائی سے گریز کرنے والے تھے اور لڑائی کا تمام بوجہ وزرا پر ہی چھوڑ رکھا تھا۔ اس لیے مخالفون نے چارون طرف سے شکستین دینی شروع کین اور سلطنت کی عزت مٹنے لگی وہ سلاطین عثمانیہ کو بہ تقلید سلیمان اعظم مجاہد فی سبیل اللہ۔ بنانا۔ قتال شائق غزا ہونا ضروری جانتا تھا۔ اور جنگی کمان کو خود ہاتھ مین لینا سلطنت کے عروج کے لیے ضروری بتاتا ہے اس فرمان کو دیکھکر جو ایک ایسے سلطان اور اسکی ارکان کے وعقل کے تجربہ کا نتیجہ ہے جو ہونیہ کی نسبت اپنی ذاتی ذمہ داریون اور مشکلات کو زیادہ تر سمجھ سکتا ہے سلطنت عثمانیہ کے زوال وانحطاط کا باعث کسی اور چیز کو قرار دینا۔ غلطی بلکہ نادانی ہے اور یہہ اصول وہ ہین جس سے ہمیشہ دنیا کی سلطنتون کو عروج وزوال ہوتا رہا جس قوم کی جنگی طاقت مضبوط انتظام درست بادشاہ بہادر وہ قوم دیگر اقوام مین زبردست رہی تھی سلاطین آل عثمان نے جو حرم سرا کی چاردیواری سے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور جنگی کاروبار کو محض وزرای سلطنت پر رکھا تو اسکا نتیجہ یہہ نکلا۔

(۱) سلاطین کا جنگی بہادرانہ رعب کھویا گیا جنگی فوج نڈر ہوگئی۔ اور تخت وتاج کی مالک ہوگئی اور سلاطین ہمیشہ دبتے رہے اور وقار سلطانی کھوتے رہے۔

قلب فوج تک ہو پہنچ گیا اور کشتون کے پشتے لگانے لگا۔ اور باقی فوج اسلام بھی اسیطرح ٹوٹ پڑی اور قریب تہا
کہ بہادر وزیر کی تلوار دشمن کا فیصلہ کردیتی کہ اس بے احتیاطی کے حملہ مین گولی کے لگنے سے گرکر اور شہید ہوکر
سلطنت کی امیدون پر پانی پہیر گیا۔ وزیر کے ہمراہی اور دیگر مسلمان جو ابھی شیرون کی طرح لڑکر دشمن
کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تہے محبوب قوم وزیر مصطفے کو برلی کی شہادت کی خبر سنکر حواس باختہ ہوگئے
اور بے سر ہونے سے بے انتظام ہوگئے جسکا نتیجہ عیسائیون کی فتح ہوا۔ ترک ۲۸ ہزار شہید ہوئے کل ترکی
کیمپ اور ایکسو پچاس توپین عیسائیون کو ملین اور اس شکست سے صوبہ ہنگری ترکون کے قبضہ سے نکلگیا
وزیر مصطفے کو یہ شکست محض تہورسے ہوئی ورنہ اگر خود زندہ رہتا تو شکست کا ہرگز وہم وگمان نہ تہا اس سے
پہلے مقدونیہ اور البانیا مین فتح پاچکا تہا۔ اور کل مفسدین سے ملک خالی کر چکا تہا۔ یہ وزیر بہادر منتظم اور
بے تعصب تہا اور عیسائی رعایا ویسا ہی دل سے پیار کرتی تہی جیسے کہ مسلمان چنانچہ اکثر عیسائیون نے اس وزیر
کا عام لطف و رحمت اور عدل و انصاف بے تعصبی دیکہکر خود بخود عیسائیون کے برخلاف ترکون کا ساتھ
دینا اختیار کر لیا تہا۔

سلطان احمد ثانی بن ابراہیم

مصطفے کوبرلی کی شہادت پر علی پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا جسنے تنگ کر انگلستان اور ہالینڈ کے ذریعہ اسٹریا
سے مصالحت کرنیکی تجویز کی جسکو فرانس پسند نکرتا تہا۔ فرانس چاہتا تہا کہ ترکی اور اسٹریا کی لڑائی جاری رہے اور
اپنے قدیم دشمن اسٹریا کی اس شغولی سے فائدہ اٹہائے یہ خود غرض دوست کبہی بہی اپنے قدیمی محسن سلطان ترکی
کی فوجون کے دوش بدوش ہوکر ترکی کے دشمنون سے نہ لڑا ہمیشہ روبہبازی کی چال ہی چلتا رہا۔ انگلستان اور
ہالینڈ کا عثمانیہ پولیٹکل خارجی امور مین دخل دینے کا یہ پہلا موقعہ ہے اسٹریا نے ایسی سخت شرطین پیش کین باب
عالی نے خلاف شان خلافت سمجہکر مسترد کر دین اور لڑائی بدستور جاری رہی اور علی پاشا اپنی بدمزاجی کے سبب
معزول ہوکر جزیرہ قبرس مین جلاوطن کیا گیا۔ اور حاجی علی پاشا گورنر حلب وزیر ہوا۔ جسکے عہد مین سمرنا زلزلہ
سے اور قسطنطنیہ کا چوتہا حصہ آگ سے برباد ہوا۔ حاجی علی برخاست کیا گیا۔ اور بیقلو مصطفے پاشا وزیر ہوا۔ اب
اسٹریا والون نے ہر و پیجہد مقام بلگریڈ کو گہیر لیا۔ باب عالی نے جرار فوج اور کمک بلگریڈ بہیجدی اور محاصرہ اٹہادیا۔
اتہر تین تندی ہی کن پولینڈ اور ولیشیا مین بہی ترکون کو شکست ہوئی اہالی ونیس نے جزیرہ کیوس فتح
کر لیا۔ اس نازک حالت مین سلطان احمد ۱۱۰۶ھ ہجری ۵۲ سال کی عمر مین سال ۸ ماہ کی سلطنت
کے بعد فوت ہوا۔

سنہ ۱۱۰۹ ہجری مین فرانسیسی جنرل یوجین فوج کثیر لے کر ٹوٹا اور سلطانی امصار پر آ پڑا۔ سلطان خود معہ وزیر اعظم فوج جرار لیکر آسٹریا کی فوج کے مقابل کو روانہ ہوا۔ رستہ مین کئی قلعہ اور شہر فتح کیئے اور خفیف خفیف معرکون مین آسٹرین فوج کو شکست دی جنرل یوجین جنگی لیاقت اور تجربہ مین بڑہا ہوا تہا وہ ہر ایک سلطانی تجویز کو کاٹتا تہا اور جن مفید مقامات کو سلطان لینا چاہتا تہا اُن مقامات کو مدبر جرنیل نے پہلے ہی مضبوط کر رکہا تہا۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ سلطانی وزرا مین نفاق تہا وہ کسی مفید مشورہ پر متفق نہین ہو سکتے تہے اور انہی امور کو وجہ شکست قرار دیا جاتا ہے لیکن وزیر اعظم کے منصوبے اگر پورے اترتے تو ضرور ترکون کو فتح ہوتی مگر جعفر پاشا نے جسکو جنرل یوجین نے قید کر لیا تہا۔ جان کے خوف سے وزیر کی جنگی منصوبون سے جنرل یوجین کو مطلع کر دیا۔ پس ۱۱ استمبر ۱۶۹۷ء کو جبکہ سلطان اور کل فوج سواران اور توپخانہ کا حصہ کثیر دریا سے تہی اسکو عبور کر چکا تہا اور صرف وزیر فوج پیدل کے ساتھ دائین کنارے پر رہ گیا تہا۔ یکایک آ پڑا اور صرف دو گہنٹہ دن باقی تہا۔ کہ لڑائی شروع کر دی گئی سلطان اور اسکی فوج کا حصہ کثیر دریا عبور نہ کر سکا۔ اور نہ لڑائی مین حصہ لے سکا۔ سرکش ینگچریون نے اپنے افسرون کو ہی قتل کرنا شروع کیا۔ وزیر الماس پاشا شہید ہو گیا۔ اور ترک بدحواس ہو کر بہاگ گئے سلطان یہہ حالت دیکہکر باقی فوج لے کر تیمیسور کو چلا گیا۔ اور بیس ۲۰ ہزار ترک مارے گئے۔ جب یورپین مورخ مانتے ہین کہ دو گہنٹہ دن باقی تہا کہ لڑائی شروع ہوئی اور شام تک میدان صاف ہو گیا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی مقابلہ نہین ہوا۔ محض ترکون کی غفلت اور ناتجربہ کاری باہمی نا اتفاقی ینگچریون کی غداری۔ اور جنرل یوجین کی ہوشیاری مآل اندیشی سے فتح حاصل ہوئی نہ سلطان کو اپنی شجاعت دکہانیکا موقعہ ملا اور نہ ترکون کو دل کہول کر دشمن سے مقابلہ آرا ہونا نصیب ہوا۔ جنرل یوجین نے ایسے وقت حملہ کیا جبکہ سلطان اور فوج کا حصہ کثیر دریا سے عبور کر چکا تہا دن غروب ہونے کو قریب تہا نہ سو وقت فوج اس قدر جلدی واپس آ سکتی تہی اور نہ مورچہ بندی ہو سکتی تہی اگر سلطان دریا سے گذر کر حصہ ہی لیتا تو باغلب وجوہ شکست پاتا پس اس شکست سے سلطان پر سوا سوء تدبیری کی بزدلی کا الزام نہین لگ سکتا۔

اس شکست زنتا کے بعد سلطنت کی خوش قسمتی سے حسین کوپرلی بن حسن محمد کوپرلی کا بہتیجا وزیر اعظم ہوا۔ جسنے مالی و ملکی اصلاحات سے سلطنت کو سمہال لیا۔ جدید فوج بہرتی کر کے آسٹریا وینس روس کے مقابلہ پر روانہ کی مگر یہ مدبر وزیر سلطنت کی مالی کمزوری سے واقف تہا اس لیے فرانس انگلستان ہالینڈ کی وساطت سلسلہ صلح ہلایا گیا۔ اور فرانس۔ انگلستان۔ روس۔ آسٹریا۔ وینس۔ بولونیا۔ ہالینڈ کے وکلا نے ۱۶۹۹ء مین ۳۶ اجلاس کرنے کے بعد معاہدہ کارلوویتز مرتب کیا جسکے رو سے آسٹریا کو ہنگری۔ ٹرنسلونیا ہر اور کل صوبے سلیوونیا کا بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کا بازو کٹ گیا۔ اسکے فتوحات ہی بند نہ ہو گئیں

(۲) سلاطین کے جنگی امور سے علیحدگی اور تعیش نے دیگر امرا و رعیت پر بہی اثر ڈالا اور بقول الناس علی دین ملوکہم رعایا بہی جہادی جوش کہو بیٹھی۔

(۳) جسطرح کہ سلاطین کے سامنے میدان جنگ مین فوج جانین لڑا سکتی ہے اسطرح وزرا کی ماتحتی مین جان فروشی کی امید کم ہو سکتی ہے وزراے کا عزل و نصب بلکہ موت و حیات فوج کے ہاتہہ ہوگئی۔ کمزور سلاطین و فوج و سپاہ کے مطالبات سے انکار کرنے کی جرأت نرہی۔

پس سلطان مصطفی ثانی کا فرمان نہایت قابل قدر تہا اور وہ سلطنت عثمانیہ کا طبیب حاذق تہا سلطان کی یہہ تشخیص جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث شریف "ما ترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب" کی تعمیل مین تہی سلطان نے خود جنگ آسٹریا کے لیے جانیکا قصد کیا۔ دیوان دیوان امرانے تین دن کے کمیٹی بعد عرض کیا۔ کہ خود سلطان میدان مین نجائین وزیر کو روانہ کرین مگر بہادر اور مشتاق جہاد سلطان نے خود فوج کی کمان لی اور بلگریڈ سے روانہ ہوکر مشہور قلعہ تمیسور۔ قران سیبس۔ تیا۔ لوگاس وغیرہ کئی قلعے فتح کر لیے۔ اور لوکلس کے قریب آسٹرین فوج کو جو اعثمانیہ لشکر سے پانچ گنا تہی خونخوار معرکہ کے بعد بہگا کر جنرل فیترانی کو معہ نصف فوج تلوار کی گہاٹ اوتار دیا اور تمام توپخانہ اور سامان جنگ وغیرہ ترکون کے ہاتھ آیا۔ تاتاریون نے پولینڈ پر حملہ کرکے ممبرگ تک ملک کو تاخت و تاراج کر دیا اور موسم جاڑا بسر کرنیکے لیے ہنگری کے قلعون مین کافی فوج چہوڑ کر ایڈریانوپل کو واپس ہوا۔

اسی سال پیٹر اعظم زار روس نے جو نہایت اولوالعزم بہادر جفاکش پادشاہ گذرا ہے ترکون کی کمزور حالت دیکھکر بحیرہ ازاف پر حملہ کیا اور تین مہینہ کے محاصرہ کے بعد تیس ہزار ۳۰۰۰۰ روسی ترکون سے کٹوا کر واپس ہوا۔

جسطرح کہ سلطان مصطفے ثانی کو خشکی مین فتوحات حاصل ہوئین اسیطرح بحری فوج نے بہی دو دفعہ وینسی جہازون کو ٹونسی معمر امیر البحر حسین پاشا نے شکست دیکر جزیرہ ساؤ (ساقس) کو فتح کر لیا۔

سلطان کا غزوہ ثانی

سلطان کو خبر پہنچی کہ آسٹریا نے جنرل فیترانی مقتول کی بدنامی دور کرنے کہ لیے مشہور بہادر فرانسیسی جرنیل یوجین کو فوج کثیر دیکر مقابلہ کو روانہ کیا ہے۔ اس لیے سلطان مصطفے بہی ۱۱۰۸ھ کو ایک لاکہہ فوج لے کر قسطنطنیہ سے نکلا اور ایڈریانوپل پہنچکر بمشورہ وزراے خود وہین مقیم رہا عثمانیہ لشکر نے کئی میدان فتح کئے اور عیسائی بہ تعداد دس ہزار قتل ہوئے اور یوجین شکست پاکر واپس ہٹ گیا۔ اور سلطان فتحیاب ہوکر دار السلطنۃ کو واپس چلا آیا

جنگ آسٹریا

لے سکتا تہا جو معاہدہ کارلوینز کے روسے ترکون کے قبضہ سے نکل گئے تھے اور اسیطرح روس سے ازاف بھی
واپس کیا جا سکتا تہا۔ اور نو دولت زار روس کو کچلا جا سکتا تہا۔ اور یہ امر سلطان احمد کی بزدلی یا لاپرواہی
اور بہترین سلطنت کی نادانی پر محمول کرتے ہین لیکن اصل بات یہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ ایک تو میعادی صلح کا اندر عہد
شکنی کرنی خلاف اصول اسلام جانتی تہی دوم عیسایون کے جھگڑون سے الگ تہلگ رہنا چاہتی تہی وہ کسی سلطنت کو اپنا
دلی خیرخواہ نہین جانتی تہی اور آسٹریا سے چند بار نقصان اٹہا چکی تہی جسکو ہر دفعہ یورپ کے عیسائی ملک خصوصاً فرانس
جرنیل یوجین نے میدان انتا مین شکست دی تہی۔ خیر کچھہ ہو خدا کو ہی منظور تہا کہ روس کی طاقت بڑہی۔

روس سے لڑائی اور پیٹر اعظم کی ذلت

روس نے ۱۱۲۰ ہجری مین سویڈن پر جسکا علاقہ بحیرہ بالٹک کے مشرقی اور جنوبی کنارون کے وسیع صوبون تک
پہیلا ہوا تہا چڑہائی کر دی۔ چارلس شاہ سویڈن نے اسی ہزار فوج کے ساتھ پیٹر اعظم زار روس کو گہیر لیا۔ اور کئی قلعہ
اور شہر فتح کر لیے اور ماسکو دارالسلطنۃ روس سے صرف دس دن کے رستہ پر پہنچگیا۔ اور اپنی مرکز فوج سے دور
ہو جانے اور ایک امدادی دستہ کے تباہ ہونے سے وہ ایک وا بہ مین بارہ ہزار سویڈن کی فوج کی ہمراہ گہر
گیا اور غیور متہورون کی طرح زار کے مورچون پر حملہ آور ہوا۔ آخر جو تہور کا نتیجہ ہوتا ہے وہ اس بادشاہ کو بہی
بہگتنا پڑا۔ روسی گولون سے چارلس کی فوج ہلاک ہوگئی۔ اور خود زخمی ہوکر تہوڑی سی فوج کے ساتھ دریا تیر کر
ترکی علاقہ مین چلا گیا۔ اور وہان سے سلطان احمد کی خدمتمین قسطنطنیہ حاضر ہو جہان اسکی کمال درجہ کی خاطر
و مدارات کی گئی۔ اور ہر ایک قسم کا سامان عیش عشرت مہیا کیا گیا۔ چارلس نے سلطان سے مدد کی درخواست کی مگر میعادی
صلح کا توڑنا مناسب سمجھا گیا۔ لیکن خود زار نے عہدنامہ کا پاس کیا چارلس جو ایک ہزار سویڈش سوار پولینڈ
کے سرحد کے قریب عثمانیہ علاقہ مین چہوڑ آیا تہا۔ انپر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اور اس سے عثمانیہ سلطنت کی حرمت کا
کچہ پاس نہ رہا یہ کارروائی بمنزلہ اعلان جنگ تھی ہا بعالی کی شکایت پر بہی زار روس نے کچہ توجہ نہ کی بلکہ چارلس شاہ
سویڈن کے ترکی علاقہ سے نکالنے کا مطالبہ کیا۔ آزاف اسود کے بندرگاہ کی قلعہ بندیان کی گئین۔ کئی
ایک جدید قلعہ تیار کیے۔ اور خان کریمیا کے کچلنے کا پورا سامان کر لیا۔ پولینڈ کو اپنے ساتھ ملا لیا سلطنت عثمانیہ
مین زیادہ تر کلیسائی یونانی کے عیسائی تھے سب کو آزادی دلانیکا وہو کہہ دیکر ترکون کے مخالف کر دیا اور اسی
وجہ سے پیٹر اعظم ترکون سے چہیڑ خانی کر رہا تہا سلطان کی عیسائی رعیت کے بگڑنے سے عثمانیہ سلطنت کی کمزوری
اور خود پیٹر اعظم کی نیکنامی متصور تھی وہ عیسائی دنیا مین حامی دین مسیح بنکر آیندہ یورپ مین اپنا اقتدار جمانا
چاہتا تہا۔ ان سب باتون کو وزیر اعظم بنظر غور دیکہتا رہا مگر سلطان احمد کی آرام طلبی سے کچہ نہ کر سکا۔ مگر جبکہ

بلکہ عیسائی سلاطین کو ممالک عثمانیہ کے غصب کرنے کا ڈہب آگیا چنانچہ پیٹر اعظم نے اس کی تقلید مین آیندہ جارحانہ حملات شروع کیے آسٹریا سے تو معاہدہ کارسودز کے مطابق ۲۵ سال کی میعادی صلح ہوگئی لیکن پیٹر اعظم نے دو سال سے زیادہ صلح نہ کی کیونکہ ترکی پر متواتر حملات کرنے چاہتا تھا اور بدنیت دول یورپ اُسکو اُکسا رہی تہین وہ سمجہ چکا تہا کہ ترکون مین وہ سچا جوش نہین رہا جو محمد فاتح یا سلیمان اعظم کے وقت مین تہا اور روسیون کی اُٹہتی جوانی تہی اس لیے اُس نے اضاف پر چڑہائی کی اول تو شکست کہائی مگر دوسری بار ازاف کو فتح کرلیا حسین کوبرلی نے جنگی بیڑا روانہ کیا جسنے کسی قدر کامیابی حاصل کی مگر ازرف اُس سے واپس نہ لے سکا حسین کوبرلی نے پل - مدارس - مساجد - فوجی بارکین - حوض - نہرین - ہر ایک شعبہ مین ترقی دی - ملک کی بغاوت کو دور کیا - اس وزیر کا بہتیجا آتش شاہی کنیز کے عشق کے جرم مین قتل کیا گیا - اور نیک نہاد وزیر اسی بدنامی و غم کی وجہ سے مستعفی ہوگیا حسین کی جگہہ ظالم اور جاہل دولت بان پاشا سرپی نسل وزیر ہوا جو اپنی سفاکی اور نالائقی کے سبب چار ماہ بعد معزول ہوکر قتل کیا گیا - اور اسکی جگہہ رامی پاشا وزیر ہوا - اُس نے حسین کوبرلی کی قدم بقدم چلنے کی کوشش کی عدل و انصاف کو شیوہ بنایا - ظالم اور رشوت خوار حکام کو سزائین دینے لگا - ینگچریون کے افسرون کو بہی کوڑے پٹوائے گئے - ینگچری جو خلیع العذار ہو رہے تہے اس دباؤ کو نہ سہار سکے اور علما جو معاہدہ کارلوز سے سلطان کے برخلاف تہے سب نے ملکر شورش کردی اور سلطان مصطفے کی معزولی کا فتوی لکہا گیا - اور شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی قتل ہوا سلطان مصطفے نے یہ فتوی سُنکر خود بخود ہی اپنے بہائی احمد کو تاج اور عصا دیدیا اور سلطنت سے علیحدہ ہوگیا - اور ۸ سال چار ماہ کی حکومت ۴۱ سال کی عمر ۱۱۱۵ ہجری مین معزول اور ۱۱۱۶ ہجری مین فوت ہوا -

سلطان احمد ثالث بن سلطان محمد چہارم

سلطان احمد نے تخت نشین ہوتے ہی پیٹر اعظم زار روس کو اس کی پیشقدمی اور زیادتیون پر متنبہ کیا - بحیرہ ہود کی طرف سے مضبوط قلبندیان کی گیئن - اسی عہد مین روس سویڈن سے فرانس آسٹریا سے لڑ رہا تہا - فرانس نے ہرچند کوشش کی کہ ترکی آسٹریا اور روس کے برخلاف اعلان جنگ کرے مگر فرانس جو ہمیشہ اپنے ذاتی فائدہ کے لیے ایسی تجویزین پیش کرتا رہا تہا - اور کبہی بہی رفیق شفیق بن کر ترکون کے دشمنون سے معرکہ آرا نہ ہوا تہا - اس کی اسوقت کے ہل پکار کا کچہ اثر نہ ہوا اور سلطان احمد یہ کہکر کہ گوشت محرو ندان سگ علیحدہ رہا - کہا جاتا ہے کہ اگر سلطان چاہتا تو اس موقعہ پر وہ اُن تمام صوبجات ہنگری اور ٹرنیلو نیا کو واپس

ایسے غداروں بے وفاؤں کی دوستی دشمنی کی چندان پرواہ نکرلی تہی انکو محض بہادران اسلام کی تلوار پر بہروسہ تہا اور گو یہہ عیسائی گورنر ترکوں کی شمشیر سے ڈرتے ہی ہوں لیکن اپنے ہم مذہب حامی کلیسا پیٹر اعظم کی برائی ہرگز نہیں چاہتے ہونگے اور دہوکہ دیکر انکی شکست اور ترکوں کی فتح کا باعث ہرگز نہیں قرار دیے جاسکتے اور کانٹی مر گورنر مالڈیویا کا زار کو مشورہ مشرا ثنا دیتا ہی بعید از قیاس ہے اگر زار کو اس مشورہ سے فائدہ حاصل ہوتا اور وہ ترکوں کے گورام پر قابض ہوجاتا تو اس کانٹی مر کے تعریفین کیجاتین پیٹر اعظم خود ناتجربہ کار بچہ نہ تہا کہ ایسے دہوکہ مین آجاتا۔ بہرحال جو کچھ ہوا۔ وزیر اعظم محمد پاشا بلتان جی کی حسن لیاقت اور دیگر عثمانیہ کمانڈروں کی شجاعت سے ہوا محمد پاشا آزمودہ کار جرنیل تہا۔ اُس نے ایسے رستہ سے اپنا لشکر دریائے ڈینوب سے پار کرلیا کہ دشمن کچھہ نہ کرسکا اور جہان خان کریمیا بہی تاتاری فوج لیکر آملا دریا پرتہہ پر روسی فوج سخت مزاحمت کی مگر دس ہزار تاتاری دریا تیر کر پار ہوگئے جنکو کوئی روک نہ سکا اس طرح کی بہادر جان باز فوج محمد پاشا کے زیر کمان تہی۔ پیٹر اعظم نے بظاہر اسباب دریائے پرتہہ اور دلدل کے درمیان میں ایک محفوظ مکان اپنے کیمپ کے لیے منتخب کیا۔ اس سے انکی فوج کے دونون بازو حملہ سے محفوظ خیال کیے گئے تہے اور جدہر سے حملہ کا امکان تہا وہان خندقین مورچے تیار کرلیے تہے مناسب موقعوں پر توپین نصب کی گئی تہین بس ہر ایک مدبر اور محتاط جنرل یہی کرسکتا ہے جو پیٹر اعظم نے کیا مگر عثمانیہ کمانڈروں نے انکی ان جملہ حفاظتی تدابیر کو خاک مین ملادیا ترکی زبردست توپخانہ نے دریائے سے اُن کو ہٹادیا اور ذرائع آبنوشی کو بند کردیا۔ اور متواتر حملات سے پیٹر کو زندہ درگور بنادیا اور بیرونی امداد اور رسد کا راستہ روک لیا۔ اور ترکوں کی دو لاکہہ فوج کثیر کے مقابلہ مین پیٹر اعظم کیلیے میدان شمشیر بکف نہ ہوسکا۔ اور جس تجویز سے وہ ترکون کو برباد کرنا چاہتا تہا۔ وہ خود اسی کی خرابی کا موجب ہوئین۔ محمد پاشا نے پیٹر کو چار طرف سے گہیر لیا اور اُن پہاڑیون پر جو روسی کیمپ کے چار طرف تہین قبضہ کرلیا روسیون نے دو دن خونخوار معرکہ مین خوب داد مردانگی دی مگر ترکون کو پہاڑیون سے نہ ہٹا سکے اور سخت نقصان اٹہا کر پسپا ہوئے۔ وزیر محمد پاشا نے اس طرح عمدگی سے روسی فوج کو محاصرہ کیا۔ کہ پیٹر اعظم کے اوسان خطا ہوگئے۔ اور قید یا ہلاکت کا اُسکو پورا یقین ہوگیا۔ اس نا امیدی کی حالت مین اس کی ملکہ کیتہرائن نے جو ایک مشہور چالاک عورت اور کئی ایک افسرون کی معشوقہ رہ چکی تہی اور اپنے حسن سلیقہ سے پیٹر اعظم پر پورا قابو پائے ہوئی تہی۔ قیصر کو صلح کرنے کی رائے دی جسکو اُسنے بخوشی منظور کرلیا۔ ملکہ نے زر کثیر معہ اپنے زیورات کے بطور نشان عجز وزیر محمد پاشا کے پاس بہیجکر پیٹر کا خط بطلب صلح اپنے مدار المہام کے ہاتھ روانہ کیا جسکو وزیر نے منظور کیا اور عہد نامہ جو لکہا گیا جسکی بڑی بڑی شرطین یہہ تہین۔

چارلس کی متواتر امداد و درخواست اور والدہ سلطان کی اصرار اور خود روسی سفیر کی بے ادبی سے جبکا جہاز بلا اجازت سلطان حرم سرائے سلطانی کے نیچے آکھڑا ہوا تہا رعایا کے علاوہ سلطان بہی غصہ کو ضبط نکر سکا علاوہ برین فرانس نے جو مدت سے لڑائی کے لیے ابہار رہا تہا سلطان کو اس کی ترقی اور سینہ زوری سے بخوبی آگاہ کیا اور لڑائی پر زور دیا۔ اور خان کریمیا جسکو روس کی روز افزون طاقت سے اور زبردست تیاریون سے اپنی یقینی موت نظر آرہی تہی پیٹر اعظم کی چالاکیون سے سلطان کو خبردار کیا اور جنگ کے لیے ان تمام بواعث سے سلطان احمد نے بڑے زور شور سے تیاریان شروع کین پیٹر اعظم نے جو ابہی ایک سال مکمل تیاری کے لیے ترکون سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا تہا۔ اپنے سفیر کی معرفت سلطان کو لڑائی سے ٹالنا چاہا مگر مندرجہ بالا واقعات ایسے صریح اور صاف تہے کہ جس سے پیٹر اعظم کی بدنیتی عیان تہی پیٹر اعظم نے بہی اعلان جنگ کیا اور مذہبی لڑائی کے پیرایہ مین عیسائیون کو جوش مین لایا۔ مالڈیویا۔ اور الیشیا کے صوبون کو آزادی دلانے اور کل یورپین ترکی مین کلیسائی یونانی کو رواج دینے اور ترکون کو یورپ سے نکالنے اور آیا صوفیہ پر پہر صلیبی علم لہرانے اور سابق یونانی شاہنشاہون کے نشانات کو تازہ کرنے کا اشتہار دیدیا اور یہہ جادو ایسا چلا کہ یونان اور جبل اسود تک کے عیسائی پیٹر اعظم کو اپنا خیر خواہ اور عیسائی مذہب کا حمایتی سمجہنے اور ترکون سے بغاوت کرنے پر امادہ ہو گئے گورنران اورالیشیا اور مالڈیویا جو صدیون کے سلطان کے نمک خوار اور باجگذار تہے روس سے مل گئے ان باتون سے پیٹر اعظم کو فتح کا یقین کامل تہا اور وہ فتح کے نشہ مین سرشار صوبہ مالڈیویا مین داخل ہو گیا کہتے ہین کہ اُس کی فوج بہوک اور بیماری سے بہت ضائع ہوئی لیکن اگر واقعی بہوک سے مری اور بیماری بہی بہوک سے اغلباً پیدا ہوئی ہوگی تو اس سے پیٹر اعظم ایک ڈاکو سے زیادہ حیثیت نہین رکھتا۔ اگر وہ واقعی شاہ کشورکشا ہوتا یا اس کے پاس وسائل وسیع ہوتے تو عثمانیہ جیسے وسیع سلطنت پر حملہ کرنے کی حالت مین کبہی ایسی بے سروسامانی کے ساتہہ دشمن کے ملک مین قدم نہ دہرتا جہان قبل از مقابلہ ابتدائی منزلون مین ہی بہوک سے فوج مرنے لگی۔ غالباً اسکو ترکی کے عیسائی اور عیسائی گورنرون سے امداد رسد کی امید ہوگی۔ مگر یہ اسکی زیادہ جہالت تہی کوئی مال اندیش گورنمنٹ محض غیر ملک کے سہارے پر ایسی مصیبت مین نہین پڑسکتی۔ اس سے جہان تک قیاس کیا جاتا ہے یہہ یہ تمام باتین یورپین مورخون نے پیٹر اعظم اور اسکی عیسائی فوج کے نامردانہ شکست کا داغ بدنامی مٹانے کے لیے بنائی ہین۔ مورخین یورپ کا قاعدہ ہے کہ جب عیسائی فتح پاتے ہین تو اُن کی شجاعت بسالت مین زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہین اور جب مسلمان فتح پاتے ہین تو اتفاقیہ امور کو باعث بتایا جاتا ہے یہ بہی قابل تسلیم نہین کہ ترکی کے عیسائی باغی گورنر پیٹر اعظم کے برخلاف ہوگئے تہے ممکن ہے کہ ترکون کی زبردست تیاریون اور جرار اور کثیر فوج کو دیکہکر ان باغی صوبون نے بظاہر ترکون سے منافقانہ چال چلی ہو۔ مگر ترک

پس اگر پیٹر قید بہی ہو جاتا تو بہی صلح ہوتی اور معاہدہ پر توجہ سے زیادہ ذلیل شرائط اور کیا ہو سکتی ہین جسقدر
عثمانیہ علاقہ زار نے فتح کیا تہا وہ واپس دینے اور تمام جدید قلعون کو جس سے خان کریمیا اور ترکی کو اندیشہ تہا۔
گرانے اور انکا جنگی سامان ترکون کے حوالہ کرنے اور پولینڈ اور رعایا کے خان کریمیا پر حملات نکرنے او عثمانیہ
رعایا کو نہ ستانے اور سلطان کے پناہ گزین چارلس شاہ سویڈن کو آیندہ تکلیف نہ پہونچانے اور اُسکو بلا مزاحمت
اپنے ملک مین واپس جانے وغیرہ کی شرطین کی گئین۔ اس سے زار کی پیش قدمی کو روک دیا گیا۔ اور علاقہ اذاف
واپس لیا گیا اپنے باجگذار خان کریمیا کی عزت کو قایم رکہا گیا چارلس شاہ سویڈن کا حق جہانی ادا کیا گیا
اور روس کو آیندہ کارروائی مخالفانہ سے روکا گیا۔ اور شروع سے اول تک فاتحانہ اور مظفرانہ الفاظ
عہدنامہ مین درج کیے گئے پس ہمارے خیال مین زار کی قید یا ہلاکت سے بہی یہی نتیجہ نکلتا جو عقلمند
وزیر نے بغیر زیادہ فوج کٹوانے کے اُٹہا لیا۔ رہا اُس کی بربادی چہ اُکو منظور نہ تہی۔ اگر وزیر صلح نہ بہی کرتا
وہ برباد نہین ہو سکتا تہا۔ بہر حال پیٹر کی مجبوری اور درخواست صلح ترکون کی شجاعت اور وزیر کے عمدہ انتظام
کے سبب سے تہی پیٹر نے نہایت عجز و الحاح سے درخواست صلح کی اور تحائف مین اپنی بیوی کے زیورات تک
دیکر اپنی نازک حالت کو ظاہر کیا۔ محمد پاشا کی جگہہ اگر کوئی اور جرنیل ہوتا بشرطیکہ مروت فراست سے بہرہ رکہتا
وہ بہی اس درخواست صلح کو رد نہ کر سکتا۔ ترکون کی یہ کامیابی کئی ایک کئی ایک یورپین نامیون کے
بعد شروع ہوئی ہے ذلیل عہدنامہ کارلویز کا داغ ترکون کے دلون سے نہین مٹا تہا۔
وہ آسٹریا سے انتقام لینے کے لیے انگارون پر لوٹ رہے تہے عہدنامہ کا پاس اور سلطان
احمد کا تغافل ترکون کو روک رہا تہا۔ دوسری طرف ریاست وینس نے جو موریا وغیرہ کی فتح سے سلطنت
عثمانیہ کے جنوبی حصہ کو پامال کر دیا تہا اُس کے لیے بہی دانا وزیر کو جلد موقعہ نکالنا منظور تہا جو
اجرائے جنگ کی حالت مین نہین نکل سکتا تہا۔ پس جب پیٹر اعظم ذلیل ہو چکا۔ تمام
علاقہ واپس اور آیندہ دست اندازی سے دست بردار ہونے کا وعدہ کیا۔ جس سے اُس
طرف سلطانی اقتدار عہد سلیمانی کی طرح جم گیا۔ تو پہر آگے بڑہنا اور وینس اور
آسٹریا کی طرف توجہ نہ کرنا سخت غلطی تہی۔ افسوس کہ سلطان احمد اور اُس کے مشیرون
کو یہہ صلح پسند نہ آئی۔ اور سلطان نے ناراض ہو کر وزیر محمد پاشا کو معزول کر کے ایک جزیرہ
مین قید کر دیا جہان وہ بہادر اور عقلمند وزیر ایک ماہ بعد فوت ہو گیا۔
سلطان کی ناراضگی کی چند وجوہات ہو سکتی ہین۔ چارلس شاہ سویڈن صلح کے مخالف تہا

اور وہ وزیر

(۱) قلعہ ازرف اور اسکا علاقہ زار سلطان کو واپس دیگا۔

(۲) قصبہ ٹاگزن اوک اور کامی نشکی کے قلعہ بندیان منہدم کیجائینگی اور کبھی جدید قلعہ نہین بنایا جاویگا اور ان قلعون کا تمام جنگی سامان ترکون کو دیا جائے گا۔ پولینڈ اور ان کا سکون کے معاملات مین جو خان کریما اور پولینڈ کے ماتحت ہین زار روس کبھی دخل نہین دیگا۔

(۳) روسی سفیر قسطنطنیہ مین نہین رکھا جائے تاکہ عیسائیون کو بہکا نہ سکے اور تجارت دونون ملکون کی آزاد رہے گی۔

(۴) مسلمان قیدی رہا کیے جاوینگے۔

(۵) روسی شاہ سویڈن کو تکلیف نہین پہونچائینگے اور اُسکو بلا مزاحمت اپنے ملک مین واپس جانے دینگے اور ممکن ہو تو شاہ سویڈن سے صلح کر لینگے۔

(۶) ترک روسی رعایا کو اور روسی ترک رعایا کو اذیت نہین پہنچائینگے۔

اخیر مین عہدنامہ کے نیچے وزیر نے اپنے قلم سے یہہ الفاظ فاتحانہ لکھے کہ مین اپنے شاہنشاہ آقائے نعمت کی خدمت مین زار کی سابقہ بداعمالیون کے نظرانداز فرمانے اور اس عہدنامہ کے منظور کرنے کی مودبانہ التماس کرتا ہون وزیر نے جلیل القدر دو روسی افسر یرغمال مین لے لیے اور پیٹر اعظم نہایت غمگین و شرمسار پروتھ کے ناسیارک کنارون سے اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ اور ایسے مہلک اور سخت حادثہ سے جان بچالے گیا۔ وزیر محمد پاشا کی اس کاروائی پر مورخین کی مختلف رائین ہین لیکن کہتے ہین کہ وزیر نے اپنے مصاحبون کی خود غرضی سے یہہ عمدہ موقعہ کھو دیا بعض کہتے ہین کہ وزیر نے زار کے حملہ سے ڈر کر صلح مان لی مگر یہہ دونون قیاس درست نہین گو ایک دو مصاحبون نے صلح پر زور دیا اور انکی بات بھی چلتی تھی۔ مگر محمد پاشا جیسا فرزانہ اور مدبر جسنے پیٹر اعظم کی تمام چالاکیون کو مات کر دیا تھا کسی مصاحب کے چکمہ مین نہین آسکتا تھا۔ دوسرا خیال خلاف واقع ہے روسیون نے محاصرہ توڑکر باہر نکلنے کے لیے نہایت کوشش کی اور سخت حملہ کیے لیکن محمد پاشا کے نظام کو نہ توڑ سکے۔ اب تیسرا اعتراض یہہ کہا جاتا ہے کہ اگر وزیر صلح نکرتا اور لڑائی جاری رکھتا تو ضرور اُسکی طاقت ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جاتی۔ زار پیٹر اعظم یا تو قید ہوجاتا یا ہلاک ہوجاتا۔ مگر ذرہ غور کی جائے تو یہہ اعتراض بھی درست نہین جنگ مین ممکن تھا کہ ترکی فوج کو بھی کوئی نقصان پہنچ جاتا اگر زار قید ہوجاتا یا ہلاک تو بھی ماسکو کے تخت پر کوئی نہ کوئی امیر زادہ بیٹھ جاتا اور اس سے صلح ہی ہوتی کیونکہ ترک اس قابل نہ تھے کہ روس کے وحشی ملک کو ہمیشہ کے لیے ماتحت رکھ سکین جبکہ اُس کی اپنی باجگذار عیسائی رعایا روسیون کا دم بھرتی تھی اور آسٹریا کا قیصر زار روس کا دوست آیندہ لڑائی کے لیے تیار تھا۔

کا نخجیر تقین کامل تہا مگر نہایت اسٹریا نجسکی میعاد صلح مین دو سال باقی تہے نامہ کو بالای طاق رکہہ کر باجالی کو پیغام بہیجا کہ نمسہ سے لڑائی بند کیجائے اور وینس کے جسقدر نقصانات ہوئے ہین پورے کیے جائین ورنہ لڑائی کے لیے تیار رہین۔

جنگ اسٹریا

غیور وزیر اعظم اس دہمکی کو کب گوارا کرسکتا تہا۔ فوراً جنگ کے لیے تیار ہوگیا اور ڈیڑہ لاکہ فوج لیکر مقابلہ کو نکلا۔ پیٹر وارڈن پر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ تجربہ کار کہن سال فرانسیسی جرنیل یوجین کے مقابلہ پر وزیر داماد علی پاشا نے بہی مورچہ بندی اور صف بندی مین کوئی کوتاہی نہ کی اور جسقدر کہ ایک محتاط اور زیرک جرنیل تدبیر حفظ ما تقدم کو عمل لا سکتا ہے سب عمل مین لائی گئین۔ صف بندی نہایت عمدگی سے کی گئی اور خندقین اور مورچے اس ترکیب سے بنانے شروع کیے کہ قریب تہا کہ یوجین پیٹر اعظم کی طرح محصور ہوکے دست بپا ہوجا۔ یوجین بہی اس چال کو سمجہ گیا اور اسکو مجبوراً اپنے مورچون سے نکلنا اور ایک فیصلہ کن جنگ کرنا پڑا ۱۳۔ اگست ۱۷۱۶ء کی صبح ۷ بجے لڑائی شروع ہوئی۔ جرمن رسالہ نے جو زیادہ گرانڈیل تہا۔ ترکی رسالہ پر حملہ کرکے اسکو پسپا کردیا مگر ترکی میسرہ کے ینگچریون نے اسٹرین فوج پیدل کی صفون کو درہم برہم کردیا۔ اور آتش فشانی سے بہون دیا۔ اور عیسائی میمنہ بہگا کر قلب مین گہس گئے وزیر اعظم نے ابہی لڑائی مین کوئی حصہ نہین لیا تہا مگر جب ترکی میمنہ کا کمانڈر احمد پاشا شہید ہوگیا اور میمنہ کی فوج میدان سے ہٹنے لگی وزیر یہہ حالت دیکہہ کر رہ نہ سکا اور بجائے اسکے کسی اور جرنیل کو مدد پر بہیجتا خود اپنے شاف کے افسرون کو لیکر اور احتیاط کو ہاتہہ سے دیکر رن مین جا گہسا۔ اور میمنہ کی شکست یافتہ فوج کو سنبہالا اور مسلمان ہر طرف کشتون کے پشتے لگا رہے تہے اور فتح پانے کو تہے کہ بہادر وزیر کی پیشانی مین ایک گولی لگی جسکو صدمہ سے وہ بیہوش ہوکر گہوڑے سے گرا ہمراہی اسکو اٹہا کر کارمودے لے گئے جہان وہ دوسرے روز راہی فردوس برین ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ حالت دیکہکر محافظین علم مقدس گہبرا گئے اور علم مقدس کو بحفاظت بلگریڈ لے گئے مگر ترکی میمنہ کی ینگچری جو بہادر احمد گورنر رومیلیا کے زیر کمان دشمن کا مقابلہ بہادرانہ کر رہے تہے۔ مگر میدان سے علم مقدس کے واپس جانے اور وزیر کی شہادت سے دل شکستہ ہوگئے اور میدان سے ہٹ گئے۔ یوجین کو یہہ فتح کچہہ لیاقت اور بہادری سے حاصل نہین ہوئی تہی۔ وزیر کی اتفاقیہ شہادت نے ترکون کی ہیل کو بگاڑ دیا۔ وزیر علی پاشا شجاعت اور تہور مین یوجین سے بڑہا ہوا تہا عقل و تدبیر مین کم نہ تہا مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین۔ اس لڑائی مین تین ہزار جرمن اور چہہ ہزار ترک قتل ہوئے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہہ کوئی خونخوار لڑائی نہ تہی اور ترک کوئی بدحواسی سے نہین بہاگے وہ اپنی فوج کو سلامت میدان سے نکال لے گئے اور بہی دلیل اسبات کی ہے کہ اگر یوجین بزور شمشیر فتح حاصل کرتا یا اسکو ترکون کی واقعی شکستہ حالی کا

کی شکایتیں لکھہ لکھہ بہیجتا تہا۔ سلطان احمد اور اُسکی والدہ چارلس کے طرفدار تہے۔ خان کریمیا نے بہی سلطان کو وزیر کی شکایتیں لکہی تہیں سلطان احمد جو کچہ زیادہ تامل اندیش نہ تہا وزیر کے دشمنوں کے بہرے مین آگیا۔ جنکو وزیر کی کامیابی اچہی نہیں لگی تہی۔ محمد پاشا کی جگہہ یوسف پاشا وزیر ہوا۔ اور اُسکو لڑائی کا حکم دیدیا گیا۔ مگر یہہ وزیر بہی صلح کا خواہان تہا اور اُس نے ۲۵ سالہ میعادی صلح کی خواہش ظاہر کی جس سبب سے یوسف پاشا بہی وزارت سے علیحدہ کیا گیا۔ اور یوسف پاشا کی جگہہ سلیمان پاشا وزیر ہوا۔ اسکے وقت مین بہی چارلس روسی عہد نامہ کو توڑنے اور مکرر اعلان جنگ کے لیے کوشش کر رہا تہا اور سلطنت عثمانیہ سے تیس ہزار فوج مانگتا تہا مگر سلیمان پاشا عہد شکنی نہیں کرتا تہا اُس نے چارلس کو ترکی سے چلا جانے کے لیے نرمی سے کہا مگر چارلس نے منظور نہ کیا۔ اور بہت سختی سے پیش آیا۔ وزیر بہی جو چارلس کو مبدۂ فساد اور باعث جنگ جانتا تہا مجبور ہوکر سختی پر اوتر آیا۔ اور شاہ چارلس کو قید کر کے ایک قلعہ مین نظر بند کر دیا۔ سلطان احمد کو اپنے معزز مہمان کے ساتہہ یہہ بدسلوکی شاہانہ خیال سے پسند نہ آئی اور سلیمان پاشا معزول کیا گیا۔ اور اُسکی جگہہ بہادر داماد علی پاشا وزیر ہوا۔ چارلس اپنی کوششوں سے باز نہ آیا اور اُس نے باب عالی کو محاربہ روس کے لیے آمادہ کر دیا مگر انگلستان اور ہالینڈ نے جنکا اب ترکی مین خوب طوطی بول رہا تہا لڑائی کو روک دیا۔ انہیں دنون مین چارلس کو اپنی بہن کا خط ملا جسنے اُسکو سویڈن مین واپس بلایا تہا۔ اس لیے وہ بعزت مرخص کیا گیا۔ سلطان نے آٹہہ گہوڑے بیش قیمت معہ زین مرصع قبا و شمشیر زرنگار علاوہ زر کثیر کے چارلس کو دی اور چہہ سو اردلی چاوش ہمراہ کر دیے جو آسٹریا جرمنی کے رستہ گیارہ سو میل کا رستہ ۱۷ دن مین طی کر کے سویڈن پہونچ گیا۔ اہل سویڈن نے نہایت خوشی منائی اور یہہ بہادر بادشاہ ۱۱ دسمبر ۱۷۱۹ء کے محاصرہ فریڈرک شال واقعہ ناروے مین توپ کے گولے سے ہلاک ہوگیا۔

فتح موریا

داماد علی پاشا کو روس کے ساتہہ ایک طویل میعادی صلح سے یکسوئی حاصل ہوگئی تہی۔ اور محمد پاشا متوفی وزیر کے تدبر سے اُسکو ریاست وینس کی سرکوبی کے لیے اچہا موقعہ مل گیا تہا مگر قبل اسکے کہ ترکی سے ابتدا ہو وینس کے جہازون نے عثمانیہ جہازون پر چہاپہ مارا اور باغیان مانٹی نگرو کو بہی مدد دی پس انہیں وجوہات سے وزیر اعظم داماد علی پاشا نے ۱۱۲۶ سنہ ہجری مین ایک لاکہہ فوج اور ایک سو جنگی جہاز لے کر کارنتہ پر حملہ آور ہوا۔ فوج وینس نے خشکی اور تری ہر جگہہ شکست کہائی اور قلعہ کارنتہ۔ پالامیڈے۔ ناپولی ڈی۔ ارگوس اور مجمع الجزائر کے تمام جزیرے اور تمام صوبے موریا اور کریٹ کے دو باقی ماندہ شہر سو دن کے عرصہ مین فتح کیے گئے اور کارفو کا محاصرہ کیا گیا جس کے بعد وہ وینس کے تمام مقبوضات واقعہ بحیرۂ ایڈریاٹک کو فتح کرنا چاہتا تہا۔ اور

سلطنت عثمانیہ سخت مشکلات مین مبتلا رہی یورپ مین اُسکو چارون طرف لڑنا پڑا۔ اور سلاطین اور بعض وزرا کی آرام طلبی کاہلی سے عیسائیون نے زرخیز صوبے دبا لیے ایسی حالت مین اگر ایران بہی ہاتہ پاؤن ہلاتا تو ترکی کے لیے سخت مصیبت کا سامنا ہوتا۔ مگر ایران نے وجوہات بالا یا اندرونی خرابی سے جو دن بدن غالبانہ تعصب کے سبب ملک مین پہیل رہی تہی کوئی حرکت نہ کی اس خاندان کا اخیر بادشاہ حسین تہا۔ جو سلطان مصطفے اور احمد کا ہمعصر اور نرم دل تہا۔ اور متعصب ملاؤن کے ہاتہ مین کٹہ پتلی تہا۔ اہل سنت جماعت پر محض سُنی ہونے کے سبب سے ظلم صریح ہونے لگے ایران کے باشندے تو شاہان صفویہ کی تحریک و ترغیب سے زیادہ تر شیعہ ہو چکے تہے۔ اور جو سنی قدرے قلیل باقی تہے وہ غیرت مذہبی کہو چکے تہے مگر قندہار اور ہرات کی عام آبادی سنی المذہب در افغان تہی افغان ابتدائے آفرینش سے آزادی پسند بہادر رہے ہین سلاطین غزنویہ اور غوریہ کے زیر علم اشاعت اسلام کی اعلا خدمات کر چکے تہے تاتاریون اور مغلون نے بہی افغانون کی حریت کو قائم رکہا۔ اور کشورکشائی مین اُنسے خوب کام لیا مغلون کی کمزوری کے سبب ہرات اور قندہار ایران کے ماتحت ہو گیا۔ مگر افغانون نے صفویہ تاجدارون کے سامنے بہی اپنے عقاید اور عصبیت مین فرق نہ آنے دیا۔ سلطان حسین شاہ ایران کے وقت جبکہ سنیون کو ستانا ہی ایک ملکی ترقی کا راز خیال کیا جاتا تہا اہل سُنت جماعت کی شکایت ظلم عام ہو گئی۔ اور گرگین خان نومسلم ایرانی گورنر کی بد چلنی سے افاغنہ قندہار کا جوش بڑہ گیا۔ اور قندہار پر اور پہر ہرات پر افغانون کا قبضہ ہو گیا۔ ایرانی فوج کو متواتر شکستین ہوئین اور محمود خان ولد میر ویس افغانون کے سردار نے اصفہان دار السلطنۃ ایران کا محاصرہ کر لیا۔ اور شاہ حسین صفوی نے ۱۱۳۵ھ ہجری کو ۲۸ سال کی حکومت کے بعد اطاعت قبول کی۔ اور حسین ۷ سال قید رہ کر قتل کیا گیا۔

جب افغان اصفہان پر مسلط ہو گئے تو سلطان حسین کا بیٹا طہماسپ شمالی علاقون کو چلا گیا اور قزوین مین تخت نشین ہوا۔ مگر اپنی مے خواری اور نالایقی کے سبب افغانون پر غالب نہ آسکا۔ محمود نے گو اصفہان کو فتح اور سلطان حسین کو قید کر لیا۔ اور بظاہر شاہ ایران بن گیا۔ لیکن ملک مین فساد کہڑا ہو گیا اور سلطنہ میچہ سکلہ پیٹر اعظم زار روس جو نہایت اولوالعزم کشورکشا تہا جسکو معاہدہ پروتہ کے ذلت آمیز عہدنامہ سے یورپ مین علاقہ بڑہانے کا موقعہ نہ ملا تہا۔ ایران کی خرابی کو دیکہ کر اُس کے مُنہ مین پانی بہر آیا اور ایران کو غصب کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ باب عالی اس اغتصاب کو کب گوارہ کر سکتا تہا اس سے ترکون کی مشرقی سرحدین مخدوش ہو جاتی تہین اور مشرق مین روسی اقتدار بڑہنے سے عثمانیہ طاقت کو زوال آنے کا اندیشہ تہا اس لیے باب عالی نے بہی فوج جرار روانہ کی تاکہ روس کو ایران کے قبضہ سے روک سکے۔ مگر مرزا طہماسپ شاہ ایران نے نادانی سے زار روس سے معاہدہ کر کے بحیرہ خزر کے کنارے کنارے

یقین ہوتا تو وہ کبھی ڈیڑھ لاکھہ ترکون کو سلامت جانے دیتا۔ بہر حال ترکون نے کیمپ کہونے اور وزیر کے شہادت سے سخت نقصان اٹھایا اور آسٹریا کے لیے فتوحات کا رستہ صاف کر دیا۔

یوجین اس فتح کے بعد آگے بڑہا اور جو ہنگری مین آخری علاقہ رہ گیا تہا ۱۷ سال بعد عیسائیون نے ترکون سے فتح کیا جنرل یوجین نے سرویا وغیرہ عیسائی صوبون کی رعایا کو باغی کرا دیا۔ ان عیسائیون کے علاوہ دیگر ممالک یورپ۔ جرمن۔ فرانس۔ وغیرہ کے پرجوش عیسائی مجاہد جنگ کے لیے جنرل یوجین کے ماتحت جمع ہو گئے۔

داماد علی پاشا کے بعد خلیل پاشا وزیر اعظم ہوا جو لشکر جرار لیکر اوڑیا نوپل اور وہان سے بلگریڈ پہونچا جسکو یوجین نے محصور کر رکہا تہا۔ مگر نامرد اور احمق وزیر کی سوئ تدبیر سے مسلمانون کو ۱۱۲۹ھ ہجری مین کامل شکست ہوئی اور بلگریڈ پر عیسائیون کا قبضہ ہو گیا۔ اس جرم مین خلیل پاشا معزول ہوا۔ اور محمد پاشا وزیر ہوا۔ مگر سلطنت کی بگڑی کل کو نہ سنبہال سکا اور ۶ ماہ بعد موقوف کیا گیا اور ابراہیم پاشا وزیر ہوا۔ جسنے سلطنت کی متواتر شکستون اور دشمن کی کامیابیون سے تنگ آ کر صلح مناسب سمجھی انگلستان اور ہالینڈ کی ثالثی سے معاہدہ پاسرو ردو نمبر ۲۱ جولائی ۱۷۱۸ عیسوی کو مکمل ہوا جسکے رو سے آسٹریا کو تیمسور۔ بلگریڈ۔ سمندرا۔ رینک وغیرہ والشیا۔ سرویا۔ بوسینا۔ بیش قیمت علاقہ دیا گیا اور عثمانیہ اقتدار خاک مین ملگیا۔

جن اصول پر آسٹریا نے یہ مفتوحہ علاقے لیے انہی اصول پر موریا و جزائر مفتوحہ سلطنت عثمانیہ کو مل گئے اور جس ریاست وینس کے امداد کے بہانے سے آسٹریا نے ہتہیار اٹہائے تہے اسکو برباد کرا کر خود فائدہ اٹہا لیا۔ سلطان نے اسیطرح دیگر عیسائی ریاستون سے بہی معاہدے کر لیے اور یورپ مین جہگڑون سے نجات پائی۔

ابراہیم پاشا یورپ کی سلطنتون سے معاہدہ کر کے سلطنت کے اندرونی انتظام مین مشغول ہو گیا۔ تمام خرابیون کو دور کیا۔ قلعہ تعمیر کیے۔ مساجد اور مدارس کی رونق بڑہائی اور وہ خارجیہ معاملات مین الجہنا نہین چاہتا تہا۔ مگر پیٹر اعظم کی حرص و آز نے اسکو جلدی ایران کی طرف متوجہ کر دیا۔

محاربہ ایران

مقتدر خاندان صفویہ ایران کا زوال شاہ عباس اول کے فوت ہوتے ہی شروع ہو گیا تہا اور بعد مین کوئی اولوالعزم جوانمرد پیدا نہ ہوا۔ کچہ اس سبب سے اور کچہ سابقہ صدمات سے جو عثمانیہ لڑائیون مین ایران کو پہونچے زیادہ تر اس وجہ سے کہ عثمانیہ سلطنت کو وسائل قوت کا دائرہ بہ نسبت ایران نہایت وسیع تہا۔

سلطان مراد چہارم کے فتوحات کے بعد کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ اور فریقین عہد نامہ پر قائم رہے اسی عرصہ مین

اسکا خمیازہ سلطنت عثمانیہ بھگت رہی ہے۔ ایران کو تو قومی جان نثار اولوالعزم ایشیا کے فخر نادر نے سنبھال
لیا مگر جو علاقے سلطنت عثمانیہ نے لیے تھے وہ اُس کے پاس نہ رہے کچھ تو اس وقت نادر نے واپس لے لیے تھے
اور باقی صوبجات معہ اپنے علاقہ کے روس کی نذر کرنے پڑے۔ اور باب عالی کی اس پولیٹیکل غلطی کا نتیجہ ہے۔
کہ روس جسکو یورپ مین حدود سلطنت کو بڑھانے کا موقعہ مشکل ملسکتا تھا۔ ایشیا کی طرف متوجہ ہو گیا اور بحیرہ ازوف
سے لیکر کوہ ہندوکش جزیرہ سہگلیا قین تک تمام مسلمانون کے کئی ایک زبردست فاتح اقوام کا شہنشاہ بنگیا
اور وہی مسلمان جو کفار کے لیے سوہان جان تھے آج انہین کافرون کے اوزار بن رہے ہین اور اسی وسیع
طاقت کا نتیجہ ہے کہ ۱۸۷۷ء کے محاربہ مین سلطنت عثمانیہ کو سخت ذلت اٹھانی پڑی۔ مگر یہ بالکل واجبی سزا
ہے دعوی تو ہو خلافت کا اور خود اپنے ہاتھ سے مسلمانون کے جان و مال کو کفار کے سپرد کیا جائے اور بہادر
محمود و اشرف افغانون کے برخلاف عیسائی سلطنت سے معاہدہ کیا جائے جسطرح کہ یورپ مین کمزور عیسائی
سلطنتین دول عظام کی امداد سے قائم چلی آتی ہین اگر اسی اصول پر کمزور خاندان صفویہ کو قائم رکھا جاتا تو ہرگز
پیٹر اعظم کو تقسیم ایران کا حوصلہ نہوتا۔ مانا کہ ایران کے شیعون کے ظالمانہ حرکات جو اہل تسنن سے کرتے رہتے تھے
بہت کچھ مانع تھین۔ لیکن زار روس اور قیصر اسٹیریا کے عقاید مین بھی تو ویسا ہی تخالف تھا اور رومن کیتھلک
عیسائی کلیسا یونانی کے مقلدین پر کچھ کم ظلم نہین کرتے تھے مگر عقلمند شاہان یورپ نے پولیٹیکل اغراض کے مقابلہ مین مذہبی
متعصبانہ خیال کو کبھی پیدا ہونے نہین دیا سلطنت عثمانیہ کے اقبال کے زمانہ مین یورپ خصوصًا روس گمنامی کی حالت مین
پڑا تھا ہسپانیہ کی مقتدر اور خوفناک طاقت کو سلیم و سلیمان اعظم وغیرہ جیسے زمانہ شناس سلاطین نے بحیرہ روم مین محدود بلکہ نابود
ہی کر دیا تھا۔ فرانس سلطان کا دم گرفتہ تھا۔ اسٹریا مقابل تھا جسوقت سا علاقہ اور جزیہ خراج دیکر اور بعض دفعہ یورپ کے
عام امداد سے بچتا رہا اور بچاؤ کی تدبیر سوچتا رہا۔ ضرورت نے اُسکو جفاکش جنگجو تجربہ کار قواعد دان بنا دیا اور نالائق سلاطین
عثمانیہ کی کاہلی عدم تدبر سے ترکون کے برخلاف عیسائی جتھہ مضبوط ہو گیا جسکو بہادر ترکون نے بارہا محض بزور شمشیر پراگندہ
کیا۔ مگر معاہدہ کارلوز کے وقت سے باب عالی پر کامیابی حاصل کرنیکا گُر عیسائیون کو خوب یاد آگیا۔ اسٹریا تو ہنگری
وغیرہ عیسائی صوبجات دبوچ کر فوق حاصل کر چکا تھا۔ اور پیٹر اعظم سے معاہدہ کر کے اسکو ازاف پولینڈ۔ کریمیا مین علاقہ بڑھانے
کا وعدہ دے چکا تھا۔ اور نادان باب عالی انگلستان ہالینڈ کے حکمون مین آکر نیک و بد نہ سمجھتا تھا۔ فرانس کے مشورے اگر
کبھی مخلصانہ بھی ہوتے تھے تو چونکہ وہ کبھی وقت پر کام نہین آیا تھا علاوہ ازین اور اسٹریا کی لڑائیون مین فوج
اور روپیہ سے مخالفون کو مدد دیتا رہتا تھا اس لیے جسوقت کہ فرانس اسٹریا اور روس کے برخلاف تھا اور سلطنت عثمانیہ کیلئے انتقام
کشی کا عمدہ موقعہ تھا باب عالی عہدنامہ جسکے مخالفون نے کبھی پرواہ نہ کی تھی یا سابقہ صدمات کے خوف سے جو جنرل یوجین
کے ہاتھ اٹھائے تھے اسٹریا اور روس کو نہ چھیڑ سکا اگرچہ جونہی ایران کی حالت بگڑی ایک دشمن غدار زار روس کی دعوت

کے تمام علاقے جس مین اضلاع استر آباد - مازندران - گیلان - شروان - داغستان کا کچھ حصہ ہی شامل تہا زار روس کو دیدیے - بابعالی یہہ سنکر زیادہ چوکنا ہوگیا - اور یقین کر لیا کہ نالائق طماسپ کے ہاتہہ سے ایک نہ ایک دن ایران مین روسی سلطنت کا سکہ جم جائے گا - افغان جنہون نے ابہی ایران پر قبضہ کیا تہا - ملک پر انتظام نہین جما سکے تہے ایران کے صوبون مین افغانون کے برخلاف رعایا اُٹہہ کہڑی تہی - پس پیٹر اعظم کا مقابلہ افغانون سے مشکل نظر آتا تہا - اور ہر طرح سے روسیون کی کامیاب پیش قدمی ایران بلکہ ترکی کے لیے ضرر رسان تہی - بس ان وجوہات سے ایران پر چڑہائی کی گئی - پیٹر اعظم جو پولیٹیکل چالون مین نہایت مشاق تہا - ترکون کی تیاریون سے ڈر گیا - اُس نے خیال کیا کہ مسلمان سلطان کے مقابلہ مین ایک اسلامی ملک مین کامیابی محال ہے - جبکہ اسی سلطانی فوج کے سامنے عیسائی ممالک مین بحالت ذلت موت سے نجات پاچکا ہون اس وجہ سے چالاک زار نے سلطان کو کانٹہنا چاہا - فرانس کا سلطان کے ہان دوستانہ اعتبار تہا - اور فرانس سے زار نے اب اتحاد کر لیا ہو تہا - پس سفیر فرانس کے ذریعہ جسکی وزیر اعظم عثمانیہ سے گہری دوستی تہی ایران کے برخلاف ترکی اتحاد کرا دیا اور ایران کی حصہ بخری کا منصوبہ کیا گیا - جو علاقہ روس کے زیر اثر آچکے تہے وہ تو چالاک پیٹر نے اپنے پاس رکہے اور تبریز - ہمدان - کرمان شاہ کے علاوہ جارجیا کا حصہ کثیر فتح کر کے صوبجات منگریلیا - امرشیار اور دیگر علاقجات کوہ قاف جو بحیرہ اسود کے مشرق مین واقع تہے ترکی نے دبائے اور یہہ ایسی کارروائی تہی جو ایک خلیفہ المسلمین کے لیے ہرگز شایان نہ تہی اسلامی سلطنت کی بربادی کے لیے ایک عیسائی سلطنت سے معاہدہ کیا گیا - اور اسلامی جمعیت کو خیرباد کہہ کر مسلمانون کی آبادی کثیر اور زرخیز اسلامی ممالک کو جو قرون اولی کے مجاہدین اسلام نے ہزارون قیمتی جانین دیکر تسخیر کیے تہے سلطان احمد کے بے غیرت دربار نے زار روس کے قبضہ مین چلے جانے کو پسند کر لیے - اگرچہ نالائق طماسپ نے خود بہی زار روس سے معاہدہ کر کے ان علاقون کا دینا منظور کر لیا تہا - مگر وہ ایران سے مخرج تہا - اور افغان والی ایران تہے سلطنت ترکی بخوبی روس کو ادہر سے نکال سکتی تہی - اور چالاک پیٹر میں نہ یہ طاقت نہ تہی - کہ ایرانی علاقہ پر بزور شمشیر قبضہ رکہہ سکے باب عالی کو اگر جمعیت مذہبی یا پولیٹیکل فراست ہوتی تو اگر خاندان صفویہ سلطنت ایران کے سنبھالنے کے قابل نہ رہا تہا تو جدید افاغنہ سلطنت کو ہی مدد دیتا اور نو دولت محمود و اشرف افغان شاہان ایران سے اگر روس کی طرح معاہدہ کیا جاتا تو افغان اس کو بہت خوشی سے تسلیم کرتے اس سے نہ تو روس کے پاؤن بحیرہ خزر کے علاقہ مین جمتے اور نہ ایک پرجوش جدید سلطنت افاغنہ کے پاؤن اُکہڑتے یہ غلطی جو بابعالی سے ہوئی

سلطان احمد ثالث کی معزولی اور سلطان محمود اوّل بن سلطان مصطفی کا جلوس

جب ان شکستون کی خبرین پہونچین تو سخت گھبراہٹ اور کھلبلی پیدا ہو گئی۔ وزیر اعظم ابراہیم پاشا جنگی تساہل کے جرم
مین قتل کیا گیا۔ اور سلطان احمد ۱۱۴۳ہجری مین ۲۷ سال گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد معزول ہو ۔ ۶ سال کی عمر سنہ ۱۱۴۹ھ
مین فوت ہوا۔ اس سلطان کے عہد مین وزیر ابراہیم پاشا کی تدبیر سے اندرونی ملک مین امن رہا۔ علمی ترقی ہوتی گئی ایک
شاندار عمارتین تعمیر کی گئین۔ پہلا مطبع قسطنطنیہ مین جاری ہوا۔ اور وزیر اعظم کو ذلت اور ریاست ونیس کو شکست
ہوئی راورموریا فتح کیا گیا۔ لیکن آسٹریا کے مقابلہ مین مگر زکین اٹھانی پڑین اور ہنگری وغیرہ کا صدیون کا مفتوح
علاقہ آسٹریا کے حوالہ کیا گیا۔ اور دیگر صوبجات سرویا۔ مانٹی نگرو درلشیا وغیرہ کو ترکی جوا اتار دینے اور دول یورپ کو سلطنت
عثمانیہ کے پر و بال نوچنے کا حوصلہ پیدا ہو گیا۔ اس سے بعد ترکی کا ہر ایک دن بد تر ہی آ رہا۔ آیندہ جو کبھی فتوحات
حاصل ہوئین وہ یا تو سلاطین یورپ کے توسط سے ہوئین یا انکا فائدہ کوئی دیرپا نہ ہوا اور یہی روس جسکا زار پروتھ
کے کنارون سے محض وزیر اعظم محمد پاشا کی فاتحانہ مروت یا غلطی سے ذلیل شرطین مان کر رہا ہوتا تھا آیندہ سلطنت
عثمانیہ کی غفلت یا جہالت سے ایک اژدہائے خونخوار بن گیا۔ سلطان احمد ثالث نے جو قابل رحم ایران کے
وسیع علاقہ پر تسلط جما لیا تھا۔ وہان سے بھی شمشیر نادری سے ترکون کو پسپا ہی ہونا پڑا۔ اور آیندہ سلطان
محمود کو ہزارون بہادر ترک کٹوا کر اور کروڑون نقصان اٹھا کر اسی سابقہ حدود پر قناعت کرنی پڑی پس یہ کہنا
غلط نہین کہ سلطان احمد ثالث کا عہد حکومت عثمانیہ خاندان کے لیے نہایت ہی نامبارک ثابت ہوا۔
اور اسکا آخری وزیر ابراہیم پاشا ہرگز جنگی اور پولیٹکل لیاقت نہین رکھتا تھا خود سلطان عیاش فضول خرچ تھا
اسکے ابتدائی عہد کی کامیابیان محض لائق وزرائے محمد پاشا اور داماد علی پاشا کی بدولت ہوئی تھین فوج ہر وقت
سلطنت پر جان نثار ہوتی رہی بعد مین صرف سپہ سالارون اور وزیر اعظم کی بزدلی سے زکین اٹھانی پڑین۔

سلطان محمود اوّل بن سلطان مصطفی ثانی

سلطان محمود اول تخت نشین تو ہو گیا۔ لیکن باغی فوج کئی ہفتون تک قسطنطنیہ مین قتل و غارت کرتی رہی سلطان احمد
کی تعمیر کردہ کئی شاہی عمارتین جو یورپ کی طرز پر بنائی گئین تھین مسمار کی گئین۔ خلیل آلبانوی سرغنہ باغیان کے حسب
مرضی عزل و نصب عہدہ داران ہونے لگا۔ لوگ تنگ آ گئے آخر خان کریمیا اور قبالوق وزیر اعظم مفتی وغیرہ ارکان

تقسیم ایران کو منظور کر لیا۔ اور امیر المومنین کے مقدس لقب کو بٹہ لگا لیا۔ ایران کو دو طرف سے کوبانا شروع کیا ایک طرف ہمادان تبریز وغیرہ فتح کیے گئے اور دوسری طرف احمد پاشا گورنر بغداد نے کرمان وغیرہ نوچنا شروع کیا۔ اشرف افغان شاہ ایران نے یہہ لکھکر باب عالی کو مسلمانون کے سامنے سخت نادم کیا کہ اہل سنت جماعت مسلمانون کے برخلاف عیسائی کفار سے اتحاد شان خلافت سے بعید ہے جسکا اثر دیانت باب عالی پر کچھ نہ ہوا لیکن عثمانیہ فوج کے ترکون نے اس لڑائی کو خلاف اسلام جانکر کچھہ تندہی نہ کی اور اشرف خان کو فتح حاصل ہوئی باب عالی نے ایران کا مفتوحہ علاقہ لیکر میر اشرف خان کو شاہ ایران تسلیم کیا جسکو نادر نے بہگا دیا۔

نادر شاہ

یہہ ایران کا سراج ایشیا کا فخر۔ ملک و ملت کا حامی قوم افشار کے ایک غریب خاندان مین پیدا ہوا اسکا باپ امام علی ایک غیر مشہور تہا ابتدا مین نادر کی وجہ معاش پوستین دوزی اور بعد مین چوری تہی بیس سال کی عمر مین ڈاکو ترکمانون کے ہاتہہ معہ والدہ قید ہوا۔ والدہ تو قید ہی مین ہی مر گئی اور نادر کسیطرح چہوٹ کر ایران واپس چلا آیا اور سلطنت کی ابتری کے سبب راہزنی کرنے لگا۔ ایسی بے انتظامی اور بادشاہ گردی مین ایسے پرجوش بہادران کو مددگار ملنے کی کیا کمی ہوتی ہے تین ہزار آدمی لیکر مارے ہاتہہ اور افغانون سے لڑنے لگا۔ افغانون کا نکالنا ایران کے تمام محبان وطن کو منظور تہا اور ایرانیون کو ایک ایسے جوان مرد قومی فدائی کی ضرورت تہی جو ایران کو مخالفون سے نجات دے افغانون کے برخلاف ایران کی شیعہ آبادی کا جوش بڑہا ہوا تہا شاہ طہماسپ نے بہی ہر طرح نادر کی ہمت بڑہائی اور اپنی ملازمت مین لیکر انعام و خطاب سے عزت افزائی کی پہلے وہ ایک راہزن تہا اب باضابطہ شاہی جرنیل اور ایرانی سپہ سالار بنگیا۔ لوگون کے توہمات اور خدشات دور ہوگئے اور افغانون کے اخراج ایران غرض متحدہ مین سب نادر کے ساتہہ شریک ہوگئے نادر نے کمال شجاعت و اولوالعزمی سے افغانون کو ایران سے نکال دیا اور محافظ ملک و ملت کا لقب پا لیا سچے محبان وطن کیطرح روس اور ترکی سے ایرانی علاقہ واپس لینے کا قصد کیا چالاک زار روس نے تو ایسی علاقہ کی شرط پر صلح کر کے شیر دل نادر سے اپنا پیچھا چہوڑا لیا مگر باب عالی کو عجب غرور نے نادر کی بہادری و جوش کا کچھ خیال نہ کیا۔ اس لیے بہادر نادر نے تبریز ہمدان اردبیل وغیرہ بڑے بڑے شہر ترکون سے فتح کر لیے اور اریوان کو محاصرہ کر لیا۔ کہ اتنے مین اسکو ہرات کے افغانون کی بغاوت دبانے کے لیے خراسان جانا پڑا جسکا حال آگے بیان ہوگا۔

ترکون کو ایرانیون سے زیادہ تکلیف دی ہوگی بس شکست کا یہ عذر لنگ ہے ترکون کو یہہ فتح محض اپنی قسمت و بازو اور اپنے سپہ سالار کی جنگی لیاقت سے حاصل ہوئی تہی یہہ لڑائی ۱۱۴۶ ہجری مطابق ۱۷۳۳ع کو ہوئی۔ ابہی یہ خبر بغداد نہین پہنچی تہی کہ بغداد کی ترکی فوج شہر سے باہر نکلکر ایرانیون کو شکست دی اس فتح عظیمہ کے بعد طوپال عثمان نے ایک اور ایرانی دستہ فوج کو بمقام لیتان شکست فاش دی اور کچہ فوج کردستان سے ایرانیون کو نکالنے کے لیے روانہ کی

نادر کی فتح

نادر نے اس شکست کے بعد اعلی درجہ کی تدبیر و ہمت و استقلال اولوالعزمی دکہائی شکست یافتہ فوج کو بجائے تشنیع وملامت و سزا و عقوبت کے تسلی حوصلہ انعام و اکرام دیا جنگ سامرہ مین جسقدر کسی کا نقصان ہوا تہا اُس سے دوگنا اُس کو دیدیا اس طرح ایرانیون کو ترغیب و تحریص دیکر ابہی تہوڑاہی عرصہ گذرا تہا کہ فوج جرار لے کر ترکون کے مقابلہ پر آگیا مگر طوپال عثمان کی فتح کی خبر سنکر وزراے عثمانیہ نے مارے رشک و حسد کے طوپال عثمان کو نہ تو اور مدد بہیجی نہ رسد و بیگزین بلکہ فوج کی تنخواہ بہی بند کی ان بدخواہان سلطنت کی بدنیتی کے سبب طوپال عثمان کی فوج کی حالت بگڑ گئی اور سامان کی کمی سے وہ جنگ کرنے کے قابل نرہا علاوہ اسکے وہ بیمار تہا کمزوری اور ضعف اسقدر تہا کہ گہوڑے پر سوار نہ ہوسکتا تہا۔ لڑائی کے وقت تخت روان پر سوار ہوا اس بہادر نے ان مشکلات کے باوجود اپنی طرف سے کوئی کسر اُٹہا نہ رکہی مگر فوج کی بے سروسامانی اور اپنی ناتوانی کے سبب جوش نادر سے بازی نہ جیت سکا ترک سوارون کی شکست دیکہکر پیادہ فوج کے بہی پاؤن اکہڑ گئے اور طوپال عثمان کا سر ایک ایرانی سپاہی کاٹ کر نادر کے پاس لے گیا اور ہزارون ترک مارے گئے۔

احمد پاشا والی بغداد نے صلح کی لیکن سلطان محمود نے اس ذلیل صلح کو منظور نہ کیا۔ اور عبداللہ پاشا والی مصر کو فوج جرار دیکر نادر کے مقابلہ کو روانہ کیا جسنے فارص کے نواح مین نادر کی فوج سے جو ترکون نسبت ½ حصہ تہی شکست کہائی اور خود لڑائی مین مارا گیا اور سلطان محمود کو مجبورا نادر سے صلح کرنی پڑی اور جو شرائط احمد پاشا والی بغداد کے ساتہہ ہوئی تہین انہین شرائط پر معاہدہ لکہا گیا اور جو کچہہ سلطان احمد نے افغانون کے فتنہ کے وقت ایران کا علاقہ لیا تہا سب کچہہ واپس کردیا۔ باب عالی کی غلط اور خودغرضانہ پالیسی کا نتیجہ سوائے مسلمانون کے قتل اور شیعہ سنی کی مخالفت بڑہنے کے اور کچہہ نہ نکلا۔

رُوس سے جنگ

چالاک زار روس نادر کی بہادرانہ مستعدی اور فتوحات دیکہکر ڈر گیا۔ اور ۱۷۳۵ع مین بذریعہ مصالحت تمام مفتوحہ

دولت کی مفرور خلیل نام کو سلطان کے سامنے قتل اور پندرہ ہزار باغی قتل یا پھانسی دیے گئے اسطرح چھ ماہ کے بعد سلطنت کو اس بلا سے نجات ملی اور ایران کی ترکی فوج کو مدد پہونچائی گئی جسنے چند خفیف فتوحات کے بعد شاہ طہماسپ کو ہمدان کے قریب شکست فاش دی اور بالآخر صلح ہوئی۔ نادر سلطان محمود سے دریائے ارس کو حد فاصل قرار دیکر صلح کرلی جس سے اریوان ٹفلیس نخچوان داغستان اور پنج ضلع علاقہ کرمان شاہ کی ترکی کو دے گئے۔ اور تبریز ہمدان اردبیل لارستان جو ترک فتح کر چکے تھے شاہ طہماسپ کو دے گئے۔ مگر ایرانی قیدیوں کی رہائی کی بابت کچھ ذکر نہ تھا اس عہدنامہ سے عام ترک تو مفتوحہ علاقے واپس دینے کے سبب اور ایرانی اسیران ایران کے رہا نہ ہونے کے سبب ناراض تھے اور طہماسپ کو ایرانی قوم و ملک کا دشمن جاننے لگے نادر نے جو ایسے موقعہ کی انتظار میں تھا۔ ایک عام فرمان کے ذریعہ باشندگان ایران پر اس عہدنامہ کے نقصان اور ترکوں سے اجرائے جنگ کے فوائد بیان کیے اور لوگوں کو طہماسپ کی طرف سے دل برداشتہ کردیا اصفہان پہونچکر طہماسپ کو معزول اور اسکے ہشت سالہ بیٹے عباس کو تخت نشین کر کے سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی اور بغداد پر چڑھائی کردی۔

بغداد کا محاصرہ اور نادر کی شکست

سلطان احمد کی معزولی کے بعد قسطنطنیہ میں فوجی بغاوت سے سخت بدامنی رہی۔ اور سلطان محمود اول ایران کی طرف توجہ نکر سکا نادر نے اس موقعہ سے خوب فائدہ اٹھایا اور ترکی کا بہت سا علاقہ فتح کرلیا اور اس سے دلیر ہوکر بغداد پر چڑھائی کی گئی۔ احمد پاشا والی بغداد شکست پاکر قلعہ بغداد میں محصور ہوگیا نادر کی اسقدر دلیری اور سینہ زوری کے حالات سنکر باب عالی نے طوپال عثمان پاشا کو فوج جرار دیکر روانہ کیا۔ یہہ نامور وزیر اعظم۔ مدبر شجاع فیاض متواضع منکسر المزاج حق شناس تجربہ کار جرنیل تھا ہسپانوی قزاقوں کی لڑائی میں ایک زخم کے لگنے سے وہ لنگڑا ہوگیا۔ اور طوپال عثمان مشہور ہوا۔ ترکی زبان میں طوپال لنگڑے کو کہتے ہیں۔ نادر طوپال عثمان کی آمد کی خبر سنکر بارہ ہزار فوج محاصرہ بغداد میں چھوڑکر باقی فوج لیکر طوپال عثمان کے مقابلہ کو چلا بغداد سے ۹۰ میل دور دجلہ کے کنارے موضع سامرہ کے قریب عثمانی فوج سے مقابلہ ہوا۔ نادر بہادر اور اسکی فوج نے خوب داد مردانگی دی۔ لیکن طوپال عثمان کی جنگی لیاقت اور شجاعت نے کچھ پیش نہ جانے دی طوپال عثمان کے عمدہ انتظام کے سامنے نادر کی کوئی تجویز نہ چل سکی اور ایرانیوں کو شکست ہوئی خود نادر عین میدان جنگ میں ترکوں کے ہاتھ گرفتار ہونے کو تھا کہ ایک ایرانی سپاہی کی وفاداری سے بچ گیا اور شکست پاکر دو سو میل تک پیچھے مڑکر بھی نہ دیکھا۔ انگریزی مورخ ملکم کا یہہ قیاس غلط ہے کہ عرب کی گرمی اور دھوپ سے ایرانی گھبرا گئے کیونکہ ایرانیوں کی نسبت ترک زیادہ سرد ملکوں کے رہنے والے تھے اسلیے عرب کی گرمی اور دھوپ نے

طاقت سے بلاتوسط غیرے خود بخود ہی مسید ہاکیا کرتے تہے اب ارکین سلطنت کی کمزوری خود غرضی سے دول یورپ سے شاکی ہوی مگر یورپ والے ترکون کے کب دوست تہے۔ جبتک کی تیاریان مکمل ہوئین باتون مین ٹالتے رہے روس نے صرف اس بات پر ہی کفایت نہ کی بلکہ ترکی کی عیسائی رعایا کو بہی بہڑکانا شروع کیا۔ اپنی چالون پر غرہ ہوکر روس نے بحیرۂ ازف اور عثمانیہ رعایا کے تاتاریون پر حملہ کردیا اسلیے باب عالی نے بہی ۱۱۴۹ہجری کو بعد تکمیل صلح ایران روسی مقابلہ کے لیے فوج روانہ کی جسمین ترکون نے فتح پائی مگر اسٹریا اور جرمن کی مدد سے روس نے قلعہ ازاف کے سامنے ترکون کو شکست دی اور روسی علاقہ پر تصرف کرلیا اور اسٹریا نے صوبہ سرویا پر قبضہ جما لیا اور قلعہ نیش بہی لے لیا۔

ترکی جدید فوج کے آنے سے اسٹریا کی فوج کو قلعہ نیالوغہ کے سامنے شکست دی اور متواتر فتوحات سے اسٹریا کی فوج کو مفتوحات صوبجات سے نکالدیا اور بحری لڑائیون مین اسٹریا کے ساتہہ جہاز جلادیے اسٹریا کی فوج ہر ایک موقعہ پر کلین اٹہاتی رہی جسکو اسٹریا کے جرنیلون کی پہوٹ کا نتیجہ بتاتے ہین مگر یہہ عیسائی مورخون کی بے انصافی ہے۔ جنرل یوجین کو ایکدفعہ دریائی تہی اسپر بخش جا پاکی اور دہوکہ سے اور دوسری دفعہ بہادر داماد علی کے مارے جانے سے فتح حاصل ہوی تہی۔ اور دنیا ہی وزیر مصطفے کی نادانی سے ترکون کے ہاتہہ سے بچا تہا اور اس سے پیلے صدیون تک اسٹریا ترکی کو جزیہ اور خراج دیکر جان بچاتا رہا تہا کو اسٹریا کے پاس جدید اسلحہ تہے مگر عثمانیہ آلات کی تلافی ترکون کی شجاعت کرتی رہی تہی اور نسبتاً کچہ زیادہ کمی نہ تہی ایک سنگین کی زیادتی سے کیا ہوسکتا تہا اس معرکہ مین وزیر اعظم یکن محمد نے عثمانیہ بہادرون سے نہایت قابلیت سے کام لیا اور بیسیون معرکون مین کسی جگہہ بہی جدید اسلحہ ونظام اسٹریا کے لشکر کو بچا سکا۔ اور علاقہ ترد یا۔ بوسینا وغیرہ سے اسٹرین نکالے گئے۔ وزیر نے صرف اسپر اکتفا نہ کی بلکہ اسٹریا کے علاقہ ہنگری پر چڑہ گیا۔ اور اسٹریا کی فوج کو شکست دیکر ہنگری کے قلعہ سمندریہ اور سوا۔ میڈیا۔ کو فتح کرلیا۔ ان شکستون سے بدحواس ہوکر قیصر اسٹریا نے تازہ جرار فوج دیکر دو قابل اعتبار جرنیلون والس ونیبرگ کے ماتحت روانہ کیا اور سب کو یقین تہا کہ اب ترکون کو ضرور شکست ہوگی مگر اس دفعہ بہی ترکون نے ثابت کردیا کہ انکا کمانڈر لائق اور بہادر اور کافی سامان جنگ ہے تو وہ ہر ایک مخالف سے میدان جیت سکتے ہین کو سابق وزیر کی جگہہ جدید وزیر اعظم محمد پاشا تہا مگر یہہ بہی جنگی لیاقت مین اپنے مقدم سے کم نہ تہا قیصر کا حکم تہا کہ کہلے میدان مین مجموعی طاقت کے ساتہہ جنگ کیا جائے اس سلیے اسٹریا کے جرنیل ارسوا کی طرف بڑہے اور وزیر اعظم مقام کروزکا کے قریب ایک بلند اور مستحکم مقام پر قابض ہوگیا اور تمام مفید جنگی موقعون پر مورچے قایم کرلیے جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ لڑائی ہونے پر ترکون کی آتشبازی نے فوج اسٹریا کو بہون ڈالا۔ اور فوج سوارون سوارون کو فوج پیدل اور توپخانہ سے الگ کردیا اور مخالف کی فوج میمنہ پر حملہ کرکے بہگا دیا سپہ سالار اسٹریا شام تک فوج

ایرانی علاقہ خالی کر دیا اور نادر کو شکور بنا لیا۔ زار دل سے چاہتا تھا کہ وہ ترکون سے ذلیل عہد نامۂ دہتہ کا انتقام لے اور نادری فتوحات سے اُسکو یقین ہو گیا تھا کہ ایرانی جسطرح شاہ اسمٰعیل طہماسپ اول شاہ عباس کے وقت مین سلطنت عثمانیہ کی جنگی مشکلات کا باعث ہوتے تھے اسیطرح نادر ترکون کی تمام توجہ اپنی جانب منعطف کر سکیگا اور شاید زیادہ تر کمزوری اور ضعف کا سبب ہو سکے اور طوپال عثمان اور عبد اللہ پاشا کی شکستون سے زار کی یہ امید کچھ مشکل بھی نظر نہ آتی تھی مگر نادر کی لڑائی طول کھینچتی تو آسٹریا جس سے زار نے پہلے ہی ترکون کے برخلاف اتحاد کر لیا ہوا تھا عہد شکنی پر آمادہ تھا زار نے ایران کے چند صوبے جسکو نادر بزور شمشیر بھی خالی کرا سکتا تھا خود بخود صلح سے خالی کر دیے اور نادر کو ترکی کے برخلاف ابھارنا شروع کیا۔ بلکہ جو ترکی فوج ایران کو جا رہی تھی اُسکو دریاے کوبان سے عبور کرنے دیا عقلمند نادر نے تو کئی مصالح سے سُلطان محمود سے دائمی صلح کر لی۔ اور سلطان مراد چہارم کے عہد نامہ کے مطابق حدود مقرر کر لین اور ادہر فراغت پا کر کمزور سلطنت بخارا خوارزم۔ ہندوستان کی فتح سے عظیم الشان فاتح بن گیا اور غالبانہ شیعہ پن چھوڑ کر اہل السنن کی طرف رجوع کیا اور تقلید فقہ مین امام جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام تصور کر کے ایک نیا شیعہ مذہب نکال دیا جسمین خلفائے اربعہ کی خلافت کو حق مانا جاتا۔ اور سب و تبرا نہ کیا جاتا تھا۔ اس کی خواہ خاندان صفویہ کا استیصال ہو کیونکہ شیعہ مذہب مین سادات اہل بیت خلافت و امامت کی زیادہ مستحق خیال کئے جاتے ہین اور یہ عقیدہ اغراض نادر کے منافی تھا یا اسکی وجہ یہ ہو کہ وہ افغانستان ترکستان ہندوستان کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ اور ان ممالک کے عام باشندے سنت جماعت تھے اور شیعہ سلطان کا ان ممالک پر تسلط بیٹھانا ایک مذہبی جوش کا مقابلہ تھا۔ اور اس تبدیلی مذہب سے افغانون وغیرہ کا آدھا کینہ دور ہو گیا۔ اور نادر کا مطلب حل ہو گیا۔ ان شرقی ممالک کے فتح کے بعد نادر ظلم و سفاکی کے سبب اپنے ہی سردارون کے ہاتھ سے قتل ہو گیا۔ اور ایران مین اُس کا جرنیل محمد خان قاچار اور محمد خان کے بعد اُسکا بھا دیر بھتیجا فتح علی شاہ قاچار جد بزرگ شاہ کج کلاہ حضرت محمد علی شاہ قاچار شاہ ایران سلمہ المنان ہوا۔

عیسائی معرکے

زار روس کو ایران کی طرف سے تو ناکامی ہوئی مگر چونکہ نادری لڑائیون مین ترکی بہت کچھ کمزور ہو گئے تھے اس لیے اس نے پولینڈ مین دست اندازی شروع کی اور قیصر آسٹریا بھی روس کو مدد دینے کا وعدہ کیا ترکی پولینڈ کو آزاد رکھنا چاہتے تھے اور خود پولینڈ مین اب چندان طاقت نہ رہی تھی فرانس جسوقت آسٹریا سے جنگ کر رہا تھا ترکی کو لڑائی کے لیے آمادہ کرتا رہا روس اور آسٹریا کے ارادون سے مطلع کرتا رہا مگر باب عالی نے کچھ توجہ نکی اب جو کھلم کھلا روس نے پولینڈ میں دست اندازی کرنے لگا تو باب عالی کی آنکھین بھی کھلین اور وہ ترک جو کبھی اپنے مخالفون کو محض نوک شمشیر اور اپنی ہی

شرائط پر صلح کرلی تہی اس لیئے روس نے بہی اس شرط پر صلح کرلی کہ روسی وہ تمام متصرفہ علاقہ واپس کردینگے جو انہون نے بذریعہ محاربہ فتح کیے کوئی روسی جہاز تجارتی ہو یا جنگی بحیرۂ اسود اور بحیرۂ آزاف مین داخل نہ ہوسکیگا۔ قلعہ ازاف کو منہدم کیا جائے علاقہ کبرطاش جسکو روس نے وجہ جنگ قرار دیا تہا۔ آزاد رکہا گیا۔ اور روس کے تمام دعوون پر پانی پہیر دیا گیا۔ اس عہدنامہ بلگریڈ سے سلطنت عثمانیہ کا وقار سلطانی نہر برستو صدی گذشتہ مین قائم ہوگیا۔

تنبیہ

ناظرین پر روشن ہوگیا ہے کہ ترکی سپہ کی شجاعت اور حب قومی ہمیشہ موجود ہی رہی ہے اسکو کبہی نقصان نہین پہونچا۔ صرف قصور سپہ سالارون اور سلاطین کا رہا جب کبہی کوئی لائق سپہ سالار رہا اُس نے کبہی میدان جنگ سے شکست نہین کہائی بلکہ مخالفون کے صدیون کے غرور و تکبر کو خاک مین ملادیا۔ ہر ایک موقعہ پر مسلمان شائقین غزا عیسائیون سے زیادہ میدان جنگ مین حاضر ہوتے رہے جس سے انکا جنگی مذاق اور قومی جوش بخوبی ثابت ہوتا ہے صرف قصور نالائق سپہ سالارون کا رہا۔ یا عیاش سلاطین کا جنکی وجہ سے ترکون کو زکین اٹہانی پڑین آیندہ بہی اگر عثمانیہ فوج کو لائق کمانڈر ملتے رہے تو یہہ بہادر ترک دنیا کی کسی جنگی قوم سے کم نہین رہینگے اور ہمیشہ کے لیے اسلامی آبرو کو قایم رکہ سکینگے۔ خدا تعالی لائق اور شیردل سلاطین و سپہ سالار عطا فرماتا رہے

شاہان روس

یہ معاہدہ روس ملکہ اینی سے ہوا تہا جو پیٹر ثانی نبیرۂ پیٹر اعظم کو معزول کرکے ۱۷۳۰ء مین تخت نشین اور ۱۷۴۰ء مین فوت ہوئی تہی۔ اور اسکی جگہہ معصوم شاہزادہ بزرگ بادشاہ ہوا جسکو پیٹر اول کی بیٹی ایلزبیتہہ معزول کرکے ۱۷۴۱ء مین تخت نشین ہوئی یہہ عاشق مزاج ملکہ جنوری ۱۷۶۲ء مین فوت ہوئی اور اسکا بہانجا پیٹر سوم بادشاہ ہوا مگر چند ماہ بعد اسکی بیوی کیتہرائن خاوند کو قتل کرکے بادشاہ بن گئی جسکی جنگی کارروائیون کا آیندہ ذکر کیا جائے گا۔

سلطان محمود نے سویڈن سے عہدنامہ جارحانہ مدافعانہ کیا جو آج تک کسی سلطنت سے نہین ہوا تہا مگر اب سویڈن اس قابل نہین رہا کہ اسکی دوستی ترکی کو روسی مقابلہ مین کچہہ مدد دے سکے اسی سلطان کے عہد مین فرقہ وہابیہ کا ظہور ہوا جسکا ذکر سلطان سلیم کے عہد مین کیا جائیگا۔ یہہ سلطان ۱۱۶۷ سنہ ہجری ۶۰ سال عمر ۲۴ سال کی سلطنت کے بعد فوت ہوا۔ یورپ مین فتوحات مین سلطان محمود اول کا زمانہ نہایت مبارک اور شاندار گذرا ہے جسکے بعد روسی غلبہ کا دورہ شروع ہوا۔ اسکے بعد سلطان عثمان بن مصطفے ثانی تخت نشین ہوا۔ کئی وزرا کے قتل

کو لڑاتے گہمسان کا جنگ کرتے رہے لیکن ترکون نے آخر انکو میدان سے ہٹا دیا اور تمام پہلی شکستون کا انتقام کیا جنرل والس دس ہزار سپاہی کٹوا کر قلعہ بلگریڈ مین پناگزین ہوا۔ جسکا وزیر اعظم نے فوراً محاصرہ کر لیا۔ اور قریب تہا کہ ترک بزور شمشیر قلعہ فتح کہ لیتے کہ جنرل والس ور نے پر گ نے وزیر عظم سے مصالحت کی التجا کی انگلستان اور ہالینڈ نے بھی اسٹریا کی سفارش کی مگر غیور وزیر نے جوان ہیجوان کی خود غرضی سے ناراض تہا انکار کیا۔ اور صاف کہدیا کہ بغیر سفارش فرانس صلح منظور نہین ہوگی وزیر ایک تو فرانس کا اعتبار یورپ مین بڑہانا چاہتا تہا دوم اسکا یہ خیال تہا کہ قیصر ایسی بے عزتی اور ذلت اختیار نہین کرے گا۔ کہ اپنے قدیمی دشمن سے جسکو چند سال پہلے شکست دیچکا تہا التجا کرے اور اسکو اپنی ذلیل زندگی کا باعث بنائے۔ مگر غرض بری بلا ہے اور یورپ اس مطلب مین زیادہ ہوشیار ہے۔ قیصر جسکی فوجین دو سال متواتر شکستین کہا رہی تہین اور تمام چیدہ اور بہادر جنرل ترکون کے ہاتہہ سے ذلیل ہوچکے تھے اور روس جسکے لیے عہد شکنی کی گئی تہی گو اول اول تو کامیابی حاصل کرتا رہا مگر آیندہ اُسکی پیشقدمی رک گئی تہی۔ اسٹریا کے کچھ کام نہ آسکا عیسائی صوبون اور رعایا کی بغاوت و شقاوت بھی ترکون نے شمشیر سے زائل کردی تھی اس لیے مجبوراً اوسکو فرانس سے درخواست ثالثی کرنی پڑی جسکی ضمانت پر یکم ستمبر ۱۷۳۹ع کو عہدنامہ پر فریقین کے دستخط ہوگئے اس عہدنامہ کے روسے قلعہ بلگریڈ معہ توپخانہ سامان جنگ آرسووا۔ بوسینا۔ سرویا۔ والیشیا کے وہ تمام اضلاع جو معاہدہ پارساروتز کے روسے اسٹریا نے ترکی سے چہینے تہے ترکی کو واپس دینے کو وعدہ ہوا۔ اور ۲۷ برس کے لیے میعادی صلح کا عہدنامہ لکہا گیا۔ اسٹریا نے اسقدر مروت کی کہ اپنے دوست روس کو بالکل نہ بہلایا جسکا مظفر و منصور وزیر اعظم کی زبردست فوج کے ہاتہہ سے اب بچنا مشکل تہا کیونکہ اسٹریا سے فراغت پاتے ہی وزیر اعظم نے روسی سپہ سالار مارشل میونگ کی خبر لینی تہی۔ جسکو ابہی ترکون کی کمی فوج نے ہی زیادہ پیشقدمی سے روکا ہوا تہا عہدنامہ مین لکہا گیا کہ ترکی روس سے بہی صلح کریگی۔

مارشل میونگ جو کریمیا مین بہی تاخت و تاراج کا بازار گرم کرچکا تہا اور تاتاریون کی غفلت سے کئی شہر کریمیا کی فتح کرکے ازرف پر تصرف کرتا ہوا۔ براہ پولینڈ صوبہ مالڈویا کو روسی سلطنت سے ملحق کرکے صوبہ بصربیا مین داخل ہوگیا تہا اور معرکہ خونریز مین ولی پاشا کو شکست دیکر مطیع کرلیا۔ مگر دریاے نسٹیر کے قریب ترکون اور تاتاریون کی چالیس ہزار فوج سے سخت کہائی اور مارشل میونگ ہزارون جوان کٹوا کر اور شکست پاکر یوکرین کو واپس ہٹ گیا اور اسٹریا کی شکستون کی خبر سنکر اُس کے تمام منصوبے خاک مین ملگئے اور وہ تمام زر کثیر جو روسی جاسوسون کے ذریعہ ترکی کی عیسائی رعایا کے بہکانے مین یونان تہسلی تک خرچ کی گئی تہی سب رایگان گئی اور چونکہ اکیلا روس بہادر ترکون کا مقابلہ نکرسکتا تہا اور اسٹریا نے نہایت ذلیل

عیسائیون مین آتش بغاوت مشتعل کر رہی تہی۔ البانیہ۔ سرویا۔ مانٹی نگرو۔ والیشیا مالدیویا کے عیسائیون نے بغاوت برپا کردی ایک یونانی پادری نے بوقت حملہ روس ایک لاکہہ یونانیون سے ترکون پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا یہہ تو یورپ کا حال تہا۔ ایشیا مین جارجیا اور امریشیا کے عیسائی باجگذار صوبون کو ترکون سے لڑا دیا اور ملکہ کیتہرائن نے یہہ تمام جال پہیلا کر اور پرشیا کو اپنے ساتھہ ملا لیا۔ سلطان فرانس پر لڑائی کے لیے زور ڈال رہا تہا اور اسکا سفیر تن من دہن سے وزرائے عثمانیہ کو روسیون سے لڑانے کے لیے بہڑکا رہا تہا۔ اور سب سے زیادہ خان کریمیا روسیون سے جنگ کرنے کے لیے بیتاب ہو رہا تہا کیونکہ روسی طاقت کی ترقی سے سب سے پہلے کریمیا کی زندگی کا خاتمہ تہا۔ ان جملہ اسباب نے سلطان پر سخت اثر ڈالا اور اعلان جنگ کیا گیا ترکی مین جو نا اسوقت چارون طرف بغاوت شروع تہی اور عیسائیون کے علاوہ مسلمان حاکم علی بیگ نے مصر مین علم استقلال بلند کر کے شام تک کا علاقہ غصب کر لیا تہا اور عرب شیخ ضاہر نے عکہ چہین لیا تہا سلطان نے عیسائی باغیون کی سرکوبی کے لیے فوج روانہ کی اور یونانیون کو معہ روسی اور امدادی فوج کے شکست دی۔

لیکن روسی حملہ آور فوج کے مقابلہ مین صرف چالیس ہزار فوج ترکی جا سکی۔ یہی وجہ ہے کہ یہہ اعلان جنگ قبل از تیاری اور سلطان اور بابعالی کی شتابکاری کا نتیجہ سمجہا جاتا ہے اس معرکہ مین ایشیا کی فوجین شامل نہ ہو سکین جس کا نتیجہ شکست ہوا۔ اور روسی بندر اور کرمان اور اسمعیلیہ قلعجات ڈینوب پر قابض ہو گئے مگر جدید ترکی فوج کے آنے پر آیندہ سال ترکون نے روسیون کو کئی شکستین دیکر عثمانیہ حدود سے باہر نکال دیا اور ہزارون روسی لڑائی اور طاعون سے ہلاک ہو گئے اسٹریا اور پرشیا نے صلح کرانی چاہی مگر شرائط ایسی پیش کین جنکو بابعالی منظور نہ کر سکا۔ اس لڑائی مین سب سے زیادہ بہادرانہ کاروائی خان کریمیا کی تہی جسنے اعلان جنگ ہوتے ہی روس کی جنوبی صوبون کو تاخت و تاراج اور روسی دستون کو تہ تیغ کر کے ۳۵ ہزار روسی قید کر لیے تہے اور جو کاروائی کیتہرائن نے ترکی کی عیسائی رعایا سے کی تہی اور سلطان کے برخلاف بغاوت کرائی تہی اسیطرح اس مدبر فرزانہ خان نے روسی رعایا کو زارینہ کے برخلاف اور ایک معتد روسی باجگذار صوبون کو بغاوت پر آمادہ کر دیا تہا اور یہہ تمام اثر اُس کے جارحانہ حملہ آرائی کا نتیجہ تہا جسکو سلاطین عثمانیہ نے ترک کر کے اپنا فاتحانہ اعتبار کہو دیا تہا افسوس کہ یہہ بہادر خان کریمیا کو حملہ سے واپس آتے ہی بیمار ہو گیا اور ایک یونانی عیسائی ڈاکٹر کی شرارت سے زہر سے ہلاک ہوا۔ جو غالباً ملکہ کیتہرائن کے اشارے سے ہوا تہا۔

مکرر جنگ

جب صلح نہ ہو سکی تو ۱۱۸۶ ہجری مین وزیر اعظم محسن پاشا اور حسن پاشا امیر البحر مختلف راستون سے روسیون کے مقابلہ

کے بعد راغب پاشا وزیر ہوا تین سال چند ماہ حکومت کر کے ۱۱۷۱ھ میں فوت ہوا۔ اسکے عہد میں عیسائیوں سے کوئی محاربہ نہیں ہوا

سلطان مصطفے ثالث بن احمد ثالث

یہہ سلطان مستعد اور ہر فن میں کامل تہا ابتدا میں تو محمد راغب پاشا وزیر اعظم کی کوشش سے اندرونی انتظام میں بہت کچہ اصلاح ہوگئی یورپ میں خود عیسائی دول دست و گریبان اور سلطنت ترکی کے اتحاد کی خواہان تھی مگر راغب پاشا نے نہایت غور و فکر کے بعد پرشیا کے شاہ فریڈرک سے اتحاد کرنا چاہا جو یورپ میں اپنی بہادری کا سکہ جما چکا تہا اور آسٹریا اور روس کی ترقی کو روکنے کے لیے ترکی کی دوستی کو ضروری جانتا تہا۔ انگلستان کی کوشش سے یہہ معاملہ اتحاد بہت کچہ طے ہو چکا تہا کہ راغب پاشا فوت ہوگیا اور سلطان مصطفے پرشیا کی جانب چھوڑ کر آسٹریا کی طرف مائل ہوگیا۔ فریڈرک شاہ پرشیا سلطان مصطفی کی یہ عدم توجہی دیکہہ کر روس سے مل گیا۔ اور دونوں نے پولینڈ کی تقسیم کا معاہدہ کر لیا۔ پولینڈ جو ترکی کا باجگذار اور اندرونی انتظام میں آزاد چلا آتا تہا جنگ ہفت سالہ میں فرانس کا خیر خواہ رہا تہا۔ اور شاہ فرانس کا بیٹا شاہ پولینڈ کی بیٹی سے بیاہا گیا تہا اسلیے فرانس پولینڈ کا طرفدار تہا۔

روسی جنگ

ملکہ کیتہرائن جو اپنے خاوند پیٹر ثالث کو قتل کر کے خود تخت نشین ہوئی تہی ایک اولوالعزم چالاک عورت تہی گو وہ عصمت اور عفت سے دور تہی لیکن وہ تمام صفات جو شاہان کشورکشا کو ضروری ہوتی ہیں وہ سب کیتہرائن میں موجود تہیں وہ موقعہ اور وقت کو خوب پہچانتی تہی۔ اس نے سوچ لیا تہا کہ پولینڈ کا حقیقی خیر خواہ فرانس جنگ ہفت سالہ سے نیم جان ہو رہا ہے۔ وہ تو میدان میں نہیں آسکتا ترکی کو بزور ہٹایا جائے گا بس شاہ پولینڈ کے مرنے پر ایک شخص جسکا ناجائز تعلق کیتہرائن سے رہ چکا تہا۔ شاہ پولینڈ کر دیا جسکو رعایائے پولینڈ نے نامنظور کیا اور فساد کہڑا ہوگیا۔ اور اسی فساد کے روکنے کے بہانہ سے روسیوں نے پولینڈ میں دست اندازی شروع کر دی سلطان کیتہرائن کی اس بے ایمانی سے سخت ناراض ہوگیا۔ اور اعلان جنگ کرنا چاہتا تہا مگر کم ہمت اور لالچی ارکین دولت کی جہالت کے سبب جو عیار اور چالاک زارینہ کے چکموں میں آئے ہوئے تہے سلطان کی رائے سے متفق نہوئے اور جنگی کارروائی رک گئی۔ اور کاغذی گہوڑے ہی دوڑاتے رہے اور مبارز روس پر تحریری اعتراضات کی بوچہار ہی کرتے رہے۔ جن کے جواب دینے میں روسی زیادہ چالاک تہے اور ہر وقت جبکہ نالائق وزرا عثمانیہ بے فایدہ خط و کتابت میں اپنا وقت کہو رہے تہے بلکہ کیتہرائن صرف پولینڈ میں ہی جال نہیں بچہا رہی تہی بلکہ ترکی کی عیسائی رعایا کو بہی ترکوں کے برخلاف ترغیب بغاوت دے رہی تہی کہیں مذہبی غیرت دلائی جاتی اور کہیں روپیہ پیسہ خرچ کیا جاتا جاسوس اور خفیہ گماشتہ فوجی اور پادریوں تک اس کام میں مشغول تہے اور مسلی اور یونان تک

سمجھ نسکے اور روس بازی لے گیا۔ اور ترکی سمندرون مین روسی جہازات کی آمد و رفت کو جائز قرار دیا گیا۔
باقی مفتوحہ علاقہ والیشیا۔ اور سالدیویا۔ اور جارجیا امریشیا واپس تو کیے لیکن اول دو صوبون مین تو صریحًا روسی
مداخلت کو روا رکہا گیا جو بعد ان صوبون کے تصرف سلطنت عثمانیہ سے نکلنے کا باعث ہوا اور جارجیا۔ اور
واقعہ ایشیا بہی ایسی مہمل شرائط پر واپس ہوا۔ جو آخر روسی تصرف کا باعث ہوا۔ کلیسائے یونانی معتقدین کی حمایت
کے کئی حقوق زار روس کو دیے گئے جس سے آیندہ روسیون کو عیسائیون کی حمایت کی بہانہ سے ترکی مین دست اندازی
کا موقعہ مل گیا۔ نقد ایک کروڑ روپیہ تین برسون مین ترکی نے دینے کا وعدہ کیا اسی عہدنامہ کی روسے زار روس کو
قیصر و شاہ تسلیم کیا گیا جس سے اب تک انکار کیا جاتا تہا۔ تمام شرطین ۲۸ تہین اس عہدنامہ سے سلطنت کا کمال
زوال شروع ہوا اور آیندہ ہر ایک معرکہ مین کوئی نکوئی علاقہ ترکی کے قبضہ سے نکلتا ہی رہا۔

ان روسی معرکون کی تفصیل کی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے اور کتاب کے نفس مضمون سے بہی خارج ہے۔
عثمانیہ تاریخون مین جو عربی ترکی انگریزی اُردو وغیرہ زبانون مین لکہی گئی ہین شائقین کو مطالعہ کرنا چاہیے یہان
صرف اختصارًا بیان کیا گیا ہے۔

اس صلح کے بعد وزیر اعظم محسن پاشا قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔ اور رستہ مین ایڈریانوبل پہنچ کر فوت ہو گیا۔ اور عزت
پاشا وزیر ہوا سلطان عبدالحمید نے امور سلطنت کے اصلاح اور باغیون کی بیخ کنی پر کمر باندہی لیکن عہدشکن روس
نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکہکر حدود مقررہ سے آگے ہی دست اندازی شروع کر دی اور کریمیا جسکو مطلق العنان
آزاد عہدنامہ کنارجی مین دکہلایا گیا تہا۔ اسپر حملہ کر دیا۔ خان کریمیا اگرچہ ایک بہادر قوم کا سرپرست تہا اور خود
مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا اگر وہ زبردست روس سے جو خان کریمیا اور سلطان دونون کی متفقہ فوجون کو
شکست دیکر عہدنامہ کنارجی مین ترکون کی امداد سے کریمیا کو ناامید کر چکا تہا۔ اکیلا کیا کر سکتا تہا بس وہ تاتاری
جو عرصہ دو سو سال سے روسیون کو مارتے کاٹتے رہے تہے اور چنگیز خان کے نام کو یورپ مین قائم
رکہے ہوئے تہے اب بے یار و مددگار ہو کر روسیون کی تلوار کا طعمہ ہونے لگے۔

سلطان عبدالحمید ان متواتر تعدیون اور خلاف عہدنامہ زیادتیون کو سنکر پیچ و تاب کہاتا تہا مگر ملک کی بے انتظامی
اور عیسائیون اور مسلمانون کی بغاوت کے سبب کچھ کر نہین سکتا تہا۔ آخر بہادر حسن پاشا امیر البحر کی شجاعت سے
بیشمار باغی قتل کیے گئے اور عرب شیخ ظاہر جو برسون سے علاقہ سوریہ عکہ مین فساد کر رہا تہا اسکو شکست دیکر قتل کیا
اور باغی گورنر بغداد کا بہی حشر ہوا۔ اور پہر موریا کے یونانی باغیون کی سزادہی پر مامور ہوا جنمین سے ہزارون قتل
کیے گئے اور از سرنو مطیع کیے گئے۔ ملکہ کیتہراین جو کریمیا پر قبضہ کر چکی تہی اور باب عالی اپنی کمزوری طاقت کے سبب سے
خاموش ہو رہا تہا اس سے دلیر ہو کر ملکہ کیتہراین نے عثمانیہ عیسائی رعایا کو اوبہارنا شروع کیا۔ اور جاسوسون

کو نکلے دونون نے روسیون کو شکست دی اور تمام روسی توپخانہ مگز ین چھین لیا اسی اثنا مین سلطان مصطفیٰ ثالث ۱۱۸۷ھ ہجری اور ۵۷ سال کی عمر اور ۱۶ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔

سلطان عبد الحمید اوّل بن احمد ثالث

سلطان مصطفیٰ ثالث کے بعد اُسکا بہائی عبد الحمید اول تخت نشین ہوا اور اُسوقت روسیون سے سخت جنگ ہو رہا تہا عجب شان کبریائی ہے کہ جسطرح عبد الحمید اول کے لیے اُسکا بہائی مصطفیٰ روسیون کا معرکہ عظیم چھوڑ گیا تہا۔ اوسیطرح سلطان عبد الحمید ثانی کے لیے اسکا بہائی مراد روس کا محاربہ ۱۸۷۷ء چھوڑ گیا تہا۔ اور افسوس ہے کہ نتائج بہی دونون معرکون کے یکسان سلطنت عثمانیہ کے برخلاف نکلے جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔

سلطان عبد الحمید اول نے نہایت تندی سے فوج فراہم کی اور صدر اعظم کو چار لاکہہ فوج دیکر روانہ کیا چند لڑائیون کے بعد وزیر اعظم کو شکست ہوئی۔ اور وہ شوملہ مین گہر گیا اور اسی مشکل حالت مین فوج ینگچری سرکش ہو کر وزیر اعظم کو میدان جنگ مین چہوڑ کر واپس چلی آئی جس سے وزیر اور اسکی فوج کے حوصلہ پست ہوگئے اور صلح کی درخواست کی گئی۔ اور ۱۷ جنوری ۱۷۷۴ء بمقام کنارجی شرائطے ہوگئین اور ۲۱ جنوری کو دستخط ہوگئے۔ اوسکی بڑی بڑی شرطین یہہ تہین۔ (۱) آزاف۔ کلبرن۔ کرچ۔ ینی قلعہ۔ کہرطاس۔ کے علاقہ سلطنت عثمانیہ سے نکل گئے۔ اور روسیون کے قبضہ مین چلے گئے۔ یہہ وہ علاقہ تہے جنپر روسیون کے دانت پیٹر اعظم کے وقت سے چلے آتے تہے جو سات پشت اور ساٹہہ سال کی متواتر کوششون کے بعد ملکہ کیتہرائن نے سلطنت روس مین ملائے اور ع اگر بدر نتواند پسر تمام کند۔ کی مثال کو صحیح ثابت کر دیا۔

(۲) شرط یہہ تہی کہ کریمیا۔ کوبن۔ آور دریائے نیپر۔ و بروا کے درمیانی علاقہ اور نیز دریائی بوگ اور نیسٹر کے درمیانی علاقہ تا بجدود پولینڈ کے تمام تاتاریون کو مطلق آزادی دی گئی۔ اور شرط لکہی گئی کہ ان علاقون کے خان کا انتخاب کرنا خود ان تاتاریون کے ہاتہہ ہوگا۔ اور سلطنت عثمانیہ یا روس ان تاتاریون کے پولیٹیکل۔ ملکی۔ فوجی کسی معاملہ مین دخل نہین دینگے روس کو تو پہلے ہی کوئی اختیار نہ تہا۔ اور سلطنت عثمانیہ کو کئی صدیون کے بعد بے اختیار کیا گیا۔ اور بہادرون کی کان کریمیا وغیرہ کو جو ہر ایک معرکہ مین لاکہہ لاکہہ تک اسلام پر جان نثار کرنیوالے جوان مرد سلطان کی خدمت مین حاضر کرتا رہا تہا سلطان سے الگ کر دیا اور کریمیا کے جو ترکون کے پشت گرمی سے ہمیشہ روس کو چنے چبا تا رہا تہا بے دست وپا کر دیا اور اسلامی اتحاد و جہتہ کو پراگندہ کیا گیا۔ یہہ شرط بظاہر تو تاتاریون کی آزادی کے خیال سے اچھی دکہائی دیتی ہوگی مگر در اصل دور اندیش روسیون نے ترکون کے قطع تعلق سے کریمیا وغیرہ کے الحاق کا رستہ صاف کر لیا تہا جسکو سلطان اور اسکے وزیر کمزوری یا نادانی

مورخ بہت کچھ غلو و مبالغہ کرتے ہیں کئی پشت سے شمشیر بازی کی آبائی اور اسلامی جوہر کہو کر محلسرای کی زنانہ زندگی
کو ہی خاصہ سلطانی جانتے تھے اور انکی دیکھا دیکھی ترکون میں بہی فاتحانہ اولوالعزمی نہین رہی تہی - بخلاف اسکے
روس جو وحشیانہ گمنامی میں پڑا تہا اب بہادرانہ خصائل سے اولوالعزم فاتح بن چکا تہا جو دہشت کبہی ترکون بلکہ انکی
مطیع فرمان باجگذار تاتاریون کی تہی وہ اب روسیون کی طرف سے ترکون پر چہا گئی تہی - اور یہہ سزا فرمان الٰہی ان اللہ
لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم کی رو سے ترکون کو بہگتنی پڑی تہی - اور ہر طرف سے ترکون کی
شکست کی خبرین آرہی تھیں -

روسیون نے قلعہ بلگریڈ قلعہ بندر - سرویا وغیرہ علاقہ جات واقعہ دریائے ڈینوب سے ترکون کو نکال کر اپنا قبضہ
جما لیا - اور مشہور اور مستحکم قلعہ اسمعیلیہ بہی فتح ہونیکو تہا کہ اسی اثنا میں شاہ جرمن جسنے روسیون کے ساتہہ ترکون
کے برخلاف معاہدہ جنگ کر رکہا تہا مر گیا - اور اسکے جانشین بہائی نے روسیون کا ساتہہ چہوڑ کر بوساطت
انگلستان آسٹریا اور روس کی طاقت روز افزون سے ڈر کر سلطان سے اتحاد کر لیا - اور وہ تمام عثمانیہ علاقہ جو آسٹریا
سے ملک فتح کیا گیا تہا بسوائے اوزگزیم کے واپس کیا گیا - اور روس کو صلح کے لیے لکہا گیا مگر جنگجو کیتہرائن نے شرائط صلح کو
نامنظور کیا - اور لڑائی کو جاری رکہا - قلعہ اسمعیلیہ کو گہیر لیا جسمین تیس ہزار ترکی فوج موجود تہی ترکون نے نہایت
جانبازی سے مقابلہ کیا اور جب تک کہ سامان جنگ اور رسد نے جواب نہ دیا مخالف کی کثرت فوج اور شدت محاصرہ
کا ترکون پر کچھ اثر نہ ہوا - افسوس کہ سلطان اس بہادر فوج کو ضعف سلطنت و نالائق وزرا کی بزدلی اور سوء تدبیری
کے سبب کوئی مدد نہ پہنچا سکا - محصورین بہوک اور موت کا عرصہ تک مقابلہ کرتے رہے اور دن بدن انکی تعداد کم ہوتی
رہی اور حملہ آور روسیون کے ساتہہ تازہ امدادی پرجوش فوج شامل ہوتی رہی اور مقتول و مجروح روسی فوج
کی تلافی کرتی رہی فریقین کی لڑائیون میں اسقدر مردون کی لاشین نواح قلعہ میں جمع ہوگئیں کہ روسیون نے انہہ
لاشون سے خندق کو بہر کر عبور کر لیا اور اسکے وقت فصیل قلعہ پر چڑہ گئے اور شہر میں داخل ہوگئے مگر قلعہ والون نے کمال مردانگی و
سرباختگی سے ہر ایک کوچہ و بازار میں مقابلہ کیا اور جبتک کہ ترکون کا کمانڈر شہید نہوا اور اس قلیل مگر بہادر جماعت کا آخری
مسلمان شہید نہ ہوگیا لڑائی بند نہ ہوئی - روسیون نے تین دن تک قتل عام کیا - جوان - بوڑہے - زن و
بچہ ہر ایک کو تلوار کے گہاٹ اتار دیا - صرف جنگی مرد تینتیس یا تینتالیس ہزار قتل کیے گئے اور دس ہزار سے زیادہ ہو
عورتین بچے بوڑہے اس شمار سے علاوہ ہے - اسمٰعیلیہ کے محصورین سے ایک مسلمان نہر کے راستہ بچکر نکل آیا
جسنے قسطنطنیہ میں اس واقعہ ہائلہ کی خبر پہونچائی اور اسی سے سلطان اور اسکے ارکین سلطنت خصوصا سپہ سالار کی نالائقی
صاف عیان ہوئی کہ خبر رسانی کا کوئی انتظام نہ تہا اور اسقدر جانباز مسلمانون کو موت کے منہ میں ڈال گیا
تہا - اور ان بے یار و مددگار مسلمانون کی خبر تک نہ لی گئی پس اس جرم میں وزیر اعظم حسن پاشا فوج کو مطابعہ

مخالفت کا بیج بویا تو سلطنت عثمانیہ نے بھی بصلاح انگلستان اعلان جنگ کر دیا۔ اور انگلستان اور سویڈن۔ اور پولینڈ نے مدد دینے کا وعدہ کیا مگر افسوس کہ موقعہ پر کسی نیک نیت نے بھی ایفائے وعدہ نہ کیا۔

جنگ روس و اسٹریا۔

اس دفعہ ترکوں کے برخلاف روس اور اسٹریا دونوں نے ملکر لڑائی شروع کی تھی اور تیاری بھی اعلیٰ پیمانہ پر کی گئی تھی اور فرانس بھی اگرچہ صریحاً مقابلہ پر نہ آیا۔ لیکن درپردہ روس کو مدد دیتا رہا۔ ملکہ کیتھرائن خود فوج کے ساتھ تھی اور دوسری طرف سے شاہ اسٹریا فوج لے کر چڑھا تھا۔ مقابلہ پر یوسف پاشا صدر اعظم بھی گیا جسنے میدان فتح اسلام میں خونخوار جنگ کے بعد اسٹریا کی فوجوں کو شکست دی اور اسٹریا کے مقبوضہ و مفتوحہ کئی قلعہ فتح کر لیے اور ایک موقعہ پر شاہ اسٹریا ترکوں کے ہاتھ قید ہوتا ہوتا بچ گیا تھا۔ مگر لڑائی کا سلسلہ بند نہ ہوا۔ دوسری طرف روسیوں نے ترکوں کو شکست دیکر صوبہ بغدان پر قبضہ کر لیا۔ اور کئی ایک جنگی اور مشہور قلعہ اور شہر فتح کر لیے۔ چونکہ انگلستان سویڈن پولینڈ میں سے کوئی سلطنت معاہد ترکوں کی مدد کو نہ نکلی اور اب اکیلے ترک ان دو غدار دشمنوں کا مقابلہ زیادہ عرصہ تک نہ کر سکتے تھے اسلیے وزیر اعظم نے سلطان کو صلح کے لیے لکھا مگر سلطان عبد الحمید اول اسی اثنا سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں ۶۶ سال کی عمر اور ۱۶ سال کی حکومت کے بعد فوت ہو گیا۔

سلطان عبد الحمید کا عہد سلطنت عثمانیہ کے لیے نہایت نامبارک نکلا اور جس کمزوری کی بنیاد سلطان مراد چہارم کے بعد پڑی تھی اُسکا مضر نتیجہ بدقسمت سلطان عبد الحمید اول کو بھگتنا پڑا۔

سلطان سلیم ثالث بن مصطفیٰ ثالث بن احمد ثالث

سلطان عبد الحمید اول کے بعد اسکا بھتیجا سلطان سلیم ثالث تخت نشین ہوا جسنے جمع آوری فوج اور انتظام ملک پر توجہ مبذول کی اور بیڑہ جہازات کو درست کرایا۔ ڈیڑھ لاکھ فوج صوفیہ میں جمع ہو گئی۔ اور وزیر اعظم یوسف پاشا اور امیر البحر حسن پاشا کی سرکردگی میں روس و اسٹریا کے مقابلہ کو بھیجی گئی اور ماہ تک مختلف لڑائیاں ہوتی رہیں جنکا اخیر نتیجہ یہ نکلا کہ ترکوں کو شکست ہوئی اور تمام توپیں اور گودام کھو بیٹھے اس لیے یوسف پاشا معزول اور محمد حسن پاشا وزیر اور اسکی معزولی پر جزائری حسن پاشا سنہ ۱۲۰۴ھ میں وزیر اعظم ہوا مگر وہ بھی دشمن کے مقابلہ میں ناکام رہا۔ اُس کے مرنے پر شریف حسن پاشا وزیر اعظم ہوا۔ ادہر تو باب عالی وزراء کی تبدل و تغیر میں مصروف تھا۔ اور جس سلطنت میں سیکڑوں جرنیل سپہ سالاری کی لیاقت کے موجود ہوا کرتے تھے اس میں اب ایک بھی سپہ سالار نہیں ملتا جو دشمن کو روک سکے خود سلاطین عثمانیہ جنکی تعریف میں مسلمان

سلطان سلیم کی اصلاحات

سلطان سلیم کے وقت ہر ایک صیغہ مین ابتری پڑ رہی تہی۔ نہ صیغہ مال کا انتظام درست اور نہ صیغہ فوج کا ملک کو پشتی جاگیرداروں رشوت خوار عہدہ دارون۔ لالچی اجارہ دارون۔ خودسر سرکاری عہدہ دارون اور باغی مفسدون نے ویران کر رکہا تہا۔ فوج خودسر بے انتظام شتر بے مہار تہی۔ جدید فنون جنگ اور استعمال آلات جدیدہ سے ناواقف تہے اور انکو سیکہنا حرام جانتے تہے گو ایک صدی سے عیسائی فوجون سے زکین اُٹہا رہے تہے۔ مگر جاہلانہ تعصب سے ان مفید حربیہ قواعد کو عمل مین لانا خلاف مذہب جانتے تہے کوئی مدبر اور خیر خواہ سلطنت وزیر یا عقلمند سلطان نادان متعصبین سے ڈر کر فنون جدیدہ کو جاری نہ کر سکتا تہا۔ کئی سپہ سالار و وزیر اعظم ان سرکش لوگون کے ہاتہ سے قتل ہو چکے تہے مصر شام عرب۔ مین مسلمان باغی سلطنت کو پریشان کر رہے تہے۔ عرب پر فرقہ وہابیہ متصرف ہو چکا تہا جسکا ذکر آگے کیا جائے گا۔

ایسی حالت مین جبکہ سلطان کو معاہدہ جاسی جنگ روس سے فراغت ہوئی تو وہ انتظام مین مصروف ہو گیا۔ اور سب سے پہلے وہ فوجی انتظام کی درستی کے درپے ہوا۔ جنگ گذشتہ مین یوسف پاشا سر عسکر نے روسی لفٹنٹ قیدی کے ذریعہ جسکا اسلامی نام عمر پاشا رکہا گیا تہا۔ یورپین طرز پر ایک پلٹن مرتب کی اور سلطان نے اسکی قواعد دیکہکر معلوم کر لیا۔ کہ عیسایون کی کامیابی کا راز یہی جدید قواعد ہے بس فرانس سے انجنیر اور توپچی اور قواعد سکہلانے والے اتالیق اور صناع اور کاریگر منگوائے گئے مگر جاہل ینگچریون نے آلات جدید کے استعمال سے انکار کر دیا اور جاہلانہ جوش پر اتر آئے جسکو سلطان سلیم نے نہایت عقلمندی سے فرو کیا۔ اور یورپین قواعد اوسی عمر پاشا کی پلٹن تک ہی محدود رہی مگر ترکی مین اصلاح کی بنیاد پڑ گئی۔ ملکی انتظام مین سلطان سلیم نے وصولی خراج و ٹیکس کا کام براہ راست عہدہ داران ملکی کے سپرد کیا اور حریص اور ظالم ٹہیکہ دارون کو یک قلم موقوف۔ وزیر کے اختیارات محدود جاگیرداری کا رواج آیندہ معدوم کیا۔ اور گورنری صوبجات کی میعاد تین سال اور دیوان (مجلس شوری) کے ممبرون کی تعداد بارہ۱۲ کر دی جنکے مشورہ بغیر وزیر اعظم کچہ نکر سکتا تہا ملک مین تعلیم کو رواج دیا مدارس جاری کیے۔ چہاپہ خانہ (مطابع) کو آزادی دیگئی مگر یہ کام کوئی دلون کا نہ تہا۔ مسلمان ان نیک تجاویز کو بدعت خیال کرنے لگے اور مفسدین عوام کو بہکانے لگے مصر مین مملوکون نے عثمانی گورنرون کو بیدست و پا کر دیا اور شام مین ایک گورنر نے علم استقلال بلند کیا۔ وہابیون نے جنکا آغاز سلطان محمود اول کے عہد مین ہوا تہا۔ اور سلطنت یورپین مشکلات کے سبب عرب کی طرف توجہ نہ کر سکے تہے اب اسقدر زور پکڑ لیا۔ کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کو بہی فتح کر لیا۔ اور اب شام پر چڑہائی کرنے کے ارادے کر رہے تہے ایسی حالت مین فرانس جسکی اتحاد

قتل کیا گیا اسپر مورخین کا افسوس درست نہین جسکو اپنے زمانہ کا زبردست بہادر کہا جاتا ہے۔ لیکن اسکی بہادری نے
قوم کو فائدہ دیا اسقدر بہادر مسلمان عرصہ تک محصور رہے اور دشمن کے حملون کو روکتے رہے مگر مدد نہ پہونچائی گئی۔
اور انکے سب ساتھی روسیون کی تیغ ظلم سے ہلاک ہو گئے۔

اب میر یوسف پاشا وزیر بنایا گیا جسنے روسیون سے جو دریائے ڈینوب گذر آئے تہے ۱۲۰۴ ہجری مین کئی مقابلے کیے جسمین
فریقین کے تخمیناً ۱۰ لاکہہ آدمی ہلاک ہوئے آخر انگلستان کے مشہور مدبر وزیر پٹ نے اپنی گورمنٹ کو صاف کہدیا
کہ انگلستان کی خارجی پالیسی ہمیشہ یہہ ہونی چاہیے کہ یورپ مین توازن طاقت قائم رکہنے کے لیے بشرط امکان روس
کی طاقت کو بڑہنے اور ٹرکی کی طاقت کو گہٹنے نہ دیا جائے۔

اسی خیال شاہ پرشیا کا تہا جو روس اور آسٹریا کی ترقی سے خوف زدہ تہا اسلیے ان دونون سلطنتون
نے ملکہ کیتہرائن کو صلح پر مجبور کیا۔ اور ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء بمقام جاسی عہدنامہ لکہا گیا اگرچہ روس کو بہت سا
علاقہ مفتوحہ چہوڑنا پڑا۔ مگر پہر بہی اسکی سرحد یورپ مین دریائے نیسٹر تک وسیع ہو گئی اور بوگ اور نیسٹر کا
درمیانی علاقہ روس نے غصب کر لیا۔ ایشیا مین تمام عیسائی صوبے تفلس جارجیا آرمینیا سلطنت عثمانیہ
کے قبضہ سے نکال کر آزاد کیے گئے۔

اور روس کے لیے آیندہ الحاق کرنے کو واسطے رستہ صاف کر دیا گیا۔ عہدنامہ جاسی ۱۷۹۱ء جسکے روسی ملکہ
کیتہرائن کی آرزو کو پورا نہونیکا انگلستان اور پرشیا دعوی کرتا ہے درست نہین مانا کہ روسیون کو ڈینوب کے
آر پار کی فتح حاصل ہو چکی تہین مگر اس سے آگے بڑہنا اور قسطنطنیہ کو خطرہ مین ڈالنا آسان نہ تہا۔ اسلامی جوش موجزن
ہو رہا تہا حسن پاشا وزیر اعظم کی قتل سے اس رنج و افسوس اور قومی جوش کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے جو فوج اور عام
مسلمانون مین پہیل گیا تہا۔ اس جوش کی موجودگی مین قسطنطنیہ کا فتح کرنا اور ایک خلیفہ المسلمین پر غالب آنا کوئی بچون
کا کہیل نہ تہا چالاک کیتہرائن ان مشکلات سے بخوبی واقف تہی۔ پس اس فاتحانہ جنگ سے جو فوائد ممکن تہے۔ وہ انگلستان
اور پرشیا کی مخالفت کے باوجود بہی اسکو حاصل ہو گئی۔ یورپ مین بہی وسیع علاقہ دبا لیا۔ اور ایشیا مین چند زرخیز
آباد مفید اور بہادر دنیکا ان صوبجات سلطنت عثمانیہ سے علیحدہ کر دیے اور آیندہ اپنا شکار گاہ بنا لیے۔ اور انگلستان
و پرشیا جو عہدنامہ جاسی کا ہماری احسان جتاتے ہین روسیون نصوصاً عیسائیون کی بہتری اور ترکون
کی کمزوری کا باعث ہوئے ان یورپین حامیون کی ثالثی اور ترکون سے دوستی محض اسلیے تہی کہ ترکون کو
جہانسہ دیکر عیسائیون کے مطالبات منوا دیا کرین اور اسطرح عثمانیہ سلطنت کی جڑ کاٹتے رہے اور اسکے بعد مین
بہی ان منافق دوستون کا یہی حال رہا مشہور شہر اڈیسہ بہی اسی وقت روسیون کے قبضہ مین دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الا اللہ لا ولد لہ لا شریک لہ فی ملکہ وبعد ذلک وانی عبد اللہ واحترم نبیہ والقرآن العظیم وانہم مسلمون مخلصون ان فقرات عربیہ سے صاف ظاہر ہے کہ نپولین نے ایک سچے مسلمان کی طرح توحید و نبوت اور قرآن مجید کا اقرار کر لیا۔ اپنی قوم کو مسلمان مخلص قرار دیا ہے ابن اللہ کے عقیدہ سے جو عیسائیت کی روح و روان ہے صاف انکار کیا گیا۔ پس عام مسلمانون کیلیے جو ایمان کے لیے اقرار باللسان کی شرط ضروری جانتے ہین اور ذات باریتعالی کو صاحب اولاد ماننے کے سبب عیسایون کو مشرک مانتے ہین نپولین نے ان ابتدائی فقرات مین اس شرط کو کسیقدر پورا کر دیا اس تصنع و تکلف سے غرض یہہ ہے کہ اہل اسلام کے مذہبی اور جہادی جوش سے پہلو بچایا جاوے وہ جانتا تہا کہ تمام یورپ کے سلاطین اسی مصر کے ایک حکمران سلطان صلاح الدین غازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مجاہدانہ محاربات سے کس ناکامی اور ذلت کے ساتہہ مایوس واپس کیے گئے تہے۔ اور انہین مصریون نے دوا جہاد دیگر لوئی شاہ فرانس کو قید کر لیا تہا۔ نپولین اس اسلامی جہاد کی پرجوش کیفیت سے واقف تہا پس اسکو مسلمان بننا پڑا۔ تاکہ عام مسلمان اسکو بہی مسلمان سلطان جان کر مذہبی لڑائی سے ہٹ جائین اور ملکی لڑائی مین نپولین کی ہر طرح کامیابی تہی۔

نپولین نے اپنے اس عقیدہ اسلامی کے ثبوت مین پوپ روم کی اس کرسی کے توڑنے پہوڑنے کا ذکر کیا جس کے ذریعہ وہ عیسایون کو مسلمانون کے برخلاف جنگی تحریک کیا کرتا تہا اور مالٹا کے ان نائٹون کی سزادہی کا بہی ذکر کیا جو مسلمانون کے سخت دشمن تہے اور اسلامی جہازات کو تاخت و تاراج کرتے رہتے تہے اگرچہ نپولین کی یہہ حرکات خاص فرانس کے پولیٹیکل اغراض کے حصول کے لیے تہین مگر چالاک نپولین نے دنیا سے بیخبر مسلمانون پر منت کرم داشتن کا مغالطہ کیا۔ وہ مسلمان بنکر مصر سے آگے بہی اسلامی خلافت کا دم بہرکر ہندوستان جسمین ابہی اسلامی شاہی کے نشان باقی تہے اور یورپ مسلمانون کو بہی ہندوستان کا سلطان جانتی تہی اور ایشیا مین فرانسیسی جال بچہانے کے لیے نپولین کو منافقانہ طور سے مسلمان بننا پڑا۔ اگر وہ واقعی مسلمان ہوتا تو اس کی خلافت اسلامی کی کامیابی مین کوئی بہی شک نہ تہا مسلمانون کو ایک بہادر فاتحہ کی نہایت ضرورت تہی جو مسلمانون مین مدت سے مفقود تہا۔ مگر نپولین کی یہہ ضمیر فروشی محض عوام مسلمانان مصر کو دہوکہ دینے اور مقابلہ سے ہٹانے کے لیے تہی جسمین وہ کسی قدر کامیاب ہوگیا اس اعلان مین جو تمام مسلمانون کے نام تہا نپولین نے مصر مین آنے کی وجہ سلطان سلیم کی امداد اور مفسد مملوکون کے اخراج سزادہی ظاہر کی اور لکہا کہ وہ سلطان اور مسلمانون کا دوست اور مصریون کو مملوکون کے ظلم سے نجات دینے اور سلطنت عثمانیہ کا شاہی اقتدار جمانے کے لیے آیا ہے۔ نپولین کی اسی اختراع کردہ تدبیر کے بعد مین انگریزون نے فائدہ اٹہایا۔ اور سلطان اور خدیو مصر کی امداد کے بہانہ سے عربی پاشا کی لڑائی کے لیے مصر مین داخل ہوگئے ہین۔

قدیمہ کے خیال سے سلطان سلیم دوم یورپ کے ساتھہ ملکر فرانس کی جمہوری سلطنت کے خلاف نہین ہوا تھا اور انگلستان اور پرشیا جو فرانسیسی مخالفت کے عوض مین روس سے صوبجات مفتوحہ دلانیکا وعدہ کرتے تھے سلطان نے قدیمی رفاقت فرانس کے خیال سے فرانس کے برخلاف ہتھیار نہین اٹھائے تھے اوس وقت احسان فراموش فرانس نے سلطنت عثمانیہ کے مشکلات پر غور کرکے فیصلہ کیا کہ سلطنت عثمانیہ استقدر کمزور ہوگئی ہے کہ اسکا سنبھالنا مشکل ہے اور ایک نہ ایک دن سلاطین یورپ و دیگر مخالفین اسکی تکا بوٹی کرینگے پس بے دوستون کی طرح فرانس نے سب سے پہلے خود ہی اس بیجا فعل کا ارتکاب کیا۔ اور مصر کو آسان شکار تصور کیا جہان سے باغی مملوک سلطانی اقتدار کو نقصان پہونچا چکے تھے۔ اور خود کسی بڑی سلطنت خصوصاً نپولین بونا پارٹ جیسے بہادر کی ٹکر کا صدمہ برداشت نکر سکتے تھے۔

فرانسیون کا مصر پر قبضہ

صلیبی جنگون کے زمانہ سے فرانسیسیون کے دانت مصر پر تھے اور کئی دفعہ ناکام حملہ کر چکے تھے فرانس کا مشہور بادشاہ لوئی جو یورپ مین لی سنٹ مشہور ہے کچھ حصہ مصر کا فتح کرچکا تھا مگر سلطان صالح ایوبی کے عہد مین بہادر مملوکون کے ہاتھ سے شکست فاش کھاکر قید ہوا۔ اب پھر وہ دیرینہ خیال تازہ کیا گیا۔ اور چونکہ ہندوستان مین انگلستان فرانس کے اقتدار کو کھو کر اپنا غالبانہ تسلط جما چکا تھا۔ اور مشرق مین اسکی دن بدن شاہانہ طاقت بڑھ رہی تھی۔ اسلیے نپولین نے ہندوستان کی فتوحات کا راستہ نکلنے یا اس خوف سے کہ کہین انگلستان مصر پر بھی قبضہ کرلے ناگہانی طور سے ۲ محرم ۱۲۱۳ھ کو فرانسیسی جہازات بندر سکندریہ مین داخل کر لیے۔ اہل سکندریہ جو لڑائی کے لیے ہرگز تیار نہ تھے کسیقدر لڑے لیکن امان لیکر ہٹ گئے اور سکندریہ پر فرانسیسیون کا قبضہ ہوگیا چالاک نپولین نے عام مسلمانون کو یہ دہوکہ دیا کہ مین سلطان کا دوست ہون اکثر مملوکون کو سزا دینے کے لیے آیا ہون۔ فرانسیسیون کے پہونچنے ہی پاشا نام عثمانیہ گورنر ابو بکر پاشا قسطنطنیہ چلا گیا۔ اور ملک سیاہ سفید دو مملوک سردارون ابراہیم بیگ و مراد بیگ کے ہاتھ رہا۔ جو مصری فوج لیکر جبر اسود تو نکلے اور فرانسیون کا اعلان وہان پہونچ گیا جس سے یورپین پالیسی جو وہ مشرقی باشندون سے برتتے رہے اور جس سے مسلمانون کو نادان یا اہل بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے رہے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

اعلان فرانس بنام مسلمانان مصر

اس اعلان کا آغاز اسلامی اصول اور عقائد کے مطابق حسب ذیل ہو گیا تھا۔

اب علما کی آنکھیں بہی کہلین لیکن بجائے اسکے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سچے مجاہدین کی طرح شمشیر بکف
مقابلہ اعدا کے لیے میدان مین نکلتے وہ صحیح بخاری او راسم لطیف کے اور وظائف پر ہی زور دیتے رہے حتی کہ فرانسیسون
کی آمد آمد کی خبرون گرم ہونے لگین لوگون کے دل ڈہل گئے دولت مند اپنے قیمتی اسباب ور اشیا کو چہپانے اور محفوظ
مقامات مین رکہنے لگے - پہر جامع ازہر مین امرا و علما کی کمیٹی ہوئی اور مورچہ بندی او مقابلہ کی تجویز پاس ہوئی مسلمانون
نے دل کہولکر چندے دیے او رسامان حرب مہیا کیے - بہادر مراد بیگ ہی مملوکون او ر فلاحین مصر اور عربون کو جمع کرکے
آملا - مگر مصری ایک برات سے زیادہ حقیقت نہ رکہتے تہے ان کم ہمت امرا کو اتنا ہی معلوم نہو سکا کہ دشمن کس رستہ
سے آرہا ہے - یہانتک کہ وہ سر پر پہونچ گیا اور ان براتیون کو بہونا شروع کیا -
مراد بیگ اور اسکے مملوکون نے ہرچند بہادرانہ حملے کیے مگر فرانسیسون کی مربع بندی کو نہ توڑ سکے اور نہ آتشباری سے
عہدہ برآ ہو سکے ہزارون جوان کٹوا کر واپس ہوے اور مصریون کا کیمپ جون کا تون لاکہون کی قیمت کا فرانسیسون کے ہاتہ
لگا - اس ہزیمت کے بعد مصری شہر کو واپس لوٹ آئے اور مال اسباب لیکر نہایت پریشانی اور ابتری سے بہاگنے لگے
جسکی تفصیل سے عقل قابو مین نہین رہتا جو لوگ مصر سے نکلے انکو عربون اور دیہاتیون نے لوٹ لیا - اور محتاج و مفلس
بنا دیا مصریون نے بذریعہ تاجران فرانس بونا پارٹ سے امان کی درخواست کی جس عقلمند او ر مدبر نے امان کے علاوہ مصر کی
عدالتہائے دیوانی اور فوجداری کا اختیار بہی علماء مصر کے حوالہ کر دیا صرف وصول محاصل کا انتظام فرانسیسون کے ہاتہ رہا
دس اکس مشائخ مصر کی ایک کمیٹی دیوان مقرر کی گئی اور تمام مقدمات کا انفصال حسب شرع محمدی بدستور سابق ہونے
لگا ہر ایک فرانسیسی دگنا دگنا مول دیکر مصریون سے چیزین خریدنے لگا جس سے مصری مطمئن و فارغ البال ہو کر فرانسیسون
سے ملجل گئے اور جابر مملوکون کی نسبت وہ فرانسیسون کی حکومت سے زیادہ خوش ہو گئے بونا پارٹ نے صرف مصریون
کو حکومت مین ہی حصہ دیا بلکہ انکی مذہبی رسوم کو بہی مثل مسلمانون کے ادا کرنے لگا اور اپنے آپ کو ایک مسلمان یا کم سے
کم ایک بے تعصب عیسائی موحد ظاہر کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - عمامہ وغیرہ اسلامی لباس پہن لیا
اور مجالس مولود نبوی علیہ السلام میں خود حاضر ہو کر نہایت خشوع و خضوع اور عزت و احترام سے بیٹہنے لگا - اسی
طرح دیگر ملکی تہوارون مین شامل ہو کر مغائرت کو دور کرنے لگا جسکا نتیجہ یہہ ہوا - کہ مصری تمام کدورتون اور
نفرتون کو بہول گئے اور مصر مین کوئی خدشہ نرہا جو چال نپولین چلا تہا کبہی کسی فاتح کو نہین سوجہی گو اسکو
منافقانہ طور خیال کیا جائے لیکن بظاہر عطائے اختیارات حکومت در سیف گورنمنٹ) اور مذہبی آزادی مسلمانون
کا طریق معاشرت اختیار کرنے سے بونا پارٹ فیاض فاتح - آزاد مشرب وسیع خیال غیر قومون پر حکومت
کرنیکے لائق ثابت ہوتا ہے اگر سلطان سلیم انگریزون اور روسیون کے ساتہہ ملتا اور بونا پارٹ پر اسکو اعتماد ہوتا
یا بونا پارٹ ہی سلطان کی کسیطرح تسلی کرسکتا - تو بونا پارٹ ضرور اپنے ارادہ تسخیر ہندوستان مین کامیاب ہوجاتا

نپولین نے اعلان مذکور مین مملوکون کے ظلم و سفاکی۔ جہالت و سفاہت مصر کی بربادی و تباہی خلیفۃ المسلمین سلطان
سے سرکشی و بغاوت کو لون مرچ لگاکر زیادہ زور سے ظاہر کیا اور مشائخ علما و قضات کو جو مذہبی جنگ کے محرک خیال کیے جاسکتے تھے
انکو خاص طور سے مخاطب کرکے لکھا کہ وہ تمام مسلمانون کو سمجھا دین کہ فرانسیسی پکے مسلمان اور سلطان سلیم دام ملکہ کے خیر
خواہ حقیقی ہین وہ سلطان کے دشمن مملوک باغیون کو مصر سے نکالنے اور سلطنت عثمانیہ کا سکہ بٹھانے کیلیے آئے
ہین پس جو لوگ ہمارے ساتھہ متفق ہونگے اور اغراض مذکورہ کے حصول مین امداد دینگے انکو انعام واکرام دیا جائیگا
مناصب بڑھائے جائینگے۔ معافیات اور جاگیرین عطا ہونگی اور جو لوگ مملوکون سے علیحدگی اختیار کرکے اپنے گہرون مین
مقیم رہینگے اور لڑائی مین حصہ نہ لین گے انکو بھی کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائیگا لیکن جو لوگ مملوکون کا ساتھہ دینگے انکا نام
ونشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائیگا۔ انکا مال و اسباب لوٹ لیا جائیگا۔ زن و بچہ قید کیے جائینگے انکے گاؤن جلائے
جائینگے لیکن جو قصبہ شہر گاؤن اطاعت اختیار کرینگے۔ انپر عثمانی علم نصب کیا جائیگا۔ اور یہی پالیسی تہی جو انگریزون نے
ہندوستان کے شاہان مغلیہ کا کچھہ عرصہ تک برائے نام علم مغلیہ نصب کرکے ہندوستانیون کو بدگمانی پیدا ہونیکا موقعہ نہ دیا تھا
اعلان مین مذہبی آزادی اور حرمت مساجد وغیرہ مکانات مذہبی کا بھی وعدہ کیا گیا اور اعلان کے اخیر مین یہ عبارت درج تہی
"المصریون بالجمعہم ینبغی ان یشکروا اللہ تعالی علی انقضاء دولۃ الممالیک قائلین بصوت عال ادام اللہ
اجلال سلطان العثمانی ادام اللہ اجلال العسکر الفرنساوی لعن اللہ الممالیک واصلح حال الامۃ
المصریۃ" مضمون اعلان سے ظاہر ہے کہ نپولین نے ان تمام عقائد سے انکار کیا کہ جس سے مسلمان فرانسیسیون
کو دیگر عیسائیون کی طرح کافر جانتے تھے توحید کے اعلان نبی کریم۔ اور قرآن عظیم کے اقرار کو قبول کیا اور ساتھہ ہی
عثمانیہ سلطنت کی خیرخواہی اور مخالفین سلطان یعنی مملوکون کے اخراج اور رفع فساد کا ادعا کیا اور بعد ایسا ہونا تھا
کہ جسکے اثر نے واقعی عام اہل سلام اور علما کو مملوکون کی امداد سے الگ کر دیا عثمانی سلطان کے دوستون فرانسیسیون
سے لڑنا جو خاص سلطان کی مدد کیلیے آئے ہون خود خلیفۃ المسلمین سے لڑنا تھا جنکی مذہب ہرگز اجازت نہین دیتا اسی
غلطی اور دہوکہ مین آکر مملوکون کو صرف مصری فوج کی دل برداشتہ گروہ کے ساتھہ حمانیہ کے قریب فرانسیسیون کا مقابلہ
کرنا پڑا مملوکون کے پاس نہ جدید ہتہیار تھے اور نہ قواعددان فوج تہی نہ مذہبی جوش جس سے ہمیشہ مصری عیسائیون کو زک دیتے
رہتے سہے تھے وہ بہی عیار نپولین نے کہو دیا تھا۔ مقابلہ ہوتے ہی فرانسیسی توپخانہ نے مصری ہراول کو بہون ڈالا
جو شکست پاکر جیزہ پہونچ گئے اور پرشتقیل مین دو فوجون کا مقابلہ ہوا۔ مملوک شاہ مراد اول نے جنہون نے اپنی
تلوار کا امتحان بارہا فرانسیسیون سے کیا تہا ترکون کی گردنون پر کیا ہوا تہا بڑہ کر حملے کیے۔ لیکن افسوس فرانسیسی
توپخانہ کے سامنے ان بہادرون کی شہادت کے سوا اور کوئی فائدہ نہ نکلا! مسلمانون کو شکست فاش ہوئی
مراد بیگ صعید کو اور ابراہیم بیگ صحرائی شرقی تمام کو بہاگ گیا۔ اور مراد بیگ کا بیڑہ جہاز تمدنی فرانسیسی بیڑہ نے جلادیا۔

عثمانیہ سے بخوبی مدد ملسکتی تہی اور عثمانیہ بیڑہ بہی اسکا ہاتہہ بٹا سکتا تہا خشکی کی لڑائی کے لیے تمام دنیا عاصی فرانسیسیون
کے برخلاف سلطان سلیم کا ساتہہ دیگی ہندوستان تک پہونچنے سے پہلے ہی بونا پارٹ اپنی غلطی کا خمیازہ اٹہائیگا
اور انگریزون کی قواعدان فوج خواہ قلیل ہی کیون نہ ہو مسلمانون خصوصاً ترکون کے ساتہہ ملکر خوب کام کر سکتی ہے
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بہادر نلسن جو بونا پارٹ کے پیچہے لگایا گیا تہا۔ مالٹا۔ نیپلز کا رخ ہوتا ہوا۔ اور سراغ لگاتا ہوا
اسکندریہ پہونچ گیا۔ مگر بونا پارٹ نلسن کے پہونچنے سے پہلے ہی اپنی فوج خشکی پر اتار چکا اور اسکندریہ کو فتح کر چکا تہا آخر نلسن کا فرانسیسی
بیڑہ سے مقابلہ جزیرہ ابو قیر کے قریب ہوا۔ جو اسکندریہ سے تہوڑی دور سمندر مین واقع تہا۔ انگریزی
بیڑہ کو کامل فتح ہوئی اور فرانسیسی بیڑا معہ اسکے امیر البحر کے تباہ ہو گیا۔ صرف پانچ جہاز جنکے نامرد کمانڈر نے لڑائی
مین حصہ نہین لیا تہا۔ سلامت بچ کر مالٹا پہونچ گئے اور اس بیڑہ کی تباہی سے بونا پارٹ جو ایشیا مین سکندر
و تیمور کی طرح فتح کا ڈنکا بجانا چاہتا تہا مصر کے سرزمین مین زندہ درگور ہو گیا۔ نہ وہ ہندوستان پہونچ سکتا تہا
نہ فرانس واپس جا سکتا تہا۔ گو مصر مین اُس نے مدبرانہ قابلیت سے انتظام کا سکہ بٹہا لیا تہا۔ لیکن مصر کی جنوب اور مغرب مین
غیر آباد سوڈان اور صحرای اعظم تہے شمال مین انگریزی اور عثمانی بیڑے ناکہ بندی کیے ہوئے تہے مشرق مین عرب
تہا جہان اُسوقت ایک گرم جوش اور جان فروش فرقہ وہابیہ عثمانیون کی جگہ اپنا اقتدار جما چکا تہا جسکے ساتہہ بونا
پارٹ کا کوئی دہوکہ نہ چل سکتا تہا اور نہ وہ بزدل مصریون کی طرح فرانسیسیون کو مسلمان سمجہہ سکتے تہے۔ اور اگر
فرانسیسی سرزمین عرب مین قدم دہرتے تو مقامی مشکلات کے علاوہ عام اسلامی مخالفت کا شکار ہو جاتے پس بونا
پارٹ سخت تذبذب مین مبتلا ہو گیا سلطنت عثمانیہ کا لشکر شام جو مہم مصر کے لیے تیار ہو رہا تہا آخر اُسکی جانب
مقابلہ کو تیار ہو گیا اسکا خیال تہا کہ مصر کے علاوہ شام پر قبضہ ہو جاویگا۔ اور پہر وہ سلطان پر دباؤ ڈال کر یا
کسی اور طرح سے مفید سمجہوتہ کر کے ہندوستان فتح کرنے کے قابل ہو سکے گا۔ یا شام خصوصاً قدس کی تسخیر سے وہ
نیکنامی حاصل کر سکیگا جسکی آرزو مین یورپ کی تمام جلیل القدر شاہان مرتے رہے ہین اور مجموعی طاقت سے زور لگا کر
بجز یاس و حسرت اور کچہہ فائدہ نہ اٹہا سکے تہے۔ غرضیکہ بہادر نپولین شام کو بڑہا۔ اور یافہ کے چار ہزار بہادر ترکی
فوج کو جسنے بپاس ناموس سلطانی بونا پارٹ کا سخت مقابلہ کیا تہا۔ فتح کے بعد اس ذلیل دلیل پر کہ اسکے پاس
حفاظت کے لیے کافی فوج نہین ہے۔ نہایت سفاکی سے گولیون کی باڑ مار مار کر قتل کیا جو گولی سے بچا وہ سنگین
سے ہلاک کیا گیا۔ یہہ ہے فرانسیسی تہذیب جسکا عوض خدا نے بذریعہ طاعون لیا۔ اور ہزارون فرانسیسی کتے کی
موت مرتے رہے۔ بونا پارٹ یافہ کے بعد عکہ کو روانہ ہوا جسکو احمد پاشا جزائر نے خوب مستحکم کر رکہا تہا گو اُسکا
مخالف نپولین تہا مگر جس لیاقت اور شجاعت سے اُس نے عکہ کو بچایا بلکہ باہر نکل کر دہاوے کرتا رہا اس سے ثابت
ہو گیا کہ جزائر پاشا بہی جنگی لیاقت مین نپولین سے کم نہ تہا فرانسیسی توپون نے کئی بار فصیل قلعہ مین شگاف

ہندوستان مین فرانسیسی بہت کچھہ دخل پانے کے بعد انگریزون سے زکین اٹھا چکے تھے لیکن ابتک کہی بعقد دیسی ریاستین انگریزون کے برخلاف تہے اور فرانسیسی کئی ایک ریاستون مین ملازم و اتالیق فوج کی حیثیت سے فرانسیسی جال پہیلا رہے تہے انگریزی ہندوستانی طریق تمدن سے نفور اور دیکھنے مین مغرور اور بونا پارٹ اور اسکے ساتھی فرانسیسی ہندوستانی قالب مین ڈہل جانیوالے اور سیلف گورنمنٹ کو نہایت فراخ دلی سے دینے والے تہے پس اگر بونا پارٹ مصر کے تصرف سے ترکون سے بگاڑ نہ کرتا اور کسی طرح ہندوستان پہونچ جاتا تو فرانسیسیون کی کامیابی مین شک تہا اگر اس سے غلطی ہوئی اور اس نے یہ خیال نہ کیا کہ جبکہ وہ آسٹریا روس انگلستان جیسی سلطنتون سے بگاڑ رکہتا ہی اور سلطان سلیم کو اسوقت مشکلات مین مبتلا تہا مگر دیگر سلاطین یورپ کی مخالفت کے موقعہ پر سلطان اسکو کس قدر تکلیف ہو سکتا ہے اور خلیفۃ المسلمین کے اعلان جنگ کے مقابلہ مین بونا پارٹ کا تصنع اور تکلف اور ادعائے اسلام کیا کام آسکتا ہے اور سلطانی جنگ کی حالت مین انگلستان جسکے کچلنے کے لیے وہ یہہ تمام تدبیرین سوچ رہا ہے وہ اسکو کیا بچا سکتا ہے۔

ترکی اور انگلستان و روس مین اتحاد

دول یورپ خصوصاً انگلستان مدت سے سلطان پر زور دیرہا تہا۔ کہ فرانس کے برخلاف کارروائی کرے مگر قدیمی رفاقت کے خیال سے سلطان علیحدہ رہا۔ اب جو بونا پارٹ نے مصر پر قبضہ کر لیا اس لیے سلطان بہی انگلستان اور روس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ضرورت نے روس اور ترکی جیسے دو دشمنون کو بہی متحد کر دیا۔ روسی بیڑہ جہازات کا عثمانیہ بیڑے نے نہایت شان و شوکت سے استقبال کیا۔ اور روسی و ترکی بیڑون نے ملکر جزائر یونین پر حملہ کیا جو اسوقت فرانسیسیون کے قبضہ مین تہا۔ اور کارفو وغیرہ جزائر کو فتح کر کے ایک جمہوری ریاست ماتحت سلطنت عثمانیہ قائم کی گئی جسقدر فرانسیسی سوداگرون کی تجارتی کوٹہیان سلطنت عثمانیہ اور ملک روس مین تہین لٹ گئین بحیرۂ روم اور شام وغیرہ کی وسیع تجارت جو صدیون سے فرانسیسیون کے ہاتہہ مین تہی سب برباد ہو گئی آسٹریا اور روس کی متفقہ فوجون نے اٹلی مین فرانسیسیون پر آفت برپا کر دی انگلستان نے جسکو بونا پارٹ کے قبضہ مصر سے زیادہ خطرات کا سامنا تہا ادہر تو سلطان سلیم کو جنگی کارروائی پر آمادہ کیا جسنے شام اور رہوڈس مین مقابلہ بونا پارٹ کیلیے جنگی تیاریان شروع کردین۔ شام کی فوج کی کمان جزائر پاشا گورنر عکہ کو دی گئی۔ اور رہوڈس کی فوج مصطفے پاشا کی ماتحت کی گئی بحری جنگ کا بیڑہ انگلستان نے اٹہایا جو بہادر اور فخر انگلستان امیر البحر نلسن اور سرسڈنی ہمتہ کی ماتحت تہا۔

نلسن اولوالعزم شجاع اور بحری محاربات مین فرانسیسی امیر البحر سے زیادہ ہوشیار تہا انگریزون کو یقین تہا کہ بحری لڑائی مین نلسن فرانسیسی بیڑے کو شکست دے سکے گا۔ جبکہ اسکو بحیرۂ روم اور شام مین ملحقہ علاقہ

دول یورپ کی مخالفانہ چالون کو تار عنکبوت کی طرح توڑ دیا واقعی وہ انگریزی بیڑہ کی موجودگی بحیرۂ روم کے سبب عثمانیہ
سلطنت کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا جبکہ عثمانی اور روسی بیڑے نے فرانسیسی بیڑے کو بحیرۂ یڈریہ تک کی مشرقی
ساحل پر غارت کر دیا اور جزائر آیونین اور بحیرۂ مذکور مشرقی ساحل کے اضلاع وقصبات ترکی کے قبضہ مین آچکے تھے یہ علاقہ
فرانس کو ۱۷۹۷ء مین ریاست وینس کے معدوم کرنے سے ملا تھا جنکو نیک نیت اسٹریا اور فرانس نے ملکر نابود کیا
تھا روس نے اسکے عوض مین جارجیا واقع ایشیا سلطان کی رضامندی سے اپنی سلطنت مین داخل کر لیا جو ابتک روس
کے قبضہ مین چلا آتا ہے۔ مگر جزائر آیونین دو سال بعد ہی اس عذر پر کہ وہان کی عیسائی رعایا سلطانی حکومت قبول
نہین کرتی روس کے قبضہ مین چلے گئے۔ اور ۵ سال بعد پھر نپولین نے روس کو شکست دیکر واپس لے لیے اور پھر انگریزی
سرپرستی مین آگئے۔

فرانسیسیون کا مصر کو خالی کرنا

نپولین تو مشکلات صدرے گھبرا کر اوائل اگست ۱۷۹۹ء کو انگریزی بیڑے سے چھپتا ہوا فرانس پہنچ گیا۔ اور مصر مین
جنرل کلیبر معہ ۲۵ ہزار فوج رہ گیا۔ ترکون نے خونخوار معرکہ کے بعد العریش کو فرانسیسیون سے چھین لیا۔ اور انگریزون
نے بحیرۂ روم کے تمام ناکے بند کر لیے اور مصر مین طاعون بھی پھوٹ پڑی جسمین مراد بیگ جو اب فرانسیسیون کے زیر
سوخ آچکا اور انکی طرف سے ہی صعید کا حاکم تھا مر گیا۔ کلیبر کی فوج کو بھی طاعون سے نقصان پہنچا۔ اور انہین بوجہ ضعف
کو وجہ درخواست صلح قرار دیتے ہین۔ جو جنرل کلیبر نے انگریزی امیرالبحر سے کی اور دسمبر ۱۷۹۹ء کو عہدنامہ پر دستخط
کیے گئے شرائط یہہ تہین۔ (۱) سلطنت عثمانیہ نے جسقدر علاقہ فرانس کا فتح کیا ہے فرانس کو واپس
دیا جاوے یہہ علاقہ جزائر آیونین وغیرہ تھا۔

(۲) ترکی اور فرانس مین بدستور سابق سفارتی تعلقات قائم ہو جاوین۔

(۳) تین ماہ تک لڑائی بند ہے تاکہ اس عرصہ مین فرانسیسی مصر کو خالی کر سکین۔

مگر انگریزی وزارت نے جو فرانسیسی فوج کی کمزوری سے بخوبی واقف تھے اور ہندوستان کی فتح کرنیوالی اس فوج
کو بخوبی ذلیل کرنا چاہتے تھے صلح کو منظور نہ کیا۔ اور کہدیا کہ جبتک فرانسیسی فوج مصر بطور اسیران جنگ اپنے آپ کو حوالہ
نکرے صلح نہین ہوسکتی جسپر غیور کلیبر بھی بگڑ گیا۔ مگر یہہ شکلی شیخی چند روزہ تھی جو لوگ مصر کی فرانسیسی فوج کی حالت ضعیف
خیال کرتے ہین وہ غلطی پر ہین۔ نپولین کے بعد ۸ ماہ ہی گزرنے نہ پائے تھے کہ جنرل کلیبر جو نپولین کا دست راست
اور بہادر منتظم شمار ہوتا ہے ایک العریش کی فتح ہونے اور سلطنت عثمانیہ کی سر توڑ جنگی تیاری کی خبر سنکر ہی
مدہوش ہونے پر نافہمی ہو گیا جسکے قبضہ کو اسکا آقا نپولین فتح ہندوستان کے لیے ضروری جانتا تھا پس اگر نپولیو

گیا اور فرسکاف سے گذرنے کے لیے عام پر جوش حملہ کیا گیا مگر بہادر ترکون نے گو ہزارون جوان کٹوا دیے لیکن فرسکاف
سے آگے ایک قدم نہ بڑھنے دیا اور ہر حملہ مین فرانسیسیون کو نقصان کثیر اٹھا کر پسپا ہونا پڑا ایسے حملے فرانسیسیون نے ۸ اور ترکون
نے ۲ کیے تھے جس سے محصورین کی ہمت استقلال زیادہ ثابت ہوتا ہے نپولین دو ماہ تک اسی طرح بے سود حملے کرتا
رہا۔ آخر ناکام ہو کر محاصرہ اُٹھا لیا۔ وجہ ناکامی جدید تربیت یافتہ فوج کا قسطنطنیہ سے آنا اور نپولین کو کسی طرف سے مدد کا
نہ پہنچنا اور مصر کو مصطفے پاشا کے حملے سے بچانا بیان کیا جاتا ہے لیکن اگر یہہ باعث درست بھی ہون تو بھی اس سے یہہ
نتیجہ نکلتا ہے کہ نپولین ہرگز فتح شام کے قابل نہ تھا۔ اُس نے روانگی مصر کے وقت جو خیالی پلاؤ پکائے تھے وہ ایک مآل
اندیش تجربہ کار جرنیل کے شان سے بعید تھے مانا کہ اسکی فوج نہایت بہادر قواعد دان تھی لیکن ترکون کو حلوائے بے دود
سمجھنا جسکا خمیازہ اُسکو عکہ کے معرکہ مین بھگتنا پڑا مصطفے پاشا پر اسکو مصر پہونچکر کامل فتح ہوئی مگر اُس فتح سے اُسکو
کچھ فائدہ نہوا سلطان سلیم نے اور تازہ کثیر فوج تخلیہ مصر کے لیے روانہ کی اور انگریزی فوج بھی ساتھہ شامل ہوگئی
انگریزی بیڑہ نے بحیرہ روم کا راستہ بند کر رکھا تھا۔ کوئی فرانسیسی جہاز مصر تک نہ پہونچ سکتا تھا۔ اور نہ نپولین
کو فرانس کی کوئی خبر پہونچ سکتی تھی۔ روس آسٹریا۔ فرانسیسی فوج کو ملک اٹلی مین زک دے رہے تھے اسکا اسکو مطلق علم
نہ تھا جب سر سڈنی سمتھ انگریزی امیر البحر نے سال بھر کی اخبارون کا فائل نپولین کے پاس اسکو اندوہناک کرنیکے لیے
بھیجدیا تو نپولین کو فرانس کے مشکلات علم ہو گیا۔ اُس نے یقین کر لیا کہ ہندوستان کی آرزو تو پوری ہوتی نہین اور
ترکی فوجین اور انگریزی جہاز مصر سے باہر سر ہی نہین نکلنے دیتے اور موجودہ فوج خواہ کسقدر بہادر ہو مگر ایک اسلامی
ملک مین ایک اسلامی سُلطان سے جسکے ٹڈی دل فوجین لگاتار آ رہی ہین کبتک اس فوج کے ساتھہ لڑ سکیگا جبکہ
فرانس سے ایک جہاز تک پہونچنا مشکل ہے ایسی حالت مین اُس نے مصر سے واپس چلنے کی تجویز کی کچھہ تو انگریزون کے خوف سے
اسکے بیدل فوج کے بگڑنے کے خیال سے جنرل کلیبر کو مصر مین نائب مقرر کر کے اور ہدایات کی طویل یادداشت دیکر ۲۲ اگست
۱۷۹۹ء کو خفیہ طور سے رات کے وقت جہاز پر سوار ہو گیا۔ اور محض خوش قسمتی سے انگریزی جہازون سے بچ کر فرانس
پہونچگیا۔ جہان پہنچتے ہی اس بہادر نے لڑائی کا نقشہ بدل دیا۔ اور اپنی فتوحات کثیرہ کے سبب امپراطور نپولین بوناپارٹ
بن گیا۔

نپولین کے تخلیہ واپسی مصر پر انگریز اور فرانسیسی مورخ مختلف رائین رکھتے ہین انگریز تو نپولین کو بزدل اور بیوفا کہتے ہین
اور فرانسیسی ایک محتاط اور خیرخواہ ملک بتاتے ہین۔ لیکن بات یہہ ہے کہ اگر نپولین مصر مین اور قیام رکھتا تو اس کا حشر بھی
وہی ہوتا جو اس کے بعد نائب جنرل کلیبر کا ہوا۔ اور آخر اسکو بھی انگریزون سے درخواست صلح کرنی پڑتی اور جو ذلت
اُسکو کئی سال بعد معرکہ واٹرلو مین اُٹھانی پڑی وہ ابھی ترکون اور انگریزون سے برداشت کرنی پڑتی۔ نپولین نے
نہایت دوراندیشی کو اختیار کیا خود بھی زبردست مخالفون سے صاف بچ کر نکل گیا اور فرانس کو بھی جا کر بچا لیا اور تمام

لیکر عادلیہ تک پہونچ گیا تہا۔ اور انگریزون نے دمیاط اور رشید کو فتح کر لیا۔ مصری جو پہلے سمجھے بیٹھے تہے اور فرانسیسی دعوون کو جو سلطان سلیم کی دوستی اور امداد کی نسبت کیے جاتے تہے غلط اور دروغ جان چکے تہے فرانسیسون سے بیزار ہوگئے جنرل کلیبر کے قتل ہونے پر جنرل مینو فرانسیسی جو درحقیقت مسلمان ہوچکا ہوا تہا۔ فرانسیسی فوج کا کمانڈر تہا اس نے ہر چند اپنے مسلمان ہونیکا کچہ اثر ڈالا۔ لیکن علماء عظام خلیفۃ المسلمین کے مقابلہ پر فوج کفار کو جنکا جنرل گو مسلمان تہا ہرگز مدد نہین دے سکتے تہے اس لیے فرانسیسون نے لوٹ مار قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا ۱۴ معتدد عالم قتل کیے گئے اور ایک رات دن جامع ازہر فرانسیسون کے گہوڑون کا اصطبل رہا۔ اور کئی قسم کے افعال شنیع فرانسیسون سے سرزد ہوئے اور تمام عادلانہ دعوی جو ابتدا مین کیے گئے تہے گاؤ خورد ہوگئے۔ اور قاہرہ کے قلعہ کو خوب مضبوط کیا گیا۔ اور جنگی سامان سے بہر دیا۔ اور تمام مصر کی فوجون کو قاہرہ مین جمع کر لیا۔ مگر اب وزیر یوسف پاشا مغربی جانب سے انبابہ تک پہونچ گیا تہا اور فتح پا چکا تہا دوسری طرف سے انگریزی فوج فتح کا نشان اڑاتی آرہی تہی۔ اس لیے فرانسیسون نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی اور مصر کو ماہ صفر ۱۲۱۶ہجری مین دولت عثمانیہ کے حوالہ کر کے چلے گئے۔ اور یوسف پاشا ۲۹ ماہ صفر ۱۲۱۹ ہجری کو داخل قاہرہ ہوا۔ فرانسیسی تسلط تین سال ایک ماہ رہا جس مین سے خود نپولین سات ماہ مصر رہا۔ اور پہر عکہ کو چلا گیا۔ اور وہان سے فرانس پہونچا۔ اور اٹلی آسٹریا۔ پرشیا۔ روس۔ سب کو شکست دیکر شاہنشاہ فرانس بن گیا۔ مگر واٹرلو کے میدان مین دول یورپ کے متفقہ فوجون نے ہرا دیا اور فخر انگلستان بہادر ونگٹن ۱۸۱۵ء برطانیہ نے قید کر کے جزائر آنبا مین بہیجدیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نپولین کے حملہ مصر کے نتائج

اس لڑائی سے فرانس اور ترکی کو تو سخت نقصان البتہ انگلستان ہوا اور روس کو عظیم الشان فائدہ ہوا فرانس کا اقتدار مشرق مین معدوم ہوگیا۔ اور اسکو جو کبہی ہندستان سے انگریزون کے نکالنے کی توقع تہی وہ ہمیشہ کے لیے جاتی رہی بخلاف اسکے انگلستان اسی تاریخ سے شاہنشاہ ہندوستان بنگیا چنانچہ ۱۸۰۲ء مین فرانسیسی مصر سے نکلے اور انگریزون نے ۱۸۰۳ء مین ہندوستان کے دارالسلطنۃ دہلی پر قبضہ کر لیا۔ اور شاہان مغل کے جانشین بن گئے۔ اور اسی لڑائی ۱۸۰۰ء مین مالٹا جیسا ضروری اور اہم جزیرہ انگریزون کو فرانسیسون سے مل گیا جب سے بحیرۂ روم پر بہی انگریزی رعب جم گیا۔ اور بحیرہ روم اور شام مین اور مقبوضات کے حصول کا لالچ پیدا ہوا۔ جو بعد مین وقتاً فوقتاً پورا کیا گیا۔ نپولین نے مصر کے لیے انگریزون کی آنکھین کہولدین کہ ہندوستان پر تب ہی تسلط رہ سکتا ہے کہ مصر پر قبضہ کیا جائے اور اس تاریخ سے مدبران انگلستان مصر کے لیے ہاتہ پاؤن مارنے لگے جو آخر کامیاب ہوگئے

خود بہی ہوتا تو اسکو بہی اب یا کچہہ عرصہ بعد درخواست صلح ہی کرنی پڑتی اور جس ذلت سے بچنے کے لیے ہوکیس مصر سے پوشیدہ طور پر
واپس چلا گیا تہا وہ خود نپولین کو جنگ واٹرلو سے پہلے ہی برداشت کرنی پڑتی صلح کے نامنظور ہونے پر جنرل کلیبر نے
جنگی تیاری شروع کی اور مصریوں کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ وہ بدستور جادہ اطاعت پر قائم رہیں جو انحراف کریگا
اسکا گہر بار جلا یا جائیگا۔ اور مال و اسباب لٹ جائیگا۔ زن و بچہ قید کیے جائیں گے۔ مطیع فرمان لوگوں کو عزت دیجائیگی
اپنی زبردست طاقت اور مخالف کی کمزوری کو نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ اور انگریزوں کی نسبت یہہ گندہ الفاظ استعمال
کیے۔

وہؤلا تقلزنا من خوادج حرایة وضاعتہم القاء العداوة والفتن والعثلو مغزہم فان الفرنساویہ
كانت من الاحباب الخلص للعثملی فلم یزالو حتی اوقعوا نسبة بینہم العداوة والشر وروان
بلادہم ضیقة وجزیرتہم صغیرة ولو كان نبیہ وبین الفرنساویہ طریق مسلوكة من البر لانمحی اثرہم
والمحی ذكرہم من زمان بلا یل دتا ماوفی شأنہم وای شی خرج من ایدیہم فان لہم ثلاثة اشہر من
حین طلوعہم الی البر والی الآن لم یصلوا الینا والفرنسیس عند قدومہم وصلوا فی ثمانیة عشر
یوم فلو كان فیہم ہمة او شجاعة لوصلوا مثل وصولنا وغیرہ اس اشتہار میں فرانسیسیوں نے جسقدر تعلی کی
ہے اسکی تکذیب چند دنوں بعد ہی خود ہوگئی انگریزوں کو فرقہ خارجی اور حرامی کہنا فرانسیسی چہچہورا پن ہے جس
صفت میں یہہ قوم مشہور ہے فتنہ پردازی اور عداوت پیدا کرنی تمام یورپ کا خاصہ ہے خود فرانسیسی انگریزوں سے
کم نہیں عثمانی ضرور سوقت انگریزوں کی بات مانتے تہے لیکن اسوقت جبکہ نیک نیت فرانسیسیوں نے دوستی اور
رفاقت قدیمہ کے ہوتے دشمنوں سے پہلے سلطنت عثمانیہ کے اجزا نوچنے شروع کر دیے اور چپکے چپکے ہی مصر پر
قبضہ کر لیا اپنی فوقیت اور انگریزوں کی کمزوری اور جزائر برطانیہ کی کم وسعتی کو جتایا اور خشکی کا رستہ فرانس اور
انگلستان کے درمیان نہ ہونیکو فرانسیسیوں کے ہاتہہ سے انگریزوں کے بچنے کا سبب بتایا۔ مگر مصر کی بری لڑائی میں
یہہ فرعونی خیال غلط ثابت ہوگیا اور جسقدر اس اشتہار میں جہوٹے دعوے کیے گئے تہے وہ مغرور فرانسیسیوں
کی ذلت کا باعث ہوئے۔

سلطان نے ماہ شوال ۱۲۱۵ھ میں فوج جرار مصر کو روانہ کی خشکی کی فوج یوسف پاشا کی ماتحت تہی اور بحری فوج
انگریزی میر البحر کے ساتہہ تہی انگریزوں نے ۱۳ ذی قعدہ کو اسکندریہ کے قریب فرانسیسیوں کو شکست دی جسمیں
فرانسیسی نقصان کثیر اٹہا کر اسکندریہ میں چلے گئے دوسری لڑائی میں پندرہ ہزار فرانسیسی مارے گئے اور قلعہ بند ہوگئے۔ انگریزوں
اور ترکوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور تمام رستہ بند کر دیے سمندر کا پانی چہوڑ کر اسکندریہ کے نواح کو ایک دلدل بنا دیا۔ اور
فرانسیسیوں کو زندہ درگور کر کے ہر ایک طرف سے مایوس کر دیا۔ اب چونکہ وزیر یوسف پاشا بہی چالیس ہزار کی فوج

کچھ زیادتی کرین تو روسی سفیر کے مطالبہ پر اسکو فوراً دور کیا جائے چونکہ سلطان کی عام عیسائی رعایا اکثر کلیسا یونانی مذہب رکھتی تھی اس سے سلطان مشتبہ ہو گیا سلطان ہوفت توقع الوقتی کرتا رہا اور موقع کے انتظار مین رہا کہ اتنے مین نپولین نے اسٹریا پر فتوحات حاصل کرین اور ایسے صوبون پر قبضہ کر لیا جنکی حد سلطانی حدود سے ملتی تہین اور سلطان سلیم کو سابق سے زیادہ روسیون کے برخلاف اعلان جنگ کرنے کے لیے اوکسایا سلطان نے جو روس کی دوستی سے بیزار ہو رہا تھا جنگی تیاریان شروع کر دین جکو روس اچھی نگاہ سے دیکھہ سکا اور عیسائی گورنرون اور رعایا کو سلطان کے برخلاف بہڑکاتا اور ہتہیارون اور روپیہ سے مدد دینی شروع کی۔ سلطان نے نپولین کی درخواست اتحاد کی طرف زیادہ توجہ کی جسنے روس و انگلستان کے ساتھ صلح کرتے وقت یہہ شرط مقدم رکھی تہی کہ سلطنت عثمانیہ کی آزادی اور بحالی اسکی پالیسی کا مقدم اصول ہے فرانس کا مدبر سفیر سباسٹیانی نے سلطان سلیم کے دل پر فرانس کی دوستی کا نقشہ جما دیا۔ روس نے بلا اعلان جنگ سلطانی صوبہ ولیشیا اور مالڈیویا پر قبضہ کر لیا اور انگریزون نے ترکون کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر آبنائی ڈاردنیلز مین داخل ہو کر عثمانیہ جہازون کو نقصان پہونچایا۔ مگر نپولین نے جو شاہ پرشیا کو شکست دیکر محاربہ روس کے لیے تیار بیٹہا تہا۔ اسنے سلطان سلیم کے حوصلہ بڑہانے مین کوئی کسر اٹہا نہ رکہی اور اسکے سفیر سباسٹیانی نے بہی مفید مشورون سے سلطان کو ہر طرح سے مدد دی۔ انگریزی بیڑہ جو ڈاردنیلز سے بلا مزاحمت گذرنے سے دلیر ہو گیا تہا ترکون کی مستعدی اور اسلامی جوش اور قسطنطنیہ کی مضبوطی اور استحکام دیکھکر آگے نہ بڑہ سکا اور نہ سلطان پر یہہ دباؤ ڈال کر اسکو فرانسیسون کے برخلاف کر سکا تو قسطنطنیہ کے قریب زیادہ ٹہیرنے مین اپنی ہلاکت خیال کی کیونکہ آبنائی ڈاردنیلز کی ناکہ بندی ترک بصلاح و مدد فرانسیسی انجنیرون کے نہایت پہرتی سے کر رہے تہے واپسی کے وقت انگریزی امیر البحر کو ثابت ہو گیا کہ اگر ڈاردنیلز سے گذرنا ممکن ہے تو سلامت واپس جانا ممکن نہین چنانچہ چند جہاز اور سیکڑون بہادر سپاہی اسی درہ دانیال کی نذر کرکے جان بچا کر نکلا۔

روسیون کے مقابلہ مین دریائی دینوب پر وزیر اعظم مصطفی پاشا چلیبی اور مصطفی پاشا بیرقدار نے چند فتوحات پائین اور ممالک عثمانیہ سے نکالدیا چونکہ سکندر بال زار روس کو اپنے دوست شاہ پرشیا کی شکستون اور نپولین کی اولوالعزمی سے اندیشہ لاحق ہو گیا تہا اس لیے ترکون کے مقابلہ مین زیادہ ٹہیر سکا۔ اسمین شک نہین کہ نپولین نے جو وعدہ سلطان سلیم سے کیا تہا اسکو بہت کچھ پورا کیا تجربہ کار افسر اور انجنیر سلطان کے پاس روانہ کیے جنہون نے جدید توا عد حرب اور فنون انجنیری ترکون کو سکہلانے شروع کیے انگریزی بیڑے کے لئے آبنائی ڈاردنیلز سے نکلکر روسی امیر البحر سے ملکر پہر حملہ کی دہمکی دی اور سلطان پر دباؤ ڈالا کہ نپولین کے برخلاف کرنا چاہا مگر اب سلطان کے دل پر نپولین کی صادق دوستی کا گہرا اثر پڑ چکا تہا۔ اس لیے انگریزون نے مصر پر قبضہ کرنے کی ٹہان لی۔ مصر پر فرانسیسون کے نکلنے کے بعد محمد علی پاشا البانوی اور مملوکون کے درمیان لڑائی جہگڑے چلے آتے تہے۔ اور

اور یہہ نقصان سلطنت عثمانیہ کا ہوا جسکی بنیاد نپولین نے رکہی تہی سلطنت عثمانیہ کو جو جزائر آیونین کی حکومت بطور ریذیڈنٹی دی گئی تہی دو سال بعد ہی روس غیرہ کے بہکانے سے عیسائی رعایا نے سلطان کی اطاعت سے انکار کیا۔ اور نیک نیت روس نے ۱۸۰۲ء مین اپنے ماتحت کر لیا اور خود بہی جو صوبہ بسارجیا واقعہ کاکشیا ان جزائر کے عوض مین سلطان سے لیا تہا وہ بہی واپس دیا۔ گویا روس ہی ہر طرح فائدہ مین رہا۔ فرانس اور ترکی کو ہر طرح سے نقصان برداشت کرنا پڑا۔

فرانس کی ترکی سے صلح اور انگریزون اور روسیون سے جنگ

اسکے بعد نپولین نے مخالف سلطنتون سے ۱۸۰۲ء مین صلح کر لی۔ اور بعد ازان ترکی سے بہی صلح کر کے سابقہ مراعات کے علاوہ بحیرۂ اسود مین جہاز رانی کی اجازت لی اور مشرق مین اپنا اقتدار جمانا شروع کیا جو انگلستان کو ہرگز منظور نہ تہا کچہ تو اس اتحاد سے اور زیادہ تر اس سبب کہ انگلستان نے جزیرۂ مالٹا اور روس نے جزائر یونین فرانس کو واپس نہ دیا۔ لڑائی ٹہن گئی۔ اور آسٹریا بہی انگلستان اور روس سے مل گیا۔ اور ۱۸۰۵ء مین تینون سلطنتون نے فرانس پر حملہ کر دیا۔ اسوقت نپولین کو ترکی کی دوستی کی نہایت ضرورت تہی اُس نے لائق سفیرون کے ذریعہ سلطان کی سابقہ کدورت کے دفع کرنے کی کوشش کی دوسری طرف گو انگلستان نے اسوقت ترکی سے کوئی صریحًا مادی فائدہ تو نہ اٹہایا مگر وہ حملہ مصر کے وقت سے سلطنت عثمانیہ سے نہایت مدبرانہ طور سے پیش آنے لگا وہ ترکون کو کمزور اپنے آپ کو طاقتور سمجہنے لگا جس سے سلطان سلیم کے دل مین گرہ بیٹہنے لگی اور روسیون نے تو صریحًا فاتحانہ فرانس چال اختیار کی دوستی کے لباس مین وہ سلطنت عثمانیہ کی کمزوری کا سامان کثیر جمع کر رہا تہا صوبہ جارجیا۔ تو لے چکا تہا سلطان سے جدید مفتوحہ علاقہ جزائر ایونین بہی چہین لیا صوبۂ الشیا اور والڈیویا کو یہہ عایت دلادی کہ وہان کا عیسائی گورنر سلطان اور زار کے مشورے سے مقرر کیا جایا کرے اور اکیلا سلطان اسکو معزول نکر سکے گویا اُن دونون صوبون مین زار نے باتون ہی باتون مین سلطان سے نصف اختیارات سلطانی چہین لیئے اور آبنائے باسفورس اور ڈارڈینلز مین روسی بیڑے کو گذرنے کی اجازت دینے سے بحیرۂ ایڈریاٹک اور نواح یونان مین روسی طاقت بہی بڑہ گئی تہی اور باوجود سلطان کی مخالفت کو اسکے ماتحت صوبجات لبانیا اور مانٹی نگرو سے فوج بہرتی کی گئی تہی جس سے آئندہ سلطان کے برخلاف بغاوت پہیلانیکا اندیشہ تہا۔ بحیرہ اسود کی جنوبی اور شرقی ساحل پر جو سلطان سے روسیون نے حقوق حاصل کئے تہے وہ سلطنت عثمانیہ کے لیئے مہیب صورت اختیار کر رہے تہے جنگ ایران کے وقت زار روس نے سلطان سے دریائے فاس پر چند قلعہ تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کی تہی اسکے علاوہ اور کئی قلعہ بہی خلاف مرضی سلطان تعمیر کر لیے بلکہ خاص سلطانی قلعہ اناکریا پر بہی قبضہ کر لیا۔ اور ان تمام بواعث کدورت کی موجودگی مین سلطان سے درخواست کی کہ سلطنت عثمانیہ کی تمام ایسی رعایا کہ جو کلیسا یونانی کے پیرو تہے آئندہ زار روس کی حفاظت مین سمجہا جائے اور اگر ترک انپر

(۲) اس فرقہ کے حالات پڑھنے سے آپ اس نتیجہ پر بآسانی پہونچ جائینگے کہ کس طرح سے ایک پرجوش اور عامل بالشرع شخص اور گروہ عام مسلمانوں میں اپنا رسوخ بڑھا سکتا ہے اور عام مسلمان شرعی احکام کی تائید کرنے والے شخص کی متابعت کس قدر جلد اور ارادت صادقہ سے کرتے ہیں۔

اس فرقہ کا بانی شیخ محمد بن عبد الوہاب بنی تمیم میں سے تھا سنہ ۱۱۱۱ھ میں سرزمین نجد میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ اور بھائی شیخ سلیمان باعمل اور مرد صالح اور شیخ طریقت تھے چونکہ خاندان علماء میں سے تھا بچپن سے ہی تعلیم شروع ہوئی اور جوں جوں عمر بڑھتی گئی علمی لیاقت میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور مدینہ منورہ میں متعدد مشائخ سے علم حاصل کیا اور دیکھا کہ مسلمانوں میں بعض ایسی بدعات و عادات رائج ہوگئی ہیں کہ عوام اس کو جزو مذہب سمجھے بیٹھے ہیں۔ بہرکیف وہ ان امور کے خلاف جنھیں وہ خلاف اسلام و منشائے رسول اکرم صلعم سمجھتا تھا اپنی پوری طاقت سے کھڑا ہو گیا اور تعلیم سے بکلی فراغت حاصل کرنے پر اپنے وطن نجد میں جہاں اس کو قومی اور خاندانی وجاہت حاصل تھی اپنے ان خیالات کی اشاعت شروع کی چونکہ ہماری کتاب کو عقائد سے بحث نہیں صرف پولیٹیکل حالات کو پیش کرنا مقصود ہے نیز ہندوستان وغیرہ میں ایک ایسا گروہ متعدد کثیر موجود ہے جس کے عقائد شیخ موصوف کے عقائد سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور دیگر فرق اسلام کی انکے موافق یا مخالف بہت سی تحریرات ملک میں شائع ہو چکی ہیں جن سے شائقین اس گروہ کی مذہبی حالت کے متعلق کافی غور و فکر کر سکتے ہیں۔ لہذا اس حصہ کو ہم نظر انداز کر کے صرف اس گروہ کے پولیٹیکل حالات لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

شیخ موصوف کو نجد میں باوجود بہت سی مخالفتوں کے کسی قدر کامیابی ہوتی گئی چونکہ توحید کی طرف بلاتا اور کل انواع شرک و بدعت سے روکتا تھا عام مسلمان اسکی تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگے اور جو اسکے پیرو ہو جاتے علاوہ نہایت پرجوش ہونے کے پابند صوم و صلوٰۃ و عامل شرع بن جاتے۔ ہوتے ہوتے شیخ موصوف کو طبقہ امرا تک رسائی ہوتی چلی گئی اور امراء درعیہ سے (جو اس علاقہ میں سب سے زیادہ طاقت رکھتے تھے) ملا اور وہ بطیب ناطر شیخ محمد بن عبد الوہاب کے پیرو و جاں نثار ہو گئے چنانچہ سنہ ۱۱۵۰ھ امیر محمد بن مسعود والی درعیہ بھی اس جماعت میں شامل ہو گیا اور امیر موصوف کی تمام قوم شیخ کی اطاعت میں داخل ہو کر بلا تنخواہ کے فوج بن گئی۔

اور اس طرح شیخ موصوف کی طاقت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا۔ جب اس نے اپنی طاقت کو کافی عروج پر پہنچا لیا تو سنہ ۱۲۰۰ھ میں اسنے نجد و درعیہ کے علاوہ تمام شرقی عرب۔ الحصا۔ بحرین۔ عمان۔ مسقط۔ اور شمال میں بغداد اور بصرہ اور جنوب میں الحرار۔ الخیوف۔ ذوات الخیل۔ الحربیہ۔ فرع۔ جہینہ تک کے علاقے

سلیم یورپین مشکلات کے سبب مصر کی طرف توجہ نہین کرسکتا تہا ایسے وقت مین محمد بیک الفی مملوکون کے سرغنہ نے انگریزون سے مدد طلب کی انگریز جو ایسے موقعہ کے انتظار مین تھے یکم محرم ۱۲۲۲ھ کو ۲۴ جہازون کا جنگی بیڑا لیکر اسکندریہ پر حملہ آور ہوئے اور سخت گولہ باری کے بعد باشندگان اسکندریہ نے امان لیکر شہر حوالہ کر دیا۔ اور پہر رشید کو فتح کیا گیا۔ اور رشید والون نے سرکشی کری انگریز بہ تعداد کثیر قتل کر دیے اور باقی اسکندریہ کو چلے آئے محمد علی پاشا نے جہاد کا اعلان کر دیا اور جنگ کیلیے تیار ہوگیا۔ اور فوج کثیر لیکر اسکندریہ کو روانہ ہوا۔ محمد بیگ مملوک جسنے انگریزون کو بلایا تہا وہ مر چکا تہا اور باقی مملوکون کو محمد علی پاشا نے اس قابل نہین چہوڑا تہا کہ وہ انگریزون کے مستقل قبضہ مصر کا باعث ہوسکین اور خود انگریزی فوج مقدر نہ تہی کہ تن تنہا مصری اور پہر سلطانی فوج کا مقابلہ کرسکے اس لیے محمد علی پاشا سے صلح کرکے ماہ محرم ۱۲۲۳ھ کو اسکندریہ خالی کرکے ملک مصر سے چلے گئے۔ اسی سال سلطان سلیم معزول ہوا۔ ذکر وہابیون کے فتنہ کے بعد لکہا جائیگا۔

وہابی سلطنت

ہم اس سلطنت کا حال اس کتاب میں درج کرنا نہیں چاہتے تھے بدیں خیال کہ اسلامی فرق میں باہمی مناقشات کے پھیلنے کا خوف ہوتا ہے مگر چند خیالات سے ہم لکھنے پر مجبور ہیں۔

(۱) سرزمین عرب خصوصاً مشرقی عرب بالعموم فتنہ و فساد کی معدن رہا ہے مسیلمہ کذاب مسمات سجاح۔ طلحہ بن خویلد اسدی۔ اسود عنسی۔ مدعیان نبوت اسی حصہ میں ہوئے ہیں۔ قوم خوارج کا سرغنہ جس کو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اُس کا مولد بھی یہیں تھا۔

پس سلطان ٹرکی کے برخلاف یمن کی بغاوت یا عسیر کے فتنہ و فساد جو کبھی کبھی سننے میں آیا کرتے ہیں ان سے مسلمانوں کو گھبرانا نہیں چاہیئے شیخ محمد بن عبد الوہاب جس کا مولد علاقہ نجد تھا۔ کے متبعین کی قوت بھی کچھ دنوں اتنی بڑھ گئی تھی کہ کل جزیرۂ عرب پر انہی کا دار و درہ ہوگیا۔ اور چوتھائی صدی تک حکمرانی کرتے رہے مگر سلطان سلیم ثالث کے ایک صوبہ نے ہی از سرنو اس علاقہ کو بغیر کسی خاص مشکل کے فتح کرکے مثل سابق سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات میں شامل کر دیا بفضلہ تعالےٰ آپ تو خلافت عظمےٰ کی طاقت میں دن بدن ترقی ہورہی ہے تو اب بھلا کس کی مجال ہے کہ خم ٹھونک کر سامنے نکلے۔

یہ سب خارجی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے لیکن سلطان نہیں چاہتا کہ ان مسلمانوں کو جن کو بعض لالچی مشائخ اور بھیس بدلے عیاروں نے اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا ہو تباہ و برباد کرے۔ بلکہ پند و نصائح و غلط فہمی کے رفع کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔

اسکے بعد یہ فاتح گروہ مکہ معظمہ کا عازم ہوا چونکہ موسم حج تھا غیر ملکوں کے علاوہ شامی مصری حاجی بھی بہ تعداد کثیر
موجود تھے اور دفور جوش کے سبب ان سب کے اس جنگ میں شامل ہوجانے کا خطرہ تھا یہ فوج طائف ہی
میں ٹھہر گئی اور شریف غالب جو تن تنہا بارہ سال سے اس پرجوش گروہ کا مقابلہ کر رہا تھا اور جسکی ہال پکار پر بھی
سلطنت عثمانیہ جو ان دنوں سخت مشکلات میں مبتلا تھی کچھ بھی مدد نہ کر سکی اس دفعہ عبدالعزیز بن محمد بن مسعود
پاشاہ وسرگروہ وہابیاں کے مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ پاکر جدہ چلا گیا اور اسی طرح بقیہ ساکنان مکہ نے بھی نتائج
جنگ سے خائف ہو کر امان لیکر شہر امیر عبدالعزیز کے سپرد کر دیا اور ۸ محرم سنہ ۱۲۱۸ھ کو امیر مذکور از روے مصالحت
مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور چودہ روز مقیم رہا اور جدہ میں امیر غالب کو محصور کر لیا اگرچہ گولہ باری سے بہت سے
مسلمان قتل ہوئے مگر جدہ کو فتح نہ کر سکا کیونکہ جدہ میں سلطانی فوج بماتحتی شریف پاشا گورنر جدہ بھی کسیقدر موجود تھی
اور اس ترکی فوج نے باقاعدہ مورچہ بندی سے انکو کامیاب نہ ہونے دیا اور آٹھ روز کے محاصرہ کے بعد ناکام ہٹ گئے
اور مکہ معظمہ میں شریف غالب ہی کے بھائی عبدالمعین کو شریف مکہ مقرر کر دیا اور تھوڑی سی فوج مکہ معظمہ چھوڑ کر چلے
گئے اور اس طرز عمل سے اس گروہ نے ثابت کر دیا کہ انکو نام مکہ کے قول و اقرار پر پورا اعتماد ہے اور صرف دیگر
فرایق اسلام کیطرح محض اپنے لیے سترقی سادات کے طالب ہیں ورنہ اس غالب کے بھائی کو جو پچاس سال
متواتر لڑتا رہا تھا کبھی شریف مکہ نہ بنایا جاتا۔ بہرکیف میر عبدالعزیز اور اسکے ہمراہیوں کے جاتے ہی امیر غالب مع
شریف پاشا گورنر جدہ اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں امیر عبدالعزیز کی پیٹھ پھرتے ہی مکہ معظمہ پر بدستور قابض ہو گیا
امیر عبدالعزیز نے کچھ عرصہ کیلئے مکہ معظمہ کا خیال چھوڑ دیا اور دیگر قبائل عرب سے نپٹنے لگا اور صرف طائف بدستور وہابیوں
کے قبضہ میں تھا جسکی حکومت عثمان مضائفی کے سپرد تھی یہ بہادر امیران قبائل کو جو مکہ و مدینہ کے نواح میں آباد تھے
مطیع کرنے لگا جب یکے بعد دیگرے سب پر کامیاب ہو گیا تو نجد سے جرار لیکر مکہ معظمہ کا محاصرہ کر لیا اور وسائل آمد و رفت
کو قطعاً بند کر دیا جب اہل مکہ کی ضروریات زندگی و سامان اکل و شرب ختم ہو گیا تو بعض لوگوں نے واسطہ بنکر امیر
غالب اور عثمان مضائفی کے درمیان صلح کرا دی اور اس گروہ نے اپنے لئے مکہ میں پوری آزادی کا فیصلہ کرا لیا اور
اقرار کیا کہ تا قیام صلح شریف غالب ہی شریف مکہ رہیگا اور اہل مکہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیجائیگی اس طرح آخر ذی القعدہ
سنہ ۱۲۲۰ھ کو دوبارہ مکہ معظمہ پر انکا تسلط ہو گیا۔ اور امیر غالب ہی بدستور شریف مکہ رہا اسکے بعد مدینہ منورہ پر بھی اس
گروہ کا تصرف ہو گیا اور اس طرح کل جزیرہ نما عرب سے عثمانی اقتدار اٹھ گیا۔ اور مدینہ منورہ کی حکومت اپنے ایک امیر
مبارک بن مضیان کے سپرد کی اور چونکہ یہ ہر اس کام کا جو قرون ثلثہ کے بعد لوگوں نے اپنی رائے سے شروع کر دیا ہو
بدعت کے ذیل میں شمار کرتے تھے تمباکو پینے کی سخت ممانعت ہوئی۔ نیز شام و مصر سے جو محمل شریف آتا ہے اسکو
بھی رد کر دیا کہ خیر القرون میں اس کا رواج نہ تھا اور جسطرح کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق نے اس درخت کو جسکے نیچے

پر تسلط جما لیا ان جہات سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ اور شام کے درمیانی ملک کو فتح کر لیا۔ اس طرح اس کے ملک کی حدود شام اور حلب تک پہنچ گئی۔ اور بغداد کے تمام عربوں کو بھی مطیع کر لیا۔ چونکہ عرب بالعموم مشائخ قبائل کے ماتحت تھا اور یہ تمام مشائخ سلطنت عثمانیہ کے ماتحت تھے۔ اور سلطنت عثمانیہ اس وقت عیسائی سلاطین سے برسر پیکار تھی۔ اس لئے اس فرقہ کی ترقی کی کوئی بھاری مزاحمت نہ ہو سکی۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ یہ جماعت جنگجو اور مستعد و زیادہ سر باز تھی۔ نیز محمد بن عبدالوہاب کی تعلیم اور وعظ توحید کی طرف بلانے اور شرک و بدعت سے ہٹانے کے لئے تھے۔ قبائل رفتہ رفتہ اس نو دولت گروہ کے مطیع ہوتے گئے۔ یہ مسعود بن سعید بن سعد بن زید شریف مکہ کے زمانہ کا حال ہے جو ۱۱۶۵ھ میں فوت ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب نے اپنے ہم خیال چند علما کو مکہ معظمہ میں حاجیوں پر اپنے خیالات ظاہر کرنے کیلئے بھیجا اور وہ باوجودیکہ ان کے مخالف علما نے ان کے کام میں سخت رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر اپنے ادائے فرض سے باز نہ آئے اور اپنے خیالات کو برابر پھیلاتے رہے جب مخالف علما نے اور کوئی داؤ چلتا نہ دیکھا تو قاضی مکہ سے ان پر فتوئے کفر لگانے پر زور دیا جس نے ان پر کفر کا فتوئے لگا کر انکو قید کرنے کا حکم دیدیا اور اس گروہ کے لوگوں کو حج کرنے کی بھی ممانعت کر دی۔

اتفاقاً ان میں سے چند علما بھاگ کر درعیہ پہنچ گئے۔ کل علاقہ میں اس خبر کے پہنچنے سے تہلکہ سا مچ گیا چونکہ جو علما قید کئے گئے تھے ان اطراف میں ان کے شیدائیوں اور متبعین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ لہذا کل قبائل ان علما کو مخلصی دلانے اور بلا روک ٹوک حج کو آسکنے اور اپنے عقائد خیالات کی اشاعت کی اجازت حاصل کرنے کیلئے مکہ شریف پر چڑھائی کرنے کی تجویز پر متفق ہو گئے اور اس تجویز کو عملی صورت میں لانے سے قبل شریف مکہ کے حلقہ اثر سے باہر کے علاقجات کو بھی فتح کر لیا جب وہ اپنی اس تمہیدی کارروائی سے ۱۲۰۵ھ تک فارغ ہوئے تو اپنے ان مطالبات کو امیر مکہ پر پیش کیا۔ جنکی نامنظوری پر شریف غالب سے لڑائی چھڑ گئی چونکہ محمد بن مسعود امیر درعیہ فوت ہو چکا ہوا تھا اور خود شیخ محمد بن عبدالوہاب بھی ۱۲۰۶ھ میں ۹۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ عبدالعزیز بن محمد امیر درعیہ سے امیر مکہ غالب کی قریباً پچاس لڑائیاں ہوئیں اور کئی بار امیر غالب منظفر بھی ہوا اور اپنی پوری طاقت سے مقابلہ پر ڈٹا رہا اور لاکھوں روپے بھی گرہ سے خرچ کر دئے اور اسکے ہمراہیوں نے بھی بہادرانہ جانبازی کے خوب جوہر دکھائے لیکن اس ترقی پذیر نو دولت گروہ کا عروج بڑھتا گیا اور امیر عبدالعزیز نے ان قبائل کو بھی کہ جو امیر مکہ کے ماتحت تھے اپنا مطیع کرنا شروع کر دیا اور ۱۲۱۰ھ میں فوج کثیر سے طائف کا محاصرہ کر کے بزور شمشیر فتح کر لیا

نہایت خوشی گئی۔ اور اس فتح سے مصر میں اظہار جوش کیا گیا۔ اور سلطان نے بھیان سے جانے والوں کو انعام کثیر دیا۔ اور محمد علی پاشا کا مرتبہ بڑھا دیا۔ عثمان مضایقی امیر وہابیہ کو شریف غالب نے قید کر کے قسطنطنیہ روانہ کیا۔ جہاں وہ قتل کیا گیا۔ اور محمد علی پاشا مکہ معظمہ پہونچا کہ شریف غالب کی زبردست چالوں سے ڈر گیا اور اسکو روانہ قسطنطنیہ کر دیا اور اسکے بھتیجے یحییٰ بن سرور بن ساعد کو شریف مکہ مقرر کیا۔ اور محرم سنہ ۱۲۲۹ھ میں مبارک بن مضیان وہابی امیر مدینہ منورہ گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیجا گیا۔ جہاں وہ بعد گشت شہر قتل کیا گیا۔ اور شریف غالب کو سالونیکا میں نہایت عزت و تکریم سے رکھا گیا جہاں وہ سنہ ۱۲۳۱ھ میں فوت ہوا۔ اور وہیں دفن کیا گیا جسکی قبر ایک مشہور زیارت گاہ ہے۔ شریف غالب ۲۶ سال امیر مکہ رہا۔ اسکا سارا زمانہ وہابیوں سے لڑتے ہی گذرا اور اسی کی تدبیر صائبہ سے بغیر جنگ وہابی امرا اور فوج ایک حصہ جہاں سے بھاگ گئی۔

محمد علی پاشا جب صوبہ حجاز پر تصرف کر چکا۔ تو وہابیوں کے لیے قریہ بیشہ۔ بلاد غامد عسیر کو فوجیں روانہ کیں اور خود بھی اسکے پیچھے پیچھے ماہ شعبان سنہ ۱۲۲۹ھ کو روانہ ہوا۔ اور وہابیوں کے علاقہ میں پہونچکر جنگ شدید کے بعد قتل و غارت کیا۔ اور وہابی بہ تعداد کثیر قید کیے گئے۔ اسی سال کے ماہ جمادی الاولیٰ میں سعود بن عبد العزیز بن محمد بن سعود امیر وہابیہ فوت ہو گیا۔ اور اسکی جگہہ اس کا بیٹا عبد اللہ امیر مقرر ہوا۔ محمد علی پاشا حج کرنے کیلئے واپس ہوا۔ اور رجب سنہ ۱۲۳۰ ہجری تک مکہ معظمہ میں رہا۔ اور انتظام عرب و وہابی سلطنت کا استیصال کرتا رہا۔ اس کے بعد محمد علی پاشا تو ۱۰ ماہ حجاز میں رہ کر واپس مصر چلا گیا۔ اور اس عرصہ میں محمد علی نے حجاز وغیرہ علاقہ جات عرب سے وہابی تسلط اٹھا دیا۔ از روی عقیدہ عام عرب پہلے ہی وہابیوں کے مخالف تھے۔ صرف فاتحانہ اقتدار انکا جو محمد علی کے زبردست ہاتھوں سے دور ہو گیا۔ اور صرف درعیہ میں وہابی طاقت رہ گئی۔ جہاں عبد اللہ بن سعود کی آبائی حکومت تھی جسکے مقابلہ پر محمد علی پاشا نے اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو روانہ کیا۔ اور حسن پاشا کو والی مکہ مقرر کیا۔ وہابیوں کے امیر نے اس شرط پر درخواست صلح کی کہ محمد علی پاشا کے ماتحت اس کی امارت قائم رکھی جاوے۔ مگر محمد علی نے منظور نہ کی اس لیے ابراہیم پاشا سنہ ۱۲۳۲ ہجری کو درعیہ پر چڑھ گیا۔ اور کئی [illegible] خونخوار معرکہ ہوتے رہے جسمیں وہابیوں نے کمال درجہ کی شجاعت اور بہادری دکھائی مگر مصری فوج تواندازان اور توپخانہ کے آگے کچھ پیش گئی۔ اور ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری کو عبد اللہ بن سعود امیر وہابیہ معہ امرا و سرداران گرفتار ہو گیا۔ اور درعیہ فتح ہو کر برباد کیا گیا۔ اور عبد اللہ بن سعود محرم سنہ ۱۲۳۴ ہجری کو مصر پہونچا جسکی محمد علی نے خوب عزت کی اور وہاں سے قسطنطنیہ روانہ کیا گیا جہاں وہ معہ ہمراہیوں کے قتل کیا گیا۔ اور اس طرح سے سلطنت وہابیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن ابراہیم پاشا کے واپس جانے پر بدستور علاقہ نجد پر اسی خاندان کی حکومت قائم ہو گئی اب تک انہی کے متعلق ہے اور سلطان ٹرکی کے پورے وفادار ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلعم کچھ وقت کیلئے لیٹ گئی تھی اور اس بنا پر لوگوں نے اسکی خاص تعظیم شروع کردی تھی بدین خیال کٹوادیا کہ ہوتی ہوتی اسی سے کسی شرک کی بنیاد نہ پڑ جائے متبعین محمد بن عبد الوہاب نے بھی جن قبروں پر کہ خلاف حکم شریعت پختہ گنبد بن رہے تھے اور لوگ ان قبروں پر شرکیہ حرکات کے مرتکب ہوتے تھے سب گرادی اور اسی طرح اُن کی سرد لعزیزی میں فرق آتا گیا - ادھر سلطان محمود کو کچھ یورپ کی مخصوص نے فراغت ہوئی تو اُسنے محمد علی پاشا گورنر مصر اس فرقہ کے سزا دینے کے لیے حکم دیا جس اولوالعزم مدبر نے ماہ رمضان ۱۲۲۶ھ کو فوج جرار بسرکردگی اپنے بیٹے طوسون پاشا کے خشکی اور تری دونوں طرف سے روانہ کی جس نے پہنچتے ہی ینبوع کو فتح کرلیا - اور صفرا اور جدیدہ کے درمیان وہابیوں نے مع دیگر قبائل عرب جو اُنکی ماتحت تھے سخت مقابلہ کیا -

اور اس مصری فوج کو اسقدر تہ تیغ کیا کہ بہت ہی تھوڑے زندہ بچ کر واپس گئے محمد علی پاشا نے اب آگے سے زیادہ سرگرمی سے تیاری کی اور خود وہابیوں سے لڑنے کو نکلا شعبان ۱۲۲۷ھ کو فوج پیادہ اور سواروں کے علاوہ ۸ بڑی توپین اور تیرہ چھوٹی توپین ساتھ لین پہلی شکست اسواسطے ہوئی تھی کہ نوجوان طوسون پاشا نے محض تلوار سے عربوں کو سیدھا کرنا چاہا تھا - اور شریف غالب امیر مکہ سے صلاح و مشورہ نہین کیا تھا محمد علی پاشا جو شجاعت اور تہور کے علاوہ تدبیر و حکمت مین بھی فرد تھا اور اپنے عہد کا ایک مشہور پالیٹیشن شمار ہوتا تھا اُس نے شریف غالب کے ذریعہ مشائخ عرب کو جو وہابیوں کے ماتحت تھے اور جنھون نے پہلی لڑائی مین مصریون کو شکست دی تھی توڑنا شروع کیا - اور انعام واکرام اور جاگیر و معافی کی عطائی سے سرداران عرب کو اپنی طرف کھینچ لیا - اور اس تدبیر سے صفرا اور جدیدہ پر بغیر جنگ قابض ہوگیا - اور تمام علاقہ جو وہابیوں کے قبضہ مین تھا - محمد علی پاشا کے تصرف مین آنے لگا - اور اسی طرح اخیر ماہ ذیقعدہ ۱۲۲۷ھ کو محمد علی مدینہ منورہ مین داخل ہوگیا - اور جو کچھ وہابیون نے منہدم کیا تھا - اسکو مرمت کرادیا جو مصری فوج بذریعہ جہازات آرہی تھی وہ محرم ۱۲۲۸ھ مین جدہ پہونچ گئی چونکہ شریف غالب مکہ معظمہ مین موجود اور محمد علی پاشا کا خیر خواہ تھا اس لیے جون ہی جدہ مین فوج پہونچ گئی اور محمد علی نے مدینہ منورہ اور اسکی نواح مین سلطانی سکہ بٹھا دیا - اور مکہ معظمہ کو روانہ ہوا - وہابیون کی جسقدر فوج مکہ مین تھی بھاگ گئی - اور عثمان مضایفقی فاتح مکہ یہہ حال دیکھکر بغیر اسکے کہ کہین بہادرانہ ہاتھ دکھلائے طائف سے مع وہابی فوج کے بھاگ گیا یہہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۲۲۸ھ کا ہے گویا سات ماہ مین محمد علی پاشا نے حجاز مقدس کی سرزمین سے وہابیونکا اثر کھو دیا - اور حرمین شریفین زاد اللہ شرفًا اور متبرک مقامات طائف اور جدہ کے کنجیان مع بشارت فتح حجاز قسطنطنیہ سلطان کی خدمت مین بھیجدین جنکا استقبال نہایت عزت و تکریم اور شان و شوکت سے کیا گیا - کنجیان سونے چاندی کے تھالون مین رکھی تھین اور اُسکے آگے آگے سونے کی انگیٹھیون مین عود و عنبر وغیرہ بخورات جلاتے اور فوج پا پیادہ چلتی تھی - قلعون اور توپخانون سے توپون کی شلک کی گئی - شہر کو سجایا گیا - اور

سلطان سلیم ثالث کی معزولی

سلطان سلیم ثالث تخت نشینی کے وقت سے یورپ کی وضع پر نظام جدید کے موافق فوج تیار کرنا چاہتا تھا اور
اس لئے امتحاناً ایک جدید پلٹن بھی تیار کی جسنے محاربہ عکہ مین نپولین کے مقابلہ مین نظام جدید کے فوائد کو سلطان اور اُسکے چند
روشن خیال امرا پر ظاہر کردیا تھا۔ مگر فوج ینگچری اور عام مسلمان جنمین متعصب علما بھی شامل تھے جدید انتظام کے اجرا کے
کے مخالف تھے اور اُسکو اپنی جہالت سے تشبہ بالکفار سمجھتے چند بار ینگچریون نے اُسپر بغاوت وسرکشی کرنی چاہی مگر
مدبر سلطان سلیم اُسکو دباتا رہا اور نظام جدید کو تعویق ہی مین ڈالتا رہا۔ مگر جب کبھی سلطان کو موقع ملا کچھ نہ کچھ نظام جدید
بڑھاتا رہا۔ ینگچری جو صدیون سے متمرد اور سرکش گروہ تھا۔ سلطان نے اس گروہ کو توڑ دیا۔ کستادکے دنون مین
عیسائی رعایا کے ہاتھون بہت نقصان پہنچایا تھا۔ شیخ الاسلام سلطان کا ہم خیال تھا مگر بسبب تقیہ اپنی نارضگی
کا اظہار نہ کرسکے یہہ شیخ الاسلام ۱۸۰۶ء کے شروع مین فوت ہوگیا۔ اور انکی جگہ عطاء اللہ آفندی شیخ الاسلام
ہوا۔ اور جدید قائم مقام موسی پاشا بھی ایک بد باطن اور نمک حرام شخص تھا۔ یہہ دونون سلطان کے برخلاف تھے اُسی
وزیر نے فوج یمق طائیہ کو یورپین وردی پہننے کا حکم دیا جو جہلا فوجی قواعد کو بھی خلاف ایمان و اسلام جانتے اور کافرون
کے ساتھ تشبیہ مانتے بھلا یورپین وردی کو جو صریحاً تشبہ دکھائی دیتا تھا کس طرح پہن سکتے تھے اسی پر فوج مذکور اور
فوج جدیدہ مین لڑائی چھڑ گئی۔ ینگچری جو پہلے ہی جدید نظام کو صرف خلاف ایمان ہی نہین جانتے تھے بلکہ اپنے
استیصال کا سامان خیال کرکے مزاحمت کرتے رہتے اور سلطان اور اُس کے ہم خیال وزرا کو دشمن جانتے اس موقعہ پر
فوج یمق طائیہ سے مل گئے اور عام مسلمان جو یورپین نظام کو کفر و بدعت خیال کرتی تھی باغیون کے معاون ہوگئے اور عطاء
اللہ آفندی سے اُن امرا و وزرا کے قتل کا فتوی لے لیا۔ جو یورپ کے فوجی نظام کے اجرا کے حامی تھے اس متعصبانہ فتوے
سے کئی معتبر امیر معہ رفقا قتل کیے گئے اور کئی ایک نے یہودیون اور عیسائیون کے گھرون مین چھپ کر پناہ لی۔
سترہ جلیل القدر امرائے عثمانیہ کا سر قلم کیا گیا۔ اور قسطنطنیہ کی گلیون مین خون کی ندیان بہائی گئین تین دن
تک قتل وغارت کا بازار گرم رہا۔ اور پھر یہہ بکتے ہوئے سلطان سلیم کو پکڑنے چلے کہ اے سلطان تو امیرالمومنین نہین
جسنے اسلام کو کفر سے مشابہ کردیا تونے خدا پر توکل کرنا چھوڑ دیا اور یورپین نظام پر فتح کا مدار سمجھا ہے اور ضروریات
زمانہ سے ناواقف یا خودغرض عطاء اللہ نے فتوی دیدیا کہ جو سلطان مخالف قرآن چلتا ہو وہ قابل معزولی ہے
چالاک مفتی کا فتوی تو درست تھا۔ لیکن کہان احکام قرآن شریف اور کہان اسلحہ جنگی۔ اور ترتیب قواعد کا
استعمال خدا اس جہالت کا ناس کرے جو ہمیشہ مسلمانون کو برباد کرتی رہی ہے اور اسقدر جاہل تھے
کہ جن وسائل سے کفار نے اُنکی جنگی طاقت کو زائل کیا ہے اُنکا کسی مذہبی عقیدہ سے کوئی تعلق نہین اس جرم

ہمکو مورخانہ خیال سے اس بہادر اور پرجوش فرقہ کی پائمالی کا سخت افسوس ہے۔ اگرآج عرب پر یہہ واحد طاقت قائمہ حکمران ہوتی یہہ نسبت موجودہ ضعیف الاعتقاد مشائخ عرب کے اسلام کے لیے زیادہ تر معنون خادم ہوسکتی تہی اور یقین ہے کہ یہہ گروہ کبہی غیر اسلامی طاقت کا بیرون مین اثر سر زمین عرب مین غیر مسلمون کا رسوخ واقتدار نہ بڑہاتی۔ اور نہ حال کی طرح عرب مین طوائف الملوکی کا سمان دکہائی دیتا۔

ان حالات کے پڑہنے سے ناظرون پر واضح ہو گیا ہے کہ وہابیون کا زور عرب مین ۴۲ سال رہا ہے۔ اور ۴۲ سال خاص مقدس علاقہ حجاز پر تسلط رہا۔ عدن سے لیکر جدہ تک تمام عرب مین انکی سلطنت قائم ہوگئی اور یہہ خالص عربی سلطنت تہی۔ اور تخمیناً ایک صدی تک سلطنت عثمانیہ عرب کی طرف توجہ نہ کرسکی لیکن جب اسقدر مضبوط اور مدت دراز کی سلطنت کو سلطنت عثمانیہ کے ایک گورنر نے برباد کر دیا۔ اور سلطانی تسلط بٹہادیا۔ تو زمانہ حال مین مخالفون کی یہہ آرزو کہ عرب مین کوئی خالص عربی سلطنت سلطان عثمانیہ کے مقابل قائم کی جائے ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکہتی۔ باغی امام یمن ہو یا شیخ کویت کوئی بہی سلطنت عثمانیہ کی ٹکر کا صدمہ برداشت نہین کرسکتا اور نہ عام مسلمانون کو خلیفہ مسلمین کے برخلاف کرسکتا ہے۔ جس طرح کہ سابقہ سلاطین عرب کے معاملات مین کچہ زیادہ بے چینی نہین دکہائی۔ اور مدت دراز کے صبر وتحمل کے بعد وہابی سلطنت کا استیصال کر دیا۔ اسیطرح جب سلطان نے زیادہ توجہ فرمائی تمام کانٹے نکل جائینگے۔ مگر سلطان مسلمانون کے برخلاف کوئی زبردست جنگی کارروائی کرنا نہین چاہتا وہ مشفقانہ پند ونصائح سے ہی عموماً کام نکالتا ہے اور اخلاقی اثر سے گرویدہ کرنا چاہتا ہے جس مین اُن کے بزرگ اکثر کامیاب ہوتے رہے ہین۔

سلیم کو بچانے چلا آتا تھا۔ اپنے آقائے نعمت سلیم کی لاش دیکھہ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ مگر اُسکو کہا گیا کہ وہ سلطان سلیم کے ماتم مین رہیگا تو شاہزادہ محمود کو بھی ہمیشہ کے لیے کہو دیگا اسلیے فوراً بیرقدار محمود کی بچانے کو چلا ظالم مصطفے نے سلطان سلیم کے ساتھہ ہی اپنے بہائی محمود کے قتل پر بھی قاتل مقرر کردیے مگر محمود خنجر کا ایک ہی زخم کہا کر بہاگ گیا۔ اور ایک محفوظ مکان کے کوٹھے پر چڑھ گیا۔ جہان دشمن نہ پہونچ سکے کہ اتنے مین بیرقدار نے پہونچکر محمود کو بذریعہ سیڑہی نیچے اتار لیا اور تخت نشین کیا اور مصطفے کو قید کردیا جسکی چند ماہ کی حکومت مین نپولین کی پالیسی بدل گئی۔ سلطان سلیم نے انگریزون اور روسیون کے برخلاف نپولین کی شہ سے روسی جنگ شروع کیا تھا اور ابہی چند ماہ پہلے نپولین بمقام فرنگن سٹن بہرے دربار مین کہہ چکا تہا۔ کہ سلطان سلیم کو مجھہ سے وہی تعلق ہے جو داہنے ہاتھہ کو بائین ہاتھہ سے ہے۔ لیکن جون ہی سلطان سلیم معزول اور ترکی فوج نے بغاوت کی وہ ترکی مین نظام جدید کے اجرا سے ناامید ہوگیا۔ اُس نے یقین کرلیا کہ نظام جدید جسکے بغیر سلاطین یورپ سے مقابلہ مشکل ہے جبکہ اس سے ترک اسقدر نفرت کرتے ہین کہ اپنے امیرالمومنین تک کی پروا نہین کرتے اور ایسی سلطنت یورپ مین کبھی قائم نہین رہ سکتی۔ بے وفاؤن کی طرح اس سلطنت کی برخلاف حصے بخرے کرنیکے منصوبون مین شامل ہوگیا۔ کہ جسنے محض اسکی دوستی کے بہروسہ پر انگلستان اور روس سے لڑائی مول لی تہی۔ نپولین بمقام فریڈلینڈ ۱۴ جون ۱۸۰۷ء کو روسی فوج کو سخت شکست دے چکا تہا۔ اور روس عثمانیہ علاقہ مالڈیویا سے فوج واپس منگوا چکا تہا۔ جنگ فریڈلینڈ کے بعد نپولین اور زار روس کی بمقام ٹلسٹ ملاقات ہوئی اور علانیہ عہدنامہ جسمین کچھہ بپاس طعن ترکی کے صوبجات مالڈیویا اور والیشیا کا روسیون سے خالی کرنے کا ذکر تہا ایک خفیہ عہدنامہ دونون بادشاہون مین لکھا گیا جسکے روسے فرانس کو صوبجات۔ بوسینا۔ البانیا۔ اپائرس۔ یونان تیسلی۔ مقدونیہ اور روس کو درواشیا۔ مالڈیویا۔ بلگیریا۔ اور آسٹریا کو سرویا دینے لینے کی تجویز کی گئی۔

نپولین کی اسقدر جلدی ہی پالیسی بدلنے کی بہاری وجہ یہہ تہی کہ وہ روس کی نسبت انگلستان کو فرانس کا تجارتی اور ملکی رقیب جانتا تہا۔ ہندوستان مین فرانسیسی تجارت اور اقتدار انگلستان کے ہاتہہ سے خاک مین مل چکا تہا۔ اسکی مصری فتوحات اور ایشیائی منصوبوں کو انگلستان ہی نے ہمیشہ کے لیے پامال کیا تہا۔ اسی انگلستان کی بگاڑنے کے لیے ترکون کو سبز باغ دکہائے گئے تہے مگر سلطان سلیم کی معزولی اور ترکی فوج بغاوت سے اُسکی یہہ امید کہ کبہی ترک انگلستان کو مشرق مین نیچا دکہا سکین گے جاتی رہی اُسکو ضرورت پڑی کہ روس سے گانٹہہ کر انگلستان کو اکیلا بے یار و مددگار بنا دے اور روس کے منہ مین جب تک ترکی صوبجات کا تر لقمہ نہ ڈال لیتا اور سلطنت عثمانیہ کی مخالفت مین زار روس کا ہم نوالہ بنتا۔ اور روس سے اتحاد مشکل تہا۔ پس خود غرض

مین ناقدرشناس قوم کے ہاتہہ سے سلطان سلیم ثالث ۱۲ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۲۲ھ کو ۱۸ سال اور ۲ ماہ کی سلطنت کے
بعد معزول ہوا بمنافق مفتی کا فتوی سنکر جو بظاہر دوستانہ کلمات کہتے ہوئی اور معموم صورت بنا سلطان کو پاس حاضر ہوا
تہا سلطان سلیم بلا حجت اور بلا کسی اظہار رنجش کے اپنے پرانے مکان مین چلا گیا جہان وہ سلطنت سے پہلے ۲۰ سال تقیم رہا تہا
راستہ مین مصطفی بن عبد الحمید اول ملا جو تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے لیے جا رہا تہا۔ کہ کہا کہ بہائی تخت نشینی مبارک ہو
مینے قدیم فوج کو فنون حرب سے عاطل اور مقابلہ دشمن سے مغلوب دیکھہ کر انتظام ملک اور تقویت دین اور استحکام سلطنت
کے لیے فرنگیون کے جنگی قوانین وضوابط کے موافق جدید فوج تیار کی تہی پرانی فوج نے بغاوت کر کے مجھے معزول
کر دیا۔ اور مین اپنے پرانے گہر جاتا ہون جہان علیحدگی مین زندگی بسر کرون گا۔ تم نے اُن لوگون سے رفق و
ملاطفت اور تدبیر و حکمت سے پیش آنا۔ مگر سلطان مصطفے نے کچہ توجہ سے نہ سنا اور جب سلطان سلیم نے معانقہ کرنا
چاہا تو وہ بہی نہ کیا۔ جب سلیم نظر بندی کے مکان مین داخل ہوا تو وہان شاہزادہ محمود سلطان مصطفے کا بہائی
سلطان سلیم کی حالت دیکہہ کر زار زار رونے لگا سلیم پر بہی رقت طاری ہوگئی اور اس نظر بندی کے زمانے
مین محمود تجربہ کار سلطان سلیم سے سلطنت کے انتظامی امور اور آیندہ کی ضروریات کی تعلیم پاتا رہا۔ جسکا نتیجہ
اس نے اپنے عہد حکومت مین خوب دکہا دیا۔ اور ینیچریون کو جنہون نے صدیون سے سلاطین اور وزرائے سلطنت
کا دم ناک مین کیا ہوا تہا۔ برباد کر دیا۔

سلطان مصطفی چہارم بن سلطان عبد الحمید اوّل

یہ سلطان تیس سال کی عمر مین ۲۹ مئی ۱۸۰۷ء کو تخت نشین ہوا۔ اُس نے وعدہ کیا کہ سلطان سلیم ما تحت نے جو
فرنگیون کا نظام جاری کیا تہا اور جدید فوج ملازم رکہی تہی سب کو موقوف کر دیگا۔ اور جنہون نے اسکو تخت
پر بٹہلا دیا تہا۔ انکی ہاتہہ مین کٹہہ پتلی بن گیا مفتی عطاء اللہ اور قائم مقام موسی پاشا سیاہ و سفید کے مالک بن گئے
ریجک کا پاشا مصطفے بیرقدار اور وزیر اعظم مصطفی پاشا چلبی انکے برخلاف تہے چونکہ اب روسیون سے صلح ہو چکی تہی
اس لیے بیرقدار جو سلطان سلیم کا نمکخوار و وفادار تہا انتقام کے لیے اُٹہہ کہڑا ہوا۔ اور فوج جرار لیکر قسطنطنیہ پہونچ گیا اور
سلطان سلیم کو مکرر سلطان بنانا چاہا۔ سلطان مصطفے نے یہہ خبر سنکر سلطان سلیم اور اپنے بہائی محمود کے قتل
کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ ان دونون عثمانی یادگارون کے قتل ہونے سے وہ اکیلا وارث تخت عثمانیہ رہ جاتا
اور پہر اُسکو معزولی کا کچہ خطرہ نہ تہا۔ سلطان سلیم نماز عصر پڑہ رہا تہا کہ ظالم قاتل اُسکے کمرہ مین پہنچ گئے اور ابہی نماز سے
فارغ نہین ہوا تہا کہ ظالمون نے حملہ کر دیا۔ اور زمین پر پہینکدیا۔ سلطان سلیم جو ایک تنومند جوان تہا شیر کیطرح
اُٹہہ کہڑا ہوا اور بہادرانہ مقابلہ کرتا ہوا گرا جسکو گلا گہونٹ کر شہید کیا گیا۔ بیرقدار جو وفاداری کے جوش مین سلطان

طبیعت کا نتیجہ تھا۔ اس بارہ مین مدبران انگلستان نپولین سے بڑھ کر عاقبت اندیش اور فرزانہ نکلے۔ جنھون نے فرانسیسون کی جگہہ جھٹ پٹ رشتہ اتحاد قائم کرلیا۔

سلطان محمود خان ثانی بن سلطان عبد الحمید خان اول

سنہ ۱۲۲۳ھ ۲۳ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور سلطان مصطفےٰ قید کیا گیا۔ اور مصطفیٰ پاشا بیرقدار نے قاتلان سلطان سلیم کو چن چن کر قتل کرا دیا۔ اور وزیر اعظم بنایا گیا۔ اور نظام جدید کے اجراے کے لیے علما اور ارکان دولت اور سرداران فوج کی کمیٹی کی اور یورپین قوانین حرب کی تعلیم کی ضرورت کو بالتفصیل ظاہر کیا۔ ان لوگون نے اسوقت اسکی تجویز کی تائید کی مگر دل مین ناراض تھے بیرقدار اس منافقانہ رضامندی کو واقعی رضامندی جانکر فوج جدید کی تربیت مین مصروف ہوگیا۔ اور خاص اپنی وفادار ہمراہی فوج کو دار الخلافہ سے رخصت کردیا ینگچری وغیرہ جو نظام جدید کے سخت مخالف تھے وزیر کو علانیہ بازارون مین کافر کہنے لگے اور بیرقدار کے کفر و موت کے اشتہار لکھہ لکھہ کر عام نظر گاہون اور خاص بیرقدار کے مکان کے دروازہ پر لگانے لگے اور آخر اسقدر فساد کیا کہ بیرقدار کے مکان کو آگ لگادی جسمین کہ پاس ہی بارود بہرا تہا۔ بارود کے ساتھہ ہی خیرخواہ سلطنت بہادر وفادار نمک حلال وزیر اعظم مصطفےٰ پاشا بیرقدار بھی اڑ گیا۔ اسکی موت کے ساتھہ ہی اسکا گھربار اور کئی ایک ارکان سلطنت جو نظام جدید کے مؤید تھے قتل و غارت کیے گئے۔ امرا کے علاوہ جس سلطانی مکان بھی جلائے گئے۔ اور اس آتش زدگی سے قسطنطنیہ کا حصہ کثیر جل گیا۔ فوج جدید قتل اور پراگندہ کی گئی۔

وزیر اعظم یوسف پاشا بنایا گیا۔ اور عطاء اللہ آفندی موقوف اور محمد عارف آفندی شیخ الاسلام مقرر کیا گیا۔ سلطان محمود نے مصلحتاً نظام قدیم کی بحالی اور نظام جدید کی موقوفی کا حکم دیدیا سلطان مصطفےٰ نے یہہ حال دیکھکر فوج ینگچری کو بغاوت آمیز اور اپنی بحالی کا خط لکھا جو اتفاقاً علما کے ہاتھہ پڑ گیا۔ جسنے دیگر علما کو دکھانے کو بعد مفتی اعظم کے پیش کردیا جہان بحث و مباحثہ کے بعد یہہ امر قرار پایا کہ جبتک سلطان مصطفےٰ زندہ ہے فتنہ و فساد رہیگا اور سلطان مصیبتین اٹھاتے رہین گے اسکا قتل ضروری ہے اس تجویز کے عرض کرنے کے لیے سنبل آفندی قاضی قسطنطنیہ کو سلطان محمود کی خدمت مین بھیجا جسکا جواب نیک نیت سلطان نے یہہ دیا کہ مین اپنے بھائی کے قتل کا حکم کس طرح دیسکتا ہون جبکہ مین اسکے ہر ایک ارادے کو روک سکتا ہون قاضی کی ہر ایک دلیل کی سلطان محمود تردید کرتا رہا۔ یہانتک کہ قاضی نے حدیث شریف "اذا اجتمع خلیفتان فاقتلوا احدھما" سنائی یہہ حدیث سنکر وہ بیدار سلطان مغموم اور خاموش رہ گیا۔ اور دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ اور کچھہ جواب نہ دیا قاضی یہہ کہکر

نپولین نے نہایت غداری سے اپنے رفیق صادق ترکی کو عین مصیبت کے وقت موت کے منہ مین ڈالدیا۔ یہہ یورپ کے
اس بادشاہ کا اخلاقی نمونہ ہے جو شجاعت اولوالعزمی ہمت و استقلال مین اپنے عہد مین بے نظیر گذرا ہے۔
مگر افسوس کہ یہہ شخص بہی فرنگی خاصہ سے پاک نہ تہا۔ فرانس جو سابق مین کئی دفعہ موقعہ پر ترکی کو ایسی مصیبت
مین ڈال چکا تہا۔ وہی نتیجہ نپولین کی دوستی سے حاصل ہوا۔ اور خدا کی پاک کلام کی صداقت ظاہر ہوگئی
آیۃ کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَدُّوْا
مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا
لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ
بِالْکِتٰبِ کُلِّہٖ ۔ سورۂ آل عمران پارہ چار۔ نپولین کو بہی اس غداری کا بدلہ مل
گیا جب دونون حریص بادشاہون مین مکمل تصفیہ نہوا اور لڑائی کی نوبت پہونچی اور ترکون سے روسیون
نے صلح کرکے یکسوئی حاصل کی تو فرانسیسون کو تن تنہا مقابلہ مین روسی فوج سے سخت نقصان اٹہانا پڑا۔ اور
اسی تاریخ سے نپولین کا زوال شروع ہوا جسکی سزا مین نپولین کو سنیٹ ہلینا مین قید ہونا پڑا۔ اور نپولین
نے جس ترکی کو ناقابل علاج نیم جان مریض تصور کیا تہا۔ اُسیکو آیندہ انگلستان نے ایک مفید آلہ بناکر
مشرق مین اپنے مقبوضات کو خوب مستحکم کرلیا۔ اور عود وہ نیم جان ترکی کہ جسکی تربیت و سلامتی سے نپولین
نے ناامید ہوکر روس کے ساتہہ ملکر خیالی تقسیم بہی کرلی تہی آج یورپ کے جملہ قواعد جنگ سے اعلی تربیت
پاکر یورپ کی کسی سلطنت سے فوج کم نہین رکہتی اور دول عظام مین سے ہر ایک کے ساتہہ خم ٹہوک کر مقابلہ
کرسکتی ہے۔ رہا تمام یورپ کا مقابلہ وہ عام اسلامی اتحاد پر موقوف ہے جس اتحاد کا انجام اُس قادر لایزال
کی قدرت سے بعید نہین کہ جسنے نظام جدید کے دشمن ترکون کو زمانہ حال کے فنون حرب مین ایسا ماہر
کردیا ہے کہ غازی عثمان پاشا شیر پلونا جیسے مدافع اور مارشل ادہم پاشا جیسے فاتح پیدا کردیے
مین ایک نے تو لاکہون روسیون کو معہ اُنکے شاہنشاہ کے مٹہی بہر جماعت کے ساتہہ چہہ ماہ تک محض
مہارت جنگی سے روکے رکہا اور دوسرے نے یونانی فوجون کو ایک ہفتہ کے اندر شکست پر شکست
دیکر تہسلی فتح کرکے یورپ کو دکہا دیا کہ ترک یورپ مین اپنا جنگی وقار قائم رکہنے کی کافی طاقت
رکہتے ہین۔
نپولین جیسا کہ غدار و بیوفا ثابت ہوا ویسا ہی واقعات سے نتائج نکالنے مین خام نکلا۔ اُس کی فراست
و ذکاوت غلط ثابت ہوئی۔ یا یون کہو کہ عام فرانسیسی طبائع کی طرح وہ بہی چہچور اپن سے خالی نہ تہا۔
ترکون مین نظام جدید کے اجرا سے ناامید ہونا۔ اور ترکی کو ناقابل علاج خیال کرلینا۔ نپولین کی جلد باز

اور یہی حال روسیون کا بوسینا کے پاشا کے ہاتھ سے ہوا جسنے روسیون کی زبردست حملہ اور فوج کو نقصان کثیر پہنچا کر
شکست فاش دی۔ مگر افسوس کہ یہہ پاشا بہی اپنی بعض متمردانہ حرکات سے وزیر اعظم کے نزدیک باغی خیال کیا گیا تہا۔
اسی وجہ سے وہ روسیون کا تعاقب کر سکا۔ اور مسلمانون کے نفاق سے روسی فوج بچ گئی۔ یہہ پاشا بعد مین
صفائی ہوجانیکے بعد نہایت وفاداری اور شجاعت سے دشمنون کا مقابلہ کرتا رہا۔ ۱۸۱۰ء کے معرکون مین روسی اگرچہ
کوہ بلقان تک پہنچگئے لیکن ترکون نے آخر دریاے ڈینوب عبور کرکے اور روسیون کو نکال کر ورانیت یا پر قبضہ کر لیا
اور کئی ایک شہر بھی چہین دیکر روسیون کو سخت نقصان پہونچایا۔ یہہ تمام کامیابیان ترکون کے قومی جوش کے سبب سے
تہین اگر عام افسر بہی لائق ہوتے تو ضرور اسوقت ترک اپنے کہوئے ہوے سابقہ علاقہ کو واپس لے سکتے۔ مگر افسرون کی
ناقابلیت کی وجہ سے ایک موقعہ پر تیئس ہزار ترکی فوج نرغہ مین آ گئی اور ہتہیار رکہنے پر مجبور ہوئے ترکون نے اورکئی مقامات
پر کسر نکال لی جبکہ روس اور ترکی کی لڑائی ۱۸۰۹ء مین شروع ہوئی تہی تو اسیوقت فرانس اور آسٹریا کی لڑائی چہڑ گئی تہی۔
زار اسکندر اول نے نپولین کیساتہہ ترکی کے حصے بخرے کا معاہدہ کیا ہوا تہا جو آخر یورپ مین ترکی کے علاوہ ایشیا پر بہی
وسیع کیا گیا۔ بیچارے ترکون کو کوہ طارس سے پرے کے علاقہ مین وہکیل دینے کی خیالی تجویز کی گئی مگر قسطنطنیہ
کا قبضہ زار روس لینا چاہتا تہا۔ کچہہ تو اس سبب سے ان دونون حریص اور مغرور بادشاہون مین اور کچہہ آسٹریا کی لڑائی
کے سبب سے زار اسکندر اول اور نپولین مین بگڑ گئی۔ زار اسکندر اول آسٹریا کا خیر خواہ دلی تہا علاوہ اس کے آسٹریا کے
مغلوب ہونے سے اسکو خطرہ تہا کہ کہین اولوالعزم نپولین روس پر بہی حملہ نہ کردے زار اور نپولین کی دوستی محض
اس لیے تہی کہ زار تو ترکی کا لوالہ ہضم کر سکے اور نپولین انگریزون کو مات دے سکے ورنہ نپولین ترکی کی بربادی
نہین چاہتا تہا چنانچہ اس نے دسمبر ۱۸۰۹ء مین ایک عام مجلس مین زار اسکندر اول کی فتوحات پر اظہار خوشی
کرتے ہوئے صاف کہدیا تہا کہ اب میری حدود سلطنت عثمانیہ سے ملحق ہو گئی ہین۔ اگر باب عالی نے انگلستان
کے مہلک مشورون کو چہوڑ دیا تو اسکی حفاظت کرونگا اور اگر وہ انگلستان کی مکاری اور دغابازی کی دباؤ مین آگیا
تو مین ترکی کو نقصان پہونچاؤنگا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نپولین ترکی کا اسقدر مہیب و رجانی دشمن نہ تہا جس
قدر کہ زار اسکندر اول نپولین تو صرف انگلستان کی صلاح و مشورہ نہ ماننے سے ترکی کا محافظ بن سکتا تہا۔ اور زار روس
بربادی اور صوبجات ترکی کے لیے بغیر کسی طرح راضی ہو سکتا تہا۔ اس لیے ترکی اور روس کی لڑائی چہڑ گئی نپولین
کا آسٹریا سے اعلان جنگ کرنا صاف ظاہر کر رہا تہا کہ آسٹریا کے دوست روس کی مصروفیت سے نپولین فتح آسٹریا کا فائدہ
جنگکے بعد اسکی حدود ایک طرف سلطنت عثمانیہ سے اور دوسری طرف روس سے مل جائینگی۔ اور یہہ اسکا اختیار
ہوگا کہ جسطرف چاہے توجہ مبذول کر سکے۔ زار اسکندر اول کا مقابلہ سلطان محمود نہایت شجاعت اور استقامت
سے کر رہا تہا۔ اور ترکون کا مذہبی جوش کمال درجہ پر موجزن تہا اسلیے زار کو بڑے بڑے معرکون مین ہزیمت

کہ ان السنکوت آقرار سلطان کے پاس سے نکل آیا۔ اور بستانجی باشی کو سلطان مصطفی کے قتل کا حکم سُنا دیا جو چند ماتحتون کو لیکر مصطفی کو مارنے کو چلا سلطان مصطفی یہہ سُنکر فرش مین چھپ گیا۔ اور تلاش کرنے سے نہ ملا۔ آخر اُسکا جوتا فرش کے پاس دیکھا گیا۔ اور فرش کے اُلٹنے سے سلطان مصطفی کو پکڑ لیا اور گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ علما قاضی مکہ کے واپس جانے اور دیر لگانے سے سمجھے کہ سلطان محمود نے اپنے بہائی کے قتل کا حکم نہین دیا وہ سب معہ شیخ الاسلام سلطان کی طرف قتل مصطفی پر زور دینے کے لیے روانہ ہوئے مگر اُنکے پہونچنے سے پہلے ہی سلطان جھروکہ مین سے اپنے بہائی کی مردہ لاش دیکہہ کر رو رہا تہا۔ علما سمجھ گئے کہ مصطفی قتل کیا گیا۔ اس لیے سلطان کو تسلی و تعزیت اور دعائین دیتے چلے گئے یہہ واقعہ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۲۳ھ کا ہے۔ سلطان مصطفی نے ۱۴ ماہ سلطنت کی اور تیس سال عمر پائی۔

سلطان محمود اسکے بعد جدید نظام کا خیال بظاہر چھوڑ دیکر انتظام ملکی مین مصروف ہوگیا مگر اُسنے دل مین ٹہان لیا کہ جبتک مفسد ینگچریون کو تہ تیغ نہ کیا جائے سلطنت کا انتظام اور قیام محال ہے مگر وہ مآل اندیش اور متحمل سلطان موقعہ کا انتظار کرنے لگا اور بالفعل ینگچریون وغیرہ کی تالیف قلوب کرنے لگا۔

روسی محاربہ

انگلستان نار روس اور نپولین کے علانیہ اور خفیہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۷ع کا حال سُنکر ہکا بکا رہ گیا تہا۔ مگر اسنے فوراً ترکی کو گانٹھ لیا اور ۵ جنوری سنہ ۱۸۰۹ع کو ترکی سے صلح کر لی۔ روس اور فرانس نے ہر چند اس صلح مین مزاحمت کی اور دھمکی بہی دی مگر سلطان نے ایک نہ سُنی اور ترکون کا جوش دن بدن بڑہتا گیا۔ کل قوم روس کے ساتہہ لڑائی کا مطالبہ کرنے لگی اور قوم نے فیصلہ کر لیا کہ اب کی دفعہ کسی خود غرض اور مکار دوست کو درمیان مین نہ لایا جاوے صرف اپنی تلوار پر بہروسہ کر لیا جاوے۔ اس لیے ہر ایک فوجی صیغہ مین نہایت مستعدی سے کام شروع ہوگیا اور بیڑہ کی تیاری کا حکم دیا گیا اور چند دنون مین دس جنگی جہاز سب طرح سے لیس ہوگئے سرحدی قلعون مین تازہ فوج روانہ کی گئی۔ گو قوم مین جوش بہت تہا۔ مگر کام لینے والے آپسمین چہری کٹاری ہو رہے تہے چنانچہ دو جرنیلون کی ذاتی مخالفت کے سبب سے ترکون کے دو فریق ہوکر آپسمین ہی لڑنے لگے۔ اس لیے روسیون کو چند فتوحات ہوئین۔

اور ۲۲ اکتوبر کے جنگ تاتاریزا مین ترکون نے بہی روسیون سے خوب بدلہ لیا۔ دوسرے سال سنہ ۱۸۱۰ع مین روسیون نے شوملہ اور ریچک کے حملات متواترہ مین وزیر اعظم کی فوج سے سخت نقصان اُٹہاکر شکست پائی

انکی فوجی طاقت مین کمی نہین آئی تہی گو بعد مین کبہی کبہی مملوک سرکشی کرتے رہے۔ مگر سلطنت عثمانیہ انکو معمولی تنبیہ دیکر اپنی
انتظام کرتی رہی۔ اور مملوکون کی فوجی طاقت بدستور قائم رہی۔ سلطان سلیم ثالث کے عہد مین انہین مملوکون نے انگریزون
کو برخلاف سلطنت عثمانیہ بلایا تہا۔ اور اب بہی ایک طاقتور گروہ موجود تہا۔ محمد علی پاشا جو مقدونیہ کے قصبہ قولہ
مین ۱۷۶۹ء کو پیدا ہوا تہا قوم سے البانوی (ارنووط) تہا جو فوج یوسف پاشا کی ہمراہ فرانسیسیون کو مصر سے
نکالنے آئی تہی اُس مین محمد علی بہی ملازم تہا محاربہ مین محمد علی نے کمال درجہ کی شجاعت دکہائی اور اس کے صلہ ترقی
پائی تہی اور اسی تہور اور شجاعت و تدبیر کے سبب جلدی ہی قائم مقام کے درجہ تک ترقی کر گیا۔ اور ۱۲۱۶
ہجری مین حکومت مصر کا اعلی رکن بن گیا۔ یوسف پاشا کے بعد خسرو پاشا والی مصر ہوا۔ فوج اُسکے مخالف
ہو گئی جسکا سرغنہ بہی محمد علی تہا خسرو پاشا حکومت مصر سے علیحدہ کیا گیا۔ اور طاہر پاشا گورنر مصر ہوا۔
مگر ۲۰ روز کے بعد مفسد فوج کے ہاتھ سے قتل ہوا جسکی جگہہ احمد پاشا والی مدینہ منورہ گورنر کیا گیا۔ مگر عثمانیون
نے اُسکو بہی منظور نہ کیا۔ اور مملوکون کے سردار ابراہیم بیگ کو والی مصر اور محمد علی کو اسکا نائب مقرر کر لیا مگر ابراہیم
بیگ کے قتل کا بہی منصوبہ کیا گیا جسپر وہ جان بچا کر بہاگ گیا۔ اور اسکا تمام گہربار لٹ گیا۔ اب سب مزاحمتون کو
دور کر کے محمد علی ہی اکیلا مالک سیاہ و سفید بن گیا۔ بابعالی نے رشید پاشا حاکم سکندریہ کو والی مصر مقرر کیا جسنے اپنے
جور و ظلم سے لوگون کو ناراض کر دیا۔ اور مظلومون نے محمد علی کو اپنا حامی قرار دیا۔ اور ابراہیم بیگ بہی باغیون
سے آملا۔ کئی ایک خونخوار معرکون کے بعد بابعالی نے محمد علی پاشا کو ولایت جدہ کا فرمان بہیجدیا اور اس طرح اس مادہ
فساد کو مصر سے نکالنا چاہا۔ مگر فوج اور علمار نے اُسکو خود بخود والی مصر مقرر کر دیا۔ اور سلطانی گورنر کو نکالدیا۔ یہہ واقعہ
سنہ ۱۲۲۰ ہجری کا ہے اُسکے بعد مصر مین دو عملی رہی۔ اور بابعالی نے یہہ خبر سنتے ہی دو تین ماہ بعد محمد علی پاشا
کو والی تسلیم کر لیا۔ جسنے کئی ایک فرانسیسی ملازم رکہہ کر اپنی فوج کو یورپین طریقہ پر فنون حرب سکہا کر آراستہ
کیا اور مصر کا قرار واقعی انتظام کر لیا۔ مگر اُسکو مملوکون کی طرف سے برابر خطرہ و اندیشہ لگا رہتا تہا۔ یہانتک کہ
بابعالی نے اُسکو وہابیون کو عرب سے نکالنے پر مقرر کیا۔ اُسوقت اُسکو اندیشہ ہوا کہ کہین اُسکی غیبت مین مملوک مصر مین
فساد برپا نہ کرین چونکہ بالائی مصر مین ابتک اُنکی حکومت اور طاقت موجود اور تعداد کافی تہی اس لیے اُسنے وہابیون کی
لڑائی کا عام اعلان کرتے وقت تمام سرداران مملوک کو فرمان سلطانی سنانے اور حجاز پر فوج کشی کا مشورہ کرنے
کے لیے قاہرہ مین طلب کیا۔ چونکہ وہابیون کی لڑائی درپیش تہی اور حرمین شریفین مین جسقدر وہابیون نے
بے ادبی اور مزارات کی بےحرمتی اور حاجیون سے ظالمانہ بدسلوکی کی تہی اور ہزارون اہل سنت کو جو
تیغ کیا تہا۔ ان خبرون کو سنکر تمام مصری وہابیون کے برخلاف تہے اسلیے مملوکون کو قاہرہ آنے مین کوئی بدگمانی
پیدا نہ ہوئی۔ قاہرہ کے قلعہ مین سب مدعو کیے گئے اور برجون اور خاص خاص جگہون مین محمد علی پاشا نے پہلے

نیچا دیکھنا پڑا۔ اور جس کامل فتح کی امید مین اُسکو خواہین آرہی تہین وہ کافور ہوگئین اُس نے سمجھ لیا کہ ترکی پر فتح تو فاید ہو
لیکن اُدہر آسٹریا کی شکست یقینی اور اس سد سکندری کے ٹوٹنے سے نپولین جیسے فاتح کے دوش بدوش ہوکے
کئی خطرات کا سامنا ہے اس لیے اس نے ۱۸۰۹ء اور ۱۸۱۰ء کچھ فوج آسٹریا کی مدد کو روانہ کی تہی۔ اس باعث اور نیز کئی
ایک امور کے سبب سے دونون مین پورا بگاڑ ہوگیا۔ اور بہادر نپولین ۵ لاکھ جرار فوج لیکر ماسکو دار الخلافہ روس پر
چڑہ گیا۔ روس نے جہٹ پٹ بابعالی سے درخواست صلح کردی اور دریتیا۔ اور مالڈیویا۔ ترکون کے حوالہ
کرکے دریاے پرو ہتہ کو حد حاصل قرار دیدیا نپولین نے ہرچند باب بعالی کو کہا کہ روسیون سے لڑائی جاری رکہنے
کی صورت مین کریمیا وغیرہ صوبجات ترکی کو واپس لائے جائینگے مگر نپولین جو سلطان سلیم جیسے صادق دوست
کی معزولی پر بہی ترکی کی تقسیم مین روس سے شامل ہوگیا تہا اور اُس سے مخفیہ عہدنامہ کرلیا تہا۔ اب کسطرح بابعالی اسکی
باتون مین آسکتا تہا۔ اسمین شک نہین کہ اگر ترک جنگ جاری رکہتے تو اُسکا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوجاتا اس صلح
سے روس کو بہت بڑا فایدہ پہونچا - اور فرانس اور ترکی کو نقصان ہوا۔ اسی فوج نے جو ترکون سے پیچہا چہوڑا کر واپس
گئی تہی نپولین کی ایک حصہ فوج کو تباہ کیا۔ اور اُسکی امیدون پر پانی پہیر دیا۔ اور نپولین کے آیندہ زوال کا باعث ہوا۔
ترکی نے اس معاہدہ سے اپنے سخت دشمن روس کو بچا کر اپنی مشکلات کو بڑہا لیا۔

سُلطان محمود کی مشکلات

اس سلطان کا زمانہ نہایت مشکلات اور مصائب سے بہرا ہوا ہے چنانچہ فوج ینگچری باغی تہی۔ علما متمرد تہے وہابیون
نے تمام ملک عرب پر تسلط کرلیا ہوا تہا۔ مملوکون۔ سربون۔ البانوبون۔ یونانیون۔ دروسعن۔ کردون
شامیون۔ مصریون۔ اور سرکش پاشاؤن کی متواتر بغاوتون سے اندرون ملک مین سخت بدنظمی تہی۔ اور
دول خارجہ پر بہی کچھ اعتماد نہ تہا۔ روس سے سخت خطرہ تہا۔ فرانس سے اندیشہ تہا۔ انگلستان کی دوستی پر اعتماد
نہ تہا مگر ایک سلطان محمود تہا جسنے ان تمام مشکلات کا مقابلہ نہایت بہادرانہ استقلال سے کیا۔ گو بعض مین
ناکامی ہوئی مگر سلطان محمود کی تدبیر و شجاعت پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ ان مین سے چند اہم مہمات
کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مملوکون کی تباہی اور محمد علی پاشا کے ابتدائی حالات

مملوکون کا تاریخی مختصر حال سلطان سلیم اول کے حال مین لکہا جاچکا ہے جب سلطان سلیم اول نے مصر کو مملوکون
سے فتح کیا تہا تو اُس نے مملوکون کو بہی حکومت مین شریک کیا تہا جو مصر کے گورنر عثمانیہ کے ماتحت کام کرتے تہے

یونانی جو روسی سرحد سے دور تھے کچھ زیادہ حرکت کر سکے مگر اندر ہی اندر ترکون سے نفرت بڑہانے کے سامان پیدا
کیے جاتے رہے اور بذریعہ خفیہ مجالس قومی جوش بڑہایا جاتا رہا۔

اول اول نپولین کے مقابلہ کے لیے سلطان سلیم ثالث کے عہد مین عثمانیہ اور روسی بیڑون نے ملکر فرانسیسی بیڑے کو
بحیرہ اندریاتک مین تباہ کیا۔ تو اسوقت روسیون اور یونانیون مین عام تعارف پیدا ہوا۔ اور عام یونانیون پر
روسیون کو اپنی مذہبی ہمدردی کا زیادہ اثر ڈالنے کا موقعہ ملا۔ اُس کے بعد ۱۸۰۰ء مین جب جزائر ایونین
پر روسی اقتدار قائم ہوا۔ تو روسیون کو یونانیون کے ورغلانے کا اور زیادہ موقعہ ملا۔ اور یونانیون کے دلون
مین روسیون کی عظمت اور ترکون سے مخالفت ترقی پذیر ہوتی رہی۔ جبتک کہ نپولین نے روس کو شکست
دیکر پھر ایونین کو دوبارہ نہ لے لیا۔ روسی مورخ یونان مین عثمانیہ مخالفت کا بیج بوتے رہے اس روسی تحریک
اور شاد مذہبی جوش کے علاوہ یونانی سلطنت عثمانیہ کے عام فیاضانہ تعلیم کی اشاعت سے روشن خیال
اور آزادی پسند ہی ہو چلے تھے نپولین کی لڑائیون مین بحیرۂ روم سے فرانسیسی تجارت مٹ چکی تھی اور انکی
جگہہ یونانی تاجرون نے جگہہ لی تھی جنکے جہاز عثمانیہ جھنڈے کے تلے بے خوف وخطر سواحل بحیرۂ روم
مین گشت کرتے پہرتے تھے اس سے یونانی بہت بڑے دولتمند ہو گئے اور دولتمندی کے علاوہ انھون نے
تجارت سے کامل ملاح جہازران ہی بن گئے چنانچہ اُس وقت یونان کے بیس ہزار ملاح فن جہازرانی مین مہارت
تامہ رکھتے تھے۔

سلطان محمد فاتح کے عہد سے انکی مذہبی آزادی برقرار رکھی گئی تھی۔ بطریق اعظم (لاٹ پادری) کو صدیون سے
وہی حقوق عطا تھے جو ترکون کی فتح سے پہلے تھے اس لیے لاٹ پادری ترکون کے برخلاف کارروائی کرنے کی طاقت
ملکی عہدون پر وزارت اور سفارت کی جلیل القدر عہدون تک یونانی مامور تھے۔ عام انتظام وصول محاصل
کا کام یونانیون کے سپرد تھا جس سے عام دیہاتی رعایا پر بجائے ترکون کے یونانیون کا زیادہ اثر تھا نظام
یونانیون کے ایک فوج ملیشا صوبہ یونان مین ترکون نے رکھی ہوئی تھی جس سے یونانیون کی جنگی حرارت
بہی معدوم نہین ہونے پائی تھی یہہ تمام باتین خودمختاری اور بغاوت کے لیے کافی سامان تھے۔ مگر یونانی ابہی کسی
مفید موقعہ کے انتظار مین تھے کہ غدار اور دشمن قوم علی پاشا نے یونانیون کے دلون مین باغیانہ جوش بھر
دیا۔

یہہ علی پاشا محمد علی پاشا کی طرح البانوی اور اپنے زمانہ کے مشاہیر مین سے گذرا ہے افسوس جسطرح کہ یہہ دونون
بہادر مدبر البانوی سردار ابتدا مین سلطنت عثمانیہ کے خیرخواہ رہے مین اسیطرح اگر اخیر مین بہی وفاداری مین
ثابت قدم رہتے تو سلطنت کو بہت کچھ فوائد حاصل ہوتے یہہ علی پاشا ۱۷۵۰ء مین پیدا ہوا۔ اس کا باپ

البانوی سپاہی پوشیدہ بٹہا دیے اور جب نسروالان مملوک جمع ہو گئے دروازہ بند کیے گئے۔ مملوکون پر بندوقون
کے فائر کیے گئے۔ بیچارے مملوک چونکہ بے ہتہیار رہے بندوق و تلوار سے قتل ہونے لگے اور چاشت سے شام تک
یہ وحشیانہ قتل ہوتا رہا اور جسقدر قلعہ مین مملوک دہوکے سے بلائے گئے تہے سب قتل کیے گئے۔ اور جو قلعہ سے
اور دیگر حصص ملک مین تہے حکام نے قتل کرا دیے بارہ سال کی عمر تک کے کل نوکو ہلاک کیے گئے۔ صرف معدودے
چند حبش کو بہاگ گئے اور اسطرح سے اس بہادر اور پرجوش گروہ کا استیصال کیا گیا۔ محمد علی پاشا جو مصر کا خود مختار
سلطان بننا چاہتا تہا اُس نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے مصر کا میدان صاف کر لیا۔ مگر مصر کو بہادرون سے خالی
کر دیا جسکا نتیجہ آج اُسکی اولاد بہگت رہی ہے یہہ واقعہ ماہ صفر ۱۲۲۶ھ کا ہے اس کے بعد محمد علی پاشا نے وہابیون
کے محاربہ کے لیے اپنے بیٹے طوسون پاشا کو روانہ کیا اور پہر خود وہابیون کے مقابلہ پر گیا جسکا حال پہلے لکہا جا
چکا ہے۔

بغاوت یونان

در تمام اندرونی فسادون اور بغاوتون کو تو سلطان نے دبا لیا سرکش پاشاؤن و مفسد سرغنون کو اسیر یا قتل کر دیا
مگر یونان کی بغاوت جب تک کہ صرف یونانیون سے تعلق رکہتی تہی دبائی جاتی رہی اور جب متعصب سلاطین
یورپ نے دخل دیا تو کام بگڑ گیا۔

یونان اگرچہ سلطنت عثمانیہ کے عادلانہ قوانین سے پرامن زندگی بسر کرتے تہے مگر قومی اور مذہبی جوش ضرور اون
مین موجود تہا فطرتاً آزادی اور اپنی قومی سلطنت کی بحالی کی امنگین دلون مین رکہتے تہے یورپ کی زبردست سلطنتین
اٹلی۔ فرانس۔ آسٹریا۔ جرمن۔ ہسپانیہ۔ انگلستان۔ کو یونان سے اختلاف کے سبب زیادہ ہمدردی تہے
(و) سلطنت عثمانیہ کے مقابل کی طاقت بہی نہ رکہتے تہے اس لیے یونان سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کے عہد
سے سلطان احمد ثالث کے عہد تک امن و امان سے رہا۔ مگر جب پیٹر اعظم نے ریشہ دوانیان شروع کین چونکہ یونان
مذہب کلیسیا یونانی کا معتقد تہا۔ اور پیٹر کی اولوالعزمی سے روس گمنامی کے حالت سے نکلکر دول عظام
مین شمار ہونے لگا تو یونان بہی ترک کے دیگر عیسائی صوبجات کی کامیابی دیکہہ کر بغاوت پر آمادہ ہو گیا جسکو
ترکون نے سخت خونریزی کے بعد فرو کر دیا۔ اور پیٹر اعظم کو بہی ذلیل کیا۔ پیٹر اعظم کے بعد ملکہ کیتہرائن
نے جو سب سے زیادہ منچلی اور جوڑ توڑ مین اوستاد تہی بہت بڑے پیمانہ پر سلطنت عثمانیہ کے عیسائیون مین
سازش کا جال پہیلا دیا۔ ہتہیارون۔ روپیہ خرچ سے ہر طرح مدد دیکر عیسائیون کو برانگیختہ کیا۔ یونانیون
کون کی مخالفت کا بیج خوب بو دیا ترک چونکہ عرصہ تک روس سے برابر قول کی لڑائی لڑتے رہے اس لیے

سلطان محمود نے ڈینوب کی طرف تو فوج روانہ کرکے باغیون کا قلع قمع کردیا۔ لیکن یونان مین جبتک خورشید پاشا سرعسکر عثمانی باغی علی پاشا کی مہم سے فارغ نہ ہوا۔ باغیون کا زور بڑہتا گیا۔ چنانچہ یونان کے اکثر شہر یکے بعد دیگرے باغیون نے فتح کرلیے اور مسلمانون کو ہر ایک جگہہ نہایت سنگدلی سے قتل کیا گیا۔ انکی عورتون کو بے حرمت کیا گیا۔ کنواری لڑکیون کی عصمت مین خلل ڈالا گیا معصوم بچون کو قصابون کی طرح ذبح کیا گیا۔ ہزارون عورتون بوڑہون کو نشانہ گولی بنایا گیا۔ یہہ تمام حالات سُنکر قسطنطنیہ مین جوش پھیل گیا۔ اور یونانی باغیون کے مارنے پر مسلمان مستعد ہوگئے مگر شیخ الاسلام نے یہ کہکر "کہ ان بے گناہون کو مارنا اسلام کے برخلاف ہے" بچا لیا۔ ہان قسطنطنیہ کا یونانی بطریق خفیہ سوسائٹی کے تعلق کے جرم مین پھانسی دیا گیا جسپر یونانیون اور یورپ کے باقی عیسائیون کا جوش اور بڑہ گیا۔ خورشید پاشا جب باغی علی پاشا کو قتل کرچکا۔ تو بغاوت یونان کے رفع کرنے پر متعین ہوا جسنے کئی ایک فتوحات سے باغیون کا قافیہ تنگ کردیا۔ مگر یونانیون کے ساتھہ چونکہ جزائر ایونین کے پرجوش عیسائی شامل ہوگئے تھے اور ممالک یورپ سے انگلستان تک کے عیسائی مجاہد باغیون کی مدد پر آگئے تھے۔ اور خورشید پاشا کی فوج متواتر لڑائیون کے سبب سے بہت کم ہوگئی تھی اور جدید ملکی فوج کہانی نہین پہونچ سکتی تھی اس لیے باغیون کا پلڑا بھاری رہنے لگا۔ اور خورشید پاشا خود زخمی ہوکر فوت ہوگیا۔ سلطان محمود نے محمد علی پاشا کو امداد کے لیے لکھا جسنے فوراً اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو ۲۵ ہزار قواعددان فوج اور دو سال کا سامان رسد دیگر ۶۳ جنگی جہازون کے ساتھہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۲۴ع کو روانہ یونان کیا جسنے پہلے تو کریٹ کے باغیون کو مغلوب کیا۔ اور پھر ترکی بیڑے کے ساتھہ ملکر مجمع الجزائر کے باغیون کی بحری طاقت کو معدوم کردیا۔ اور پھر ابراہیم پاشا بارہ ہزار قواعددان فوج کے ساتھہ موریا مین داخل ہوگیا۔ اور یونانیون کو شکست فاش دی۔ اور ناوارینو وغیرہ مشہور مقامات چند ماہ مین فتح کرلیے۔ ابراہیم پاشا کے داخلہ موریا کے وقت ہی رشید پاشا وزیر اعظم ترکی بھی شمالی یونان مین داخل ہوگیا تہا جسنے قلعہ مسولانگی کو مصری فوج کی مدد سے سخت معرکہ کے بعد فتح کرلیا۔ محمد علی پاشا نے اور گیارہ ہزار فوج مصر سے روانہ کی تہی۔ ابراہیم پاشا نے موریا کو اور رشید پاشا نے یونان کے مشہور شہر ایتھنز کو فتح کرلیا۔ اور سنہ ۱۸۲۷ع کی وسط تک خشکی اور سمندر پر باغیون کی طاقت ہر ایک جگہہ تقریباً معدوم ہوگئی۔ اور باغیون کی قطعی پامالی مین کوئی شک نہ رہا تہا۔ کہ تین عیسائی سلطنتین۔ روس۔ انگلستان فرانس۔ باغیون کی حمایت پر میدان مین نکل آئین۔ اور سلطان کو فتح سے فائدہ نہ اٹھانے دیا۔

ان چھہ سالون کی بغاوت یونان مین زار سکندر اول تواس واسطے خاموش رہا کہ ابتدا مین تین

قزاقی کرتا تھا۔ اور علی نے بھی وہی آبائی پیشہ اختیار کیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کی ملازمت اختیار کرنے کے بعد خود سر
زمینداروں اور علاقہ اپائرس کے قزاقوں کی بیخ کنی مین عمدہ کام کیا۔ اور سلطنت سے مورد اکرام ہوا۔ یونان کی لڑائی
سنہ ۱۷۸۷ء مین بھی خوب شجاعت دکھائی آسٹریا کی لڑائی مین بھی اپنی بہادری کے صلہ مین پاشا کے مدرجہ تک ترقی
کر گیا اور تھسلی اور یونان کے قزاقون اور سرکشون کا بھی قرار واقعی انتظام کیا۔ ریاست وینس کی بربادی پر جب
بحیرۂ ایڈریاٹک کے مشرقی سواحل فرانس کو ملے تو اُس نے موقعہ پا کر قصبہ بٹرنٹو اور بندر پرتولیسا کو فتح کر لیا سنہ ۱۸۰۳ء
مین ایک سیمی کوہستانی قبیلہ سولیان کو تباہ کر کے سلطنت عثمانیہ کے ایک قدیمی زبردست دشمن کو تباہ کیا اور متعدد قبیلے
کے قزاقون کا بھی یہی حال کیا۔ اس دولتمند پاشا نے سنہ ۱۸۱۹ء مین قصبہ پرجا انگریزون سے خرید لیا جنکے ساتھ
اُنکی گہری دوستی تھی ان تمام کامیابیون پر اترا کر علی پاشا خود سری کا دم بھرنے لگا۔ اور فرانس اور انگلستان
سے اپنے علیحدہ تعلقات قائم کرنے لگا سلطنت نے عام مشکلات دیکھ کر جو ایشیا اور افریقہ مین زیادہ ظہور مین آ رہی
تھین۔ اور دار الخلافہ سے دور ہونے کے سبب جلد دور نہین ہو سکتی تھین۔ علی پاشا نے خراج اور فوجی کمک دینے سے
بھی انکار کر دیا۔ اسپر وہ باغی قرار دیکر خورشید پاشا کو فوج جرار دیکر خشکی کی طرف سے اور امیر البحر نے سمندر کی طرف سے
حملہ کیا ایسے وقت مین علی پاشا نے انگلستان سے مدد کی درخواست کی جس نے اپنی جبلی عادت کے مطابق کمزور
اور زوال پذیر دوست سے منہ پھیر لیا علی پاشا نے جو ایک متلون شخص تھا اب عیسائی رعایا کو بھڑکانا شروع کیا اور
سلطان کا ایک جعلی فرمان اس مضمون کا مشتہر کر دیا، کہ عنقریب تمام عیسائی سلطانی حکم سے قتل کیے جائینگے،،
یہ سنکر یونانی جو پہلے ہی بھرے بیٹھے تھے بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اور تمام عیسائی ترکون کے مقابلہ پر کھڑے
ہو گئے اس نمک حرام کو تو کئی لڑائیون کے بعد قتل کیا گیا جسکا سر کاٹ کر دار الخلافہ کے آق میدان مین
ناظرین کی عبرت کا باعث بنایا گیا لیکن جن عیسائیون کو اُسنے بغاوت کا سبق پڑھایا تھا۔ وہ اسلام کے لیے
سخت خطرناک ثابت ہوئے اس بغاوت کا اثر صرف یونان تک ہی محدود نہ رہا تھا۔ بلکہ جہان جہان یونانی موجود
تھے وہین خفیہ مجلسین قائم کی گئین اس خفیہ سوسائٹی نے اپنی علیحدہ خفیہ زبان پوشیدہ علامتین اور پیراہن
و پوشش و دیگر رسوم مقرر کر رکھی تھین اسکے ممبرون کے سات درجے تھے اخیر مین ان سے قسم لیجاتی تھی " کہ
مین اپنے مذہب اور وطن کے لیے لڑونگا " ان لوگون نے روپیہ نہایت فیاضی سے چندہ مین دیا۔
اور اسی چندہ سے ایک بیڑہ جہازات بھی تیار کر لیا۔ مارچ سنہ ۱۸۲۱ء کو پطراف کی اسقف اعظم نے عام
اعلان کر دیا " کہ صلیب کی بادشاہی کا وقت آگیا ہے " اور چند دنون مین اس پادری جرمانوس کی
ماتحت دس ہزار باغی جمع ہو گئے اور دیہات ملحقہ کے مسلمانون کو تہ تیغ کر دیا یہ بغاوت ایک ہی مقررہ تاریخ
کی گئی تھی۔ چنانچہ یونان ولاخیا۔ مالڈیویا مین علم بغاوت بلند کر کے ایک ہی دن مسلمانون کو ذبح کرنا شروع کیا

خاص رسوخ و نفوذ تہا۔ اب نپولین کی قید سے تمام خدشے جاتے رہے اور یورپین سلاطین مین سے کوئی بہی مشرق
مین انگلستان کا مد مقابل نہ تہا۔ اور ہندوستان کے مرہٹہ اور ٹیپو سلطان جیسے متعدد اور مدبر مخالف فنا ہو چکے
اور جلیل القدر راجاؤن اور نوابون نے انگلستان کی شاہنشاہی کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا تہا ہندوستان کی
شاہنشاہی ہی خود سلطنت عثمانیہ سے کم نہ تہی۔ بس اب انگلستان زر و دولت کے علاوہ وسعت ممالک مین بہت
بڑہ گیا تہا۔ اسکو مشرق مین زمانہ گذشتہ کیطرح اب سلطان کی کچہ پرواہ نہ تہی اور سلطان اندرونی اور بیرونی مشکلات
مین بہی مبتلا تہا اور دن بدن کمزور ہوا جاتا تہا۔ اس لیے مذہبی تعصب قدیمی رفاقت کے حقوق وفاداری
پر غالب آگیا۔ علاوہ اُس کے انگلستان کے اس جد و جہد کی ایک اور پولیٹیکل وجہ بہی تہی اسکو اب سلطان
کی دوستی کی صرف اس لیے ضرورت تہی کہ ہندوستان کے رستہ مین مشکلات واقعہ نہ ہون اور بحیرہ روم
اور قلزم مین کوئی بحری طاقت مزاحمت کرنے کے قابل نہ رہے۔ محمد علی پاشا نے فرانسیسی معلمون اور انجینیرز
کے ذریعہ اپنی بحری طاقت کو خوب مضبوط کر لیا تہا۔ اور اسکا بیڑا یونان اور مجمع الجزائر کے متفقہ بیڑے کو
تباہ کر کے یورپ مین اپنی بحری مہارت کی دہاک بٹہا چکا تہا۔ عثمانیہ بیڑا اُس کے علاوہ تہا جس سے بہی راہ
رستہ ہندوستان کے بارہ مین خطرہ تہا۔ پس انگلستان اپنی ذاتی اغراض کے لیے مصری اور ترکی بیڑے
کی طاقت معدوم کرنا چاہتا تہا تاکہ اُس کے رستہ مین کوئی رکاوٹ نہ رہے اور ہندوستان کے علاوہ وہ بہی
مصر مین بہی کچہ حقوق حاصل کر لے۔ محمد علی کی طرف سے انگلستان کو بہت خطرہ تہا یہی جوانمرد تہا جسنے انگریزون
کو اسکندریہ سے نکالا تہا۔ اُسکی فوج یورپین طرز پر قواعد دان اور آراستہ تہی اور ایشیا مین وہ وہابیون کے معرکہ
مین اپنی شجاعت کا سکہ بٹہا چکا تہا۔ اور بغاوت یونان مین یورپ کے اندر بہی اُسکی فوجین اپنی مہارت
جنگی کے جوہر دکہا چکی تہین۔ پس اس نو دولت پر جوش بہادر عقلمند سے انگلستان کو ویسا ہی خطرہ تہا جیسا
کہ نپولین سے اس لیے محمد علی پاشا کی بربادی کے لیے ہمیشہ انگلستان منصوبہ سوچتا رہتا تہا۔ جو
خوش قسمتی سے بغاوت یونان مین اُس کے ہاتہ لگا۔ گو انگلستان کی بحری طاقت بہت مضبوط
تہی لیکن اکیلے اُسکو حوصلہ نہ پڑا۔ کہ مصری اور ترکی بیڑے سے مقابلہ کرے اور دوم اس غرض سے کہ
دیگر سلاطین یورپ خصوصًا روس کچہہ مزاحمت نہ کرے عیسائیون کی امداد و ہمدردی کا طوفان بپا
کیا گیا۔ اور اپنی پولیٹیکل غرض کو یونان کی آزادی کے ارادہ مین مخلوط کیا گیا اور ترکون کے جور و ظلم
اور یونانیون کی قدیم عظمت کے فسانہ سنا کر یورپ کو برانگیختہ کیا گیا۔ یہہ ایسا جادو تہا جسکا اثر انگلستان
فرانس و روس مین کارگر ہوا۔ اور اسیطرح تین سلطنتون نے متفق ہو کر عثمانیہ اور مصری بیڑے کو بغیر کسی عہد شکنی
کے برباد کیا۔ روس پر ہمین کوئی افسوس نہین وہ ترکی کا جانی دشمن اور رقیب تہا مگر انگلستان جو انکا ... اور

باغی کامیاب ہوتے رہے اور کل یونان پر قابض ہو گئے - سلائق افسرون اور روپیہ کی امداد روس سے برابر پہنچتی رہی اور انگلستان جو ترکی کی دوستی کا دم مارتا تھا وہ بہی کچھ اسی خیال سے کہ باغی بہ تعداد کثیر کامیابی سے مقابلہ کر رہے ہین اور انگریزی مجاہد جان و مال سے باغیون کا حوصلہ بڑہا رہے ہین - اور زیادہ تر اس خیال سے کہ یونان جو روس کا ہم مذہب ہے زار روس کی حمایت مین آجائے فرانس کا بادشاہ جو نپولین کے بعد تخت نشین ہوا تھا - انگریزون کا دست گرفتہ تہا - وہ اکیلا کچھ بہی نہ کر سکتا تہا - بظاہر یونانیون سے علیحدگی ظاہر کرتے رہے - ورنہ سکندر اول زار روس یا انگلستان کو ترکون سے کوئی ہمدردی نہ تہی مگر جون ہی مصری فوج نے باغیون کا قلع قمع کرنا شروع کیا اور بغاوت کو دبا لیا - تو تینون سلطنتین کہلم کہلا ترکی کے مخالف ہو گئین اور ابراہیم پاشا جسنے فتح یونان کے وقت فوج مین نہایت ضبط رکہا تہا - اور کسی قسم کا جور و ظلم نہین ہونے دیا تہا اسپر ملک کی بربادی کا الزام لگایا گیا - جب ثبوت مین کوئی واقعہ نہ ملا تو اور کئی الزامات لگائے گئے جسکا جواب بامعانی معقول تیار تہا - جب کوئی بہانہ مداخلت نہ ملا تو موجودہ جنگ کو اپنے تجارتی فوائد کے لیے ضرر رسان بتا کر روکنا ضروری بیان کیا اور خواہ مخواہ بلا اعلان جنگ دول ثلاثہ کے بیڑے بندر ناوارینو مین اسلامی بیڑے پر حملہ آور ہوئے جبکہ ابراہیم پاشا ناوارینو مین موجود تہا ترک جو لڑائی کے لیے تیار نہ تہے گہبرا گئے - لیکن پہر بہی چار گہنٹہ تک مردانہ مقابلہ کرتے رہے - جب تمام جہاز تباہ ہو گئے تو طاہر پاشا ترکی امیر البحر تو دشمن کے جہازون کے حلقہ کے درمیان سے صاف بچ کر نکل گیا اور قسطنطنیہ اس حادثہ کی خبر جا پہونچائی - اس فریبانہ جنگ مین مسلمانون کا بہت نقصان ہوا چنانچہ صرف مصری ملاح چھ ہزار قتل ہوئے تہے اور انگلستان کی مہربانی سے اسیطرح عثمانیہ بیڑا تباہ ہو گیا اور یونان کی آزادی کا سلطان سے مطالبہ کیا جسکو کہ غیور سلطان نے نہ مانا جب تک کہ روسی دو سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ایڈریانوپل نہ پہونچ گئی جسکا ذکر آگے کیا جائے گا -

انگلستان کی پالیسی

عیسائی رعایا کی علانیہ امداد پر انگلستان کا اسطرح مقابلہ پر آنا بلکہ خود زار کے پاس جنے وزیر ڈیوک آف ولنگٹن کو سینٹ پیٹرز برگ روانہ کرنا اور باغیون کی امداد مین سب سے بڑہ کر جوش دکہانے کا یہہ پہلا واقعہ ہے اور اس سے بعد جو سلطنت عثمانیہ مین دول یورپ ملک قطع برید کے لیے دخل دیتی رہین اور نقصان پہونچاتے رہے اسکا بانی اور موجد بہی انگلستان ہے - اس [illegible] انگلستان ترکی کی ہوا خواہی کا دم بہرتا رہا - یا ثالث بالخیر بنکر توسط کرتا رہا تو اسکی غرض بہاری [illegible] اسکا قدیمی رقیب فرانس پوری طاقت کے ساتہ جیتا جاگتا - اور مشرق مین انگلستان کی اغراض کو نقصان پہونچانے کے واسطے ہر وقت مستعد تہا - اور مشرق مین جو اسلامی ملک تہا اس مین سلطان ترکی کا

کسقدر مشکلات پیش آئین نظام جدید کی تکمیل کیجائے چنانچہ اس غرض کے لیے اُس نے شیخ الاسلام بہی قاضی زادہ
طاہر آفندی کو مقرر کیا جو سلطان کا ہم خیال تہا وزیر اعظم سلیم پاشا بہی اس اصلاح کا دل سے مؤید تہا۔
اور اہم عہدون پر بہی وفادار امرا مقرر کیے گئے۔ ینگچریون کا آغا حسین آفندی مقرر ہوا جسپر کہ سلطان کو بہت کچھ بہروسہ
تہا سب سے بڑھ کر سلطان نے توپخانہ کا چارج ابراہیم کے سپرد کیا جو سلطان کا وفادار ملازم اور ینگچریون کا جانی دشمن
تہا۔ اور اس مطلب کے لیے چودہ ہزار توپچی خاص قسطنطنیہ مین جمع کر لیے اور متعدد اور مناسب موقعون پر توپین رکہی
گئین۔ علاوہ اس کے ایشیا کی وفادار سپاہ کو سکودرہ مین جمع رکہا گیا۔ ان تمام انتظامون سے فارغ ہو کر سلطان
نے سنہ ۱۲۴۱ھ مطابق سنہ ۱۸۲۶ع کو انتظام جدید کو شروع کر دیا اور شیخ الاسلام کے مکان پر وزیر اعظم نے ملکی اور
جنگی عہدہ دارون کی مجلس منعقد کی اور فرمان سلطانی بڑھ کر سنایا جسمین سابقہ جاہ وجلال اور عظمت وشوکت
دکہا کر موجودہ کمزوری وزوال کا باعث جدید فوجی نظام کا نہ ہونا بتایا گیا۔ اور ینگچری فوج کی عام بے انتظامی اور سرکشی
کا ذکر کیا۔ فرمان کے سنانے کے بعد خود سلیم پاشا نے ایک مفصل تقریر مین موجودہ فوج کی بدنظمی۔ اور عیسائیون
کی چیرہ دستی کے حالات سنا کر حاضرین کو شرم دلایا۔ اور اس شرمناک حالت سے نکلنے کی مندرجہ ذیل تجاویز
پیش کین۔

(۱) ینگچریون کے حقوق صرف انہین لوگون تک محدود رہین گے جو اب تک زندہ ہین۔ جو شخص مر جائے اسکی
اسامی تخفیف کی جائے گی۔

(۲) ینگچریون کی ۱۹۶ پلٹنین ہین ہر ایک پلٹن سے ڈیڑھ ڈیڑھ سو آدمی منتخب کر کے فرنگستانی فنون جنگ اور
قواعد سکہلائے جائین۔

(۳) آیندہ ترقی باضابطہ ہوا کرے۔ سفارش وغیرہ کا کچھ لحاظ نہ رکہا جائے۔

(۴) فوجی ملازمون کو عمدہ اور نمایان خدمات کے صلہ مین علیحدہ پنشن بہی دی جایا کرے گی۔

جملہ حاضرین نے باتفاق ان تجاویز کو منظور کیا۔ اور تمام ملکی اور جنگی افسرون کے دستخط کرائے گئے شیخ الاسلام نے
فتوی جاری کر دیا کہ جو شخص ان احکام کی مخالفت کرے گا یا فساد برپا کرنے کی کوشش کرے گا اُسکو سخت سزا
دیجائے گی۔ اس تجویز سے سلطان نے اب آیندہ مخالفت کرنے والون کے لیے ایک شرعی اور قانونی حجت
ہاتھ مین لے لی مگر یہ ینگچری بہلا کب ماننے والے تہے اس جلسہ سے تیسرے روز ہی فساد پر آمادہ ہو گئے اور وزیر اعظم
شیخ الاسلام اور اپنے آقا کے مکانات لوٹ لیے اور رات بہر شرابین پیتے رہے۔ افسوس کہ یورپین وضع اور فنون
حربیہ کو تو کفر جانتے تہے اور مے خوری اور بدکاری کو حلال مانتے تہے یہ ہے جہالت و تعصب جس سے کہ
مسلمان نفع اور ضرر مین تمیز نہ کر سکے اور ذلیل ہو گئے۔ وزیر اعظم نے بہاگ کر سلطان کو خبر دی جو پہلے ہی

راستی کا ہمیشہ مدعی رہا ہے۔ مورخین افسوس کرتے رہیں گے سلطان نے کبھی اسکی مشرقی فتوحات مین کوئی رکاوٹ نہین ڈالی ہی اور اسکو ہمیشہ تجارتی اور پولیٹیکل مراعات دیتا رہا۔ ملکہ ایلیزبتھ کے عہد مین جبکہ انگلستان ابھی شیر خوار بچہ تہا۔ اور وہ ترکی کے مقابل کوئی حقیقت نرکہتا تہا۔ فرانس جیسی زبردست سلطنت اور صدیونکے رفیق کے علی الرغم انگلستان نے پاؤن سلطنت عثمانیہ مین جما دیے تہے اور ہمیشہ اُسکے مشورون کو بنظر وقعت دیکھتا رہا اور اسکی عزت یورپ مین بڑہاتا رہا۔ آج وہی انگلستان روس سے بڑہ کر مخالفت مین حصہ لیتا ہے۔ یہہ ہے یورپ کی دوستی جس نے ایشیا کے سادہ لوح طبائع کو ہمیشہ مضطرب رکہا ہے۔

ینگچریون کا قتل

نظام جدید کا خیال تو سلطان سلیم کے عہد مین پیدا ہوا تہا۔ اور یورپین طریقہ پر جدید فوج بہی بہرتی ہونے لگی تہی۔ جو ینگچریون کی جہالت اور بعض ارکان دولت کی شرارت کے سبب کم گئی اور سلطان سلیم ثالث اسی جرم مین ناقدر شناس قوم کے ہاتہہ سے معزول اور پہر مقتول ہوا تہا سلطان محمود کو سلطان سلیم ثالث نے زمانہ نظربندی مین ان تمام ضرورتون سے آگاہ کر دیا تہا۔ کہ جن سے ترقی ملک و ملت متصور تہی۔ سلطان محمود نے بہی آغاز سلطنت مین چاہا کہ یورپ کے آئین جنگی کو رواج دے مگر مفسد ینگچریون نے متعصب اور بے سمجہ علما کے بہکانے سے جو اس نظم جدید کو تشبہ بالکفار جانتے تہے عام بلوہ کر دیا جسمین بیر قدار جیسے خیر خواہ روشن دماغ وزیر اعظم کے علاوہ اور کئی ارکین سلطنت آگ اور تلوار کی نذر ہوگئے اور اصلاح مذکور ترک کرنی پڑی۔ ینگچری فوج گو مذہبی جوش مین سرشار تہی اور وہ عیسائیون کے سخت دشمن تہے اور کبہی وہ یورپ کے لیے سوہان جان ہی تہی مگر اب عرصہ سے اُسکا نکما پن ظاہر ہو چکا تہا۔ تمرد و سرکشی کے علاوہ جو سلاطین اور وزرا اور دیگر افسرون کی عدول حکمی کرتے رہتے تہے۔ وہ یورپ کی فوج نظام کے مقابلہ مین کئی دفعہ شکستین پا چکے تہے۔ حالانکہ تعداد مین کچھ کمی نہ تہی۔ سامان جنگ بافراط ہوتا تہا۔ قومی جوش بہی برقرار تہا۔ مگر صرف قواعد جنگی کے نہ جاننے سے ہزارون مسلمان ہلاک ہوتے رہیے۔ اور عیسائی پیرہ دست اور سلطنت عثمانیہ متاصل ہوتی رہی۔ سلطان محمود کے عہد مین ہی جہان کہین لڑائی ہوئی اس ینگچری فوج نے سوائے جاہلانہ جوش کے کوئی مفید کارروائی نہ کی بغاوت یونان مین مین ہزارہا جانین تلف ہوگئیے لیکن بغاوت فرو نہ ہوسکی۔ اور سلطان کو ایک ماتحت صوبہ سے درخواست امداد کرکے اپنی کمزوری کو دنیا پر ظاہر کرنا پڑا۔ اور مصری قواعد دان فوج نے یونان پہونچتے ہی لڑائی کا نقشہ بدل دیا۔ اور باغیون کو تلوار کے آگے رکہ لیا۔ اور جو کام کہ سلاطین عثمانیہ نہین کرسکتی تہی وہ اُن کا ایک باجگذار پاشا نہایت عمدگی سے سرانجام کر سکا۔ اس لیے عالی ہمت سلطان نے ارادہ کر لیا کہ خواہ

لیکن بعد مین اُسکی اولاد ضرور کامیاب ہوتی رہی جنگ کریمیا مین بہادر عمر پاشا کی ماتحت نوا عدد ان فوج نے ڈینوب کے معرکون مین کچھ کم شجاعت نہین دکہائی۔ اور روسیون کی صدیون کی اپنی فوج کو چنے چبا کر عثمانیہ فوجی عظمت کو تازہ کر دیا محاربہ روم و روس ۱۸۷۷ء مین گو آخر روسیون کا پلہ بھاری رہا مگر غازی عثمان پاشا نے مٹھی بھر جماعت کے ساتھ محض مہارت جنگی اور قوانین حرب کی عمدہ تعلیم و تجربہ کے سبب میدان پلونا پر لاکھون روسیون کو صرف روکا ہی نہین بلکہ چند ماہ تک نقصان کثیر کے ساتھ شکستین دیتا رہا۔ اگر خود زار نہ پہونچ جاتا اور تمام روسی فوج کو اسی ایک عثمانی شیر کے مقابلہ پر خرچ نہ کرتا تو ولی عہد تک تمام روسی جرنیل ناقابل ثابت ہو چکے تھے۔

اس فن حرب کی عمدگی کی بدولت ادہم پاشا نے یونان کو ایک ہفتہ کے اندر رسیدہ کر لیا اور اسی جنگی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج یورپ کی بڑی بڑی سلطنتین تن تنہا سلطان کے عساکر منصورہ کے مقابلہ سے جی چراتی ہین۔ اس لیے اس اصلاح کا سہرا سلطان محمود کے سر پر ہے اور وہ ہر طرح آل عثمان کے چیدہ اور نامور سلاطین مین شمار ہونے کا مستحق ہے۔

جنگ روس

سلطان محمود جو اپنے عہد کے ۱۸ سال متواتر کوششون کے بعد کامیاب ہوا تھا اب ہمہ تن فوجی تیاری مین مصروف ہو گیا۔ اپنا کل وقت ہمت طاقت فوجی انتظام پر خرچ کرنی شروع کی ۱۸۲۶ء کے ختم ہونے سے پہلے ہی اُس نے تیس ہزار فوج یورپین طریقہ پر قائم کر لی۔ اور دوسرے برس وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تیار کر چکا عزم رکہتا تھا اسکا ارادہ تھا کہ وہ جدید طریقہ پر اڑہائی لاکھ فوج تیار کرے اگر اسے مہلت ملتی تو ضرور کامیاب ہو جاتا کیونکہ اصلاح کی مخالفت ینگچری فنا ہو چکے تھے متمرد سرکش پاشا قتل کیے گئے تھے وہابی اور مملوک برباد ہو گئے تھے یونان کے باغی گو برسر فساد تھے مگر فاتح ابراہیم پاشا اور رشید پاشا یونان کے حصہ کثیر پر قابض تھے اس لیے اب سلطان محمود کو فوج کی درستی اور بحری مین کوئی مزاحمت نہ تھی بقول عیسائی مورخین اگر سلطان محمود کو چند سال تک اطمینان کے ساتھ فوجی انتظام کی درستی کا موقعہ ملتا تو ضرور وہ اسقدر فوج تیار کر سکتا کہ روس یا کسی اور دشمن سے اسکو خطرہ نہ تہا مگر روس نے جب دیکھا کہ سابقہ پر جوش ینگچری خود سلطان اپنے ہاتھ سے تباہ کر چکا ہے۔ اور جدید فوج مین زیادہ تر نوجوان لڑکے ہین۔ اور وہ بھی ابہی نو آموز اسلیے اس موقعہ کو جنگ کے لیے مفید خیال کیا۔ اور ینگچریان کی بربادی سے دو ماہ بعد ہی سلطان پر مطالبات کا زور ڈالکر جنگ کا بہانہ ڈھونڈنے لگا۔

باغیان یونان کا بیڑا انگلستان نے ۱۸۲۶ء سے اٹھایا ہوا تھا۔ اور ترکی سے باغیون کو مراعات دلانے

تیار بیٹھا تھا۔ اسنے فوراً نخق شریف کے نکالنے کا حکم دیدیا۔ شیخ الاسلام کے فتویٰ کے مطابق ینگچری باغی تو تھے ہی۔ مسلمان جوق در جوق لوائے محمدی کے نکلتے ہی ینگچریون کے برخلاف ہتھیار اٹھا کر امیر المومنین کے گرد جمع ہونے لگے۔ ادہر توپخانہ باسفرس کی محافظ فوج اور ایشیا کے سپاہی اور وفادار فوج جمع ہونے لگی ۱۵ جون ۱۸۲۶ء کی صبح کو جب باغی ینگچری محل سلطانی اور اتمیدان کی طرف بڑھنے لگے ابراہیم نے گولون کی بوچھاڑ شروع کردی۔ اور ہونا شروع کیا۔ باغی توپخانہ کا مقابلہ نکرسکے اور آتمیدان کو ہٹ گئے۔ جہان کچھ عرصہ ثابت قدمی سے لڑتے رہے مگر توپون نے باغیون کو یہان سے ہی نکالدیا اور بہاگ کر اپنے بارکون مین پناہ گزین ہوئے۔ جہان نہین از دہائے آتشین نے متواتر گولہ باری سے ینگچریون کو معہ بارکون کے اڑادیا۔ اور ایکسے ہی ینگچری زندہ نہ جانے دیا۔ اور اس حادثہ مین دس ہزار ینگچری مارے گئے۔ اور قسطنطنیہ اس مفسد گروہ سے صاف ہوگیا۔ اس حادثہ مین لوائے محمدی علیہ الصلوٰۃ السلام مدبر اور دوراندیش سلطان نے خود شیخ الاسلام کے ہاتھ مین دیا تھا۔ جسکے گرد پچاس ہزار مسلمان جمع ہوگئے وزیر سلیم پاشا ساتھ تھا۔ اور سلطان جھروکہ مین سے نظارہ کرتا تھا۔ اسکے بعد سلطان نے علمار کو بلاکر ان مقتول سلاطین عثمانیہ کے کپڑے دکھائے۔ جو ان سرکش ینگچریون کے ہاتھ سے وقتاً فوقتاً تیغ ظلم سے قتل ہوتے رہے تھے۔ اور ان مظلوم سلاطین کے قصاص کے بارہ مین فتویٰ طلب کیا۔ جواب ملا کہ ہر ایک سلطان کے خون کے بدلے ہزارون باغیون کا قتل جائز ہے بس سلطانی حکم تمام ممالک محروسہ کے ینگچریون کے قتل مین صادر کیا گیا۔ اسطرح جہان کہین ینگچری تھے سلطنت عثمانیہ کے ہر ایک صوبہ مین قتل کیئے گئے۔ اور اسیطرح تین ماہ کے عرصہ مین چالیس ہزار ینگچری ہلاک کیئے گئے۔ اور ایک ایسے زبردست گروہ کو جو خود غرضی اور جہالت کے سبب سے سلاطین آل عثمان کے لیے مارآستین بن رہا تھا۔ اور کوئی مفید اور اصلاحون کو ہونے نہین دیتا تھا۔ اور سلطنت کی بربادی کے سامان مہیا کرتا تھا۔ ہمیشہ کیلئے معدوم کیا گیا۔ اور آیندہ سلاطین کی زندگی کو ان درندون کے ہاتھ سے بچا یا گیا۔ اور حاجی بکطاش کے طریقہ کے تین پیران طریقت کو پھانسی دیا گیا۔ جو ینگچریون کے حامی تھے۔

سلطان نے فرمان جاری کرکے ینگچری فوج کا نام سلطانی دفتر سے محو کردیا اور جدید فوج کا نام عساکر منصورہ رکھا سپہ سالار حسین پاشا بنایا گیا۔ یوریپین وردی فوج کو دی گئی عمامہ کی جگہ ترکی ٹوپی پہنائی گئی۔ اور نئی فوج یوریپین نظام کے موافق بھرتی کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور آیندہ ترقی کا میدان صاف کیا گیا۔ سلطان محمود کو کوئی اور بھاری فتح نہ کرسکا بلکہ یونان کی آزادی کے سے سلطنت کا ایک حصہ کم ہوگیا مگر جدید نظام کی اصلاح کی خدمت اس نے ایسی کی کہ باوجود دیگر ناکامیابیون کے وہ عثمانیہ خاندان کا لائق مدبر اولو العزم سلطان شمار ہوتا ہے۔ اگرچہ یورپ کے نیک نیت سلاطین نے سلطان محمود کو اس مفید اور عالی شان درخت اصلاح کا پہل کہانے ندیا

اور باوجودیکہ عدم مداخلت یونان کا وعدہ کرچکا تہا - اور اسی وعدہ کی بدولت معاہدہ آق کرمان مین صرف کاغذی دباؤ سے ہی بہت کچہ فائدے حاصل کرلیے تہے -

لیکن خودغرض زار نکلس نے وعدہ خلافی کرکے ترکی کے برخلاف سرتوڑ جنگی تیاریان شروع کردین اسکو یقین تہا کہ سلطان ڈرکر مقابلہ پر نہ آئیگا - لیکن سلطان محمود نے جو بیشمار مشکلات مین مبتلا تہا - اور جکی مشکلات کو دیکہکر اسباب پرست لوگ ترکی کی بربادی کا اس دفعہ کامل یقین کرچکے تہے - مقابلہ پر کہڑا ہوگیا - ۴۸ ہزار قواعددان فوج کے علاوہ ایک لاکہہ فوج جاگیرداران اور مجاہدین کی مقابلہ روس پر روانہ کی گئی - افسوس کہ عام مسلمانون نے اصلاحات کی مخالفت کے سبب اس ضروری جنگ مین سلطان کا ساتہہ سرگرمی سے نہ دیا - مگر مقابلہ پر یورپ مین سلطان نے ایک لاکہہ ۵۰ ہزار اور ایشیا مین ۲۴ ہزار قواعددان فوج روانہ کی باوجود اس قلیل فوج کے ترکون نے بہادرانہ مقابلہ کیا سلسٹریا کے محاصرہ مین روسیون کو شکست ہوئی - اور تریلہ کے معرکہ مین فتح پائی -

اور دریائے ڈینوب سے اتر کر وارنہ کا محاصرہ کیا گیا - اور خود زار نکلس ہی کمان لینے کے لیے میدان جنگ مین پہونچ گیا - اور شوملہ کی فتح کے لیے روانہ ہوا - عثمانیہ سپہ سالار حسین پاشا نے باوجود قلیل فوج کے روسی جرنیل اڈیگر کو شکست دیکر ہٹا دیا اور ادہر سے ناامید ہوکر وارنہ کے محاصرہ پر زور دیا گیا اور خود یہان زار موجود تہا فوج کے دل بڑہا رہا تہا - ترکی امیر البحر نہایت شجاعت سے جان پر کہیل کر روسی جہازون کے حلقہ مین سے بزور شمشیر گذر کر وارنہ رسد پہونچانے مین کامیاب ہوگیا - اور وزیر اعظم بہی بیس ہزار فوج مدد کے لیے لے کر آرہا تہا - کہ نمکحرام یوسف پاشا نائب وارنہ نے بطمع زر شہر روسیون کے حوالہ کردیا - اور خود زار کے پاس چلا گیا - جسنے اس غداری کے عوض مین اسکو کریمیا مین بیش بہا جاگیر دیدی - اور سلیم پاشا وزیر اعظم مدد نہ پہونچانے اور وارنہ فتح ہوجانے کے جرم مین معزول اور جلاوطن کیا گیا - اور عزت پاشا وزیر اعظم ہوا -

یورپ مین دونون فریق مساوی رہے روسیون نے وارنہ فتح کیا - تو ترکون نے شوملہ اور سلسٹریا سے مار کر روسیون کو ہٹا دیا - ایشیا مین جہان قواعددان افسر اور فوج بہت کم تہی نتیجہ برعکس رہا - اور بحیرہ اسود کے شرقی ساحل کے بندر اناپہ اور پوٹی - قارص فتح ہوگئے - اور قصبہ اخالتز کی ترپن ہزار ترکون کو شکست دیکر ایشیاء کوچک کا راستہ صاف کرلیا -

یورپین میدان کی ناکامیابی کی نوبت ملنے کے لئے زار نے ۱۸۲۹ء مین سابق سپہ سالار کو معزول کرکے جدید سپہ سالار مقرر کیا جسنے رشید پاشا کو ایک سخت خونخوار جنگ کے بعد شوملہ کو ہٹا دیا - اور رشید پاشا نے شوملہ بچانے کے لیے کوہ بلقان کی محافظ فوج کو بہی شوملہ بلا لیا - اور بلقان کے درے بے حفاظت رہگئے روسی سپہ سالار دس ہزار فوج شوملہ کے مقابل چہوڑکر اور رشید پاشا کو محاصرہ کے دہوکہ مین ڈال کر کوہ بلقان عبور

کی ناکام کوشش کر چکا تہا۔
انگلستان کی یہ کوشش اسلیے ہی تہی کہ جزائر یونین کی قربت اور ہمسائگی کے سبب وہ یونان مین اپنا اڈا جمانا چاہتا تہا اور یہی وجہ تہی کہ کسی سلطنت نے اُسوقت انگلستان کا ساتہہ نہ دیا۔ مگر جب زار سکندر اول دسمبر ۱۸۲۵ء مین مرگیا۔ اور اُس کا چھوٹا بھائی زار نکلس اول تخت نشین ہوا۔ تو وہ جوانی کی ترنگ اور فتوحات کی امنگ مین اپنے ہم مذہب عیسائیون کی حمایت کی آڑ مین ترکی کے برخلاف کہڑا ہوگیا۔ انگلستان خود اسی موقعہ کو چاہتا تہا وہ جھٹ روس سے مل گیا اور اُس کے مطالبون کی تائید کرنے لگا۔

معاہدۂ آق کرمان اور روسیون کی بدعہدی

زار روس معاہدہ تجارت کے چند مہمل الفاظ کا مطالبہ کرنے لگا اور فوجی تیاریون مین مصروف ہو گیا سلطان محمود جو پرانی فوج کو اپنے ہاتہہ سے ضائع کر چکا تہا۔ اور جدید فوج نوآموز اور بہت قلیل تہی اس لیے مصلحت وقت کے موافق مطالبات ماننے پر مجبور ہوگیا۔ عیسائی صوبجات ولشیا اور مالڈیویا کی رعایا کو کئی ایک رعائتین دی گئین اور روسی نگرانی کو تسلیم کیا گیا۔ اسی طرح کئی ایک مضر شرائط سلطان کو ماننی پڑین اور در پردہ یونان مین عدم مداخلت کا وعدہ کیا گیا۔
گو روس نے ایک قطرۂ خون گرائے بغیر محض باتون ہی باتون مین وہ تمام فوائد حاصل کر لیے جو سکندر اول کو ہزارون جانین اور کروڑون روپے خرچ کرنے سے ہی حاصل نہ ہوئے تہے مگر انگلستان کا الو سیدھا نہ ہوا اس لیے اُس نے یونان کی حمایت مین سرگرمی دکہا کر بدعہد روس کو پہر اپنے ساتہہ لیا۔ پہر دیگر سلاطین کو یونان کو آزادی دلانے کی ترغیب دینے لگا۔ فرانس کے سوا جو اُس کے اشارے پر چلتا تہا اور کسی سلطنت نے ساتہہ نہ دیا اس لیے۔ روس انگلستان۔ فرانس کے متفقہ بیڑے نے یونان کے بندرگاہ ناوارینو پر مصری اور ترکی بیڑے کو بالکل پامال کر دیا جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ مگر یونان کے اندرونی ملک پر ترکون کا قبضہ بدستور موجود تہا۔ اور سلطان دول ثلاثہ کی درخواست آزادی یونان کو نہین مانتا تہا۔
سلطان محمود کے پاس جنگی بیڑا تو کوئی تہا ہی نہین۔ اور بخلاف اس کے روسیون کے پاس بحیرہ اسود اور بحیرہ روم مین ضرورت سے زیادہ جہازات تہے۔ سلطان کے پاس بری فوج بہی کم تہی سابقہ فوج ہلاک کی گئی۔ اور جدید ابہی تیار نہ ہوئی تہی۔ جدید اصلاحات کے سبب علاقہ کے نادان مسلمان سلطان محمود سے نفرت کرتے تہے اور اُن سے کسی مدد کے ملنے کی امید نہین ہوسکتی تہی ان تمام واقعات پر خیال کرکے زار نکلس اول نے اپنے قدیم دشمن کی پامالی کا اس سے بہتر اور کوئی موقعہ نہ دیکہا۔

صوبہ کی آمدنی کے علاوہ فرانس کو اپنی گرہ سے بھی کچھ دینا پڑتا ہے مگر کچھ ہو دولاکھ مربع میل کا رقبہ سلطنت عثمانیہ سے جدا ہو گیا ہے۔

محمد علی پاشا کی بغاوت

محمد علی پاشا کی قومی اور ملکی خدمات کا ذکر وہابیون اور یونانیون کے محاربات مین لکھا جا چکا ہے اپنے آقا امیرالمومنین کے برخلاف باغیانہ افعال کو وہ بہادرانہ ہی کیون نہ تھے مگر ہماری اس کتاب کے نفس مضمون سے خارج ہین اور اور ایک مسلمان منصف ایسے حالات لکھنے اور سننے سے بغیر افسوس کیے نہین رہ سکتا۔

مگر ہم ان حالات کو بطور اختصار صرف اس لیے لکھتے ہین کہ ناظرین کتاب پر سلاطین یورپ کی پالیسی جو وہ مسلمانون سے برتتے رہے ہین واضح ہو جائے اور سلطنت عثمانیہ کے مشکلات کا اندازہ ہو سکے۔

محمد علی پاشا جو ابتدا مین ہی سینہ زوری سے والی مصر گیا تھا۔ اور باب عالی نے مجبوراً اسکو اپنا جائز گورنر تسلیم کیا تھا اپنی انتظامی لیاقت اور خاص شجاعت سے دن بدن بڑھتا گیا۔ یورپین اصول پر فوج جدید بھرتی کر لی جس فوج نے وہ وہ کام کیے جو خاص سلطانی فوج نہ دے سکی تھی۔ وہابی جو ۷۵ سال سے عرب مین کوس لمن الملکی بجا رہے تھے وہ اسی قواعددان فوج کے ہاتھون سے تباہ ہوئے اور سلطانی سکہ بٹھایا گیا۔ یونان مین جو کام عثمانیہ فوج تین سال مین نہین کر سکی تھی وہ کام محمد علی کی فوج نے چند ماہ مین کر دکھایا۔ ان واقعات سے محمد علی کو عثمانیہ فوج کا ناکارہ پن معلوم ہو گیا اور سلطانی رعب اُس کے دل سے اُٹھ گیا۔ مشہور علی پاشا اور سلیمان پاشا حاکم بغداد وغیرہ کے خودمختارانہ مقابلون نے بھی محمد علی کے دل مین خیال آزادی پیدا کیا یہ تمام پاشا کوئی معقول برجستہ فوج نہ رکھتے تھے اسلیے سلطانی فوج کے ہاتھون مقہور ہو گئے مگر محمد علی کی فوج اس نقص سے خالی بلکہ عثمانیہ فوج سے برتر و عالی تھی۔ علاوہ اس خیال کے اُس نے دیکھ لیا تھا کہ باوجود اس کافی اور معقول امداد کے یونان کو سلطان قابو مین نہین رکھ سکا اور صدیون کا مطیع فرمان صوبہ آزاد ہو گیا۔ اور الجزائر کا خالص اسلامی صوبہ بغیر جنگ و جدل فرانس کے قبضہ مین چلا گیا۔ اور سلطان کمزوری کے سبب کچھ بھی نہین کر سکتا جابر روس سلطنت عثمانیہ کے ابتدائی دارالسلطنۃ ایڈریانوپل مین نشان فتح گاڑ چکا اور ذلیل شرائط منوا چکا اور چند زرخیز صوبون سے سلطانی تسلط اُٹھا ہے اور الجزائر کی فتح کے ساتھ ہی فرانس عربونکی نام ترکون سے آزادی دلانے کا اشتہار دے چکا ہے اور ان مشکلات مین عیسائی ہی نہین بلکہ خود مسلمان رعایا بھی اصلاحات جدیدہ کے سبب سلطان کو کافر تک کہنے مین دریغ نہین کرتی اور بوسینا۔ اور البانیہ کے پرجوش مسلمان سلطان کی مخالفت مین جم کر لڑ رہے ہین عام رعایا سلطان کی کسی تجویز کی دل سے تائید نہین کرتی

کر گیا اور محض فاتحانہ رعب سے ایڈریانوپل جیسے شہر میں جس میں ایک لاکھ باشندون کے علاوہ دس ہزار سلطانی فوج بھی
موجود تھی بیس ہزار فوج کے ساتھ قابض ہوگیا۔ اور بغیر اس کے کہ روسی فوج کی حقیقت اور جمعیت کو معلوم کیا جائے
سفرائے دول نے جو ہمیشہ ایسے موقعوں پر ترکی کو ڈرا دھمکا کر عیسائیون کے فائدہ کے خیال سے مخالف کے شرائط
کے ماننے کا دوستانہ مشورہ دیا کرتے تھے اس دفعہ بھی وزرائے سلطنت اور سلطان کو سمجھانے لگے کہ سلطنت کا
فائدہ اسی مین ہے کہ صلح کی جائے نالائق بابعالی بھی اصلیت سے بے خبر تھا سلطان بہ زور دینے لگا ہرچند سلطان
نے انکار کیا۔ مگر جب دیکھا کہ ارکین سلطنت مین سے کوئی بھی اسکی تائید نہین کرتا۔ تو مجبوراً التوائے جنگ کے لیے
وکلائے روسی کیمپ مین روانہ کیے گئے۔

اور انگلستان اور پرشیا کی وساطت سے عہدنامہ ۱۴ ستمبر ۱۸۲۹ع پر فریقین کے دستخط ہوگئے۔ اس عہدنامہ
کے رو سے والیشیا اور مالڈیویا۔ سرویا مین سلطان کا اقتدار نہ رہا۔ اور روسی اقتدار وہان جم گیا۔
قلیل مقدار کا خراج تجویز ہوا مسلمانون کو ڈیڑھ سال کے اندر اپنی املاک فروخت کر کے ہجرت کر جانیکا حکم دیا گیا۔
ایشیا کے فتوحات مین بندر۔ انا پہ۔ پوٹی۔ اخالت۔ زک۔ وغیرہ روسیون کے پاس رہے اور دریائے
ڈینوب کے دہانہ کے جزائر بھی روسیون نے لیلیئے بحیرۂ اسود مین روسیون کو جہازرانی کی اجازت
دی گئی اور بھی کئی ایک رعائتین حاصل کی گئین۔ اور پچاس ہزار پونڈ تاوان جنگ مقرر ہوا۔ اس شکست کے بعد
سلطان محمود نے جو ابتک یونان کو اندرونی انتظام مین ہی خودمختاری نہین مانتا تھا بہ ہزار رنج و غم آزاد تسلیم کرنا
پڑا۔ جو آج انہین نیک نیت دول کی بدولت سلطان محمود کے پوتے سے خم ٹھونک کر میدان مین نکل چکا ہے
اور سزا پا چکا ہے اور باوجود شکست کے دول یورپ کی مہربانی سے تہسلی ہضم کر چکا۔ اور کریٹ کی فکر مین ہے۔

الجزائر پر فرانسیسی قبضہ

نپولین کی قید کے بعد فرانسیسی اقتدار بحیرۂ روم سے معدوم ہوگیا تھا۔ اور انگریز مجمع الجزائر پر قابض اور اسٹریا
وینس اور اٹلی جینوا پر متصرف تھی انگریزون کا یونان کے نوخیز دولت پر غالب آجانا ممکن تھا اور روسی عہدنامہ
ایڈریانوپل سے بہت کچھ فائدے اٹھا چکے تھے مگر فرانس کو ان تمام تگ و دو مین کچھ نہ ملا اس لیے۔ اس کے
منہ مین پانی بھر آیا۔ اور کمزور ترکی کے علاقہ پر تنزلہ گرایا۔ ترکی کے ماتحت صوبہ الجزائر پر ۴ جنوری سنہ ۱۸۳۰ع
کو حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اور سلطان بعد مسافت اور بحری کمزوری کے سبب کچھ نہ کر سکا وہان کی غیور باشندے
دیر تک مقابلہ کرتے رہے اور محب قوم عبدالقادر آزادی ملک کے لیے فرانسیسیون کو کچھنے چباتا رہا اور گو اس غاصبانہ
قبضہ کو قریباً پون صدی گذر گئی ہے لیکن وہان کے باشندے ابھی پوری طور سے مطیع نہین ہوئے اور اس زرخیز

ابراہیم نے اپنی زبردست توپخانہ کی مدد سے زک دی سلطان نے رشید پاشا کو ساٹھہ ہزار فوج دیکر روانہ کیا جو قلیل
مگر قواعددان مصری فوج اور جری اور تجربہ کار ابراہیم پاشا کے ہاتھہ چند گھنٹون کی لڑائی کے بعد بمقام قونیہ قید
ہوگیا۔ اور اس وزیر اعظم کے قید ہونے کے بعد ابراہیم کے لیے ایشائے کوچک کے منتہائی مقام اسکودرہ پہنچنے
مین کوئی رکاوٹ نہی۔ اگرچہ رشید پاشا کی باقیماندہ فوج ابراہیم سے ملگئی تہی اور اس سے سلطان محمود سے لوگون کی عام
ناخوشی ظاہر ہوتی تہی۔ مگر خود آل عثمان کی یادگار سلطان محمود کی جگہہ ایک لباونی نودولت کا قسطنطنیہ پر تسلط جمانا
محض خیال ہی خیال تہا۔ رہی وزارت کا خیال وہ خود مختار حکومت مصر و سوڈان۔ نوبہ۔ حجاز اور جدید اور مقبوضہ
علاقہ کو چھوڑکر وزارت عثمانیہ کو جو ہستر دن مالا تہی۔ اور محمد علی سے زیادہ لائق اور بہادر بیٹیون فندلکے سر قلم
کراچکے تہی کسطرح پسند کرتا تہا۔ بہرحال وہ عثمانیہ سلطنت کے ایشیائی علاقہ کو ڈبوچنا چاہتا تہا۔

اور یہی امر زار روس کو جو دو دفعہ قبل ازین ترکون کو ایشیا مین شکست دیکر آمدہ میدان کے لیے اس علاقہ کو ایک
مفید جولانگاہ تصور کرچکا تہا۔ اور ادہر ابرون تک وسی تلوار کی چمک دکہا چکا تہا اسکو محمد علی جیسے پرجوش بہادر
فاتح مسلمان کی یکامیابیان سنکر بوسیدہ اور کمزور سلطنت کی جگہہ ایک جوان دولت اور ضروریات زمانہ سے واقف
زبردست پالیٹیشن کی سفارت سخت ناگوار گذری اُس نے یقین کرلیا کہ محمد علی جسنے خلیج عمان واقعہ ایشیا سے لیکر
بحیرۂ اٹلانٹک واقعہ یورپ تک اور خط استوا سے لیکر آبنائی باسفورس تک اپنی بہادری کے دماک بٹہادی
ہے اسلامی اتحاد کا باعث ہوکر روسی مطالب کے حصول مین سد راہ ہوا اس لیے ان ذاتی اغراض کے خیال
سے سلطان محمود کی خدمتمین فوجی امداد پیش کی۔ اور محمد علی کی قومی بغاوت نے غیور سلطان کو اس درخواست کے
ماننے پر مجبور کردیا۔

فرانس جو ابتک محمد علی کا مشیر اور خیرخواہ تہا اور جسکی فوج مین فرانسیسی بہ تعداد کثیر ملازم تہے اور انہین فرانسیسیون کے
ذریعہ اُس نے اپنی فوج کو قواعد اور فنون جنگ سکہلائے تہے اور محمد علی کی کامیابیان دیکہہ دیکہہ کر سلطنت عثمانیہ کے
کے زوال اخیر کے متوقع بیٹہے تہے روسی امداد کے پیش کرنے سے چونک گئے اور سمجہ گئے کہ اب محمد علی کی کامیابی
پر جو فرانسیسی مطالب البتہ تہے وہ تو حاصل ہونے سے رہے سلطنت عثمانیہ کے حدود سے بہی ہاتھ دہونا پڑیگا پڑے
گا۔ اور روسی اقتدار کے بڑہنے سے فرانسیسی دال نہین گلنے گی۔ اور اسی بہانہ سے روس ڈار ڈیلز سے
بے خوف وخطر نکلکر بحیرۂ روم کا مالک اور سلطنت عثمانیہ کی بعیدی صوبجات واقعہ افریقیہ پر ایک نہ ایک دن
متصرف ہوجائے گا۔ جہان الجزائر کے قبضہ سے اُسکو ٹیونس اور طرابلس غرب وغیرہ پر آسانی سے
قابض ہونے کی قوی امید ہوگئی تہی۔ اُن اغراض نے فرانس کو بہی بہ تقلید روس سلطان کی خدمت
مین امداد پیش کرنے پر مجبور کردیا۔ رہا انگلستان اول تو اُسکو روس کی مداخلت ترکی کے لیے ہی

ان حالات پر غور کرنے سے اسکو اپنی سلطنت وسیع کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اس نے دل مین ٹھان لیا کہ قبل اس کے کہ ایشیائی صوبجات پر کوئی اور یورپین سلطنت قبضہ جمائے مین خود ہی بسم اللہ کردون۔ یہہ غدر لنگ کہ عبد اللہ پاشا گورنر عکا اور محمد علی پاشا کی ذاتی مخالفت کے سبب جو چند کا افتکار ان مصر کے شام چلے جانے کے سبب زیادہ بڑھ گئی تھی محمد علی نے شام پر حملہ کردیا بالکل فضول ہے ان شکایت کا انتظام باب عالی کی معرفت ہو سکتا تھا اور ماتحت صوبون کے ہر ایک معاملہ متنازعہ کا فیصلہ سلطان کے اختیار مین تھا بلا اطلاع سلطان شام پر فوج کشی کرتا سلطانی اختیارات کو ملیا میٹ کرنا اور اپنے آپ کو آزاد خود مختار تصور کرنا تھا۔ پس شام کی فوج کشی کے وہی اسباب ہو سکتے ہین جو ہمنے اوپر درج کردیے ہین ہان یہہ فوج کشی ملک اور قوم خصوصًا سلطنت عثمانیہ کے لیے سخت مضر تھی۔ اسلام مین بغاوت ایک قابل غفر جرم ہے جسکا ارتکاب محمد علی سے ہوا۔ اس شرعی جرم کے ذیل مین بے وفائی نمک حرامی غداری سب کچھ سما سکتی ہے۔ اگر محمد علی جیسا کہ ابتدا مین خیر خواہ سلطنت تھا اسیطرح رہتا تو سلطان محمود جدید اصلاحات مین کامیاب ہوجاتا اور سلطنت یورپ کی دست اندازیون سے کسی قدر بچ جاتی۔

مگر محمد علی نے قوم غداری کے میدان مین قدم رکھکر سلطنت کی مشکلات کو اور زیادہ بڑھا دیا۔ مگر منتقم حقیقی نے اسکی تیسری پشت مین ہی اس بے وفائی کا پھل دیدیا جس اولاد کی موروثی سلطنت کے لیے اس نے نمک حرامی کا داغ بدنامی اٹھا کر امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین سے مقابلہ کیا اور ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان بہا کر خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بنا تھا وہی اولاد آج مسلمان سلطان کی جگہہ ایک غیر مسلم کے سامنے بے دست و پا ہو رہی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یورپ کی پالیسی

محمد علی پاشا جسکا بہادر بیٹا ابراہیم اور قواعد دان فوج بغاوت یونان مین اپنی شجاعت اور انتظامی قابلیت کا سکہ یورپ مین بٹھا چکا تھا ۱۸۳۲ء مین تیس ہزار فوج لے کر شام پر حملہ آور ہوا۔ غزہ۔ یافا۔ حیفا۔ کو فتح کرتا ہوا عکا کا محاصرہ کیا۔ اور کئی ہفتون کے بعد عبد اللہ پاشا نے تنگ سے مایوس ہوکر شہر حوالہ کردیا اور عبد اللہ قید کرکے محمد علی کے پاس مصر بھیجدیا۔ اور دمشق کے قریب ہان کے گورنر علی پاشا کو شکست دیکر دمشق پر قابض ہوگیا۔ اور پیش قدمی کرتا ہوا حمص پہونچا جہان محمد پاشا کی بیس ہزار فوج کو خونخوار معرکہ کے بعد شکست فاش دی اور کل سامان جنگ وغیرہ کے علاوہ پانچ ہزار قیدی بھی ہاتھ آئے۔

یہ اطلاع پاتے ہی سلطان محمود نے ۳۶ ہزار فوج حسین پاشا کو دیکر روانہ کیا جسکو انطاکیہ کے نواح مین

روسی مداخلت سے فرانس اور انگلستان سخت گھبرا گئے تھے۔ اور انکی گھبراہٹ حق بجانب ہی تھی۔ سلطان کی نیم رضامندی کی حالت میں ہی روس نے دس ہزار فوج اسکودرہ میں اتار دی اور ۲۴ ہزار فوج دریائے پروتھ سے عبور کر آئی روس کا اس قدر سرعت سے ترکی میں فوج بھیجنا اور باسفرس پر قبضہ کر لینے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے مصری فوج کے فاتح سپہ سالار ابراہیم پاشا کو جتلا دیا ہے کہ ایشیا کے حدود سے آگے یورپ میں تم قدم نہیں رکھ سکتے ترکی کا یورپین علاقہ عیسائی شاہنشاہ روس کا حق ہے۔ اس خیالی تقسیم نے ہی فرانس اور انگلستان کو چونکا دیا۔ اور انہوں نے روسی امداد اور مداخلت کے نقصان جتا کر محمد علی کے مطالبات ماننے پر سلطان کو رضامند کر لیا۔ اور سلطان نے ۵ مئی ۱۸۳۳ء کو دمشق حلب عکا محمد علی کو دینا منظور کر لیا اور جنگ ختم ہو ودول ثلاثہ کی دوستانہ امداد اور مشورے سے ترکی کو کوئی فائدہ نہ پہونچا۔ ان خود غرض دوستوں نے زرخیز ایشیائی صوبہ باغی کو دلا دیے اور خود بھی خالی نہ رہے روس نے اور پولیٹیکل فوائد کے علاوہ قاف کا علاقہ دبا لیا اور باسفرس میں اپنا استحقاق جما لیا۔ فرانس نے الجزائر کے ناجائز غصب کو اور انگلستان نے عدن کے مخالفانہ قبضہ کو شیر مادر بنا لیا۔ اور ترکی کو جسکی حفاظت کے لیے نفع دیا گیا تھا مضمحل کر دیا۔

سلطان محمود نے محمد علی سے فارغ ہو کر کئی جوان افسر فوجی تعلیم کے لیے یورپ کے ملکوں کو روانہ کیے اور اندرونی انتظام ملک میں مشغول ہو گیا۔ محکمہ پولیس مقرر کیا گیا۔ سڑکوں کی تعمیر شروع ہو گئی۔ مگر پھر محمد علی نے رکاوٹ پیدا کر دی اور سابقہ کامیابیوں سے دلیر ہو کر اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار مقدس سے ترکی پہرہ اٹھا دیا اور اپنا پہرہ بٹھلا دیا۔ اور خراج دینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ یہ حرکت حقوق خلافت کے منافی اور عرب سے سلطنت عثمانیہ کے اکھاڑنے کی صریح نشانی تھی اس لیے سلطان نے جون ۱۸۳۹ء کو محمد علی کو باغی قرار دیکر حملہ کا حکم دیدیا۔ امیر البحر احمد فیض تو ۳۶ جہازات کا سالم بیڑا لے کر محمد علی سے جا ملا اور یہی حشر محمد پاشا سر عسکر عثمانی کا خشکی کی لڑائی میں ابراہیم کے مقابلہ پر ہوا ترکی فوج کی کئی پلٹنیں اور رسالے بطمع زر مصری فوج سے جا ملے مگر اس شکست کی خبر پہونچنے سے پہلے ہی سلطان محمود ۱۹ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو ۵۵ سال کی عمر اور ۳۲ سال کی حکومت کے بعد فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان عبد المجید بن سلطان محمود خان

سلطان محمود خان کے بعد اسکا بڑا بیٹا سلطان عبد المجید خان ۱۶ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اور تمام انتظام خسرو پاشا وزیر اعظم کے سپرد کر دیا۔ اور مشکلات پر خیال کر کے محمد علی کی حکومت کو موروثی طور

مضر معلوم نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ اس حریص و لالچی سلطنت کے ارادون سے جو پیٹر اعظم کے وقت سے انگریزی مقبوضات ایشیا کے برخلاف رکہتی آتی تھی بخوبی واقف تھے اور اس مخلت کی تہ مین سلطنت عثمانیہ کی بربادی کے ساتھہ ہی ہندوستان کے رستہ کو مخدوش اور انگلستان کی اغراض کا معدوم ہونا خیال کرتے تھے۔

اسکے علاوہ وہ محمد علی کی ترقی کو بہی انگلستان کے مطالب مقاصد کے منافی جانتے تھے اسی محمد علی نے انگریزون کو اسکندریہ سے نکالا تہا اور فرانسیسیون کو فوج مین رکہہ کر فرانس کو بہ نسبت انگلستان اچھا جانتا تہا۔

محمد علی کی جہازی طاقت اور بری فوج قواعددان سے انگریزون کو سخت کھٹکا ہورہا تہا۔ عدن کا قبضہ جو وہان کے شیخ سے انگریزون نے بلا منظوری سلطان دہوکے سے لیا تہا اسکی مزاحمت اسی مال اندیش محمد علی نے کی تہی اور عمل وارث اور مالک سلطان کی طرف سے معمولی اعتراض کرنے کی جرأت ہی نہ ہوئی تہی۔ ایک مصر کی گورنری انگلستان کے لیے کئی مشکلات کا باعث ہورہی تہی شام اور حجاز کی حکومت سے جسکا محمد علی مدعی تہا۔ ہندوستان کے رستہ مین اور مصیبتین برپا ہوجاتین۔ اور زیادہ طاقت ہونے سے یہ اولوالعزم شاید انگریزون کے لیے اور کیا کیا آفت برپا کرتا۔ پس ان پولیٹیکل اغراض نے انگلستان کو محمد علی کے برخلاف اور سلطان کی مدد پر ہتہیار اٹہانے پر مجبور کیا۔ ورنہ ان تینون سلطنتون مین سے کوئی بہی سلطنت عثمانیہ کی خیرخواہی کے لیے میدان مین نہ آتی وہ جانتی تہی کہ سلطنت عثمانیہ کا ایک نہ ایک دن زوال پذیر ہونا لازمی ہے جسکے زوال پر دول یورپ کو ہی فائدہ پہنچ جائیگا۔ مگر محمد علی کی جدید سلطنت کا توڑنا آسان نہین ہوگا۔

محمد علی کی بغاوت مین ان سلاطین کا دخل دینا ان وجوہات سے تہا جو اوپر بیان کی گئین ہین۔ اس کے عہد پر مین دست اندازی کا ترکی عموماً میدان تہ۔ اور وقتاً فوقتاً ترکی کو نقصان پہونچتا رہا۔ ان تمام شکستون کا الزام سلطان محمود پر نہین آسکتا۔ اس کے مجرم خدا اور رسول کے سامنے وہ متعصب علما تہے جنہون نے اسلام کو اس قدر تنگ خیال اور محدود تصور کرلیا ہوا تہا کہ محض قوانین جنگ اور وردی کی تبدیلی سے ایک شخص نے بیدار مغز سلطان کو کافر و بدعتی رو در رو کہدیا تہا۔ اور عام ملک اور فوج مین سلطان کی نفرت اور مخالفت بڑہائی تہی اور فوج کو ناکارہ بنادیا جسکا نتیجہ آج یہہ نکلا کہ ایک ماتحت صوبہ کے مقابلہ پر بہی ٹہیرنا مشکل ہوگیا۔ اور وہ وزیر اعظم جو یورپ کی لڑائیون اور بغاوتون مین بہت کچھہ نام پاچکا تہا۔ اسی نکمی فوج کی بدولت قید ہوکر مصر پہونچ گیا۔

افسوس کہ سلطان محمود نے انہین اصلاحات کے اجرا کے لیے رستہ نکالنے کے واسطے روس سے ذلیل شرائط پر پیچھا چھوڑایا تہا۔ مگر محمد علی روس سے بہی زیادہ دشمن ثابت ہوا اس نے اصلاحات کو ہی نہ روکا بلکہ یورپ کو دخل و دست اندازی کرنے کا حوصلہ دیا اور سلطان کی موت کا سبب ہوا۔

بلکہ دشمن کے ملک مین جاکر بہی نشان فتح گاڑ سکتے ہین۔

سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی فرمان تنظیمات جاری کردیا تہا۔ اور جنگی اور ملکی اصلاحات کو اصولاً شائع کردیا تہا۔ فوج دو حصون مین تقسیم کی گئی ایک نظام جو نوکری پر حاضر مامور بخدمت ہون دوسری ردیف جو نظام کی میعاد پوری کرچکے ہون۔ اور گہرون کو واپس کردیے گئے ہون۔ اور بوقت ضرورت گہرون سے بلائے جاسکتے ہون۔ فوج نظام کی خدمت کی میعاد ۵ سال اور ردیف کی ۷ سال مقرر کی گئی۔ فوج ردیف مقررہ وقتون پر فوجی مشق اور قواعد کے لیے اپنے اپنے ضلع کی چہاؤنیون مین حاضر ہوا کرےہن۔ اور ہر ایک مسلمان کی فوجی خدمت جبریہ اور لازمی رکہی گئی اس عمدہ قاعدہ سے کل مسلمانون کو باقاعدہ فوج بنالیا گیا۔ اور یہہ نتیجہ اسی فرمان کا ہے کہ آج سلطان عبدالمجید خان کے خلف ارشید امیر المومنین عبدالحمید خان سلمہ اللہ المنان کے پاس جو فوج یورپ کی ہر ایک طاقت سے زیادہ ہے۔ عیسایون کو بہی عثمانیہ فوج مین اختیاری طور پہ بہرتی ہونے کا حکم دیا گیا۔ مگر عقلمند عیسایون کو کیا غرض تہی کہ ایک مسلمان سلطان کی فوجی ملازمت اختیار کرکے اسکی فوجی طاقت کو بڑہائین اور عیسائی بہایون کے مقابلہ مین تلوار اٹہائین اسلیے عیسایون نے اس حکم سے عثمانیہ فوج کو کچہ فائدہ نہ پہونچایا یہ خیال درست نہین کہ سابقہ اور موجودہ سلطان نے عیسایون کے لیے جبریہ فوجی کا حکم کیون نہین صادر کیا۔ اگر ایسا کوئی حکم دیا جاتا تو مفسد عیسائی رعایا جو پہلے ہی ترکون پر ناکردہ گناہ کے الزامات لگاتے رہتے ہین اور کیا کیا بہتان نہ لگاتے اور اور ممکن نہین کہ ترکی کی عیسائی رعایا ہندوستانیون کی طرح اپنی گورنمنٹ کی خدمات وفاداری سے بجالاتی ہندوستان اور یورپ کے لوگون مین زمین و آسمان کا فرق ہے پس اعتراض فضول ہے کہ عیسایون سے جبریہ خدمت کیون نہین لی جاتی۔ بلکہ سلطان کی پالیسی قابل تعریف ہے عیسائی رعایا ترکی کا جنگی عنصر ہونے پر بہی بغاوت وفساد کرتے رہتے ہین اگر فوج مین بہی انکا حصہ معتد بہ موجود ہو تو معلوم نہین کہ کیا کیا مشکلات پیش آئین اور فوج مین اگر عیسائی بہرتی ہون تو اعلی عہدون پر پہونچ کر مسلمانون کو انکی ماتحتی مین کام کرنا پڑتا ہے۔ جس سے ترکون کی قومی اور مسلمانون کی مذہبی جوش مین اسیطرح کمی آجاتی جسطرح کہ ہندوستان کی مغلیہ فوج کو ہندو راجپوتون کی ماتحتی او آمیزش سے قومی جوش سے اس ضروری اصلاح فوجی کے علاوہ محاصل کی تشخیص اور وصول کے مفید قواعد جاری کیے گئے۔ عدالت فوجداری وغیرہ کی تحقیقات مطابق شریعت اقدس کرنے کا حکم دیا گیا۔ ہر ایک شخص کو اپنی جائداد کے انتظام کرنے کا اختیار ملگیا۔ اور مجرمون کی جائداد کو ضبطی سے مستثنی کیا گیا جسکا اثر مجرمون کے بیگناہ وارثون تک پہونچتا تہا۔ اور اسی قسم کے اور قوانین جاری کرکے جملہ رعایا کو بلا تمیز قوم و مذہب مستفید ہونے کا موقعہ دیا گیا۔ اور انگریزون اور فرانسیسیون کی دوستی پر زیادہ اعتبار کیا گیا۔ اور انہین کے ذریعہ فوج کو فنون جنگ سے ماہر کیا گیا۔ اور جن قواعد کے اجرا مین سلطان سلیم کی جان اور سلطان

سے مصر اور شام پر تسلیم کر لیا۔ مگر روسی انگلستان فرانس پرشیا آسٹریا نے یقین کر لیا۔ کہ محمد علی جسکے ساتھ سابقہ لڑائی
مین احمد فیضی سالم بیڑا لیکر اور محمد پاشا کی کئی پلٹنین اور رسالے کھلم کھلا جا ملے تھے۔ اور اسکی قواعد دان
فوج بھاری کامیابی دکھا چکی تھی مسلمانون مین جنگجو لڑنے والون کے پہلے ہی کمی تھی ایسا شخص اپنے
پیارے وطن یورپ کا خیال چھوڑ سکتا ہے جبکہ اُس کے البانوی بھائی یورپ مین بہادر جانباز موجود ہون
اس لیے جملہ سلاطین یورپ نے محمد علی کی ترقی روکنے کے لیے اتفاق کر لیا۔ اور سلطان عبد المجید کو صلح کرنے
سے روک دیا۔ اور اس معاملہ مین زیادہ سرگرم انگلستان تھا۔ کیونکہ سب سے پہلے انگلستان ہی کو ہندوستان
کے رستہ مین مشکلات واقع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے انگریزی بیڑے نے چند ترکی اور آسٹرین
جہازون کے ساتھ ۲۹ اگست سنہ ۱۸۴۰ع کو بیروت پر گولہ باری شروع کر دی۔ اور نو ہزار فوج ترکی خشکی
پر اُتر گئی۔ مصری گورنر بیروت خالی کر کے ابراہیم پاشا کو ملا۔ اور رعایا جوق در جوق اپنے خلیفۃ المسلمین کا
عثمانی علم دیکھکر مصریون کے خلاف ہو گئی اور بڑے بڑے شہر اور ساحلی بندر خود بخود ترکون کے قبضہ مین
آ گئے۔ ۳ نومبر سنہ ۱۸۴۰ع کو عکا کا محاصرہ کیا گیا۔ جہان محمد علی نے میگذین گولا بارود بکثرت جمع کیا ہوا تھا۔
مگر چند گھنٹون کی گولہ باری سے قلعہ کا میگذین اُڑ گیا۔ اور ساتھ ہی نصف فوج مصری کا صفایا ہو گیا۔ اور باقی
نصف فوج نے ہتھیار ڈالدیے اور عکا پر فاتحین نے تصرف کر لیا۔ عکا کی فتح سے محمد علی کی کمر ٹوٹ گئی۔
اور انگریزی امیر البحر تمام متفقہ بیڑا لے کر اسکندریا کو چلا۔ محمد علی جسنے سلطان کی ماتحتی کی حالت مین
انگریزون کو اسکندریا سے نکلا تھا۔ اب انگریزی امیر البحر کی دھمکی سے ڈر گیا اور صرف مصر کی موروثی گورنری پر
ہی رضامند ہو گیا۔ اور سلطان نے کسی قدر رد و قدح کے بعد مصر کی حکومت محمد علی اور اسکی اولاد مین موروثی طور
لی اور خراج لینا منظور کیا اور ۱۰ مئی سنہ ۱۸۴۱ع کو عہد نامہ لکھا گیا اور دول یورپ کی عام رائے سے سلطان کو اختیار
دیا گیا۔ کہ وہ صلح کے وقت کسی اجنبی طاقت کے جنگی جہازون کو باسفرس سے گذرنے نہین دینگے اور اس شرط کی
نگہداشت کا ذمہ سلاطین یورپ نے اپنے ذمہ لے لیا اور ترکی مین مداخلت کا رستہ نکال لیا۔

عام اصلاحین

سلطان عبد المجید خان کی خوش قسمتی سے محاربہ مصر سے ۱۸۵۳ع تک اُسکو کسی بیرونی محاربہ مین شامل نہ ہونا پڑا۔ اور اس
۱۵ سال کے عرصہ مین اُس نے اپنے باپ کی شروع کردہ اصلاحات کو مکمل کر لیا۔ جسنے جنگ کریمیا مین بہادر عمر
پاشا کے ماتحت ترکی شجاعت کے جوہر دکھا کر مخالفین پر ثابت کر دیا کہ ترکی فوج یورپ کے کسی سلطنت کی فوج سے
کم نہین اگر اُسکے افسر دیانتدار تجربہ کار وفادار فنون جنگی سے ماہر ہون تو وہ صرف اپنا ہی بچاؤ نہین کر سکتے

یک ہوئے فرانس پریسیڈنٹ نے ۱۸۵۱ء مین باب عالی سے سابقہ فرامین کی تعمیل کی درخواست کی سلطان نے جو روس
سے بیزار ہو رہا تہا مسلمان اور عیسائی عہدہ دارون کی مشترک کمیشن مقرر کی کہ کاغذات متعلقہ دیکہہ کر فریقین کے دعاوی
کا فیصلہ کرے کمیشن نے فرانس کے حقوق کو درست تسلیم کرکے بنا بر رفع فساد یہہ فیصلہ کیا کہ یونانی کنیسہ مقام صعود مین اور لاطینی
کنیسہ مریم مین داخل ہوا کرین اور سلطان نے اُس کے مطابق حکم دیدیا فرانس تو باوجود حق تلفی کے مان گیا مگر روس
نے جو لڑائی کے لیے بیتاب ہو رہا تہا۔ اور سرحدون پر فوجین اور بیڑے جمع کر رہا تہا منظور نہ کیا۔ اور خاص
سفیر کے ذریعہ سلطان سے مطالبہ کیا کہ فوا د بادشاہ وزیر خوارجیہ برطرف اور ترکی کی تمام عیسائی رعایا کو جو
کلیسیا یونانی کے پیرو ہین اسکی مذہبی حمایت مین تسلیم کیا جائے۔ یہہ مطالبہ صرف اس لیے تہا کہ سلطان
کو کبہی تسلیم نہ کرے گا۔ اور لڑائی کا بہانہ ملجائے گا۔ چنانچہ سلطان نے ان مطالبات کے ماننے سے صاف
انکار کردیا۔ اور زار روس نے ۲۶ جون ۱۸۵۳ء کو مذہبی جنگ کا اعلان دیدیا اور روسی فوج ۳ جون ۱۸۵۳ء کو
مالڈیویا مین داخل ہو گئی۔ دول یورپ نے صلح سے فیصلہ کرنا چاہا مگر روس کے قبضہ صوبجات ڈینوب اور سینہ
زوری سے عام مسلمان اور علماء مین جوش پہیل گیا۔ اور بصورت التوائے جنگ سلطان کو معزولی کی دہمکی بہی دی گئی جسپر
ترکی گورنمنٹ نے بہی جہاد کا اعلان دیکر فوجین سرحد کو بہیجنی شروع کین اور انگریزون اور فرانسیسیون کے دو دو جہاز
بہی ڈارڈنیلز مین داخل ہو گئے۔ دریائے ڈینوب کی ترکی افواج پر عمر پاشا مقرر ہوا جو اصل مین ہنگری
کا باشندہ تہا۔ اور ۲۸ سال کی عمر مین مسلمان ہوکر عثمانیہ ملازمت مین داخل ہوا تہا اور مختلف عہدون
پر رہ کر سلطان عبد المجید خان کا بحالت ولیعہدی اتالیق رہ چکا تہا اور مصری فوج اور درلیشیا۔ بوسینا
ارمینا کے باغیون کے مقابلہ مین خدمات نمایان ظاہر کرچکا اور بغداد کی گورنری کا اعزاز بہی پاچکا تہا۔ اس
بہادر نے جارحانہ پہلو اختیار کیا۔ اور خود دریائے ڈینوب سے عبور کرکے روسیون پر حملہ کیا۔ سنی
۴ نومبر ۱۸۵۳ء کو بمقابلہ اولٹنٹزا اور ۵ روز کو بمقام سانی ٹسٹ روسیون کو پے درپے دو فاش شکستین
دین جس سے ترکون کے حوصلے بڑہ گئے اور ترکی فوج کی جنگی مہارت کا روسیون کے دلون پر رعب بیٹہ گیا
اور اسیطرح اثنا مین سلیم پاشا روسیون کو متواتر شکستین دیتا ہوا خاص روسیون کے مضبوط قلعہ سنت
نقولا پر قابض ہو گیا۔ انگلستان اور فرانس کے جنگی بیڑے آکر باسفورس کے بندر بیکوس مین پہنچ گئے تہے۔
مگر پہر بہی مصالحت کے درپے رہے مگر زار روس تے کچہ پیش نہ جانے دی ایشیا اور یورپ کی بڑی شکستون کا
داغ بدنامی مٹانے کے لیے روسی امیر البحر کو عثمانیہ بیڑے کی تباہی کرنے کا اشارہ کیا گیا جسنے کہر اور دہند سے
فائدہ اٹہا کر ترکی بیڑے کو جو بندر سینوپ مین مقیم تہا ناگہانی نصوصے جا لیا اور لگاتار گولہ باری شروع کردی
ترک اگرچہ مقابلہ کے لیے تیار نہ تہے مگر پہر بہی چار گہنٹہ تک نہایت شجاعت سے لڑتے رہے اور جبتک

محمودی آبرو گئی تھی وہ خوش قسمت اور بلند اقبال سلطان عبدالمجید خان کے ہاتھ سے پورا ہوا۔
سلطان عبدالمجید نے تعلیمی کونسل قائم کی اور یونیورسٹی قائم کرکے ابتدائی مدارس کا سلسلہ بڑھا دیا اور جنگی طبی زراعتی
کالج قائم کیے اس زمانہ مین بھی سلطنت عثمانیہ کو اندرونی بغاوتین پیش آتی رہین۔ شام کے اسماعیلیون اور عیسائیو
کے جھگڑے اور دول یورپ خصوصاً فرانس کا دخل دیگر عیسائیون کی چند خودمختارانہ اختیارات دلانے گورنران مصر و بیا
کے مفسدانہ شرارت یونان کی بیباکانہ جرأت۔ البانیہ والون کے بعض تنظیمات خصوصاً بھرتی فوج کے برخلاف
بغاوت کو تو سلطنت عثمانیہ باقی رہی۔ مگر اس ترقی کو دیکھکر روس انگارون پر لوٹ رہا تھا۔ اور دل مین کہتا تھا۔
کہ جس سلطنت کے حصے بخرے نزار سکندر اول کے عہد سے ہو چکے ہوئے ہین وہ کیون اسطرح زور پکڑ رہی ہے
وہ چاہتا تھا کہ کسیطرح اس اصلاحی انتظام مین ہرج واقعہ ہو۔ اور میرا مطلب پورا ہوا۔ وہ موقعہ کا منتظر تھا۔
آخر اُسکا منشا پورا ہوگیا۔ اور موقعہ نکل آیا۔ جسکا آگے بیان کیا جاتا ہے۔

جنگ کریمیا

روس ترکی کی فوجی اصلاح دیکھ دیکھہ کر پیچتاب کہا رہا تھا۔ اور اس اصلاح کے روکنے کے لیے آمادگی ظاہر کرچکا تھا۔
وریشیا اور مالڈویا کے ایام بغاوت مین ۷۰ ہزار فوج روانہ کردی۔ مگر باب عالی کی صلح آمیز پالیسی نے چند
رعایتین عیسائی رعایا کو دیکر لڑائی کو ٹالدیا۔ ہنگری کے محبان وطن جو روس اور آسٹریا کا مقابلہ کرنے کے بعد ترکی
مین پناہ گزین ہوئے تھے روسیون اور آسٹریا والون کی متواتر فہمائش اور طلب کے باوجود واپس کیے گئے اور نہ
ترکی سے نکالے گئے۔ اور روس لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔ مگر اسوقت وزراء انگلستان ترکی کے دلی خیرخواہ تھے۔
مدد پر آمادہ ہوگئے اور ترکی نے بھی جنگی تیاریون اور متواتر نامہ و پیغام سے مخالف کو خاموش کرلیا۔ اب
مقامات متبرکہ شام کا مسئلہ چھڑ گیا۔ سلطان سلیمان اعظم کے عہد سے فرانس کو چند رعایتیں عطا ہوئین تہین
اسوقت یورپ کی سلطنتون سے صرف ایک فرانس ہی تھی جسکو ترک پادشاہ (شاہنشاہ) کا درجہ دیتے تھے۔ اور روس
سے اتحاد رکھتے تھے بعد مین رفتہ رفتہ فرانس کا رسوخ بہت بڑھ گیا۔ اور مقامات متبرکہ مین رومن کیتھلک عیسائیون
نے ایسے امتیازی حقوق حاصل کرلیے اور یہ فوقیت فرانسیسیون کو صدیون تک حاصل رہی۔ جون ہی روس کا اقتدار
بڑھا کلیسیا یونانی کے پادریون نے اکثر حقوق غصب کرلیے ۱۸۰۸ء مین قبر مسیح علیہ السلام کا گرجا
جل گیا۔ اور یونانیون نے تعمیر کیا جسکی بدولت کل مقامات متبرکہ یونانی کلیسیا کے پادری ہی
قابض ہوگئے چونکہ اس وقت مین فرانسیسی گورنمنٹ کمزور تھی اور روسی طاقتور تھے اس لیے فرانس
کی شکایات بے توجہی کی گئی مگر جون ہی فرانس مین جمہوری سلطنت قائم ہوئی اور تمام قوم کے خیالات

اُسکی بہی فوج کو صریح ذلت شکست کے الزام سے بچا لیا - اور روسی ڈینوب سے جان بچا کر کریمیا پہونچ گئے -

جہان روسیون کی حالت نازک ہو رہی تہی متحدہ افواج نے جسکی تعداد سات ہزار تہی کریمیا مین داخل ہوکر ۲۰ ستمبر کو بمقام آلما جہان فریقین مین سخت لڑائی ہوئی روسیون کو شکست دی اور سباسٹوپل کا راستہ صاف ہو گیا لیکن انگریزی او فرنچ سپہ سالارون کی غلطی سے جنہون نے فوراً سباسٹوپل پر حملہ نہ کیا روسیون نے سباسٹوپل کو بہت مضبوط کر لیا - بالاکلا پر ۲۵ اکتوبر کو انگریزون اور روسیون مین خونریز معرکہ ہوا جسمین انگریزی بہادرون نے جانون پر کہیل کر اور دو تہائی رسالہ کٹوا کر میدان جیت لیا - اور دکہلا دیا کہ انگریز اپنے قومی نشان یونین جیک کی عزت برقرار رکہنے کے لیے روسیون سے زیادہ سرگرم ہین -

روسیون نے ساٹھہ ہزار فوج کے ساتہہ انکرمان کو انگریزی چہاؤنی پر ناگہانی حملہ کیا - مگر افواج متحدہ نے جو وقت پر پہنچ گئی تہین سخت جنگ کیا طرفین کی فوج کثیر ہلاک ہوئی اور روسیون کو شکست ہوئی - مگر باوجود ان شکستون کے افواج متحدہ سباسٹوپل کو محصور نہ کر سکین روسیون کو امداد فوج اور رسد میگزین برابر پہنچتا رہا - اسلیے دول متحدہ کو اور فوج کی ضرورت پڑی - سارڈینیا نے دول متحدہ سے اتحاد کر لیا اور ۲۶ جنوری ۱۸۵۵ع کو پندرہ ہزار فوج کریمیا بہیجدی جسنے اس معرکہ مین خوب داد مردانگی دی ڈینوب کے معرکہ کو آسٹریا کی مداخلت نے عملاً بند کر دیا تہا روسی فوج کا حصہ کثیر کریمیا بلایا گیا تہا - اسلیے بہادر عمر پاشا بہی فارغ ہوکر ۱۸۵۵ع ۲۵ ہزار فوج لیکر کریمیا پہونچ گیا - اور آسٹریا نے جس صریح ذلت سے بچانے کے خیال سے روسی اور ترکی فوج مین حائل ہوکر ورلیشیا پر قبضہ کر لیا وہ پورا نہ ہو سکا - عمر پاشا کے آتے ہی لڑائی کا نقشہ بدل گیا - اور اس بہادر اور مدبر سپہ سالار نے ساحل پر اترتے ہی بمقام یوپوٹوریا روسی فوج کو تاریخ ۱۶ فروری ۱۸۵۵ع کو شکست فاش دی - اور پہر سباسٹوپل پہونچ کر ایسی تجاویز کین کہ سباسٹوپل واقعی محصور ہو گیا - ۲ مارچ کو زار نکلس دفعۃً مر گیا - اور اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا اسکندر ثانی ۳۷ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا - آسٹریا کے مشورہ سے صلح کے واسطے دانیا بین وکلا طرفین جمع ہوئے - مگر نوجوان زار کے غرور نے کچہہ فیصلہ ہونے نہ دیا - دول متحدہ نے محاصرہ پر زیادہ زور دیا - سارڈینیا نے اور بتیس ہزار فوج بہیجدی فرانس نے جسکی وجہہ سے یہہ لڑائی ہوئی تہی ایک لاکہہ تک اس جنگ مین فوج بہیجی تہی - روسیون نے بہی سباسٹوپل کو بچانے مین کمال مردانگی دکہائی - ۲۲ مئی کی رات کو روسیون نے شہر سے نکلکر افواج متحدہ پر دو شبخون مارین مگر نقصان کثیر اُٹہا کر پسپا کیے گئے - اسکے بعد افواج متحدہ نے کرچ اور ینی قلعہ کو مسمار کر دیا - اور متحدہ بیڑے نے بحیرہ آزاف پر قابض ہوکر ٹاگن روگ کو توپون سے اڑا دیا - ور ترکون کو بحیرہ اسود کے مشرقی ساحل کے

ترکی کا کل بیڑا تباہ نہ ہوگیا مقابلہ سے نہ ہٹے صرف ایک دخانی کشتی سلامت نکل گئی جسنے قسطنطنیہ اس حادثہ کی خبر جا پہونچائی۔ قصبہ سنہوب کی گولہ باری سے پانچہزار بے گناہ ہلاک کیے گئے۔ ترکی امیر البحر عثمان پاشا زخمی ہوکر قید ہوگیا۔ اور سباسٹوپول پہونچکر فوت ہوگیا۔ یہہ ہولناک خبر سُنکر انگریزی اور فرانسیسی بیڑا سُلطان کی درخواست پر ۴ جنوری ۱۸۵۴ء کو بحیرۂ اسود مین داخل ہوگئے اور روسی بیڑا محفوظ بندرگاہون مین پناہ گزین ہوا۔ انگلستان کا وزیر لارڈ ایبرڈین زار روس کا دوست تہا۔ اس وجہ سے پہر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ مگر دیگر وزرا برخلاف تہے اور دول عظام نے جو تجاویز زار روس کے پاس روانہ کین اُسکو زار نے نامنظور کیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ باوجودیکہ سُلطان عیسائی رعایا کو پوری آزادی دیتا ہے پہر بہی زار روس لڑائی کے ارادہ سے باز نہین آتا۔ اس سے زار کا دلی منشا کہل گیا کہ وہ ترکی کی شکست سے ملک وسیع کرنا چاہتا ہے اور چونکہ اس وقت اپنے ہم مذہب عیسائیون کو وہ کچھ برانگیختہ کرے گا۔ اُسکو اپنی کامیابی کی امید پختہ ہے۔ انگلستان اور فرانس ایسے حریص کی فتوحات عالمگیری کو یورپ خصوصاً اپنے لیے مضر خیال کرتی تہین اسلیے ترکی کے ساتہہ ملکر اُسکا زور توڑنے کا اُسکو شوق لگیا۔ اور اس اتحاد مین ریاست سارڈینیا بہی شامل ہوگئی متحدہ بیڑون نے ایک طرف سے بحیرۂ بالٹک مین داخل ہو قلعہ بوماسنڈ پر قبضہ کرلیا۔ اور روسیون کے مشہور بندرگاہ کران سٹاٹ کی ناکہ بندی کرلی مگر جس امید پر یہہ بیڑا بہیجا گیا تہا۔ وہ اُس سے پوری نہ ہوئی۔

دریائے ڈینوب کی تمام فوج بری عمر پاشا کی ماتحت تہی۔ عمر پاشا نے بمقام ویدن ڈینوب کو عبور کرکے روسیون پر کامیاب حملے کیے روسیون نے عمر پاشا کو کلافت سے نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن بہادر عمر پاشانے جلدی ہی روسیون کو مار کر ہٹا دیا۔ اور سلسٹیریا کا محاصرہ روسیون نے فوج کثیر سے کرلیا۔ مگر تین ماہ کے متواتر حملون اور سخت خونریزی کے باوجود لائق اور شجاع موسی پاشا کی مہارت جنگی کے سامنے عاجز آکر محاصرہ اُٹہا لیا۔ اور ہزار جوان کٹوا کر ڈینوب پار ہوگئے۔ اور نامور سپہ سالار عمر پاشا نے روسیون کو تلوار کے آگے رکہہ لیا تہا اور قریب تہا کہ یہہ جوان مرد روسیون کو بزور شمشیر صوبجات ڈینوب سے نکال دے کہ آسٹریا نے اپنی فوج صوبہ ولاشیا اور مالڈیویا مین بہیجدی اور تا اختتام جنگ فریقین کو صوبجات مذکورہ سے فوج نکالنے کو کہا گیا۔ جس کی فوج تو غاصبانہ طور سے مقیم تہی۔ اور جلدی عمر پاشا کے ہاتہون وہان سے نکلنے والی تہی اور ترک مالکانہ طور سے داخل ہونے والے تہے۔ جنکو بہ نیت آسٹریا نے روک دیا۔ اور فتح سے فائدہ نہ اُٹہانے دیا۔ اور ترکی اور اُس کے رفقا اس خیال سے کہ کہین آسٹریا علانیہ روس کی امداد پر نہ نکل آئے۔ خاموش رہے۔ آسٹریا نے اسطرح ترکون سے روسیون کا پیچہا چہوڑا لیا۔ جنکو کہ اپنا کرلیا۔ مین متحدہ فوج۔ انگریزی فرانسیسی اطالین۔ ترکی سے اپنا بچاؤ کرنا ضروری تہا۔

(۲) دریائے ڈینوب پر کل اقوام کو جہاز رانی کا استحقاق حاصل رہے گا اور ہر سلطنت دریائے ڈینوب کے دہانے پر دو دو چھوٹے جنگی جہاز رکھنے کی مجاز ہوگی۔

(۳) ڈینوب کے ڈیلٹا کا علاقہ اور صوبجات ڈینوب ترکی کے حوالہ کیے جاوینگے۔

(۴) دریائے ڈینوب مین کل اقوام یورپ کو جہاز رانی کا حق حاصل ہوگا۔ تجارتی جہازون کے سوا جنگی جہاز داخل نہین کیئے جائینگے۔ روسی اور ترکی کو بحیرہ اسود مین صرف دس دس چھوٹے جنگی جہاز رکھنے کی اجازت ہوگی۔ اور کوئی جنگی قلعہ نہین بنائینگے۔ وغیرہ

جنگ کریمیا کے نتائج

(۱) روس کی بحری طاقت محدود کی گئی اور بحیرہ اسود مین روس کی طاقت گھٹائی گئی۔ مگر اس سے صرف ترکی کا ہی فائدہ نہ تھا۔ بلکہ دول متحدہ کا ترکی سے زیادہ فائدہ نکلا جس اندیشہ سے انگلستان اور فرانس نے روسیون سے جنگ کیا تھا وہ ہمیشہ کے لیے معدوم ہوگیا۔ بحیرہ اسود کی اس بحری رکاوٹ نے روسیون کی ان امنگون پر پانی پھیر دیا جو وہ بحیرہ روم کے متعلقہ سواحل کی نسبت رکھتے تھے اور اپنے ہم مذہب یونانیون کے ذریعہ بہت کچھ کامیابی کی امید کرتے تھے۔ اس سے انگلستان فرانس کے لیے شمالی افریقہ کا وسیع میدان ایک احد ملکیت بن گیا۔

(۲) روس کو ضرور بحیرہ اسود کی بندش نے بحیرہ روم کی طرف سے تو مایوس کر دیا۔ مگر اسنے بحری طاقت کی کسر بری فوج کے ذریعہ نکال لی۔ اور ایشیا کے کمزور مسلمان خوانین کے مغلوب کرنے سے کوہ ہندوکش تک اور دوسری طرف پورٹ آرتھر تک روسی جھنڈا گاڑ دیا۔ گویا کریمیا کی شکست سے روسیون کو کوئی نقصان نہ پہونچا بلکہ انکی اولوالعزمی نے اپنی فتوحات کے لیے ایسا راستہ نکال لیا۔ کہ جسمین یورپ کی نسبت بہت ہی کم مشکلات پیش آئین پس یہ کہنا بیجا نہین کہ اس شکست نے روس کو مسلمانون کی صدیون کی آزادی پسند قومون کا شاہنشاہ بنا دیا۔ اور روس نے اسلامی دنیا کو جس کے مشہور مظفر منصور سلاطین دنیا کے ہر ایک حصہ مین اپنے فتوحات کے نشان گاڑ چکے تھے عیسائیون کی ماتحت کر دیا۔

(۳) دریائے ڈینوب کے نیوٹرل رکھنے یعنے تمام قومون کو جہاز رانی کے اختیارات دینے سے بھی یورپ کے عیسائیون کا فائدہ تھا۔ اور سلطانی اقتدار گھٹانے کا باعث تھا۔

(۴) تمام قومون کے دو دو جنگی جہاز ڈینوب کے دہانہ پر رکھنے سے بظاہر تو روس کی رکاوٹ دکھائی گئی تھی۔ لیکن ترکی اس شرط سے ایک عام آماج گاہ بن گئی اور تمام قومون کو مداخلت کا حق حاصل ہوگیا۔

(۵) صوبجات ڈینوب پہلے ہی ترکی کے تھے اور بہادر عمر پاشا روسیون کو مار کر ان علاقون سے نکال چکا تھا۔ ابا عنت کرم و اشتن کا مقابلہ تھا۔ ان صوبجات مین عدم دست اندازی کی شرط کی جیسے نگہداشت کی گئی۔

بندر اناپہ کو فتح کر لیا۔ اور قفقاس کے چرکسون نے روسیون کے برخلاف بغاوت کر دی فرنچ فوج کے جدید سپہ سالار نے زیادہ سرگرمی سے کام شروع کیا۔ اور ۷ جون کو دہاوا کر کے دو تین مورچون کو بنوک سنگین فتح کر لیا۔ انگریزی اور فرانسیسی فوجون نے قلعہ ایدان اور قلعہ مالاکوف پر علیحدہ علیحدہ حملے کیے لیکن ۳ ہزار آدمی کٹہواکر ہٹا دیے گئے۔ ۱۶ - اگست کو اطالین فوج نے قصبۂ تراکتر مین روسیون کو فاش ہزیمت دی اور افواج متحدہ نے ۸۷۴ توپون دن شہر اور مورچون پر گولے برسانے شروع کیے جس سے ایام محاصرے مین ۱۸ ہزار روسی گولون سے ہلاک کیے گئے مگر نقصان اور شدت محاصرے کے باوجود روسیون نے شہر کے بچانے مین گمان تہور اور شجاعت سے کام لیا۔ اور بکمال سربازی دکھا مخالف کے حملون کو روکتے رہے اور ۳۳۶ دن تک مقابلہ پر ڈٹے رہے دول متحدہ کی ہر ایک فوج نے مقابلۂ قلعہ شکنی اور فن محاصرہ کے خوب جوہر دکہلائے چنانچہ صرف فرانسیسیون نے پچاس میل لمبی خندقین اور ۴۰۰ فٹ لمبی سرنگین تیار کر لین اور روسیون کی سخت آتشبازی کے باوجود جسکی لوگون کو آواز ۶۲-۶۲ میل تک سنائی دیتی تہی پرجوش فرانسیسی اپنی خندقون کو اسقدر بڑہاتے گئے کہ مالاکاف صرف ایک سو فیٹ کے فاصلہ پر رہ گیا تہا۔ اور محاصرین فوج نے فقط ایک دن مین ستر ہزار گولے شہر پر پہینکے تہے ۸ ستمبر ۱۸۵۵ء کو فرانسیسی مالاکوف اور ایدان کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے۔ فرانسیسی تو مالاکوف پر قابض ہو گئے اور انگریز کچہ دیر کے بعد ہٹائے گئے روسیون نے مالاکوف کے لینے کے لیے کئی پے درپے حملے کیے مگر ہر دفعہ فرنچ فوج سے نقصان اٹہاکر پسپا ہوتے رہے۔ اور سباسٹوپل فتح ہو گیا۔ روسی سب بیڑون کو آگ لگا کر۔ اور شہر خالی کر کے شمال کی طرف ہٹ گئے اور قلعہ عشاکوف کو بہی روسی خود منہدم کر گئے۔ اور قلعہ کلبرن کو بہی متحدہ بیڑے نے فتح کر لیا۔ کریمیا اور ڈینیوب پر تو روسیون کو ہر طرف سے زکین ملین لیکن ایشیا مین انکو کچہ کامیابی ہوتی رہی۔ بہادر عمر پاشا سباسٹوپل کے فتح ہوتے ہی ایشیا کو روانہ ہو گیا مگر اسکے پہونچنے سے پہلے ہی قارص کی فوج نے بہوک اور فاقہ سے تنگ آکر قلعہ روسیون کے حوالہ کر دیا تہا۔ اب آسٹریا جو اپنی عزت کو قائم رکہنا چاہتا تہا اور جانتا تہا کہ عمر پاشا فتح قارص کا نشہ روسیون کے دماغ سے فوراً اتار دیگا۔ اور چونکہ ایشیا مین کہین بہی آسٹریا یا کسی اور عیسائی سلطنت کی حدود نہین ملتی اور دست اندازی کا کوئی موقعہ نہین بخلاف اسکے کہ ترک اپنے ہم مذہب مسلمان تاتاریون اور علاقہ قاف کے باشندون سے بہت کچہ امداد کی امید کہہ سکتے ہین ایسے وقت مین جبکہ خاص یورپ مین روس شکست پر شکست پا رہا ہے ایشیا مین عمر پاشا کی کامیابی یقینی اور روسی اقتدار کے کہوئے جانے کی امید واثق ہے ان خیالات نے آسٹریا کو صلح کا سلسلہ ہلانے پر مجبور کیا۔ اور مغرور زار نے دول متحدہ کی شرائط پیش کردہ کو مان لیا۔ اور ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء کو باضابطہ عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جسکی ۳۴ شرائط تہین ان مین بڑی بڑی شرطین یہ تہین۔

(۱) روس صوبجات ڈینوب کی حمایت کے استحقاق اور اسکی اندرونی معاملات کی مداخلت کو چہوڑ دے۔

محمد بن عون ابھی قسطنطنیہ سے نہیں آیا تھا۔

نامق پاشا یہہ خبر سنتے ہی جدہ پہونچ گیا۔ اور مفسدین کو قید کرکے دار السلطنۃ قسطنطنیہ مین اس حادثہ کی خبر پہونچا دی گئی۔ اور تسکین فتنہ کے بعد ادائے حج کے لیے واپس مکہ مین چلا گیا۔ اور ایک گورنر جو انتظام کر سکتا تھا وہ کر گیا۔ مجرم قید کیے گئے فتنہ فرو ہو گیا۔ امن و امان قائم ہو گیا۔ سلطان کو خبر دی گئی جسکے حکم آنے پر مزید کارروائی منحصر تھی۔ مگر انگریز جو جنگ کریمیا کی امداد کے سبب سلطان کو بندۂ زر خرید سمجھتے تھے اور ترکون کو عضو معطل جانتے تھے سلطانی حکم کی کب انتظار کر سکتے تھے۔ فوراً انگریزی جنگی جہاز جدہ پہونچ گیا۔ اور سلطانی علاقہ اور رعیت پر گولہ باری شروع کردی۔ اور بیس ۲۰ گھنٹہ کی گولہ باری سے جدہ کی آبادی کو مسمار اور سیکڑون بیگناہ بندگان خدا ہلاک کیے گئے۔ اور باقی باشندگان جدہ بھاگ گئے۔ نامق پاشا کو مقام منی اپر خبر پہونچ گئی۔ مراسم حج سے فارغ ہو کر نامق پاشا نے علماء امرائے تجارتی مجلس مقرر کرکے مشورہ کیا۔ سوداگرون نے کہا کہ ہمارے پاس اس قسم کے شناور موجود ہین جو پانی کے اندر ہی اندر جاکر جہاز کو غرق کر سکتے ہین۔ اور انتقام لے سکتے ہین نامق پاشا نے جو یورپ کی بحری طاقت سے واقف تھا کہا کہ اگر ایک جہاز غرق کروگے تو ایک کی جگہہ دس اور دس کی جگہہ سو جہاز آجائین گے اس لیے یہہ رائے ٹھیک نہین ہے عربون نے کہا کہ اعلان جہاد دیا جائے صرف قبائل حجاز مثلاً صفدیل۔ ثقیف حرب۔ غامد۔ زہران۔ عسیر۔ مین سے ہی لاکھون مجاہد جمع ہو سکتے ہین جو انگریزون کو اس تعدی کا مزہ چکھا سکتے ہین کیونکہ یہہ ذلت عرب ہرگز گوارہ نہین کر سکتے۔ مآل اندیش نامق پاشا نے جو باب عالی کی کمزوری اور انگلستان کے رسوخ سے بخوبی واقف تھا کہدیا کہ بے شک پر جوش اہل حجاز اس سے بہی زیادہ جمع ہو سکتے ہین اور عیسائیون کو جدہ سے مار کر نکال سکتے ہین لیکن انگریزی جہاز جدہ سے ہٹ کر دیگر بلاد عثمانیہ پر آفت لائین گے۔ اور سلطنت عثمانیہ کو حفاظت ملک کے لیے مجبوراً جنگی مشکلات مین مبتلا ہونا پڑے گا۔ اور اجتماع قبائل کیلئے کچھ مدت لگی گی۔ اور ہمکو حضور انتظام کرنا منظور ہے۔ جو رفق ملاطفت سے کرنا چاہیے آخر یہہ تجویز قرار پائی کہ نامق پاشا چند علماء اور تجار جدہ کے ہمراہ انگریزی جہاز کے کپتان کے پاس جدہ مین جائے اور صلح سے فیصلہ کرے۔ نامق پاشا معہ رئیس العلماء شیخ جمال شیخ عمر شیخ صدیق شیخ ابراہیم شیخ محمد جاد اللہ شیخ سید السادات شیخ محمد بن اسحاق بن عقیل وغیرہ اور سوداگران جدہ کے ہمراہ کپتان مذکور کے پاس گئے اور بعد بحث مباحثہ قرار پایا کہ اس فساد کی تحقیقات کیجائے اور مفسدین کو سزا دی جائے اور سلطان کی خدمت مین اطلاع دیجائے اور جواب کی انتظار کی جائے۔

ماہ محرم ۱۲۷۵ھ مین سلطان عثمانیہ۔ انگلستان۔ فرانس کے مشترکہ کمیشن تحقیقات مقدمہ کے لیے جدہ پہنچ گئی۔ اور اُسنے جسطرح ہو سکا نرمی و گرمی سے عوام کی اظہارات سے مفسدین جدہ کے جو خلاف نتیجہ نکالا عبداللہ محتسب اور شیخ آمودی تو عین بازار جدہ مین لوگون کے روبرو قتل کیے گئے اور بارہ شخص در جدہ کے باہر مارے گئے

وہ آیندہ ذکر کیا جائے جسکا ہولناک نتیجہ جنگ روم و روس ۱۸۷۸ء نکلا۔
بہرحال ترکی کو سوا اسکے اور کچھ فائدہ نہ پہونچا کہ اُس کے مہیب دشمن کو بیس سال تک اور اپنے ارادون مین ناکام رہنا پڑا۔ اس جنگ کریمیا کے سبب سے فرانسیسیون اور انگریزون نے الجزائر اور عدن کے غاصبانہ قبضہ کو شیر مادر قرار دیلیا۔ اور سلطان کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا الجزائر کے تجربہ نے فرانسیسیون کی جرأت کو بڑہا دیا اور بعد مین ٹیونس سے بہی سلطانی اقتدار کہو دیا گیا۔ اور طرابلس (ٹریپولی) بیچارا اکسرلیفون کی نگاہ حسرت جاری ہے اور مراکو کی صدیون کی آزاد اور بہادر سلطنت یورپ کی حرص و آز کا تختہ مشق بن رہی ہے۔ ادہر عدن کے گمنام بندر کی بجاے تمام قبضہ نے آج انگریزی پنجہ تمام ساحلی قبائل اور شیوخ پر ڈال رکہا ہے اور سلطانی اعتبار کو گہٹا دیا ہے جسکا اثر وسط عرب تک پہنچ چکا ہے۔ پس جنگ کریمیا مین گو ترکون نے کمال مردانگی دکہائی اور بہادر عمر پاشا نے ہر ایک میدان مین فتح پائی مگر فتح کا فائدہ ترکی کو تو کچھ نہ ملا بلکہ نقصان اُٹہایا اور فائدہ بہی مغلوب روس نے نہین بلکہ اپنے دوست غالب فریق ترکی سے دوستی کی یہ مثال دنیا کی کسی قومی تاریخ مین نہین ملتی جو یورپ کی عہد شکن سلطنتین دکہاتی ہین اسی اثنا مین سلطان عبد المجید خان سے غلامون کی تجارت کے روکنے کا فرمان جاری کرا دیا گیا جس سے مکہ مین سلطانی فوج کے برخلاف مکہ والون نے تلوار اٹہائی اور مسلمانون مین کشت و خون ہوتی رہی ہندوستان کے غدر ۱۸۵۷ء مین سلطان نے بذریعہ اشتہار مسلمانان ہندوستان کو وفاداری کی ہدایت کی اور انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت مین ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔

فساد جدہ

اسی جنگ کریمیا مین امداد دینے کے سبب جس کا فائدہ ترکی کو کچھ نہ ہوا۔ انگریزون اور فرانسیسیون کا اسقدر عروج بڑہ گیا کہ غلامون کی تجارت جسکی ممانعت کا حکم سلطان نے دیدیا تہا۔ اور مکہ والون اور تمام عربون کو سلطان نے ناراض کر لیا تہا۔ انگریزی اور فرنچ قونسلون نے زیادہ دلیر ہو کر عرب جیسے ملک مین خود ہی دست اندازی شروع کر دی عرب جو خود سلطانی عمال کی کارروائیون کو بہی برا جانتے تہے عیسائیون کی دست اندازی کو کب گوارہ کر سکتے تہے۔ یہہ حکم ۱۲۷۳ھ مین جاری کیا گیا تہا۔ ابہی یہہ نفرت اور مخالفت جاری ہی تہی کہ ۱۲۷۴ھ مین جدہ کی ایک مسلمان تاجر نے جو انگریزی علم کا نشان اپنے جہاز پر گاڑا کرتا تہا عثمانیہ نشان نصب کر دیا۔ انگریزی ایجنٹ و کونسل نے تاجر مذکور کو منع کیا۔ لیکن وہ باز نہ آیا کونسل نے خود جہاز پر جا کر عثمانیہ بیرق اتار دی اور انگریزی بیرق نصب کر دی بقول بعض عثمانیہ بیرق کو پاؤن مین روند ڈالا جو اسلامی خلافت و امارت کی صریح ہتک تہی مسلمان اور عرب کب گوارہ کر سکتے تہے۔ کونسل پر ٹوٹ پڑے اور انگریزی کونسل کو قتل کر دیا۔ اور باقی یورپین کونسل اور تمام عیسائی مارے گئے اور لوٹے گئے۔ جدہ کا گورنر نامق پاشا اسوقت مکہ مین تہا اور شریف مکہ محمد بن عون ستر سال کی عمر مین [illegible] ماہ پیشتر مر چکا تہا اور قائم مقام شریف مکہ اسکا بیٹا علی پاشا تہا اصلی شریف مکہ عبد اللہ بن

مین مداخلت کرنے اور دبلنے کا خوب گر ہاتھ لگ گیا۔

جدہ کی مداخلت نے جو خاص عرب اور عرب بھی اس حصے مین جو خاص تقدیس کا کمال رتبہ رکھتا تھا عیسایون کو دلیر کردیا جدہ کے فساد کے بعد ۱۸۶۰ء مین تمام مین جبل لبنان کے مارونی عیسایون اور روس مسلمانون مین خانہ جنگی شروع ہوگئی اور دروس لوگون کو غلبہ رہا اور دمشق کے فساد مین بھی چند عیسائی قتل کیے گئے۔ امداد کی دفع دوسرا فریق فرانس میدان مین نکل آیا اور دیگر شاہان انگلستان۔ روس۔ پرشیا۔ آسٹریا کے صلاح و مشورے سے شام مین فوج بھیجدی سلطان تمام یورپ کو جو قیام امن کیلیے بیقراری ظاہر کررہا تھا روک نہ سکا۔ مگر گورنر شام کو قیام امن کیلیے تاکید کردی اور اس نے فرانسیسی فوج پہنچنے سے پہلے ہی مفسدون کو سزا دیکر قرار واقعی انتظام کرلیا۔ اور مغرور فرانسیسیون کو جب کوئی حجت نملی تو اپنا سا منہ لیکر پندرہ جون ۱۸۶۱ء کو واپس چلے آئے اور ترکی کے دوست فرانس کا وار خالی گیا مگر عیسائیون کو کئی حقوق ملگئے اسی امداد کرنیکا مضر نتیجہ جو سلطنت عثمانیہ کے حق مین پیدا ہوا۔ وہ غیر سلطنتون کا قرضہ تھا۔ جسکی چاٹ تیسیوین مین شروع ہوی اور یورپین دول کی مداخلت کا باعث ہوئی جسنے سلطنت کو اس سے زیادہ مضمحل کردیا جو صدیونکے محاربے مین نہوسکی تھی۔

باوجودیکہ سلطان عبدالمجید خان کے عہد مین آمدنی ۱۶ کروڑ روپیہ اور خرچ دس کروڑ روپیہ تھا۔ مگر اس یورپین قرضہ کی جونک ایسی چمٹ گئی کہ ترکی کے بدن مین خون کا ایک قطرہ تک نہ رہنے دیا۔ اسی قرضے نے مصر کو ہاتھ سے کھودیا خدا کا شکر ہے کہ سلطان عبدالحمید خان سلمہ اللہ تعالی نے بہت کچھ سبکدوشی کرلی اور عثمانیہ بنک اور نوٹون کے اجراء اور ہر ایک صیغے کی عمدہ نگرانی اور انتظام فائی کفایت شعاری اور جدید آمدنی کے محکمون کے قیام سے بہت کچھ انتظام کرلیا ہے جنکو دیکھکر یورپین سلطنتین جدید اخراجات کا بوجھ سلطان کے سر پر ڈالنے کے لیے کوئی نکوئی شرارت کھڑی کردیتی ہین فساد شام سے چند ماہ بعد سلطان عبدالمجید خان ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو چالیس سال کی عمر اور ساڑھے بارہ سال سلطنت کے بعد فوت ہوگیا۔

اس سلطان نے مسجد نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی جدید تعمیر کی جو چار سال مین ختم ہوئی۔ جو دنیا مین ایک بے نظیر عمارت شمار ہوتی ہے میزاب کعبہ مین بھی اسی سلطان کی یادگار ہے۔ اور بھی حرمین شریفین مین کئی ایک عمارتین بنوائین مگر سلطان کی ذاتی تن پرستی اور آرام طلبی سے یورپین سلطنتون کا رسوخ بہت بڑھ گیا۔ اور وہ اسقدر دلیر ہوگئے کہ ادنی ادنی باتون پر بگڑ بگڑ کر فوجین بھیجنے لگے اور دھوکہ دینے لگے جسکا انسداد بھی سلطان حال نے کیا ہے اور اس قسم کی بعض دھمکیون کی پرواہ نکرکے اپنے حقوق پر اڑا رہا۔

قاضی جدہ اور چند اور معزز مشائخ کو جلاوطن کیا گیا۔ اور عیسائیون کے نقصان مال کی قیمت کثیر سلطنت عثمانیہ سے لی گئی
کریمیا کے جنگ مین اگرچہ چندروزہ سلطان کی عزت قائم رکہی گئی تو خاص اسلامی ملک عرب اور حرمین شریفین کے دروازے
پر سلطانی اعزاز کو نقصان پہونچایا گیا۔ اور مشائخون کے قتل و جلاوطنی سے آیندہ کے لیے رعب بیٹھایا گیا۔ کہ انگریزی
غصہ سے انکو سلطان وغیرہ کوئی نہین بچاسکتا اور نہ انکا سلطان انگریزی مطالبات کو رد کرسکتا ہے یہ واقعہ عہدنامہ
پیرس ایک سال بعد کا ہے۔

نامق پاشا نے عربون کو جہاد سے اس لیے روکا تہا کہ سلطنت عثمانیہ ابہی روس کی لڑائی سے فارغ ہوئی تہی اور
انگریزون سے رفاقت تہی وہ تازہ مشکلات کا باعث خود نہین بننا چاہتا تہا اگرچہ پرجوش عرب بہ تعداد کثیر مقابلہ پر جمع ہوجاتے
مگر سلطنت عثمانیہ کی تو اعددان فوج جلدی مدد پر نہین آسکے گی۔ اور انگریزی جہاز فوراً موقعہ پر پہونچ جائین گے۔
اور تمام مشکلات میرے سر پر آپڑین گیں۔ اور سلطان عبدالمجید جو انگریزون کے ہاتہہ مین کٹھ پتلی ہے۔ میری کارروائی سے
کبہی متفق نہین ہوگا۔ پس نامق پاشا نے گورنری کی حیثیت سے جو مناسب تہا انتظام کردیا۔ ہان اگر نامق پاشا عرب
مین اعلان جہاد ہونے دیتا اور عرب لاکہون کی تعداد مین انگریزی فوج کے سامنے آجاتے تو لڑائی تو ہونی ہی
نہین تہی بہرحال انگریزون کو معلوم ہوجاتا کہ سرزمین حجاز مین کسی غیر مسلم سلطنت کا پاؤن جمنا محالات سے
ہے بہرحال نامق پاشا کا خدا بہلا کرے جسنے ایک بڑی بہاری مشکل سے انگلستان اور ترکی والون کو بچا لیا۔ اور
سلطان نے بہی گورنی وفادار رعایا مین سے چند معزز اشخاص کو انگلستان کی دوستی کی بہنٹ چڑہا دیا۔ مگر
دونون سلطنتون کو ایک محاربۂ عظیم سے ہٹا لیا۔ ایسی ہی امن پسند پالیسی اُسکے مدبر فرزند سلطان عبدالحمید خان
سلمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جسنے سرحد عقبہ اور طابہ کے معاملہ مین ایک زبردست جنگ کو ٹال دیا۔

رومانیا کی خودمختاری

اسی سال ان رفقا نے ایک اور مہربانی کی کہ عہدنامہ پیرس مین جو شرط رکھی گئی تہی کہ ولیشیا اور مالدیویا کی صوبجات
مین روس کسی قسم کی مداخلت نہین کرے گا۔ اور سلطان کی شاہی حقوق کی نگہداشت تمام سلاطین یورپ کرینگے
اسکے ایما پر دونون صوبون کا ایک صوبہ بنام رومانیا مقرر کیا اور وہان کا گورنر جرمن شاہزادہ کو بنا دیا۔ اور چالیس
ہزار پونڈ سالانہ خراج برائے نام مقرر کرکے سلطان کے جملہ اختیار سے یہہ صوبہ آزاد کیا گیا۔ اور عہدنامہ
برلن مین یہہ خراج بہی اُٹہا کر رومانیا کو بالکل آزاد کردیا۔ اور جو کام ابتک باوجود صدیون کی کوششون کے آسٹریا
اور روس سے نہین ہوسکا تہا۔ وہ ان رفقا کی دوستی اور یورپ کی نیک نیتی سے پانچسو سال بعد سلطنت عثمانیہ
سے حاصل کیا گیا۔ اور فتح کریمیا کا ثمرہ ترکون کو خوب پہل لایا اور اسکے بعد یورپ کی تمام دول عظام کو بالاتفاق ترکی

کے حالات سے بہی غافل ہوگیا کہ نہر سویز کا معاملہ بلا اطلاع سلطان اسمعیل پاشا والی مصر نے خود بخود طے کر دیا۔

مصر کے خدیو

محمد علی بانی خاندان خدیو جسکا حال اوپر لکھا گیا ہی ۱۲۶۵ھ میں ۸۰ سال کی عمر کے بعد فوت ہوگیا اُسکی جگہہ بہادر ابراہیم پاشا بحکم سلطان والی مصر ہوا۔ ابراہیم پاشا قریبًا ایک سال تک زندہ رہا اُسکی جگہہ عباس پاشا ولد طوسون پاشا ولد محمد علی مقرر ہوا۔ جو دادا اور چچا کی طرح لایق نہ تہا۔ اور ۱۲۷۰ھ مین مقتول ہوا جسکی جگہہ سعید پاشا بن محمد علی مقرر ہوا۔ اور ۱۲۷۹ھ مین فوت ہوا۔ اور اُسکی جگہہ اسمعیل ولد ابراہیم ولد محمد علی والی مصر ہوا۔ یہی اسمعیل سلطان عبدالعزیز خان کے عہد مین گورنر مصر تہا اسی اسمعیل نے بلا اجازت سلطان نہر سویز کی تعمیر کا ٹہیکا ایک فرانسیسی ٹہیکیدار ایم ڈی لیپس کو دیدیا تہا بعد کو حضور سے اسمعیل نے سلطان سے باضابطہ اجازت حاصل کر لی اور سلطان کو زیادہ خوش کرکے والی کے معمولی خطاب کی جگہہ خدیو مصر کا موروثی خطاب بہی لے لیا اور دوگنا خراج دینا منظور کرکے قاعدہ وراثت خدیو کو تبدیل کرا لیا۔ کہ آیندہ باپ کی جگہہ بیٹا ہی خدیو ہوا کرے افسوس کہ سلطان عبدالعزیز خان کی نادانی اور اسمٰعیل کی حریصانہ پالیسی نے مصر کو نہ ترکی کے کام کا چہوڑا۔ اور نہ اسمعیل کا خاندان عزت کے ساتہہ فائدہ اُٹہا سکا۔ اسمعیل نے اپنے خاندان کے دیگر وارثان کو محروم کیا۔ خدا نے اُس کی اولاد کو ایک غیر مسلم قوم کا دست نگر بنا دیا اور جو نہر ملا اثر مسلمہ عبدالعزیز خان پر پڑا تہا۔ اسی سے اسمعیل بلکہ خود مصر تباہ ہوا۔ بہ تقلید سلطان اسمعیل نے بہی سیاحت یورپ کی اور یورپ والون نے اسکو قرضہ مین بہی داب لیا جس قرضہ کی آڑ مین آج مصر نیم تن در گور با نیم تن در زندگی کا نمونہ بن رہا ہے اور خود اسمعیل بہی ۱۲۹۶ھ مین معزول ہوا۔ اور اُسکی جگہہ توفیق پاشا خدیو مصر ہوا جسمین باپ دادا کی کوئی بہی وصف نہ تہی۔ اسی کیوقت مین انگریزی فوجین مصر مین داخل ہوئین اور رفتہ رفتہ تمام مصری مقامات پر انگریز قابض ہوگئے۔ موجودہ خدیو عباس پاشا لائق اور زمانہ شناس ہے اور مصریون مین بیداری کے آثار پائے جاتے ہین۔

روسی سازشین

سُلطان عبدالعزیز خان کا وزیر اعظم عالی پاشا نہایت مدبر اور سُلطان کے نزدیک اعتبار رکہتا تہا اسی دور اندیش وزیر نے دول یورپ کی ریشہ دوانیون کے خیال سے طرابلس الغرب کے موروثی گورنر عبداللہ ترکمان کو معزول کرکے صوبہ کو براہ راست عثمانیہ سلطنت مین شامل لیا۔ ورنہ یہہ صوبہ بہی ٹیونس اور الجزائر مصر کی طرح غیرون کا تختہ مشق بنجاتا۔ اسی وزیر نے دول یورپ کی رعایا مقیم حدود ترکی کے مفسدانہ کارروائیون کے نقصان پر

سُلطان عبدالعزیز خان

سُلطان عبدالمجید خان کے بعد اُسکا چھوٹا بہائی عبدالعزیز خان تخت نشین ہوا جسنے شروع شروع مین تو قابلیت دکہائی
اول عربون کو جو فساد جدّہ مین قید کر لیے گئے تھے رہا کر دیا۔ رشوت خوار او خائن عہدہ دارون کو موقوف کیا۔ اجنبی لوگون کو جائداد
وغیرہ کا اجارہ دینے کا قاعدہ منسوخ کر دیا۔ اور اپنی متشرع حرکات سے مسلمانون کی امیدون کو تازہ کیا۔ سُلطان عبدالمجید
خان کی کل عورتون کو جنکی تعداد چھ سو تک پہنچ گئی تھی۔ عدت کے بعد نکاح کرنے کی اجازت دیدی سامان حرب کی فراہمی
اور درستی افواج مین بہت توجہ کی۔ اور کامیاب بہی ہوا جنگی جہازات کی بہی کافی تعداد مہیا کر لی۔ اُسکے عہد مین کریٹ
کی پہلی بغاوت شروع ہوئی۔ اور یونان بہی مقابلہ پر آنے لگا۔ مگر باب عالی کی مستعدی اور دول یورپ کے منع کرنے سے باز
آگیا۔ اور کریٹ کے عیسائیون کو چند رعائتین دیکر بغاوت فرو کی گئی۔ اسی اثنا مین کریٹ کے عیسائیون کی رعائیتون
کو دیکھکر دیگر سلاطین یورپ کی تحریک سے سرویا نے بہی باغیانہ مطالبہ کیا کہ سرویہ کے قلعون سے ترکی فوج ہٹائی جائے اور لڑائی
کی تیاری کر دی ترکی کے مشہور رفقا فرانس اور انگلستان کے سمجھانے سے سلطان نے سرویا کے جنگی قلعون کو ترکی
فوج سے خالی کر لیا۔ اور پانسو سال کا محکوم صوبہ آزاد کر دیا جسکا بڑے نام سے ہوا عہدنامہ برلن مین اڑا دیا
گیا۔

اسی سال سلطان عبدالعزیز خان نے یورپ کی سیر کی اور یہہ پہلا سُلطان عثمانیہ ہے جو یورپ کی ہوا کھانے گیا اور
ایسی ہوا کہائی کہ ؎

کلاغے تگ کبک در گوش کرد تگ خویشتن را فراموش کرد۔

کا مصداق بنگیا یورپ کے شکاریون نے اس شکار کے پہانسنے کے لیے طرح طرح کے اختراعات سے کام لیا۔ اور یہ
مستقل مزاج سلطان ایسا پہنسا کہ دین و دنیا کو کہو بیٹھا یورپ کی عام نمائش و زیبائش عیاشانہ تکلفانہ مین محو ہو گیا ترکی
اہل راز کو یہ سمجھکا واپس آنے پر دار السلام قسطنطنیہ کو بہی یورپ کا رنگ دینے لگا۔ اور اس قدر فضول خرچ ہو گیا
کہ جو سلطان ابتدائے سلطنت مین اپنا ذاتی وظیفہ مقررہ کا بہی بہت سا حصہ استحکام سلطنت پر خرچ کرتا
تہا۔ اب اُس وظیفہ سے جو کُنی رقم بہی اُسکے روزمرہ کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہوتی تہی۔ اور سیاحت یورپ
کی طفیل عیاشی کا یہہ عالم ہو گیا کہ جو سلطان تخت نشینی کے وقت تقریباً کل کنیزون کو آزاد کر کے صرف ایک
بیوی رکہنے کا منشا ظاہر کر چکا تہا۔ اب اُس کی کنیزون کی تعداد ایک ہزار تک پہونچ چکی تہی۔ افسوس وہ سلطان
جو تمام روے زمین کے مسلمانون مین اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کا خیال رکہتا تہا اور جسکے ایما سے جزائر۔ محیط
مراکو۔ زنجبار۔ اور کاشغر تک تحریک بہی کیجا رہی تہی ساسی یورپین مصاحبت سے از خود رفتہ ہو گیا کہ خاص سلطنت

آمنڈ آیا۔ اور انگلستان جو ابتک اتحاد ثلاثہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا وہ بھی ترکی کے مخالف ہوگیا اور چالاک سفیر کا جو مطلب تھا پورا ہوگیا۔ اور تمام عیسایون کو سلطان کے برخلاف برانگیختہ کردیا باوجود یقدر خرابیون کے سلطان بیدار نہ ہوا اور اسی سفیر پر اعتبار کرتا رہا۔ اس سے سلطنت کے خیر خواہون نے ۷ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ مطابق ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۶ء کو اسے معزول کردیا گیا۔ اور پانچ روز بعد اسکی لاش بیجان پائی گئی جو معزول کنندہ جماعت کے ہاتھ سے شہید کیا گیا تھا۔

اس سلطان نے ۴۰ سال عمر پائی اور ۱۴ سال ۴ ماہ سلطنت کی۔

سلطان عبدالعزیز خان کی معزولی کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ ارکین سلطنت مدحت پاشا محمود پاشا داماد شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی نوری پاشا حسین عونی پاشا سر عسکر شامل تھے حسین عونی پاشا کو تو سلطان عبدالعزیز خان کے سالے (خیر پورہ) حسن چرکس نے معہ چند اور وزرا کے طپنچہ سے قتل کردیا اور باقی کو سلطان حال عبدالحمید خان نے طائف واقعہ حجاز مین قید کردیا تھا۔

سلطان مراد خان ابن عبدالمجید خان

سلطان عبدالعزیز خان کے بعد اسکا بڑا بھتیجا سلطان مراد خان پنجم تخت نشین ہوا۔ جو نہایت متعصب معلوم ہوتا تھا۔ مگر پھر دیوانہ ہوگیا۔ اور تین ماہ بعد شعبان سن مذکور مین معزول کیا گیا۔

سلطان عبدالحمید خان سلمہ اللہ المنان

سلطان مراد خان کے بعد اسکا چھوٹا بھائی امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ ابن عبدالمجید خان شعبان ۱۲۹۳ھ کو ۳۴ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ جبکہ عیسائی رعایا برسر پیکار تھی سلطنت عثمانیہ ایک سخت خونخوار جنگ مین مبتلا ہونے والی تھی مخالف جنگی تیاریان اعلی پیمانہ پر کرکے جنگ سے روکنے والون کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا سلطنت عثمانیہ یورپین قرضہ کے بار گران کے علاوہ اندرونی ... مین مبتلا تھی ارکین سلطنت سلطانی اختیارات گھٹانے کے درپے تھے۔ اور کافی زور رکھتے تھے۔

سلطان عبدالعزیز خان معزول ہوکر مقتول ہوچکا تھا۔ سلطان مراد خان جب وزرا کا ہم آہنگ ہوا تو تھوڑے کے عرصہ مین ہی خلل دماغ کی واقعی یا غیر واقعی بہانہ سے تخت سے اتار دیا گیا۔ سلطان عبدالحمید خان سلمہ نے بھی ان واقعات کو مدنظر رکھکر شروع شروع مین وزرائے سلطنت کے درخواست تقرری پارلیمنٹ کو مان لیا پارلیمنٹ ایک ایسا دلکش لفظ ہے کہ ہر ایک شخص کو بادی النظر مین مرغوب معلوم ہوتا ہے

خیال کرکے روسی رعایت کو منسوخ کرنے کی کوشش کی کہ جسکے اجنبی رعایا کو باوجود سنگین جرائم کے ترکی عمال باز
پرس نہین کرسکتے تھے ابھی خط وکتابت جاری تھی کہ یہہ فرزانہ وزیر ۱۸۶۹ء مین مرگیا۔ اور ترکی مین ایسا کوئی باسوخ
ارکان سلطنت مین نرہ گیا جو سلطان کو سنبھال سکتا۔ اسکے بعد جلدی ہی ۱۸۷۰ء مین فرانس کو پرشیا سے
شکست ہوی اور وہ یورپ مین کسی دخل دینے کے قابل نرہا۔ ترکو کے مشہور دشمن مسٹر گلیڈسٹون کی کوشش سے معاہدۂ لندن
۱۸۷۱ء کے رو سے اور روس کو بحیرۂ اسود مین وہ تمام حقوق مل گئے جو جنگ کریمیا مین ترکی نے ہزارون جانین قربان کرکے
اور کروڑون کا قرضہ یورپ سے اٹھا کر ہٹائے تھے۔

سلطان یہہ حالت دیکھکر کہ فرانس تباہ ہوگیا اور مدد کے قابل نہین رہا۔ اور انگلستان روس کی ہواخواہی کا دم بھرنے
لگا ہے وہ بھی روس کی دوستی کی طرف جھکا۔ جس سے روسی سفیر کا رسوخ بڑھ گیا۔ اور سلطان کی مزاج پر حاوی ہوگیا
اور مشورے دینے لگا۔ دوسری طرف عیسائی رعایا کو بھڑکانے لگا۔

عالی پاشا کی جگہہ محمود اور معزول شدہ محمود کی جگہہ بغداد کا گورنر مدحت پاشا ۱۸۷۲ء مین وزیر اعظم ہوئے جسنے سلطان
کو فضول خرچی سے روکنا چاہا۔ اور اسی جرم مین برطرف ہوا۔ اور رشدی پاشا وزیر اعظم ہوا۔ اسی اثنا مین روسی
سفیر کے ورغلانے سے سلطان عبدالعزیز خان نے وراثت کے قدیم قاعدہ کو تبدیل کرنا چاہا۔ اور پہلے جو شخص خاندان
عثمانیہ کے ذکور مین سے عمر مین بڑا ہو وہ تخت نشین کیا جاتا تھا۔ اس قاعدہ کو منسوخ کرکے اپنے بھتیجے کی جگہہ اپنے
بیٹے یوسف عزیز الدین کو ولی عہد کرنا چاہا۔ جس سے مسلمان اور مخالف ہوگئے ۱۸۷۳ء مین روس۔ آسٹریا۔
جرمن۔ نے سلطان عثمانیہ کے بعض علاقون کو ہضم کرنے کے واسطے اتحاد ثلاثہ کرلیا۔ اور ترکی کی عیسائی رعایا
کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۸۷۵ء مین ہرزی گوینا اور مانٹی نگرو کے عیسائیون نے مسلمانون کو قتل کرنا اور
لوٹنا شروع کیا اور بوسینا کے باغیون نے بھی یہی وتیرہ اختیار کیا۔ باب عالی نے غازی مختار پاشا کو قیام امن
کے لیے مقرر کیا جسنے جلدی ہی فساد رفع کردیا مگر دول ثلاثہ کو یہہ کب منظور تھا۔ نیک نیتی زیر آسٹریا نے بذریعہ
نسبتی مراسلہ تمام دول یورپ کو اس امر مین متحد کرلیا کہ باغی عیسائیون کو خاص رعایتین دلائی جاوین جسکو بنظر رفع فساد
باب عالی نے منظور کرلیا۔ مگر مطلب تو اور تھا۔ رعایتون کا تو صرف بہانہ تھا۔ اسکے بعد چالباز پرنس بسمارک وزیر اعظم
جرمن نے دول یورپ کو لکھا کہ جو رعایتین باغی عیسائی مانگتے ہین وہی دلائی جاوین چونکہ اس سے سلطنت کی حکومت
کا خاتمہ تھا باب عالی نے نامنظور کین اور یورپ کو بہانہ مل گیا تیسری سلطنت روس نے بلگیریا کے عیسائیون کو ترکی کے
مقابلہ پر اٹھا دیا ۱۸۷۶ء مین بلغاری عیسائیون نے مسلمانون کے قتل عام سے خون کی ندیان بہادین مذکورہ
بالا روسی سفیر کے مشورہ سے نادان سلطان نے بجائے باقاعدہ فوج کے غیر آئینی فوج اور مسلمان باشندون کو باغیون کے
مقابلہ پر مقرر کیا جنہون نے عیسائیون سے دل کھول کر انتقام لیا جس سے تمام یورپ کا متعصبانہ جوش

طرح ہتھیار نرکہے بلکہ صفون کو چیر کر نکلنے کی تجویز کی ایک طرف سے خود اور دوسری طرف سے اپنے نائب وہم پاشا کو نکلنے کا حکم دیا وہم پاشا تو وقت مقررہ پر نہ نکلسکا مگر غازی عثمان چند رفیقون کے ساتھ شمشیر بکف پلیونا سے نکل آیا اور روسیون کی مقابل صفون کو چیرتا ہوا چند مورچون سے نکل گیا۔ مگر روسیون کی کثیر فوج اور غضبناک آتشبازی نے غازی عثمان پاشا کو زخمی کر کے قید کرا دیا۔ اور شاہ روس کے پاس پہنچایا گیا۔ جہان اُسکا اعزاز شایان کیا گیا غازی عثمان پاشا کے حالات مین کئی زبانون مین علیحدہ علیحدہ ضخیم کتابین لکہی گئی ہین جن سے بہتر اور مفصل حالات راقم بیان نہین کرسکتا۔

غازی عثمان پاشا کے قید ہوتے ہی روسیون کے لیے رستہ صاف ہوگیا۔ اور بلقان کے درون مین ترکون نے کسیقدر مزاحمت کی مگر روسیون کا ٹڈی دل فاتحانہ قدم بڑہاتا ہوا ایڈریا نوپل پہونچ گیا۔ اور سلطان صلح پر مجبور ہوگیا عہدنامہ برلن لکہا گیا جسمین نیک نیت دول یورپ نے سرویا، رومانیا سانٹی نگرو کو آزاد کرا دیا۔ اور بوسینا ہرزی گوونا اسٹریا کے حوالہ کیا گیا۔ اور ایک اور جدید عیسائی ریاست بلگیریا مین قائم کی گئی۔ اور ترکون کو کوہ بلقان کے جنوب مین دہکیل دیا۔ اور ڈینوب اور بلقان کی قدرتی رکاٹین اور حفاظت گاہین جو ایک صدی تک دشمن کے حملون کو روکتی رہی تہین اس عہدنامہ کے رو تمام سلطنت عثمانیہ کے قبضہ سے نکل گئین اسطرح دشمن نے اب ترکی کے لیے قسطنطنیہ کے لوہا لاٹھ فصیلون کے سوا اور کوئی مامن یورپ مین نہین چہوڑا پانچسو سال پیشتر یورپ مین جسقدر علاقہ عثمانیہ تہا وہی اب رہ گیا ہے اور سلطان مراد خان اول سلطان محمد ثانی فاتحہ قسطنطنیہ اور سلیمان اعظم وغیرہ کے فاتحانہ کارنامون کو خاک مین ملایا گیا ہے۔ اسی عہدنامہ مین بظاہر تمام آزاد شدہ صوبون کو سلطنت عثمانیہ کا باجگذار رکہا گیا۔ مگر مشہور ہے کہ اب تک ایک کوڑی بہی خراج کی ادا نہین کی گئی یہ جدید ریاستین فوجی تیاریون مین برابر مصروف ہین اور جسطرح کہ ہسپانیہ کی اسلامی گورنمنٹ کے لیے ایک دو عیسائی ریاستین ہی یورپ کی امداد سے باعث زوال ثابت ہوئی تہین اسیطرح شاطران یورپ نے اب چند عیسائی ریاستین ساحل ڈینوب پر کہڑی کردی ہین جن مین قومی جوش اور حب وطن کمال درجہ کا پیدا ہو رہا ہے اور اندرونی انتظام کے ساتہہ ہی فوج کی ترقی مین مصروف ہین اگر یہی حالت رہی تو یہی آزاد شدہ صوبے ایک دن متحدہ طاقت سے سلطنت عثمانیہ کے مدمقابل ہونے کی کافی طاقت رکہین گے اور علاوہ اس کے سلاطین یورپ کی دست درازی سے معلوم نہین کہ اور کیا کیا نتائج نکلین بہرحال یورپ نے ایسے سامان پیدا کردیے ہین کہ اگر سلاطین یورپ خود کچہ بہی نکرین تو بہی سلطنت عثمانیہ کو ان صوبجات کے دبانے یا اپنے انکو بچانے کیلیے امن کی حالتین بہی کئی لاکہہ فوج نظام خاص یورپ مین ہر وقت تیار اور لیس رکہنی پڑے گی اور یہہ فوج کسی اور حصہ ملک مین کام نہین دے سکے گی بس یہہ کروڑون کا خرچ دوامی آخر سلطنت کو زیر بار کریگا۔ یا اور مفید کامون کیطرف متوجہ ہونے دیگا سلطان نے جب کبہی ذرہ بہی اسی فوجی انتظام مین کوتاہی کی یورپ کی یہہ سپوت فوراً میدان مین خم ٹہونک کر نکل آینگے اگر کامیاب رہے تو بہتر ورنہ یورپ ادہمکے گا اور اسمین شک نہین کہ ڈینوب کی ریاستین

لیکن ترکی مین جہان عیسائی رعایا کا عنصر زیادہ ہے وہان پارلیمنٹری حکومت فائدہ بخش نہین بلے اعتباری کے عالم
مین عیسائی ترکون کو جنے چاہتے ہین اگر پارلیمنٹ ہوگئی جسمین کہ ضرور عیسائی ممبر لینے پڑینگے۔ تو عیسائی ممبر پار
لیمنٹ خاطر ان یورپ کے اشارے سے معلوم نہین کہ کیا کیا مشکلات پیدا کرین گے بس ترکی مین پارلیمنٹ کا موضوع
درست نہین ہان اگر عیسائی رعایا پر اعتبار ہو جو ایک صدی کی متواتر ناکامیابیون سے دلیر ہوکر ترکون کو یورپ سے نکالے
بغیر آرام نہین لینا چاہتے تو پارلیمنٹ ترکی کے لیے مفید ہوسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ سلطان عبدالحمید خان غازی نے
پارلیمنٹری حکومت کو چلنے نہین دیا۔

یہ جملہ معترضہ تھا جو بیچ مین آگیا غرضیکہ سلطان عبدالحمید خان کو سخت مشکل وقت مین تخت ملا تھا ایسی نازک
حالت مین خواہ کیسا ہی مدبر دلیر ہوتا ہمت ہار دیتا۔ اگرچہ اس سلطان کو دول یورپ کی ریشہ دوانیون سے آرام نہین
ملا اور ترکی کو بہت کچھ مادی نقصان پہونچ چکا ہے۔

روسی جنگ ۱۸۷۸ء

اس سلطان کی تخت نشینی سے پہلے ہی سلطان صوبجات سرویا اور مانٹی نگرو نے یکم جولائی ۱۸۷۶ء کو اعلان جنگ کر چکا اور متواتر
شکستین پاکر دفع الوقتی کے لیے معافی کی درخواست کرکے پیچھا چھوڑا چکا تھا۔ کہ روس خود میدان مین نکل آیا اور
ایشیا اور یورپ دونون طرف سے حملہ آور ہوا ایشیا کی حملہ آور فوج کے مقابلہ مین غازی احمد مختار پاشا حال عثمانی
کمشنر مصر بھیجا گیا۔ جسنے کمال دلاوری سے روسیون کو روکے رکھا۔ اور یورپ مین جہان سکندر ثانی کا ولی
عہد اور بہادر خود زار فوج کثیر کے ساتھ سرگرم کارزار تھا غازی عثمان پاشا رحمۃ اللہ علیہ اپنی جہارت کا جوہر
دکھاتا اور دشمن کو ہر قدم پہ چنے چباتا رہا جسکا مفصل حال معزز کارخانہ وطن لاہور کی تالیفات مین درج ہے۔
یہان اُسکی تفصیل کی گنجائش نہین ہے کتاب محاربات پلیونا دیکھنی چاہیے۔

بدقسمتی جنگ کی سستی اور ایک دو جرنیلون کے تغافل یا بے ایمانی سے غازی عثمان پاشا کو مدد نہ پہونچ سکی۔ اور وہ
بہادر چند ماہ تک نہین چند ہزار بہادرون کے ساتھ میدان پلیونا مین صولت شیرانہ کے ساتھ اس کچیدہ
اور بہادر جرنیلون کو ولیعہد روس تا شکست یک پلیونا مین بھوک اور پیاس کی جملہ شکایت اٹھا کر بھی ثابت قدم
رہا۔ اور آخر شاہ روس الگزینڈر ثانی نے خود کمال ہاتھ مین لی مگر کئی دفعہ زک کھائی۔ اس مین شک نہین کہ اگر
غازی عثمان پاشا کی فوج کو فاقہ مجبور نہ کرتا تو روس کی تمام جنگی تدبیرین اس تجربہ کار ترکی جنرل سے خاک
مین ملادی تھین مگر انسان اناج کا کیڑا مشہور ہے۔ کب تک بھوک کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے
جب خوراک نے بالکل جواب دیدیا اور مدد کے پہونچنے سے مایوسی ہو گئی تو پھر بھی نامردون کی

محمد توفیق پاشا ولد اسمعیل پاشا کی خدمتمین مالی اصلاح کی تجویز پیش کی جسکا اجرا رمجوزین اصلاح خصوصاً انگریزون ہی پر
موقوف تہا محمد توفیق پاشا نے جسنے اپنے باپ کا انجام دیکھہ لیا تہا ۔ اوجسپر انگریزی رعب چہا گیا تہا ۔ تمام
آمدنی کے صیغے یورپین لوگون کے ہاتھہ مین دیدیے جسپر مصریون کو اجنبی لوگون کی دست اندازی شاق گذری اور ۱۲۹۵ھ
مین اعرابی پاشا ایک جنگی افسر اور توفیق پاشا خدیو مصر کے درمیان جہگڑا اٹہہ کہڑا ہوا ۔ اور انگلستان کو فوجی مداخلت
کا موقع ملگیا جہٹ پٹ انگریزی فوج مصر پہونچ گئی ۔ اور اعرابی پاشا کو شکست کے بعد قید کر کے سیلون (لنکا)
بہیجدیا گیا ۔ اور انگریزی فوج تا قیام امن و امان کی شرط پر مصر مین مقیم ہوگئی جو غالباً نہ دوامی قبضہ کی
صورت اختیار کرتی جاتی ہے سوڈان پر انگریزی قبضہ براہ راست ہے اور خدیو کی شراکت محض برائے نام ہے ممباسا
ریلوے شمال کیطرف بڑہتی جا رہی ہے ایک ایک دن مصر تک پہونچ جائے گی اور اسوقت یہہ مصر کی طلسم توڑ
دیا جائے گا ۔ جنگ روم و روس ۱۸۷۸ء عیسوی سے انگلستان نے تو یہہ فوائد حاصل کرلیے ۔

(۳) فرانس نے ۱۲۹۷ھ مین ٹونس واقع شمالی افریقہ پر قبضہ کرلیا ۔ فرق اتنا ہے کہ انگلستان نے دوستی کے لباس
مین اور فرانس نے فوجی داؤ سے دونون اسلامی ملک چہین لیے فرانس نے بظاہر تو عرب قبیلہ جیر کی سزادہی کے
بہانہ سے فوجین ساحل پر دہوکہ سے اتار دی جس بہادر قبیلہ کو توپون کی مدد سے تہ تیغ کیا گیا اور ٹونس پر صلح
سے قبضہ کرلیا ۔ اور چند روز فساد کے رفع کرنے کے لیے عام یوروپین پالیسی کے مطابق ٹونس کے سابق حاکم
(بی) کو ہی بدستور حکمران رہنے دیا مگر تمام حکمون پر فرانسیسی عہدہ دار مقرر کیے گئے ۔ اور فرانسیسی قرضہ کو انتظام و وصولی
کا بہانہ بنایا گیا ۔ اسیطرح سلاطین آل عثمان کا شاہنشاہی اقتدار شمالی افریقہ سے اٹھا گیا ۔ اب صرف صوبہ طرابلس
الغرب ٹریپولی سلطنت عثمانیہ کے ماتحت رہ گیا ہے جسپر اٹلی اور فرانس کا کام کو نشین کرچکا ہے ۔

سلطان کی یہہ خاموشی مجبوراً تہی ۔ وہ ایک خونخوار جنگ سے ابہی نجات پاچکا تہا ۔ وہ ان یورپ کے ہیٹرون سے اپنے
اپنے افریقی گلہ کو بچا نہین سکتا تہا کیونکہ ترکی کی بحری طاقت اس سے پچاس سال پہلے جنگ یونان مین اس فرانس
انگلستان روس وغیرہ کے ہاتہ ... جلتی رہی سہی جنگ کریمیا مین ضائع ہوئی اور بغیر بحری طاقت کے
افریقہ مین ترکی کوئی امداد پہونچا نہ سکتی تہی ۔ پہلے سلطان کو خاموش رہنا پڑا لیکن سلطنت عثمانیہ کی قسمت
مین اور صدمات لکہے تہے آرمینا کے عیسائی جو صدیون سے مزہ کی زندگی بسر کر رہے تہے اور بلا تمیز قوم و
مذہب سلطنت کے اعلی اعلی درباریون کے عہدہ و منبر ممتاز تہے ۔ انکو یورپ کے گماشتون نے آزادی کی داستانین
سنا سنا کر بغاوت پر آمادہ کردیا جسکو ترکون نے فوراً دبا لیا ۔ مگر ترکون پر ناکردہ گناہ و مظالم کے الزام لگائے
گئے اور یورپ کے عوام کو تعصب کا بہوت بنایا گیا ۔ انگلستان جہان اسوقت مسٹر گلیڈسٹون مخالف اسلام
کا خوب طوطی بول رہا تہا ترکون کی مخالفت مین زیادہ حصہ لیتا رہا جسکی وجہ زیادہ تر یہہ تہی کہ وہ قبضہ مصر

ضرور سلطنت عثمانیہ کا مقابلہ کرینگے اگر روس کو جنگ جاپان پیش نہ آجاتا۔ اور ترکی جنگ نان مین اپنی بیداری و زندگی کا ثبوت نہ دیتی تو مدت کا یہہ معرکہ ہو رہتا۔ مگر ایک تو یونان کی پچاس سالہ جنگی تیاریون اور جوش و ولولہ کو ترکون نے دو ہفتہ مین ملیامیٹ کر دیا اور یورپ کو دکھلا دیا کہ ترک ایسے کمزور نہین ہو گئے کہ کسی جدید سلطنت سے یونان ہو یا کوئی اور بازی نہ جیت سکتی ہون۔ جاپان نے یورپ کے شیر روس کو بری اور بحری لڑائیون مین ایسا ایسا نیچا دکھلایا کہ روس تو مدت تک ہوس جہانگیری کو کھو بیٹھا ہے اور یورپ کو بھی زرد اور ایشیا خطرے کی خواہین آنے لگین ہین۔ اور ایشیا کی قومین بھی بیدار ہو گئی ہین اور سچی حب الوطنی اور حقیقی سرفروشی جو فتح و شکست کا اصلی راز ہے معلوم ہو گیا ہے۔
اس جنگ کا اثر ترکون پر خاص طور سے پڑا ہے ان جہات سے سلطان کو فراغت حاصل ہی اور جنگی نظم و نسق مین بہت کچھ ترقی حاصل کر لی جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ یورپ مین روس کو علاقہ بظاہر نہ ملا مگر درحقیقت یہہ تمام صوبے روس کے اشارے پر چلنے والے ہین جو انکو آزادی دلانے والا ہے ایشیا مین عہدنامہ برلن کے رو سے ترکی کا بہت سا علاقہ مثلاً قارص۔ باطوم۔ اردہان وغیرہ روسیون کو دیدیے گئے۔ اور اسیطرح ایشیا مین بھی سلطنت عثمانیہ کا رقبہ گھٹایا گیا۔ علاوہ اسکے خرچہ جنگ کا اسقدر بوجھ سلطنت عثمانیہ پر ڈالا گیا کہ باوجود بیس سالون کے اقساط ادا کرنے کے ابھی رقم کثیر باقی ہے۔
یہ تو روس نے نقصان پہونچایا جسنے علانیہ جنگ کیا۔ اب ہاں انگلستان اور فرانس جو ترکی کی دوستی کا دم بھرتے تھے۔ بھلا وہ کب خاموش رہ سکتے تھے انگلستان نے بابعالی کو عثمانیہ تخت کی حفاظت کے سبز باغ دکھلانے شروع کیے اور ضرر رسیدہ کمزور بابعالی سے جزیرہ سایپرس (قبرس) کا قبضہ ۱۲۹۶ھ مین بادائے خراج سالانہ مدت مقررہ کے لیے باتون ہی باتون مین حاصل کر لیا۔ اور جسطرح کہ عدن کے قبضہ سے بحیرہ قلزم کے جنوبی کلید کو ہاتھ مین لے لیا تھا اسیطرح سایپرس کے قبضہ سے بحیرہ قلزم کے شمالی کلید کو لے لیا۔ اسمین سلطنت عثمانیہ کا تو کچھ فائدہ نہوا لیکن انگلستان نے بغیر ایک قطرہ خون گرائے ایک ایسے اسلامی جزیرہ پر قبضہ کر لیا جو ارض مقدس نام کی بہم اور اسلامی ممالک کی مفید جزو و صدیون سے چلا آتا تھا۔ علاوہ اس کے انگلستان کو بحیرہ شام مین ایک اسٹیشن ملگیا جس سے وہ صرف ہندوستان کے رستہ کی ہی حفاظت نہین کر سکتا۔ بلکہ وہ ترکی کی ایشیائی علاقہ خصوصاً شام اور ارض مقدس پر کسی خاص وقت مین آسانی سے حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اور ترکی اور مصر کے بیچ بغلی گھنسے کا کام دے سکتا ہے چنانچہ اس سے تھوڑی دیر بعد ہی اسماعیل خدیو مصر سیاحت یورپ کے نشہ میں ساختہ یورپ کا فریفتہ اور شاہ کاران یورپ خصوصاً انگلستان کا قرضدار ہو گیا تھا۔ اسی قرضہ کے سبب سے معزول کیا گیا۔ اور سلطان عبدالحمید خان کو طوعاً و کرہاً ماننا پڑا۔ اسمٰعیل پاشا اسی سال ۱۲۹۶ھ مین معہ عیال معزول ہو کر اٹلی بھیجا گیا۔ اور مصر پر انگلستان کا رعب بیٹھ گیا۔ اور انگلستان نے اپنی مشہور پالیسی کے مطابق جدید مصر

دنیا مین ٹرکی کی زندگی کی پہر دوبارہ امید ہوگئی۔ اور یورپ جسنے ترکی کو اسقدر نیم جان خیال کر لیا تہا کہ ایک یونان جیسی چہوٹی سی ریاست کو ہی ترکی کے مقابلہ کے لیے کافی سمجہ لیا تہا اب ہوش مین آگیا کہ ترکون مین قومی جوش اور اپنے بزرگون کے بہادرانہ اوصاف بدستور موجود ہین اور وہ یورپ مین اپنی ہستی کو عزت کے ساتہہ قائم رکہنے کی ابہی قابلیت رکہتے ہین سلطان اگر حوصلہ نہ ہارے تو وہ خشکی کی لڑائی مین ہر ایک سے مقابلہ کر سکتے ہین اور اپنی مضبوط و مربوط جنگی طاقت سے ہر ایک مخالف سے سینہ سپر ہونیکے قابل ہین اسی فتح سے اسلامی دنیا مین سلطان کی عظمت بہت بڑہ گئی اور محبان ملت کو مایوسی کے بعد امید بندہ گئی ۱۸۷۸ء کے جنگ روم و روس کے بعد اگرچہ کئی زرخیز علاقہ ترکی سے جدا ہو گئے مگر سلطان عبد الحمید خان سلمہ نے فوجی انتظام کی درستی سے اسقدر جرار و قواعد دان فوج مہیا کرلی ہے کہ وہ خشکی کی لڑائی مین یورپ کے اتحاد سے بہی نہین ڈرتا۔ اور ہر ایک سلطنت سے خشکی کی پوری سے مقابلہ کر سکتا ہے اور اس نظام فوجی نے باقی ممالک عثمانیہ کو مخالفون سے بچا لیا ہے اور یہہ بہت بڑا فائدہ ہے جس سے مسلمانون مین تازہ جنگی روح پہونکی گئی اور یورپ کی فوری امیدون پر پانی پہر گیا۔

بغاوت کریٹ

یورپ نے خشکی کی طرف سے کہسیانا ہوکر اب بحری علاقہ کی طرف توجہ کی جہان سلطان جنگی بیڑے کی کمی کے سبب یورپ کا مقابلہ نکر سکتا تہا۔ کیونکہ سلطان ممدوح الشان نے ابہی خشکی سے بری فوج کا انتظام کیا تہا۔ بحری فوج کے لیے نہ اسوقت ملانہ روپیہ موجود تہا اسلیے یورپ نے اس بحری کمزوری سے فائدہ اٹہانے کے لیے عیسائیان کریٹ کو بغاوت پر آمادہ کر دیا اور جب بغاوت کو ترکون نے دبا لیا۔ تو روس۔ انگلستان۔ فرانس۔ اٹلی کے متحدہ بیڑے کریٹ پر چڑہ آئے اور سلطان نے مجبور ہو کر کریٹ ایک عیسائی گورنر کے ماتحت رہنا قبول کر لیا۔ اور گورنر شاہ یونان کا بیٹا بنایا گیا۔ اور سطرح کریٹ ضمناً یونان سے ملحق کیا گیا۔ اور کریٹ سلطان کا باجگذار صوبہ کہا گیا۔ اور مسلمانان کریٹ سے ہر طرح عمدہ سلوک کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ مگر مسلمانون کو جلدی ہی اپنا صدیون کا پیارا وطن چہوڑنا پڑا جو عیسائیون کی ظلم و سفاکی سے جلاوطنی کی سخت مصیبتین برداشت کر رہے ہین۔ اگر ترکی کی بحری طاقت جلد مضبوط نہ ہوئی تو کریٹ یونان سے باضابطہ ملحق ہو جائے گا اور مقدونیہ کے روزمرہ کے فسادات کافی دلیل ہین کہ یہہ تمام منصوبے یونان کو فائدہ پہونچانے کیلئے کیے جا رہے ہین۔

فساد مقدونیہ

کریٹ سے فارغ ہوکر اب مقدونیہ کے عیسائیون کو اٹہایا گیا۔ اور ترکون پر بے انتظامی کا الزام لگایا گیا جرمن کے سوا

سے یورپ کی توجہ کو ہٹا کر کسی اور قومی و مذہبی حمایت کی طرف متوجہ کرکے مصر کے غاصبانہ قبضہ کو یورپ کے دلون سے بھلانا اور ترکی کو ایک تازہ مصیبت مین مبتلا کرکے قبضہ مصر کو شیر مادر بنانا چاہتا تھا تاکہ وہ اس جدید مصروفیت سے مصر کے تخلیہ کے سوال کو اٹھانے کے قابل نرہے۔

مثلاً آرمینا پر بہت زور لگتا رہا مگر سلطان عبد الحمید خان سلمہ نے حوصلہ ہارا اور مطالبات یورپ سے صاف انکار کرتا رہا۔ روس اس معاملہ مین انگلستان سے متفق نہ تھا جسکی وجہ کوئی ترکی کی خیرخواہی نہ تھی بلکہ صرف اس خیال سے کہ آرمینا کا علاقہ ایشیا، روس سے ملحق تھا جسکو وہ کبھی نہ کبھی چھیننے کی امید رکھتا تھا۔ اگر آرمینا مین کوئی جدید ریاست بنجاتی جسطرح عیسائی صوبجات ڈنیوب مین سے باوجود لاکھون جانین ضائع کرنے کے سلاطین یورپ نے بظاہر اسکو کوئی علاقہ غصب کرنے نہین دیا اسی طرح آرمینا کی یہہ جدید ریاست اسکے دست تصرف سے نکل جاتی۔ اور روس کا میدان حرص محدود ہوجاتا اور یہہ جدید ریاست بھی کریٹ کی طرح عام یورپ کی نگرانی مین آجاتی اور انگلستان وغیرہ کو مدود روس پر یہ کارروائی کرنے کا موقعہ مل جاتا۔ مگر روس ایسا کہان کا نادان تھا اسلیے وہ علیحدہ ہوگیا اور ترکی پر مفت کا احسان رکھ دیا اور باقی دول بھی جنکو براہ راست کوئی فائدہ نہ پہنچ سکتا تھا۔ ڈھیلے ہوگئے۔ اسلیے اکیلا انگلستان بھی خاموش ہوگیا۔ اور آرمینا بچ گیا اور شاطران یورپ کا یہ وار خالی گیا۔

جنگ یونان

یہان سے فارغ ہوکر مقدونیہ کا معاملہ چھیڑ گیا۔ اور سلطان نے بحری طاقت کی کمی کے سبب پہلی تہذیب یونان کو دیکر پیچھا چھوڑایا اور اندرونی انتظام کے لیے وقت نکالنے کے واسطے جنگ کو ٹالدیا۔ مگر یورپ کے نیک نیت سلطنتین سلطان کو کب فارغ البال ہوکر انتظام سلطنت کرنے دیتی تھین۔ یونان کو بھڑکا دیا اور جسب یونان نے صدیون ترکون کا نمک کھایا تھا کسی ناجائز مطالبہ کرنے لگا غیور سلطان نے انکار کردیا اور جلد باز یونان نے جسکو اپنی فتح کا یقین کامل تھا ۱۸۹۷ء مین لڑائی شروع کردی اور یورپ کے تمام ملکون سے مجاہدین اور روپیہ اور ہتھیار بہ تعداد کثیر مدد کو پہونچ گئے۔ مگر ترکون کو جنکو باب عالی کی کمزور پالیسی نے بدنام کر رکھا تھا۔ مارشل ادہم پاشا کے ماتحت دو ہفتہ ہی مین شکست پر شکست دیکر یونان کی تمام امیدون پر پانی پھیر دیا اور دول یورپ نے یہہ دیکھکر کہ چند دنون ہی مین یونان پر عثمانی پھریرہ لہرانے والا ہے جھٹ دخل دیدیا اور سلطان کو یونان کی درخواست صلح قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اور باوجود فتح یونان کی ابتدائی چھیڑ چھاڑ کے ترکی کو نہ خرچہ جنگ دلایا گیا جسکا کہ ترکی کو ہر طرح استحقاق تھا اور نہ کوئی مفید علاقہ سلطان نے یورپ کی عام لڑائی سے بچنے کے لیے ملحق کیا اگر یونان کو کامیابی ہوتی تو ترکی کو ہر طرح نقصان پہنچایا جاتا۔ اگرچہ ترکی کو اس فتح سے کوئی مادی فائدہ نہ پہونچا۔ لیکن اخلاقی فائدہ بے شمار ہوا

جسکا خمیازہ سلطان عبدالحمید خان ثانی کو بھگتنا پڑا۔ اب ہم اس سلطان کے عہد کی ملکی ترقی اندرونی انتظام کا مختصر حال لکھتے ہین اس سلطان کے عہد مین جسقدر علمی تجارتی صنعتی۔ زرعی۔ ترقی ہوئی ہے اسکا مفصل حال ہماری فاضل مورخ مولوی انشاءاللہ خان صاحب اڈیٹر اخبار وطن لاہور کی تالیفات سے مطالعہ کرنی چاہیئے جس سے بہتر راقم نہین لکھہ سکتا اور نہ اُن حالات کی اس کتاب مین گنجائش ہے۔ اور نہ یہہ کتاب اُن حالات کیلیے موضوع ہے مگر ہم بہت اختصار کیساتھہ اس سلطان کی اُن کارنامون کا ذکر کرتے ہین کہ جن سے ملکی فوائد متصور ہین اور جس سے قوم و ملت کی ترقی کی امید ہوسکتی ہے۔

جب سلطان عبدالحمید خان ثانی بتخت نشین ہوا تہا۔ تو اُسوقت ارکان سلطنت کی حالت معیوب تہی کوئی وزیر روس کے اشارے پر چلتا تہا اور کوئی انگلستان کے ہتے چڑہا ہوا تہا و دول یورپ نے سمجہہ رکہا تہا کہ سلطان برائے نام ہے وہ وزرائے سلطنت کو جسطرح ہوسکتا تہا قابو کر لیتے تہے زبردست ارکین دربار دو سلطان معزول اور ان مین سے ایک کو مقتول ہی کر چکے تہے اس سلطان نے قابو پاتے ہی مدحت پاشا وزیر اعظم۔ داماد محمود پاشا شیخ الاسلام نوری آفندی کو جلاوطن کرکے اپنی سلطانی طاقت کا سکہ جما لیا۔ اور تمام صیغون کے کام کی نگرانی اپنے ہاتہہ مین لے لی۔ اس جلاوطنی سے سفرائے یورپ کو وزرائی سے براہ راست کام نکالنے کی کوئی توقع نہ رہی اور ارکین سلطنت کو ہین کان ہوگئے اور دول یورپ کی طرفداری کو بہی چہوڑ دیا۔ یہہ ایک بڑی انتظامی فتح تہی جلالت مآب سلطان عبدالحمید خان کی تخت نشینی سے ۲۵ سال بیشتر سے لیکر خزانے کا بہت سا حصہ تعمیر محلات و دیگر غیر ضروری کامون پر صرف کیا جاتا تہا اس سلطان نے ان مسرفانہ اخراجات کی جگہہ اجرائے ریلوے۔ تعمیر مدارس شفاخانجات جنگی و صنعتی کارخانجات۔ خرید جدید اسلحہ جنگی جہازون پر خرچ کرنا شروع کیا۔ ذاتی اخراجات مین معقول کمی کردی مجلس سلطانی جو اندر کا اکہاڑا بنا ہوا تہا اس مین قابل تعریف اصلاح کردی اور ہر ایک مفید عام کام کہولکر جیب خاص سے چندے دیے اور ترکون کو فائدہ بخش عطیات کا رستہ دکہلایا مغربی تعلیم کے لیے جرمن اور فرانس سے پروفیسر منگائے گئے۔ آرٹس میڈیکل۔ انجنیرنگ۔ ملٹری۔ زراعتی کالج کہولے گئے اس سلطان کے عہد مین اب تک ہر ایک قسم کی تین ہزار سات سو مدارس کہل گئے ہین۔ خط و کتابت اور آمد و رفت کی وسائل مین سہولیت پیدا کی گئی ہے قسطنطنیہ سے بلگیریا۔ وانیا ہوتی ہوئی سلسلہ ریلوی مغربی یورپ سے ملایا گیا۔ دوسری لائن سالونی کا تک اور وہان سے سرویا تک نکالی گئی ہے۔ ایشیا مین حلب و بیروت تک دمشق سے ساحل بحیرۂ روم تک اور بغداد ریلوے کوہ طارس تک تیار بن چکی ہے سب سے مفید حمیدیہ حجاز ریلوی ہے جو دمشق سے حرمین شریفین تک نکالی گئی ہے اور امید ہے کہ اسی سال مین مدینہ منورہ تک پہونچے گی۔ اور پہر مکہ معظمہ اور جدہ تک تجویز ہے۔ اگر سلطان عبدالحمید خان کی عمر نے وفا کی تو اُس کی

جسنے کریٹ کے معاملہ مین بہی علیحدگی اختیار رکہی تہی یہان بظاہر علیحدہ رہا۔ اور دیگر سلطنتون نے سلطان پر بہت زور دیا کہ مقدونیہ
کے عیسائیون کو خاص رعائتین دیجائین جو سلطانی اختیارات کے منافی تہین سلطان نے برابر انکار رکہا جسکا نتیجہ یہہ
نکلا کہ دول یورپ نے سلطان کی جرأت کو دیکہہ کر اخیری شرط یہہ پیش کی کہ پولیس مقدونیہ مین اعلی افسر تمام دول یورپ
سے لیے جائین جسکو سلطان نے بصد اکراہ منظور کیا۔ اور آیندہ بغاوتون کے لیے مقدونیہ مین بیج بو لیا۔
ضرور سلطان نے اسوقت ایک عالمگیر جنگ سے یورپ کو بچایا۔ مگر یہہ بچاؤ عارضی ہے۔ بکرے کی مان کب تک خیر منائے گی
اگر سلطان بدستور اپنے ارادی پر قائم رہتا اور جرمن کے منافقانہ مشورے سے یورپ کی دست اندازی پولیس کو بہی نہ مانتا تو لندن
بہی آرمینا کی طرح بازی جیت جاتا سلطان نے ضرور کمزوری دکہائی اور یہہ کمزوری خواہ جرمن کے زہریلے مشورے
سے ہوئی یا کسی وزیر کی جبن آمیز رائے سے بہرحال ترکی کو اس سے ضرور نقصان پہونچا اور مقدونیہ مین بغاوت کے
مدارس کہول دیے گئے جنمین انہین دول یورپ کے عہدہ داران کی معرفت باغیانہ تعلیم ہوتی رہے گی۔
اور جس جنگ سے آج بابعالی نے پہلو بچایا ہے وہ آیندہ اس سے بہی زیادہ خوفناک صورت مین اپنا منظر دکہائیگا
اور بلغاری اور یونانی جنگی گروہون کی مفسدانہ تاخت و تاراج اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ بہت جلد سلاطین یورپ
یہ جہت اٹہانے والے ہین کہ چونکہ مقدونیہ کا انتظام قابل اطمینان نہین۔ اور رعایا کی جان و مال معرض خطر مین ہے
اس لیے بجائے ترکون کے کسی عیسائی گورنر یا ریاست کے متعلق ہونا ضروری ہے اسوقت بابعالی کو اپنی غلطی پر پچتانا پڑے گا
مگر سلطان کی مستعدی اور سرگرمی دیکہہ کر کچہہ اطمینان ہوتا ہے کہ سلطان اب اس آنیوالے منحوس وقت کے لیے ہر
طرح سے تیار ہے اور ترک بے طابی کے ساتہہ اس جنگ کی انتظار کر رہے ہین۔
اسی جنگی ولولہ کا نتیجہ ہے کہ عقبہ و طابہ کے معاملہ مین سلطان نے دنیا کو دکہلا دیا کہ وہ خشکی پر انگلستان جیسے مقتدر اور وسیع
سلطنت سے مقابلہ کرنے کے لیے ہر طرح تیار ہے چونکہ بظاہر یہہ معاملہ مصر اور ترکی کا تہا جسمین کہ ابہی تابع و متبوع کا تعلق موجود
ہے علاقہ متنازع خواہ ترکی کیطرف یا مصر کی طرف سلطان کا چندان نقصان نہ تہا اس لیے ترکی اور مصری کمشنرون
کے ذریعہ حد بندی ہوگئی اور معاملہ تہ پڑا۔ مگر یورپ کے جنگی مبصرون نے صاف طور سے کہدیا کہ اگر انگلستان جہازون
کی کثرت کے سبب ترکی کے چند جنگی تہانون اور چہوٹے چہوٹے بندرگاہون پر قبضہ کر سکتا ہے تو اندرون ملک
مین بڑہ کر ترکون کی بڑی فوج سے جسکی تعداد انگلستان سے موقعہ جنگ پر دگنی ہوسکتی ہے کبہی بہی بازی جیت نہین
سکتا۔ جو سلطان عبدالحمید خان کی قابلیت کا بین ثبوت ہے جسنے کہ فوج نظام اور ردیف کی تعداد ۱۵ لاکہہ تک
پہونچادی ہے۔ اور ترکی کو یورپ کی ہر ایک متمدن سلطنت کی ٹکر کا بنا دیا ہے۔ مگر خواہ کسقدر خوشامد کرین
آیندہ نسلون کے سامنے سلطان عبدالحمید خان اس الزام سے بری نہین ہوسکتا کہ اس کے عہد مین
بہت سا علاقہ سلطنت عثمانیہ سے جدا ہوگیا گو یہہ علیحدگی اٹل تہی اور اس کا مادہ ایک صدی سے پک رہا تہا

بہادر ترکون سے عمدہ کام لیکر ہر ایک دشمن کا منہ پہیر سکتا ہے۔ خدا نخواستہ اگر بزدل و نادان ہوا تو خیر نہین ہوگی۔
سلطان المعظم کی بیدار مغزی، جفاکشی تدبیر و دانش حکمت عملی کو مدبران یورپ تک مان گئے ہین۔ وہ یورپ کے مغالطہ
دبائو مین نہین آتا۔ وہ یورپ کی ہر ایک پالیسی کو تدبیر سے توڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اکثر کامیاب ہوتا ہے۔
آجکل ایران و ترکی کا جہگڑا در پیش ہے۔ مگر سلطان عبد الحمید خان کی اسلامی محبت اور ایران کے معاملہ فہم
محبان وطن کی کوشش سے امید ہے کہ دونون اسلامی سلطنتین اس ڈیڑہ صدی کے ادہورے معاملہ کو بطور خود فیصلہ کرینگی
اور یورپ کے ناخواندہ مہمان الجھنوں کے چکمون مین نہ آئین گے۔

سلطان عبد الحمید خان ثانی کے عہد مین ایک ینگ ترکش پارٹی کے نام سے ایک جماعت موجود ہے جو پارلیمنٹری
حکومت کے جاری کرنے اور سلطانی اختیارات کے مٹانے کے درپے ہے وہ فرانس اور امریکہ انگلستان وغیرہ کی ترقی کو
دیکہکر اسکی وجہ پارلیمنٹری طرز حکومت کو قرار دیتے ہین اور اس مین شک نہین کہ پارلیمنٹ سے ہر ایک فرد رعایا
کو سلطنت سے خاص تعلق ہو جاتا ہے اپنے آپ کو شریک سلطنت جان کر تن من دہن سے دریغ نہین کرتا۔ مگر
افسوس کہ وہ فرانس امریکہ وغیرہ کی ایک قوم ایک مذہب کا مقابلہ ترکی کے متضاد اجزا اور شورہ پشت عیسائی
رعایا سے نہین کرتے جنکا مدعا صرف ترکون کو یورپ سے نکالنا ہے اگر ایسے ملک مین جہان گورنمنٹ اور
رعایا کی قوم و مذہب مین اختلاف ہو اور مختلف قومین آباد ہون تو انگلستان جسکو اپنی پارلیمنٹری حکومت پر
فخر ہے ہندوستان کو جسکی ہندو رعایا عرصہ ۲۲ سال سے پکار کرتے کرتے شورش و فساد پر اترائی ہے کیونکہ
نہین سیلف گورنمنٹ کے اختیارات دیتی اور ہندوستانیون مین سے کسی کو ممبر پارلیمنٹ نہین بناتے اس
قدر شورش کے بعد بمشکل انڈیا کونسل مین دو ہندوستانی ممبر لیے گئے ہین جو اس قدر انگریز ممبرون
کے مجارٹی کے سامنے آٹے مین نمک کی مثال ہونگے۔

وزرائے انگلستان صاف کہہ رہے ہین کہ جو چیز انگلستان کے لیے مفید ہے وہ ہندوستان کے لیے فائدہ بخش
نہین ہوسکتی۔ اگر گورنمنٹ انگلشیہ جیسی آزاد خیال کی یہہ دلیل صحیح ہے تو سلطان عبد الحمید خان ثانی کا انکار
بہی قابل پذیرائی ہے جسکی عیسائی رعایا بے دست و پا ہندوستان کی نسبت سرکش متمرد و جنگجو مسلم ہے۔
اور یورپ کے شہ پر دن بدن بکہیڑے کرتی رہتی ہے اور ترکی کو بہت کچہ نقصان پہنچا چکی ہے۔ اور ترکی کے
مقابلہ پر تلی رہتی ہے۔

پارلیمنٹ قائم ہونے پر عموماً آبادی کے تناسب سے ضلعدار ممبر لیے جائینگے اور یورپین ترکی مین عیسائی آبادی زیادہ
ہے انکے ممبر بہی زیادہ ہونگے۔ ایشیائی ترکی کے مسلمان ممبر گو زیادہ ہونگے لیکن عام معلومات کے نہ ہونے
کے سبب سے نہ تو دلچسپی لینگے اور نہ عیسائی ممبرون کی معقول تردید کر سکینگے اور جسطرح ہندوستان کی کمیٹیون

مآل اندیشی پر یقین ہے کہ یہہ لائن یمن کی جنوبی حدود تک کبھی وسیع ہوجائے گی جس سے عرب کی تمام بغاوتون
کا قلع قمع ہوجائے گا اہل یورپ کو عرب مین فریب کا جال پہیلانے موقع کم ملے گا۔ نہر سویز کی جنگی وقعت کم ہوجائے گی
اگر یورپ جنگی جہازون سے ارض مقدس حجاز کو دہمکی دے سکتا ہے تو سلطان حجاز ریلوے کے ذریعہ
حسب ضرورت فوج وغیرہ موقعہ پر پہنچا کر مخالفون کی آرزون کو خاک مین ملا سکتا ہے۔

پس یہہ کہنا بیجا نہین ہوگا۔ کہ اگر سلطان سلیم اول نے مقدس علاقہ حجاز کو سلطنت عثمانیہ مین شامل کرکے اپنی اولاد کے
لیے معزز اور متبرک خطاب خادم حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا حاصل کیا تہا تو اسکے لائق جانشین سلطان
عبدالحمید خان ثانی نے حجاز ریلوے کو اجرا سے اس ممتاز عزت کو موجودہ خطرات سے بچا کر سرزمین عرب کو خالص
اسلامی ملک کہلانے کے قابل بنا دیا ہے سلطان سلیم اول فاتح اور سلطان عبدالحمید خان ثانی محافظ کہلا سکتا ہے
اس نازک زمانہ مین موجودہ علاقہ کا بچانا ہی ایک فتح عظیم ہے یہہ ریلوے لائن عام مسلمانان عالم کے چندوں سے
بن رہی ہے جسکی ابتدا خود سلطان المعظم نے رقم کثیر دیکر کی تہی اور سلطانی سپاہ و رعایا و حجاج کے علاوہ دیگر
ملکون کے مسلمانون ہندوستان وغیرہ سے بہی چندہ روانہ کیا گیا۔

اس عقلمند سلطان نے مالی صیغہ کی درستی مین کمال ترقی کر دکہائی ہے۔ سلطان عبدالعزیز خان کے عہد مین قرضہ کا
سود بہی ادا نہ ہوسکتا تہا۔ اور یورپ مین ترکی دیوالیا شمار ہوتی تہی۔ وہ قرضہ اب ساڑہے تین فیصدی سود سے
تبدیل کیا گیا ہے جو سود کہ یورپ کی بڑی سے بڑی مالدار سلطنتین ادا کرتی ہین۔ اور یورپ کی بعض
سلطنتین اس سے زیادہ شرح کا سود دیتی ہین جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یورپ کے بازارون مین ترکی کی ساکہہ قابل
اعتبار ہے جو سلطنت کے مالی انتظام کی عمدگی کے سوا قائم نہین ہوسکتی باوجودیکہ فوج نئے سر سے مرتب ہوئی ہے جدید
اسلحہ سے مسلح کی گئی ہے کروڑون روپے کے جنگی جہاز اور سامان حرب خریدا گیا ہے۔ مگر سلطنت کے بیرونی قرضہ
مین کوڑی کا اضافہ نہین ہوا۔ اور یورپ کے کارخانہ دار سلطان سے فرمائشین حاصل کرنے کے لیے باہم
سخت رقابت سے کام لے رہے ہین۔ قومی عثمانیہ بنک اور عثمانیہ نوٹون کے اجرا سے یورپ کی جیبون سے کروڑون
روپیہ نکلوا لیا۔ یہہ سب کچھ سلطان المعظم کی اعلی بیدار مغزی اور اسلامی معاشرت پر کاربند ہونے کا نتیجہ ہے۔

سلطان المعظم عام اتحاد اسلامی سے بہی غافل نہین مگر یورپ کی ریشہ دوانیون سے معذور رہے آجکل مقدونیہ
مین یورپ فساد کا جال پہیلا رہا ہے اصلاحات کی بجبر و اکراہ سلطان سے منظور کرائی گئی ہے۔ جسکا نتیجہ
کشت و خون اور باغیون کے حوصلہ افزائی نکل رہا ہے خیر کچھ ہو قرائن سے پایا جاتا ہے کہ غالباً سلطان
عبدالحمید خان ثانی کی زندگی مین کوئی محاربہ عظیم پیش نہ آئیگا۔ مگر اُن کے بعد فوراً یورپ ٹوٹ پڑے گا
اگر اسوقت کا سلطان اولوالعزم قوی دل ہوا۔ تو سلطان عبدالحمید خان نے اسقدر جنگی سامان جمع کر دیا ہے کہ وہ

اور موجودہ سلطان المعظم کی عمر و ہمت مین برکت دے اور اسکو اپنے ارادون مین کامیاب کرے - آمین -

ثم آمین بہ برکت طٰہٰ و یٰسین

فالحمد للہ رب العلمین -

قد تم الجزو الاول ویلیہ جزو الثانی

ناظرین ؟ سلطنت عثمانیہ کے ذیل مین جملہ سلاطین ترکی کا حال لکھا گیا ہے جو اس کتاب کی اصلی مدعا سے جو دیباچہ مین عرض کیا گیا ہے - کچھ دور معلوم ہوتا ہے لیکن بوجوہات ذیل لکھنا پڑا -

(۱) تمام مسلمانون کی نگاہین سلطان ترکی کی طرف لگی ہوئی ہین اس کی خاندانی تاریخ کا علم اہل اسلام کے لیے ضروری ہے -

(۲) عروج و زوال کے صریح اسباب جسقدر سلطنت عثمانیہ کی تاریخ مین ملتے ہین اور کسی تاریخ اسلامی مین نہین مل سکتے - جن اسباب کا جاننا مسلمانون کے لیے ازبس لازمی ہے -

(۳) یورپ کی اول تمام پالیسیون اور حکمت عملیون کا تاریخ عثمانیہ سے بخوبی پتہ لگتا ہے - جو وہ مشرقی موقعون پر عمل مین لاتی رہی ہے -

(۴) گذشتہ مشکلات ترکی کے جتانے سے یہہ بھی غرض ہے کہ موجودہ مشکلات دیکھہ کر مسلمان مایوس نہ ہون -

(۵) مسلمان تمام حال کو پڑھکر آئندہ اپنی ترقی کا راستہ تلاش کریں :-

نوٹ اب صرف ہندوستان اور افغانستان کے بہادرون کے حالات باقی ہیں جو انشاءاللہ تعالٰے دوسرے[۲] حصہ میں شائع ہو کر پیش ناظرین ہونگے - والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد و اٰلہٖ واصحابہ اجمعین ؎

الراقم

کرم الٰہی صوفی مصنف کتاب ہذا

[۱] یہ اشارہ معزول سلطان عبدالحمید خان ثانی کی طرف ہے لیکن آخر ۱۹۰۹ء میں ینگ ٹرکش پارٹی کے غلبہ کی بدولت سلطان مذکور معزول ہو گئے - اب ان کے بھائی سلطان محمد خامس مسند نشین خلافت ہیں خدا اون کو خوش رکھے -

[۲] یہ حصہ بھی طیار ہو چکا ہے - ملاحظہ ہو - اشتہار بر صفحہ نمبر ۵۲۰ :-

مین مسلمان ممبرون کا وجود ہندیون کے مقابلہ مین کچہ مفید نہین ہے یہی حال ترکی کا ہوگا اگر عیسائی ممبرون کی آواز
نہ سنی گئی تو یورپ کو سنگہ اڑانے اور متعصبانہ جوش بڑہانے کا زیادہ موقعہ ملے گا - اور عیسائی ممبر اعزا سے دول کی تعلیم
وتلقین سے مشکلات کا پہاڑ کہڑا کر دینگے - اور جبتک کہ تمام جنگی اور ملکی عہدے بلا تمیز قوم و مذہب عیسائیون کو نہ دیے
جائینگے وہ آرام نہین کرینگے اسی صورت مین اگر سپہ سالار عیسائی ہو تو اس سے کسی یورپین سلطنت کے مقابلہ مین جانبازی
کی امید کہان تک ہو سکتی ہے - ماتحت عہدے پر کام آتا اور بات ہے - اسی طرح اگر وزیر اعظم عیسائی مقرر کیا جائے تو
اسلامی سلطنت کے کیا کام آسکتا ہے اگر ترکی مین کہین ایسا نقشہ جمایا گیا تو ترکون کی خالص اسلامی حمیت کو سخت
نقصان پہنچے گا - اور جسطرح ہندوستان کے مسلمانون کے قومی جوش کو اکبر اعظم کی مضر اسلام پالیسی نے نقصان
پہنچایا تہا اور ہندو سپاہ سالارون کے ماتحت مسلمانون سے کام لے کر اسلامی عصبیت کو خاک مین ملایا گیا - وہی
حالت ترکون کی ہوگی -

غرضیکہ ینگ ترکش پارٹی اجرائے پارلیمنٹ کی خواہش مین غلطی پر ہے - ہان اگر پارلیمنٹری اور خود مختار حکومت کے
بین بین ہو جیسا کہ عہد خلافت راشدہ مین تہا - اور سلطان بہی اپنے آپ کو محض امین بیت المال تصور کرے
اور شریعت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام پر کاربند ہو - اخبارون کو آزادی دی جائے اور قرن اولی کی طرح عام مسلمانون
کی رائے کی قدر کی جائے تو مفید ہے شریعت کو چہوڑ کر یورپ کی تقلید سلطنت کو کچہ فائدہ نہین پہونچا سکتی -
بلکہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے فضائل سے محروم رکہکر اولو الامر منکم کی زبردست فلاسفی کے فوائد سے دور
پہینکدے گی - سلطان عبد الحمید خان ثانی نے یورپ کی جو ضروری انتظامی باتین تہین لے لی ہین سب سے
نہایت ضروری یورپ کی قواعد جنگ اور اسلحہ تہے جو اس سلطان کا جد امجد سلطان محمود خان مرحوم جاری
کر چکا تہا اور اسکے بعد کے سلاطین نے اسکو بڑہایا اور سلطان عبد الحمید خان نے اس انتظام کو مکمل کر دیا
قومی بنک کو جاری کر دیا - ریلوے کو وسعت دی - تعلیم پر زیادہ توجہ کی - اگر ینگ ترکش پارٹی کے مطالب
مفید سلطنت یا حد اعتدال سے تجاوز نہ ہوتے تو سلطان المعظم ضرور مان لیتا - مگر اسی پارٹی مین بجائے اطاعت
کے سرکشی کا مادہ زیادہ موجود ہے پہر سلطان کسطرح متمرد گروہ کا زور بڑہنے دے سکتا ہے جنکی رائے کا
فائدہ تو شائد حاصل ہو مگر موجودہ انتظام مین خلل آنے کی قوی امید ہے اور یورپ جو ایسے موقعون کو تاڑ رہا
ہے بے انتظامی کی حالت مین حصے بخرے کرنے کو تیار ہو جائے گا - اور جسطرح ینگچری فوج کی بربادی پر
سلطان محمود خان مرحوم کو ملکی اور مالی نقصان اٹہانا پڑا تہا وہی حال پہر ہوگا -

اسلیے ترکی کی بہتری اسی مین ہے کہ کوئی اندرونی انقلاب پیدا نہ ہو اور موجودہ انتظام ہی مکمل اور مقتدر
بنایا جائے پس پارٹی مذکور کی کاروائی مفید سلطنت دکہائی نہین دیتی - خدا تعالی سبکو راہ راست دکہائے

تذکرہ بہادران اسلام الملقب بہ اصلاح امت حصہ دوم (بزبان اردو)

مصنفہ مولوی کرم الٰہی صاحب صوفی ڈنگوی مصنف سوانح عمری خالد بن ولید و حصہ اول کتاب ہذا

جیساکہ حصہ اول کے آخر میں وعدہ کیا گیا تھا یہ حصہ فاضل مصنف نے شاہان اسلام ہند وافغانستان سے غلط اتہامات دور کرانے اصلی اور صحیح واقعات قوم کو دکھانے۔ ترقی او تنزل کے حقیقی اسباب سے آگاہ فرمانے ہندو اور مسلمانوں کی فی مابین غلط فہمیاں دور کرا کر گلے ملانے اور آئندہ ترقی کا یقینی راستہ بتانے کو لکھا ہے :-

سب سے پہلے مسلمانوں کے ابتدائے حملہ ہند کے واقعات سے شروع کر کے ابو العاص عامل یمن کے حالات پر روشنی ڈال غازی اسلام محمد بن قاسم کی الوالعزمانہ خدمات کو واضح طور پر بیان کر جنید بن عبد الرحمٰن کی خدمات ابو مسلم خراسانی کے حالات دکھاتے ہوئے خلفائے اسلام امویہ و عباسیہ کی امداد پر فتح ہند پر اخوت اسلامی کا سبق سکھلا خاندان غزنویہ کے ... لکھے ہیں چنانچہ افغانوں اور ہندوؤں کے قدیم معرکوں سے شروع کر کے سبکتگین اور راجہ جیپال کے تعلقات لکھکر فخر اسلام ابن الدولہ یمین الملۃ سلطان محمود غزنوی کے مفصل اور مکمل حالات حوالہ قلم کئے ہیں نیز سلطان سے وہ کل الزامات دور کر دئے گئے ہیں جو مخالفین نے از راہ تعصب اس پاک نفس سلطان پر لگا رکھے تھے اور اس کے حملات ہند کے اسباب اور کسی کو بجز مسلمان نہ کرنے کی تاریخی شہادتیں پیش کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ اسکے ماتحت تو ہندو فوج بھی خدمات بجالاتی اور جانبازی دکھاتی تھی اور فردوسی کا قصہ لکھکر ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سلطان موصوف کوئی لالچی طماع اور بدعہد شخص نہ تھا۔ غرض کیا گیا انکمیں سب قسم کے اعتراضات کا جو یورپینوں نے کئے یا کسی اور نے شافی جواب دئے گئے ہیں اسکے بعد سلطان کے حالات پیش کر کے خاندان غوری کی تاریخ لکھی گئی ہے اول غوریوں اور غزنویوں کے تعلقات پر روشنی ڈالکر سلطان شہاب الدین معز الدین غوری کے حالات ہند کے متعلق پوری تشریح سے خامہ فرسائی کیگئی ہے اور اس بے نظیر سلطان پر سے کبھی شکست و فتوحات کے کل وہ اتہامات دور کر دیئے گئے ہیں۔ جو فن تاریخ سے ناواقف لسبب عناد کر دیا کرتے ہیں اس کے بعد خاندان غلامان ہند کا حال شروع کر کے سلطان قطب الدین ایبک اور اس کی شان و شوکت و بختیار خلجی اور اس کی فیل افگنی خوارزم شاہ اور چنگیز خاں کے معرکے رضیہ بیگم کی خدمات سلطان ناصر الدین محمود کا بابرکت زمانہ اور الوالعزم سلطان بلبن کا حسن انتظام اور اس پر سے الزامات کے جواب دیکر خاندان بلبنی کے حالات مفصل دکھلا کر خاندان خلجی کے حالات بالاستیعاب درج کئے گئے ہیں۔ چنانچہ جلال الدین خلجی کے ابتدا سے لیکر بادشاہ بننے تک کے حالات اور سلطان علاؤ الدین کی بے نظیر فتوحات۔ حسن انتظام قحطوں اور بدعنوانیوں کے انسداد کی تدابیر اور سلطان کی پولیٹیکل لیاقت اور حسن صوفیاء کے توسط سے ہندوستان میں شروع عہد اسلامیہ سے لے کر آخیر عہد خلجی تک اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام پائی ان کے سبق آموز مفصل حالات اور اس خاندان کے آخری حکمرانوں کا حال اور اسلامی عہد کی علمی۔ صنعتی۔ حرفتی۔ تجارتی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ زراعتی۔ سیاسی ایجادی ترقیات۔ اور ہندوؤں پر اسلامی تہذیب کے اثرات کا حال لکھکر اس حصہ کو ختم کر کے حصہ سوم کا اعلان درج کیا گیا ہے جس میں تغلق لودی اور عظیم الشان خاندان مغلیہ کے حالات درج ہونگے۔ کاغذ لکھائی اور صحت چھپائی نہایت اعلےٰ ہے۔ تقطیع ۲۰×۲۶ کلاں صفحات ۴۸۴ :-

قیمت صرف دو روپے ... ... عہ

محصولڈاک ۴ر

علاوہ خرچ ہوگا

المشتہران

عبد الرحیم و عبد الرحمٰن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم تاجران کتب
مسجد چینیاں والی لاہور

اعلان

ناظرین بانمکین کی خدمت بابرکت میں التماس ہے۔ کہ ہم نے یہ کتاب محض
مسلمانوں میں مردہ اخوت کو زندہ کرنے دوبارہ اسلامی حقیقی روح پھونکنے غفلت اور ادبار کی کالی
گھٹ کو دور کرنے نکبت و ذلت کا حکمی علاج بتانے اور ترقی کا حقیقی راستہ دکھانے ضلالت
سے بچانے کو طبع کرایا ہے اور اپنے اسلاف صلحا کے کارنامے دکھا کر ان کی مشکلات کو صاف ظاہر
کر کے وہ علاج اور نسخے بھی لکھ دئے ہیں جو کہ وہ ایسی حالتوں میں استعمال کرتے کل قوم کو بچاتے اور
مسلمانوں کی گرتی ہوئی متزلزل حالت سے دوبارہ تازہ روح پھونک کر توانا و تندرست کر کے تلافی مافات
کر لیتے۔ پس اے میرے پیارے برادران اسلام اگر آپ کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ غفلت
اور بے اعتنائی دور ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی دیگر اقوام عالم کی طرح عزت کی زندگی جیئیں
اگر آپ کی تمنا ہے کہ یقینی طور پر موجودہ انحطاط کے بواعث پر اطلاع ہو اور ساتھ ہی نکبت و
ذلت و خواری کے دفعیہ کا حقیقی صراط مستقیم قوم کے غمخواروں کی معلوم ہو جائے۔ اور اے دردمندان
اسلام اگر آپ آرزومند ہیں کہ اپنی اولادوں کے لئے موجودہ نکبت اور ذلت کی جگہ خودداری سلف
ہلپ۔ اعلا و رفعت۔ سچا اسلامی جوش۔ ہمت مردانہ۔ اخوت اسلامی۔ اسلامی پابندی ورثہ میں دیں
اور اگر اے دوستو آپ کے دل میں یہ امنگ ہے کہ ہم نہیں تو ہماری اولادیں وہ کام کر کے دکھائیں
جو کہ اسلام کی حقیقی عزت کے شایان شان ہیں۔ تو میں بلاکسی ذاتی غرض اور سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ
بے لوث ہمدردی سے کہتا ہوں کہ ضرور ایک دفعہ اس کتاب کا جو کل تواریخ اسلام کی ورق گردانی کر
تالیف کی گئی ہے مطالعہ فرماویں۔ اور اپنی عزیز اولاد بھی جن کی بہبودی کے ہم دل سے خواہاں آرزو
ہوتے ہیں محروم نہ رکھیں نیز احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ ارادہ تو یہی تھا کہ غازیان ہندوستان و افغا
حالات بھی اسی حصہ میں درج کر دئے جائیں مگر چونکہ اب یہ حصہ کافی ضخیم ہو چکا ہے اور ہندوستان و افغانستان۔
برادران اور اسلامی خادموں کے حالات خود قریباً اس کل حصہ کے برابر ہیں۔ اس لئے یہی مناسب
سمجھا۔ کہ ان دونوں جلیل القدر ملکوں کے حالات خاص اہتمام سے علحدہ شائع کئے جائیں
لہٰذا احباب سے امید ہے کہ یہ حصہ دیکھ کر خود بخود دوسرے حصہ کو بھی طلب فرما کر اپنے
خادم کو ممنون و مشکور فرما دینگے :۔

آپکا خادم عبدالرحیم پسر مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم تاجر کتب
لاہور مسجد چینیاں والی